قال اللہ الجمیل اولیائی تحت قبائی

۱۲۹۰ھ

الحمد للہ والمنۃ کہ این تذکرہ کاملین و مجموعہ احوال واصلین مسمی بہ

انوار العارفین



تالیف عمدہ بارگاہ رب المشرقین حافظ محمد حسین صاحب مرادآبادی

در مطبع صدیقی واقع بریلی باہتمام مولوی محمد منیر طبع شد

یہ کتاب Www.madaarimedia.Com سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے



MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

297.420
M70A
JAMIA HAMDARD LIBRARY New Delhi
9561
16/7/
LIBRARY
JAMIA HAMDARD
P95613

فہرست کتاب انوار العارفین

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱
احوال ریاست رامپور	۴
باب اول در بیان کلمہ نفی و اثبات و خطرات و مشدود وغیرہ	۷
بیان اثر نسبت پیر طریقت و تحقیق آن	۱۱
بیان در ولایت و نبوت	۱۳
ذکر خاصہ نبوت	۱۵
ذکر خاصہ ولایت	۱۶
بیان سلوک خواجہ نقشبند	۲۰
فائدہ	۲۶
بیان عشق	۲۸
بیان توحید مطلق و مقید	۳۲
بیان قرب نفل و فرض	〃
بیان تجلی ذاتیہ	۳۳
عرضداشتہای حضرت مجدد رح	۳۹
مسئلہ محال عقلی و تمثل	۴۱
تناسخ و بروز	۴۳
خلع بدن و لبس بدن	〃
حال شیخ اوحد الدین حامد الکرمانی رح	۴۵
معنی حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ	۴۶
مسئلہ روح	۴۷
بیان حقیقت نفس انسانی و دل و روح	۴۸
مسئلہ قصور شیخ	۵۱
سوال از جنس دم و جواب آن	۵۲
بیان [illegible]	۵۷

مضمون	صفحہ
الفرق بین المقام والحال	۶۵
بیان تلوین و تمکین	۶۶
بیان الہام	〃
بیان تصوف	۶۸
بیان معاملات	۶۹
بیان لبس مرقع	۷۰
بیان شرط مرقع	〃
بیان خرقہ خلافت و سند آن	۷۱
ذکر چہاردہ خانوادہ اصل	۷۳
بیان چہل خانوادہ فرع	۷۹
نقل تمام اسامی رجال اللہ اقطاب و غوث وغیرہ	۸۳
باب دوم در ذکر سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۹۱
ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ	۱۰۶
ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ	۱۰۹
ذکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ	۱۱۲
ذکر حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ	۱۱۳
بیان کلیم و خرقہ کہ از حضرت مرتضی بکدام کس رسید	۱۲۱
ذکر حضرت امام حسن علیہ السلام	۱۲
ذکر حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۲۳
ذکر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۱۲۵
ذکر امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ	۱۲۹
ذکر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ	۱۳۰
ذکر امام موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ	۱۳۳
ذکر امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ	۱۳۴

مضمون	صفحہ
ذکر امام محمد جواد تقی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۳۷
ذکر امام علی ہادی نقی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۳۸
ذکر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالے عنہ	۱۴۰
ذکر امام محمد مہدی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۴۱
باب سوم در ذکر اصحاب حنفہ علیہم الرضوان	۱۴۵
ذکر خواجہ اویس قرنی رح	۱۴۷
ذکر امام اعظم رح	۱۴۸
ذکر امام شافعی رح	۱۵۰
ذکر امام احمد حنبل رح	۱۵۲
ذکر چہار پیر	۱۵۳
ذکر رابعہ بصری رح	۱۶۰
باب چہارم در ذکر بزرگان خانوادہ ہاشمی مذکورہ	۱۶۱
ذکر خواجہ عبد الواحد بن زید رح	〃
ذکر خواجہ حبیب عجمی رح	۱۶۲
ذکر فضیل بن عیاض رح	۱۶۳
ذکر ابو سلیمان خواجہ داؤد بن نصیر الطائی رح	۱۶۶
ذکر حضرت ابراہیم ادہم رح	۱۶۸
ذکر حضرت معروف کرخی رح	۱۷۳
ذکر حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رح	۱۷۵
ذکر حضرت شقیق بلخی رح	۱۷۷
ذکر خواجہ حاتم بن اسم رح	۱۷۹
ذکر احمد بن خضرویہ رح	۱۸۰
ذکر حضرت بایزید بسطامی رح	۱۸۱
ذکر حضرت ہبیرۃ البصری رح	۱۸۳
ذکر حضرت سری السقطی رح	۱۸۴

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت ابو الحسن احمد نوری رح	۱۸۶
ذکر حضرت خواجہ علوی ممشاد دینوری رح	۱۸۸
ذکر حضرت خواجہ جنید بغدادی رح	۱۹۰
اختلاف اقوال در تعیین ممشاد دینوری رح	۱۹۳
ذکر حضرت محمد رویم رح	۱۹۵
ذکر حضرت ابو علی الرودباری رح	۱۹۶
ذکر حضرت محمد جریری	۱۹۷
ذکر حضرت ابو اسحق شامی رح	۱۹۸
ذکر حضرت ابو بکر شبلی رح	۲۰۱
ذکر حضرت ابو عبید اللہ بن خفیف رح	۲۰۴
ذکر شیخ ابو الحسین بن محمد الاکار رح	۲۰۸
ذکر شیخ ابو اسحق ابراہیم بن شہریار رح	۲۰۹
ذکر حضرت ابو علی کاتب رح	۲۱۰
ذکر ابو بکر الشوسی و ذکر محمد طبرانی رح	۲۱۱
ذکر شیخ ابو العباس القصاب الاملی رح	۲۱۲
ذکر ابو یعقوب الشوسی رح	۲۱۳
ذکر ابو یعقوب نہرجوری رح	۲۱۴
ذکر ابو العباس سخاوندی رح	۲۱۵
ذکر شیخ عمو رح	۲۱۶
ذکر حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رح	۲۱۷
ذکر حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رح	۲۱۹
ذکر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رح	۲۲۴
ذکر شیخ ابو القاسم گرگانی رح	۲۲۶
ذکر ابو اسمعیل بن ابی منصور محمد انصاری رح	۲۳۰
ذکر خواجہ یحیی بن عمار شیبانی رح	۲۳۱
ذکر شیخ عبد اللہ طائی	۲۳۱

مضمون	صفحہ
ذکر خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح	۲۳۳
ذکر حضرت شیخ ابو علی فارمدی رح	۲۳۵
ذکر ابو حفص حداد رح	۲۳۷
ذکر شیخ ابو الفضل بن الحسن السرخسی رح	۲۳۸
ذکر شیخ ابو نصر سراج رح	〃
ذکر شیخ لقمان سرخسی رح	۲۴۰
ذکر شیخ ابو سعید ابو الخیر رح	〃
ذکر شیخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح	۲۴۲
ذکر خواجہ احمد بن مودود چشتی رح	۲۴۸
ذکر شیخ ابو بکر بن عبد اللہ الطوسی رح	۲۴۹
ذکر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی الطوسی رح	۲۵۰
ذکر شیخ احمد غزالی رح	〃
ذکر حاجی شریف زندنی رح	۲۵۱
ذکر خواجہ یوسف ہمدانی رح	۲۵۳
ذکر خواجہ احمد یسوی رح	۲۵۴
ذکر خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح	۲۵۵
ذکر خواجہ عارف ریوگری رح	۲۵۶
ذکر خواجہ محمود انجیر فغنوی رح	۲۵۷
ذکر خواجہ علی رامیتنی رح	۲۵۸
ذکر خواجہ بابا سماسی رح	۲۵۹
ذکر شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رح	〃
ذکر عمار یاسر رح	۲۶۰
ذکر شیخ روزبہان کبیر مصری رح	〃
ذکر شیخ اسمٰعیل قصری رح	۲۶۱
ذکر خواجہ حضرت عثمان ہارونی رح	〃

مضمون	صفحہ
ذکر شیخ عبد العزیز تمیمی رح	۲۶۶
ذکر عبد الواحد بن عبد العزیز رح	〃
ذکر شیخ ابو الفرج طرطوسی رح	〃
ذکر شیخ ابو الحسن ہکاری رح	〃
ذکر حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۷
ذکر شیخ حماد دباس رح	۲۶۸
ذکر شیخ نجم الدین کبریٰ رح	۲۷۱
ذکر شیخ شہاب الدین سہروردی رح	۲۷۵
ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح	۲۷۶
ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۲۸۵
ذکر سید میر کلال رح	۲۹۱
ذکر حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رح	۲۹۲
ذکر شیخ الاسلام ابو محمد زکریا القتانی رح	۲۹۷
ذکر حضرت شیخ علی احمد صابر رح	۲۹۹
ذکر حضرت سلطان [illegible] نظام الدین اولیاء رح	۳۰۳
ذکر شیخ شمس الدین [illegible] رح	۳۰۵
ذکر حضرت نصیر الدین محمود چراغ [illegible] رح	۳۰۹
ذکر شیخ سراج الدین عثمان رح	۳۱۲
ذکر شیخ صدر الدین حکیم رح	۳۱۳
ذکر شیخ کمال الدین رح	〃
ذکر سید محمد [illegible] رح	۳۱۴
ذکر شیخ علاء الدین [illegible] رح	۳۱۵
ذکر شیخ فتح اللہ [illegible] رح	〃
ذکر شیخ سراج الدین [illegible]	۳۱۶

مضمون	صفحہ
ذکر شیخ نور الدین رح	۳۱۷
ذکر شیخ محمد عیسے رح	〃
ذکر شیخ علیم الدین رح	۳۱۹
ذکر سید شمس الدین طاہر رح	〃
ذکر شیخ حسام الدین مانکپوری رح	〃
ذکر شیخ بہاء الدین جونپوری رح	۳۱۹
ذکر شیخ محمود راجن رح	〃
ذکر شیخ جمال الدین حسن رح	۳۲۰
ذکر شیخ حسن محمد رح	〃
ذکر شیخ محمد رح	۳۲۱
ذکر شیخ یحیے رح	〃
ذکر راجے حامد شہ رح	۳۲۲
ذکر شیخ حسن طاہر رح	〃
ذکر حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رح	〃
ذکر خواجہ علاء الدین عطار رح	۳۲۴
ذکر خواجہ محمد پارسا رح	〃
ذکر خواجہ علاء الدین غجدوانی رح	۳۲۶
ذکر حضرت جلال الدین پانی پتی رح	〃
ذکر شیخ شبلی رح	۳۲۸
ذکر شیخ بہرام چشتی رح	۳۲۹
ذکر حضرت مولانا یعقوب چرخی رح	〃
ذکر شیخ احمد عبدالحق ابدال رح	۳۳۱
ذکر شیخ جمال کوجہ رح	۳۳۷
ذکر خواجہ عبید اللہ احرار رح	۳۳۹
ذکر حضرت مخدوم شیخ عارف رح	۳۴۱

مضمون	صفحہ
ذکر مولانا محمد زاہد رح	۳۴۲
ذکر حضرت شیخ محمد ابن شیخ عارف رح	۳۴۴
ذکر مولانا درویش محمد رح	۳۴۶
ذکر خواجہ میرک گنبد سبزی رح	۳۴۸
ذکر خواجہ محمد صابر رح	〃
ذکر مولانا شیر محمد رح	〃
ذکر شیخ صلوتے رح	〃
ذکر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح	۳۴۹
ذکر حضرت مولانا خواجگی امکنگی	۳۵۸
ذکر حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد والد حضرت مجدد رح	۳۶۱
ذکر حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رح	۳۶۲
ذکر شیخ جلال الدین تھانیسری رح	۳۶۳
ذکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رح	۳۶۶
ذکر خواجہ محمد عبداللہ مشہور بخواجہ کلان رح	۳۷۱
ذکر خواجہ عبدالحق ابن خواجہ کلان رح	۳۷۲
ذکر خواجہ محمد یحیے رح	۳۷۳
ذکر میر عبداللہ حراری رح	〃
ذکر حضرت میر ابوالعلی اکبر آبادی رح	〃
ذکر حضرت شیخ المشائخ بندگی نظام رح	۳۷۶
ذکر حضرت شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی	۳۷۹
ذکر حضرت شیخ ابوسعید نبیرہ شیخ عبدالقدوس	۳۸۷
ذکر حضرت خواجہ محمد معصوم رح	۳۹۱
ذکر شیخ محمد صادق گنگوہی رح	۳۹۴
ذکر حضرت شیخ داؤد بن شیخ محمد صادق	۴۰۳

مضمون	صفحہ
ذکر محمد نقشبند رح	۴۰۷
ذکر شیخ سیف الدین رح	۴۰۸
ذکر محمد زبیر رح	۴۰۹
ذکر حافظ محمد محسن	〃
ذکر حضرت سید نور محمد بدایونی رح	۴۱۰
ذکر حضرت سید ابو المعالی انبہٹوی	۴۱۱
ذکر حضرت میران شاہ بہیک رح	۴۱۳
ذکر سید محمد سالم ترمذی	۴۲۰
ذکر حضرت میرزا جان جانان مظہر شہید	۴۲۲
ذکر شاہ قطب الدین رح	۴۲۵
ذکر سید علیم اللہ شفا فاضل جالندری رح	۴۲۶
ذکر شاہ محمد نعیم رح	〃
ذکر سید محمد اعظم رح	۴۲۷
ذکر شیخ عبد الکریم رح	۴۲۸
ذکر شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح	۴۲۹
ذکر شیخ نظام الدین کاکوری رح	۴۳۰
ذکر مولانا فخر الدین اورنگ آبادی رح	۴۳۱
ذکر حضرت حافظ محمد موسیٰ لنگپوری رح	۴۳۲
ذکر شیخ محب اللہ الہ آبادی رح	۴۳۵
ذکر شیخ عیسے رح	۴۴۰
ذکر شیخ محمدی اکبر آبادی رح	〃
ذکر شاہ عضد الدین رح	۴۴۲
ذکر شیخ عبد الہادی رح	۴۴۸
ذکر شیخ عبد الباری رح	۴۵۰
ذکر شاہ رحمن بخش رح	۴۵۱
ذکر حضرت حاجی عبد الرحیم رح	〃
ذکر حضرت میانجی نور محمد جھنجھانوی رح	۴۵۲
ذکر حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی	۴۵۳
ذکر حضرت حافظ ضامن تھانوی رح	۴۵۴
ذکر خواجہ نور محمد رح	〃
ذکر خواجہ سلیمان رح	۴۵۶
ذکر سید صدر الدین راجو رح	۴۵۷
ذکر شیخ سارنگ رح	〃
ذکر شیخ مینا رح	۴۵۸
ذکر شیخ سعد الدین بدہن خیر آبادی	〃
ذکر میر عبد الواحد بلگرامی رح	۴۵۹
ذکر میر عبد الجلیل رح	۴۶۰
ذکر سید انیس رح	۴۶۱
ذکر سید محمد ترمذی رح	〃
ذکر شیخ محمد فضل اللہ آبادی رح	۴۶۳
ذکر سید احمد کالپوی رح	〃
ذکر شیخ محمد یحییٰ رح	۴۶۴
ذکر شیخ محمد فاخر رح	۴۶۵
ذکر شاہ برکت اللہ صاحب البرکات رح	〃
ذکر شاہ آل محمد رح	۴۶۶
ذکر شاہ حمزہ رح	۴۶۷
ذکر اچھے صاحب رح	۴۶۹
ذکر شہری صاحب رح	۴۷۱
ذکر سید دوست محمد رح	〃
ذکر شاہ محمد فرہاد رح	۴۷۲
ذکر حاجی سید عطا حسین عظیم آبادی رح	۴۷۳

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت شاہ محمد حسین رح	۴۷۵
ذکر حضرت شاہ عبد الحد یعنی شاہ غلام علی	۴۷۹
ذکر حافظ کائنگار خان صاحب	۴۸۱
ذکر حضرت مولوی سید امانت علی ابردی	۴۸۲
ذکر مولوی محمد انوار الحق و دیگر صاحبزادگان مولوی سید امانت علیصاحب	۴۸۵
ذکر خلفاء مولانا سید امانت علیصاحب	۴۸۶
ذکر حافظ سید عبد الغنی رح	۴۸۸
ذکر محمد حسن ولد مولوی رحمت علی مرادآبادی	″
ذکر مولانا احمد حسن مرادآبادی رح	″
ذکر مولوی عبد العزیز امروہی رح	۴۸۹
ذکر سردار صاحب بہادر علیشاہ رح	″
ذکر سید معین الدین رح	″
ذکر حاجی غلام علی شاہ رح	۴۹۰
ذکر احمد علی شاہ رح	۴۹۱
ذکر مولوی امام الدین رح	″
ذکر مولوی عبد الحی رح	″
ذکر حاجی عبد اللہ شاہ رح	۴۹۲
ذکر شاہ صابر بخش رح	۴۹۳
ذکر فرزندان اخوند فقیر صاحب رح	″
ذکر حضرت شاہ درگاہی پیلی بھیتی رح	۴۹۶
ذکر حضرت شاہ ابو سعید دہلوی رح	۴۹۷
ذکر شاہ احمد سعید مہاجر رح	۴۹۹
ذکر حضرت محمد ظہور الحسن مرادآبادی	۵۰۰
ذکر حافظ محمد مسعود رح	″

مضمون	صفحہ
ذکر شاہ حاجی عبد اللہ شاہ رح	۵۰۱
ذکر شاہ حسام الدین رح	۵۰۲
ذکر ملا اخوند امام الدین رح	۵۰۳
ذکر خلیفہ قادر بخش رح	″
ذکر عبد الرحیم شاہ رح	۵۰۴
ذکر فقیر شاہ رح	″
ذکر حافظ علی حسین شاہ رح	۵۰۵
ذکر حضرت مولانا شاہ عبد الغنی مہاجر	″
ذکر مولوی محمد احسن نانوتوی	۵۰۶
ذکر مولوی سنا مرادآبادی	۵۰۷
ذکر حضرت مولوی عبد الرشید مہاجر	۵۰۸
ذکر مولوی ارشاد حسین رامپوری	۵۰۹
ذکر نعیم شاہ	۵۱۱
ذکر معظم خان	″
ذکر مولوی جمال الدین	۵۱۲
ذکر مولانا نیاز احمد بریلوی	″
ذکر شاہ علی محمد	۵۱۳
ذکر بہوری میان	۵۱۴
ذکر اخوند یار محمد	″
ذکر حاجی سعادت علی	″
ذکر محمد عبد الصمد مشہور رستخان رح	۵۱۵
ذکر خلیل احمد خان	۵۱۶
ذکر حضرت سید احمد صاحب غازی رح	۵۱۸
ذکر شاہ بغدادی رح	۵۲۲
ذکر مولوی امجد علی	۵۲۳

مضمون	صفحه
ذکر حکیم نور الدین اکبرآبادی رح	۵۲۳
نقلی چند از درویشان بیمغز	۵۲۵
ذکر طریقهٔ خلیفه	۵۲۷
ذکر طریقهٔ رسول شاه رح	۵۲۸
باب پنجم پیشوای شطاریه رح	〃
ذکر سلسلهٔ حسینیه بخاریه	۵۳۰
سلسلهٔ زاهدیه	۵۳۲
سلسلهٔ صفویه	〃
سلسلهٔ عیدروس	۵۳۳
سلسلهٔ قلندریه	۵۳۴
سلسلهٔ مداریه	۵۳۶
ذکر آن بزرگان که در مرادآباد مدفونند	〃
ذکر شیخ ابراهیم مرادآبادی رح	〃
ذکر شیخ علاء الدین رح	۵۴۰
ذکر شاه محمد مکمل رح	〃
ذکر شاه قطب رح	۵۴۳

مضمون	صفحه
ذکر شاه جمال رح	۵۴۲
ذکر شاه بلاقی رح	۵۴۴
ذکر شیخ شهباز رح	۵۴۵
ذکر حضرت شاه غلام احمد رح	۵۴۶
ذکر شاه غلام بولن رح	۵۴۷
ذکر شاه محمد حسین رح	〃
ذکر شاه چپ رح	۵۴۸
ذکر شاه لطف الله رح	〃
ذکر سلطان قطب الدین رح	۵۵۰
ذکر شاه منیر مجذوب رح	〃
ذکر خلیفه نظر محمد رح	〃
ذکر خواجه مصطفی رح	۵۵۱
ذکر سید غلام قلندر رح	〃
ذکر سماع و وجد	〃
دوازده حدیث بر جواز سماع	۵۶۷
اقوال دیگر در بارهٔ سماع	۵۶۳

فهرست حواشی

باب اول صفحه	باب اول صفحه	باب دوم صفحه	باب سیوم صفحه	باب سیوم صفحه
۸	۵۶	۱۰۱		
۱۳		۱۱۲		
۲۷				
۳۹				
۵۳				

باب چهارم صفحه	باب چهارم صفحه	باب چهارم صفحه	باب چهارم صفحه	باب پنجم صفحه	باب پنجم صفحه	باب پنجم صفحه
۱۶۳		۱۱۰	[illegible]			۱۳۶
	۱۳۹					
۲۶۸	۳۴۰					
					۵۸۲	
۳۸۵						
۳۸۶						
۳۸۷						
۳۹۵		۵۱۸				

حاجی رفیع الدین خان صاحب

مولانا محمد قاسم صاحب

مولوی [illegible]

نواب [illegible]

مولانا [illegible]

حافظ محمد اجمل صاحب

محمد عاشق صاحب

طبع کتاب هذا و نثر دیباچه اش بقلم منشی امیر باسترضای امیر است
و تحریر فقیر از اخیر شجره اب و جد امیر است

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد و محمدت بیعد نثار بارگاه عظمت پناه آفریدگاریست که ندای اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
خَلِیْفَةً در جماعت ملائکه در داده اوست و جواهر معارف صفات در گنجینه سینه نوع انسان
ودیعت نهاده او کمند فکر از نارسای بام ادراک کنه ذاتش در پیچ و تاب است و کشتی فهم در دریای
بیکنار صفاتش غرقه گرداب اضطراب رواحل عقول بشری را بر سواحل دریای جلالتش
گذری نیست و قوافل ادراک ملکی را در مراحل بادیه عظمتش از خود خبری نی تشنه کامان
ساحل معرفت کشتی شکسته امواج بحر جلال اویند و رهروان منزل طریقت گم گشته بادیه
شوق جمال او جل جلاله و عم نواله و صلوات نامحدود و تحیات نامعدود شایسته نذر پیشگاه
وجود فائض الجود مقتدای جماعت انبیا پیشوای طائفه اصفیا حضرت رسالت پناه شهنشاه
تختگاه لی مع الله که ذات بابرکات مصدر حسناتش بسم الله دیوان ظهورست و تجلی افزای
کتابخانه نور اولین نقطه دائره مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا یَبْغِیَانِ تفسیر آیه وافی
هدایه کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ رباعی چون خواست احد جلوه کثرت ز حجاب ✦ میمی دهنی
گشاد از بهر خطاب ✦ احمد شد و کن گفت و عیان شد کثرت ✦ این است حقیقت محمد دریاب ✦

و درود و سلام بر جملهٔ صحابهٔ کرام خصوصاً خلفاء اربعهٔ عنی خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ناصر الدین المبین امیر
المؤمنین ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه و اشرف الناس بشرف توفیق العمل بالسنة و الکتاب
رئیس المجاهدین عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه و رئیس الخلق ببذل الاموال فی سبیل الله لقوی
المستعان امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه و افضل العالم بمجد الولایة الکبری و امانة
الاسرار العلی اسد الله الغالب یعسوب الدین امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و بر باقیات
عشره مبشره و تابعین و تبع تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین اما بعد میگوید فقیر
حقیر کثیر التقصیر **محمد حسین** کمترین مستر شدان قدوة السالکین زبدة العارفین مولای و مرشدی
حضرت مولوی سید امانت علی حسینی چشتی صابری قدوسی حنفی که چون ذکر صفات اکابر موجب
انواع حسنات است و مذاکرهٔ حالات بزرگان سبب گوناگون برکات و سالکان این طریق سعود
و این روش محمود کمتر آرزومند آن میباشند که بر کیفیت سلاسل مروجه و خانوادهای مختلفه
افکار و اسرار عارفین و ادراد و اذکار سالکین اطلاع یافته در عالم شوق ریاضات و عبادات
به پیروی آنها خو نشستن را بسر منزل مقصود رسانند و نفوس خود ها را متحلی بحلیهٔ اخلاق جمیله و محامد
جلیله گردانند فاما از انکه آثار و اخبار مقصودهٔ خانوادهای چشتیه و قادریه و نقشبندیه در کتب
متقدمین و متاخرین متفرق مذکور است ناگزیر طالبان را در التقاط و مطالعه اش از جاهای متعدده
و مقامات مختلفه انزجار خاطر رو میدهد و حافظه را به نگهداشت این آرب متقاصد دشواری ها
پیش می آید بنابرین کمتر بخاطر رسید که اگر مجلدی مشتمل بر حالات و مطالب ضروریه
ترتیب یابد و مشتاقان را از تشتت نظر و دقت تفحص مستغنی گردانیده بجمعیت خاطر رساند بوکه
اجری جزیل بچارهٔ کار این گنهگار رسیده آبی بگلوی تمنای این تشنه کام نجات چکاند و قطرهٔ بر
روی آرزوی این از خویش رفتهٔ بادیهٔ ناکامی فشاند حمد الله که درین روزها بامداد ارواح طیبهٔ
حضرات بزرگان سلاسل متبرکه خامه بدست آشنا شد و ناخن همت گره کشا بصد جستجو و تکاپو
کتب کثیرهٔ این فن شریف مثل کشف المحجوب علی بن عثمان هجویری رح و تذکرة الاولیا شیخ فرید الدین عطار

رحمۃ اللہ و نفحات مولانا جامی رح و رشحات علی بن حسین واعظ مرید خواجہ احرار رح و مکتوبات قطب
عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی اسمعیل بن حنفی الحنفی رح و مقاصد العارفین شاہ عضد الدین امروہی
چشتی رح و زبدۃ المقامات و نسمات القدس خواجہ محمد ہاشم مرید خواجہ نعمان خلیفہ شیخ احمد مجدد
الف ثانی رح و مراتب الاسرار عبد الرحمن علوی الچشتی رح و سیر العارفین جانی فضل اللہ دہلوی رح و
اقتباس الانوار مولوی محمد اکرم برادر شیخ سوندھاوی خلیفہ شیخ داؤد گنگوہی رح و اخبار
الاخیار و رسالہ احوال ائمہ اہلبیت و مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح و قول جمیل مولانا
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح و رسالہ کشف الاسرار و مقالات شیخ ابراہیم مرادآبادی تالیف محمود
بن عالم مریدوی رح و تذکرہ حاجی رفیع الدین خان فاروقی مرادآبادی رح و سنابل میر عبد الواحد
بلگرامی رح و رسالہ مقامات مظہریہ شاہ غلام علی رح و مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں رح و رسالہ
مولوی عبد الغنی سلمہ اللہ ولد شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ و رسالہ مولوی محمد مظہر سلمہ اللہ
تعالی ولد شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فراہم آوردم و مقاصد ضروریہ و مطالب لابدیہ از تالیفات
متفصلہ بصدر التقاط کردم و نیز بعضے از مسائل متفق علیہ صوفیہ از صراط المستقیم سید احمد صاحب رح
برچیدم و درج این اوراق گردانیدم ہر چند اصل مقصود راقم ذکر مقاصد و اوراد و اذکار و اشغال
و افکار و معاملات سلاسل ثلثہ مذکورہ بالا بود و فاما از نیکہ در کتب مشرحہ صدر حالات مشائخ سلاسل
و دیگر ہم مثل خانوادہ کازرونیہ و سہروردیہ و فردوسیہ و دالسیہ و نوریہ و خضرویہ و شطاریہ و بخاریہ
و انصاریہ و عیدروسیہ و قلندریہ و غیرہم مرقوم یافتم نہ پسندیدم کہ غض بصر ازان نمودہ آید ناگزیر
پارہ ازان ہم افزودم و ہم ذکر بزرگانیکہ در شہر مرادآباد مدفون اند ضمیمہ آن ساختم و بیان حالات بزرگان
کہ آنہا را دیدہ یا احوال آنہا از ثقات شنیدہ ام نانوشتہ نگذاشتم و از خانوادہ ہای طوسیان و زاہدیان
و صفویان کہ ذکر آنہا درین کتب مجتمعہ ندیدم از تسوید ش پہلو ندزدیدہ خامہ را از شرح حال آنہا بر کرانہ
کشیدم و نام این کتاب بامید ظہور برکات و قبول توقع بحضرت فائض الانوار بمناسبت اسم متبرک مرشد
زادہ خود مولوی انوار الحق سلمہ اللہ تعالی **انوار العارفین** نہادم از پیشگاہ رب العلی امید

آنمدارم که سیر این اوراق ارباب شوق را لذتی فراوان بخشد و اصحاب ذوق را از مطالعهٔ کتب
متفرق برای حصول مقصود مستغنی گرداند و این نامهٔ سیاه را بتصدق ارواح طیبهٔ عافیت دارین
عطا فرموده خاتمه بخیر سازد و خاطر را از هواجس نفسانی و خواهشهای دنیاوی بپردازد و بمحمد
و آله الامجاد چون آغاز این تألیف بسال یکهزار و دو صد هشتاد و شش هجری در عهد دولت سایهٔ
مرحمت یزدانی ظل رأفت سبحانی عدل گستر رعیت پرور جان جسم جاه و جلال جوان بخت و جوان
دولت جوان سال **جناب نواب محمد کلب علیخان بهادر** مسند آرای حکومت ریاست
مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المفاسد والشرور مرید خاص و ارادتمند با اختصاص عارف معارف
طریق خداشناسی کاشف استار حقیقت اساسی پیکر روان تفرید و تجرید حضرت مولانا عبدالرشید صاحب
قدس الله سره العزیز صورت انجام پذیرفته و شاهد این آرزو از کتم ضمیر بر منصهٔ قرطاس جلوهٔ ظهور گرفته
واجب آمد که بندی از ملخص کیفیت ابتدای این ریاست تا حال زیب صفحهٔ بیان نموده آید تا بینندگان
دانند و شنوندگان شناسند که ظهور همچو افادات عامه و حسنات تامه از اثر نیت حق طویت چنین حاکم
مروج اسلام است و خلائق را رحیق معرفت و حق شناسی به ساقیگری این مروج دین مبین در جام و
با انا اشرع فی المقصود والمرام مخفی نماند که جناب نواب علی محمد خان بهادر غفر الله له ابوالآبای این شهریار
ریاست مدار اند که مدة العمر بکمال سطوت و شوکت جمی غفیر از افغانان شجاعت آثار و رعایای ملک
کشمیر را مسخر و مطیع خویش فرموده بوضعی داد نظم مملکت و فضل و شجاعت میدادند که در جنب هیبت و
مردانگی آن معلی جناب سرکشان عهد بازو نمی گشادند همت فراوان داشتند و علم جلادت در چار سوی
افراشتند باغیان در عهد دولت آن مبرور در جبال و صحاری آواره گشته رخت بی خانمانی بر دوش
برداشتند و مخالفان بدفرجام بکار فرمائی تیغ زمرد فام آن فریدون احتشام جام اجل بکام کشیدند
چون پیمانهٔ حیات نواب موصوف الالقاب پر شد و جناب نواب عبدالله خان بهادر و جناب نواب فیض الله خان بهادر
بهمین فرزندان آن غفران مآب بقضیهٔ اتفاقیه که شرحش در کتابهای تاریخ مرقوم است بهمرکابی احمد شاه
درانی رهگرای کابل و قندهار شده مراجعت نکرده بودند بنابران سرداران قوم با لشکریان عقیدتمند

غاشیهٔ اطاعت جناب نواب محمد سعد الله خان بهادر ولد ثالث آن غفران مآب بر دوش کشیده بامتثال
امر شریفش آن والا مرتبه را بر صدر ریاست نشاندند و حلقه بگوش فرمانش گشتند آن والا نژاد هم متصف
بصفات جلیلهٔ شجاعت و همت و دانش بوده کارهای ریاست بوجه مستحسن سرانجام داد و سالی چند
مسند آرا ماند پس از آن که جناب نواب عبد الله خان بهادر و جناب نواب فیض الله خان بهادر از ولایت
کابل باز گشتند بمعسکر اقبال نزول فرمودند و انقسام مهامات ملکی در میان اخلاف نواب غفران مآب
واقع شد جناب نواب سعد الله خان بهادر مدتی با کامرانی زیسته در عین عنفوان شباب بحکم قضا داعی اجل را
لبیک گفت و جناب نواب فیض الله خان بهادر بر شد و کرامت مرجع اعیان دولت شده وسادهٔ
فرمان فرمائی را بجلوس خود آنمایه رونق افزودند که اهل لشکر و همه افاغنه یکسر دست بسته کمر طوع و انقیاد
ایشان بر میان جان بستند و گردنکشان وقت بدام تسخیر و فرمان پذیری اسیر گشته خیال سرتابی از
سر بدر کردند پیرایهٔ حال این رئیس عزیز الوجود بکمال ورع و تقوی آراسته بود و قامت حالش بتبعیت
شریعت نبوی پیراسته طرح بنای شهر مصطفی آباد عرف رامپور ریختهٔ ذات فائض البرکات همان عالیجناب است
که در حیات خود معمورش فرموده علما و فقرا و شرفا را در آن جا دادند و بساط امن و عافیت را وسعتی
نمایان بخشیدند هرگاه آن مغفرت دستگاه را دل از سیر این دار فانی سیر شد و عنان کمیت عزیمت بسوی
دار البقا برگردانیدند خلف اکبر ایشان جناب نواب محمد علیخان بهادر قدم بر مسند ریاست گذاشته آنمایه
سطوت و رعب خود بر افغانان انداختند که تخم عداوت ایشان در دلها کاشته شد بالآخر همان تخم سر
بنمو کشیده این بار آورد که از دست کسان شربت فنا چشیدند و برادر کوچک ایشان جناب نواب غلام محمد
خان بهادر که پایهٔ سروری در فطرت داشتند بنهایت جگرداری و شجاعت بر صدر ریاست جا گزیدند و افغانان
برتری پایهٔ دانش آن عالیمرتبه در پلهٔ انصاف سنجیده گرد ایشان جمع گردیدند چون جناب نواب غلام محمد خان
بهادر را شوق زیارت حرمین شریفین بدانسو کشید جناب نواب احمد علیخان بهادر خلف نواب محمد علیخان بهادر
مقتول بر منصب ریاست جا گرفتند و اکثرها بسیر و شکار بسر برده ودیعت حیات سپردند چون پسری که
مرکز دائرهٔ ریاست باشد نگذاشتند بعد سنوح قضیهٔ ارتحال شان جناب نواب محمد سعید خان بهادر خلف ارشد

جناب نواب غلام محمد خان بهادر حاجی حرمین شریفین و ساره آرای دولتکدهٔ ریاست و اجلال و نور افزای
بیت الشرف اقبال لازوال گشته بسبب کمال زکاوت طبع و اصابت رای حسن انتظام ریاست را بجائی
رسانیدند که این شهر در امن و عافیت ضرب المثل اقالیم و ممالک گشت بمشاطگی دست انتظام آنحضرت
ممدوح الاوصاف عروس ریاست هر هفت کمال شده جلوه آرای بزم رونق و زیب گردید و شان و شوکت
حکومت از کهنگی بنوی رسید در سال یکهزار و دو صد و هفتاد و یک هجری که این خاکدان از وجود سراپا جودش
خالی گشت جناب نواب محمد یوسف علیخان بهادر خلف اکبر سریر حکومت را بجلوس خود سربلند گردانیدند بسکه ذات
ایشان مستجمع صفات کریمه و اخلاق عمیمه بود از حسن اخلاق و تسخیر قلوب برایا و دلجوئی ملازم و رعایا و پرداخت
حال رفقا فخر آبای کرام و اجداد عظام گشتند الحق اگر پای این رئیس با وقار در میان نمیبود در هنگامهٔ
آشوب غدر و برهمی فوج انگلشیه از خباثت نفوس بدمعاشان و بداعمالی کوته اندیشان شهر و اهالی شهر
همه یکسر برباد و تباه میشد اصابت رای رزینش در حفظ این خطهٔ فردوس نشان همانا کار اعجاز نمود و عقود
جمله مهمات را بناخن فکر صائب خود از هم گشود و هنوز از سالهای عمر ایشان زمانه ممتد نگذشته بود که حوران
جنان بشوق این رئیس نشان آغوش گشادند و از در فردوس صدای تعال تعال در دادند در سال یکهزار و دو صد
و هشتاد و یک هجری جسم پاکش در زیر خاک آرمید و پای استراحت بخوابگاه عدم دراز کشید آنگاه عروس دولت
جوانی از سر گرفت و شاهد ریاست نقاب از رخسار برگرفت گیتی را آب رفته بجو باز آمد و عالمی را نشاط تازه
دمساز آمد حجلهٔ عروس اقبال بدامادی جلوس نو گل بستان بختیاری نهال ریاض کامگاری مروج احکام شرع
متین احمد حامی دین مبین محمد جناب معلی القاب **نواب محمد کلب علیخان بهادر** ولیعهد و خلف
اکبر و ارشد حضرت ممدوح الصفات مزین گردید و صدای تهنیت رفاه و فلاح عامهٔ خلق در گنبد گردون
پیچید شاخ آرزوی عالمیان بار آور و نهال مراد جهانیان برومند گشت تازگیها جان تازه یافت
افسردگی از دلها بیرون شتافت هنرمندان که از کساد بازار قدر سنجی پژمرده دل بودند گل گل شگفتند
و ارباب کمال از اطراف عالم صیت سراپا نوید مرتبه دانی این رئیس اعظم شنیده بوسه بر لب سریر دولت
زدند روسای اطراف را ملاذی دلخواه بدست رسید و شرفای اکناف را خوش ملجائی دستیاب گردید خدایا

این نیز سپهر ریاست و کامگاری باد و یاد مراتب شوکت و بختیاری بانور دیده و دختی و فیروزی
بعین للاعیان یکمنت و بهروزی فرزند نیک اختر مرشد زاده کامگار محمد مشتاق علیخان بهادر مخبسته گوهر
بر اوج اقبال لایزال تابان باد از انجا که مدحت این سپهر شریعه فیض بیپایان حاتم دوران مجال نامه
و زبان عطارد ترجمان نیست لهذا آن به که رجوع بهاصل مطلب نمایم و دست بتحریر مقاصد کشایم باید دانست
که این کتاب مشتمل ست بر پنج باب **باب اول** در بیان کلمه نفی و اثبات و خطرات و شد و مد و فکر مفهوم
اسم ذات و بیان اثر نسبت و ولایت و نبوت و سلوک خواجه نقشبند قدس الله سره العزیز و عاشق و
مؤیدات عشق و آثار آن و توحید مطلق و مقید و قرب نفل و فرض و تجلی و عرضداشت حضرت مجدد
و شال و تمثیل و تناسخ و بروز و حدیث ان الله خلق آدم علی صورته و روح و نفس و دل و مرزخ
شیخ و ده گروه مقبول متصوفه صاحب هبت و اقسام صوفیه و فرق مقام و حال و تلوین و اقسام الهام
و تصوف و لیس مرقع و شرط مرقع و سند خرقه و خانوادها و اسامی رجال الله قطاب و غوث و امامان و اوتاد
و ابدال و اخیار نقبا و نجبا و عمد و مکتومان و مفردان **باب دوم** در بیان ذکر سر در کائنات و سید موجودات
صلی الله تعالی علیه و علی آله و صحبه و خلفای راشدین و ائمه اهل بیت مطهرین و دوازده امام **باب سوم** در بیان
اسامی اصحاب صفه و اویس قرنی رضی الله عنهم و ائمه اربعه و چهار پیر و رابعه بصری **باب چهارم** در بیان ذکر بزرگان
خانوادهای مذکور و سلاسل آن تا حسن فوت سوای پنج خانواده که ذکر آنها در باب پنجم خواهد آمد **باب**
پنجم در بیان بزرگان سر حلقه خانواده شطاریه و چشتیه نظامیه و سهروردیه و قلندریه و مداریه و آن کبار
که در مراد آباد مدفون اند و ذکر سماع چونکه این همه در این از نوشتن انشا عار ست لهذا عبارات کتابهای
مذکور بعینه یا خلاصه انها بر داشته نگاشته ام و عرض نجدت و اتقان این فن آنست که درین کتاب اگر
خطائی و غلطی رفته باشد در صحت و اصلاح آن دریغ نفرمایند بلکه کوشش نمایند و انرا دست درازی نخوانند
و مدعیان هم نیز سر سری قشر در حفظ و نگهبانی خود دارند که شعر در حق آنان از زبان مولوی محمد حسن
که ذکر شریفش خواهد آمد بیاد م آمد شعر و اندوزه اصل کار و پیچیده بفرع + کم معتقد ند او بسیار شرع +
باب اول در بیان آنست که کلمه لا از زانوی چپ کشد و بزانوی راست رساند بالمد و کلمه الا از زانوی

راست کشد و بر دوش راست رساند و مد دور از آنقدر کند که ضربات ثلثه در یکدم در آیند و بکلمه الا الله ضرب
چهارم بر دل زند بالشد ضرب اول اشارتست بر نفی خطره شیطانی که همواره میان شیطان و نفس
مقابله است و مقام شیطان طرف چپ است و ضرب دوم اشارتست بر نفی خطره نفسانی و ضرب سوم اشارتست
بر نفی خطره ملکی که دوش راست محل فرشته کاتب خیر است و ضرب چهارم اشارتست بر اثبات ذات پاک حق
سبحانه و شد عبارتست از تغلیظ شدید و مد عبارتست از تمدید الف الله و تحت عبارتست از آنکه همزه الله را
از زیر ناف کشد تا فوق و فوق عبارتست که در دماغ رساند و التزام ذکر با اوضاع و ضربات برای
تحقق معنی است چون رفع سبابه در تشهد مولوی محمد اسمعیل که باستر ضای جناب سید حمید کلام ایشان را
بزبان فارسی در آورده کتابی پرداخت و موسوم بصراط المستقیم ساخت در مقدمه کتاب مذکور می نویسند رحمة الله
علیهما باید دانست که ثمره شریعت و طریقت و اساس حقیقت و معرفت تحصیل حب حضرت حق است چنانچه
مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا تصریحیست از آن وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ
تلویحی ست بآن ایضا باید دانست که سبب عادی برای تحصیل محبت حضرت حق ذکر و فکر است اما لفظ مبارک
الله که تجلی حضرت بیچون است در نشاء الفاظ چون حلق و زبان و کام و گوش ذاکر را اضمحلالی و خمولی می بخشد
خواه بذکر مجرد همین لفظ این معنی حاصل شده باشد خواه بضم نفی یا صفات دیگر طالب را از آن انتقال بتصور مفهوم
این لفظ میگردد و آن تجلی حضرت حقست و در نشاء علم که الطف و اعلای تجلیات و اقرب آنها است
بحضرت ذات چون این تجلی یعنی مفهوم این لفظ که بسیط محض و مجرد بحت است در ذهن او استقراری میگیرد و بحیثیتی
که بصر بصیرت او دائم التموج بجانب همان مفهوم باشد و تمام قوت دراکه او مثل چشم آن مقصور النظر
علی ذلک المفهوم گردد و التفاتی بسوی ما سوای آن از صمیم قلب سر بر نزند اگر احیانا خطره ما سوای
در ذهن خطوری کند هر آینه مثل امور اتفاقیه باشد نه از صمیم قلب این مسمی بفکر است نزد یک قوم بالجمله چون
طالب بادراک و همت خود درین مفهوم استغراقی قوی حاصل میکند و آن تجلی پیوند جان او میگردد و الطف
اجزای سالک را که روح الهی است ذکر خود ساخته و با او امتزاجی بهم رسانیده او را باصل خود میکشد و روح
الهی که از عالم پاکست و قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي در شان اوست و بسبب محبوسیت باین مشتی خاک

اهل خود را نسیان کرده و آینهٔ ادراک او زنگ خورده بود چون نور این تجلی روی او مستعل گردید و عکس کمالات حق در خود دیده که اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اشارتی است بآن وطن فراموش کرده خود را باز یابد و نمود و تقاضای وصل اهل خود میکند انتهی و از اینجاست که مولانای رومی میفرمایند **ابیات** از صفت و ز نام چه زاید خیال ✦ عان خیالش هست دلّال وصال ✦ دیدهٔ دلال بی دلبر مبیچ ✦ تا نباشد جاده نبود قول هیچ ✦ هیچ نامی بی حقیقت دیده ✦ یاز گاف و لام گل گلچیده ✦ اسم خواندی همچو سین از بحر ✦ مه ببالا دان نه اندر آب جو ✦ گر ز نام و حرف خواهی گذری پاک کن خود را ز خود بین یکسری ✦ و قال ذو النون المصری رضی الله عنه لا تجعل معبودک عین ما تعقله لانه مخلوق مثلک ما تعقل له مثلا و در شمات است و هم از کلمات قدسیه حضرت خواجه عبید الخالق نجدوانی است قدس الله سره هوش دردم آن است که هر نفسی که از درون برآید باید که از سر حضور و آگاهی باشد و غفلت بآن راه نیابد حضرت مولانا سعد الدین کاشغری فرموده اند که هوش دردم یعنی انتقال از نفسی بنفسی میباید که از غفلت نباشد و از سر حضور باشد و هر نفسیکه میزند از حق سبحانه خالی و غافل نباشد و حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده اند که در هر طریقه رعایت و حفظ نفس را مهم داشته اند یعنی باید که جمیع انفاس بر نیت حضور و آگاهی مصروف گردد و اگر کسی محافظت نفس نمیکند میگویند فلان کس نفس کم کرده یعنی طریق ورزش کم کرده است حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند فرموده اند که بنای کار در این راه بر نفس میباید کرد و نفس را نگذارد که ضایع گردد و در خروج و دخول نفس حفظ مابین النفسین سعی نماید فائده حفظ مابین النفسین که گفته شد مخصوص عارف کامل است که بغفلت فرو نرود و بر نیاید **رباعی** ای مانده ز بحر علم بر ساحل عین ✦ در بحر فراغت است و بر ساحل شین ✦ بردار صفی نظر ز موج کونین ✦ آگاه ز بحر باش بین النفسین ✦ راقم گوید که مضمون این فائده که ذکرش بالا گذشت حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس سره هم در اواخر شرح رباعیات آورده اند شیخ ابو الجناب نجم الکبری قدس الله سره در رسالهٔ فواتح الجمال میفرمایند که ذکری که جاری ست بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه ایشان ست زیرا که در آمدن و فرو رفتن نفس خبر است که اشارت بغیبت هویت

منها ۴

صاحب قوت جمیل مولانا شاه ولی الله فرماید
قلت ان آل الله تعالی مظاهر کثیرة فلا من عاید
غیبا کان او وجودیا الا و قد ظهر بخواجه بخارا
معبودا له فی مرتبته لیذوق الشرع
باستقبال القبلة و الاستواء علی العرش
و قال رسول الله صلی الله علیه و سلم اجعل فلا
یصف قبل وجهه فان الله تعالی قبله

حق سبحانه گفته میشود اگر خواهند و اگر نخواهند همین حرف هاست که در اسم مبارک الله الف و لام از
برای تعریف است و تشدید لام از برای مبالغه در آن تعریف پس میباید که طالب هوشمند در نسبت
آگاهی بحق سبحانه برین وجه باشد که در وقت تلفظ باین حرف شریف هویت ذات حق سبحانه و تعالی
ملحوظ وی باشد و در خروج و دخول نفس واقف بود که در نسبت حضوری مع الله فتوری واقع
نشود تا برسد بآنجا که بی تکلف نگاه داشت او این نسبت همیشه حاضر دل او بود و بتکلف نتواند که این
نسبت را از دل دور کند **رباعی** ها غیب هویت آمد ای حرف شناس ✤ و انفاس ترا بود بران حرف
اساس ✤ میباش از آن حرف و رهید و هراس ✤ حرفی گفتم شگرف اگر داری پاس ✤ پوشیده نماند که غیب
هویت که حضرت مخدومی در این رباعی گفته اند باصطلاح اهل تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانه باعتبار
لاتعین یعنی بشرط اطلاق حقیقی که مقید نیست باطلاق نیز و ممکن نیست که درین علمی و ادراکی هرگز بوی
متعلق گردد و ازین حیثیت مجهول مطلق است **حاشیه** ازینجا ظاهر میشود که آنچه اهل معقول گفته اند
که توجه بمجهول متعلق نمیشود مانند علم محل اشتباه است و حق این است که توجه متعلق میشود اگرچه علم
متعلق نمیشود چنانچه بوجدان معلوم است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس سره در بعضی از کلمات قدسیه
خود نوشته اند که مقصود از ذکر آن است که دل همیشه آگاه بحق سبحانه باشد بوصف و محبت و تعظیم اگر در
صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل شود خلاصه ذکر حاصل شد مغز و روح ذکر آنست که اول آگاه بحق
سبحانه باشد و اگر در صحبت این آگاهی حاصل نشد طریق آن است که ذکر گفته شود و حضرت ایشان در بعضی
از کلمات قدسیه خود نوشته اند که وقوف قلبی عبارت از آگاهی و حاضر بودن دل است بحق سبحانه
بر آن وجه که دل را هیچ بایستی غیر از حق سبحانه نباشد و در جای دیگر فرموده اند که حین ذکر ارتباط و آگاهی
بمذکور شرط است و این آگاهی را شهود و وصول و وجود و وقوف قلبی میگویند و دوم آن است که
ذاکر از دل واقف بود یعنی در اثنای ذکر متوجه باین قطعه صنوبری الشکل شود و او را مشغول و گویا بذکر
گرداند و نگذارد که از ذکر و مفهوم ذکر غافل و ذاهل گردد و حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند هر دو
معنی را لازم میشمردند زیرا که خلاصه آنچه مقصود اوست از ذکر در وقوف قلبی است ۵ مانند

مرغی باش هان بر بیضهٔ دل پاسبان * کز بیضهٔ دل زایدت مستی و وصل و قهقهه * **بیان اثر نسبت پیر طریقت و تحقیق آن** ای طالب مرشد بشرط عدالت و تقوی باشد و مرتکب گناه کبیره نباشد و بر صغیره اصرار نماید و مرید و صحبت یافتهٔ شخصی باشد و زیاده ازین شرائط مرشد در کتب سلوک مفصل مرقوم است باید دانست که اکثر طالب بیچاره بر ظاهر صورت غلطی خورده بر نقصان نسبت باطن پی نبرد و آن نسبت بیشتر از فساد عقائد مکدر گردد و یا بقصور مستمر در بعض احکام شریعت و طریقت اندران کدورت افتد و صاحب نسبت بر نقصان آن مطلع باشد یا نباشد این نسبت منجر بخذلان و هلاکت و بعد است پس طالب را باید که از چنین صورت فریبی نخورد و آن نسبت که از آنحضرت صلی الله علیه و سلم در سینهٔ فقرا متوارث است و پاک از نقص مذکور خاصهٔ آن در و محبت است و ارادهٔ قویه در اتباع قول و فعل آنحضرت صلی الله علیه و سلم که هرگز خلاف آن نخواهم کرد اگرچه از غلبهٔ بشریت چیزی قصور اندران افتد اما از صمیم دل استحکام آن پذیرا گردد و حرص بر سنت فعلی باشد تا فنای نفس و سلوک بسرعت تمام طی گردد و این نسبت طالب را کشان کشان بمراتب قرب و عرفان میرساند راقم این اثر نسبت شیخ خود بیان میکند اگر از صحبت شخصی اینچنین آثار پدیدار آید و در نماز چیزی کیفیت و دلبستگی و مشغولی پیدا آید هرگز از فیض نسبت آن رو نگرداند و اگر بعض فعل ایشان در نظر تو خلاف شرع نماید بر قصهٔ موسی علیه السلام و خضر علیه السلام حمل نموده بداند که در نظر من خلاف می نماید و ایشان هرچه کنند بالهام کنند ایشان ابن الوقت اند و بدانکه اگر درویش را در نماز حضور نباشد از ملاحظه و مراقبه حضور و قرب بیخبر است و دور و اندرون وی از جوش بحر قرب و حضور بی بهره است و هر قدر که نماز فقیر بی حضور است همان قدر در فقر آن قصور است بعضی دوستانند که بسبب خلاف امر و نهی احکام شرعیه قضاءً از مرتبهٔ خود فرو نیفتند آری دریای فراوان از آلودگی گرد و غبار ناپاک و تیره نگردد اما آن فعل ایشان تقلید را نشاید این فیض و عطاء بحر رحمت اوست ایشان شاذ اند و بعض دیگر اند اینان غواص دریای وحدت و شناور بحر حقیقت اند یک آن از حضوری دوست فرصت و دوری را نشایند جای و قدرت بطاعت ظاهر نیابند هرچند که

در احکام و تکلیف شرعیه کامل و ناقص هر دو محکوم و مکلف اند لیکن ایشان از مقام عروج بورود
منزل نزول اختیاری ندارند ایشان نادر اند و هم ابن الوقت اند و بعض کاملانند و مقربان
هوشیار اند ایشان واقف اسرار شریعت و طریقت اند و دانا و آگاه سلامتی و هلاکت بحر
حقیقت اند چونکه بینای معانی و حقائق اند و شهباز صحرای معرفت و عرفان اند و پرواز بر مقام
عروج و هبوط در منزل نزول میدارند ایشان صاحب ارشاد و اهل صحو و اهل تمکین اند قول و
فعل ایشان قابل تقلید و لائق تقریر و تحریر است و در این زمان ایشان نایاب اند و هم ابن الوقت
و ابو الوقت اند باید که جویای جمیع مراتب مذکوره در هر شیخی نباشد و گرنه از تعلیم یافتن علم باطن
باز ماند و در جست و جوی عنقا زمانه عمر خود را بر باد دهد و باید دانست که آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
از غلبه ذوق قرب در نماز دو رکعت باقی ماند گفت ذو الیدین رضی الله عنه یا رسول الله انسیت
ام قصرت الصلوة فقال لم انس ولم تقصر بعد دریافت فتقدم فصلی ما ترک ثم سلم این امر
از نادرات آنحضرت است صلی الله علیه وسلم که در کیفیت عروج قرب و حضور به نزول التفات نماند و شبی
در سجده نماز تهجد چندان دیر کشیدند که عائشه رضی الله عنها چنان دانستند که روح حضرت از تن پرواز
کرد صلی الله علیه وسلم و روزی در جلسه بین السجدتین چندان نشستند که صحابه چنان دانستند که حضرت
صلی الله علیه وسلم سجده ثانی فراموش کردند این عروج و نزول در مقام قرب و حضور باختیار
آنحضرت است صلی الله علیه وسلم و ظاهر است که عروج و نزول آنحضرت صلی الله علیه وسلم امر اختیاری
است و پر ظاهر است که آنحضرت مقتدا و ابو الوقت و ابن الوقت اند صلی الله علیه وسلم چنانچه تمنا گفته
ع وہ سہو مین تہی محو جمال احدی کے ✦ کچہہ دخل نہتا وان کبہی نسیانکو اصلا ✦ و باید دانست صحابه را
ملکوت و جبروت و مقام عروج قرب و حضور منکشف میشد و واردات فنا فی الشیخ و فنا فی الله و بقا
بالله و سکر و صحو و غیره ورود مینمود لیکن در زمانه ایشان آن لفظ مصطلح نبودند لهذا در اقوال ایشان
آنها مستعمل نیست رضی الله عنهم اجمعین در مکتوب هشتم یحیی منیر است ولی بر وزن فعیل است مبالغه است
از فاعل طاعت ولی پیوسته بود و در وی معصیت اندر نیاید و روا بود که فعیل بمعنی مفعول بود

پس پیالی بود بر وی احسان حق عز و جل و آن محفوظ بودن او ست از زلات معصیت و بنا بر
معصوم اند و معصوم را ارتکاب گناه نبود لیکن ترک اولی نا محفوظ را ارتکاب گناه بود بر سبیل ندرت و لیکن
او را بدان گناه هرار نبود و گفته اند که او را التقصیر نبود و در حق حق و تاخیر نبود و بقیام نمودن
بحق خلق و مطیع بود نه بخوف عقاب و نه باسید حسن ثواب نه بیند و نداند مر نفس خویش را قدری
و قیمتی و بدانکه خداوند تعالی را اولیا اند که ایشان را بدوستی و ولایت مخصوص گردانیده
است و والیان ملکی اند که بندگی برگزیده است ایشان را و نشانهٔ اظهار فعل خود گردانیده
است و مر ایشان را والیان عالم گردانیده و تا از آسمان باران برکات اقدام ایشان آید **ایضاً**
ای برادر رجای تو میسر نیست که مغفرت یابد **لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ** تا بدانی که امواج بحار رحمت
او آلوانِ معاصی و آثار مناهی عاصیان را از وجود ایشان پاک گردانند و بطهارت مغفرت و یافت
نعمت رویت را قابل کنند **اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا** **بیان در ولایت و نبوت**

مسئلهٔ پنجم کتاب مقاصد العارفین جامع علوم محققین مفسر دقائق مدققین شاه عضد الدین در بیان
نبوت و ولایت است اشارالله ذکر شریفش خواهد آمد نبی انسانی را گویند که فرمان ایجاد ش مشتمل
امر دلش متضمن ارقام هدایت احکام و اعلام ارشاد و انجام و مشتمل بر قوانین اصلاح و قواعد انلاح باشد
بوجهی که نه نیاز از ان منصوب نمودن فایده و نه نایب او را خوان خدمت مایده بلکه خود او ست
فایده که خلق مظلم بنورش روشن و منهی میگردد و دکنوز دفائن بدستش منتشر و مبرهن و آنچه
که گمراهان طریق و نادیدگان نعم حقیقت گویند که خدا را در ایجاد فایده و اظهار خویش حاصل ست و
انبیا بکمال ریاست و اهل مسخ معنی **فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَةِ** خیال خام بخاطر داشته بی تحقیق گم کرده
اند وجب افادی را در حیث **اَنْ اَعْرِفَ** بجهل حیاجی فهمیده و نبی اگر با کتاب و شریعت تازه بود
رسولش گویند و بعضی از انبیا چنانند که کتاب نبی مقدم بر ایشان بتکرار نازل شده و بعض علمایان
دین از اطلاق اسم رسول بر انها ساکت مشعر اند و حال آنکه نزدیک اصحاب تحقیق رسول اند چه
تکرار نزول بحقیقت تجدید است بنسبت ایشان اگرچه تکرار است بنسبت انبیاء سابقین و رسول اگر

معلل بود بر حق او مباح گردد و غیر مناسب
همه امور در حق او مباح گردد و غیر مناسب
باقی بماند از خلاف شان او و غیر مناسب
رتبه بعلل آمده انکه بتمسک معصیت و این
قول او فاعل اتباع فاشی نماند پس
حاصل بیت آنست که او لا نسبت شرب
بعوی شیخ بستان است و اگر باشد
پس شیخ بحر فلسفه است بر قدم اهل عرفان
پس در اظهارت وی شیخ عرفان اند
که همه افعال بنسبت او حکم مباح
پیدا کرده و در ایشان بمباح منافی
محفوظیت نیست انتهی

مأمور بجهاد باشد اولوالعزم بود و اولوالعزم اگر محیط اعظم باشد آنرا خاتم گویند و محیط کسی است که حقیقتش محیط
جمله حقائق باشد و بالای مرتبه او هیچ مرتبه اعلی نباشد و خاتم نبوت یکی بیش نیست و آن خاص وجود
مقدس محمدی است صلی الله علیه وسلم و اولوالعزم نزدیک بعضی پنج اند و نزدیک بعضی شش
و زمانه نبوت از آدم صفی تا حضرت محمد رسول الله است علیهما السلام و مدت مابین که گذشته شش
هزار سال بود و در زمانه نبوت بر سر هر هزار سال شهسواری کاملی پیدا شود که در علم و فضل و قدرت
و قبول افضل و اعلی و اکمل ترین خلائق باشد و تا مدت نبوت کامل پسین افضل اولین بود و از انبیاء
علیهم السلام کسی که اول مبعوث شده آدم صفی است علیه السلام و بر سر هزار دوم نوح علیه السلام و بر
سوم ابراهیم خلیل علیه السلام و بر چهارم داود علیه السلام و بر پنجم موسی علیه السلام و بر ششم عیسی علیه
السلام و بر هفتم محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم و غیر آدم و داود همه اولوالعزم اند و بقولی غیر داود
و بر قول ثانی اتفاق است در علما و نبی در اظهار دعوت و ابلاغ پیغام مختار نیست مجبور است و هر نبی صاحب
اشراق خاطر بود و در کشف غیب بقدر طاقت خویش یکی از دیگری فضیلت دارد و در علم و قدرت و
نبوت دو روی دارد روی بحق و روی بخلق یعنی نبی دو توجه دارد توجه بخدای تعالی که بدان
سبب استفاضه کند از حق و توجه به بندگان که بدان واسطه افاضه کند بخلق و کمال اول ولایت است
و کمال دوم نبوت و نهایت ولایت بدایت نبوت است و مطلق ولایت افضل است از مطلق نبوت چه
ولایت قرب بحق است و نبوت قرب بخلق و اگر اضافت کنی به نبی پس نبوت اولی است از ولایت زیرا که
ختم کمال او در آن نبوت است نه به تنها ولایت چنانچه کمال آدمی در بلوغ است اگرچه انتهاء طفولیت ابتداء
بلوغ است و چون بولی نسبت کنی هم ولایت افضل بود از نبوت از جهت آنکه کمالش در محض ولایت
حاصل است بلکه نبوت به نسبتش موجب زوال ولایت است و ولی کامل مبعوث به ابلاغ نیست هر چند
که در ابلاغ احکام باشد و اما آنچه که محققان گویند که در دیده بینا هر ذره از ذرات کائنات پیغامبرانند
از حضرت غیب مراد از آن نه این معنی بود که بعث هر شیء با بلاغ و اظهار طریقت است که سالک آن طریق
بینایی پیدا کند کما گویند نبی رئیس قوم است در فضل و عقل بهتر از آن قوم در حسنات اخلاق و فائق

ترین در تهذیب غیر و منزه و پاک از دناس عیوب و معرا از لوث شبهات و شکوک صاحب نبوت و
بتدبرت مؤید بتائیدات غیبی ابلاغش اظهار کمال است چون خلقت انسانی بر نور و ظلمت مشتمل است
و ظلمت غالب بر نور لابد که بهر زمانه انسانی پیدا شود که نورش غالب شد بر ظلمت تا قدم ظلمانی هم
بنورش منور شود و آن انسان انوار نشان اگر خود رو است نبی بود و اگر پس رو باشد ولی است و مراد
ازین خود روی و پس روی در تحصیل کمال است نه در تکمیل انام و ذکر خاصه نبوت بدان که نبی
آفتاب است و نبوت ضیاء آن و دعوت خلائق حرکت او و قلوب آدمیان ذرات زمین که در ظلمات
کفر مبتلا افتاده اند و حرکت آن آفتاب دائم بر ان ذرات است هر که او را دید منور شد و هر که در پرده
ماند مظلم گشت و هر که آن را ندید رانده شد و دعوت مطلق را مقداری است طویل که در هر کلی عبارت
از وی بود و ابتداء او ازل است و انتهاء او ابد و این دهر را به نسبت اختلاف اعداد انبیاء و رسل حدود
لاحق شدند و آن باعتبار انبیائیکه مبعوث بودند آنات باشند و بحسب اعداد رسلی که اختلاف ادیان
از ایشان پدید آمده ساعات و باعتبار آنانکه بر سر هر هزار سنین نبوت اند ایام سبعه و خاص ذات بابرکات
رسالت پناه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم که جامع کمالات همگنین انبیاء و اولیاست دعوتش محیط دعوت
جمله انبیاء ما قبل و هدایت او لیاء ما بعد است سلطان الدهر باشد و از انجاکه او صلی الله علیه وسلم حیات النبی است
دوره این آفتاب و تاب او تا ابد باقی باشد و هر کوکبی که در بن میدان درخشد مستفید تاب او است و
از انجاکه آفتاب حاکم ماهتاب است در احداث نور و روشنی ماهتاب دائم بسبب مقابله آفتاب منقسم مراتب
کما عرفت لاجرا اشارت اعجاز بشارت بشق قمر رفته که دلیل اول کمال محمدی است صلی الله علیه وسلم معجزات
انبیاء دلائل کمالات و صحت انبیا باشند نه رکن نبوت چه ذات نبوت بالذات امری مستقر و ثابت است
غیر محتاج باظهار معجزه اما اظهار نبوت در عوام احتیاج باعجاز دارد تا صورت پرستان بمعنی بمعجز تصدیق معنی
نبی کنند و اخلاق حسنه از کمالات نبوت اند زیرا که دعوت نبی بخلق از ابلاغ و اظهار حسنات است و معجزه
هر نبی بر حسب اقتضای امت اوست چنانچه در قوم پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فصاحت و بلاغت کلام بود
آنحضرت بفرقان فصیح و بلیغ آمد و نه پندارد که معجزات انبیاء محض ابداع او است بلکه مشیت حق تعالی

منتهی

[illegible] از ادم و ابوبکر بعوث و در ان [illegible]
[illegible] از انبیاء و رسل علیهم السلام
[illegible] محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم
[illegible] تا آخر بعوث و دعوت که حقیقت
[illegible] از اعیان و جوه احدیت و دعوت
[illegible] عبارت ازان شد بظهور نبوت
[illegible] حاصل شد و لهذا انچه از
[illegible] نبوت و در طایق و اخبار طایق
[illegible] معجزات علیه السلام ازان
[illegible] حضرت صلی الله علیه وسلم ازان
[illegible] کشته اند ازان ابن و ایده
[illegible] نبوت کاهر شده و ازان
[illegible] هر ولی از ورثه حضرت
[illegible] و قسمی نبوت و ولایت
[illegible] و تقرب او بخلق
[illegible] است
[illegible] بحقیقت ان ولی نایب است
[illegible] نظر و حرمت
[illegible] عروج
[illegible] و از ورثه صلحا باشند بسبب
[illegible] و صلحای جامع جذبه
[illegible] از علماء و بحسب کمال محمدی
[illegible] و بحسب کمال انبیاء
[illegible] صوری و معنوی است و علماء
[illegible] و ورثه انبیاء و علماء
[illegible] بنی اسرائیل صادر شده چه
[illegible] بنی اسرائیل صادر شده
[illegible] بنی اسرائیل و ولایت
[illegible] و ولایت بنی از اولیاء
[illegible] و الله اعلم بالصواب

مقدم است بران چه حق سبحانه و تعالی بدانچه کفار کمال داشتندی نقصان شان نمود و در آنچه اختیار داشتندی
عجز شان افزوده تا از کفر بگذرند و در راه راست در آیند و جمله انبیاء معصوم اند از کبائر عمداً قبل از نبوت
و از کبائر بلا عمد و از صغائر بعمد بعد از نبوت و بعضی گفته اند که از کبائر مطلق معصوم اند هم قبل نبوت و
هم بعد و از صغائر مطلق معصوم اند بعد آن و نبی هر چند که مقرب خدا است اما هیچ حکمی از احکام شریعتش
او را معاف نمیشود و بالاضطرار در ادای آن احکام مختار و حقیقت نبوت مانع صدور افعالی که ظاهر بشریت
تقاضاء آنها دارد نیست و نه از آن افعال بر ذات نبوت حجابی و مناکحه حکمت است از احکام نبوت و
بعضی گفته اند که مناکحه سنت رسول است صلی الله علیه و سلم زیرا که آنحضرت صلی الله علیه و سلم النکاح من سنتی
فرموده و هیچ راوی آنرا بامر دیگر انبیاء رقم ننموده و حالانکه معنی خبر خبر از معنی آخر دارد چه نبوت محمد رسول الله
صلی الله علیه و سلم جامع نبوت جمله انبیاء است علیهم السلام و در اصول دین همه را اتفاق است و اختلاف
فروع هر دین با فروع دین دیگر مانع این قول نیست فافهم والله اعلم بالصواب **ذکر خاتمه ولایت**
بدانکه ولایت دو قسم است عامه که عود بعالم کیف بعد او لازم باشد تا صاحب ولایت متوجه بخلق شود
و نسق احکام و نصب حدود و بابلاغ پیامش متفرع گردد و این قسم مخصوص بانبیاء است علیهم السلام و دوم منقطعه که
متضمن آن لزوم نباشد تا بر صاحب آن ابلاغ واجب نیاید و آن ولایت اولیاء است رضوان الله تعالی
علیهم اجمعین و هر یکی از قسمین بر قسمین است مقید و مطلق پس مقیده عامه موجب تخصیص طریق ادیان
و اوضاع احکام است و عامه مطلقه باعث ظهور دقائق اصول و حقائق فروع آن ادیان و احکام است و
منقطعه مقیده علت استنباط طرق عروج و اقامت حدود است بوجهیکه ابطال باطل و اثبات حق حاصل
آید و منقطعه مطلقه سبب بروز دقائق اسرار عالم و عالمیان و هر یکی را ازین اقسام اربعه خاتمی است
که لوازم او بعد او منقطع شود و آنچه از خاتم سرزد شود کلیی باشد که آنچه از غیرش صادر گردد بعد او بروی
او بود و خاتم هر قسم در کار خود مختار نیست و خاتم ولایت عامه مقیده خاص ذات مقدس محمد رسول الله
صلی الله علیه و سلم است و او فرموده الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی و حضرت صلی
الله علیه و سلم جامع هر چهار قسم بودند و خاتم ولایت عامه مطلقه علی مرتضی است کرم الله وجهه و لهذا در شان او

وارد شده که انا مدینة العلم و علی بابها و نیز وارد شده انا میزان الحکمة و علی لسانها و گمان نبری که
چون عائده مطلقه ختم بر علی یافت شرکت او کرم الله وجهه با رسول صلی الله علیه وسلم در نبوت
ثابت شد و باذعان این گمان در وادی ضلالت و نقصان نیفتی چه انچه پیغمبر خدا آورد چیزیست
شریعت و طریقت و حقیقت و سابق گذشته که شریعت باب طریقت است و طریقت باب حقیقت و
نیز بشنو که حقیقت در طریقت است و طریقت در شریعت و هر که شریعت را دید و بران ماند مومن است
و آنکه طی کرد بطریقت رسید و بران ماند زاهد است و کسی که پیشتر رفت و بران ماند عارف کامل
و ولی و اصل است و انچه عائده را لازم است آوردن این کمالات ثلثه پیغمبر خاص شد شریعت جامع
بمقیده داد بر رسول صلی الله علیه وسلم ختم شد و طریقت و حقیقت بمطلقه عائده داد بعلی مرتضی انتقال
نمود و بر وی کرم الله وجهه ختم یافت یعنی انچه علوم طریقت و حقیقت بر دل رسول صلی الله علیه وسلم نزول
کرد و بزبان معجز بیان آنحضرت در ضمن شریعت مجمله باهر خاص و عام پیام شده بود بزبان علی تفصیل یافت
پس علی مرتضی بمنزله لسان مصطفی است و لهذا در شان او وارد شده که من کنت مولاه فعلی مولاه
یعنی هر بنده مومن که آزادی خود خواهد بمن از قید بندگی و نفسانیت و هستی پس آزادی او بدست
علی خواهد شد و چون علی را بانبی جزویتی ثابت است در باطن لاجرم او صلی الله علیه وسلم در شان او
کرم الله وجهه فرمود و لحمک لحمی و دمک دمی و نیز فرمود که نسبت علی با من چون نسبت هارون است ببوسی
علیها السلام و نیز گمان نکنی که ختم ولایت چون بر علی شده دیگر اصحاب را ولایت نبود و بدین گمان فاسد
از حق مبر انشوی چه شمع باطن محمد صلی الله علیه وسلم بر مرایای قلوب صحابه رضوان الله تعالی علیهم ابا برتو
زده و هر یکی از ایشان از تجلیات انوار الهی منور بوده و لهذا در شان ایشان وارد است که اصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم پس ثابت شده که از رسول صلی الله علیه وسلم ولایت منقطعه بقلوب
صحابه انتقال کرده و از صحابه بقلوب تابعین و لیکن از علی مرتضی سلاسل انتقال ولایت تا آخر
زمانه معرفت باقی است و از صدیق اکبر یک سلسله جاری شد و بعضی از صحابه هر دو قسم منقطعه را
جامع بودند و بعضی یک قسم را و بعضی را بقوت حاصل بود و بعضی را بضعف و ازینجاست فضیلت بعضی

بر بعضی و آنها که جامع هر دو قسم بودند خواص مقربان آنحضرت بودند بعضی گفته که خواص رسول عشره مبشره
بودند و بعضی زیاده گفتند و تحقیق آن است که عدد خواص معلوم نیست و از خواص صحابه آنها را که مناسبت
با رسول در ولایت عامه حاصل بود اخص الخواص بود و قابل خلافت وی صلی الله علیه وسلم خود ایشان
و خلفا را رضوان الله تعالی علیهم اجمعین مناسبت در هر دو قسم عامه حاصل بود و اما در امیر المومنین ابی بکر
الصدیق رضی الله عنه مناسبت مطلقه غالب بود و لهذا او را صاحب تحقیق گویند و جمال او را بکمال حاصل
و یک سلسله از وی جاری شده و اگر این قسم بدو انتقال کردی مخاطب بمظهر العجائب میشدی و این معنی موجب
نقصان ولایت نیست در کمال اگرچه مانع ریاست عام است چه بیشتر انبیا بودند که قوم بدیشان نگرویده
و نام ایشان را حق سبحانه با مقربان خود هم نگفته و از سر اوقات وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ اخفاء
ایشان کرده و چون جمال بکمال در کمال او رضی الله عنه غالب بود لاچار شیوه اخلاص قبول نمود و از غایت
تحقیق فرمود که العجز عن درک الادراک ادراک و ازینجاست که در وی رضی الله عنه و آنها که در سلسله وی اند
استغراق غالب است اتباع او را فتح باب ازین باب است اهل سلسله وی گویند که فضیلت منقطعه در کمال
انقطاع است و آن در وی رضی الله عنه ثابت چه تکوینش در ذات الهی بود تقدس و تعالی و ازینجاست
که پیغمبر صلی الله علیه وسلم در شان او فرموده مَنْ اَرَادَ اَنْ یَرٰی مَیِّتًا یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ابْنِ اَبِیْ
قُحَافَةَ و در امیر المومنین عمر فاروق رضی الله عنه مناسبت مقیده غالب بود و لهذا خطاب اعدل و
صاحب انصاف و فاروق بدو مفوض شده و هم در شان وی رضی الله عنه وارد گشته لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ
لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الحدیث و ازینجاست که جلال در و غالب بود چه انتصار حق و ابطال باطل که موجب
آن غیرت کامل بود معلل بکمال جلال باشد و بیشتر بلاد که در عهد او رضی الله عنه فتح شدند و اهل آنها ایمان آوردند
سبب او هم غیرت آن جلال بود و باعث قوت اسلام که بسبب وی امیر المومنین رو باوج آورده نیز آن
غیرت است و ازینجاست که اسرار الهی از زبانش بعوام عام منتشر نشدند و در امیر المومنین عثمان بن عفان
رضی الله عنه مناسبت هر دو قسم برابر و معتدل بود و لهذا او رضی الله عنه مخاطب بخطاب ذی النورین
آمده چه نور ولایت باطلاق که سبب انکشاف عالم باطن است و نور ولایت بتقیید که کشف عالم ظاهر است

بوجه اعتدال در ان امیرالمومنین جمع بود ند ازینجا است که صرف همت دینی بجمع آیات قرآن مجید آمده و
نه پنداری که جمع قرآن که از و بوقوع آمد محض بنسخ آیات بود چه اسرار الوهیت و اصول حقیقت که عرفا را
لذت از ان حاصل است را سرار عبودیت و احکام شریعت که علما را بدان حظی کامل در نسخ آن امیر
المومنین بوجهی اجتماع یافته که طالب هر مراد در نسخش و اهل هر مراد بشد هم در ضمن آیات و هم در ضمن سور
و هم در مجموعهٔ قرآن چنانچه ایمنی برارباب تفحص و اجتهاد و مفسران مبرهن و پیدا شده و وجوه خطاب ذی
النورین بسیار نوشته اند شرح هر یک در اینجا خلاف اقتضای موقع است و چون امیرالمومنین مجمع البحرین
بر وجه اعتدال بوده صفت حلم و حیا در وی رضی الله عنه غالب آمد نه چه غلبهٔ جمال و جلال که تنفر و تعجب
بر ظاهر است چون بدو راه نیافت لاچار حلم و حیا لباس خود کرد که گریز از هیچ یکی شعار او نگردد و گوید
که حلم و صول باشیاء موجودات باشد مناسب مراتب هر یک یعنی تواضع هر چیز و مدتهٔ هر چیز هم بحسب ادراک
و هم بجهت تسلیم و حیا یکسو بودنست از تا مناسب و تفضیل خلفاء اربعه و عشرهٔ مبشره مثلا بر بوائی صحابه بسبب
قوهٔ این مناسبت است بجناب رسول صلی الله علیه وسلم و خاتم منقطعه مطلقه باتفاق بشترین صوفیه شیخ
محی الدین عربی است و ازینجا است که اکثر اسرار و حقائق از و ظاهر شد و طریقی جاری نشد که غافلان و حیات
منکر او بودند و بعد ممات هم خالی از طعن نماند نقل است که بزرگی رسول صلی الله علیه وسلم را بخواب دید و
از حقیقت وجود سوال کرد که ما حقیقة الوجود یا رسول الله در جواب فرمود که حقیقة الوجود ما قال الشیخ
الاکبر ابن العربی قدس سره شیخ اکبر او را قدس سره در عالم غیب گویند و در شهادت نیز این لقب شهرت گرفته و گمراهان طریق
باطن اکبر را با کفر مسخ کنند و خاتم ولایت مقید و امام محمد مهدی ست انتهی منها در نفحات القدس است که نام
شیخ کرمینی که از اصحاب مولانا سعد الدین کاشغری است روزی بتقریب خفی و جهر فرمودند جمعی که نهفتار از
جهر افضل گفته اند از قبیل افضلیت ولایت است بر نبوت که در قول بعضی گمراه آن که الولایة افضل من النبوة
زیرا که جهر را با فائدهٔ خلق مناسبت بیشتر است و خفی را بقرب مع الله چنانچه در ولایت و نبوت گفته اند که
ولایت رد بحق است و نبوت رد بخلق انتهی حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس سره در مکتوبی بیفرماید
که الولایة افضل من النبوة اینجا رمزی است ورای علم و عقل و مع ذلک هر چه ایشان یابند در متابعت انبیا

در زبدة المقامات است در بیان
ولایت عطار از فقار و تعالیست که خوارق
از بسوار آن است فاما ولایت او
بیشتر دارد و ولایت او اتم است
که خوارق بسیار بدو نمایند
بلندتر رفتن و در وقت نزول قلت
عظیم و نظیر آن کمتر ظاهر شود
جانب عروج بسیار است و در نزول
باسباب فرودی آید و جود بسیار امر
باسباب بی یابد و فعل مسبب الاسباب
پیش برده اسباب نرسیده و نظر بر فعل
باز نزول کرده و با اسباب مقدم
مسبب الاسباب است و بس
از نظر او منقطع نشده است الا جسم حضرت حق
سبحانه و تعالی بمقتضای ظن بنده کار او را بای
معامله میفرماید و کار اسباب بین بنده کار او را بای
می اندازد و انگاه اسباب همه بای می سازد و حدیث قدسی
توسط اسباب همه بای بای است انتهی
از اعتقاد ظن عبدی بی

یابند و هر چه بلندتر روند سر کمال شان زیر قدم کمال انبیا بود از کمال و جمال خود در کمال و جمال انبیا حیران باشند و خود را و اعتقاد خود و طفل و طفیل انبیا دانند و فضل کلی انبیا راست یعنی بکمال و جمال شان و من ایشان نرسد اگرچه ولی است و مقرب خدا است جزآنکه عکس از نور شان و از پرتو حضور شان بکسی رسد و آن کس مقرب و ولی گردد العلماء ورثة الانبیاء و این میراث است تا غلط نخوری ولی را افضل از نبی در اعتقاد نبری که آنگاه در بادیهٔ ضلالت افتی و گمراه ابد گردی **ایضاً** در مکتوبی می فرمایند حضرت شیخ جمال الدین هانسوی بحضرت شیخ فرید الدین گنجشکر نوشتند که فقر زور آورده است طاقت ماندن نیست جواب نبشتند که ولایت را استمالت و هند و معنی این سخن از شیخ نصیر الدین محمود منقول است که استمالت ولایت و روش آنست که دل را از التفات بغیر حق پاک دارد و نقش غیر بر صفحهٔ دل ندارد پس ای فرزند چون دل باضدای قرار گیرد و هیچ اضطراب نماند انتهی و باید دانست ولی مشتق است از ولایت که بمعنی قرب است و آن بر دو قسم است اول ولایت عامه مشترک است میان همه مسلمان و دوم ولایت خاصه مخصوص است بواصلان از ارباب سلوک و هی عبارة عن فناء العبد فی الحق و بقائه به فالفوتی هو الفانی فیه و الباقی به و فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله چه سیر الی الله وقتی منتهی شود که بادیهٔ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی الله آنگاه متحقق شود که بنده را بعد از فنای مطلق وجودی و ذاتی مظهر از لوث حدثان ارزانی دارد و تا بدان در عالم اتصاف باوصاف الهی تخلقوا باخلاق الله تر ـــ ـــ ـــ

رسول الله و عائین الحدیث نشان جامعیت بکمالی او و نیز بدانکه در اخبار صادقه و آثار صحیحه آمده است
که هر چند روزگار بقیامت نزدیکتر شود و از زمانه خواجه عالم صلی الله علیه وسلم دورتر مردمان از
عمل عزیمت و سنت برخصت و بدعت بیشتر رغبت نمایند این دو والا گوهر تقلیل گیرد و خرمهره رخصت
تکثیر پذیرد آن سعادتمندی که در وقتی چنین چنگ در دامن عزیمت و سنت سید المرسلین صلی الله
علیه وسلم زند ناچار آن عامل تفوق گیرد بران نیکبختی که او در زمانه که بدعت دران زمانه بدین افشاء
شیوع نرسیده باشد عامل با سنت و عزیمت بود و خبر طوبی للغرباء و من تمسک بسنتی عند فساد امتی
فله اجر مائة شهید مصداق حال او آید اکنون منقبت حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند بشنو آن غوث روزگار
از بدایت تا نهایت کار با وجود قرب قیامت عمل بر عزیمت و غایت اتباع سنت نموده اند که اندر ابتدای
سلوک پیر روحانیت ایشان خواجه عبد الخالق قدس الله سرهما ایشان را بتاکید امر نموده بودند که چنگ
در حبل المتین سنت و عزیمت زنی و از رخصتها و بدعتها بکلی دور باشی خواجه بزرگ چه بحکم این بشارت و چه از
دیگر اشارات غیبی و الهام لاریبی چنین کرده و تا آخر حیات بران بوده و هر روز در دقائق متابعت
مصطفی و اتباع عزیمت و اولی در همه امور افزوده خواجه فرمودند طریقه ما عروه وثقی است هر که از
طریقه ما رو گرداند خطر دین دارد و از غایت التزام عزیمت با وجود کثرت جذبات برقص و سماع که
ناگزیر سالکان بیقرار است نه در بدایت و نه در توسط و نه در نهایت توجه نموده اند که آن از امور
رخصت بود کذلک بذکر جهر که آن نیز داخل تجویزات است توجه نفرموده اند و همچنین شطحیات که آن نیز
ورای عزیمت است از حضرت خواجه بزرگ بظهور نرسیده و حال آنکه متقدمین مشائخ کبار در بدایت
و توسط بهر کدام ازین امور یا بیکی ازان توجه نموده مثل حضرت شیخ المشائخ سلطان المحققین و مجتهد
العارفین طاوس العلما جنید بغدادی که از رؤسا صوفیه بوده اند و کامل در اتباع سنت سنیه در بدایت
و توسط برقص و سماع میل نموده اند و در آخر کار آنرا ترک داده وجه ترک فقدان اخوان را فرموده اند
و گاه گاه زبان بشطحی کشوده اند و همچنین قدوه اولیاء المتقدمین غوث الانامی ابو یزید البسطامی قدس سره
بوده اند این بزرگوار عالیمقدار نیز در بدایت و توسط از ذکر جهر خالی نبوده اند و از ابتدا تا انتها از شطح

بیرون نه کلام ایشان است که لوائی ارفع من لواء محمد و نیز ایشان فرموده اند که خدا را بندگان اند که
اگر بهشت را با همه زینت بر ایشان عرضه کنند ایشان از بهشت چنان فریاد کنند که دوزخیان از دوزخ
و نیز فرموده اند در ولایتی باشید که در وی امر معروف و نهی منکر نباشد که این هر دو در ولایت خلق است
و در حضرت وحدت این و آن نیست و امثال این کلمات سکرات ازین هر دو بزرگ بظهور رسیده
هم در ابتدا و هم در توسط و انتها چون احوال و اقوال این دو بزرگوار معلوم شد دو گواه عدل بر احوال حضرت
خواجه بزرگ قدس سره که عنقریب بطریق اجمال مذکور گردد بظهور پیوست که آنخواجه عالی مرتبت چه
در بدایت و چه در توسط و نهایت برخصتها عمل نموده اند کما مر با آنکه قیاس بدیگر بزرگان از عهد پیغامبر
صلی الله علیه وسلم دورتر و بآخر زمان نزدیکتر بودند اگر بمثل آن بزرگان را نیز معامله از بدایت تا نهایت
اینچنین بودی هم حضرت خواجه بوجه آنکه در شدت فساد آخر زمانی باین اطوار ربانی امتیاز یافته اند
ایشان را بدیگران فضل بودی انتهی لاسیما که حضرت خواجه بزرگ طریقه خود را بقوت تصرف در زمانه
پسین جریان داده باشند ازینجا است که چون از مولانا جلال الدین خالدی پرسیدند که سلوک خواجه
بهاء الدین از متاخرین بطریقه کدام کس مناسبت دارد آنجناب با وجود معاصرت فرمودند سخن از
متقدمان گوئید چه هرگاه ایشان را برین دو بزرگ مذکور نحوی بدین تحقیق فضلی پدیدار آید بر دیگران
بطریق اولی باشد و آنچه حضرت خواجه محمد الباقی در منقبت خواجه فرموده اند ع ابوالوقت دو عالم
قطب ارشاد + بهاء الدین که دین شد از وی آباد + ز سنت در جنید افگنده آشوب + بجذبه بایزیدش آستان
روب + شاهد این مطلب است عجب تر آنکه خواجه بزرگ آن جذبات طیفوریه را با مریدان با سلوک جنیدیه
با مزید آن جمع آورده بودند چنانکه غلبه صحویت سلوک ایشان فوران سکر و شطح غلبات جذبات را
فرو نشانده بود و کثرت جذبات غلبات ایشان کندی صحویت علم را برداشته آن کندی که شیخ الاسلام
انصاری در حق جنید اشارت بآن نموده آنجا که فرموده در جنید زیرکی تندی بایستی که علمی بود حضرت
شیخ بزرگوار ما فرموده اند ایشان را هم جذبه بود بطریق کمال از وراثت ابویزید رسیده و از هر واسطه
آن نسبت زینت دیگر گرفته بحضرت خواجه آمده و هم حضرت خواجه را جذبه دیگر خاصة از مقتضی استعداد بلند

ایشان در حق ایشان بظهور پیوسته از غلبات این جذبات کثیره بوده که خواجه محمد الحکیم الترمذی فرموده که
مجذوبی از بخارا ظهور کند و حضرت خواجه خود میفرموده اند که مراد از آن مجذوب مائیم پس با وفور این جذبات
کثرت تمکین ایشان را که از پرتو تمکین سید المرسلین بود دریافته آن دو بیت را در حق ایشان صادق
دان و آن اتباع نبوی مر ایشان را از غایت این تمکین شناس گویند حضرت خواجه بزرگ با آن همه جذبات
و غلبات و فنا و استهلاک بحفظ الله سبحانه و کرمه در دقائق سنت سید الابرار صلی الله علیه وسلم میکوشیدند
گوئیم هر چند همان تحقیق مذکور دست آویزی است واثق لیکن تائید آن هم از خواجه بزرگ دارم و آن این است
که فرموده حرام باد صحبتهای حق سبحانه بر بهاء الدین اگر اول بهاء الدین و آخر بویزید نباشد کما قال العارف
الجامی فی منقبته ؎ اول او آخر هر منتهی + و آخر او دست تمنا تهی + حضرت شیخ بزرگوار ما یعنی شیخ احمد مجدد
قدس سره بتقریب بیان آن معرفت که عارف را کار بمعامله افتد که شهود و مشاهده و تجلی و ظهور را آنجا بار بدهند
و نگه در راه ماند فرموده اند که اینجا حقیت و حقیقت آن کلام حضرت خواجه بزرگ هویدا گردد که فرمودند هر چه
دیده شد و شنیده شد و دانسته شد آنهمه غیر است بحقیقت کلمه لا نفی آن باید کرد و ازین کلام خواجه بزرگ حقیقت
آن کلام ایشان که فرموده اند حرام باد صحبتهای حق الخ باید دریافت که بایزید با آنهمه بزرگی در قید
شهود و مشاهده افتاده بود و از تنگنای سبحانی قدم برون ننهاد پس هرگاه کسیکه اول و آخر چون
بایزیدی باشد یعنی نصیبه اکمل از احوال مخصوصه سید الانبیا علیه السلام او را خاصه رسیده باشد معذلک
در آخر زمان آن علو حال را با کمال اتباع آن رسول متعال منبسط گردانیده باشد اگر عارفی عالمی
در حق او گوید ؎ نوبت ثانی ببخارا زدند + چه عجب بود و نیز از مقوله جدید حضرت پیر بزرگوار وجه دیگر
در بیان آن دو بیت بخاطر او فتاده که هم این وجهات مذکور را مؤید میتواند شد و آن این است که حضرت
ایشان ما در مکتوبی نگارش فرموده اند که کمالات نبوت عبارت از قرب الهی است بی شائبه ظلیت که
عروجش رو بحق است و نزولش رو بخلق و آن بالاصالة مخصوص انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات
و بالتبعیة والوراثة بهره از آن کمل تابعان ایشان راست رضی الله تعالی عنهم و راهیکه موصل است کمل را بکمالات
نبوت دوست راهی است مربوط بطی کمالات مفصله مقام ولایت و منوط بحصول تجلیات ظلیه معارف سکریه که مناسب

قرب ولایت اند بعد از طی این کمالات و حصول این تجلیات قدم در اقتباس کمالات نبوت نهاده می آید
درین مقام وصول باصل است و التفات بظلیت ذنب و راه دیگر است که بی توسط حصول کمالات ولایات
وصول بکمالات نبوت میسر گردد و راه دوم شاه راه است و موصل و اقرب بوصول و هر که بکمالات اقتباس
نبوت رفته است الا ماشاء الله تعالی باین راه رفته است از انبیاء کرام علیهم السلام و از اصحاب عظام ایشان
رضی الله تعالی عنهم راه اول دور و دراز است و متعسر الوصول و متعذر الحصول و راه دوم اقرب و اوضح و
اوثق و اوفق اما بعد انبیا علیهم السلام و کبار اصحاب رضی الله عنهم درین میان از کمل اقل قلیل ازین راه
بآن دولت رسیده اند بعد از وصول باین راه دوم هر چند کمالات مفصله مقام ولایت کمتر بحصول پیوسته
اما زبده و خلاصه آن باحسن وجه میسر گشته بل مغز آن بدست این واصل آمده علوم سکریه و ظهور ظلیه که ارباب
ولایت را حاصل است دون مرتبه این واصل است و سلوک باین راه ثانی محض موهبت پروردگار است
که کسب و تعمل را دران کمتر بار است بخلاف راه اول که مبادی و مقدمات آن بکسب و مکاسب است و حصول
آنها بیشتر مربوط بریاضت و مجاهده انتهی ما اخذت من کلامه الشریف اختصاراً پس بحکم این تحقیق حضرت
ایشان میتواند که خواجه بزرگ قدس سرهما ازین راه ثانی در آورده باشند و شاهد برین مدعا این دو قول
خواجه بزرگ است که فرمودند طریق ما اقرب طرق است و نیز فرمودند ما فضلیانیم که ما را از راه فضل در آورده
اند اول تا آخر همین فضل حق مشاهده کرده ایم و ایضاً آنکه آنحضرت خواجه خلیفه خود خواجه علاء الدین
عطار را فرمودند که از ولایت در گذر و خواجه علاء الدین بتوجه ایشان از ولایت در گذشته اند چنانکه
در مقامات ایشان مسطور است مخفی نماند که اقسام ولایت را اکابر سه قسم گفته اند ولایت صغری ولایت
کبری ولایت علیا بعد از طی اقسام ثلثه ولایت مرتبه اقتباس کمالات خاصه نبوت است که آنجا ولایت بحت
ماند و اشاره خواجه بزرگ بخواجه علاء الدین بتحقیق این مرتبه است پس هرگاه بتحقیق سابق خواجه بزرگ را
از بدایت بآن راه اقتباس که ولایت بآن منتهی شود برده باشند درست آمد آن قول ایشان که اول
بهاء الدین و آخر ابویزید پس چون معامله چنین بود و از سکه یثربی که مراد بآن کمالات نبوت است ایشان را
بهره مخصوص از خاص علی طریق الاقتباس رسیده باشد چرا نتوان گفت که ع جز دل بی نقش شه نقشبند و عبارت

بی نقشی نیز درین مصرع ایمائی مینماید بآن مرتبه که از شائبهٔ ظلیت مبرا است و بصفت بیرنگی مستثنی فهم من
فهم و حضرت خواجه بزرگ ما من حیث الولایة بر قدم سید الانبیا صلی الله علیه وسلم باشند بر وجه اکمل از آن
گفتم که تواند بود که دیگری از سالکان نیز محمدی المشرب باشند اما بکمال آن ولایت نرسیده باشند
اینجا عبارت هذا در تمهید کتاب مذکور است و رساله مقامات مظهری فرمودند تعظیم جمیع اولیاء الله و محبت
عامهٔ مشائخ لازم است و در حق پیر خود اگر از راه نفع و استفاده عقیده فضیلت نماید از فرط محبت مستبعد
نمیشاید و در حق حضرت مجدد که طریقهٔ نو بیان نموده اند و مقامات کمالات طریقهٔ خود بسیار تحریر فرموده
و زبد اصحاب آن طریقه بآن مقامات رسیده و از الوف هم زیاده شده اند و در آن مقامات هیچ شبهه
نیست که اقرار هزاران علماء عقلا بتواتر رسیده عقیدهٔ تساوی با اولیا یا فضیلت ایشان بر آن
اکابر نباید نمود که آن کبراء دین از مشائخ ایشان اند رحمة الله تعالی علیهم چون این کتاب از حالات حضرات
نقشبندیه زیب و زینت خواهد یافت لهذا بنظر زیبی دیگر بتحریر برخی از حالات پر کمالات حضرات نقشبندیه
پرداخت که مولوی محمد اسمعیل شهید در مقدمهٔ کتاب صراط المستقیم مذکور مینویسند باید دانست که ثمرهٔ شریعت
و طریقت و اساس حقیقت و معرفت تحصیل محبت حضرت حق است این مسئله اگرچه مجمع علیه صوفیه کرام است
بلکه متفق علیه طوائف انام مگر اینجا نکته ایست بس باریک که اکثر اهل زمان از آن در غفلت و نسیان اند
و آن تمیز است در میان حب نفسانی که ملقب بعشق است و حب ایمانی که مشهور بحب عقلی است چه اول از
واردات مبادی سلوک است و ثانی از کمالات انبیاء کرام و مقامات اولیاء عظام اکثر عوام صوفیه
اول را بجای ثانی نهاده و مشار الیه باشارات شرعیه پنداشته در تطبیق سیر انبیاء و اولیا باحوال اهل عشق
و مواجید تشویشات بیحاصل بکار میبرند و حال آنکه سیر این بزرگواران هیچگونه بواردات این سالکان مطابقت
پذیر نیست تفصیل این اجمال آنکه مراد از عشق قلقی و شورشی است که در باطن انسان بسبب فقد مقصود
پدید می آید و در تمام قوای باطنیه سرایت میکند و غایتش وجدان آن مقصود و وصال آن محبوب است
موقع اول این قلب است که محل جمیع کیفیات نفسانیه اوست و ثانیا سائر قوای باطنیه و غایتش
اضمحلال و از خود رفتگی طالب است در وجدان مطلوب باز چون این غایت مترتب میشود و شورش آن قلق و اضطراب

فرو می نشیند کیفیتی که مسمی بعشق است زائل میگردد و لهب آن منطفی میشود و مراد از حب عقلی انبعاث
داعیهٔ طلب چیزی است که طالب بر فوائد منافع او و احتیاج خود بسوی او مطلع شده و این داعیه مقاسات
مشاق طریق طلب را بروی سهل گردانیده و باین سبب کمر همت در طلب او بسته و هر حیله که در کیسهٔ فکر خود
میداشت بر طلب او باخته و از سر و سامان خود در گذشته اختیاراً لا اضطراراً و موقع اول این عقل است که
خزانهٔ معلومات است و ثانیاً در سائر قوای باطنیه همین داعیه سریان میکند مثل سریان آب از اصل شجر
در برگ و ثمر او پس در عقل چه افکار و انظار است که برای تحصیل او درست میکند و در قلب چه عزائم و همتهاست
که در طلب او می انگیزد و در جوارح چه مشقت و ترک مالوفات است که در سلوک طریق آن بر خود می پسندد
چنانکه نتیجهٔ حب اول فناء علم است یعنی غیبت و عدم شعور بما سوای محبوب حتی که بنفس خود همچنین ثمرهٔ حب
ثانی فناء همت است یعنی هر چه میگوید از محبوب میگوید و هر چه می شنود از آن میشنود و باید دانست که از عمدهٔ مؤیدات
حب ایمانی استحکام عزیمت قلبیه است بر اتباع شریعت و کمال وفور رغبت بر موافقت سنت و شدت
نفرت از ملابست بدعت و قوت اعتصام بحبل الله المتین یعنی اقتدای ظاهر و باطن بکتاب مبین و سنت
رسول امین و کمر همت را بر رضاجوئی حضرت حق چست بستن و اعتقاد و تعظیم او و تعظیم شعائر او لاسیما شرع که
از اعظم الشعائر است درست کردن نانی که مقصود ازین کلام کثرت عبادات شرعیه است یا بهم رسانیدن وسواس که
عوام الناس او را بتقوی ملقب مینمایند بلکه مقصود از آن اطمئنان قلب بر عقائد شرعیه و جوش زدن محبت و رغبت
و تعظیم از صمیم قلب بنسبت اوامر دینیه و عدم مبالات بموافقت و مخالفت خلق در رضاجوئی خالق القصه
صاحب این حب را بجز طلب رضای مولی و انقیاد او کاری نیست آری اینقدر باید فهمید که حب ایمانی مثمر ثمرات
بس عجیبه و منتج نتائج بس غریبه است که تخم آن عنایت یزدانی و اجتبای رحمانی است و عنایت حضرت حق
و اجتبای جواد مطلق را حدی و پایانی نه **فرد** داغ غلامیت کرد پایهٔ خسرو بلند ٭ صدر ولایت شود بنده
که سلطان خرید ٭ **فائده** ندانی که در میان راه ولایت و راه نبوت تباین است حتی که سالکان راه ولایت
هرگز بمقامات راه نبوت فائز نشوند یا طالبان راه نبوت مورد حالات ولایت نگردند یا ارباب حب عشقی
عاطل از حب ایمانی باشند و اصحاب حب ایمانی غافل از حالات عشقیه بمانند حاشا و کلا انتهی و هم صاحب کتاب مذکور مینویسند

چنانکه حب عشقی بعد وجدان محبوب زائل میگردد و لهب آن منطفی میشود همچنان حب یمانی بوصال محبوب سو
به ازدیاد مینهد و از یک هزار میشود و سعتی میگیرد که هرگز آن وسعت و قوت در هجر متصور نیست چه اول مبنی بر فقد
بود و دوم بر وجود و هجر مَوَانِعُ الشُّرُوطِ فَاتُ الشُّرُوطِ را قم گوید و عشقی که بعد از وجدان محبوب زائل میگردد و آن
عشق برخوردار نیست چنانچه سید محمد گیسو دراز در بیان آفت ابتدا و انتهای عشق چیزی فرموده اند
و در ذکر ایشان باید جست که خواهد آمد و صاحب بدة المقامات از حضرت مجدد نقل میکنند دوستی از والد
بزرگوار خود که فرمود بقول جمهور محققین که مَنَازِلُ الْوُصُولِ لَا یَنْقَطِعُ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ در مکتوب ۲۸۵ میفرمایند وَلٰکِنَّ الْوُصُولَ
مراتب لا یمکن قطعها ابد الابدین و هم در فصل چهارم مقصد سوم کتاب مذکور عرضداشت حضرت مجدد که
بخدمت شیخ خود میرساند می آرد و آن این است عجائب کار و بارست بعد را اقرب نامیده اند و غایت فراق
را وصل گفته اند شعر کَیْفَ الْوُصُولُ اِلَی سُعَادَ وَدُوْنَهَا + قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ حُتُوْفُ + کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم سَوَاصِلَ الْحُزْنِ وَدَائِمَ الْفِکْرِ وَالسَّهَرِ وفرموده ما اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ مصرع فَصَّةُ الْعِشْقِ
لَا تَنْفَصِمُ لَهَا + ایضا سبحانه تعالی از برکت علیه از تلوین به تمکین مشرف گردانید حاصل کار جز
حیرت و پریشانی بدست نیامد با وجود علم و معرفت جز از دیاد جهل و نکرت نیست مصرع عجب آنست
که من واصل و سرگردانم + انتهی تفصیل این اجمال عنقریب در عرائض ایشان خواهد آمد و حضرت قطب عالم
در مکتوبی میفرمایند نبشته بود مصرع قلندر آنکه فوق الوصل جوید و وهره گر پرت بیچ بسی بهارو
ست + چه معنی دارد مقرر باد عزیز من از این سخن هندی در آتش حیرت افتاده بودم این کوه را جلا
و عظمت کبریا و حسنش و جمال با کمال او دانستم که الکبریاء ردائی و العظمة ازاری بستر اوهم بود گفتم حجاب
ذاته نمود وصل و فصل را بر بود کبریائی همه مراد رست ۵ نیست کس را از حقیقت آگهی + جمله می میرند
با دست تهی + گر پرت الخ شعر بیقراری عشق شور انگیز + شر و شوری فگند در عالم + که راه گریز نیست و
جای فرار نه طاعت داد راد و تقوی در هد راحجاب گفتند وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ
حیاته و ممات را و جان و تن را و نفس و دل او عقل و فکر و ذکر را حجاب گفتند اَلْعِلْمُ حِجَابٌ لَا عظم خود شنیده
و مکاشفه و مشاهده را حجاب میخوان و عین الیقین و حق الیقین را حجاب میدان صدیق اکبر شب تمام

مصنف رحمة الله علیه که آنرا بحب
حب نفس لی تعبیر میکنند آن انشی است
مسمی بعشق و مبنی بر استعداد او ذاتی ان
است نه بر فقد مطلوب و توجه اختیاری
حاصل الان من شود و بحسن و جمال
اوست و فرد اول حسن و جمال عالم
شیخ ناقل عالم است و عقل و علم
کاملان که در مقام وصل اند بیان نشده
ظاهر نمیشود مخصوص بیان نشده
عالم نیست و در عقل و علم
فاق الشرط و طی المسافت و حضرت حافظ
شیرازی فرماید شعر و دیدم
کاملان و میخانه زدند نعره
بیمانه زدند الخ شعر
بلبلی بر سر شاخی بنوا می گفت
واندران بوستان نیست نگارین و نگار
نقش دیوار و عین وصل این نباشد و فراق
نقش ما را جلوه معشوق در این نگار
شعر مثنوی مولانا روم
من از جان جان سکایت میکنم
من نیستم کی روایت میکنم
شیخ مولانا نجم العلوم این سکایت نیست بلکه
از ذوق میکند ما را این سکایت باین
روایت ازل است ا شعر عشق
طور و سر و صبح تجلی و میقات
ناشد بلکه هر وقت در طلب تو هر دل
هزار ذره بابد انتهی

در ذوق و شوق و در کمال وصول مالامال تعلق بحبل الله میگردد چون وقت صبح میدمید از بی صبحی وقت
آهی میزد و بوی از جگر سوخته او ظاهر میشد اینهمه از دوری دوست و از بیحضوری اوست ازینجا فریاد میکرد
نا الایمان یا رسول الله هیهات هیهات مگر مصطفی صلی الله علیه وسلم هم ازینجا نالید یا لیت رب محمد لم یخلق
محمدا محمد را محمد حجاب است پس اینجا چه جای فتح باب است شعر اینچه دریائی است قعرش ناپدید ✤ وین چه
درگاهیست قفلش ناکلید ✤ الفراق حجاب والوصال حجاب انفصال و اتصال خیال مستمند است بیچاره
قلندر چرا نه از وصال بالاتر جوید که در عین وصال بانفصال میپوید آنکه او واصل است حیران است سعدی
علیه الرحمة راست ع عجب این است که من واصل و سرگردانم ✤ جز اختصار روی نیست وگرنه درو پایان ندارد
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی شعر نه حسنش آخری دارد نه سعدی را سخن پایان ✤ بمیرد تشنه مستسقی
و دریا همچنان باقی ✤ بحر محیط هرگز آخر نیارد هر چند باران رحمت باران است طالب او همیشه در تشنگی طلب زاران است
انتهی کلامه الشریف مکتوب طوالت دارد و این مختصر گنجایش ندارد و نساج رحمه الله ندا از غیب شنید
که ای نساج با درد طلب قناعت کن ترا با یافت چکار و هم صاحب نسمات القدس در ابتداء تمهید مذکور
می آرد از کلام صاحب عوارف و بعضی عرفا رحمهم الله تعالی چنان مفهوم میگردد که بعضی از کمل اولیا را
باحوال بلند بنوازند و حال آنکه ایشان را تکثیر عمل بر طبق عزیمت و اولی کمتر داده باشند و معامله بعضی آخر
عکس آن بود و برخی را عمل کثیر بخشند و احوال عظیم نیز عطا دهند اما خوارق عادات از ایشان کمتر بظهور
رسد و بعضی را قدرت ظهور آن خوارق که متعلق بود بکونیات و اخبار از مغیبات داده اند اما قوت
تصرف اکمال ناقصان در ایشان کمتر نهاده اند و بعضی بر عکس آنند و برخی جامع این و آن و هذا قلیل

بیان عشق در خبر است العشق نار یحرق ما سوی الله حضرت قطب العالم شیخ ما شیخ عبد القدوس
قدس الله سره میفرمایند عاشق بیچاره در مشاهده دوست در ذوق وصال مستغرق است و در حالت
فراق در سوز حال مستغرق است و با خود نیست بهر دو حال او را با دوست باخته اند و این عالم عشق است
نه عالم سلوک عالم عشق دیگر است و عالم سلوک دیگر در سلوک السیر الی الله و در عشق الاحتراق فی الله
طائفه اند که از اسباب درگذرند و یقین دانند که دوست قادری است بی تعلق زمان و مکان و بی اسبابی هر چه خواهد در وجود

آرد و بعدم سپارد و این طائفه اهل عبادت و اهل آخرت اند صاحب ولایت و صاحب کرامت شوند در لمحه واحد از
مشرق در مغرب شوند و کرامات بر خلق نمایند اولئک هم الابرار هر چند در یقین و دین مه جبین اند اما بی
جمال دوست و بی حرف یقین بی مغز در پوست اند و هنوز جنین در شکم مادر اند باشراق نور حق نرسیده در کشف
کون مانده اند باز طائفه دیگر اند که در کشف خود میشوند و در صرف یقین بوند همیشه در مشاهده حق تعالی باشند
مستور بوند با دوست در حضور بوند نور علی نور این نور است و این حضور تا کدام برین نور و حضور بوند اگر
به سعادت پایبوس مرشدی صاحب اینکار بخت یاوری کند اولئک هم المقربون ای برادر در مشرب
عباد و زهاد همان لذت مناجات و ذوق تقربات و مثوبات و علو درجات است این نعمت را نعمت
خشک نامند و سمک بی نمک خوانند و مشرب مقربان در محو خود می و فنای ما سوای الله است ؎
می صرف وحدت کسی نوش کرد ✤ که دنیا و عقبی فراموش کرد ✤ ایضا میفرمایند مردان حق در مقام قدرت و
کشف حق جای رسند که در لمحه هزار جا میروند و بر عرش شوند و گرد هژده هزار عالم گردند چرا که در توحید قدم شان
است و آنجا نه اعتبار زمان و مکان است اهل زمان و مکان او را در مکان و زمان خود یابند و او با دوست بی زمان
و بی مکان است او درین مقام چندان ترقیست که ملک مقرب در آن در حیرت بود و وی با حق بقرار و آرام بود و
در ابتدای حال او را خبر نبود و در کمال با خبر بود و از خود با دوست بود و با همه بیهمه بود ازل و ابد در دیده وقت
وی یکی بود و غیر حق نماند اینجا معلوم شود که محققان چه گفتند النهایة هو الرجوع الی البدایة ؎ کسی کز ذوق جانان
گشت مدهوش ✤ همه عالم شده او را فراموش ✤ قول صاحب العوارف النهایة الرجوع عن الله الی الله و هو جمع
الجمع فی عین الجمع و هو الاسلام فافهم والله اعلم ایضا میفرمایند عزیز من در واقعه نمودند طائفه در طلب حق
در میدان وحدت اسپ همت تاختند طائفه جانبازی دیگر در طلب حق چنگ بوحدت حق زدند و اسپ دولت در میدان
سعادت در جولان آوردند و بمطلوب مطلق و مقصود بر حق رسیدند که حق سبحانه را بر سه مرتبه یافتند بمرتبه ذات
و بمرتبه صفات و بمرتبه فعل شتافتند در مرتبه ذات غیر ذات روا ندارند و اسم و صفت را در عین ذات عین ذات
دارند و همان ذات دانند و جز ذات چیزی ندانند و خدای را وحدانی الذات و الصفات خوانند و ذات پاک
حق سبحانه را فرد مطلق دانند کان الله و لم یکن الاشیاء معه و الآن کما کان و کما کان الآن فالله و لا سواه

ولا موجود فی الوجود الا الله قل هو الله احد و در مرتبهٔ صفات هم و صفت را غیر ذات نگویند و نامد بر ذات بحیثیت
چه در محض موجود غیر تواند بود و زائد تواند نمود عین ذات نگویند چه پس ازان صفات است که الا ذات عین ذات نتواند گفتن پس ازین
رفت که در ثبات عینیت بنجا انتهی و ذات یا تعطیل صفات الخ تا تعطیل فعل و قدرت کامله لازم آید و بانکار واجب فسادی عظیم
کشاید مستدل بنجا غلط کرده اند که هم و صفت را عین ذات گفتند و خدایرا عالم بالذات و قادر بالذات خوانند و عالم بالعلم و قادر بالقدرة
نه اشتقند و نه اند که ازین رتبه صفات است و در مرتبهٔ صفات چنین نخوانند و چنین نخوانند و امام منصور ماتریدی رضی الله عنه صفات
عین ذات گوید و ازان نفی غیر جوید نه آنکه مراد وی تعطیل صفات است یا تعدد ذات و هو بری فی الدارین هذه الجهات اکنون
محققان در مرتبهٔ فعل ایجاد عالم گویند و در عین وحدت وجودی که الله واحد فی الذات و الصفات کثرت موجودات واجبه
چه کمالات ذات در مقام قدرت چنین تقاضا کرد که ما عین موجود باشیم و در حق خود دلیل بر وجود ازلی بر کمالات بر پای
کردیم با آنکه خارج امتناع محض است و در فعل ممنوع مطلق و هو للآن کما کان و کما کان الآن سبحان الذی لم یتغیر ذاته
و لا صفاته و لا فعله بحدوث الاکوان فحق القول سبحان الله انا لله و انا الیه راجعون عبید و بنطائفه مقربان حضرت صمدیت اند که حق سبحانه را
در جمله مراتب موجود بحقیقت دانند و وجود عالم را در جمله مراتب موجود بمجاز خوانند چه وجود بتحقیق مر خدایتعالی راست
و مر غیر او را باطلاق وجود بمجاز کرده اند بقرینهٔ حس و عقل و در شرایع بر حس عقل است و ذلک حقیقة فی حقیقة و فی ان
برهان طلقست یتنزل الامر بینهن ای بین جمیع السموات و الارض فمن انکر الحقائق التی تحس بالعقل فهو فی ضلال مبین و تحقیق
مردان تحقیق غیر خدایرا سبحانه و تعالی موجود نخوانند که وجود حقیقی همان وجود است واحد الوجود و واجب الوجود و چه سبقت ازلی باعتبار
تصور عقل و قسم راست یکی وجود آن محض وجود است و آنرا واجب الوجود خوانند و واحد الوجود و دوم عدم محض عدم است و آن را
ممتنع الوجود نامند و ناممکن خوانند و ممتنع و ناممکن خود هیچ نیست لاجرم بالقطع و التحقیق جز وجود هیچ نیست همان وجود حق است و بوجود
مطلق ذوالک مدة الوجود فاعرف و التمام فاعرض حضرت شیخ ما شیخ جلال الدین تبریزی قدس الله سره میفرمایند بدانکه
اهل الله حق بر سه قسم اند قسمی اولیاء و ابرار و عشاق شطار بیان هر یکی طبقاتی دارد اما بدانکه اولیاء و سالهای بسیار ریاضتها و مجاهدتها کنند
مدت و عشاق بازک تر لذان تر بدان نزل رسند اما عشاق شطار ریاضت پرهیزند و اندیشند بگریزند و کشف کرامات را هیچ نشمرند
که الصابرون یوفون اجرهم بغیر حساب و تهم العالمون بعلمهم و الزاهدون یزهدهم و دلیل الکرامات بگرامتهم عشاق بر منازل توقف ره نمایند
از منازل متبرا شوند و هیچ نپذیرند و بر دیده از همه طلبها باز نشینند نه آنکه ایشان از صلابت و زهد و تقوی و ریاضت

اجتراز کنند و ذمیمه دانند بلکه جان کنند و خون خورند و کم شوند و پیش مرگ بمیرند و بحق رسند اینجا اکثر دعیان سلوک
و جهال صوفیه خطا کرده اند و گمراه گشته اند و اینها و نسبت من ذلک مروی عن السلف رضوان الله علیهم اجمعین انما هو بالنسبة
الی الاصول والاصول غایة الشریعة والطریقة و آنچه گفته اند تلاوة القرآن والاشتغال بعلوم الشرعیة اورادا حسنة
و اگر شان ان الطالب شان آخر بیست زیاده و نوافل گفته اند که کار طالب حق بعد ادای الفرائض و سنن الرواتب منحصر
بشغل باطنست نه بکثرت نوافل و اعمال جوارح که آنظر بین عباد و عبادات مذهب طایفه شطار توجه الی الله و الاعراض
عما سوی الله است در وشان الله و لا سواه و راه نیستی و پستی و براندختن هستی وجود است قطعه در ره ما بوی
علم میزند * کیست در این راه قدم میزند * هر که در این ره مجرد رو است * بر سر کونین علم میزند * و صاحب صراط المستقیم در
بیان مؤیدات حب عشقی مینویسد از عمده مؤیدات حب عشقی ریاضت است یعنی تقلیل منام و کلام و صحبت با انام حتی روح
حیوانی را باین امور قوتی و لطافتی حاصل میشود از جمله مؤیدات آن استماع الحان خوش و اشعار عشق انگیز و از جمله مؤیدات
آن اجتناب از امور یکه باعث حدت و کثافتی در روح طبعی باشد مثل کثرت منام و مداومت بر اغذیه کثیفه و امثال آنها و در باب
ثالثه کتاب مذکور در بیان آثار حب عشقی مینویسد از جمله آثار آن نهایت است که این حب بالذات اقتضای تجرد از حجاب بشری و مصور
روح الهی بامثال خود میکند و بس مطابقت بهیچ قانونی خواه قانون شرع باشد خواه قانون ادب اعتبار و رضای کسی خواه رضای محبوب باشد
خواه رضای غیر آن نه التزام متابعت کسی و متابعت خود محبوب باشد خواه غیر آن ندانی که مقصود ازین کلام آن بست که ارباب عشق
و سواجید بقید بقیود و شرعیه متقید بآداب فقیه و طالب رضای مولی و ملتزم متابعت مصطفی صلی الله علیه وسلم نمیباشند حاشا و کلا
بلکه مقصود آن است که این حب بالذات مقتضی این امور نیست بلکه محض اضمحلال حاجب این حال در مشاهده جمال حضرت ذوالجلال
میخواهد و بس بهر طریقیکه بدست آید خصوصیت بهیچ طریقه را و اقتضاء آن در خلق نیست منشا اگر صاحب این حال را تحصیل
خود در استماع مزامیر عشق مجازی و شغل برقص و تخلیه اوقات از اذکار و طاعات و امثال آنها از امور ممنوع شرعیه بهم رسد
البته مذمم قلوب و سبب انسوی این امور نموده خواهد گرفت اگر چه آن صاحب حال از راه تدین و تشرع از ظهور
آثار این امور اجتناب آید بلکه در ازاله آن جهد کند آیا نمی بینی که در عشق مجازی عاشق را مشاهده جمال معشوق و قرب
و وصال او مطلوب میباشد اگر چه آن معشوق از قرب این عاشق متنافر و از آمد و رفت در مجلس خود ممانعت
میکند و از قرب جوار بلکه از محله و دیار خود اخراج مینماید چنانکه نوبت به بستم و شتم و لکد کوب سیر سد آن عشاق بیچاره

از دیدار او مهر باز آمد و رفت محافل و مجالس معشوقان خود دست بردار نمیشوند بلکه مقتول شدن از دست معشوقان خود و تحمل غضب آنها نمودن جان در کوی آنها باختن را کمال فخر و علو همت میشمارند با جمله مقصود از نگارم نهایت عشق نیست حاشا و کلا بلکه اشارتیست بسوی فرقی که میان حب عشقی و حب عقلی است انتهی کلام مولانا و مولانا جلال الدین رومی رحمه الله میفرمایند ؎ ملت عشق از همه دینها جداست + عاشقان را مذهب و ملت خداست + لعل اگر مهر نبود پاک نیست + عاشق از دریای غم غمناک نیست + آتشی از عشق در جان برفروز + سر بسر فکر و عبارت را بسوز + عاشقان را هر نفس سوزیدنی است + بر در ویران خراج و عشر نیست + نور سرمستان قلاوزی مجو + جامه چاکان را چه فرمائی رفو + انتهی چه خوش گفته اند ؎ کمال سر محبت ببین نه نقص گناه + که هر که بی هنر افتد نظر بعیب کند + ؎ منزل عشقش مکانی دیگر است + مرد این ره را نشانی دیگر است

چونکه این کتاب از ذکر عاشقان خشتیه که نسبت اینطریقه خشتیه عشقیه است پر ذوق و شوق خواهد گردید لهذا ضرور آقا دید که پیشتر از بیان کمال عشاقان کتاب هذا را اولا شور انگیز باشد **بیان توحید مطلق و مقید** دیگر حضرت قطب العالم میفرمایند ای برادر مقصود کلی توحید مطلق است خواه نبی بود خواه ولی بود که آن سر حقست در سر مقربان بدان خوش است و مطلوب ایشان همان است و هو الحق ذو القوة المتین و ان توحید همه روی است هیچ پشت نه و همه حق است هیچ غیر نه **وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ** خبر ازین سر است و آن توحید که مؤمنان عام دارند و خدا بجای ایمان بغیب آورند و مقید بثواب و عقاب آن جهان گشته اند این را توحید مقید خوانند و زبان توحید مطلق دانند بلی این توحید آن توحید دست ندهد و هرگز بدان راه نیابد که لا توحید بدون الایمان اینجا گفته اند که درین راه که رود ایمان رود و این باویه خونخوار که قطع نیابد که قطع کند ایمان قطع کند و بدین دولت که رسد ایمان ؎ هر که در راه محمد ره نیافت + تا ابد گردی ازین درگه نیافت

بیان قرب نفل و فرض دیگر حضرت قطب العالم میفرمایند چون عاشق در عشق و محبت بصفات محبوب موصوف گردد و تخلق باخلاق الله روی نماید نبی میفرماید نبی میفرماید و بی نظیر نشان دهد در کمال نیقام دم انانیت زند بانگ انا الحق و سبحانی برآرد و نیقام را قرب نفل گویند که ذات بر جاست و صفات دوست زیادت بر ذات بتجلی تمامست و این مقاله در غلبه حال افتد بر نیقال اگر کشته گردد شهید بود و در راه بود و از اولیاء مستهلک باشد این

صوفی حق را بخود می‌یابد اگرچه واصل است اما هنوز در راه است ؎ آنکس که کشته گشت ازان خال هندوش ✤ گرچه
شهید گشت مسلمان نمیرود ✤ چون در صحو آید استغفار لازم آید سلطان عارفان اینجا گفت الهی ان قلت
یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا الیوم مجوسی فاقطع زناری واقول لا اله الا الله محمد رسول الله و چون عشق و محبت
از مقام صفات درگذرد و چنان ترقی نماید که بجمال ذات رسد که آنرا قرب فرض خوانند و تجلی ذات دانند این
صوفی را از اولیاء مقرب گویند که خود را بحق یابد و همه تسلیم حق شود و آنجا هیچ آفت نباشد درین مقام محب
از خود هیچ عبارت نیارد بلکه اشارت ندارد و جز دوست نبود فهو لیس الا هو وما رمیت اذ رمیت
ولکن الله رمی جلوهٔ این مقام است ید الله فوق ایدیهم سر این دولت است اینجا کمال تمکین بود
و صحت حال بکمال بود شطحیات برو گذر نیارد و با خلق بصحت عقل بود و کلموا الناس علی قدر عقولهم جولان
او بود و احکامات شرائع بر خلق بر قدر خلق رساند و اصلاح دارین کند وما ارسلنا من رسول
الا لیطاع باذن الله حلیهٔ کمال اوست فالله ولا سواه جمال اوست درین مقام همه قول و فعل او
حق بود و همان شرع بود و این مقام بکمال در انبیاست **بیان تجلی ذاتیه** حضرت قطب العالم میفرمایند
چون بنده در صفاء خود در لقاء دوست از خود چنان مستغرق و محو شود که هیچ اضافت بخود نتوان
کرد هیچ شعور خودی او را نبود نه آنکه بنده تا چیز محض بود و نه آنکه بنده خدا شود و لیکن در کمال صفاء خود
جائی رسد که از وی خودی وی برخیزد و هیچ دوئی با وی نیامیزد لقاء دوست یابد و بر قدر صفاء وی انوار
توحید کشف شود و تجلی حق بر وی تابد و حجاب کیفیت و مثلیت در میان نبود پس و پیش نماند یکروی شود
؎ همچو نرگس تمام دیده شود ✤ تا بهر دیده دوست دیده شود ✤ ع همه تن چشم شود چون نرگس ✤ و وی
جز حق را ثابت نمیکند و خود را غیر و غیب نمیداند و حق جز یکی نیست و میگوید انا الحق یعنی جز من حق نبود و نه هست
و نه باشد تجلی حق بر هر یکی از انبیاء و اولیاء در دنیا و آخرت و بر مومنان عام در آخرت بر قدر وی شود
ع سعدی حجاب نیست تو آئینه صاف دار ✤ در آئینه بعد تصفیه اول چیزی که عکس آن ظهور یابد جمال صقال
بود و این سر عظیم است پس اینجا باید که جز الله و لا سواه هیچ صقال او نباشد قلب المؤمن مرآة الرب این مقام ظهور یافته باشد طالب را
باید که صحن دل خود را بجاروب کلمهٔ لا اله الا الله و یا الله و لا سواه از خاشاک ما سوای حق پاک و مصفی کند و صیقل دهد که عمل آئینه صفت است

آینه کمال لم یزل لایزال است چون از نقوش خاشاک سوای الله بجلا باید چون کمین از پرده کونیت در سر برده و هو معکم
اینما کنتم جلوه کند بر تویی که در آئینه تابنده است اگر دعوی صورت شخص در خود کند نفی غیریت از خود کند رواه الرومی مرآة
الرب و قلب المؤمن عرش الله تعالی اما تا چشم کرامت ۵ بنظار لقایش بود سین گهی بگاهی بقابله چشمش عشیه شود او است
اما بینا لم را بنگرد باید شناخت و ربا باید گذشت تا حقیقت کار سر بسته بگشاید و گرنه پیه ماریه حیوان پیه جاه و مکتوب
بیمار و هم حضرت یحیی خبر لیست بدانکه تجلی عبارت از ظهور ذات و صفات الوهیت است جل جلاله و روح را نیز تجلی باشد
و بسیار روندگان نیمقام سفره رشده اند و پنداشته اند که تجلی حق یا فتند اگر شیخ صاحب تصرف نباشد ازین طبقه خلاصی
و شمار بود و کهنون بدانکه نزدیک میان تجلی ذاتی و تجلی صفاتی چون آئینه دل از کدورات وجود ما سوی الله صفا الله پذیرد
و مشرقه آفتاب جمال حضرت گردد و جامع جهان نمای ذات و صفات او شود و لیکن نه هر کرا این سعادت مشاهده نماید میان و هم
صاحب دلی باشد که چون آئینه دل از صفات بشریت صافی کند بعضی صفات روحانی بر او می تجلی کند پس گاه بود که ذات
روح که خلیفه حق است در تجلی آید و بخلاف خود دعوی انا الحق کردن گیرد گاه بود که جمله موجودات را پیش تخت خلافت روح
در سجود بیند و در غلط افتد و اند که مگر حضرت حق است قیاس بر حدیث کرده ان تجلی الله لشیء خضع له کل شیء و از نجیس خاطبا
بسیار افتد که تجلی شیطانی و سمت حدوث دارد و آنرا فوت افنا نباشد و از تجلی رحمانی غرور و پندار پدید آید و در طلب نقصان
پدید آید و از تجلی حق سبحانه این جمله برخیزد و هستی نیستی بدل شود و در طلب نیفزاید و تشنگی زیادت گردد و بحقیقت بدانکه
انسان آئینه ذات و صفات باریتعالی است بهر صفت که حضرت حق خواهد تجلی کند اما معنی تجلی بدانکه تجلی و استتار
دو لفظ است میان طایفه متعارف تجلی بحق در لغت کشاده گشتن باشد و استتار پوشیده گشتن باشد و
مراد این طایفه از تجلی کشاده گشتن حق است و مراد از استتار پوشیده گشتن حق است و اینجا ذات حق نخواهند
که تلون و تغیر بر ذات او روا نیست این چنان است که بر کسی مسئله روشن گردد و گویند که مسئله کشاده گشت
مسئله کشاده نگردد و لیکن خاطر او کشاده گردد تا مسئله اندریابد علم او را کشاده شدن مسئله خواندند و جهل
او را پوشیده شدن مسئله خوانند چون سر او بخویشتن مشغول گردد و از دیدار غیب پوشیده گردد و این را
استتار خوانند باز چون همه از حق بیند و از ان حق بیند نه از خویشتن و از ان خویشتن بشریت از پیش برخاست و غیب
و دیدار را تجلی خوانند و نیز حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی در جواب سوال مینویسند مسطور بگر نظر در

صنع کرد دانست که او را صانع است این دانستن او را دیدن بود دیدن صانع در صنع چه باشد حضرت شیخ العالم یعنی شیخ احمد
عبدالحق فرموده اند یعنی دیدن بچشم یقین که آن مکاشفه و مشاهده است نه مجرد دانستن از اخبار غیب چنانکه
دیدن آئینه دانستن بود که آنچه روی است هنوز ندیده است بلکه دانسته است بعلم یقین و دیده بچشم یقین اما دانم که هنوز
آنچه حقیقت است فهم نکرده اگر چیزی میتوانی شنید بشنو حقیقت آئینه نه آهن است بلکه آن آنست که می بینی
و دران بعلم یقین آنچه از پرتو آن است میدانی و بچشم یقین می بینی پس این دانستن دیدن بود نه دانستن بود مجرد
و آن پرتو مصنوع بود حقیقتش صانع رأیت ربی فی احسن صورة حقیقت نبود و مجاز نباشد بی مثلی و بی کیفی بود که
همان آئینه و همان بیننده و هر چند بیننده بود معاینه بود همان دانستن بود و همان دیدن و دیدن جز این نبود خواه
عیان آنچه اینجا بود یقین گویند که حجاب در میان است و آنچه آنجا بود عیان نامند که ارتفاع حجاب از میان است فرق
همین بیش نیست یا فرقی که میان ایشان است شتان ما بینهما وگرنه حقیقت جز یک نقطه بیش نیست دیدن و شنیدن
آنجا صورت نه بندد تا گویند فردا وقت دیدن حجاب عزت و کبریائی باشد وگرنه هرگز دیدن ممکن نبود و اعتقاد است
که دیدار خدای تعالی در بهشت مؤمنان را بارتفاع حجاب بی شبهه بود و در حدیث است سترون ربکم یوم القیمة کما ترون القمر
لیلة البدر هنوز فهم کرده یا نه اما زبان اینجا گنگ گشت چه توان کرد همان باید که داده اند النصیب نصیب یعنی
فردا بجنت رسی وقت رؤیت حجابها بردارند و چشمهای ظاهر ترا در رؤیت سپارند آنگاه خدای عالم بی جهت
بی زمان و بی مکان بچشم ظاهر ظاهر بینی چون خدای تعالی ظاهر شود و آن همه جزای ظهور داشته مستور مضمحل گردد
بهشت در نشان نبود کون و مکان از میان رود و حجاب عزت عیان شود وجود رائی در عالم بقا بی نشان
در نشان شود خدای جهان بی شبهه بیگمان دیده شود الحمد لله الذی صدقنا وعده اقرار آنجهان
شود و معهذا هر کس خدای تعالی را بقدر خود بیند نه بکنه ذات و حقیقت حق که آن راه مسدود است انبیا بقدر
خود بینند و اولیا بقدر خود و مؤمنان بقدر خود و این سری عظیم است هر چند بینند تجلی بینند نه بچیزی خارج
تعالی الله من ذلک علوا کبیرا **ایضا** و تجلی نه عبارت از ظهور چیزی از خارج است بلکه ظهور حق تعالی بر بنده
در سر وجود وی بقدر صفای وی است و هم اینجا است که بعضی دائم در مشاهده اند و بعضی گاه گاه بر قدر صفای
وقت هر یکی فان سر الوجود هو لیس الا هو فاعرف فانه دقیق و تجلی حق در مقام ظهور در مرتبه شهود و نمود وجود است

ازینجا گویند هژده هزار عالم همه تجلی اوست در ظهور او در مظاهر خود و بعضی تجلی نیز در مرتبهٔ کشف انوار و اسرار ربانی است و
مشاهدهٔ جمال سبحانی عاجلاً و آجلاً فالتجلی فی الظاهر ظهور الکشف والمشاهدة فی الحقیقة ظهور الله تعالی للعبد علی قدر صفائه
ولا غایة لها ایضاً و نبشته بود حدیث رأیت ربی ولیس بینی وبینه حجاب الا حجاب من یاقوت ابیض فی روضة
خضراء چه معنی دارد و مقرر باد مصطفی صلی الله علیه وسلم خدای را بعین الیقین در مشاهدهٔ کمال جمال ذو الجلال بر پردهٔ قلبی
در روضهٔ قالبی میدید که قالب وی منور بنور رب تعالی است فهو ابیض ولا ظلمة فیه و قالب وی روضهٔ حیات ابدی بر آن
اشارت میکرد و میگفت رأیت ربی الحدیث چرا که خدای تعالی خارج نیست بنده خدای را در خود و میتابد بر قدر صفای
و کمال قلب قالب خود که وفی انفسکم افلا تبصرون تا اگر حجاب عبودیت که حجاب کبریا و عزت خداوند است
نبود عدم صرف و محض امتناع بود فلا عبد ولا رؤیة پس بنده از خود محو شود که اضافت بخود نتواند و شعور خودی
او را نبود نه آنکه بنده ناچیز محض بود و نه آنکه بنده خدا شود ولیکن در جای رسد که از وی خودی برخیزد
و دوی نیامیزد ایضاً عزیز من بنده بصفات خداوند موصوف شود و باقی ابد گردد و بصفات خدا
جز خدا موصوف نشود لاجرم خداوند بصفات خود موصوف بود و بنده در میان نبود یعنی بنده با خداوند
یگانه بود و بی حلول و اتحاد و دوئی در میان نبود خدا در وقت دیدار بنور خدا بقدرت خدا دیده شود
بی کیف بی مکان بی جهت بی زمان بی شک بی شبهه پاک و مبرا از مثال جمله شان بنده در میان نبود
و از غیر نشان نبود جز خدا عیان نبود همو باشد همو کنت له سمعاً و بصراً بی یبصر و بی یسمع شاهد این شهود است
و ذلک معنی التجلی فاعرف و گشاده تر آن است که روز دیدار روی چشم بنده منور بنور کردگار شود که آنرا
نضارت خوانند وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة ناشایسته دیدار پروردگار شود عزیز من
جائی که سگی را بار است و سنگی را دیدار است ما را با نا امیدی چکار است و معتزله چرا منکر از دیدار است
یعنی بسنگ وقت دیدار خداوند بصفت خداوند بصیر و علیم و سمیع و حی و قیوم موصوف گشت و از
عالم صورت در گذشت و بعالم حقیقت پیوست حتی رأی ربه وجعله دکاً اشارت بدان دارد والکلب
کذلک یصیر منه الیه و یری ربه فالانسان احری ان یترقی منه الیه و یری ربه ولا شک فیه افتمارونه
علی ما یری ایضاً آنچه بزرگان گفته اند دیگران را وعده کز فردا بود لیک ما را نقد هم اینجا بود

معنی او آنست آنچه آنجا وعده برویت بود اینجا بچشم یقین مشاهده این منقود را محققان مشاهده خوانند نه محض رویت
دانند یعنی آنچه موعود است در مشاهده شان منقود است هر چند در صفا بلند رود و در مشاهده و قرب حق
شود صفا حجاب بود چنانکه داند که بی حجاب است و نه چنان است بلکه صفا حجاب است نه ارتفاع حجاب
ایضاً بنده خدا را دید و دانست با وی شریک نیست و آن دیدن همان دانستن است بود که در کشف کون
از صفاء حجاب ارتفاع حجاب رؤیت نمود نه آنکه بحقیقت ارتفاع حجاب و رویت بود پس دانست که خدا را دیدم
و خود در آخرت نیز حجاب عظمت و کبریا در میان بود و گرنه رؤیت مجرده جمال سبحان نبود که از آن عدم صرف
لازم آید فلا عبد و لا رؤیة کما ذهب الیه المعتزلة و غلط خورد و ندانست که مانع رؤیت حجاب فانی و کون فانی
است ارتفاع آن در وقت رؤیت رب مطلوب بود نه آنکه مانع رؤیت حجاب باقی است که کمال آن معنی
در جنت بود و آن حجاب عزت و کبریای حق تعالی است که بفنا آن فنا و تعطیل ربوبیت و عبودیت
لازم آید و ذلک لا یجوز قط **بیان تجلی ذاتی** مولوی محمد اسمعیل شهید در فصل چهارم باب آخر کتاب
مذکور مینویسد بعد ذکر کلمه نفی و اثبات و ملاحظه معنی و مراقبات باز سیر تجلی ذاتی دائمی است و معنی تجلی
ذاتی ظاهر است یعنی تجلی که منشاء آن نفس ذات است و غرض از دائمی آنست که تجلی مستقر و ثابت مانند آسمان
و زمین و در استقرار و ثبوت تجلی موصوف اگرچه تفاوت بیشمار است لیکن از دائمی امری دیگر بجز معنی ظاهر مراد نیست و از همین
تجلی است ظهور کمالات انبیا و مرسلین و اولی العزم پس این سیر را سه درجه است اول بلحاظ اینکه منشاء کمالات انبیا است
یعنی ظهور علوم هدایت بوجهیکه غلط را در آن بوجه ما راه نبود و این معنی در انبیا علی الدوام متحقق میبود حتی که در حالت
خواب هم چه وجود با جود ایشان منبع فیوض هدایت میباشد و منافع ایشان بخلائق میرسد گو که ایشان را آگاهی
نبود پس وجود ایشان بمنزله چراغ است که از روشنی آن فوائد حاصل است گو چراغ را خبر نباشد پس انبیا
دائما در کار و بار اند لهذا فیوض ایشان تعلق بتجلی ذاتی دائمی دارد بخلاف ملائکه که دوام در کاری
مستغرق نمیباشند بلکه بر وقت رسیدن حکم و فرمان کاری بجا می آرند و باز معطل و منتظر و مستعد میباشند
لهذا منشاء کمالات ملائکه تجلی ذاتی دائمی نمی بود و انوار تجلیات که ثمرات متابعت پیغمبر خدا است صلی الله تعالی
علیه وسلم درین حاصل میشود و مورد فیض این سیر عنصر خاک است بدو سبب اول آنکه استقرار و ثبات

خاصیت خاکست لهذا مناسب این سیر است دوم آنکه در تجلی موصوف بمعنی ظهور است چه بوجهی تعبیر انگفت که عالم همه تجلی فعالی دائمی است و ظهور عالم ظاهر است و از ظهور عالم ظهور آن تجلی باید فهمید عنصر خاک هم در انسان ظاهر است و اثر ظهور فیض این سیر در عنصر خاک تواضع و فروتنی است و انسان متصف از این تواضع و فروتنی است در پیش مالک خود و عدم سرکشی از قبول فرمان او درجه دوم از سیر تجلی موصوف بلحاظ مشابهت کمالات رسالت است خصائص رسل را فهمیده انتقال بهشیار آن کند و حضرت ذات را از جهت مشابهت آن مراقبه نماید امتیاز رسالت از نبوت بظهور و رسالت است در بیان حق و خلق ناصح و واعظ بودن کوشش بلیغ در بیان حجج و دلائل و اقامت معجزات و مناظره و مخاصمه و مقابله مر رسل را لازم است بخلاف انبیا و قول رسول و حق مرسل الیه مقبول است کلا از منصب رسالت است درجه سوم مراقبه است بلحاظ مشابهت کمالات اولوالعزم و امتیاز او اولوالعزم از سائر رسل بهمت قویه است در باب اهلاک کفره و اصلاح مومنین پس در اهلاک کفار همت قویه صاحب العزم از رسل نیز و علی دارد و این صورت شمائلیه نشانی است عظیم که مختص بجناب خاتم الانبیا است صلی الله علیه وسلم و ظهور آن کما ینبغی روز بروز رشد بالجمله امتیاز رسل از انبیا و امتیاز اولوالعزم از رسل بخصائص آنها بنابر مراقبه این سیر و حصول آثار آن قدر وسیع است و قال الله تعالی لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ و تفسیر زیادتی رویت است بموجب روایات صحیحه و سرور و فیض در دو درجه اخیره بهیات وحدانی انسانی است و عنصر لطیفه در ورود این سیر خصوصیت ندارد و پیش این است که منتهای کمالات رسل و اولوالعزم نشان جامعیت حضرت ذات است و اصلاح عموم اجزای ناس و تمام اجزای انسانی بهیات وحدانی مقصود اهل این کمالات است لهذا امور و فیض این دو درجه بهیات وحدانی میباشد باز مراقبه حضرت ذات است باعتبار ظهور حقیقت کعبه و آن مسجودیت حضرت ذات است مر خلائق را و انعیشی پر هو بما است و اثر مناسبان مراقبه در سائر این سیر منظم بودن است بحقانیت و اهل حق او را تعظیم بسیار کنند و موجب رضا و خوشنودی او تعالی شانه دانند و راز همین است که بخاطر بعض از اصحاب گذشته بود که جناب رسالت مآب را سجده باید کرد و حضرت آدم علیه السلام خود مسجود تمام ملائکه گشتند و قبله آنها شدند و حضرت یوسف علیه السلام را اعظمان ایشان که ابوین و برادران بزرگ بودند سجده کردند باز مراقبه

حضرت ذاتست بالتصور وسعت بیچونی او خواجه محمد هاشم احوال جزو کل شیخ احمد مجدد و حال فرزندان و خلفای
ایشان و پیر ایشان خواجه محمد الباقی و حال والد حضرت مجدد و شیخ عبد الاحد و پیر ایشان شیخ عبد القدوس بیان
خلافت و مثال یافتن شیخ عبد الاحد از شیخ رکن الدین که وی پسر ثانی و خلیفه اولی شیخ عبد القدوس اند
در کتاب زبدة المقامات می نویسند رحمة الله علیهم انشاء الله تعالی ذکر حضرات ایشان و تابعان حضرت مجدد تا این زمان
درین کتاب خواهد آمد لهذا لازم افتاد که از کتاب مذکور دو سه عرضداشت حضرت مجدد که بخدمت شیخ خود میرساند
اولا در کتاب هذا در آرد تا که طلاب طریقه مجددیه بمطالعه اش نسبت خود را تجدید و تازه نمایند و بدیدن این
کتاب شوق افزایند و آن اینست بخدمت خواجه محمد الباقی عرضداشته اند مدتی است که احوال خدمه عتبه عالیه
اطلاع ندارد و نگرانست میداند که شایان دولت حضور نیست مصرعه این بس که رسد ز دور بانگ جرسم
عجائب کار و بار است نهایت بعد را قرب نامیده اند و غایت فراق را وصل گفته اند گویا فی الحقیقه در ضمن این
اشاره بنفی قرب و وصال کرده اند شعر کیف الوصول الی سعاد دونها ✤ قلل الجبال و دونهن حتوف ✤ پس حزن
ابدی و فکر دائمی لاجرم دامن گیر آمد مردان را نیز آخر الامر باراده مرید مرید باید شد و محبوب را بمحبت محب محب میباید گشت
آنسرور دین علیه من الصلوات اکملها و من التحیات افضلها با وجود مقام مرادیت و محبوبیت از محبین آمد و از مریدین
گشت لاجرم از حال او خبر دادند کان رسول الله صلی الله علیه وسلم متواصل الحزن دائم الفکر آنسرور فرموده علیه الصلوة
والسلام ما اوذی نبی مثل ما اوذیت محبان بار محبت نتوانند کشید محبوبان را تحمل این بار دشوار است این قصه پایانی ندارد
ع قصة العشق لا انفصام لها منها چون حضرت حق سبحانه و تعالی از برکت توجهات علیه از رقیت احوال محرر
ساخت و از تلوین بتمکین مشرف گردانید حاصل کار جز حیرت و پریشانی بدست نیامد از وصل جز هجر و از
قرب جز بعد حاصل نشد و از معرفت جز نکرت و از علم جز جهل نیفزود لاجرم در عرضداشتها توقف واقع شد
عجب آنست که حالا بحق الیقینی مشرف ساخته اند که دران موطن علم و عین حجاب یکدیگر نیستند و فنا و بقا
دران جمع اند در عین حیرت و بی نشانی علم و شعور است و نفس غیبت حضور است با وجود علم و معرفت
جز ازدیاد جهل و نکرت نیست ع عجب این است که من واصل و سرگردانم ✤ الله تعالی بمحض عنایت بیغایت
خویش در مدارج کمالات ترقیات ارزانی داشته است فوق مقام ولایت مقام شهادت است و نسبت

عرضداشتهاء حضرت مجدد

ولایت شهادت نسبت بتجلی صوری و تجلی ذاتی است بل بعد مابینهما اکثر من بعد مابین التجلیین و فوق مقام
شهادت مقام صدیقیت است و تفاوت میکند میان این دو مقام است اجل من ان یعبر عنه بعبارة و اعظم من
ان یشار الیه باشارة و فوق آن مقامی نیست الا النبوة علی الهها الصلوة و التسلیمات و شاید که میان صدیقیت
و نبوت مقامی بوده باشد بلکه عالی است و انچکم محالیت او بکشف صریح معلوم گشته و انچه بعضی اهل الله فرموده
میان این دو مقام ثابت کرده اند و بقرب نامیده اند بآن نیز مشرف ساخته اند و بر حقیقت آن دو مقام
اطلاع داده اند بعد از تتبع بسیار و توجه بسیار املا بآن همه که بعضی اکابر فرموده اند ظاهر شد آخر الامر حقیقت او
معلوم فرموده آری حصول آن مقام بعد حصول مقام صدیقیت است در وقت عروج الماد اسطه بروز حصول آن
مقام پس عالی است در منازل عروج فوق آن مقامی معلوم نیست و زائد بیت وجود بر ذات جل و علا در آن مقام
ظاهر میشود و بآنجا وجود هم در راه میماند فوق آن عروج واقع میشود و ابو المکارم رکن الدین شیخ علاء الدوله
بعضی مصنفات خود تصریح فرمایند و فوق عالم الوجود و عالم الملک الودود و مقام صدیقیت از مقامات آنجا است
که روح بعالم دارد و پایان تر از آن مقام مقام نبوت است که فی الحقیقة بالاتر است و کمال صحو و بقاست مقام قرب بالذات
برزخیت این دو مقام ندارد که درویش بتنزیه هر دست و تمام عروج بستگان بآنجا است در پس آئینه طوطی صفتم
داشته اند + هر چه پرسنا و از ازل گفت بگو میگویم + منتهاکترین بندگان احمد مذبور عرض میرساند و حسب الامر الشریف
گستاخی مینماید و حوالی پیشانی را معروض میدارد که در اثنار راه آنقدر تجلی اسم الظاهر متجلی گشت که در جمیع اشیا تجلی ظاهر
علی حده ظاهر گشت علی الخصوص در کشمیر نسبتا بلکه در اجزای آنها جدا جدا و آنقدر مشاهده نمود که چه بعرض نمایم در
ابتدا مضطر بودم ظهوریکه در کشمیر است بوده در هیچ جا نبوده و خصوصیات لطافت و محسنات عجائب که در این لباس مینمود از
هیچ منظری ظاهر نمیشد پیش الیشان تمام گداخته آب شده میرفتم و همچنین در هر طعامی شرابی دیگر و بجدا جدا
متجلی میشد لطافتی و حسنی که در طعام لذیذ پر تکلف بود در ماورای آن نبود در آب شیرین تا آب خیر شیرین همین نفات
بود بلکه در هر لذیذ و شیرین یک خصوصیت کمال علی التفاوت الدرجات جدا جدا بود خصوصیات این تجلی تمر نیا البوض نتوانم
رسانید لهذا در اثنای این تجلیات آنروی رفیق اعلی گشتم و مابینهما بها کمن ستوده نمیشد لهذا مغلوب بودم
بیار و نبود و در این اثنا معلوم شد که این تجلی آن نسبت تنزیهی جنگ ندارد و باطن همچنان گرفتار آن نسبت است

بظاهر اصلا ملتفت نیست و ظاهر را که از آن نسبت خالی بود باین تجلی مشرف ساخته اند و همچنان یافتیم که باطن اصلا بزیغ بصر مبتلا
نیست و از جمله معلومات و ظهورات معرض است و ظاهر که متوجه کثرت و اثنینیت بود باین تجلی مستسعد گشته است بعد از آن چندگاه
این تجلیات رو بخفا آوردند و همان نسبت حیرت و نادانی بحال خود ماند و صارت تلک التجلیات کان لم یکن شیئا مذکورا انتهی در نسمات
است نسمه از کلمات مولانا محمد قاضی است که حیرت بر دو گونه است حیرت اهل استدلال که مذموم است زیرا که آن از تعارض
حجج و ادله است و این طریق اعتماد نیست و حیرت مشاهدان جمال و جلال که محمود است و آن از توالی تجلیات جلال و بارقات جمال بود
که سالک نزد قهرمان تجلیات لانهایات مبهوت گردد و ادراک او در معنی بمرتبه متحیر شود و هیچ عبارت نیابد که از مقاصد تعبیر کند
مسئله در مبدأ و معاد است که حضرت حق سبحانه تعالی از مثل منزه است لیس کمثله شیء اما مثال جائز داشته
اند و مثل تجویز نموده و لله المثل الاعلی ارباب سلوک و اصحاب کشوف را تسلی بمثال میدهند و آرام بخیال میبخشند و
بیچون را بمثال چون وا مینمایند و وجوب را بصورت امکان جلوه گر میسازند بیچاره سالک مثال را عین ذی مثال انگارد و صورت را عین
ذی صورت از اینجاست که صورت احاطه حق تعالی در اشیا می بیند و مثال آن احاطه را در عالم مشاهده مینماید خیال میکند که مشهود حقیقة
احاطه حق تعالی است و نه چنین است بلکه احاطه او تعالی بیچون و بیچگون است و منزه است از آنکه در مشهود آید و مکشوف احدی گردد
مسئله محال عقلی و تمثل حضرت قطب العالم در مکتوبات خود میفرمایند مقرر ضمیر باد اهل ظاهر بحس و عقل رفتند
و همان مبلغ علم شان است و قید دو جهان و در حس و عقل حقائق الاشیاء ثابتة گویند و لا شک فیه فان ثبوت الاشیاء لیس الا
فی مرتبة الحس و العقل و آن مرتبه فعل است و ایجاد هر که ثبوت اشیا را درین مرتبه انکار آرد و حق نپندارد و شریعت بگذارد وی
دین ندارد و هیچ نور بر جبین ندارد ؎ هیبت این راه کاری مشکلست ✤ صد جهان زین سهم پر خون دلست ✤ درین مرتبه بدو وجود
قائل گردیده اند و بقدیم و حادث مائل گردیده اند آری هر کسی را همان دین است که علم شان بران مبین است عارفان از مرتبه
حس و عقل بلند رفته اند و در علم یقین خود جز حق سبحانه تعالی ندیده اند و بیک وجود که همان وجود حق تعالی است قائل گشتند
و لا شک فیه فانه فی مرتبة الذات عزیز من در مرتبه ذات که هستی مطلق است و وجود محض غیر حق را وجود نیست عدم
صرف و محض امتناع است لیس معه الا هو هو الله الواحد القهار و در مرتبه فعل حق سبحانه تعالی ایجاد عالم است و هذه
المسئلة مختلفة فیها و اختلاف للعلماء رحمة اگرچه یکی را در فهم و علم قصور است نه از دین ویرا نفور است بلکه در دین ویرا حضور است
نفرت در دین آنگاه بود که در خلاف دین اجماع اهل دین بود ایضا در مکتوب نود و ششم است جواب سوال و توجیه کلیت واجب الوجود را

هیچ وجهی نیست لا شرعاً ولا عقلاً اعلام آنکه وجود بر سه قسم است یکی واجب الوجود آن ذات حقتعالی است دوم ممتنع الوجود و آن
شریک باری تعالی است که وجود او بهیچ وجه ممکن نیست و آن عدم صرف است سوم ممکن الوجود آنچه بوجود است و اما محال که بنظر
حس عقل محالست ممتنع لنفسه است کاجتماع الضدین و التقدیرین الشریعتین عزیزمن ممتنع لذاته که محال عقلی است در عقل شرع
وقوع تکلیف آن جائز نیست حسن اشعری آنرا در عقل جائز داند و محال نپندارد پس محال عقلی باتفاق و اجماع آن بود که منافی
الوهیت باشد و آنرا محال ذاتی دانند وقوع آن قدرت حقتعالی جائز ندارند و لهذا تعالی لا یوصف بهذا محال که بنظر خلاف حکمت
حق محال است ممتنع لغیره است چنانکه دخول انبیاء در دوزخ و دخول کافران در بهشت عزیزمن حسن مردان محققان خود اهل ظاهر
نمیگنجد چه تو انکار و اگر آنجا ایمان اضطراری بود هزار سعادت بود عزیزمن عارفان گوید در مرتبه ذات حق غیر حق را وجود نیست
صمم صرف و محض امتناع است و در مرتبه فعل حقتعالی ایجاد عالم است هو الله الخالق البارئ لهم بقدرت بالغه و حکمت کامله اوست
غیر حقتعالی نیست هست مینماید تعلق بخود نمیکند آنچنان و آنجنان امر و نهی و ثواب و عقاب پیش می آید و دوئی زنیست
ره و حضرت تو همه عالم توئی و قدرت تو اهل ظاهر را اینجا فهم نبود و صفا و سر نیابد تا کی شاید عزیزمن آیت فتمثل لها بشرا
سویا بدیده انصاف نظر کن اگر توانی دیدن بگوش هوش بشنو اگر توانی شنیدن لیس بشیء کمثله شیء بشر را در مرتبه ذات ملکی
هیچ گذر نه و هیچ اثر نه و در مرتبه فعل او را وجود است و ملک را قدرتی داد و مدبر گونه شدن کی خواهد شود بی تعلق اینجا در قدرت خداوند
جل و علا چه شود روانی یفعل الله ما یشاء میخوانی حسن بشری اینجا فعل را ماشاء گفت که جز فعل را شاء نگفت تکوین همان
کونست و کون همان تکوین بکی را دو مینمایند و هزار مینکشایند خلقکم و ما تعملون شور او دست و نور او و قدرتی که شور
ماست ظهور ما غلط در سخت و صحت در غلط عکس آمده بر صورت زباب ملک نور است و صور و بشر از ملک و در ظلمت است
و ظلمت را با نور چه ظهور یغشی اللیل النهار در کسوت بشری که حقیر است حقیقت ملکی را آورند که خطیر است و هو الله فی
السموت و فی الارض همه ازان خبیر است و نظیر تا دیده کرا است و جمال که دارد مصطفی صلی الله علیه وسلم در صورت
بشری همان حقیقت ملکی میدید مکلم بکسر و نزل به الروح الامین و باعتبار صور گفت جاءه الرجل و اخبرانه
ملک اگر ملک نباشد وحی ثابت نشود اگر رجل نبود خود ملک در کون گنجد و لو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا و
هذا من عجائب الالوهیة الملک الرجل نهدان محبتان بی تمثیل یکی مزاحم دیگر نیست و اگر نه تناسخ لازم آید می المتسائی و
کنه لی جوی و لهذا در سوره بری منه عقل و حس محال پندارد و قدرت حق در حد جواز می آرد و نقر السموت بغیر عمد

شود و نهایا گویند هر چه عقل از احوال بداشت عشق آنرا ممکن داشت ۵ عقل گوید شش جهت حد است راهی پیش نیست ۵ عشق گوید هست راهی فقه ام من بارها ۵ **تحقیق تمثل جبریل بصورت دحیه** در مدارج النبوة است و نزد اهل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیه آنست که صورت علمیه از دحیه در ذهن جبریل علیه السلام بسبب قوت کامله واراده شامله که دارد افاضت وجود خود بران صورت علمیه بصفاتیکه مراد است نموده خود را بصورت دحیه نموده صورت علمیه متلبس بآن صفات موجود گرداند و جبریل را مقام خود ثابت کاین است بذات و صفات ملکی که دارد و دحیه را جای خود است بصورتی که داشت و این صورت حاصل تمثل عین جبریل است زیرا که جبریل حقیقتی دیگر ما را و نه غیر او است نه این که همان ذات و صفات جبریل است که بهیئتی برآمده و متمثل گشته چنانکه اهل توحید در ظهور حق سبحانه و تمثل وی بصور عالم میگویند و بهمین طریق تمثل ملائکه و جنیات بصور جسمانیات و تمثل حق بصورت بشر و تمثل بعضی کمل اولیا بصورت مستعدین و امثال هم میگویند و گاهی در غیر صورت دحیه نیز می آمد چنانکه در حدیث جبریل در بیان اسلام و ایمان و احسان آمده مسئله **تناسخ و بروز** بدانکه کفار بران رفته اند چون روح از بدن انتقال نماید در رحم زنیکه حمل چهار ماه داشته باشد نزول نموده وجود جدید مرافق استعداد اهل عالم گرفته ظاهر میشود و هنود ازین آواگون میگویند و بیانش آنکه چون انسان بمیرد و اعمال آن قبیح باشد خدای باز روح او را در اصناف رذائل ناقص می آرد و خلق میکند و روح بعضی را در اصناف دواب غیر انسان ظاهر میکند و اگر اعمال آن حسن است برعکس آن میشود **و خلع بدن** لبس بدن آنست که کاملی روح خود را در بدن دیگری مرده خواه آن بدن انسان باشد یا خواه حیوان دیگر بشرطیکه آن بدن صحیح و سالم باشد می اندازد و حلول میکند و هنود این را کایا کلپ مینامند طریقش اینست که روح خود را از زانو انگشت پای خود کشیده و بدماغ برده و بدن بگیرد نفوذ میکند مانند سلب مرض فافهم و بهمین طریق بر ورز آنرا نامند که روحانیت کمل در بدن ارباب ریاضت و کاملی تصرف نماید فعال ما یشاء و ما یحب و این صورت بر شش جهت عروج تجلی کرده بلسان حال فرمود انی انا الله ۵ چون پری غالب شود در آدمی گم شود مردم را صف مرده و صاحب رشحات نقل میکند در بارگاه حضرت خواجه عبد الله احرار را قبضی عارض شد می گفت که راز خانه بیرون می آمدند و باز در رو می آمدند هر بار که در خانه می آمدند بطریق خلع لبس صورت دیگر ظاهر می آمدند اگر فرض کنیم ده بار در آمدند هر بار بصورت دیگر بر می آمدند یعنی خلع صورت و لبس صورت و این سخن در مسئله تمثل راجع گردید و مولانا شاه عبد العزیز در جواب سوال حاجی زین الدین احمد آبادی مرقوم فرموده اند و از جمله رساله ایست مسمی باسرار الحیوة در مسئله تناسخ آنچه از کتابی منقول بود درست است و در آنچه که در بیان تناسخ و بروز در قوم بود نیز صحیح بلکه نزد صوفیه این نوع تصرف در روح حی بامید در اصل از خواص حقیقة

منهاج در اخبار الاخیار است گویند شخ سلیمان مندوی را انتقال روح که مرتبه ایست از مراتب تصرفات نفس نا ظفه ان نیز حاصل بود و بجهت آن از انتشار احوال ناضجه خبر داری

الحقائق تعالی و تقدس است و چون نسبت او تعالی با مخلوقات نزد ایشان ظاهر بر قیومیت است و مخلوقات نیز این نوع تصرف ثابت
میکنند آری صدور این نوع تصرف از بعضی از مخلوقات که ملائکه و جنیان باشند عادی مطرد است و در بعضی دیگر مخلوقات که
ارواح بنی آدم اند خارق عادت و در قصص اولیا این باب چیزی بسیار منقول است و خود حضرت شیخ اکبر از مشایخ قدس سرهم کافی
روایت کرده اند و مشارکت ارواح بنی آدم با ارواح جنیان مثل شیخ سند و غیره و این امر موجب نقصانی و قدحی نمیشود چه
مشارکت در مثل و تشکل بأشکال مختلفه فیما بین ملائکه و شیاطین ثابت است و از اولیا هم بسیار منقول خانچه قصه چهل غزال سید
علی همدانی قدس سره و غیرها از آن باب است و اصلا موجب قدح و نقصان ملائکه و اولیا نمیگردد اگر شیاطین انسبت اقتضا نشأ
خود بمقدار مشابهت با ملائکه و اولیا حاصل شود چه باک که میان این از هر جنس با هم در امور بسیار شریک میباشند مثل مشهور است
که انچه آدم میکند بوزینه هم فرق انیست که شیاطین مثل شیخ سند و غیره این تصرف را برای اغوای بنی آدم و بقصد تام
و طلب عبادت و نذور و قربان برای خود میکنند و ارواح متقدسه برای القاء علمی یا احداث کیفیتی محموده و ارواح قابل
این عمل مینمایند و بمقدار فرق میان این دو مقصود و عزائم و نیات ملکه صالحه و خبیثه میباشد و در صورت عمل شهداء
و کافران در استعمال سلاح اجرا سیف و سنان و قواعد شناسی فرو سیت یکسان میباشد و تفاوت یکه فیما بین الفریقین است
از راه حسن نیت و خبیثت آنست پس مشابهت انمثیل ارواح متقدسه با مثل شیخ سند و غیره از شیاطین تشبیه یک عمل بعمل دیگر
چندان نزد صوفیه مستبعد نیست بلکه برای تفهیم این تمثیل در ارواح انسان جایز دانند کورست حتی در حق حضرت متقدسه
ربوبیت چه جای ارواح دیگر و در تائیه شیخ ابن فارض مصری رحمة الله علیه و قعست ✽ بتهوعة تبنیک فی الهبع غیرها
علی فهما فی مستهاحیث جئت ✽ و مولانا رومی در مثنوی همین را در فارسی میفرماید که ✽ چون پری غالب شود بر
آدمی ✽ کم شود از مرد و صف مردمی ✽ چون پری را این دم قانون بود ✽ کرد گار آن پری خود چون بود و کذا
انتقام آنست که نسبتی که روح انسانی با بدن خود از قیومیت میباشد میتواند که روح دیگر را کالوسع اوقب باطلاق این روح است
با این کار روح بهر سد تا روح حکم روح الروح پیدا کند و هر قدر وسعت و اطلاق زیاده تر شود این تصرف زیاده تر
بروز نماید حتی که حقیقة الحقائق که روح جمیع ارواحست انسانی اتم و اوفر متحقق باشد و از انجناب بر هر روح این نوع
تصرف فائض میتواند شد آری استعداد قابل شرط است انیست انچه بر قواعد تصوف منطبق میتواند شد اما علماء
ظاهر انرا تسلیم حاصل نمیکنند بر تلبیسات شیاطین حمل و دلیل علماء ظاهر در دین دعوی آن است که اگر این نوع تصرف از

ارواح طیبه اولیا یا ملائکه یا حضرت حق واقع شود حالانکه بالقطع والیقین این تصرف از شیاطین ارواح خبیثه واقع است تلبیس
عظیم لازم آید و اشتباه قوی رو دهد و دجاجله را ممکن شود که بروز روحی مقدسه را در خود ادعا نمایند و اقوال و افعال آنها جای
انکار نشود و اقحام اهل حق لازم آید و قصصی که از اولیا درین باب منقول است چنانچه در نفحات در ذکر اوحد الدین کرمانی
است و همچنین در فتوحات شیخ اکبر پس آنهمه قصص اولیاء احیا است که بر روح زنده دیگر تصرف کرده او را مطلع ساختند
و اینمعنی جای اشتباه نیست که در حالت حیات اگر شخصی ادعا بروز روحی از ارواح زندگان نماید و قولی و فعلی از و صادر
شود و بآن زنده رجوع کرده حل شبهه میتوان کرد بخلاف ارواحیکه در برزخ اند یا ملائکه یا حضرت حق جل و علا و اهل مشرب
تصوف که تجویز بروز ارواح اولیا مطلقا خواه زنده خواه مرده مینمایند ازین دلیل چنین جواب میگویند که اشتباه و تلبیس چون
سریع الارتفاع باشد و قریب الزوال از آن باکی نیست و این تلبیس و اشتباه آن از همین قبیل است که بادنی رجوع بدلائل
کتاب و سنت و احکام شرعیه مرتفع میشود و اقوال و افعال آنکس را باید که بر معیار شریعت محک نمایند اگر مطابق آن باشد بروز
روح پاکست و اگر بخلاف آن باشد بروز روح خبیث است و نیز میگویند که این نوع تلبیس اشتباه و مرجفات ابلیسی هتف ملائکه و وحی
الهی و تمنی شیطانی و الهام ملکی و وسوسه شیطانی و تمثل بشری که از ملک و از جن و شیاطین میشود و نیز واقع است آنچه از طریق رفع
این تلبیس و اشتباه در آنجا بکار برده میشود و درینجا هم جاری خواهد شد و ما هذا باول قارورة کسرت بالجمله طریق اسلم همین است انکار بر قاعده
تصوف انکار نباید نمود و وقوع را که محل اشتباه است مسلم نباید داشت که دلیل بر آن این دو سه نقل بر وقوع قائم و بروز مکون که مجمع علیه
صوفیه است و رای این نوع صور بسیار دارد که در کتب تصوف مشروح است اما از شواهد این بروز در کتب حدیث قصه زید
بن خارجه است که ابوبکر بن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت و قاضی ابوبکر بن مخلد و دیگر محدثین روایت کرده اند که بعد از موت
و قبل از دفن روح او با بدن متعلق شده آوازی کرد مضمونش آنکه محمد رسول الله النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعده کان ذلک
فی الکتاب الاول ثم قال القائل علی لسانه صدق صدق ثم قال ابوبکر خلیفة رسول الله الصدیق الامین الذی کان ضعیفا فی جسده
قویا فی امر الله کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال القائل علی لسانه صدق صدق الی آخر قصة الطویلة و ازین قصه معلوم میشود که درینجا
بروز دو روح شده بود یکی از آنها روح زید بن خارجه بود که با بدن خود متعلق شده تکلم میکرد و دوم روحی دیگر بود که بعد
از هر کلام او را تصدیق میکرد و هم بر زبان او پس بروز متنازع فیه ثابت شد و در کتب حدیث قصه دیگر نیز بهمین تیره وارد
است که الفاظ آن بیاد نیست شیخ اوحد الدین حامد الکرمانی قدس الله سره وی مرید شیخ رکن الدین

95613

سنجانیسی است و وی مرید شیخ قطب الدین ابهری و وی مرید شیخ ابو النجیب سهروردی قدس الله ارواحهم بسیار بزرگ بوده است و بصحبت شیخ
محی الدین العربی رسیده و شیخ در کتاب فتوحات و بعضی رسائل دیگر از وی حکایت کرده است در باب ثامن از فتوحات میگوید که اوحد الدین
کرمانی رحمه الله گفته که در جوانی خدمت شیخ خود کردم در سفر بودم وی در عماری نشسته بود و زحمت شکم داشت چون بجائی رسیدیم
که در آنجا مارستانی بود درخواست کردم که اجازت ده که داروی بستانم که نافع باشد چون اضطراب مرا دید اجازت داد برفتم دیدم
که شخصی در خیمه نشسته و ملازمان وی بپای ایستاده و پیش وی شمعی افروخته وی مرا نمی شناخت و من وی را نمی شناختم چون مرا در میان
ملازمان خود دید برخاست و پیش آمد و دست مرا بگرفت و گفت حاجت تو چیست حال شیخ را با وی بگفتم فی الحال داروی حاضر کرد و بمن داد
و با من بیرون آمد و خادم شمع را همراه من می آورد ترسیدم که شیخ آنرا ببیند و بیرون آید سوگند بروی دادم که بازگرد و بازگشت پیش شیخ
آمدم و دارو آوردم و آن اکرام و احترام که آن شخص کرده بود با شیخ گفتم شیخ تبسم کرد و گفت ای فرزند چون اضطراب ترا دیدم بر تو
شفقت آمد لاجرم ترا اجازت دادم چون آنجا رسیدی ترسیدم که آن شخص که امیر آن موضع است بتو التفات ننماید و شرمنده شوی
از هیکل خود مجرد شدم و بصورت وی برآمدم و در موضع وی بنشستم چون تو آمدی ترا گرامی داشتم و کردم آنچه دیدی شیخ شهاب الدین
قدس سره شیخ اوحد الدین را مبتدع خوانده و پیش خود نگذاشت قول صاحب نفحات شیخ شهاب الدین خلف وی را تحسین کرد و میتوان
بود که مراد شیخ با مبتدعیت وی آن بوده باشد که میگویند وی در شهود حقیقت توصل بمظاهر صورت میکرد و جمال مطلق را در صور
مقیدات مشاهده مینمود چنانکه گذشت و جمال با کمال حق سبحانه دو اعتبار دارد یکی اطلاق که آن حقیقت جمال ذاتی
است من حیث هی هی و عارف این جمال مطلق را در فنا فی الله سبحانه مشاهده توان کرد و یکی دیگر مقید و آن از
حکم تنزل حاصل آید در مظاهر حسیه یا روحانیه پس عارف اگر حسن بیند چنین بیند و جمال را جمال حق داند تنزل بمراتب کونیه
و غیر عارف را که چنین نظر نباشد باید که بخوبان ننگرد تا بهاویه حیرت در نماند در معنی حدیث ان الله خلق آدم علی
صورته حضرت قطب العالم میفرمایند مقرر باد قمری باغ احد بر شاخ راغ صمدیت بترنم آلاء الوهیت بزبان
فصیح وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی آغاز کرد ان الله خلق آدم علی صورته و عالم
غیب را بصورت سپرد و صورت را در غیب برد و ظاهر و باطن را که ظهورش بطون و بطونش ظهور است در ظهور کشید و
حقیقت را بمجاز نمود و مجاز را بحقیقت باز کشود اکنون بدانکه علماء شریعت تاویل حدیث بدان میکنند که
آدم صنعی بدیع عجیب است مر خدای را که هیچ صنائع بدان نمیرسد و این بوجه کمال مدح است امام غزالی میفرماید

علی صورته ای علی صفته واین تفسیر گوید علی حکم ذاته امام غزالی از صورت آدم علیه السلام خبر از صفت حق سبحانه که خود را سمیع بصیر مرید متکلم خبیر علیم حکیم قدیر مختار و مانند آن یافته تا خدائرا از خود و هم مدان کمال بشناخته اینجا بزرگی گفت ما الفرق بینی وبینه الا بصفة الوجود و تیر والقیامیة الوجود والقیام ای وجود ذاته وقیامه به والا فلیس الا هو فلا هو الا هو واین فقیر بی تمییز از صورت آدم خبر از ذات حق سبحانه چه آتش محض غیب وجودش لاریب است وعوالش مظهر شهادت وغیب است کذلک الحکم لآدم علیه السلام فانه سر لسه وصفت آدم که فرد انسان است ومظهر اتم این انسان است که از هویات کلیات است وآن حقیقت ذات اوست وهمو جوان مطلق وآن محض غیب وجودش لاریب است واین نیز در ظهور خود شهادت وغیب است وآن چهار عالم است چنانچه حق تعالی را چهار عالم است عالم شهادت حق اینجهان است وعالم شهادت واجسام مرکب از نشأت وبمقابله عقول ملکوت عقل ودل انسان است وبمقابله عالم امر که وای عرش وفرش است روح آدم است وآن جبروت دیگر لاهوت مقام سر خفی واخفی است وصفات کمالات اورا این صفات وانک لعلی خلق عظیم از اینجا روشن شود که حکم آدم چون حکم حق تعالی است وصورت این هر دو مثال است اما جامع صورت است بلکه صورت شهود اوست وعالم شهود پس شهود اوست نه صورت وجود اوست کما ان العالم للحق تعالی آیة علی کل شیء شهید ولهیاذ باشد عما لا یلیق بجنابه حدیث از اینجا است من عرف نفسه فقد عرف ربه عزیزمن اینمعنی را نگاه دریابند که از صورت ومعنی برون تابند مسئله روح عزیزمن روح را شرح حرام است یعنی روح را قدیم گفته واین را بنظم صحیح نسبته اند اما هم گفته اند کار روح نه چون کار مخلوقات دیگر است شرح روح همین بس است که از امر پروردگار است وزنده قدیم بدان معنی میگوید که الروح امر من امر ربی وکار او با حضرت امر وذریت بلکه روح نبود کار او باحق بود پس ازلی بود وپایان نیارد پس ابدی بود ودیگر مسئله روح بیفزایند مسئله روح از متشابهات است وکیفیت وکمیت شرح آن در شرع وارد نشد علمیست الهی نیست عقلها در آن بسیح دارند وسخن در آن اندر هیچ شمارند کسیکه روح را قدیم گفت نه بدانمعنی که روح ذات پاک حق سبحانه است ونه بنده خدا است بلکه بدانمعنی که روح نور ربانیست وقدسی است وسر سبحانی ذاتی وکار از او دی گذر نیست واهل آن کار از وی خبر نیست قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین رمز این سر است وسکوت شرع اینجا هم برین سر است که شرح او هم شرع حق است بیت آنچه در توحید مطلق آمده است * آنهمه در تو محقق آمده است * چه میشنوی خلیفه رحمان که بود سجود ملائکه را بشنو از آنکه انا الحق وسبحانی گفت نه بدانمعنی که مدعی الوهیت است بلکه بدان معنی که سر سبحانی

ل یعنی چنانکه عالم انسان بصورت ذات حق و صفات او قائم است همچنان انسان کامل که عالم اصغر است صورت ظهور ذات وصفات جامع را تب ظهور او تعالی شانه است ۱۲

و نور ربانی نبودی تا فت و گرمایی وقت آید من الشجرة یا موسی انی انا الله رب العلمین و مدرک من انی ندای انا الله
اینجا رجز روح نیست و جز روح الباقی این قسم نیست و جز رویت و مشاهده و این واضح نیست ۵ مقام روح بر من جز نیامد
نشان از وی گفتن غیرت آمد ۵ ایضا مسئله دیگر سوال کرد مجاهد گفت که بالای عرش هفتاد حجاب از نور و ظلمت است و میگویند
بالای عرش چیزی نیست جواب گفت بلکه بالای عرش که ورای عرش است آنجا عرش قلبی و عرش ظلی عالم جبروت و امر حق است و هو
الموجود بالقوة یعنی صلاحیت دارد که وجود یابد و بخلق نشتابد روح را مخلوق از اینجا گوید که بقدرت حق از عالم امر بعالم خلق می آید
و در تصرف میشود و مقبوض میگردد و معذب و مثاب میشود اگر نه او در عالم قدس کمال از عالم کون برتر است و الا بطلع علیه احدا الا
پس عالم امر در کمال قرب حق قسمت مسافتی پذیرد و کیفیت و مثلیت برنمیگیرد و له الخلق و الامر و آن هفتاد حجاب که از نور و ظلمت است
از عالم امر و از عالم خلق بالای عرش اند تجلیات انوار ربانی است و ظلمت از قفا خبر می آرد یعنی در پیش در ترقی خود و از ان انوار فانی
و باقی میگردد فی الفنا فی الله و بالله و فنا در فنا و بقا بالبقاء و لا نهایة و عبارت هفتاد و شمارت از کثرت تجلیات انوار ربانی
است نه تعین چیزیست و تعین هم چیزیست یعنی که چون هفتاد بار تجلی ذاتیت کمال خود شناسد و صفا بکمال یابد
آخر در رسد خدای تعالی بیچند است فلا خبر منه بالحقیقة لاحد فلیس وراء العرش شیء کما من الکون و لا لانوار الربانیة و وراء العرش هو
الا بالتجلیات الحجابیة من النور و الظلمة بحسب اقتضاء الوقت سبحان علی طالب الحق و ذلک الحجاب حجاب کشفی الحجاب سدی
فاعرف **بیان حقیقت نفس انسان و دل و روح** در شرح آداب المریدین شیخ شرف الدین یحیی منیری مینویسد بدانکه
لفظ نفس مشترک است میان جمله بسیاری از ان آنست که نفس اسمی است مر معنی جامع قوت غضب و شهوت را در آدمی و این استعمال
غالب است میان اهل تصوف پس ایشان از ذکر نفس اصلی خواهند که جامع است مر جمله صفات مذمومه را از آدمی پس گویند چاره
از مجاهده نفس چنانکه چاره نیست از مرگ در کشف المحجوب است بدانکه نفس از روی لغت وجود شیء را شود و حقیقت ذات داند در جمله
عادات و عبارات امر ایشان مختلف است معانی بسیار را بر خلاف یکدیگر استعمال کنند بمعانی متضاده و نیز نزدیک گروهی نفس یعنی روح و جسد و نیز نزدیک
گروهی یعنی مرکب و نزدیک گروهی یعنی جسد و نزدیک گروهی یعنی خون اما محققان این طایفه را مراد از این لفظ جمله هیچ چیز نباشد
و اند حقیقت آن موافق اند که منبع شر است و فاسد سوء اما گروهی گویند ذاتی است موضوع اند مقابل جانکه
روح و گروهی گویند صفتی است مقابل روح چنانکه حیات و متفق اند که اظهار اخلاق دنی بوی باشد و نهال
اند موهوم را سبب آن است و این بر دو قسم است یکی معاصی و دیگر اخلاق دنی چون کبر و حسد و بخل

و خشم و حقد و آنچه مانند آن در شرع و عقل است پس بریاضت مر این صفات را از خود دفع توان کرد و
نفس و روح هر دو لطائف اند اندر قالب اما یکی محل شر است و یکی محل خیر و لا محاله صفت را موصوفی باشد
تا بدان قائم بود چه صفت بخود قائم نباشد و معرفت آن صفت جز بشناخت جمله قالب معلوم نگردد
و طریق شناختن آن بیان اوصاف انسانیت است و سر آن و اندر حقیقت انسانیت مردمان سخن
گفته اند تا این اسم چه چیز است و چه چیز را سزاوار است و علم این بر همه طلاب فریضه است
از آنچه هر که بخود جاهل بود بغیر جاهل تر بود و چون بنده مکلف باشد بمعرفت خود وی را بباید تا بصحت حدوث
خود قدم خداوند را بشناسد و بفناء خود بقاء حق را معلوم کند و نص کتاب باین ناطق است و
خداوند عز و جل مر کفار را بجهل خود صفت کرد و گفت مَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرٰهِيمَ إِلَّا
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ای جهل نفسه و یکی گفته است از مشائخ مَنْ جَهِلَ نَفْسَهُ فَهُوَ بِالْغَيْرِ أَجْهَلُ و رسول
فرمود صلی الله علیه و سلم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ای مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ
رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ وَيُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالذُّلِّ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْعِزِّ وَيُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ فَقَدْ
عَرَفَ رَبَّهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ پس هر که خود را نشناسد از معرفت کل محجوب باشد و مراد ازین جمله اینجا معرفت
انسانیت است و اختلاف مردمان اندرین از اهل قبله گروهی گویند انسان جز روح نیست این
جسد جوشن و هیکل آن است و موضع و ماوای آن باشد تا از خلل طبائع محفوظ باشد و حس و
عقل صفت آن و این باطل است از آنچه چون جان ازین بنیت جدا میشود وی را انسان میخوانند و این
نام از آن مرده بر نخیزد و دیگر آنکه اگر علت انسانیت روح بودی بایستی که هر جاندار بحکم انسانیت
بودی و گروهی گویند که این اسم واقع بر روح و جسد است بیک جای و چون یکی از دیگری مفارق
بود اسم ساقط بود و این نیز باطل است بقول خدای عز و جل که گفت هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ
حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا مر خاک آدم را بیجان انسان خواند و هنوز
جان بقالب آدم نه پیوسته بود و گروهی گویند که انسان جزوی است نامتجزی و محل آن دل است
که قاعده همه اوصاف آدمی آن است و این همه محال است که اگر یکی را بکشند و دل از وی بیرون

گفتند هم هم انسانیت از وی نمیگذد و پیش از جان با تفاق اندر قالب آدم دل نبود و گروهی از
اند مباین متصوفه را اندرین معنی غلط افتاده است گویند که انسان عبارت از آکل و شارب و
محل تغییر است و آن سر الهی است و این جسد تلبیس آنست و آن موضع است اندر امتزاج طبع و اتحاد
جسد و روح گویم جمله عقلاء مجانین و کفار و فساق و جهال را اسم انسانیت است و اندر ایشان هیچ
معنی نیست ازین اسرار و جمله متغیر و آکل و شارب اند و در قالب و وجود شخص را هیچ معنی نیست که
آن را انسان خوانند و از بعد عدمش نیز خداوند عزوجل بار دیگر که اندر نامرکب گردانیده است
انسان خوانده است بدون معانی که آن در بعضی آدمیان نیست قوله عزوجل ولقد خلقنا
الإنسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ثم جعلنا النطفة علقة
فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشأناه خلقا
آخر فتبارك الله أحسن الخالقين پس بقول خداوند تعالی که اصدق الصادقین است
از خاک این صورت مخصوص باهره تعبیه انسان است چنانکه گروهی گفتند از اهل سنت که انسان
مر ایست که صورتش بر این صفت داشته شد معهود است که موت از وی این سم را نفی نکند
باصورت معهود و آلت موسوم بظاهر و باطن و مراد از صورت معهود تندرست و بیمار بود و
و آلت موسوم مجنون و عاقل و باتفاق هر چه سلیم تر بود کامل تر باشد اندر خلقت پس
بدانکه ترکیب انسان آنکه کامل تر بود و نیز و یک محققان از سه معنی باشد یکی روح
دوم گر نفس و سوم جسد و هر ذلتی را ازین صفتی بود که بدان قائم بود و روح را عقل
و نفس را هوا و جسد را حس و مردم نمونه ایست از کل عالم و عالم نام دو جهان است
و از بهر دو جهان در انسان نشان است نشان این جهان آب و خاک و باد و آتش و ترکیب
وی از بلغم و خون و صفرا و سودا انتهی حضرت شیخ عبد القدوس سیفرماید چون دیش و طلب حق
در آید کار بجایی رساند که از غیر حق بکلی انقطاع گیرد و مستغرق و محو شود و نور لا تناهی رسد که کرانه
ازل ما بر او محیط بود و هیچ کیف بدو راه نبرد نور پاک حق سبحانه و تعالی و تقدس بود و لائق پرستیدن آن

نور ہست کہ ذرہ از ذرات عالم نیست کہ آن نور بآن نیست و زمان آگاہ نیست وجود عالم از آن نور ہست
و فنا عالم بان نور ہست چون خلیل الله علیہ السلام بدان نور رسید و گفت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ
لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا و آن نور حقیقت عالم و حقیقت بنی آدم ہست مصطفے صلی
الله علیہ وسلم در مقام صفا اینجا فرمود درحق عام مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ درحق
خود خاص فرمود مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ انا الحق منصور سبحانی طیفور ازین نور ہست و برین
حضور ہست عزیزمن چون نقد تمام شود غبر بکلے برخیزد و در رویش در میان نماند اگرچہ صورت بشری
در میان بود اعتبار ندارد **بیان دل** بدانکہ دل نہ مجرد پرکالہ گوشت ہست کہ بہائم دل ندارد
پرکالہ گوشت دار دل انسان دارد و عارف و مومن و ولی و نبی دار دل مخاطب ہست کہ خدا را با دل
خطاب ہست نہ با گل و دل متکلم ہست و دل علاقہ ہست دل نور ہست ربانی و قلبیہ در قالب انسانی
مردان بود کہ بمیدان دل رسد اَلْقَلْبُ بَحْرٌ لَا سَاحِلَ لَهٗ اگر صد سال حرف بر زبان گذر کند ہیچ از دل خبر نکند
و مرد در ملکوت در آید و با ملک ہمنشین آید بلکہ از ملک و فلک برتر رود و بلکہ از مقام روح بلند شود و بنور لیدرسد
و از الله نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خبر دہد و درین ولایت مرد جای رسد کہ انا الحق و سبحانی
دم زند مَهْدُ الْعَبْدِ عَبْدٌ وَالرَّبُّ رَبٌّ عبودیت و منش نگذارد **ایضا بیان روح** آنکہ گفت عشق
خدای جوہر جان ما آمد عشق ما جوہر وجود او را عرض آمد چہ معنی دارد لایح باد روح ما را از تجلی نور
لِیُحِقَّ الْحَقَّ وجود آمد و نور عشق جوہر جان ما شد یعنی اصل و حقیقت جان ما عشق خداوند ما ہست کہ شوق و ذوق
خداوند پیوند ما ہست پروانہ در شمع ازان می افتد کہ جان او از نور شمع وجود یافتہ و آن آتش در وے
مشتاقیہ لاجرم جان ما در عشق سوخت و دید او از غیر محبوب دوخت و عشق ما کہ از پرتو عشق
اوست جوہر وجود او را در مرتبہ عرض ظہور او ست پس عشق ما او را عرض و عشق او جان ما را
جوہر بود و این جوہر و عرض نہ بمعنی مصطلح بود یعنی عشق ما از تجلیات و اسرار و انوار او ست کہ
بشارت بعرض دارد و عشق او در جان ما حقیقت جان ما کہ اشارت بجوہر جان ما ہست بہت عشق او
در جان ما جانان ہست ✦ جان ما را عشق او سلطان ماست ✦ مسئلہ تصور شیخ در مقامات

منہاج
قال الصفا حبل القول الجميل فمن شد قال
بحبله قالوا والرسن الذي يعظم رابطة
القلب بالشيخ على وصف المحبة والتعظيم
وملاحظة صورته

مظهری از مظاهر بانجانان منقول است قدس سره نواب مکرم خان مرید خواجه محمد معصوم بجناب پیر خود
نوشتند که محبت شما بر محبت خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم غالب است و موجب انفعال میشود
جواب برنگاشتند که محبت پیر عین محبت خدا و رسول است و سبب جذب کمالات الہیہ کہ در باطن
پیر ثابت است میشود ۵ چون دیدۂ عقل آمد احول ۵ معبود تو پیر تست اول ۵ منہا م در فصل اول مقصد دوم
رشحات علی بن حسین واعظ مینویسند رشحہ ہم در معنی آیت وکونوا مع الصادقین حضرت
خواجہ احرار میفرمودند کہ کینونت مع الصادقین را دو معنی است کینونت بحسب صورت آن است کہ
مجالست را با اہل صدق لازم وقت خود گیرد تا بسبب دوام صحبت ایشان باطن وی از انوار
صفات و اخلاق ایشان منور شود و کینونتی بحسب معنی آن است کہ از رہگذر باطن طریق رابطہ
در زد نسبت بطائفہ کہ باستحقاق واسطگی مستحق باشد و در صحبت حصر نکند در آنچہ ہمیشہ بچشم ناظر
باشد بلکہ چنان سازد کہ صحبت داعی شود از صورت بمعنی عبور کند تا ہمیشہ واسطہ در نظر باشد چون
بمعنے رابر سبیل دوام رعایت کند سر وی را با سر ایشان مناسبتی و اتحادی حاصل شود
و بدین واسطہ آنچہ مقصود و اصلی است حاصل حقیقت وی شود حضرت مجدد الف ثانی در مکتوب سی ام
جلد ثانی مکتوبات خود میفرمایند در رزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بجدی سہیلا یافتہ است
کہ در صلوات آنرا مسجود خود میداند و می بیند و اگر فوت صافی کند متغیر میگردد و محبت اطوار ایشان
تمنای طلابست از ہزاران یکی را اگر دریابند صاحب این معاملہ مستعد تام المناسبت تحمل کہ باندک
صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ
چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور این قسم دولت سعادتمندان را میسر است تا در جمیع احوال
صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۂ بیدولت
کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ ہا از شیخ خود منحرف سازند و سعادت خود را بر ہم زنند صورت
اطوار را ہم نیست اگر در دو چیز فوز نیافتہ باشد یکی مناسبت صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام
دوم محبت و اخلاص است بشیخ با ثبوت این دو چیز نگر ہزاران ظلمات طاری شود و بلک خار در آنہ

او ما ضائع نمو اہند گذاشت اگر یکی ازین دو چیز نقصان پیدا کرد خرابی در خرابی است اگرچہ بحضور جمعیت باشد کہ
آن استدراج است کہ عاقبت خرابی دارد و در نسمات القدس مولانا خواجگی کاشانی فرمود فیض مقدس کہ بواسطہ
وجود پیر میگردد و فیض اقدس آنکہ بیواسطہ پیر میرسد و مرید صادق آنست کہ جمال پیر را مرآت جمال معشوق
حقیقی داند در حضور غیب پیر نظر بران آئینہ بردوزد تا آنکہ جز جمال پیر در آئینہ دل ہیچ در نظر نیاید گاہ
بتوسل آن متوجہ جمال بیچون گردد و عزشانہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در قول جمیل خود می
فرمایند در فصل اشغال نقشبندیہ گویند طرق الوصول الی اللہ ثلثۃ احدہا الذکر و ثانیہا المراقبۃ و ثالثہا الرابطۃ
بشیخہ شرطہا ان یکون الشیخ قوی التوجہ دائم الیاد و ہشت فاذا صحبہ خلی نفسہ عن کل شیء الا محبتہ و منتظر
لما یفیض منہ و یفیض علیہ او یفتحہا و ینظر بین عینی الشیخ فاذا افاض شیئا فلیتبعہ بمجامع قلبہ و
لیحافظ علیہ و اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ و التعظیم فیفید صورتہا
تفید صحبتہ مترجم مولوی خرم علی رحمہ اللہ تعالی میگویند مولانا فرمایا حق یہہ ہی کہ سب راہون سی
یہہ راہ یادہ قریب ہی وکونوا مع الصادقین یعنی سچونکی ساتھہ رہو اسمین ایکطرح کا اشارہ ہے
رابطۂ مرشد کا و نیز مترجم میگوید مولانا نے فرمایا مرشد کی شرط یہہ ہی کہ داخل بمقام مشاہدہ ہو
اور نورانی بتجلیات ذاتیہ موجکے دیکھنے سی ذکر کا فائدہ حاصل ہو موجب اس حدیث صحیح کے
کہ ہم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ یعنی اولیاء اللہ وہ ہین جن کے دیکھنے سے خدا تعالی یاد پڑی
بموجب ادلۂ اعتبار خیال بمساء اللہ اور بمقتضای احادیث معتمد کے ہم قوم لا یشقی جلیسہم صاحب
نسمات القدس از حاجی عبد العزیز می آرد کہ ادب آنست در رابطہ کہ خود را در خدمت پیر حضور کند نہ
آنکہ پیر را نزد خود حاضر سازد و راقم گوید تعلیم طریق ثالث از کتاب صراط المستقیم در ذکر شیخ
محمد صادق گنگوہی خواہم آورد منتہی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز زیر این آیہ سورہ مزمل
مے نویسند واذکر اسم ربک یعنی و یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام خواہ
اسم ذات خواہ در ضمن تہلیل کہ نفی و اثبات است خواہ بانفس خواہ بی حبس نفس خواہ
بدون ترنم و یا بترنم راقم گوید در اصطلاح صوفیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہم در محل مذکور ترنم تصور

شیخ را گویند حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوهی در مکتوب ۱۴۵ میفرمایند ای برادر اسرار دل اهل دل
دانند ماکوران روزگار که مقیم منزل حس و عقل ایم ازینمعنی چه خبر داریم بدانکه دل نه مجرد پرکاله گوشت
است که بهائم هم دارند دل انسان و مومن و عارف و ولی و نبی دارد و دل مخاطب است که خدا را با دل
خطاب است نه با گل و دل متکلم است و دل عارفست و دل نوری است ربانی و تعبیه در قالب انسانی
چون مرید صادق بکشف و مشاهده بدل رسد که آن عالم قدس است و دانای آن عالم ملکوت است
و دل خویش را مراقب با دل شیخ دارد و از دل شیخ بدل وی نعمت معرفت ربانی و اسرار سبحانی رسد
چنانکه کسی پیش استاد بحضور تحصیل علم کند درینمقام مریدان صادق بدل از دل شیخ تحصیل علم کنند
و سوال از دل بود و تحصیل از دل بدل بود که دل شیخ نور ربانی است بمکاشفه و مشاهده متوجه نور سبحانی است
از حضرت سبحان فیض رحمان بدل شیخ میرسد و از دل شیخ بدل مریدان بر حسب تالیفش
از ربطی که میان دل شیخ و دل ایشان است فیضان بود و ابتدای اینکار استحکام ارادت است
هر چند پیوند ارادت مستحکم اعتقاداً و عملاً توجه دل او بدل شیخ محکم چون مرید را توجه ظاهر و باطن
بظاهر و باطن شیخ بود جمیع حرکات و سکنات مرید در صحبت شیخ بفرمان شیخ بود همه خواست وی بخواست
شیخ بود و خواست شیخ بخواست حق است الفناء فی الشیخ حاصل آید و از صدقه آن الفناء فی الله
روی نماید وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ جلوه گری اینمقام است مرید را این دولت سعادت
بهر چونکه حاصل شود خواه بعلم خواه بحسبان خواه بتصور و امعان سعادتی [illegible] ناسبت یحتمل له [illegible] ساند
و ولی و عارف گرداند العلماء ورثة الانبیاء دولت این سعادت است ای برادر این ظاهر است
که هر کسی دل خود را متوجه بطرفی میدارد و اگر دنیا است همان دنیا پیش وی است و اگر عقبی است
همان عقبی و اگر مولی است همان مولی فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ سر این دولت است مریدان کمال
ارادت با شیخ چنان حاضر میباشند و مراقب که حضور و غیب در یک طور می آید و پرده
نمی ماند اینجا مرید اگر هزار کروه از شیخ بظاهر غائب باشد پیش شیخ باشد زندگانی با ادب
کنند چنانکه بحضور بود الحمد لله علی ذلک زبدة العلماء المفسرین والمحدثین قدوة الفقهاء

المتاخرین سالک سلوک نقشبندیه واقف اسرار طریقه مجددیه که نام نامی ایشان ازین سجع ظاهر است
ع آمده تاج محمد بر سر عالم علی و مولد و موطن وی قصبه نگینه است از مدت چند سال تا حال در شهر
مراد آباد مسکن میدارند نسبت ایشان متعدیست طالب را سروری می بخشد سلمه الله تعالی
و شاگرد و مرید و خلیفه مولانا محمد اسحق اند رحمة الله تعالی علیه میفرمایند سمعت وقت قراءة
قول الجمیل وغیره من الاستاذ الفاضل والمرشد الکامل محمد اسحق شهرة الآفاق غفر الله لی وله بیان
تصور الشیخ علی سبیل التحقیق که برینوجه است اول طالب را باید که اوصاف حمیده شیخ در تصور و تخیل
خود آرد و ملاحظه صورت برین طریقه محبت و تعظیم نماید تا عمل بر اوصاف جمیله او آسان میسر شود
و وقتیکه روبروی شیخ خود بنشیند در دل خود محبت آن مرتکز نماید حتی که درجه محو حاصل گردد
بعده منتظر شود بسوی چیزیکه از طرف او فیضان گردد و اگر مرید غبی است چشمهای خود را واکرده
در میان هر دو چشم شیخ خود را نظر نماید تا که جلد متاثر گردد و قبول اثر بزودی حاصل آید و اگر
ذکی است چشمهای خود را بند نماید و ملاحظه نماید بسوی دل خویش پس مرید را باید خواه
غبی باشد یا ذکی هر فیضی که از طرف شیخ بر دل او تاثیر نماید بکوشش تمام آنرا بخاطر دارد و در دل
خود یاد گیرد و اصلا بچپ و راست خیال ننماید پس اینمرتبه وقتیکه مرید را حاصل شود باید که در غیب
شیخ نیز خیال صورت او را باوصاف حمیده و اثرهای مرتکزه مطمح نظر خود دارد و روبروی
چشمهای خود خیال مذکور بوصف محبت و تعظیم شیخ دارد فیضانی و کیفیتی که روبروی شیخ حاصل
شده باشد در غیب او نیز حاصل خواهد شد راقم گوید مولانا در جواب سوال پنجاه و هفتم مسائل اثبات
و جواز این مسئله فرموده اند مفسر تفسیر فتح العزیز شاه عبد العزیز قدس سره زیر این آیت سوره بقره
فلا تجعلوا لله اندادا یعنی پس مگردانید برای خدا همسر مینویسند چهارم پیر پرستان گویند
چون مرد بزرگی که بسبب کمال ریاضت و مجاهده مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت
عند الله شده باشد ازینجهان میگذرد روح او را قوتی عظیم و وسعتی بس فخیم بهم میرسد هر که صورت
او را برزخ سازد یا مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت

و اطلاق بران مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید راقم گوید این وضع برزخ شیخ از
مشائخ صوفیه رحمة الله تعالی علیهم قولا و فعلا و تعلیما جائز و ثابت نیست و آن صورت بالا نزد ایشان
و مفسر موصوف که تعلیم آن میفرمایند جائز و ثابت است منها امام غزالی رحمة الله تعالی علیه در احیاء العلوم
در باب حضور القلب فی الصلوة نوشته و احضر فی قلبک النبی صلی الله تعالی علیه وسلم و شخصه الکریم و قل
السلام علیک ایها النبی و ابن حجر مکی در شرح عباد در بیان معانی تشهد نگاشته و خوطب صلی الله تعالی
علیه وسلم کانه اشارة الی انه تعالی یکشف من امته بکونه کالحاضر معهم لیشهد لهم بافضل اعمالهم و
لیکون تذکرة حضوره سببا لمزید الخشوع و الحضور و قدوة العلماء و الاولیاء شیخ شهاب الدین
در عوارف در باب صلوة اهل قرب گفته و یسلم علی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم و یمثله بین عینی قلبه
منها محمد باقر مرید خواجه محمد معصوم در کنز الهدایة مینویسند من مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی
سوال سیزدهم حبس دم در ذکر بدعت است یا نه اگر بدعت حسنه گویند پس بطور حضرت ایشان
در هیچ بدعت حسن نیست پس این عمل از بدعت چگونه برآید جواب ذکر فی حد ذاته حسنه و مسنون
است اما حبس دم دران بدعت وقتی باشد و ثابت شود که این عمل در صدر اول نبود و آن ممنوع
است و نیز این طریقه حبس را حضرت خضر بحضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی تعلیم کرده اند و عمل
ایشان را حکم ببدعت نمی تواند کرد و در ملفوظات حضرت ما منقول است که فرمودند در سلسله
نقشبندیه و کبرویه ذکر معنعن از حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم رسیده است از حضرت صدیق اکبر
و حضرت علی رضی الله تعالی عنهما الی یومنا هذا در وسائط فتوری نرفته یکی از حاضران سوال کرد
که آنکه میگویند که در سلسله نقشبندیه طریقه رابطه از صدیق اکبر و طریقه ذکر از علی مرتضی رسید
چون است فرمودند ذکری که درین سلسله است که آنرا وقوف عددی خوانند بطریقه معهود مثل حبس و
ضم محمد رسول الله با وی از صدیق اکبر معنعن رسیده و طریق صحبت نیز از ایشان رسید چرا که ایشان در
سفر و حضر بآن سرور صلی الله تعالی علیه وسلم میبودند و از راه صحبت فیض میگرفتند و هم وی در کتاب
مذکور من مکتوبات حضرت مجدد مینویسد ذکر تنها بی رابطه و بی فنا فی الشیخ موصل نیست ذکر هر چند

از اسباب وصول است لیکن غالبا شرط بر ابطه محبت و فنا در شیخ است آری این ابطه تنها بار عایت
آداب صحبت و توجه و التفات شیخ بی التزام ذکر موصل است مکتوب ۲۹۲ حضرت مجدد در آداب
پیشرفت طالب را باید که روی دل خود را از جمیع جهات گردانیده متوجه پیر خود سازد و با وجود پیر
بی اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند و هر چه از پیر
صادر شود آنرا صواب داند اگرچه بظاهر صواب ننماید و هر چه میکند از الهام میکند یا باذن کار میکند
اگرچه در بعضی صور در الهامش صواب او ننماید چه خطا بر الهامی در رنگ خطا بر اجتهادی است و فقیه را
از عمل او اخذ باید نمود و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندهد اگرچه آن اعتراض
مقارن حبه فرد له باشد زیرا که اعتراض را غیر از حرمان نتیجه نیست و بی سعادت ترین خلائق حبیب
بین این طائفه علیه است و تفصیل این خلاصه در مکتوب مذکور است **بیان طائفه**
دگر وه متصوفه حضرت قطب العالم میفرمایند مردان از سه طائفه اند طائفه از جهت
خود با خدای تعالی در جنگ اند ایشان اهل شهوات اند و از سنامت حب دنیا اکثر این طائفه
بی ایمان روند و طائفه از جهت خدای تعالی با خلق خدا در جنگ اند ایشان مومن پاک اند چون در شریعت
مستقیم شده با ایمان سلامت روند و در فردوس اعلی شوند و طائفه اند که از جهت
خدای تعالی با خود در جنگ اند ایشان سیم طائفه اند طائفه ابرار ان اند از دنیا روی گردانیده
روی بآخرت آورده اند و بخدای تعالی مشغول گشته اند اَلزَّاهِدُونَ فِی الدُّنْیَا وَ
الرَّاغِبُونَ فِی الْآخِرَةِ وَ اَبَدَانُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوبُهُمْ فِی الْآخِرَةِ در شان ایشان است و طائفه
اخیاران اند که ایشان را متصوفه خوانند و اهل دل اند ایشان در فضای قلبی سیر داده اند و
تخلق باخلاق الله در کار اند و طائفه اهل اند اند ایشان از ماسوی الله گذشته بحضرت حق
پیوسته و واصل حق گشته ایشان را صوفیه خوانند و مقربان حق دانند مقصود و مطلوب حق در ایجاد
عالم ایشانند ایشان را چنانچه ایشانند جز خدای تعالی دیگری نداند فرشته با عالم قدس و ایشان گشتن تمانند
صاحب کشف المحجوب نیز میفرمایند جمله متصوفه دوازده گروه اند و دوگروه ازان مردود اند و ده گروه

مقبول و هر صنفی را ازین دو گروه معاملتی و طریقی نیکوست اندر مجاهدات و آداب لطیف اندر مشاهدات
و هر چند که اندر معاملات و مجاهدات و ریاضات ایشان مختلف اند اندر اصول و فروع شرع و توحید
موافق اند ابو یزید گفت رحمة الله علیه الاختلاف رحمة الا فی تجرید التوحید و موافق این کلمه نیز خبر مشهور است
و بحقیقت تصوف میان اخیار مشائخ متفق است از روی حقیقت و مقسوم است از روی مجاز و رسوم
آنچه مقبول اند گروه اول از آن محاسبیان اند تولی بابی عبد الله الحارث بن اسد المحاسبی کنند
رحمة الله علیه و وی باتفاق همه اولیا و اهل زمانه خود مقبول النفس و مقتول النفس بود و عالم بعلوم
اصول و فروع و حقائق و سخن وی اندر توحید و تجرید بود و بصحت معاملت ظاهری و باطنی و
نادرهٔ مذهب وی آنست که رضا را از جمله مقامات نگوید و گوید که آن از جملهٔ احوال است و این خلاف
ابتدا وی کرد آنگاه اهل خراسان این قول گرفتند و عراقیان گفتند که رضا از جمله مقامات است و این
نهایت توکل است تا امروز میان این دو قوم اختلاف مانده است گروه دوم قصاریانند
تولی بابی صالح بن حمدون بن احمد بن عمارة القصار کنند رحمة الله علیه و وی از علماء بزرگ بود
و سادات این طریقت و طریق وی اظهار و نشر ملامت بود و اندر فنون معاملات وی را کلام عالیست
و از نوادر حکایات وی یکی آنست که گوید نوح نام عیاری بود و جمله عیاران نیشاپور در حکم وی بودند
وی را گفتم یا نوح جوانمردی چه چیز است گفت جوانمردی من میخواهی یا از آن خود گفتم هر دو بگوئید
گفت جوانمردی من آنست که من قبا بیرون کنم و مرقع بپوشم و معاملت آن بورزم تا صوفی
شوم و از شرم خلق اندر آن جامه از معصیت بپرهیزم و جوانمردی تو آنکه مرقع بیرون کشی تا تو بخلق و
خلق بتو فتنه نگردند پس جوانمردی من حفظ شریعت بود بر اظهار و از آن تو بر حفظ حقیقت بود و اسرار
و این اصلی سخت قویست والله تعالی اعلم گروه سوم طیفوریانند و طریق وی غلبه و سکر بود و غلبه شوق
عز و جل و سکر و دوستی از جنس کسب آدمی نباشد و تقلید بدان محال که اقتدا جز بمستقیم درست نیاید
و باز گروهی روا دارند که بتکلف راه سکر و غلبه سپرد که گفت صلی الله علیه و سلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا
بگریید یا بگریندگان خود را مانند کنید تا حق مگر وی را بدان درجه رساند که من تشبه بقوم فهو منهم و مانند کردن خود را بگروهی

ریاکار دراین شک مریست بدانکه سکر عبارتست از غلبهٔ محبت حق عزوجل و صحو عبارت از حصول
مراد و اهل معانی را اندر معانی سخن بسیارست اگر وهی این را بران فضل نهند و گروهی آنرا برین مزیت دهند
آنانکه سکر را افضل نهند بر صحو آن ابویزید بست و شابان وی که گویند صحو بر تمکین اعتدال صفت آدمیت
صورت گیرد و آن حجاب اعظم بود از حق عزوجل و سکر بزدوال آفت و نقص صفات بشریت روز اب تدبیر
و اختیار وی و فنا، تصرف اندر خود ببقاء مولی و قوای که اندر وی موجود ست بخلاف جنس وی
و این ابلغ و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داود علیه السلام اندر حال صحو بود فعلی از وی بوجود آمد خدای
تعالی فعل او را بدو اضافت کرد و گفت قتل داود جالوت و پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم اندر حال سکر بود
فعل وی را بخود اضافت کرد و گفت وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی افشان ما بین عبده
و به و آنکه بخود قائم بود و بصفات خود ثابت گفتند تو کردی بوجه کرامت و آنکه بحق قائم
بود و از صفات خود فانی گفتند ما کردیم آنچه کردیم پس اضافت فعل بنده بحق نیکوتر از اضافت فعل
حق به بنده که چون فعل حق به بنده مضاف بود بنده بخود قائم بود چون فعل بنده بحق مضاف بود
بحق قائم بود که چون بنده بخود قائم بود چنان بود که داود علیه السلام را یکنظر بجای آفتاد که نمیبایست
یعنی بزن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق قائم بود چنان بود که پیغمبر را صلی الله علیه وسلم یکنظر افتاد
هم از آن جنس یعنی بزن زید بر زید حرام شد از آنچه آن نظر در محل صحو بود و این نظر در محل سکر گروه چهارم
جنید یاند تولی بابوالقاسم جنید بن محمد کند رحمة الله علیه طریق وی مبنی بر صحو ست و مشهورترین مذاهب
وی ست و مشایخ جمله جنیدی مذهب بوده اند و شابان وی گویند که سکر محل آفات ست از
تشویش احوال و زوال صحت و گم کردن شیرهٔ خویش و چون قائد همه معانی طالب شد یا از روی فناء
وی یا از روی بقاء وی یا از روی محو آن یا از روی اثبات چون صحیح الحال نباشد فائدهٔ تحقیق حاصل نشود
از آنچه دل اهل حق مجرد میسبا یاد محل خشیات و جنابی هرگز از بند شیطان ایمن نباشد و از آفت آن
رستگار نبود و ماندن خلق اندر چیزها بدون حق بدانست که چیزها را چنانکه هست نمی بیند و اگر ببیند
بر هندی وی دیدار دوست بر دوگونه باشد یکی آنکه نظر اندر شی بچشم بقا و آن نگردد دیگر بچشم فنا، آن نگه

اگر بچشم بقاء آن نگرد کل موجودات را اندر جنب بقاء خود فانی یابد اگر بچشم فنا نگرد کل موجودات
را اندر جنب بقاء حق فانی یابد که بخود باقی نه بیند اندر حال بقاء شان این هر دو صفت مر او را از موجودات
اعراض فرماید و از آن بود که پیغمبر صلی الله علیه وسلم اندر حال دعا گفت که اللهم ارنا الاشیاء کما هی
از آنچه هر چه پدید آسود و اینچنین قول خداست عز و جل که فاعتبروا یا اولی الابصار تا نبینید اعتبار
نگیرند پس اینجمله جز اندر احوال صحو درست نیاید و مر اهل سکر را ازین معنی هیچ آگاهی نه چنانکه
موسی علیه السلام اندر حال سکر بود طاقت اظهار یک تجلی نداشت و از هوش بشد خر موسی
صعقا و رسول ما صلی الله علیه وسلم اندر حال صحو بود از آنکه تا به قاب قوسین در عین تجلی بود و هر زمان هوشیارتر
و بیدارتر بود والله اعلم گروه پنجم نوریانند تولی بابو الحسن احمد بن محمد نوری کنند رحمة الله علیه
وی را اندر تصوف مذهبی پسندیده است و قاعده مذهبش تفضیل تصوف باشد بر فقر و معاملاتش
موافق جنید باشد و در طریقت مجتهد صاحب مذهب بود صحبت بی ایثار حرام داند و گوید صحبت
با درویشان فریضه است و عزلت نا ستوده و ایثار صاحب بر صاحب فریضه چنانچه ده درویش
در بادیه فرو شدند و با ایشان یک قدح آب بود بر یکدیگر ایثار میکردند کسی نخورد تا همه از دنیا به تشنگی بشدند
انشاء الله تعالی ذکر ابو الحسن رحمة الله علیه درین کتاب بتفصیل مذکور خواهد شد گروه ششم سهلیانند تولی بسهل
بن عبد الله التستری رحمة الله علیه کنند و وی از محتشمان اهل تصوف بود و کبراء ایشان و در جمله اندر وقت خود سلطان
وقت بود و اهل حل و عقد بود و اندرین طریقت وی را براهین ظاهر بسیار بود و از ادراک حکایات آن عقل عاجز شود و طریقه
وی اجتهاد و مجاهده نفس و ریاضت است و پرورش مریدان از روی مجاهدات و ریاضات طریق سهلیان
بود و مراقبه باطن طریق جنیدیان اما ریاضت و مجاهده جمله خلاف کردن نفس بود تا کسی نفس را نشناخت
ریاضت و مجاهده وی را سود ندارد و حقیقت نفس و معنی الهوا در کتاب کشف المحجوب بتفصیل مذکور است
گروه هفتم حکیمیانند تولی بابی عبد الله بن محمد بن علی الحکیم الترمذی کنند رضی الله تعالی عنه و وی یکی از ائمه
وقت بود اندر جمله علوم ظاهری و باطنی وی را تصانیف بسیار است و قاعده سخن و طریقش بر ولایت بود و ابتداء کشف مذهب
وی آنست که بدانی که خدای تعالی را اولیا اند که ایشان را از خلق برگزیده است و در معانی بر ایشان گشاده و اندرین سخن دراز است

گروه هشتم خمازیانند تولی بابو سعید سراز کنند رحمة الله علیه و ایشان اندین طریقت تصانیف اظهر است و
اندر تحقیق و اطلاع شانی عظیم دشت و ابتداء عبارت از حال فنا و بقا او کرد و طریق خود را جملة اندین عبارت
مقرر گردانید بدانکه فنا و بقا بزبان علم یعنی دیگر بود و بزبان حال یعنی دیگر و شایخ را اندر معنی رموز این
لطیف دی گوید که صاحب مذهب الفناء و فناء العبد عن رؤیة العبودیة و البقاء بقاء العبد بمشاهدة الالهیة
فنا و فنا بنده باشد از رؤیت بندگی و بقا بقاء بنده باشد بمشاهدهٔ الهی یعنی اندر کردار دیدن بندگی آفت بود
بنده بحقیقت بندگی آنگاه رسد که او را بکردار خود دیدار نباشد و از دیدن فعل خود فانی گردد و بدیدن فعل خداوند
باقی تا نسبت فعل وی جملهٔ بحق باشد بدو گویند آنچه بنده مقرون بود از افعال بنده و جملهٔ ناقص بود و آنچه از مقتضای
موصول بود بدو گویل بود پس چون بنده از متعلقات خود فانی شود بجمال الهیت حق باقی شود ابو یعقوب نهرجوری
گوید صحة العبودیة فی الفناء و البقاء صحت بندگی گرد حقیقت فنا و بقاست از آنچه تا بنده از کل نصیب خود
نبرد نکند شایستهٔ خدمت باخلاص نگردد پس ترا از نصیب آن دست فنا بود و خلاص اندر عبودیت بقا
و حقیقت آنجمله آن بود که فنا مر بنده را از رؤیت جلال حق بود و کشف عظمت وی بر دل و تحقیق حقیقت
این اجمال از کشف المحجوب باید جست گروه نهم حنیفیانند تولی بابو عبد الله محمد بن خفیف الشیرازی کنند
رحمة الله تعالی علیه و وی از کبراء و سادات این طائفه و عزیز آن قوم بود و عالم بعلوم ظاهر و باطن
و دیر التصانیف بسیار است معروف و مشهور است اندر فنون علم طریقت و طراز مذهب وی اندر تصوف
غیبت و حضور است و عبارت ازان کند صاحب کشف المحجوب کی میفرماید و من بمقدار امکان از ایشان کنم
انشاء الله تعالی الکلام فی الغیبة و الحضور این عبارتهائیست که طرق شان چون عکس یکدیگر است یعنی مقصود
آنگاه متضاد نماید مستعمل است و متداول اندر میان ارباب اللسان و اهل معنی پس مراد از حضور حضور دل بود
بدلالت یقین تا حکم غیبی او را چون حکم عینی گردد و مراد از غیبت غیبت دل بود از وجود دین تا مدیکه از خود
غائب شود از غیبت خود غائب شود تا بغیبت خود از خود و بوجود نظاره نکند و دلالت این عبارت بود از حکم رسوم
چنانکه از حرام نهی معلوم شد پس غیبت از خود حضور بود بحق و حضور بحق غیبت بود از خود چنانکه هر که از خود
غائب بود بحق حاضر بود و هر که بحق حاضر بود از خود غائب بود پس تا کل خداوند است چون جذبتی از جذبات حق

جل و علی مر دل طالب را مقهور گرداند غیبت دل نزدیک وی چون حضور گشت و شرکت و قسمت برخاست و اضافت
بخود منقطع گردید چون دل را جز او مالک نباشد اگر غائب دارد یا حاضر اندر تصرف او باشد و اندر حکم نظر بعین جمع
جمله برهان روشن احباب اینست اما چون فرق افتد مشائخ را رحمهم الله تعالی اندرین سخن است و گروهی حضور را مقدم
دارند بر غیبت و گروهی غیبت را بر حضور چنانکه اندر صحو و سکر بیان کردیم اما صحو و سکر بر بقای اوصاف
نشان کند و غیبت و حضور بر فنای اوصاف پس این اعزاز آن بود اندر تحقیق و آنانکه غیبت را مقدم دارند
بر حضور آن ابن عطا است و حسین بن منصور و ابوبکر شبلی و ابوحمزه بغدادی و سمنون محب و جماعتی از عراقیان گویند
که حجاب اعظم اندر راه حق توئی و چون توئی تو از تو غائب شود آفات مثبتات هستی تو اندر تو فانی شود قاعده
روزگار بگشت مقامات مریدان جمله حجاب تو شد و احوال طالبان جمله آفت گاه تو گشت اسرار زنار شد مثبتات
اندر همت قار شد و چشم از خود و از غیر خود فرو دوخته شد اوصاف بشریت اندر مقر خود بشعله قربت سوخته شد
و صورت این چنان بود که خدای عز و جل اندر حال غیبت تو مر ترا از پشت آدم علیه السلام بیرون آورد
و کلام عزیز خود را ترا بشنوانید و بخلعت توحید و لباس مشاهدت مخصوص گردانید و تا از خود غائب بودی
بحق حاضر بودی بی حجاب چون بصفات خود حاضر شدی از قربت غائب شدی پس هلاک تو اندر تو حضور تست
و اینست معنی قول خدای عز و جل وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ و باز
حارث محاسبی و جنید و سهل بن عبدالله و ابوجعفر حفص حداد و حمدون قصار و محمد جریر حضری و صاحب
مذهب محمد بن خفیف رحمهم الله تعالی با جماعه دیگر بر آنند که حضور را مقدم بر غیبت دارند از آنچه همه جمالها اندر حضور
بسته است و غیبت از خود راهی باشد بحضور حق چون پیشگاه آمد راه آفت گردد پس هر که از خود غائب بود لامحاله
حاضر بود و فائده غیبت حضور است و غیبت بی حضور جنون باشد باید که تارک غفلت باشد چون مقصود
ازین غیبت حضور باشد و چون مقصود موجود شد علت ساقط شد پس اندر غیبت وحشت حجاب باشد و اندر حضور راحت
کشف و اندر همه احوال کشف چون حجاب باشد و اندر فرق این معنی مشائخ را لطیفه ایست حالی و از روی ظاهر قالی این عبارات
بهم نزدیک نمایند که چه حضور بحق و چه غیبت از خود که مراد از غیبت حضور است و آنکه از خود غائب نیست بحق حاضر نیست
و آنکه حاضر است غائب است چنانکه جزع ایوب علیه السلام اندر حال ورود بلا نه بخود بود بلکه اندر آن حال از خود

غائب بود لاجرم حق تعالی عین آن جزع را از صبر جدا نکرد و چون بگفت مَسَّنِيَ الضُّرُّ خداوند گفت إِنَّا
وَجَدْنَاهُ صَابِرًا و این حکم بعین اندرین قصه عیان است نیک تأمل کن تا بدانی و از جنید می آید رحمة الله تعالی
علیه که گفت روزگاری چنان بود که از اهل آسمان و زمین بر حیرت من میگریستند باز چنان شد که من بر غیبت
ایشان میگریستم اکنون باز چنان است که نه از ایشان خبر دارم و نه از خود این اشارتی نیکوست بحضور
اینست معنی غیبت و حضور که مختصر بیاوردم تا همه مسلک خفیفیان بدانی گروه دهم سیاریانند تولی با بو العباس
سیاری کنند رحمة الله علیه وی امام مرو بود و اندر همه علوم عالم و صاحب ابو بکر واسطی بود و امروز اندر
نساء و مرد از اصحاب وی طبقه بسیارند و هیچ مذهب اندر تصوف بر حال خود نمانده است الا مذهب وی و با اهل مرو
رسائل لطیف است و سخن ایشان میان یکدیگر بنامه بوده است و من بعضی از آن نامها بدیده ام بمرو سخت
خوش است و عبارات ایشان بنا بر جمع و تفرقه باشد و این لفظیست مشترک میان جمله اهل علوم و هر گروه اندر
صفت خود مر این لفظ را کار بندند مر تفهیم عبارات خود را اما مراد هر یک ازین چیز دیگر است چنانکه از محاسبان
از جمع و تفریق مراد ایتماع و افتراق اعداد میخوانند و نحویان اتفاق اسامی لغوی و افتراق معانی
آن و فقها جمع قیاس و تفرقه نص و یا جمع نص و تفرقه قیاس و اصولیان جمع صفات ذات و تفرقه صفات
فعل اما مراد این طائفه بدین این جمله بود و بدانکه جمع بر دو گونه باشد یکی جمع سلامت و دیگر جمع تکسیر
جمع سلامت آن بود که حق تعالی اندر غلبه حال و قوت وجد و قلق شوق در بنده پدیدار آرد
و حق تعالی حافظ بنده باشد و امر خود بر ظاهر وی میراند و ویرا بر گذاردن آن نگاه میدارد و ویرا
بمجاهده می آراید چنانکه سهیل بن عبد الله و ابو حفص حداد و ابو العباس سیاری مروزی امام هر دو صاحب
مذهب بود و ابو یزید بسطامی و ابو بکر شبلی و ابو الحسن حضرمی و جماعتی از کبار مشائخ پیوسته مغلوب
بودندی تا وقت نماز اندر آمدی آنگاه بحال خود باز آمدندی و چون نماز بکردندی باز مغلوب گشتندی
از آنچه تا در محل تفرقه باشی تو تو باشی امر میگذاری چون وی ترا جذب کند وی بامر خود اولی تر که بر تو نگاه
دارد مر دو معنی را یکی تا نشان بندگی از تو بر نخیزد و دیگر آنکه تا بحکم وعده قیام کند که من هرگز شریعت
محمد علیه السلام را منسوخ نخواهم گردانید و جمع تکسیر آن بود که بنده اندر حکم وله مدهوش شود حکمش

چون حکم مجانین باشد پس یکی ازین معذور باشد و یکی مشکور پس روزگار مشکور قوی تر از معذور
باشد و جمهور محققان تصوف گفته اند نضر الله وجوههم در مجاری عبارات و رموز شان مراد بلفظ
تفرقه مکاسب است و بجمع مواهب یعنی مجاهده و مشاهده پس آنچه بنده از راه مجاهدات بدان راه یابد
جمله تفرقه باشد و آنچه تصرف عنایت و هدایت حق بود به بنده جمع بود و غیر بنده اندران بود که از
آفت فعل خود رسته گردد و افعال خود را اندر افعال حق مستغرق یابد بدانکه جمع مقامی مخصوص نیست و حالی
مفرد نه که جمع جمع همت است اندر معنی مطلوب خود و اختلاف مشائخ اندرین بسیار است و عبارات دراز
و این اجمال است و تفصیلش از کتاب مذکور باید جست در نفحات است بدانکه مراتب طبقات مردم
بر سه قسم است قسم اول مرتبه واصلان و آن طبقه علیا است قسم دوم مرتبه سالکان طریق
کمال آن طبقه وسطی است قسم سوم مرتبه مقیمان اهل نقصان و آن طبقه سفلی است
واصلان مقربان و سابقان اند و اهل وصول بعد انبیاء علیهم السلام دو طائفه اند اول مشائخ صوفیه
که بواسطه کمال متابعت رسول صلی الله تعالی علیه وسلم مرتبه وصول یافته اند و بدعوت خلق مأذون
و مأمور شده اند دوم طائفه آن جماعتی اند که بعد از وصول بدرجه کمال حواله تکمیل و رجوع خلق
بایشان نرفت و غرق بحر جمع گشتند و در شکم ماهی فنا چنان ناچیز و مستهلک شدند که از ایشان
هرگز خبری و اثری بساحل تفرقه و ناحیت بقا نرسید و در سلک زمره سکان قباب غیرت و قطان
دیار حیرت انخراط یافتند و بعد از کمال وصول ولایت تکمیل دیگران بایشان مفوض نگشته و اهل
سلوک نیز بر دو قسم اند اول طالبان مقصد اعلی و مریدان وجه الله یُرِیدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ و طالبان
بهشت و مریدان آخرت وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ و اما طالبان حق دو طائفه اند متصوفه
و ملامتیه متصوفه آن جماعت اند که از بعض صفات نفوس خلاص یافته اند و به بعضی از احوال و اوصاف
صوفیان متصف گشته و مطلع نهایات احوال ایشان شده و لیکن هنوز باذیال بقایای صفات
نفوس متشبث مانده باشند و بدان سبب از وصول غایات و نهایات اهل قرب و صوفیه متخلف گشته
و اما ملامتیه که در رعایت معنی اخلاص و صدق غایت جهد دارند و در اخفای طاعات از نظر خلق

مبالغه واجب دانند اکنون باز گردم بطرف آن دو گروه که نامقبول اند یکی حلولیان که بحلول و امتزاج
منسوب اند و سالیان و مشبهه بدیشان متعلق اند دیگر حلاجیان اند که ترک شریعت گفته اند و الحاد
گرفته و مردود گشته و اباحتیان و فارسیان بدیشان متعلق اند و گروهی از حشویان که
مجسمهٔ اهل خراسان اند و متکلم بکلام متناقض اند در اصول توحید که اصل طریقت نشناسند و خود را
ولی خوانند و گویند که اولیا فاضلتر اند از انبیا و آن ضلالت است و مشبهه که تولا بدین طریق کنند و
حلول نزول حق بمعنی انتقال روا دارند و بجواز تجزیه گویند بر ذات خدای عز و جل ندانند اندر همه
اوقات و احوال باتفاق جمله مشائخ این طریقت انبیا فاضلتر اند از اولیا و از آنچه نهایت ولایت بدایت
نبوت باشد و جمله انبیا ولی باشند و انبیا متمکنانند اندر نفی صفات بشریت و اولیا عاریت اند اندر آن
زیرا که این گروه را حالی است طاری و آن گروه را مقام است و آنچه این گروه را مقام است آن گروه
را حجاب است و هیچکس از علماء اهل سنت و محققان این طریقت اندرین خلاف نکند **الفرق
بین المقام والحال** بدانکه این دو لفظ مستعمل و متداول اند اندر علوم بیان محققان
مقام بضم میم اقامت و جای اقامت و مقام بفتح میم قیام باشد و جای قیام و در اصطلاح این طایفه
جای اقامت بنده باشد اندر راه حق و حق گزاردن و رعایت کردن وی مر آن مقام را تا کمال آن را
ادراک کند چندانکه صورت بندد بر آدمی و روا نباشد که از مقام خود اندر گذرد بی آنکه حق آن
بگذارد و حال معنی باشد که از حق بدل پیوندد و بی آنکه از خود آن را بکسب دفع توان کرد چون بیاید
و با تکلیف جلب توان کرد چون برود پس مقام عبارت بود از راه طالب و قدمگاه وی اندر محل
اجتهاد و درجهٔ وی بمقدار اکتسابش اندر حضرت حق عز و جل و حال عبارت بود از فضل خداوند
و لطف وی بدل بنده بی تعلق مجاهدات وی بدان از آنچه مقام از جملهٔ اعمال بود و حال از جملهٔ
افضال و مقام از جملهٔ مکاسب بود و حال از جملهٔ مواهب پس صاحب مقام بمجاهدهٔ خود قائم بود و صاحب
حال از خود فانی بود قیام وی بحالی بود که حق تعالی اندر وی آفریند و مشائخ رحمهم الله تعالی اینجا مختلف اند
گروهی دوام حال را روا دارند و گروهی روا ندارند و در کشف المحجوب است که آنچه از کسب روی دهد آن را

مقامات گویند و آنچه از مواهب و نماگردد آنرا احوالات دانند **بیان تلوین و تمکین** چون سالک از مقام
انبساط و انقباض آمیخته در رود و یابد در پیش در خنده و گریه یکتا به چون از او در مقام تلوین است ممکن فسیط نمیشود
فَإِنَّ الْحَالَ يَغْلِبُ عَلَيْهِ وَلَا يَحْوِيهِ بَلْ هُوَ يَحْوِيهَا وَهَذَا مَعْنَى السَّيْرِ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَبِرَقْعَةِ شَوْقٍ بَاقِي لَذَّتْ پدید آید مستور بود و
مراقبه استغراق و دوران حرارتی پیدا میشود متقرب باستغراق و در مرقبه مقام قرب موجب حرارت میشود چنانکه از گون و در گذر
و غیر حق را سوخته گرداند چون قدم در تلوین حال است لاجرم حرارت بود چون در مقام تلوین تمکین حال کشاید
مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بن حرارت رحمت میخواست و میگفت یا بِلَالُ أَرِحْنِي راحتی ما را برسان و بگو
لهذا اکبر اما چون او صلی اللہ علیہ وسلم در کمال مقام تمکین بود کمال عصمت داشت از تلوین احوال هیچ از خود
هیچ در هیچ خواست فَإِنَّ الْحَالَ يَحْوِيهِ وَلَا يَحْوِيهِ فَهُوَ الْغَالِبُ فِي كُلِّ حَالٍ لَا يُغْلَبُ عَلَيْهِ حَالٌ فَطُوبَى لِمَنْ لَهُ حَالٌ مِنَ
الْأَحْوَالِ الرَّبَّانِيَّةِ نَاشِئَةً مِنَ الْأَسْبَابِ وَتَمْكِينًا **بیان الهام** هرگاه که بر حضرت رسالت پناه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب
ربوبیت غالب آمدی صفت عبودیت محو مطلق گشتی و در آن ساعت هر چه گفتی از وحی خفی و الهام بود
مولوی محمد اسمٰعیل شهید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در رسالہ امامت اقسام الهام مینویسند و آیت و حدیث بر آن
دلیل مے آرند باید دانست که انبیاء علیہم السلام را در معاملات روحانی و کمالات انسانی بر نسبت
عموم ناس اعتبار میباشد که از حضرت رب الارباب قابل خطاب اند و حامل کتاب باشارت غیبی
مأمور اند و مرتبهٔ ولایت را آنچه شعبه است اول معاملات صادقه مثل الهام و تعلیم و تفهیم غیبی و حکمت
وغیره پس باید دانست که از انجمله الهام است همین الهام که بانبیاء اللہ ثابت است از وحی میگویند
و اگر بغیر ایشان ثابت میشود او را استحدیث میگویند و گاهی در کتاب اللہ مطلق الهام را خواه بانبیاء اللہ
ثابت است خواه باولیاء اللہ وحی مینامند و این مطلق الهام گاهی در صورت کلام از پردهٔ غیب و
گاهی بدون این حجاب میگردد و فی سورة المائدة وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَ
بِرَسُولِي و یاد کن آن را که وحی کردم من بسوے حواریین که ایمان آرید بمن و
برسول من و أَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى الی آخره قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ
الی آخره و فی المشکوة فی باب مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قد کان فی من قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر هر آئینه تحقیق بودند دران چه بود
پیش شما از امتها محدثان یعنی الهام کرده میشدند بصورت کلام پس اگر باشد در امت من کسی
پس بدرستی که آن یک عمر خواهد شد وگاهی همین الهام بواسطه ملک می شود فی سورة مریم
واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اهلها مکانا
شرقیا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا
فتمثل لها بشرا سویا الی آخره فی سورة آل عمران واذ قالت الملئکة
یمریم الی آخره ایضا واذ قالت الملئکة یمریم ان الله
یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها
فی الدنیا والاخرة ومن المقربین وگاهی همین الهام باین طریق واقع میشود
که خود بخود از دل صاحب الهام کلامی جوش میزند و آنرا بر زبان میراند فی الحقیقة آن کلام رحمانی است
که بر زبان او جاری گشته نه کلام نفسانی این قسم الهام که بانبیاء الله میشود او را نفث فی الروع
گویند فی المشکوة فی باب التوکل والصبر کما قال النبی علیه السلام ان روح القدس نفث فی روعی
یعنی بیشک خبر داد که جبرئیل دم کرد در دل من و اگر بنسبت اولیاء الله میشود او را نطق سکینه میگویند
چنانکه صحابه ذکر فرموده اند ما کنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر وقلبه نبودیم ما که دور میداشتیم
اینکه سکینه نطق میکند بر زبان عمر و دل او و از جمله اقسام الهام خواب است که کسی از مقبولین عالی مقام
در حالت منام بر امری از امور غیبیه مطلع میفرمایند کما فی المشکوة فی باب الرؤیا قال النبی
علیه السلام لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة مبشرات یریها
الرجل المسلم او تری له دیگر و از عمده کمالات ولایت تعلیم غیبی است وقال لهم نبیهم ان
الله قد بعث لکم طالوت ملکا قالوا انی یکون له الملک
علینا ونحن احق بالملک منه ولم یؤت سعة من المال
الی آخره و ظاهر است که طالوت نبی نبود فی سورة الکهف فوجدا عبدا

من عبادنا اتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ومراد از عبد درين مقام
حضرت خضر اند ايشان بر اصح اقوال از جمله انبيا نيستند واز كمالات مذكوره تفهيم
غيبي بهت ومعنى آن القاء بركت بهت در فكر ونظر كه قوت نظريه را كشان كشان
برراه راست آرد وبحق شخص رساند في سورة الانبياء ففهمناها سليمان وكلا اتينا
حكما وعلما پس فهمانيديم حق دران حكم سليمان را وهريك را داديم استعداد فيصله وعلم و
ظاهر بهت كه حضرت سليمان درين زمان كه هفت ساله بود ند منصب نبوت فائز نشده بود ند كما في
المشكوة في باب القصاص قال علي رضي الله تعالى عنه والذي فلق الحبة وبرء النسمة ما عندنا الا في القرآن
الا فهما يعطى رجل في كتابه وفيه في باب العمل عن علي رضي الله تعالى عنه قال بعثني رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم الى اليمن قاضيا فقلت يا رسول الله ترسلني وانا حديث السن ولا علم لي بالقضاء فقال ان الله
سيهدي قلبك ويثبت لسانك وقال علي فما شككت في قضاء بعد في المشكوة في باب العمل في القضاء من
السورة المقدسة انه ليس قاض يقضي بالحق الا كان عن يمينه ملك وعن شماله ملك يسدده ويوفقه للحق
ما دام على الحق فاذا ترك الحق عرجا وتركاه واز انجمله حكمت بهت في سورة لقمان ولقد اتينا لقمن
الحكمة ان اشكر لله داديم لقمان را حكمت وگفتيم انكه شكر كن خداى را وفي المشكوة في باب مناقب
علي رضي الله تعالى عنه قال عليه السلام في حق علي انا دار الحكمة وعلي بابها من خانه حكمت ام وعلي دروازه او وفيه
دعا صلى الله تعالى عليه وسلم لابن عباس اللهم علمه الحكمة اى الله بيا موزان او را حكمت واز عمده ترين مقامات ولايت
عبوديت بهت في سورة الكهف فوجدا عبدا من عبادنا اتيناه رحمة من عندنا في سورة
الدهر ان الابرار يشربون من كاس كان مزاجها
كافورا عينا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيرا
ومراد از عباد الله درين مقام حضرت مرتضى وحضرت زهرا وابنين شهيدين عليهم
السلام اند **بيان تصوف** فرمود صلى الله عليه وسلم كن سمع صوت اهل التصوف
فلا يؤمن على دعائهم كتب عند الله من الغافلين گفته اند صوفي آنرا خوانند كه جامه صوف دارد گفته اند

که تولی باصحاب صفه دارند و گفته اند که این اسم از صفا مشتق است پس اهل کمال ایشان را صوفی خوانند
و طالبان ایشان را متصوف و تصوف از تفعل بود و تفعل اقتضاء تکلف کند و تصوف و اهل آن
بر سه قسمت صوفی آن بود که از خود فانی بود و بحق باقی و متصوف آنکه بمجاهده این درجه را همی
طلبد خود را بر معاملات ایشان درست همیکند و مستصوف آنکه از برای دنیا و جاه و مال خود را مانند
ایشان همیکند پس صوفی صاحب وصول بود و متصوف صاحب اصول و مستصوف صاحب فضول آنرا
که وصل است از مراد بی مراد و از مقصود بی مقصود و آنرا که نصیب اصل آمد بر احوال طریقت متمکن شد
و آنرا که نصیب فضول آمد از جمله باز ماند ذوالنون مصری رحمة الله تعالی علیه گوید صوفی آن بود که چون بگوید بیان
و منطقش حقایق حال او بود یعنی چیزی نگوید که وی آن نباشد و چون خاموش باشد معاملتش معبر
حال وی باشد یعنی گفتارش همه بر اصل صحیح باشد و کردارش تجرید صرف بود و چون بگوید قولش همه
حق بود و چون خاموش باشد فعلش همه فقر بود و ابوالحسن نوری گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف
ترک کل حظ النفس این بر دو گونه است یکی رسم و دیگر حقیقت و تعلق این بحقیقت مشاهده بود
اگر وی تارک حظ است ترک حظ هم حظی بود و اگر حظ تارک وی باشد این فناء حظ بود پس ترک
حظ فعل بنده و فناء حظ فعل خداوند و فعل بنده رسم و مجاز بود و فعل حق حقیقت و ابن جلالی گوید
التصوف حقیقة لا رسم له چون تصوف از خلق اعراض کردن بود لا محاله مراد را رسم نبود محمد بن احمد
مقری گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف استقامة الاحوال مع الحق یعنی گردش احوال مر سر صوفی را
از حال نگرداند و خضری گوید صوفی آن بود که هستی وی را نیستی نبود و نیستی وی را هستی نه
یعنی حال بشریت او بکلی ساقط شود که یافت او را هرگز نایافت نباشد و نایافت او را هرگز یافت نی

بیان معاملات ابوحفص حداد گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف کلها آداب بکل وقت ادب و
بکل حال ادب بکل مقام ادب فمن لزم الآداب للاوقات بلغ مبلغ الرجال و من ضیع الآداب فهو
بعید من حیث یظن القرب و مردود من حیث یظن القبول **قول** ابوالحسن نوری رحمة الله
تعالی علیه لیس التصوف رسوما و لا علوما و لکنه اخلاق تا معاملات آن با خود درست نکنی

حاصل نگردد و فرق میان رسوم و اخلاق آن بود که رسوم فعلی بود بتکلف و اسباب چنانکه ظاهر بخلاف
باطن بود یعنی از معنی خالی و اخلاق فعلی بود محمود بی تکلف و اسباب ظاهر موافق باطن از دعوی خالی و
مرتعش گوید التصوف حسن الخلق و ابو الحسن ابو شعبه گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف الیوم رسم
بلا حقیقة کما کان حقیقة بلا رسم تصوف امروز رسمی است بی حقیقت چنانکه پیش ازین حقیقت بود و نام یعنی در وقت صحابه رضوان الله
تعالی علیهم اجمعین این رسم نبود و معنی آن در هر کس میبود و منکران اگر رسم مجرد را انکار کنند باک نیست و اگر
عین صفا را انکار کنند انکار کل شریعت پیغمبر باشد **بیان لبس مرقع** بدانکه شعار متصوفه لبس
مرقع است و لبس مرقعات سنت است از انجاکه رسول گفت صلی الله تعالی علیه وسلم علیکم بلبس الصوف
حتی تجدوا حلاوة الایمان فی قلوبکم و نیز یکی گوید از اصحاب کان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم
یلبس الصوف و یرکب الحمار و نیز رسول صلی الله تعالی علیه وسلم گفت مر عایشه را رضی الله تعالی عنها لا تضیعی
الثوب حتی ترقعیه و از عمر خطاب رضی الله تعالی عنه می آید که وی مرقع دوخت سی رقعه بران گذاشته
و هم از وی رضی الله تعالی عنه می آید که گفت بهترین جامها آن بود که مؤنت آن سبکتر بود و امیر
المؤمنین علی مرتضی رضی الله تعالی عنه پیراهنی داشت که آستین آن بانگشت برابر بود و نیز رسول را
صلی الله تعالی علیه وسلم فرمان آمد از خدای عزوجل بتقصیر جامه چنانکه فرمود و ثیابک فطهر ای
تقصیر و حسن بصری را دیدم رحمة الله تعالی علیه بتابستان و زمستان پشمینه دیدم که همه راجاهای پشمین بود
و صدیق اکبر اندر حال تجرید جامه صوف پوشیده و هم حسن بصری گوید سلمان را دیدم رضی الله
تعالی عنهما گلیمی مرقع پوشیده و عمر بن خطاب علی و هرم بن حیان رضی الله تعالی عنهم اویس را جامه
پشمین دیدند رقعها بران گذاشته و حسن بصری و مالک دینار و سفیان ثوری رحمهم الله تعالی جمله
صاحب مرقع بودند و امام اعظم رحمة الله تعالی علیه در ابتدا صوف پوشیده و داود طائی رحمة الله تعالی علیه لبس
صوف پوشید و وی یکی از محققان متصوفه بود و ابراهیم ادهم مرقع صوف پوشید رحمة الله تعالی علیه **بیان**
شرط مرقع اما شرائط مرقعات آنست که اول برای خفت و فراغت سازد و چون مهلی باشد هر کجا که پارشه
رقعه بران گذارد و دشانج را تعیین دو قول است گروهی گویند که دوخت مرقع را ترتیب نگاه داشتن

شرط نیست باید که از انجا که سوزن سر برارد برکشد و اندرین تکلف نکند دگر وهی گویند که دوخت مرقع را
ترتیب درستی شرط است نگاه داشتن و تضریب کردن و تکلف اندر درستی آن از معاملات فقر است و
صحت معاملت دلیل صحت اصل شیخ صاحب کتاب گوید من علی بن عثمان الجلابی ام از شیخ الشائخ ابو
القاسم گرگانی رحمه الله تعالی بطوس پرسیدم که درویش اکثرین چه چیز باید تا رسم فقر را سزاوار گردد گفت سه
چیز باید که کم از ان نشاید یکی باید که پاره راست بر تواند دوخت دوم سخن راست بر تواند شنید و دیگر پای
راست بر زمین تواند زد گروهی از درویشان با من حاضر بودند هر کسی اندرین سخن تصرف میکرد چون نوبت
بمن رسید گفتم پاره راست آن بود که بقفیز دوزند نه بزینت چون قبه بقفیز دوزی اگر نه راست دوزی راست
آید و سخن راست آن باشد که بجمال شنوند نه بمنیت و حق وجد اندران تصرف کنند نه بهزل و بزندگانی مرا
فهم کنند نه بعقل و پای راست آن باشد که بوجد بر زمین نهند نه بلهو و رسم سید محمد رم علی گفت صاحب علی
جزاه الله خیرا پس مرا و از مرقع پوشیدن مر بطایفه را خفت مونت دنیا و صدق فقر بخداوند تعالی بگوید
و باز گروهی اند هست و نیست لباس تکلف نکردند اگر خداوندشان عبائی داد بپوشیدند و اگر قبائی داد بپوشیدند
اگر برهنه داشت بودند و در بند یک آن نبودند روزی که علی بن عثمان الجلابی ام این طریق را پسندیده ام

بیان خرقه خلافت و سند آن بدانکه در باب خرقه خلافت جمیع ارباب تصوف متفق اند صاحب کشف المحجوب
میفرماید اما پوشیدن مرقع مردگروه را راست آید یکی سقطیان و نیارا و دیگر مشتاقان مولی را و اندر
عادت مشائخ رضی الله تعالی عنهم چنان رفته است که چون مریدی بحکم ترک تعلق رود بدیشان کند مردی را
سه سال اندر همه معنی ادب کنند اگر بحکم آن معنی قیام کند فبها والا گویند که طریقت مرا این را قبول نمیکند
یکسال بخدمت خلق و دیگر سال بخدمت حق و سوم بگیر مراعات دل خود و خدمت خلق آنگاه تواند کرد
که خود را اندر درجه خادمان نهد و همه خلق را اندر درجه مخدومان یعنی بی تمیز همه را از خود بهتر داند و خدمت
جمله بر خود واجب دارد نه چنانکه خدمت میکند و خود را اندران خدمت بر مخدومان خود فضل می نهد و این
خسرانی ظاهر بود خدمت حق آنگاه تواند کرد که همه خلقهای خود را از دنیا و عقبی منقطع کند و مطلق مر حق را
پرستش کند اگر برای چیزی بپرستد خود را می پرستد نه وی را و مراعات دل آنگاه تواند کرد

که همتش مجتمع باشد و هموم از دل برخاسته اندر حضرت انس دل را از مواقع غفلت نگاه میدارد و
چون این شرط اندر مرید حاصل شد پوشیدن مرقع بتحقیق دون تقلید او را مسلم شد اما آن پوشانند
که مریدان را مرقع پوشاند باید که مستقیم الحال باشد و از جمله فراز و نشیب طریقت گذشته باشد
و باید که مشرف باشد بر حال آن مرید خود و سند خرقه در مرآة الاسرار است مصنف کتاب
فصوص الآداب خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی قدس سره همین گلیم سیاه که آنحضرت مر علی مرتضی را
پوشانیده بود آنرا سند خرقه اصل گرفته و میگوید که حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سره از اخبار
صحیح نقل کرده است که خرقه اصل همین عبا بود که از آنحضرت بعلی مرتضی رسید و از علی کرم الله وجهه تا
بمشائخ ما دست بدست رسیده است و نیز مینویسد که این معنی حقیقت خرقه است که حق تعالی این خرقه را واسطه
طهارت و تشریف پوشنده خرقه گردانیده است پس رسول الله صلی الله علیه وسلم حقائق اسرار نبوت و ولایت
در خرقه ودیعت نهاد آنگاه آن خرقه را بعلی مرتضی پوشانید و هم محمد باقر مذکور در کنز الهدایه مینویسد
در ملفوظات حضرت ما قدس الله تعالی سره منقول است که فرمودند که در سلسله چشتیه و سهروردیه
خرقه معتبر از حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم اسناد میکنند حضرت سلطان المشائخ در راحت القلوب و
صاحب سیر الاولیاء از خواجگان چشت روایت کرده اند که رسول صلی الله تعالی علیه وسلم در شب معراج خرقه از
حضرت عزت یافته بود چون از معراج بازگشت صحابه را طلبید گفت که من خرقه یافته ام و مرا فرمان است
که آنرا بیکی بدهم بعده پیغمبر علیه السلام رو بسوی ابوبکر کرد رضی الله تعالی عنه و فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه
کنی گفت من صدق ورزم و طاعت کنم بعده بعمر رضی الله تعالی عنه فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت
عدل کنم و انصاف نگاه دارم بعده بعثمان رضی الله تعالی عنه فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت من انفاق
کنم و شجاعت ورزم بعده علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه را پرسید اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت من پرده پوشی
کنم و عیب بندگان خدای عز و جل را بپوشم پس پیغمبر علیه السلام آن خرقه را بعلی کرم الله تعالی وجهه داد و فرمود
مرا فرمان خدای عز و جل چنین بود هر که این جواب گوید خرقه باوی بدهی و هم مینویسند آن خرقه
بموجب فرمان الهی که پیغمبر علیه السلام بحضرت علی مرتضی عطا فرموده بود آن گلیم سیاه بود و از حضرت علی

کرم الله وجهه منتقل شده واسطه بواسطه به پیران چشت رسید از اینجا خرقه چشتی نام یافت آخر انرا حضرت نصیر الدین
محمود همراه خود بقبر برد و صاحب نفحات از امام مجد الدین بغدادی نقل میکند که خرقه خلافت از علی مرتضی
بدو کس رسید یکی بحسن بصری دویم بخواجه کمیل بن زیاد و صاحب لطایف اشرفی و تذکرة الاولیا و مؤلف
اوراد غوثیه و فواید الفواد وغیره و اکثر مشایخ کبار از هر سلسله برین متفق اند که خرقه خلافت علی مرتضی
بچهار کس رسید که ایشانرا چهار خلیفه و چهار پیر گویند و در سیر الاقطاب ذکر کرده که علی مرتضی شش خلیفه داشت
حضرت امام حسن و حسین و کمیل بن زیاد و حسن بصری و اویس قرنی و قیل ابو المقدم شریح بن هانی بن زید
الحارث رضی الله عنهم کمیل بن زیاد از صحبت امام حسن نیز تربیت و فیض یافته است و خواجه حسن بصری
نیز با امام حسن صحبت داشت و از کمیل بن زیاد نیز فیض صحبت یافت و خواجه حسن بصری بسبب نظر
قبول اسد الله الغالب مقتدای مشایخ گردید که اکثر سلاسل از وی بحضرت علی مرتضی کرم الله وجهه می پیوندند
رضی الله تعالی عنهم اجمعین ذکر چهارده خانواده اصل و دیگر خانوادها مجمل نوشته می آید **اول خانواده**
زیدیان زیدیان منسوب اند بخواجه عبد الواحد بن زید که وی مرید و خلیفه خواجه حسن بصری بود و از کمیل
ابن زیاد نیز تربیت و خرقه خلافت یافته بود بعده بر مسند ارشاد نشست پنج کس از ابناء عبد الله بنی عوف مرید
او شدند از غایت اخلاص خود را زیدیان گویانیدند چون وقت خواجه آخر رسید خرقه خواجه حسن بصری بخواجه
فضیل ابن عیاض داد و خرقه خواجه کمیل زیاد را با بو یعقوب السوسی عطا فرمود و هر دو سلسله از ان دو بزرگ
جاری گشتند **دوم خانواده عیاضیان** می پیوندند بخواجه فضیل بن عیاض وی مرید
و خلیفه خواجه عبد الواحد زید بود و از اکثر مشایخ وقت فیض ربوده و در تربیت مریدان شانی
عظیم داشت هر که بخدمت او ارادت آورد خود را منسوب باو کرد **سوم خانواده ادهمیان**
منسوب گشتند بخواجه ابراهیم بن ادهم وی را خرقه خلافت از سه بزرگ رسیده اول سبب ترک او خضر
علیه السلام شد و مدتها با خضر صحبت داشت و از دست وی خرقه پوشید بعده بخدمت فضیل رسید از وی
نیز تربیت و خرقه خلافت یافت بعد از ان سیر سلوک بخدمت امام محمد باقر تمام نمود و خلافت یافت
و عالمی از وی هدایت یافت هر که در حلقه ارادت او در آمد منسوب بدو گشت یک شجره ادهمیان بواسطه

امام محمد باقر بحضرت امام حسین بن علی منتهی میشود رضی الله عنهم **چهارم خانواده هبیریان**
هبیریان منسوب گشتند بخواجه هبیرة البصری وی مرید و خلیفه خواجه حذیفه مرعشی بود وی مرید و خلیفه
خواجه ابراهیم ادهم الی آخره خواجه هبیره بصری را قبول عظیم بود در ارشاد مریدان هر که بخدمت وی ارادت
آورد خود را هبیری گویانید **پنجم خانواده چشتیان** می پیوندند بخواجه ممشاد علو دینوری وی
مرید و خلیفه خواجه هبیرة البصری وی مرید و خلیفه خواجه حذیفه مرعشی وی مرید و خلیفه خواجه ابراهیم ادهم است
هر نعمتی و امانتی که ابراهیم ادهم را از خدمت خضر علیه السلام و امام باقر و فضیل عیاض رسیده بود رضی الله
عنهما در آخر حیات همه را بخواجه حذیفه ایثار فرمود از وی تا حال امانت بطریق سلک صحیح درین فرقه
معمول است **الغرض** مبدای چشتیان از خواجه ابو اسحاق است وی از ملک شام به نیت ارادت
در بغداد بخدمت خواجه علو دینوری رسید خواجه پرسید چه نام داری گفت ابو اسحاق شامی خواجه فرمود از امروز
شما را چشتی خوانند شما خواجه چشت هستید پس ابو اسحاق را مرید کرد و تربیت فرمود بعد از آن خرقه خلافت
داده در چشت فرستاد و مرید شد از وی خواجه ابو احمد چشتی و از و خواجه محمد چشتی و از و خواجه یوسف چشتی
و از و خواجه مودود چشتی این پنج تن در چشت بودند همچنان از خلفاء ایشان پنج تن در هند هستند خواجه
معین الدین چشتی و خواجه قطب الدین چشتی و خواجه فرید الدین چشتی و خواجه نظام الدین چشتی و خواجه
نصیر الدین چشتی شجره هر که باین عشر مبشر برسد او را چشتی خوانند زیدیان و عیاضیان و ادهمیان و
هبیریان همیشه در بیابان خلوت داشتند بعد سه چهار روز با میوه و گیاه جنگلی افطار میکردند و در شهر
و قریه نمیرفتند و هیچ جاندار را نمیکشتند مسافر و تنها میبودند و زن و خانه و جامه نمیگرفتند و نمیپوشیدند
جامه افتاده را با خرقه می پیوستند و شب و روز با وضو و نماز با حضور دل و همیشه پاسبان دل میبودند
و ذکر جلی بسیار میگفتند و از کسی سوال نمیکردند هر چه از غیب مطلق میرسید خرج میکردند و اکثر طعام با مهمان
میخوردند و چشتیان در شهر و قریه مسکن داشتند و با هر فرقه بتواضع پیش می آمدند و در تربیت مریدان
شانی بزرگ داشتند و هر همه صاحب ریاضت و سماع و ذوق بودند و عرس پیران میکردند و فقرا را
بر اغنیا جا میدادند سجز منسوب بطرف سجستان که معرب سیستانست و زندن پرگنه است از نیت پرگنه

بخارا و هارون قریه است بر نصف فرسنگ از زندن و چشت شهریست که در دره کوه واقع است دو منزل
از هرات اکنون او را شاقلان میگویند و مرعش شهری است از توابع شام میر سید علاء الدین
چشتی ازین مقام خبر داده است ؎ گر ز هندوستان شدیم چه باک ؛ سبزه گلشن خراب انیم ؛
ششم خانواده عجمیان می پیوندند بخواجه حبیب عجمی و خواجه مذکور مرید و خلیفه عظیم القدر
خواجه حسن بصری بود در مقامات ترک و تجرید و در استجابت دعا نظیری نداشت سر حلقه اکثر مشایخ بود
هر که بوی ارادت آورد از جمیع نسبتها بر آمد خود را منسوب بوی ساخت عجمیان اکثر در کوهها سکونت داشتند
و منفرد میبودند و فتوح قبول نمیکردند و جامه مقدار ستر عورت نگاه میداشتند و بعد از هفتم روز بیک
خرما و سه خرما افطار می نمودند و وحوش و طیور با ایشان الفت میگرفتند **هفتم خانواده
طیفوریان** می پیوندند بسلطان العارفین بایزید بسطامی که نام وی طیفور است در تذکرة الاولیا
می نویسد که او صد و سیزده مشایخ را دریافته و مدت دوازده سال خدمت حضرت امام جعفر صادق
کرده و از آن حضرت خلافت یافته و میر سید شریف جرجانی و مصنف رشحات علی بن حسین واعظ مینویسد
بنقل صحیح ثابت شده است که ولادت شیخ ابو یزید بعد وفات حضرت امام است و تربیت حضرت وی را
بحسب معنی و روحانیت بوده است نه بحسب ظاهر و صورت هر دو حال مقبول است و در لطایف اشرفی
مینویسد که از حبیب عجمی نیز خرقه خلافت یافته است حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر میگویند که بیست و دو هزار
عالم از بایزید پری بینم و بایزید در میان نه یعنی آنچه بایزید است در حق محو است شیخ مسعود و شیخ محمود
و شیخ ابراهیم و شیخ احمد هر چهار کس بشرف ارادت او مشرف شدند از غلبه صدق نسبت آبا و اجداد
محو ساخته خود را منسوب بوی ساختند **هشتم خانواده کرخیان** می پیوندند بخواجه معروف
کرخی وی از قدماء مشایخ است کنیت وی ابو محفوظ و نام پدر وی فیروز است صاحب رشحات مینویسد
شیخ معروف را دو نسبت واقع است یکی به داود طائی و وی را بحبیب عجمی و وی را بحسن بصری رحمة الله
علیهما و دیگر نسبت ارادت بحضرت امام علی رضا است و ایشان را با سلسله آبا و اجداد خود الی آخر نسبت
و در مرآت الاسرار مینویسد بروایتی که پدر خواجه معروف علی نام داشته که مولا حضرت امام علی رضا بود

وگویند وی بدست حضرت مسلمان شده ومعروف سالها در بان حجره خاص حضرت امام بوفا رسید
خدمت باخلاص بجائی رسید که بشرف خلافت حضرت امام فایز گشت وبموجب اجازتش درکرخ
که موضعی است از نواحی بغداد بر مسند ارشاد مریدان متمکن گشت وحق تعالی اورا مقتدای وقت وپیشوای
مشایخ گردانید که سلسله مشایخ هفت خانواده بسبب وسیله او بحضرت امام علی رضا رسیده
بحضرت علی کرم الله وجهه منتهی میشود وچنانچه نوشته آید وبراوی خواجه داؤد طائی که مرید وخلیفه خواجه حبیب عجمی
بود لونیز خرقه خلافت بخواجه معروف کرخی داده است وجمیع مشایخ وقت طریق خواجه معروف می پسندیدند
او در تربیت مریدان نفسی کبری داشت وهرکس بخدمتش میآمد اورا ازآمد ورفت بسبب متابعت پیر خود را منسوب بوضع
کرخ میساخت کرخیان اکثر اوقات بانزوا وتجرید در خلوت باشند وتلاوت قرآن وذکر بسیار کنند واز خوف
الهی بسیار میگریند وخود را از همه کهتر میدانند هم **خانواده سقطیان** می پیوندند بخواجه
سری سقطی او مرید وخلیفه خواجه معروف کرخی بود در معاملات ترک وتجرید وریاضت ومجاهده وعلم
قناعت نظیری نداشت بعد از پیر سلوک وارشاد مشغول گشت اول کس از اقران املوک در حلقه ارادت
او در آمدند واز غایت اخلاص خود را منسوب بنسبت او گردانیدند سقطیان صایم الدهر وقایم اللیل بودند
وفتوح کسی قبول نمیکردند بعد از سه روز از خلوت بیرون میشدند وقت شام از ده خانه دریوزه
کرده با یاران افطار مینمودند دهم **خانواده جنیدیان** می پیوندند بسید الطایفه خواجه
جنید بغدادی او مرید وخلیفه خواجه سری سقطی است روزی سری سقطی را بزرگی پرسید که از کیم
مرید کامل میشود گفت آری چنانچه از ما جنید **الغرض** کمالات اورا ازینجا قیاس باید نمود او
بالاتفاق مقتدا وپیشوای مشایخ بود اکثر شاهبازان در سلک او منسلک گشته نسبت باو اجداد وشهر
محو ساختند از کمال عشق خود را منسوب بدو کردند وحدیث نبوی الشیخ فی قومه کالنبی فی امته گویا
مخصوص درشان او وارد شده بود الغرض جنیدیان بر قدم توکل میرفتند ودر ریاضت و
مجاهده بسیار می کوشیدند وهرچه از غیب بی سبب خلق میرسید میان افطار می نمودند یازدهم
خانواده کازرونیان میپیوندند بخواجه ابو اسحاق کازرونی خواجه مذکور امیر کازرون

وی مرید و خلیفه ابو عبد الله خفیف بود و او مرید خواجه محمد رویم او مرید سید الطائفه خواجه جنید بغدادی
الی آخره خواجه ابو عبد الله از ابو اسحاق فرمود که هم ترا دنیا دادم و هم دین تو علم از طبل نواز ذکر خواجه
ابو اسحاق در اکثر کتب مسطور است کازرونیان در میان خلق با حق مشغول باشند و اسماء اعظم و دعای
بانت القدرت بسیار خوانند **دوازدهم خانوادهٔ طوسیان** میپیوندند بشیخ علاء الدین
طوسی او از اکابر طوس بود و شیخ نجم الدین کبری از اکابر فردوس و میان یکدیگر اخوت دینی بود با هم متفق شده
بخدمت شیخ ابو نجیب سهروردی رسیده گفتند که عمر بسر آمد فاما کار بر نیامد شیخ فرمود ما هم باین داغ
مبتلائیم تا آنکه دست ارادت بیکی از دوستان خدا نمی زنیم کشود این راه ممکن نیست هر سه کس باتفاق
بخدمت حضرت شیخ وجیه الدین ابو حفص بن عمر بن عمویه رسیدند شیخ بزرگوار شیخ علاء الدین را و شیخ
ابو نجیب را مرید و تربیت فرموده و خرقه خلافت داده رخصت کرد که هر دو کس شما بمأوای و مسکن
خود ها رفته خلق خدا را ارشاد بکنید و شیخ نجم الدین کبری را حواله شیخ ابو نجیب کرد تا تربیت نماید ایشان
بسهرورد رفتند شیخ علاء الدین بطوس رفته بر مسند ارشاد نشست و جمیع مردم اقتدا بوی کردند
هر که بحلقه ارادت او در آمد خود را منسوب بدو کرد طوسیان و فردوسیان هر دو یک روش داشتند
و سماع میکردند و مزامیر می شنیدند و رقص و تواجد و ذکر جلی در میان ایشان بسیار بود و از هر جا که
چیزی میرسید می خوردند و چون چرا نمیکردند و هر چه در مجلس ایشان می آمد مومن و کافر فقیر و غنی را برابر قسمت
میکردند مجاهده و ریاضت بسیار داشتند سلسله طوسیان به شش واسطه منتهی میشود بخواجه جنید
بغدادی الی آخره **سیزدهم خانوادهٔ سهروردیان** میپیوندند بشیخ ضیاء الدین ابو نجیب
عبد القاهر محمد بن عبد الله محمد سهروردی که قریه ایست از قری البغدادی مرید و خلیفه شیخ وجیه الدین
ابو حفص بود شیخ مذکور بچهار واسطه بسید الطائفه خواجه جنید می پیوندد و شیخ ابو نجیب خرقه خلافت
از شیخ احمد الغزالی نیز داشت و شیخ احمد مذکور به پنج واسطه بسید الطائفه جنید میرسد و حال مقبول است
شیخ ابو نجیب پیش از ارادت ده سال ریاضت کرده بود و بعد از ارادت و خلافت مدت سی
سال ریاضت شاقه کشید و درین مدت خواب نکرد مردی عظیم القدر بود و نفسی با برکت داشت که

ابو نجیب پسر عم شیخ شهاب الدین سهروردی است

نجدمت وی پیوست از عرش تا فرش پیش چشم وی مخفی نماند و چندین مشایخ که در سلک او منسلک گشتند در خانواده او دیگر کم باشند واز کمال اخلاص همه مریدان او خود را منسوب میساختند لهذا خانواده مذکور شهرت یافت **چهاردهم خانواده فردوسیان** میپیوندند بشیخ نجم الدین کبری که او از اکابر فردوس بود به اشارت شیخ وجیه الدین ابو حفص ارادت بخدمت شیخ ابو نجیب سهروردی آورد و او وی خرقه خلافت یافت شیخ فرموده که شما مشایخ فردوس هستید لهذا خانواده فردوسیان پیدا شد و در نفحات مینویسد که شیخ عمار یاسر که اعظم اصحاب شیخ ابو نجیب سهروردی بود شیخ نجم الدین کبری از وی تربیت یافته نور علی نور گشت و سلسله شیخ ابو نجیب بیشتر واسطه بسید الطائفه جنید بغدادی میپیوندد والغرض فردوسیان وسهروردیان وطوسیان وکازرونیان این چهار خانواده میرسند بخانواده جنیدیان وجنیدیان میرسند بسقطیان وسقطیان میرسند بکرخیان وجمله مشایخ این هفت خانواده میپیوندند بخدمت حضرت علی رضی الله عنه ووی از پدر خود امام موسی کاظم رضی الله عنه ووی از پدر خود امام جعفر صادق رضی الله عنه ووی از پدر خود امام محمد باقر ووی از پدر خود امام زین العابدین ووی از پدر خود امام حسین بن علی کرم الله وجهه علیهم السلام الی آخره در معدن المعانی سلسله فردوسیان بدین طریق ذکر نموده است که نوشته شد صاحب مرآة گوید یک شجره سهروردیان در سلسله حضرت شیخ بهاؤ الدین زکریا دیگر دیدیم بعد نام امام حسین نام امام حسن ونباز نام علی مرتضی نوشته بود رضی الله عنهم ظاهر یک خرقه از امام حسن نیز با امام حسین رسیده است ازان جهت واسطه می آرند و یک شجره قادریه نیز بواسطه حسن مثنی با امام حسن میرسد در نفحات است که شیخ نجم الدین کبری خرقه از جانب خواجه کمیل زیاد نیز رسیده است بدین طریق شیخ نجم الدین کبری بصحبت شیخ اسمعیل قصری رسیده است و خرقه اصل از دست وی پوشیده است ووی از دست شیخ ماکیل ووی از شیخ محمد داؤد المعروف بخادم الفقرا ووی از ابو العباس بن ادریس ووی از ابو القاسم بن رمضان ووی از ابو یعقوب طبری ووی از ابو عبد الله عثمان المکی ووی از ابو یعقوب نهرجوری ووی از یعقوب السوسی ووی از عبد الواحد ووی از کمیل زیاد

کہ خلیفہ محرم اسرار علی مرتضی بود کرم اللہ وجہہ شیخ نجم الدین کبری زمانی داشتہ بود میگویند ہفتاد مرید ہمچون
خود داشت بعضی خرقہ از فردوسی میگویند بعضی جوذر اکبر دیہ میگویند ہر دو گل از یک شاخ اند از انجملہ کبار
ذکر حضرت نجم الدین کبری و ابو اسمعیل قصری و ابو یعقوب نہر جوری و ابو یعقوب السوسی در کتب
مذکور یافتم درین کتاب نوشتہ می آید تمام شد بیان چہاردہ خانوادہ اصل **دیگر چہل خانوادہ**
فرع ازین چہاردہ استخراج شدہ اند از انجملہ احوال دوازدہ خانوادہ کہ مشہور اند ذکر کردہ می آید
انجملہ چہل با پنجہاردہ می پیوندند **اول خانوادہ قادریہ غوثیہ** مبدای این سلسلہ از
حضرت غوث الاعظم میر سید محی الدین عبد القادر جیلی قدس سرہ مرید و خلیفہ شیخ ابو سعید
المخزومی بود و وی از شیخ ابو الحسن علی القرشی تا حضرت جنید الی اخرہ رحمۃ اللہ علیہم
غوث الاعظم را یک خرقہ از حضرت امام حسن الرضا بطریق سلسلہ اجداد خود نیز رسیدہ است
بالفعل در خانوادہ قادریہ ہمون سلک را می نویسند **دوم خانوادہ یسویہ** منشا این
سلسلہ از حضرت خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان است وی مرید و خلیفہ خواجہ یوسف ہمدانی است وی
از خواجہ ابو علی الفارمدی وی از خواجہ ابو القاسم گرگانی وی از ابو عثمان المغربی وی از خواجہ
ابو علی کاتب وی از ابو علی رودباری وی از حضرت جنید بغدادی قدس سرہ الی اخرہ انشاء اللہ
ذکر ایشان درین کتاب نوشتہ می آید خواجہ احمد بارشاد پیر خود در ترکستان بر مسند ارشاد نشست
سوم خانوادہ نقشبندیہ منشا این سلسلہ از حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند و
تابعان او ست خواجہ بزرگ مرید و خلیفہ امیر سید علی کلال است وی از محمد بابا سماسی وی از علی رامیتنی
وی از خواجہ محمود انجیر فغنوی وی از عارف ریوگری وی از عبد الخالق غجدوانی وی از یوسف ہمدانی
وی از خواجہ ابو علی الفارمدی وی از خواجہ ابو القاسم گرگانی صاحب شجرات گوید شیخ ابو القاسم را انتساب
در علم باطن بدو جانب است یکی بواسطہ شیخ ابو عثمان المغربی بجنید البغدادی میرسد چنانچہ بالا
گذشت و باز شیخ ابو الحسن خرقانی وی را شیخ ابو یزید بسطامی و ولادت شیخ ابو الحسن بعد وفات
شیخ ابو یزید است بدتی و تربیت شیخ ابو یزید وی را بجسب باطن در روحانیت بودہ است نہ بظاہر صورت

و نسبت ارادت ابویزید بحضرت امام جعفر صادق است رضی الله عنه و بنقل صحیح ثابت شده است که ولادت
شیخ ابویزید نیز بعد از وفات حضرت امام است و تربیت حضرت وی را بحسب معنی و روحانیت بوده
است نه بحسب ظاهر و صورت و حضرت امام را رضی الله عنه بقول شیخ ابوطالب مکی دو نسبت است یکی بواسطهٔ جد خود
الی آخره و دوم بقاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق است که پدر مادر امام است و از فقهاء سبعه بوده است
و بی نظیر در علم ظاهر و باطن و وی را نسبت ارادت باطن بسلمان فارسی است و وی را بعد انتساب نسبت
باطن بحضرت رسالت صلی الله علیه و سلم به ابی بکر صدیق نیز بوده و مشایخ طریقت سلسلهٔ نسبت اهل
البیت را رضی الله تعالی عنهم اجمعین از جهت نفاست و عزت و شرف که دارد سلسلة الذهب نام
کرده اند **الغرض** خواجه بهاؤالدین را در آراستگی ظاهر و باطن شانی عظیم القدر بود و در تربیت
مریدان نفسی کبری داشت باندک توجه ساکنان عالم سفلی را بعالم علوی میرسانید اکثر اولیاء کمل
از آن خاندان بزرگ پدید آمدند و حضرت بهاؤالدین نقشبند را تربیت باطن از روحانیت خواجه
عبدالخالق غجدوانی نیز بود و این رباعی حضرت شیخ عبدالله بلیانی قدس سره وی دوام خواندی
و آن اینست **رباعی** تا حق بدو چشم سر نه بینم هر دم ٭ از پای طلب نمی نشینم هر دم ٭ گویند خدا
بچشم سر نتوان دید ٭ آن ایشانند ما چنینم هر دم ٭ صاحب اقتباس از خواجه عبدالله الرزاق
که فرزند خواجه عبدالله احرار بود نقل مینماید که اکثر بزرگان این سلسله بکسب روزی حاصل میکردند و
بنابران خواجه بزرگ بحکم متابعت پیران بکسب قالین بافی مشغول بوده است و در حاشیهٔ شجرهٔ مرزا
مظهر جان جانان مینویسد که لقب شریف نقشبند از آن است که از آبای کرام شان قالین بافی بود
و در آن نقشبندی می نمودند **شعر** زلیخا کسی چون او بلوح ارجمندان ٭ نزد نقشی بدیع از نقشبندان
و بعضی گویند که نقشبند خطاب مولانا بهاؤالدین است از جناب مرشد که امیر سید کلال بودند رحمة الله علیه از آنکه بتوجه قلبی حضرت
بهاؤالدین رحمة الله علیه ظروف گلی منقش گردیدند و بعضی گویند که چون بابا سماسی تربیت او را حواله
سید امیر کلال کرده بود فرمود که نقش بهاؤالدین بر بند و بعضی بر آنند هر طالبی که بخدمت وی میرسید
از فیض نظرش نقش معنوی بر دل وی بسته میشد که از آن سبب بمطلوب می پیوست و بعضی

می آرند که مریدان خود را نقش اسم الله نوشته میداد که بر دل صنوبری تصور نمایند تا موصوف بصفت
القلوب بیت الله گردند **چهارم خانوادهٔ نوریه** منشاء خانواده نوریه از شیخ ابوالحسن نوری
است نام وی احمد بن محمد بود و معروف است بابن البغوری پدر وی از بغور است که شهری بود میان
هرات و مرو منشاء و مولد وی بغداد بود و ارادت و خرقه خلافت از خدمت خواجه سری سقطی داشت از اقران
جنید است و محمد علی قصاب و ذوالنون مصری را دیده بود و در طریق ارشاد قبولیتی تمام داشت قدس سره
پنجم خانوادهٔ خضرویه مبدای این سلسله از حضرت خواجه احمد خضرویه است وی مرید و خلیفه
خواجه حاتم الاصم بود و وی از شقیق البلخی و وی از خواجه ابراهیم ادهم و وی از امام محمد باقر و وی از
امام زین العابدین و وی از امام حسین شهید بن علی مرتضی کرم الله وجهه از ابوحفص پرسیدند از این طایفه
کرا بزرگ دیدی گفت از احمد بزرگ تر و بهمت تر هیچکس را ندیدم و خیلی عظیم القدر بود و پیش اهل بصیرت
حال قوی داشت در تربیت مریدان قدس سره **ششم خانوادهٔ شطاریه عشقیه**
منشاء این سلسله در هند از حضرت شیخ عبدالله شطاریست وی مرید و خلیفه شیخ محمد عارف بود و وی مرید
و خلیفه شیخ محمد العشقی الخرقانی بود و وی از شیخ خداقلی ماوراء النهری و وی از شیخ ابوالحسن الخرقانی و وی
از شیخ ابی المظفر مولانا ترک الطوسی و وی از شیخ بایزید العشقی و وی از شیخ محمد المغربی و وی از سلطان
العارفین خواجه بایزید البسطامی و وی از امام جعفر صادق بن امام محمد باقر الی آخره اول کسی که ازین سلسله
در ملک هندوستان آمد شیخ عبدالله شطار بود بحکم پیر خود در هر شهری که میرسید نقاره می نواخت اگر کسی طالب
خدا باشد بیاید من بخدا رسانم در دیار جونپور اکثر مردم بوی تربیت یافتند مرد بزرگ بود و نفسی بابرکت داشت و
تلقین او را اثر کمال بود چنانچه درین ملک اکثر سلسله او الآن جاریست **هفتم خانوادهٔ حسینیه بخاریه**
که بواسطه سادات میرسد در لطایف اشرفی مینویسد که منشاء جمیع فرقه صوفیه و منشاء همه سلاسل طایفه
علیه حضرت علی بن ابی طالب کرم الله وجهه است بتخصیص سلسله سادات و دودمان سعادت ایشانند اشرف
الشهداء امیر المومنین حسین ارادت و خلافت و علوم الهی و حقایق نامتناهی از حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه
اخذ نمود و از وی بامام زین العابدین رسید و از وی بامام محمد باقر رسید و از وی بامام جعفر صادق

وازوی بامام موسی کاظم وازوی بامام علی رضا وازوی بامام محمد تقی وازوی بامام علی نقی وازوی
بسید علی اشقر وازوی بسید عبداللہ وازوی بسید احمد وازوی بسید محمود بخاری وازوی بسید جعفر
بخاری وازوی بسید علی ابی المؤید البخاری وازوی بسید جلال اعظم بخاری وازوی بسید احمد کبیر الحق بخاری
وازوی بسید المتاخرین و مرشد العالمین حضرت سید جلال مخدوم جہانیان بخاری رسید قدس سرہ وہم در
لطائف اشرفی مینویسد کہ منشاء این سلسلۂ سادات بخاریہ منشاء نسبت مقامات عالیہ وی شدہ آن مقدار
حقایق و معارف و خوارق عادات کہ از وی صادر شد ہیچ یکی از سلطانیہ در متاخرین ظاہر نشد مظہر العجایب
و مصدر الغرایب بود در ربع مسکون ہیچ درویشے نماندہ کہ بملازمت وی مشرف نشدہ و دیر اخلافت
و اجازت از صد و چہل و چند مشایخ اہل ارشاد رسیدہ بود و ما ماتریت و ارشاد تمام از شیخ رکن الدین
ابو الفتح سہروردی و از شیخ نصیر الدین محمود چشتی یافتہ و در خاندان وی تا حال ہمین دو سلسلہ
جاری اند سہروردی و چشتی سیوم خانوادہ سادات کہ بالا گذشت الغرض کمالات او اظہر
من الشمس است و در وقت خود غوث و قطب الارشاد او بود قدس سرہ بعد از وی مقامات مذکور مع
خلافت متعدده از وی بمیر سید اشرف جہانگیر سمنانی رسید رحمۃ اللہ علیہ **ہشتم خانوادۂ زاہدیہ**
منشاء این سلسلہ از خواجہ بدر الدین زاہد است وی مرید و خلیفۂ خواجۂ فخر الدین زاہد بود و وی از خواجۂ
شہاب الدین زاہد و وی از خواجۂ صدر الدین سمرقندی و وی از خواجۂ عبد السلام و وی از خواجۂ عبد الکریم
و وی از خواجۂ قطب الدین عبد المجید و وی از خواجۂ ابو اسحاق کازرونی و وی از حضرت خواجہ حسین مازندرانی
ہروی و وی از حضرت خواجہ ابو محمد رویم کہ اعظم خلیفۂ سید الطائفہ جنید بود قدس سرہ و سلسلۂ مذکور
در بلاد بسیار شایع است و قبولیت عظیم دارد و در شہر جونپور نیز سلسلۂ زاہدیہ است و بعضے مردم
آن دیار دران سلسلہ ہم مرید میشوند **نہم خانوادۂ انصاریہ** منشاء این سلسلہ بحضرت شیخ الاسلام
خواجہ عبد اللہ انصاری ہرات قدس سرہ وی مرید و خلیفۂ خواجۂ ابو الحسن خرقانی بود و خواجہ را ترتیب باطن
از معانیت خواجۂ بایزید بسطامی است ظاہر ارادت و خلافت از شیخ ابو العباس قصاب آشتی وی از شیخ
محمد بن عبد اللہ طبری وی از شیخ ابو محمد جریری کہ صاحب کرامات عظیم و قبلۂ وقت و غوث زمان خود بود

از اعظم خلفاء سید الطایفه خواجه جنید است که بعد از جنید ویرا بجای جنید بر مسند ارشاد نشاندند و این سلسله
تا بحدی در خراسان مخصوص می و بیارهرات شهرتی عظیم دارد و حضرت خواجه عبد الله قبلهٔ حاجات و صاحب الایت
ان دیار است شیخ الاسلام و غوث و قطب وقت قدس سره **دوازدهم خانوادهٔ صفویه** منشاء این سلسله از
شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی است وی مرید و خلیفه و داماد شیخ زاهد ابراهیم گیلانی بود و وی از میر سید جمال الدین
تبریزی و وی از شیخ شهاب الدین ابهری و وی از شیخ رکن الدین سنجاسی و وی از شیخ قطب الدین الابهری و وی
از اعظم خلفاء شیخ ابو نجیب السهروردی است قدس سره الی آخره منتهی میشود بسید الطایفه خواجه جنید البغدادی
این سلسله بسیار شایع است در ملک عراق و خراسان در زمان شیخ صفی الدین آن قدر مردم بوی تربیت
یافتند و فیض مند گشتند که از دیگر مشایخ کم شنیده میشود در ارشاد مریدان قبولیتی تمام و نفسی گیرا داشت
قدس سره **یازدهم خانوادهٔ عیدروسیه** منشاء این سلسله از میر سید عبد الله الکی
العیدروس است الملقب بعیدروس وی مرید و خلیفه شیخ ابو بکر بود و وی از شیخ عبد الرحمن و وی از شیخ مولی و وی
از شیخ علی و وی از شیخ علوی و وی از شیخ محمد بن علی المقدم و وی از حضرت شیخ ابو مدین مغربی و وی بچند واسطه
بسید الطایفه خواجه جنید بغدادی میرسد الی آخره و سید عبد الله عیدروس از خانوادهٔ سهروردیه خرقه
خلافت داشت و سلسله نسب او بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه منتهی میشود مردی بابرکت و عدیم
المثل بود کلمات حقایق و خوارق عادات عالی از وی بظهور می آمد سلسلهٔ او در دیار عرب و عدن و گجرات
احمد آباد بسیار منتشر است جامع علوم صوری و معنوی شیخ علم الله انتهی و قدوهٔ ارباب طریقت شیخ
بهاؤ الدین محمد خراسانی درین سلسله بودند **دوازدهم خانوادهٔ قلندریه** چند فرقه اند
از هر سلسله که خود را منسوب بمشرب قلندریه گردانیدند چنانچه محمد قلندر و مریدان وی و گروهی کثیر این
مشرب عظیم القدر داشتند این بیت از وست بیت ما ز دریائیم و دریا هم ز ماست ✤ این سخن داند
کسی کو آشناست ✤ دیگر شاه جنید قلندر و شاه حسین لنجی و مریدان ایشان و شیخ شمس الدین تبریزی
و مولانا روم و اصحاب وی و دیگر اهل الله مثل شیخ فخر الدین عراقی و خواجه اسحاق مغربی و خواجه حافظ
شیرازی علی هذا القیاس بسیار از شاه بازان هر خانواده قلندر مشرب بودند و ایضا الان اکثر درین

مشرب می باشند و همیشه در راستگی با اهل مسکو شند چنانچه در نفحات آورده که بخدمت مولوی روم جماعتی التماس امامت کردند خدمت شیخ صدرالدین قونوی نیز دران جماعت بود مولوی گفت مارا مردم امروز جایز نمیدانیم و می خوریم امامت را اهل تصوف و تمکین لایق اند اشارت بخدمت شیخ صدرالدین کرد تا امام شد و در لطایف اشرفی می نویسد که از سر حلقه پیران چشت خواجه ابو احمد ابدال گرفته تا این زمان اکثر خواجه گان چشت ما ابدال بودند و کرامات و خوارق عادات عالی از ایشان بوجود می آمد و اکثر از ایشان بر مشرب قلندریه بودند چنانچه خلفاء حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر و حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر و حضرت شمس الدین ترک و میر سید محمود گیسو دراز نظامیه و شیخ احمد عبدالحق ردولوی صابری سیزدهم خانواده مداریه منشاء این خاندان از حضرت بدیع الدین مدار است و در رساله ایمان محمودی که تصنیف شیخ محمود مرید حضرت بدیع الدین مدار است می آرد مدار ابن ابو اسحاق شامی در ملت موسی علیه السلام وارث فرزندان هارون علیه السلام شاگرد حذیفه شامی بود و تورات و زبور و انجیل را درس میگفت و دیر امدار ازان گویند که مدار وقت بود و دیر اکمیل و ارشاد و از روح امیر المومنین علی کرم الله وجهه حاصل گشته و بعضی نسبت ارادت و دیر ابو سعید طیفور شامی لاحق میکنند و این راست نمی آید چرا که در زمان طیفور شامی و بدیع الدین مدار تفاوت بسیار است مگر تربیت از روح در میان آمده باشد بهر حال بدیع الدین مدار از مشایخ کبار بود و این خانواده مداریه که ازوی ظهور یافته اند از امداریه اویسیه نیز گویند رحمة الله علیه تمام شد ذکر خانواده مذکور بطریق اجمال نقل تمام اسامی رجال الله اقطاب و غوث و غیره و صاحب اطلاع از کتب معتبر مینویسد که از وقت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم تا این زمان همه وقت در سلک سلاسل مذکور بودند و تا ظهور حضرت عیسی و حضرت امام محمد مهدی خواهند بود بلکه شیخ علاء الدوله سمنانی در کتاب خانواده عروة الوثقی نوشته است که از زمان آدم علیه السلام گرفته تا وقت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم رجال الله برای محافظت عالم همیشه بودند و تا ظهور عیسی علیه السلام و امام محمد مهدی خواهند بود قوام عالم از ایشان است و نیز می آرد که در زمان حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم

قطب ابدال عصامه قرنی بود عم اویس قرنی ازین سبب آنحضرت گاه گاه فرمودی که مرا بوی رحمت رحمن از سوی یمن
می آید از آنکه قطب ابدال مظهر تجلی صفت الرحمن است چنانچه حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم مظهر خاص
تجلی ذات الوهیت است چون قطب مذکور وفات کرد ابن عطامه احمد عربی از وهبی بوده میان مکه و یمن
بجای او قطب ابدال شد و بلال حبشی و حذیفه یمانی در آن وقت از جمله هفت ابدال بودند علی هذا القیاس یکی
میرود دیگری از خلق برآورده بجای وی نصب میکنند و هم وی گوید که ایشان مانند می باشند
در صفات بشری یعنی میخورند و می آشامند و بول و غائط میکنند و بیمار میشوند و دارو میکنند و زن
میخواهند و فرزندان و اسباب و اموال و املاک دارند و مردم بایشان حسد می برند و منکر شوند و ایذا رسانند
حق تعالی جمال حال ایشان از نظر مردم مستور دارد اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری برین شاهد
است در اقتباس الانوار است که حذیفه یمانی پیغام شان بدان حضرت نبوی میرسانید و از حضرت
نیز بایشان سلام میرسانید و اینان نزد او جمع میشدند و علم کتاب و سنت از و اخذ میکردند و بامامت
او نماز میگذاردند اما غیر از حذیفه رضی الله عنه کسی دیگر ایشان را نمیدید و فی کتاب کشف المحجوب است که خداوند
سبحانه و تعالی برهان نبوی را باقی گردانیده است و اولیا را سبب اظهار آن کرده تا پیوسته آیات حق
و حجت صدق محمد صلی الله علیه وسلم ظاهر شده باشد و مر ایشان را اولیای عالم گردانید تا مخبر مر حدیث وی را گشته
اند و راه متابعت نفس را در نوشته از آسمان باران ببرکات اقدام ایشان آید و از زمین نباتات بصفای
احوال ایشان روید و بر کافران مسلمانان نصرت بهمت ایشان یابند و هم در مکتوب هشتم یحیی منیری است
که ایشان چهار هزار اند که مکتومان اند و مر یکدیگر را نشناسند و جمال حال خود را ندانند و اندر کل احوال از
خود و از خلق مستور باشند و هم در مکتوب دهم در نفحات است که اخبار بدین وارد است و سخن اولیا بدین ناطق
و مرا خود اندرین معنی خبر عیان گشته است در لطایف اشرفی است که اکثر مکتومان ظاهر در لباس غیر
آشنا میباشند غیر از موحد اهل باطن ایشان را نشناسد و هم در مکتوب است اما آنچه که اهل حل و عقد اند و سرهنگان
درگاه حق اند سیصد اند که مر ایشان را اخیار خوانند و چهل دیگر اند که ایشان را ابدال خوانند و هفت کس
دیگر اند که ایشان را ابرار خوانند و پنج دیگر که مر ایشان را نجبا خوانند و چهار دیگر اند که ایشان را اوتاد خوانند

و سه دیگر اند که ایشان را نقبا خوانند و یکی دیگر که مردی را قطب خوانند و این جمله یکدیگر را بشناسند و اندر امور باذن
یکدیگر محتاج باشند و بدین نیز اخبار مروی و ناطق است و اهل حقیقت بر صحت این مجتمع اند صاحب کتاب فتوحات
مکیه رضی الله عنه در فصل سی و یکم از باب صد و نود و هشتم از آن رجال هفتگانه را ابدال گفته است و در آنجا ذکر
کرده که حق تعالی سبحانه زمین را هفت اقلیم گردانیده و هفت تن از بندگان خود برگزیده و ایشان را ابدال
نام نهاده و وجود هر اقلیمی را بیکی از آن هفت تن نگاه میدارد و گفته است که من در حرم مکه با ایشان جمع شده
ام و بر ایشان سلام گفتم و ایشان بر من سلام گفتند و با ایشان سخن گفتم فَمَا رَأَيْتُ فِيمَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ
سَمْتًا مِنْهُمْ وَلَا أَكْثَرَ شُغْلًا مِنْهُمْ بِاللّٰهِ و فرموده است که مثل ایشان نیز ندیدم مگر یک کس در
قونیه شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سره گفته است قومی از اولیاء الله عز و جل باشند که ایشان را
مشایخ طریقت و کبراء حقیقت اویسیان نامند و ایشان را در ظاهر به پیری احتیاج نبود زیرا که ایشان را
حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و سلم در حجر عنایت خود پرورش میدهند بی واسطه غیری چنانکه اویس را
داوند رضی الله عنه و این عظیم مقامی بود و بس عالی تا کرا اینجا رسانند و این دولت بکه روی نماید ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ همچنین بعضی از اولیاء الله که متابعان آنحضرت اند
صلی الله علیه و سلم بعضی از طالبان را تربیت بحسب روحانیت کرده اند بی آنکه او را در ظاهر پیری باشد و
این جماعت نیز داخل اویسیانند و بسیاری از مشایخ طریقت را در اول سلوک توجه باین مقام بوده است
چنانکه شیخ بزرگوار شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی را که سلسله مشایخ حضرت ابوالجناب شیخ نجم الدین الکبری
با ایشان میپیوندد و از طبقه شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی اند قدس الله تعالی ارواحهم در ابتدا
ذکر این بوده که علی الدوام گفتی اویس اویس صاحب رساله خانواده میگوید که در کتاب فصل الخطاب
احوال رجال الله از فتوحات مکی نقل کرده است که همه دوازده صنف اند موافق ائمه اثنا عشر در حدیث
الائمة من بعدی اثنا عشر خلیفتی هر صنفی از یک امام ائمه فیض میگیرد چنانچه حضرت سید محمد مکی عین ترجمه کلام
صاحب فتوحات مکی از شیخ داود قیصری قدس سره در بحر المعانی نقل کرده و برین نهج تفصیل داده
و تشخیص نموده است و گفته که همه رجال الله وقت ملاقات کرده ام و از هر یکی نعمتها یافته ام و مقامات

همه را مشاهده کرده ام اول اقطاب دوم غوث سوم امامان چهارم اوتاد پنجم ابدال ششم اخیار
هفتم ابرار هشتم نقبا نهم نجبا دهم عمده یازدهم مکتومان دوازدهم مفردان پس باید دانست
که قطب عالم در هر زمان یکی میباشد و وجود جمیع موجودات سفلی و علوی بوجود قطب عالم قایم است
و دوازده اقطاب دیگر اند ذکر آنها پیشتر بجای خود کرده آید و باید دانست که قطب عالم را فیض از حق
تعالی بواسطه میرسد و قطب عالم را قطب اکبر و قطب ارشاد و قطب الاقطاب و قطب مدار نیز گویند که
قیام موجودات سفلی و علوی از برکت وجود اوست و در اقتباس است که علامت قطب ارشاد آنست که
نور سبز تمکین که رنگ سبز دارد و گاه گاه نور سرخ در میان او مینماید و بی جهت از همه اطراف دایم می تابد
و چشم کشاده و چشم بسته همه برابر بیند و بحقیقت آن نور خاصه مصطفی است که بوی می پرتو انداخته
و این قطب مدار را دو وزیر میباشند که ایشان را اصاحب فتوحات یکی امامان می نامند یکی بدست راست
میباشد و دوم بدست چپ بدست راست عبد الملک است و بدست چپ عبد الرب است و وزیر چپ
که نامش عبد الملک است از روح قطب مدار فیض میگیرد و بر اهل علوی افاضه مینماید و وزیر یسار که نامش عبد الرب
است از دل قطب مدار فیض میگیرد و بر اهل سفلی افاضت مینماید و چون قطب مدار از دنیا ارتحال کند و بلقب
رود وزیر یمین عبد الملک قایم مقامش گردد اسم قطب مدار عبد الله می باشد یعنی در آسمان و زمین او را
عبد الله گویند اگرچه نام دیگر باشد علی هذا القیاس جمیع رجال الله را در باطن بنام دیگر میخوانند باسم حق
آن شخص مخاطب میکنند وزیر یسار عبد الرب را بجای عبد الملک رسانند و ابدالی از بدلا که بر قلب اسرافیل است
او را بجای عبد الرب رسانند پس عبد الملک قطب مدار شود و عبد الرب عبد الملک گردد و ابدال مذبور در محل
عبد الرب رسند همچنین تا روز قیامت باقی اند فاما الا قطاب فهم علی قلوب الانبیاء علیهم السلام پس دوازده قطاب
اند که بر قلب بعضی انبیا هستند قطب اول بر قلب نوح علیه السلام و ردی البسمله انیس است دوم بر قلب ابراهیم
و ردی او سوره اخلاص سوم بر قلب موسی و ردی او سوره اذا جاء نصر الله چهارم بر قلب عیسی و ردی او سوره فتح پنجم
بر قلب داود و ردی او سوره اذا زلزلت الارض ششم بر قلب سلیمان و ردی او سوره واقعه هفتم بر قلب ایوب و ردی او
سوره بقر هشتم بر قلب الیاس و ردی او سوره کهف نهم بر قلب لوط و ردی او سوره نمل دهم بر قلب یونس و ردی او

سوره انعام یازدهم بر قلب صالح ورد او سورهٔ طه دوازدهم بر قلب شیث ورد او سوره ملک است
جمله اقطاب مذکوره دوازده قطب اند حضرت عیسی علیه السلام و مهدی علیهم السلام از ایشان خارج اند بلکه
آنان مکتومان اند از قسم مفردان و قطب مدار بر قلب محمد علیه الصلوة والسلام می باشد و سکونت میدارد
در شهر کلان و اقطاب دوازده گانه همه محکوم قطب مدار اند و هفت قطب در هفت اقلیم اند و پنج اقطاب در
ولایت یمن میباشند و ایشان را قطب ولایت گویند و اقطاب اقالیم را قطب اقلیم گویند و فیض قطب عالم
بر اقطاب اقالیم وارد است و فیض اقطاب اقالیم بر اقطاب ولایت وارد است و فیض اقطاب ولایت
بر سایر اولیا وارد است همبرین منوال فیوض بر میدارند تا قیام قیامت **میر سید**
محمد جعفر مکی در بحر المعانی مینویسد چون ولی ترقی کند قطب ولایت گردد و قطب ولایت قطب اقلیم
شود و چون قطب اقلیم ترقی کند بعبد الرب که وزیر یسار قطب ارشاد است رسد و این قطب اقلیم ابدال باشد
بقلب اسرافیل علیه السلام او را قطب ابدال گویند بعده بمرتبه سوم محل قطب ارشاد گردد یعنی قطب عالم پس هرگاه
که قطب عالم را حیات وافر باشد و در سلوک بود و ترقی کند بمقام فردانیت رسد و هم آنجا مینویسد که
حضرت شیخ نصیر الدین محمود چشتی و چراغ دهلوی مدت بست و هشت سال و سه ماه و دو روز در مرتبه
قطب مداری بودند و بشرط تحمل این مرتبه داده شده بودند چون تحمل را بسر بردند بعد از مدت مذکور در مقام
فردانیت نزول فرمودند در آن مرتبه اسم مبارکش اقطاب عبد الله میخواندند چون در مقام فردانیت
بعالم بقا رحلت کردند وزیر دست یمین ایشان شیخ نجم الدین دمشقی که عبد الملک نام داشتند بجای
ایشان قطب مدار شدند و قطب مدار از عرش تا فرش و تا ثری متصرف باشد و چون ترقی کرده بمقام
فردانیت رسد تصرفات محو شود چرا که فردانیت مقام انبساط و موانست است پس او را مراد نباشد
مراد او همه مراد حق گردد و در لطایف اشرفی از صاحب فتوحات مکی نقل میکند که حضرت رسالت پناه پیش
از نبوت در افراد بوده و خضر علیه السلام نیز در افراد است از بحر المعانی گوش دار که مراتب اقطاب
و قطب مدار چیست اقطاب ایشان اند که اگر ولی را از ولایت معزول کنند و دیگری را بجای او نصب کنند
توانند و ایضاً مرتبه قطب مدار که قطب عالم است اگر او خواهد که اقطاب را از مقام قطبیت معزول

کند تواند و از دعاء قطب الاقطاب و غوث دیگری نیز بمرتبه قطب و بقول حضرت شیخ علاء الدوله سمنانی
قطب ارشاد را ولایت شمسی است که بر تمام عالم تابد و قطب ابدال را ولایت قمری است که بر هفت اقلیم
تصرف میکند الغرض قطب ابدال رئیس جمیع ابدال میباشد ازینجهت همه جا تصرف مینماید در مدارج النبوت است
از خصایص امت محمد صلی الله علیه وسلم وجود اقطاب و اوتاد و نجبا و ابدال است در ایشان در حدیث مرفوع
از انس رضی الله عنه آمده که ابدال چهل مرد و زن اند چون بمیرد یکی از آن بیدلا رد خدا تعالی در بدله وی مردی
و زنی دیگر را و تسمیه بابدال هم ازینجهت است و بعضی مشایخ عظام گفته که بجهت آنکه تبدیل کرده اند صفات ذمیمه را
بصفات حمیده و منسلخ شده از صفات بشریت و روایت کرده است این را خلاد در کرامات الاولیا و طبرانی
در اوسط باین لفظ که خالی نمی باشد زمین از چهل مرد مانند خلیل الرحمن علیه الصلواة والسلام که بایشان
قایم است زمین و ببرکت ایشان آب داده میشوند مردم و ابن عدی در کامل آورده که بیست و دو کس از چهل تن
بشام میباشند و هژده بعراق و چون امر الهی بیاید مقبوض شوند و قایم شود قیامت و همچنین مروی است از احمد
در مسند و ابو نعیم در حلیه از ابن عمر مرفوعا آورده که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که اخیار امت من پانصد
کس است و ابدال چهل اند نه پانصد کم میشوند و نه چهل و ایشان در تمامه روی زمین میباشند و هم در حلیه از ابن
مسعود رضی الله عنه آورده که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم چهل مرد اند از امت من که دلهای ایشان
برابر دل ابراهیم است دفع میکند خدا تعالی ببرکت ایشان بلا را از خلق گفته میشود ایشان را ابدال و ایشان
در نیافته اند این درجه را بروزه و صدقه پرسید ابن مسعود بچه چیز یافته اند ایشان این درجه را فرمود بسخا
و خیر خواهی مسلمانان یعنی در نماز و روزه شریک اند با مسلمانان اما صفت خاص ایشان که بآن دریافته اند
این درجه را این دو صفت است و مراد بودن ایشان مانند خلیل الرحمن بودن ایشان است در صفتی از صفات کمال
که اخص صفات باشد شریک با وی علیه السلام و این است معنی آنچه قوم میگویند که هر ولی بر قدم نبی است
نه مثل در جمیع صفات حاشا و نقلست از خواجه معروف کرخی که هر که بگوید هر روز اللهم ارحم امة محمد بنویسد
او را خدا تعالی از ابدال و در حلیه هر روز ده بار گفته باین لفظ اللهم اصلح امة محمد اللهم فرج عن امة محمد
اللهم ارحم امة محمد و در بعض روایات آمده است که نشان ابدال آنست که زائیده نمیشود مر ایشان را اولاد و ایشان

لعنت نمی کنند چیزی را و از زید ابن هارون آمده که ابدال اهل علم اند و امام احمد گفته ابدال اگر اصحاب حدیث نباشند
پس چه کسان باشند و در تاریخ بغداد خطیب از کتابی آورده است که گفت نقبا سیصد اند و نجبا هفتاد
و بدلا چهل و اخیار هفت و عمد چهار و غوث یکی مسکن نقبا در مغرب است و مسکن نجبا مصر و مسکن ابدال شام و
اخیار سیاح اند در زمین و عمد در گوشهای زمین اند و مسکن غوث مکه مبارک است و چون عارض میگردد
امر عامه دعا میکنند و ابتهال مینمایند در برآمدن آن حاجت بعد از آن نجبا بعد از آن ابدال بعد از آن اخیار
بعد از آن عمد اگر مستجاب شد دعای ایشان فبها و گرنه ابتهال میکند غوث و اجابت کرده میشود دعای
غوث پیش از اتمام شدن و در فصل الخطاب خواجه محمد پارسا مینویسد که بقول صاحب فتوحات مکی
اقطاب را نهایت نیست بر هر صنف قطبی میباشد چنانچه قطب زهاد و قطب عباد و قطب وفا و قطب متوکلان
چنانچه در نفحات حضرت احمد جام قدس سره را قطب اولیا نوشته است و در تمام ربع مسکون یکتن
میباشد که او را قطب ولایت گویند قطب جهان و قطب جهانگیر عالم نیز نامند که جمیع اقسام ولایت از وی
قوام دارد و علی هذا القیاس بر هر مقامی قطبی باشد برای محافظت آن مقام و نیز میفرمایند که برای محافظت هر قریه
از قریات عالم یک ولی الله میباشد که قطب آن قریه است خواه در آن قریه مومنان باشند خواه کافران الغرض
اگر مومنان اند در تحت تجلی اسم هادی پرورش مییابند و اگر کافران اند در تحت اسم مذل هر دو صفت یک
ذات اند من فهم فهم و میر محمد جعفر مکی میفرمایند که مشاهدان حضرت لایزال از چشم خلایق مستور اند جز اهل جهل
و انسان کامل ایشان را نداند و نه بیند از ایشان گروهی هفت کس اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
نشان میدهند بدلاء امتی سبعة و این هفت ابدال در هفت اقلیم اند هر بدلی در اقلیمی میباشد و فریادرسی
عاجزان اقلیم خود میکنند و چون یکی از ایشان را موت آید یکی را از صوفی بجای او نصب کنند بدلاء سبعه
در مشارب هفت نبی علیه السلام اند یکی از آن عبد الحی در اقلیم اول بر قلب ابراهیم علیه السلام است و عبد العلیم
در اقلیم دوم بر قلب موسی علیه السلام و عبد المرید در اقلیم سوم بر قلب هارون علیه السلام و عبد القادر
در اقلیم چهارم بر قلب ادریس علیه السلام و عبد القاهر در اقلیم پنجم بر قلب یوسف علیه السلام و عبد السمیع
در اقلیم ششم بر قلب عیسی علیه السلام و عبد البصیر در اقلیم هفتم بر قلب آدم علیه السلام و این هفتم ابدال حضرت

خضر علیہ السلام است و وظیفہ ایشان مدد و معونتی است و ہم میفرمایند کہ ہر یکی ابدال بمعارف اسرار الہی عارف اند و مانند کواکب بسبعہ السیارہ تعالی کور ایشان ہم تاثیر دادہ شدہ است و و ابدال از ہفت مذکور عبد القادر و عبد القاہر در ولایتی و یا بر قومی کہ قہر است و یا مہر است ایشان بقہر و مہر نام زد میشوند چرا کہ مشہور است آن ولایت و آن قوم بواسطہ اقدام ایشان میباشد و سیصد و پنجاہ و ہفت ابدال در کوہ ساکن اند و خورد ایشان اشلم در خانقست و بلخ نیابان و با معرفت کمال مقید اند سیری و طیری ندارند چنانچہ در حدیث صحیح از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست حدیث ان للہ ثلثمائۃ نفسی قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام و لہ اربعون قلوبہم علی قلب موسی علیہ السلام و لہ سبعۃ قلوبہم علی قلب ابراہیم علیہ السلام و لہ خمسۃ قلوبہم علی قلب جبرئیل علیہ السلام و لہ اربعۃ قلوبہم علی قلب میکائیل علیہ السلام و لہ واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام چون یکی از ایشان فوت میشود بجای او از چہار و بجای چہارم از پنج و بجای پنجم از ہفت و بجای ہفتم از چہل و بجای چہلم از سیصد و بجای سیصدم از زہاد صوفی سیرت را نصب میکنند و این جملہ بدلا بترتیب مذکور فیض از قطب ابدال میگیرند کہ دل او بر دل اسرافیل است و ہم میر سید محمد یکی گوید بدلا از چہار صد و چہار اند سیصد و شصت و چہار ذکر کردہ و چہل دیگر اند کما قال علیہ السلام بدلاء امتی اربعون رجلا اثنا عشر بالشام و ثمانیۃ و عشرون بالعراق صاحب نسمات القدس می آرد کہ یک از اولیا من حیث الولایۃ و الاستعداد زیر قدم یکی از انبیا اند علیہم السلام یعنی مبدا تعین آن ولی ہمان اسم است از اسماء الہیہ کہ مبدا تعین آن نبی است لیکن مبدا تعین انبیا علیہم السلام کلیات اسماء اند و مبدا تعین اولیائی کہ زیر اقدام ایشان اند جزئیات آن اسماء حدیث صحیح در حق سیصد تن از رجال الغیب آمدہ کہ چند تن از ایشان بر قلب ابراہیم علیہ السلام باشند و چند تن بر قلب یحیی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام در لطائف اشرفی مینویسد کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ جمیع عالم را دو قسم فرض کردہ اند نصفی شرقی و نصفی غربی از عراق نصف شرقی خواستہ اند چنانچہ خراسان و ہندستان و ترکستان و سایر بلاد شرقی در عراق داخل است و از شام نصف غربی و بلاد مصر و مغرب و غیرہ ہمہ داخل شام است پس فیض از چہل تن مذکور بر تمام عالم ناشی است و صاحب کشف المحجوب و اکثر مشایخ ہمین چہل بدلا مذکور را چہل ابرار قرار دادہ اند ہر دو حال مقبول است و میر سید محمد جعفر مکی در بحر المعانی مینویسد کہ چہار اوتاد اند

که در چهار رکن عالم ساکن باشند یکی عبدالودود را در مغرب دویم عبدالرحمن را در مشرق سوم عبدالرحیم را در جنوب چهارم
عبدالقدوس را در شمال ملاقات کرده ام یکی را بجائی دیگری بعد فوت او میرسانند چهار رکن عالم بوجود این
چهار اوتاد معمور است و امیر سید محمد گیسو دراز در ملفوظ جوامع الکلم میفرماید که ابدال برای تصفیه دل زعفران
با شیر آش کرده میخورانند انرا که در میان خویش در آرند او را بدهند و این را اثری ظاهر گویند و میان ایشان
بوزن چند درم چیزی لطیف بطریق آب برنگ سفید و سرخ و زرد و سیاه منظر و خوش بودار میباشد و از
خوردن آن در کلام حلاوتی و دل را فرحتی حاصل میشود که انرا حدی و اندازی نیست از ایشان پرسیده شد
که این چیست و از کجا است گفتند در بنه بنی اسرائیل درختی هفت هشت میباشد این بار آن درخت است و این آب
شیره او است و صاحب بحر المعانی میگوید که نقبا سیصد اند اسامی کل نقبا علی است و نجبا هفتاد اند اسامی کل نجبا
حسن است و اخیار هفت اند اسامی ایشان حسین است و عمده چهار اند اسامی ایشان محمد است و یکی غوث نام او عبدالله
است و بعد از فوت غوث عمده و بعد از عمده اخیار و بعد از اخیار نجبا و بعد از نجبا نقبا و بعد از نقبا یکی از خلق بر آورده
بجائی رسانند و نیز در بحر المعانی مسکن نقبا زمین مغرب است و سکونت نجبا در مصر است و اخیار مسکنی و قراری ندارند
و عمده در زوایای ارض میباشند و مسکن غوث مکه است و این راست نمی آید که مجاورت کعبه غوث را لازم و شرط
نیست چنانچه در نفحات آورده که یک شخص است که او را غوث و قطب نامند و لیکن مقتدا این طایفه صاحب فتوحات
مکی در اکثر تصنیفات خود میفرماید که غوث جدا و قطب الاقطاب جدا است میر سید اشرف در لطایف اشرفی میفرماید
که اگر وجود غوث و وجود قطب الاقطاب در عالم نباشد تمام عالم زیر و زبر گردد اما چون غوث ترقی کند
افراد شود و چون قطب الاقطاب هم ترقی کند افراد گردد و چون افراد ترقی کند قطب وحدت شود و قطب وحدت
قطب حقیقی نیز گویند یعنی بمقام معشوقی رسد در لطایف اشرفی است ای محبوب گوش دار که مقام افراد نوشته می آید
اما المفردون فمنهم من هو علی قلب علی کرم الله وجهه و هو علی قلب محمد علیه الصلوة والسلام ای محبوب افراد
کامل و غیر کامل افضل اند بر قطب الاقطاب اما افراد کامل مظاهر وجه تفرد روح کلی علی اند و غیر کامل
مظاهر وجه تعلق روح علی اند کرم الله وجهه و در تفرد و تعلق فرق بسیار است عمر قطب مدار سی
سال و سه چهار ماه باشد و بعضی را سی و سه سال و سه ماه و هشت روز و بعضی را بیست و هشت سال و سه ماه و دو روز

وبعضی را بست وپنج سال وبعضی را بست ودو سال ویازده ماه وبست روز وبعضی را نوزده سال وپنج ماه
ودو روز واز سی وسه سال وچهار ماه زیاده نباشد واز نوزده سال وپنج ماه ودو روز نقصان نبود
اگر در عمر ها مذکور تقدیر میرسد رحلت میکنند وآنکه در سلوک بعمر مذکور ترقی میکنند در مقام افراد میرسند
وعمر افراد پنجاه وپنج سال است نه زیاده نه نقصان اگر در عمر مذکور تقدیر میرسد رحلت میکنند وآنکه بعمر مذکور
در سلوک ترقی میکنند بقطب حقیقی میرسند وعمر قطب حقیقی بست وسه سال وده روز است اینمقام
مقام معشوقیست یعنی قطب وحدت ومرتبه معشوق آنست که هرچه معشوق گوید حضرت حق آن کند ای عزیز
قطب مدار متصرف وافراد متحقق از عرش تا ثری است وقطب مدار همیشه در تجلی صفات است افراد همیشه
در تجلی ذات است وقطب مدار خاص است وافراد اخص است وبعضی اولیا در تجلی افعال وبعضی در تجلی
اسماء وبعضی در تجلی آثار اند وبعضی در مقام صحو وبعضی در مقام سکر وبعضی در هر دو باشند اولیاء این
مقامات اکثر اند اما اهل فردانیت بیرون ازین مقامات تجلی دارند وفردانیت بی مکانست ای محبوب
طایفه افراد را تعداد نیست بسیار اند واز چشم مردم ظاهر مستور اند مگر آنکه قطب مدار وبعضی اقطاب ایشان را
دانند وبینند هرگاه که افراد کامل که مظاهر وجه تفرد علی مرتضی اند در سلوک ترقی کند بر قلب رسالت پناه صلی الله
علیه وسلم نیز در سلوک ترقی کند بقطب حقیقی که مقام معشوقست یعنی قطب وحدت رسد ای محبوب
در نهایت این مقام از کل اولیاء دو کس رسیدند حضرت شیخ عبد القادر جیلانی وحضرت شیخ نظام الدین
اولیاء بداؤنی ای محبوب فردانیت مقام لاهوت است ولاهوت در اصل لا هو الا هو است تا زیاده
از قانون عرب است که چون کلامی مخالط گویند چیزی حذف کنند وچیزی زیاده نهند تا نامحرمان
محرم از حقیقت باشند پس لا منع است یعنی افراد را تجلی صفاتی نیست وهو اسم ذات است یعنی الا هو
مگر تجلی ذات پس اهل فردانیت را دوام مقام لاهوتست یعنی تجلی ذات ولاهوت خود یعنی فردانیت را
مقام نیست که خارج از شش گانه حدود است واین لفظ مقام که اضافه میکنند مراد مقام نیست باسناد مجاز
مقام گویند که مقام لاهوت است اما مقام ندارد وآنچه که صاحب بحر المعانی بیان نموده از علم الیقین واز
عین الیقین نیست بلکه مشاهده حقیقت الیقین است واسفل اینمقام جبروتست یعنی مقام جبر وکسر خلایق

و باین مقام قطب عالم متصرف است از عرش تا ثری که جبر و کسر در حدود است و قطب عالم را فیض از عرش است
که تعلق بعزلیت و نصبیت دارد و این مقام را جبر و کسر از آن گویند که کرامات و معجزات اولیاء و انبیاء
ازین عالم است و وراء عالم جبر و کسر مقام فردانیت است یعنی لاهوت و در عالم فردانیت جبر و کسر کفر است
اما افراد قادر اند بر عالم جبروت اگر بر جبر و کسر مشغول شوند از فردانیت که تجلی ذاتی است بر افتند بسبب آنست
که افراد مستور باشند چرا که مقام فردانیت مقام لاهوت است صاحب کتاب عروه و فصل الخطاب
حضرت الیاس و خضر را رجال الله گفته انتهی قطب افراد را از استهلاک شهودات ذاتیه چندان توجهی
بدعوت ارشاد نمی باشد کما فی کتب القوم در مکتوب صد و بست و چهار شیخ ما شیخ عبد القدوس
گنگوهی قدس سره مسطور بود سوال قدری خراش این مضمون در دل بود عرض کرده آمد که
در مکتوب پانزدهم حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سره می آرد که در حلیة الاولیا از حضرت رسالت پناه
صلی الله علیه و سلم منقول است که در عصری چهل کس باشند که دل ایشان چون دل موسی علیه السلام
بود و هفت کس باشند که دل ایشان چون دل ابراهیم علیه السلام بود تا آخر حدیث تا آنجا که میگوید
یک کس باشد که دل او چون اسرافیل علیه السلام بود پس ازین حدیث ظاهر دو چیز فهم میشود یکی هفت
دل مر اسرافیل را دوم فوقیت او بر پیغامبران و بارها در مکتوب حضرت قطب عالم دستگیر مصرح
میشود که فرشته دل ندارد لاجرم در سراپرده خاص گذر ندارد فما وجه التوفیق بلطف تمام بیان فرمایند
جواب مقرر باد فضلی جزئی که باعتبار عالم تقدیس و طهارت است تقاضا بر فضلی کلی نمیکند زیرا که در
اعتقاد است که پیغامبران بر جمله ملایک فضل دارند و فضل اولیاء مقرب نیز بر عوام ملایک است و این هم
از آن است که ملایک دل ندارند و در سراپرده خاص گذر ندارند آنکه دل دارد خلیفه رحمان است
و همنشین سبحانست و هم جلساء الله تعالی یوم القیمة و این روایت در معدن الغرائب شرح شاشی
تصنیف جدی صفی الملة والدین ردولوی رحمه الله صریح است در بحث فی تحقیق جنس الانسان حاصل
روایت آنست که سوال کرده اند در حد انسان که حیوان ناطق است ملک و جن در می آید جواب دادند
که مراد از نطق نطق جنانی است فیخرج الملک والجن لعدم الجنان لهما و درین هیچ شک نیست که هر چه دارد دل

هر که دل ندارد هیچ ندارد اگرچه ملک است بر فلک بیت دل مغز حقیقت است و تن پوست چه بین
دل شیوهٔ روح صورت دوست چه بین ٭ هر که روح قدسی دارد او دل دارد که دل نور اوست و
ترجمان او و این روح غیر انسان نیست لاجرم ملک را این شان نیست فضل دیگر است که حق تعالی مر
فضل دهد اگرچه ملک نور است نه دیگر این خصوصیت و چون اسرافیل علیه السلام در میان ملایک مقرب بود
و فضل تمام داشت فضل انکس را در حضرت حق تنظیر آورد که برای تفهیم یعنی چون در حدیث ذکر مقابله دلهای
اولیا بدل های انبیا افتاده در مقابلهٔ دل آن ولی با اسرافیل نیز ذکر دل افتاد و نیز ذکر دل اینجا چنان
تواند بود که میگویند دل قرآن سوره یس است و دل یس سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ است
برای بیان مجرد فضل است نه برای بیان تحقق او این چنین نظائر در جهان بسیار برای اعتبار است
نه برای ثبوت و تحقق دل ملک جز عقل نیست و ملک بر این فلک نیست و اگر دل صوری مراد دارند که
بی روح ربانی و بی حضور نور سبحانی است خود بهایم و جانور نیز دارد و هیچ اعتبار و کار ندارد و در
حضرت خداوند هیچ مار ندارد و آن دل نیست دل آنست که عرش رحمان است و آن دل انسان است
قلب المؤمنین عرش الله گواه آنست بیت محراب جهان جمال رخسارهٔ ماست ٭ سلطان
جهان در دل بیچارهٔ ماست ٭ جهات سبعیات اینچه اسرار است و این چه انوار هر چند جبریل فضل
دارد بروی در اعتقاد ظاهر اما در اسرار دل گذر ندارد و از سر دل ولی خبر ندارد در ملکوت طیران
او و آشیان او و دل در لامکان طیران دارد و با سبحان یگانه و خبر سبحان از و خبر ندارد و کما قال
تعالی وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ هر که این طلب و این عرفان ندارد او در خسران عظیم و در حرمان جسیم است
فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَسَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ این عرفان و این اسرار این شور و این شرب
این بیچاره است و دولت نصیب آن شهسوار است و انجا بی کالنجوم بهن اخبار است بیت من که در زمرهٔ
عشاق هر زمی علم ٭ طبل بهان چه زخم طشت من از بام افتاد ٭ فضل انبیا بر ملک در اعتقاد متواتر است
و همچنین روایت صریح است که ملایک دل ندارد و ایضاً در مکتوب صد و بست و پنجم حضرت شیخ ما قدس سره
است ای برادر ایمان صفت دل است و تصدیق دل ایمان است هر که دل دارد ایمان دارد

و هر که ایمان دارد در جنت رود و خدا را بیند که دیدار و جنت بنعمت ایمان است جز مومن را نعیم جنت و نعیم
رؤیت نبود اگرچه ملک است و بر فلک است خواه مقرب و خواه مجرد ملک را همان ایمان مطبوع است
و هر چه دارد در مرتبه طبع دارد و هیچ اعتبار ندارد و با حضرت حق هیچ کار ندارد مجرد نور است یا نار و با خود
او را حضور است و کار همیشه در کار مومن ساخته و برای کار مومن خاسته است یَسْتَغْفِرُونَ
لِلَّذِينَ آمَنُوا اگرچه در جنت بود در خدمت مومن بود و برای مومن بود و مومن برای خدا و خدا
برای مومن فَشَتَّانَ مَا بَيْنَهُمَا و چون ملک را در جمیع امور خود همان طبع بود و ایمان او
در مرتبه طبع بود دل ندارد و ایمان ندارد که مَنْ لَا قَلْبَ لَهُ لَا إِيمَانَ لَهُ و مَنْ لَا إِيمَانَ لَهُ از قرآن بشنو
إِنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ هیچ کار و بار و اسرار با پروردگار ندارد و هر چند پروردگار
آفریدگار دارد از مولانا عبد الله رحمة الله علیه شنیده ام و نیز روایت دیده ام که هر که در جنت بود از ملک
و حور و غلمان همه را رؤیت بود و نیز روایت دیده ام که کافر یکبار در دوزخ خدا را ببیند و بار محجوب
ابد گردد چون کافر ایمان ندارد و دل ندارد خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ او بار دارد خدا را
نه بیند و در جنت نه نشیند جز مومن در جنت نبود و نعمت جنت و نعمت رؤیت همان مومن را
بود و هر چه غیر مومن را بود بر طریق وضوح بود نه نعمت را هیچ فتوح بود کافر را در آن عمیان و خسران روی
نماید و مومن را در جنت شادی و وجدان و روح و ریحان گشاید و ملک در چاکری مومن در جنت
در آید هر چند وضوح یابد از وجدان و ریحان مفتوح نشتابد و نیز خسران نبود که جنت جای آن نبود
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ کار بجایی
رساند که از ظلمات وجود کونی چنان بلند برد که بنور وجود سبحانی کشد هر که او را بیند حق را بیند و با حق
هم نشیند مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ میخوان و دوگانگی میان ایشان روا مدان و کسانی که مصطفی صلی
الله علیه و سلم را بصورت میدیدند و بمعنی نمیدیدند شکایت از حال ایشان این است وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ
إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ و آنانکه مصطفی صلی الله علیه و سلم را همان بشر دیدند و
همان بشر گفتند فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا چون درویش در میان نماند

واز کون در گذرد خدا ماند جل جلاله خوش گفت عطار بیت مصطفی را حق بدان وحق به بین ٭ مصطفی
بد نور رب العالمین ٭ وهرچه نبی راست اصالة ولی راست تبعاً واین ظاهر است که ولی نور نبی است
قول امام ابو حنیفه رحمه الله سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم بشر لا کالبشر کالیاقوت بین الحجر انتهی حدیث
انا من نور الله والمؤمنون من نوری ملک اینجا گذر ندارد که دل ندارد هرچند مقرب ومرسل است با خود است
ودر خود باز مانده است وامامنا الاله مقام ملک کونی است سبحانی نیست مومن سبحانی است کونی
نیست هرچند در کون است با سبحان در عون است وکان بالمؤمنین رحیما
فضل ظاهری ملک را در مذهب ظاهر است ودران هیچ قیلی نیست تو سر می بین سر میدان وسر میخوان
وسر میجوئی وسر می پوی ای برادر هرچند انبیا را فضل است اولیا را سر است یکی بر دیگری عاجز
اگر حجت میخواهی از قرآن بشنو قال انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی
ما لم تحط به خبرا موسی علیه السلام وقتی درمانده بود هیچ حیله نجات خود نمیدانست ناگاه
ولی صاحب سر وصاحب روزگار هم در وقت از اقصا مدینه رسید وگفت ان الملأ یأتمرون بک
لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین سبحان الله این چه شور است واین سر
هو الذی یصلی علیکم وملائکته لیخرجکم من الظلمات الی النور جمال مینماید
وکمالی میکشاید که جز حق تعالی هیچکس نمی ماند وجز ولی ونبی هرگز این سر نداند وجز این حرف نخواند
بیت رازی درون پرده ز رندان مست پرس ٭ کین حال نیست صوفی عالی مقام را ٭
دم درکش تا دم درکشیم واگر نه اکثر مردان در یک دم عرش وفرش برهم زنند ناچار بیچاره دم میکشند
ومیخورند ومیجوشند ومی نوشند ومی پوشند هرچند میخروشند در بازار نمیفروشند مردان
دریا نوش اند وآروغ نزنند که آروغ بدعت است صحیح الحال صحیح المقال در حد عقل وحس با اهلان سخن
گویند وفلاح خلایق جویند وانما اشکو بثی وحزنی الی الله در کار دارند وباخود خار خار دارند
وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم متواصل الحزن ودائم الفکر که چون بحر عمیق است وساحل بر
تر نیست جز خون خواری در پیش نه اگرچه در ملکوت است در تعین کونی که مرتبه ثانی از ناسوت

وملکوت است واز قالب قلب انکہ دل مختصر بر کونست دل عرش رحمان است بلک فراخ تراز انست
کہ لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن والقلب مرآۃ الرب در کون کجا
گنجد و ملک بچارہ بادی چہ سنجد در گذر تا در گذریم واگر نہ تا کجا در گذریم حرف رندان جز رندان
نخواند و زبان مرغان جز مرغان ندانند سلیمان وقت باید تا در اسرار بکشاید سخن مردان مرد و نہ قصہ
مختشان اہل ظاہر و علم ظاہر را بدین حرف گذر نیست العلم حجاب اللہ الاعظم میشنو و در گذر تا العلم
رسی و نور الہ شوی واگر نہ حیوانی بعضی روایات در فضل انبیا بر ملایک توقف دو در فضل ملایک بر
مومنان اختلاف مع انہ خلاف الاجماع پس در عقاید دینیہ در علم ظاہر چنانکہ در کتب متداولہ معتمد
علیہا و در عقیدہ حافظیہ است اعتقاد ظاہر ہم بران دار و در کار شو و در اسرار شود و محروم کردگار

باب دوم ذکر حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

از مدارج النبوت بدانکہ احوال و اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قسم اند یکی انکہ در احادیث وارد اند
دوم انکہ مکاشفان اسرار حقیقت بدیدہ بصیرت دریافتہ اند بعضی از قسم دوم بیان نمودہ میشود
بدانکہ انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیا از اسماء صفات و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید
رسل صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق است از ذات حق و ظہور حق در وی بالذات است چون اقتضا
ظہور در اسماء و صفات پیشتر و ظاہر تر است ہر صفتی و ہر اسمی اظہار کرد آنچہ مقتضای معنی وی بود
از جلال و جمال باقی ماند کنہ ذات از بطون و کمون پس حقایق آن اسماء و صفات ندا کردند
کہ بار الہا اگرچہ ما ظاہر کردیم این کمال را و مجال جلال و جمال را کہ بیرون از حد حصر و احصاست
ولیکن این ہمہ قطرہ ایست از بحر وحدت و ذرہ ایست از آفتاب ذات بہمات بہمات احتماع
تا کجا و حقیقت ذات کجا اشارت رفت کہ من پیدا کنم و بیرون آرم از ذات خود حقیقتی را کہ جامع
جمیع کمالات اسماء و صفات و شئونات ذات باشد و اظہار کنم ظہور پیرا کہ عین بطون است
متصور بصورت بدیعہ کہ جامع باشد انشاء بدیع شما و ممتاز باشد در حد خود بلکہ کمال کہ لا یدرک
ولا یوصف و نسبت شما با وی نسبت صفات باشد با ذات تا کامل گردد بدان بنای پر علای من

پس شگافتم از حمد اسم او را و تسمیه کردم محمد و احمد و محمود و گردانیدم او را عابد و معبود پس انبیاء و اولیا
مظهر اسماء و صفات اند و محمد صلی الله علیه وسلم مظهر ذات گشت و حقیقت وی مصدر جمیع موجودات است
و بعد از تنزل وی از حضرت احدیت بمقام واحدیت ظاهر شد بتجلی اسماء و صفات پس عاشق شد بر وی
حضرت کمالیت مثل تعشق اسم بمسمّی و صفت بموصوف و هر معنی از معانی آن کمالات اشارت
نمیکند بحقیقت خود مگر بسوی وی و دلالت نمیکند بهویت خویش مگر بروی پس اگر متحقق شود یکی از ان
کمالات مشار الیها معطوف خواهد بود و تابع خواهد گشت مر او را حقیقت و صفت نوریت منحصر است
در وی و نور از اسماء اوست و اگرچه انبیاء و اولیا همه متصف اند باین صفت و متحقق اند بدان ولیکن
وی صلعم حقیقت این صفت است و فرق است میان حقیقت شئی و کسی که متحقق است بدان
و همه اشیاء مظاهر این نور و مجلای آن ظهور اند و قول وی صلعم انا من الله والمؤمنون من نوری و فی روایة
انا من الله والمؤمنون منی اشارت بآنست و تخصیص بمؤمنین اتفاقی و بمواقعت مقام است و چون
نزول کرد بوجود کونی پیدا کرده شد بوساطت وی عقول و نفوس و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک
و کواکب و ارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان کہ نسخه جامعه حقایق کونیه است و منتظم
گشت بوی کارخانه وجود تبرتیبی کہ واقع است در کلام عرفاء و محکما و گفته اند کہ ترتیب وجودات مثل
ترتیب وجود اعداد است از واحد کہ اثنین موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثه موجود نمیشود مگر بوجود
اثنین و اربعه مگر بوجود ثلاثه و هلم جرا پس موجود نمیشود هیچ عددی مگر بعد وجود ما قبل وی در مرتبه دهم
موجود انداز واحد و واحد عدد نیست زیرا کہ هر عدد کہ ضرب کرده شود در عددی بیرون می آید عدد
ازان و اگر ضرب کرده شود جمیع اعداد در واحد بیرون نمی آید ازان چیزی در بیان قابلیت وی صلی الله
علیه وسلم کہ محمد بمجموع عالم است زیرا کہ روح وی عقل اول است و عالم همه مخلوق ازوست پس
قابلیت وی تنها بچون قوابل سائر موجودات باشد و وی مستفیض اول و مفیض ثانی است و فیض
قدس ذاتی اول بوی متوجه است و ازوی بقیه مخلوق هر فرد بقوابل ایشان پس وی کل موجودات است
و ماوراست کل شئی و هو الکل و الیه کل الکل و چنین گفته لبسته شده است

هر در بسوی خدا نگرد در محمد نیستداه و راند در درگاه حق مگر از دری وی شیخ میگوید پس گم شود در وی
و لاحق کن نفس خود را بوی بحق لحوق قطره مدبر یا و باین لحوق بحر محمدی اشارت است باین قول خضر
بگمر و قف الانبیا علی ساحله و در مکتوبی حضرت مجدد منیوسید در آخرت چون خدای عزوجل را بصفت
جمال محمد را در یابند در مکتوب سی و ششم حضرت قطب عالم شیخ ناشیخ عبد القدوس اسمعیل مصنف
الحنفی گنگوهی قدس سره است جواب مثل دیگر عزیز من اول ما خلق الله عشقی از مقام محض غیب بود
لهذا خبر عشق را سبقت نباشد پس آنجا معنی این حدیث آن باشد که اول ما ظهر الله به فی غیب الغیب
عشقه و عشق حق عشق محمد است علیه السلام که دایر ازل و ابد گرفته است و هو بکل شیء
محیط و اول ما خلق الله روحی از مقام روح اضافی است که اشارت است بقوله نفخت فیه من روحی
و اینجا خبر روح محمد را سبقت نباشد پس اینجا معنی آن باشد که اول ما ظهر وجوده فی عالم الامر روحی
و همچنین در مقام عقل و در هر مرتبه از مراتب وجود محمد را سبقت بود و از غیر خود و مگر در خلقت تن مبارک
او که اول آدم است و آخر محمد تا اول محمد باشد و آخر محمد و سر در آن این است که نقطه اول همان
آخر است هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بکل شیء علیم
اینجا علم عین وجود است وجود عین علم و دیگر بدانکه عبارت مختلف است در هر وقتی ملایم آن گفته اند
و مراد یکی است عشق همان و روح همان عقل همان چنانکه آب در مظاهر مختلف نامی دیگر یابد بر حسب آن
مظهر و حقیقت او یکی است جنید گفته کون الماء کون اناء یه انتهی و از اینجا نظیر آنحضرت صلی الله علیه وسلم
باعتبار حقیقت وی حضرت صلی الله علیه وسلم محال و ممتنع بذاته است چنانچه در مقاصد العارفین
حضرت شاه عضد الدین میفرمایند که رسول اولوالعزم اگر محیط اعظم باشد آنرا خاتم گویند و محیط کسی است
که حقیقتش محیط جمله حقایق باشد و بالاتر مرتبه او هیچ مرتبه اعلی نباشد و خاتم نبوت یکی بیش نیست و آن
خاتم وجود مقدس محمدی است صلی الله علیه وسلم انتهی و در کتابی است اول چیزی که حق تعالی آفرید نور محمد
صلی الله علیه وسلم پدید آورد چنانکه گفت انا من نور الله و المومنون منی انتهی شعر قصیده بحضرت علی کرم الله وجهه
چه زیبا است ؎ خلقت مبرا من کل عیب ؎ کانک قد خلقت کما تشاء

منها

منها

منها

محمد صادق در کلمات الصادقین مینویسد
میر سید عبد الاول مصنف فیض الباری
شرح صحیح بخاری میگوید روح سر در انبیا
صلی الله علیهم و سید البو الارواح و معدن همه زبوالا
و بنا بر همه موجودات همه لطایف اکوالدن و نصف ارواح
بایدر و روح حضرت صلی الله علیه وسلم باسا بر خلق
و لطایف و تصرف وی در ان همچو بدن
و تصرف آن روح علوی بود در نفس و بدن
و جمیع لطایف بلکه همه موجودات تحت
تصرف آن روح مقدس شاهد و انچه ارباب
کشف و شهود و بیان کرده اند که روح
روح انسانی روح قدسی است ان را
بروح پیغمبر صلی الله علیه وسلم انتهی
روح حضرت خواند بود

منها

پیدا کرد ویرا خالق پاک از هر نقصان و بود وی صلی الله علیه وسلم تحقیق پیدا شده چنانچه خواست
خدای عز وجل چنانچه در رساله در ثمین مولانا شاه ولی الله محدث دهلوی میفرمایند
از اعجاز وی صلی الله علیه وسلم حدیث اخبرنی والدی انه رای النبی صلی الله علیه وسلم
فی المنام فبایعه ولقنه النفی والاثبات علی طریقه الصوفیه فبایعنی کما بایعه
النبی صلی الله علیه وسلم ولقنی کما لقنه النبی صلی الله علیه وسلم خبر داد مرا پدر من بیشک
دید وی پیغمبر علیه الصلوة والسلام را بخواب پس مرید کرد و تعلیم نمود ویرا لا اله الا الله براه
صوفیه پس مرید کرد پدر من مرا چنانچه مرید کرد ویرا پیغمبر صلی الله علیه وسلم و تعلیم کرد مرا
چنانچه تعلیم نمود ویرا نبی صلی الله علیه وسلم ایضا حدیث اخبرنی والدی انه کان
مریضا فرای النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم بشره
بالشفاء واعطاه شعرتین من شعور لحیته فتعافی من المرض فی الحال
ولقیت الشعرتان عنده فی الیقظ فاعطانی احدهما فهی عندی خبر داد مرا
پدر من تحقیق وی بیمار بود پس دید پیغمبر خدا را صلی الله علیه وسلم در خواب پس
فرمود پیغمبر علیه الصلوة والسلام چگونست حال تو ای پسر من بعده خوش خبری
داد ویرا بشفاء مرض و بخشید ویرا دو موی از موهای ریش خود پس صحت
یافت از مرض دران حال و دیدم من آن هر دو موی نزدیک وی در بیداری
پس بخشید وی مرا یک از ان هر دو پس هست او نزد من ایضا حدیث اخبرنی
سیدی والد قال اخبرنی شیخی السیدی عبد الله القاری قال حفظت القران علی
قاری زاهد کان یسکن فی البریة فبینما نحن نتدارس القران اذ جاء قوم من
العرب یقدمهم سیدهم فاستمع قرات القاری وقال بارک الله ادیت حق
القران ثم رجع وجاء رجل آخر بذلک الزی فاخبر ان النبی صلی الله علیه وسلم
اخبرهم البارحة انه سیذهب الی البریه الفلانیه لاستماع قرءة القاری

هناک فعلمنا ان السید الذی کان یقدمهم هو النبی قال وقد رایته بعینی تاتین
والله اعلم خبر داد مرا پدر من و گفت خبر داد مرا شیخ من عبد الله القاری گفت عبد الله
یاد میکردم قران مجید را از زاهد که میماند در بادیه پس وقتی ما یان دور قران مینمودیم که
ناگاه در آمد قوم از عرب که پیش پیش میرفت سردار آن قوم پس شنید قرات ان قاری
و گفت برکت دهد خدائی تعالی که ادا کردی در قرات حق قران و باز گشت و در آمد مرد
دیگر دران لباس پس خبر داد که جناب نبی صلی الله علیه وسلم خبر دادند ایشان را در شب گذشته
که من خواهم رفت بطرف آن بادیه برای شنیدن قران قاری آنجا پس دانستیم که سردار آن
که پیش ایشان میرفت حضرت جناب رسالت مآب بود صلی الله علیه وسلم گفت عبد الله قاری
که دیدیم انجناب را باین هر دو چشم خود والله اعلم ایضا حدیث ۲۲ اخبرنی سیدی الوالد قال
کنت اصنع به طعاما صلة بالنبی صلی الله علیه وآله وصحبه وسلم فلم یفتح لی سنة من
السنین شیء اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرایته
صلی الله علیه وسلم وبین یدیه هذه الحمص متبهجا بشاشا خبر داد مرا سید والد من
گفت بودم من که پختم طعام برای فاتحه نبی صلی الله علیه وسلم هر سال پس سالی میسر نیامد
مرا چیزی از طعام پس نیافتم چیزی مگر نخود بریان پس تقسیم کردم مردمان را آن نخود پس
دیدم آن نخود را پیش انحضرت نهاده و انحضرت هشاش بشاش بودند ایضا
حدیث ۲۳ اخبرنی سیدی الوالد قال رایت علیا رضی الله عنه فی النوم فسالته عن
نسبتی القلبیة هل هی نحو ما کنتم تکسبوه صحبة النبی صلی الله علیه وسلم قال توجه الی
قلبک واستحضر نسبتک فاستحضرتها فقال هی هی خبر داد مرا سید پدر من و
گفت دیدم علی کرم الله وجهه را در خواب پس سوال کردم از نسبت قلبی خود آیا همین است
مثل آن نسبت که تحصیل کرده اید بصحبت نبی صلی الله علیه وسلم انرا فرمودند متوجه کن قلب
خود را بطرف من و حاضر آر نسبت خود را پس حاضر آوردم پس گفتند همین است همین است
گویم

گویم علم و فضل ایشان هر دو راوی پر ظاهر است و تحقیق صدق این منام و کلام در بیان
الهام درین کتاب مذکور است و صاحب تفسیر روح البیان میگوید که گفته اند معنی
خاتم النبیین آنست که رب العزت نبوت همه انبیا جمع کرد و دل مصطفی علیه السلام را
معدن آن کرد و مهر نبوت بران نهاد تا هیچ دشمن بموضع نبوت راه نیافت نه هوای
نفس و وسوسه شیطان نه خطره مذمومه انتهی شعر مثنوی مولانا روم باز گشته از دم او هر دو باب
در دو عالم دعوت او مستجاب نه بهر این خاتم شده است او که بجود نه مثل او نی بود و نی خواهد بود
شرح مولانا بحر العلوم در باب خزاین دنیا و خزاین آخرت و مقصود آنکه
فیض بعالم نمیرسد مگر بافاضت باطن او صلی الله علیه وسلم بهر این خاتم شده است او
که بجود آه یعنی آنسرور خاتم است و خاتم الرسل لقب او شده بجهت آنست که در جود
مثل او نیست و نه خواهد بود که جود آنسرور عام است بر همه کسان از عالم تا این که هیچ
کس بکمال نبوت و ولایت نمیرسد مگر از مشکوة او و روحانیت او صلی الله علیه وسلم
مفیض کمالات اولیا و انبیا است و تحقیق آنست که حقیقت آنسرور صلی الله علیه وسلم
جامع است مر جمیع حقایق را و کمال آنسرور مر جمیع کمالات را و مرتبه نبوت آنسرور
جامع است مر جمیع مراتب نبوت را و هیچ نبی نبود مگر آنکه نبوت و تشریع گرفت از روحانیت
او صلی الله علیه وسلم پس شرایع همه انبیا شرایع آنسرور بود که انبیا صلوة الله علیهم از
روحانیت آنسرور صلی الله علیه وسلم و مشکوة آنسرور گرفته رسانیدند پس او در جود نه پیدا
شده است و نه موجود خواهد شد بعد او و در جود و افاضت مثل ندارد و اطلاق صفت ختم
بر وست که نبوت را او خاتم است و جامع است و هر که گرفت هر چه گرفت از و گرفت
و چونکه نبوت او صلی الله علیه وسلم جامعیه است و تشریع نیست مگر از و صلی الله علیه وسلم پس بعد وی
تشریع نخواهد شد هرگز و نه احتمال دارد تشریع بوجه اکمل مختوم گشت و حاجت تشریع باقی
نماند پس ازین معنی ختمیت لازم آمد که بعد وی تشریع نباشد و نه دیگری مشروع پس صادق

شد لا نبي بعدي ولايح شد كه از لوازم بودن افاضت نبوت و ولايت از و انقطاع
نبوت است بعد او صلي الله عليه وسلم پس تفسير مولوي تفسير بلازم خاتميت است و نيز از بودن جود
منحصر در وصلي الله عليه وسلم لازم آمد كه هر كه باشد در زمان او و ما بعد او متبع شرع او باشد
و نيست ممكن كه بر شرع ديگر باشد انتهي ايضاً حضرت شاه عضد الدين ميفرمايند كه اسم آمر
اگر اين اسم بر سالك تجلي كند رسول گردد و آن بر خاتم انبيا ختم شد حقيقةً وليكن بمجاز از
نيابت بر مجتهدين تجلي ميكند ايضاً مولانا موصوف در شرح مذكور مينويسند شيخ اكبر قدوة
محققان رضي الله عنه فرموده كه نبوت عامه باقي است و تشريعي مجتهدان باقي است
و حديث لا نبي بعدي از ضروريات دين است كه نبوت و تشريع بآنحضرت صلي الله عليه وسلم
مختوم است و بعد او صلي الله عليه وسلم تشريع نيست مقصود شيخ اكبر از بقاي نبوت عامه
است كه يك مرتبه در ولايت است كه دران مرتبه انبائي از غيب ميرسد و تحديث بآن
كه مقام عمر رضي الله عنه بود نيز يك نوع است و انچه شيخ اكبر قدس سره در مقام امير المومنين
ابو بكر صديق رضي الله عنه بيان فرموده كه صديق وحي موحي بر رسول عليه السلام از ان
مقام مي شنيد كه رسول عليه السلام مي شنيد و اخذ ميكرد از زبان اين رسول مقبول
نيز يك نوع است ازين مرتبه و اين مرتبه را شيخ نبوت عامه نام نهاد براي
اين كه انباي غيب ميرسد و انباي در اكثر بغير احكام شرعيه باشد و گاهي بعضي
انباي احكام شرعيه نيز مي شود وليكن نه مطلقاً بلكه باحكام مقرره در شريعت محمديه
صلي الله عليه وسلم بدون زيادة و نقصان و انباي باين وجه ميشود كه شريعت مقرره
محمديه عليه السلام اين است و درين هيچ شائبه تشريع نيست بلكه معرفت تشريع
مقرر از رسول خاتم الرسل است و بمخبرين امام محمد مهدي موعود احكام شرعيه
از غيب باو معلوم شود و قول مجتهدان كه واجب العمل است باين جهت است
كه آنحضرت در تشريع اجتهاد فرمودند و حكم مستخرج باجتهاد بر مجتهد و متبع او واجب
پس ان

پس این تشریع تشریع رسول است صلی الله علیه وسلم کفت الله بلسان رسوله خود که علماء
و اثمان انبیا اند و معنی تشریع بوراثت همین است که کفته شد پس حق الیقین شد که تشریع جدید
اصلا باقی نیست و مختوم و منقطع شده انتهی و مفصل این اجمال در شرح مذکور است ایضاً حضرت
شاه عضد الدین در بیان مجردات میفرمایند که متکلمین آنرا جواهر خوانند و متحققین عالم ارواح
مجرد بر نوع بهت عقل و نفس که آنرا ملک و روح منفوخ گویند و مجموع عقول عالم جبروت است
و آنرا حقیقت محمدی در و القدس و روح اعظم و دُرِّ بیضا و قلم اعلی و عرش مجید و ام الکتاب
و لوح قضا و عقاب و ظل اول و مبداء الظهور و عقل کل گویند و عالم اجمال و جمع الجمع و
وحدت الکل در بن مقام بهت و این نزا اصلا و مطلقا با بدان تعلق و تصرف نیست
بحیثیت تدبیر و انتظام انتهی و باید دانست تعین اول و ظهور اول و تجلی اول و قابلیت اول و
عشق و رابط بین الظهور و البطون و مرتبه لا یتعین المطلق و علم مطلق و وجود مطلق و
احدیت الجمع و وحدت الحقیقه و محبت الحقیقه و مقام او ادنی و برزخ البرازخ و برزخ کبرا
و حجاب عظمت اینهمه از اسماء حقیقت محمدیست صلی الله علیه وسلم و بقول عارفی هویت
و ذات صرف و عین ذات وحده لا شریک بهت و نیز در ظهور خود وحده لا شریک است
و با نکه ظل شی و احد و احد بود ایضاً حضرت شاه عضد الدین میفرمایند که محققین میفرمایند
که حق سبحانه در اختیار اظهار قدرت بی اختیار است و دایم بترجیح ایجاد و معلومات ازلیه
مختار انتهی پس بمین اظهار حقیقت محمدیست علیه السلام لمولوی جامی نکو رقمی نوشته
گر به بندی در سر از روزن برارد نه بود دی صلی الله علیه وسلم در عفو جرایم خود عدیم المثل پس
انکه در صفات خود عدیم المثل بهت در ذات خود عدیم المثل بهت ایضاً لمولوی جامی
جمال مطلق از قید مظاهر بنور خویشتن بر خویش ظاهر پس بمین ظاهر شدن مبداء
ظهور است و ظهور اول و تجلی اول و تعین اول و عقل اول و قابلیت اول و علم مطلق و وجود
مطلق و وحدت الحقیقه و وحدت الکل که ازان بهمه حقیقت محمدی مراد دارند و ازان

جمله اسماء که بالا گذشت پس وحدت الکل وجود مطلق و علم مطلق و غیر ایم این همه اسماء
مرتبه وجوب است و شریک واجب ممتنع بذات است و عدم صرف و قابل شریک آن
مشرک قوله تعالی ان الشرک لظلم عظیم و از رابطه بین الظهور و البطون سبب میان
ظهور و البطن البواطن یعنی کنه ذات مراد دارند که او ست علیه الصلوة و السلام موجود از کنه
ذات حق و خلق موجود اند از وی صلی الله علیه و سلم و از در بیضا نور الله و از ام الکتاب اصل کتاب
و از عقل اول واسطه معرفت مراد دارند و حجاب ظلمت حجابی است که در وقت رویت صفا
آن بود و از انتفاع آن نبود زیرا که در از انتفاع ان عدم محض رای و رویت لازم آید اما که آن حجاب
باقی است مانع رویت نیست و حجاب فانی مانع رویت است پس بدانکه میواسطه برزخ کبرا هیچ
کسی را دران درگاه بار نیست مولانا حاجی محمد قاسم در قصیده حجازیه میگوید شعر تو آینه ی
کمالات کبریای کانه وه آپ دیکهتی هین اپنا جلوه دیدار نه محمد صادق در کلمات الصادقین
کلمه از کلمات شیخ حمید الدین ناگوری میفرماید قومی را گمان است که آن نقش که در آینه پدید است
نقش آینه است آینه صفا دارد و آفتاب ضیا دارد و صفا مشاکل است مر ضیا را چون
ضیا را آفتاب در صفا ر آینه پدید آمد در آنحال اگر در آینه بینی هیچ نتوان دید زیرا که
بیکدیگر مستغرق شده یکی شوند و هیچ عاقل در آنوقت بقوت عقل بصفا ر آینه و ضیا
آفتاب اشارت نتوان کرد زیرا که در حالت اتحاد هیچ چیز را مدخل نیست و حضرت قطب عالم
میفرماید که حقیقت آینه نه آهن است بلکه آن آنست که می بینی دران بعلم الیقین آنچه از پس توان است و آنجا
صورت نبود و مجاز نباشد بی مثلی و بی کیفی بود و متجلی که همان آینه و بیننده انتهی و بدانکه آینه ذات
احمدی متحمل تاب آفتاب احدیت است و دیگر آینه ها متحمل آفتاب صفات محمدی دارند صلی الله علیه وسلم
و مستفیض از فیض او اند و علی هذا القیاس قول صدیق اکبر است که من خدا را در جان محمدی می بینم
ایضا قوله ما جمال به تیری حجاب بشریت نه نجانا کون ہی تو کچھ کیسی ہی جز ستار نه
در معراج النبوت است که هیچ فهم و قیاس بتحقیق مقام آنحضرت و کنه حال وی عظیم صلی الله علیه وسلم
فانی

چنانکه هست نرسد بکس او را چنانکه او هست جز خدا نشناسد تحقیق عظیم گفته اند که آنست
که از محیط ادراک بیرون بود و احاطت بکنه آنرا احاطه نتواند و عقل بدان محیط نتواند شد
و احاطه عقل از ادراک کنه آن قاصر باشد حضرت قطب عالم میفرمایند هر که در بر ادرین عالم حادث
گفت و هر که بلند رفت یکی گفت انتهی پست همت و نا آشنا و نادان حقیقت حال عظیم وی
علیه الصلوة والسلام تصور نتواند کرد بنظیر آن بنظیر علیه السلام در ذهن و فهم خود تراشیده علم و قدرت
الهی بآن متوجه مینمایند و آنرا در معلومات و مقدورات ازلیه ثابت میکنند ایضا قوله سبحانکی
تری خلوة بین کب نبی و ملک نه خدا غیور تو او سکا حبیب او را غیار نه خلوت یعنی
خلوت عشق که حقیقت محمدیست که در انحالت جمله عقول و نفوس را گذر نه جز ظاهر و ظهور را
و همان ظهور و همان ظاهر و در ان عالم جمله معلومات و مقدورات ازلیه و امکانیه را دخل نه
زیرا که عالم اجمال و مرتبه وحدت ذات است چه خوش گفته شعر خواهم آینه بینم تو رسیدن ندهم
رشک مابین که ترا هم بتو دیدن ندهم نه شاه ابو علی قلندر شعر غیرت از چشم برم روی تو دیدن
ندهم گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم نه ایضا قوله جو دیکهی اتنی کی لونیه تری یکتائی
رهی کیسکو نه وحدت وجود کا انکار نه خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب نه خدا ہی اپکا
عاشق تم او سکی عاشق زار نه نظیر حبیب خدائی غیور تجویز نمودن بعید از غیرت است
و محبت و حیا الحیاء من الایمان فان الله خلقه بنوره و ظهر به بذاته و جمیع صفاته و وی صلی الله علیه وسلم
جمیع کمالات الهیه خلقیه است و مصدر عالم علویه و سفلیه و حقیقت الحقایق جمله موجودات ممکنات
و کاینات است و او ست موجود در هر موجود و وحدت و ظهور وی بذات در عالم کون و وراء
کون ساری است و هیچ قصوری و نقصانی در و نرفت کما کان الان چنانکه بود چنین است و
منشاء ظهور احدیت و صفات صمدیت است لولاک لما ظهرت الربوبیة و ظهور حق
در وی بالذات است و یگانه و یکتا در ذات و صفات خود است مثلیت اثنینیت را ندارد
زیرا که صورت ظهور و شهود حق است نه صورت او ست حضرت قطب عالم میفرمایند یک الله و

یعنی حقیقت محمدی صلعم

صلعم در وقتی که مکان قرب بی چگونگی علیه السلام از زمان و از مکان منزه و مقدس بود انت
کما اثنیت علی نفسک بجلوه ذات احب بظهور صفات از مکان نهایتی نه زمان نهایتی نه
و نور علی النور بی انتهی او لی بالمعنین من انتفسیر هم

یک وجود دو اله و یک وجود روا نه دو وجود و یک اله سزا نه انتهی یک ذی ظل یک ظل دو
ظل و یک ذی ظل صورت نه بندد و ارشاره معاشقه که در قول بالا گذشت در تثلیث راست نیاید
جز فساد روی ندارد و یک اله و یک وجود یعنی وجود مطلق که آن حقیقت محمدیست علیه السلام
و آنچه حضرت یحیی منیری در غلبه سکر بطرفی قدرت کامل حق سبحانه نگریست و بطرف اعلی برزخ کبرا
که بوجود قدیم و بواجب الوجود است ندید و ندانست بودن آنجناب برزخ میان حقیقت حق
و حقایق کونیه که مقام وی جامع است مر کمالات الهیه و خلقیه را صورةً و معناً و اوست از کنه ذات حق
و خلق موجود انداز وی و بر طرف اسفل او که وجود محدث و خلق و ممکن است و در مرتبه نزول پایان تر
فرود وی بنظر کامل دید ناچار گفت اگر خواهد در هر لحظه صد هزار چون وی علیه السلام بافریند
کما مر علی بایزید رحمه الله که گفت لوای ارفع من لوای محمد علیه السلام تصریحش در ذکر حضرت مجدد
درین کتاب مذکور است و قول حضرت مجدد است که خدا را جستم محمد را یافتم و محمد را جستم خدا را یافتم
و قول قاضی القضات همدانی است آنچه نزد خلق خدا است نزد ما محمد است و آنچه نزد ما محمد است
نزد خلق خدا است پس شریک وی علیه السلام در مرتبه وجوب محالی است که آن منافی الوهیت است و
باید دانست چنانچه خورشید خطی و عکسی نورانی بین الضیائی و الظلمت بیرون می آرد از ذات خود و خود
مظهر و منعکس در آن میگردد پس آن عکس مظهر و تجلی و برزخ و ظل اوست و خورشید در اصطلاح صوفیه
نور را گویند و ظاهر است که ضیاء نور و تجلی او یکی است و خود اوست و متجلی همان ضیاء نور و همان نور
مولوی محمد اسمعیل شهید در مثنوی سلک نور میگوید حبیب خدا سید المرسلین ؛ شفیع الوری هادی راه دین ؛
زبان اوسکی ہی ترجمان قدم ؛ ہوا باغ دین جسکی رشک ارم ؛ بظاہر ہی جو مقطع انبیا ؛ حقیقت مین
ہی مطلع انبیا ؛ سو اول ہی ہی ہر طرح اوسکا نور ؛ بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور ؛ جو اوسمین تامل ذرا کیجی ؛
ایہی نکتہ باریک پالیجی ؛ کہ جب سب سی وہ اکمل انسان ہوا ؛ تو بیشک وہ تصویر رحمان ہوا ؛ سو دستور ہی ناظمون
کا تمام ؛ کہ آخر کو ہوتا ہی ناظم کا نام ؛ سو تہا انبیا کا قصیدہ عجیب ؛ ہو ختم اوسکا بہ نہج غریب ؛
تخلص کا موقع تہا یار و جہان ؛ سو تصویر ناظم کی ہوی وہان عیان ؛ انکہونسی ہر چند وہ جسم پاک ؛

بظاہر

بظاهر هوا مختفی زیر خاک ٭ ولی نور او سکا هی قایم مقام ٭ که هر پاک دل مین هی او سکا مقام ٭

باید دانست تصویر مثل ذی تصویر بود رباعی ای ختم رسل کعبه مقصود توئی ٭ واز هر چه بصورت است

موجودی ٭ اسرار ازل جمله ز تو ظاهر شد ٭ آن راز که در پرده نهان بود توئی ٭ غزل چو یار آمد ز خلوت خانه بیرون ٭

همون نقش درون بیرون بر آمد ٭ بمعنی هیچ دیگرگون نگردید ٭ بصورت گرچه دیگرگون بر آمد ٭ شعر حقاق

که چنین بود که می آمد و میرفت هر فرقه که دیدی ٭ تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد وارای جهان شد ٭

شعر بر صورت خویش گشته عاشق ٭ بر غیر نهاده صد بهانه ٭ احمد مرسل دین بود آدم بین الماء و طین بود ٭

آنچه که بود وجود همین بود صلی الله علیه وسلم ٭ دیگر اشعار هندی حضرت حاجی امداد الله سلمه الله گرچه آخر هی ثمر اول شجر ٭

کب شجر هوتا نهوتا گر ثمر ٭ جب ثمر سی یه شجر ظاهر هوا ٭ پس ثمر هی اول اور آخر هوا ٭ محمد کی طاعت کر اتون پهر

که تا وصل سی حق کی هو بهره ور ٭ محبت محمد کی رکهه جان مین ٭ محمد محمد کهه بران مین ٭ محمد کی الفت سی اور جاه سی ٭

ملی کا تو امداد الله سی ٭ این اشعار هندی که گفته شد در جواب آن مسترشدان و توابعان ایشانست که

منحرف ازین قول ایشان گردیده قایل آنرا مشرک و کافر و بدعتی گویند و لهذا متفق علیه قوم اند و غیر آنها

گفت و گوئی ندارد و گفته اند که وحدت یک نقطه بیش نیست و تخم است و احدیت شجر است در تخم در آید شجر

و تخم از درخت بر آمد و در خیالات عشاق است علم آنرا العلم نقطة گویند این علم تعلق بجد و جهد ندارد و شرکت

نپذیرد وحده لا شریک له بران گواه است و این علم مواهب الهیه است اما در نقطه علم قدیم مراد از ان میم حقیقت محمدیست

طرفه گنجیده است ذات بیحدود احدیت محدود ساخت و گرد بر گرد آن نقطه لطف خود همچو حلقه میم انداخت لا یسعنی

فی الارض ولا فی السماء ولکن یسعنی فی قلوب الاولیاء و نقطه میم که نشان بی نشانست بمثال جان در کمالات

نهانی داشت چون خواست که خود را بدیده عیانی بیند ناگاه بنظر محبت در مرات میم حقیقت محمدی التفات انداخت

نشان بی نشانی خود دران نقطه نهان یافت و از فروغ رخش هژده هزار علم را عیان ساخت چون نهایت

آن نقطه بی نهایت دید قل رب زدنی علما از ان کنایت آمد پس درخت احدیت را این نقطه تخم آمده بود ناگاه

درخت در تخم تمام توان گفت پس شک نیست که از شجر ذات میوه رفیع وجود محمد آمد صلی الله علیه وسلم ٭ حق بین باش

دیده احول کهی مشو ٭ احمد احد یکی است تو از گوش جان شنو ٭ هیهات هیهات از انگاه که از بحر احدیت آفتاب وحدت

بر آسمان احدیت طلوع شده و ظلمات کفر بروشنی شعاعش محو مطلق گشت و سیرش تا بحد
غروب و طیرش تا بمقام نهایت و هر چند که میرود بجز خدا خود را هیچ نمی یابد باز بر تخت حیرت طلوع میکند هر دم
بسوی قبله حقیقی رجوع میکند اما از غایت غیرت و رشک هر دم تپانست یعنی شعاع رخش که در آئینه های ظهور ظاهر
گشته و حسب آئینه شهود مختلف در نمودار آمده ازین جهت در عین حضور ناله هجر بر آورده که یا لیت رب
محمد لم یخلق محمدا ناگاه از مقام هویت ندای لطیف لطیف در رسید که لا اله الا هو الرحمن الرحیم یعنی نیست
چیزی غیر من و نیستم من مگر توئی و هستی تو پس مراد از رحمن ظهور ذات حضرت صلی الله علیه وسلم و مراد از رحیم کنایت
بنور اوست که بصحرائی ظهورات ظاهر است یعنی اصل توئی که هر جا هست فرع تست بیت هر چه بینی هر چه دانی
آن توئی خویش را بشناس صد چندان توئی و بانکه صحو و سکر هر دو صفت عشق است و ممات و حیات هم نتیجه این
هر دو صفت محمد است صلی الله علیه وسلم و سکر صفت محض ذات یعنی هر بار که محمد خود را خواست خدا را یافت
و دریافت خدائی نهان یافت محمد است و نایافت محمد ممات جمیع موجودات است و هر بار که خدائی خود را
جست محمد را یافت و یافت محمد شهود ذات و ظهور کائنات است انتهی و باید دانست بعضی جهال بی ادب
ناحق شناس مراتب نزول وی علیه الصلوة والسلام بر احوال خود حمل نمایند چنانچه در زبدة المقامات است
اما معامله تکمیل و ارشاد بر عکس ظهور خوارق است زیرا که در مقام ارشاد هر چند نازل تر کامل تر که ارشاد
حصول مناسبت از آن مرشد و مسترشد در کار است که منوط بر نزول است و بدانند که اغلب آنست که
هر چند از همه بالاتر رفت از همه پایان تر فرود آمد حضرت پیغمبر خاتمیت علیه از همه بالاتر رفت و در وقت نزول
از همه پایان تر فرود آمد ازینجاست دعوت او اتم گشت و بکافه انام مرسل شد چه بواسطه نهایت نزول
مناسبت بهمه پیدا کرده و راه افاده تمام تر گشته و بسا است که از متوسطان این راه آنقدر افاده
طالبان بوقوع آمده که از منتهیان غیر مرجوع میسر نشود زیرا که متوسطان بیشتر مناسبت دارند بمبتدیان
از منتهیان غیر مرجوع اگر منتهی بود مرید از وی بهره کمتر یافتی یعنی منتهی غیر مرجوع نه منتهی مطلقا که عدم
افاده تام در حق او غیر واقع است زیرا که محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم منتهی تر بود از همه عالم و حال آنکه افاده او
از همه زیاده تر بود پس مدار زیاده تی افاده و کمتر آن بر رجوع و هبوط آمد نه بر انتها و عدم انتها...

اینجا

اینجا دقیقه ایست همچنانکه در حصول نفس ولایت مر ولی را علم بولایت خود شرط نیست

همچنانکه مشهور است علم بوجود خوارق خود هم شرط نیست بلکه بسا است که مردم از وی خوارق نقل کنند

و او را از آن خوارق اصلا اطلاع نه از اولیاء که صاحب علم و کشف اند جایز است که بر بعضی از خوارق خود

اطلاع پیدا نکنند بلکه صور مشار الیه ایشان را در امکنه متعدد ظاهر سازند و مسافات بعیده و کارهای

عجیبه و غریبه از آن صور بظهور آرند که صاحب آن را از آن ها اصلا اطلاع نیست مصرع از ما شما بهانه بر ساخته اند

انتهی و از اینجاست که نظر حضرت یحیی منیری بر مرتبه نزول وی علیه الصلوة والسلام افتاده بود آنچه گفت که بالا

گذشت و از اینجاست ذل آنجناب از ذل سالکان راه عشق ذل تر باشد یعنی عجز و فروتنی چنانچه حضرت

قطب عالم میفرمایند که بمعامله گشت و بمشاهده مفهوم پیوست آنکه بنده که خود را می یابد ذلیل نه جلیل

که جلیل خدا است و بنده ذلیل ذلیل آن بود که بجمیع وجوه و بکلیت خود محتاج جلیل بود و همان جلیل

بود و جز اسمی نه ذلیل بود و سرور ذلیلان در معرفت جلیل سرور انبیاء است در فکر وقتی از فکر رفتم

مشاهده کردم ذل حضرت رسالت علیه السلام بحضرت خداوند تعالی که او راست دانستم که امین است و

ما ینطق عن الهوی سبحان الله در آنحالت که این معامله بود چه اسرار الهی در ظهور بود من لم یذر انتهی کلامه الشریف

یعنی هر که نچشید نیافت بعضی جاهل زماننا کلام عارف نفهمیده و ذل عاشقان ندانسته ذل آنجناب را علیه السلام

با ذل از ذل مخلوق و کمینه ترین مشرک که ذلت نجاست ظاهری و باطنی دارد نسبت میدهند نعوذ بالله منها

و خود وی حضرت تفسیر ذلیل بلفظ محتاج کرده اند و بر ظاهر که در نمود بی بود خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم

احتیاج بوجود قدیم و بطرف بود بی نمود حقیقی میدارند و از کمال نیاز عمر گران مایه خود را در رضا و تسلیم صرف

کردند و من کل الوجوه بود خود را در بود حق نیست و نابود نمودند شعر در بحر فنا چو غوطه خوردند جز حق همه را وداع کردند

مثنوی رومی چیست تعظیم خدا افراشتن خویشتن را خوار خاکی داشتن چیست توحید خدا آموختن

خویشتن را پیش واحد سوختن ایضا من بدان افراشتم چرخ سنی تا بلندی عشق را فهمی کنی خاک را

من خوار کردم یکسری تا ز ذل عاشقان بوئی بری خاک را دادیم سبزی و تری تا ز تبدیل فقیر آگه

شوی ایضا رفت موسی بر طریق نیستی گفت فرعونش بگو تو کیستی یعنی رفت پیش او مناسبت پیدا

کرده باو گفت من عقلم رسول ذو الجلال حجت الله ام امان از هر ضلال این کلام عروج است که
ایضا گفت موسی نسبتم از خاک دانش نام اصلم کمترین بنده کان این سخن در مرتبه
نزول است و در خیالات عشاق است باید دانست آری عاشق مثل مستسقی است
هر چند که می نوشد می جوشد سیرابی ممکن ندارد و از غایت تشنگی محبت دریا را بقطره
نمی شمارد لاجرم در عین وصل فراق می پندارد و الا نه عاشق را از معشوق طرفة
العین جدائی نیست و مراد از فراق اضطرابی عاشق است یعنی از بی نهایتی حسنش
هر دم مضطر میباشد و ناله یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا از دوری نبود بلکه محض قرب بود
زیرا که هر چند نزدیک تر حیران تر آنکه چون در رشته احدیت کره میم حقیقت محمدی که
وحدت است یکایک بیفتاد و از برای حل آن هر چند که قصد کرد بهیچ نوع نگشاد
و لاچار بهزار ناله و آه زبان عجز بگشاد که یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا آری
جز درد دردی دیگر نداشت که خود را در میان می یافت و مراد همین کره دل است
و مراد از دل آینه ذات است حق سبحانه تعالی چون در آینه نظر میکند خود را می بیند چنانچه
هست و خود را می یابد چنانچه بود این گرهی است که کس نگشود و کس نگشاید و هرگز گشاده
نگردد وقتی که گشاده گردد و الله الملک الواحد القهار گردد یعنی قیامت قایم گردد
و شرح این بقلم راست نیاید فهم من فهم و این گرهی است که در کنه این هیچ ادراک
مدرک نشد و هر سوزی و سازی و ذوقی که باشد برین است انتهی گویم برین است
ذل عاشقان عجز و انکساری و محتاجی و آنچه حضرت قطب عالم فرموده اند که مشاهده کردم
ذل حضرت رسالت مآب را مشاهده وی حضرت هم درین مرتبه بود که گفته شد والله اعلم
و این هر دو مسئله امکان کذب بذات حق و امکان نظیر حبیب حق معقولی است و منقولی نیست و تشریحش بظاهر
از دلیل قطعی و کتاب و سنت منقول نیست لمولانا رومی علم معقول است علم اشقیا نه علم منقول است
علم انبیا نه و باید دانست در آیه رب العالمین و رحمت للعالمین الف و لام استغراق است و عالم
در مدارج النبوت است

بدانکہ اول مخلوقات و واسطۂ صدور کائنات و واسطۂ خلق عالم و آدم نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ
در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اوّل ما خلق اللہ نوری و سایر مکونات علوی و سفلی ازان نور و ازان جوہر
پاک پیدا شدہ از ارواح و عرش و قلم و انس و جن و سایر مخلوقات و در کیفیت صدور این کثرت
ازان وحدت و بروز و ظہور مخلوقات ازان جوہر عبارات و تعبیرات غریب آوردہ اند و حدیث
اوّل ما خلق اللہ العقل نزد محققین و محدثین بصحت نرسیدہ و حدیث اوّل ما خلق اللہ القلم نیز گفتہ اند کہ مراد
بعد العرش و الماء است کہ واقع شدہ است و کان عرشہ علی الماء و در بعضی احادیث تصریح بدان
واقع شدہ است و آمدہ است کہ خلق ماء پیشتر از عرش است و آمدہ است کہ چون خلق کردہ شد
قلم گفت بوی پروردگار تعالی بنویس گفت قلم چہ نویسم گفت بنویس ما کان و ما یکون الی الابد
پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم کائنی بودہ است و گفتہ اند کہ آن عرش و کرسی و ارواح و غیرہ است
و خلق نور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ازان سابق است و بریں وجہ تواند کہ مراد از ما کان صفات و احوال
آن بودہ باشد کہ اول دران عالم ثابت است و از ما یکون من انچہ در آخر ظاہر گردد در دنیا و نبوت آنحضرت
ثابت بود دران عالم و در فضل آنحضرت آمدہ است حدیث سلمان کہ جبرئیل فرود آمد نزد آنحضرت و فرمود
یا محمد پروردگار تو میگوید کہ اگر من ابراہیم را خلیل گرفتم ترا حبیب گرفتم و پیدا نکردم ہیچ آفریدہ را گرامی تر
بر خود از تو پیدا نکردم دنیا و اہل دنیا را مگر برای آنکہ بشناسانم ایشانرا کرامت تو و منزلت و مرتبت
تو نزد من و اگر تو نمی بودی پیدا نمیکردم دنیا را پس نہادہ شد نور محمدی در پیشانی آدم و در روایتی در شانہ
وی و میدرخشید از جبین وی پس ازان سرایت کرد در تمام اعضا و تعلیم کرد حق تعالی بہ برکت
این نور آدم را اسمای جمیع مخلوقات و امر کرد ملایکہ را بسجود وی و چون آدم با حوا در بہشت درآمدند
پس تزویج کرد حضرت عزت آدم را با حوا و خطبہ خواند بہ کلام اللہ مس خود
خود بدانکہ عادت الہی بران جاری بود کہ حضرت حوا در ہر ولادت پسر و دختر توام میزایید الا شیث تنہا بوجود
آمد تا نور نبوی مشترک نباشد و چون آدم وفات یافت شیث را وصیت کرد کہ تہ این نور ظاہر در نسل
طاہرات و شیث نیز وصیت کرد بپسر خود را کہ انوش نام داشت مابین و ہمیشہ جاری بود این وصیت و نقل

کرده می شد این نور از قرنی بقرنی تا رسانید حق تعالی این نور را به عبد المطلب و ولد وی عبد الله و پاک گردانید
و تعالی این نسب شریف را از سفاح جاهلیت بدانکه استقرار نطفهٔ زکیهٔ محمدیه در صدف رحم آمنه در ایام
حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعه بود و ازین جهت امام احمد حنبل رحمة الله علیه لیلة الجمعه را
فاضلتر از لیلة القدر داشته و در اخبار آمده که درین شب در ملک و ملکوت ندا در دادند که عالم را بانوار
قدس منور سازند و در جمیع طبقات سموات و بقاع ارض بشارت دادند که نور محمدی امشب در رحم آمنه
قرار یافت و آنحضرت نه ماه تمام نه بیش نه کم در شکم مادر بودند بدانکه جمهور اهل سیر و تواریخ بر آنند که تولد آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در عام الفیل بود بعد از چهل روز یا پنجاه و پنج روز و این قول اصح اقوال است و مشهور آنست
که در دوازدهم ربیع الاول بود و چون سال مبارک آنحضرت بچهل رسید آفتاب نبوت از مطلع عنایت طلوع نمود
و چون وقت ظهور نبوت نزدیک رسید محبوب گردانیده شد بسوی وی صلی الله علیه وسلم خلوت و گوشه
گیری از خلق پس بخلوت می نشست که در کوه حرا که آنرا جبل نور گویند و از آنجا دیده بجمال کعبه روشن میکرد
و عبادت میکرد و متوجه بجانب عزت و مستغرق می نشست و اختلاف کرده اند در آنکه عبادت وی
در آن خلوت بفکر بود یا بذکر مختار آنست که بذکر بود قلبی و لسانی و عمل میکرد بشریعت ابراهیم علیه السلام
یا هر چه ثابت میشد نزد وی یعنی از شرایع انبیا یا باستحسان عقل و می برد با خود از خانه توشه را و چون تمام
میشد فرود می آمد از جبل و بر میداشت توشه چند روز و مشغول میشد و در روایتی هر سال یکبار از مکه بیرون
آمدی و یک ماه در غار حرا بخلوت نشستی و چون ایام وحی نزدیک رسید التزام وی اکثار کرد در خلوت و
عبادت تا ناگهان در آمد بروی حق و وارد گشت وحی و نازل شد قرآن مجید و در کتاب کاشف الاستار
سید شاه حمزه مارهروی است که اهل بیت و صحابه متفق اند که در غار حرا همین دو شغل یکی مسمی باورد و دیگر
مسمی بسلطان الاذکار مشغولی آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم لهذا بشغل حرائیه هر دو شغل موسوم شده اند
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جعلت اصبعیک فی اذنیک سمعت غریر الکوثر رواه الدارقطنی من جامع الصغیر
جلال الدین السیوطی انتهی و در رشحات است که خواجه عبد الله احرار از کوثر شهود احدیت و کثرت مراد داشته اند
انتهی و در کشکول شیخ عبد الکریم عرف اخوند فقیر قدس سره از رسالهٔ مولانا شاه میر می آرند که در کتب مسطور

که پیغمبر را دین شغل وحی آمده است و این اشاره صریح است بسلطان الاذکار انتهی بدانکه این شغل غیر حبس نفس است
اما هر دو سر اخ گوش را از اگفتن بند کنند و این مراقبه را شغل صدا و مراقبه وحی ذات نیز گویند و صدای آنرا صوت
سرمدی و آواز وحی می نامند و شغل اورد و بر و با حبس نفس است و تحقیق آن از سفینه صوفیان و تعلیمش از سینه
دروایشان باید جست این مختصر گنجایش آن ندارد و هم در کتاب مذکور بالا است که حبس نفس خواجه خضر علیه السلام
مرشیخ عبد الخالق غجدوانی را ارشاد کرده اند و در قول الجمیل است قالوا لحبس النفس خاصیة عجیبة فی تسخین البلغم
و جمع الصفراء و تجفیف العشق و قطع اماده النفس تتدرج فی النفس لئلا یثقل علیها و المراد بالحبس غیر التفریط
غیبة و بین ما یامر به الجوکیة کوک باین و مصنف قدس سره فرماید رباعی جاشاکر اکابر بوده جوگی آزنده
اثبات مقامات ریاضیه کنند ٭ حبس نفس و حضر نفس دارد فرق ٭ حبس نفس است انچه نشانش دهند
دهم و معراج است که خیال نکنند که ظهور نبوت در وحی اثر مجاهده و ریاضت و عبادت بود زیرا که نبوت محض موهبت
و عنایت است و کسب و عمل را در ان مدخلی نیست شعر تبارک الله ما وحی بمکتسب ٭ ولا بی علی
غیب بمتهم ٭ نعم ولایت نسبتی و معنی است که کسب و ریاضت را در ان مدخل و تاثیری هست که بوسی شعشعه
بعضی عوالم و مشاهده بعضی روحانیات و الهام بعضی معانی حاصل گردد اما نبوت قرب خاص نسبتی
مخصوص است که وحی آسمانی که حاصل آن روح القدس است و او را جبرئیل امین گویند بمحض اصطفا و اجتباء
الهی حاصل میگردد و چون آمد او را فرشته بو می گفت مژده باد ترا ای محمد که من جبرئیل ام خدا مرا بسوی تو فرستاده
و تو رسول خدائی بر همه امت بمن و انچ دعوت کن بقبول لا اله الا الله و گفت بخوان یا محمد آنحضرت فرمود
من خواننده نیستم و خواندن ندانم یعنی امیم که نخواند و نوشتن نیاموخته ام پس در برگرفت جبرئیل مرا و بفشرد مرا
چندانکه طاقت من یاوری بود و لفظ حدیث تحمل هر دو معنی است و ظاهر در معنی اول است و همین تصریح کرده اند
شراح پس بگذاشت جبرئیل آنحضرت را بخوان گفت من خواننده نیم باز در برگرفت
و بفشرد و بگذاشت و گفت بخوان گفتم من خواننده نیم سه دیگر بار بگرفت مرا و بفشرد و گفت
اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاکرم الذی
علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم و در روایتی آمده که فرمود جبرئیل عم یا محمد استعاذه کن از شر شیطان فرمود

آنحضرت اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ و گفت بگو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پستر گفت اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الَّذِیْ خَلَقَ الخ یعنی تو بحول و قوت خود منگر بتائید و تقویت ما که پروردگار و معلم تو ایم ببین و این
در برگرفتن و بیفشردن تصرفی بود از جبرئیل علیه السلام در وجود شریف آنحضرت با دخال انوار ملکوت
تا منتهی بقبول وحی خالی از شغل بما سوای آن گردد راقم گوید صوفیه رحمهم الله تا حال آن سنت جاری میدارند
که القای همت باطن در سینه مرید مینمایند وای بر منکران این سنت و نیز اشارت است بثقل این
قول که القا کرده میشود بروی چنانکه آمده است اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا
و اشارت است بآنکه از قبیل تخیل و وسواس نیست چه تخیل و وسواس را تاثیر و تصرف در جسم نمیباشد
و تکرار از برای تاکید و تقریر و مبالغه است کذا قیل و درینجا سخن است در قول آنحضرت که فرمود مَا اَنَا
بِقَارِئٍ که خواندن امی کلامی را بتعلیم و تلقین غیر چه بعد دارد با وجود آن فصاحت و بلاغت که حضرت
داشت و امیت که منافات دارد بکتابت و خواندن از روی مکتوب دارد این مگر از دهشت و هیبت آن مقام
بوده باشد اما شراح حدیث حمل بر امیت کرده اند و در روایتی آمده است که چون جبرئیل گفت اِقْرَأْ
یا محمد آن سرور فرمود چه خوانم که هرگز نخوانده ام پس جبرئیل نامه از حریر بهشت که بدر و یاقوت منسوج
بود بیرون آورد و گفت بخوان فرمود من خواننده نیستم و درین نامه خود چیزی نوشته نمی بینم پس
جبرئیل او را بخود ضم کرد و بیفشرد الی آخر و این معنی مناسب است با میت بعد از آن جبرئیل پای بر زمین زد
و چشمه آب پیدا آمد پس وضو ساخت و باین فعل آنحضرت را تعلیم وضو کرد پس آنحضرت نیز وضو کرد
پس جبرئیل پیش رفت و دو رکعت نماز بگذارد و آنحضرت بوی مقتدی شد و گویند از ینجا است که الآن
آن سنت در میان مشایخ جاریست که مرید را بوقت تلقین وضو کردن و دو رکعت نماز خواندن فرمایند پستر
عروج کرد جبرئیل و رجوع کرد آنحضرت بمکه در حالی که نمیگذرد بحجر و مدر و شجر مگر آنکه میگوید السلام علیک یا رسول الله
پس آنحضرت بازگشت و حال آنکه می لرزید قلب شریف وی و بر خدیجه در آمد و گفت زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ پس پوشانیدند
او را انداختند بر بدن مبارک او گلیم و ریختند بروی آب سرد تا رفت از وی ترس و بحال خود آمد و فرمود
بخدیجه حال خود را که ترسیدم من بر نفس خود تا در بلیه نیفتم و گفت خدیجه اندوه مخور شاد باش که خدای تعالی

ترا در بلیه نیفکند و بدرستی که تو صله رحم بجا می آری و بار عیال میکشی و مهمانداری میکنی و جای میدهی یتیم را
و کسب میکنی و خوب روئی و خوش خلقی و نیک خوئی میکنی با خلق پس تسلی داد خدیجه رضی الله عنها آنحضرت را پس برد
خدیجه آنحضرت را به بسوی ورقه بن نوفل پس گفت خدیجه ای ابن عم من بشنو از برادرزاده خود که چه میگوید که این ورقه
هم سن عبد الله بود والد شریف آنحضرت پس گفت ورقه چه بینی یا محمد پس فرمود آنحضرت آنچه میدید پس گفت
ورقه این ناموس است که بر موسی نازل می شد بشارت باد ترا ای محمد که رسول خدائی گواهی میدهم که تو آن پیغمبری
که عیسی بشارت داد که رسولی بعد از من مبعوث خواهد شد که نام او احمد است و زود باشد که مامور شوی
بجهاد و قتال با کفار گفت ورقه اگر یافتم من روز تو یاری دهم ترا یاری دادنی قوی پس دیر نشد که ورقه وفات
یافت و در روضة الاحباب حدیثی آورده که دیدم قس را در جنت که بروی جامهای سبز است زیرا که وی ایمان
آورد بمن مراد بقیس ورقه است و قس و قیس دانشمند نصاری و رئیس ایشان را گویند در دین و علم و قصه
بردن خدیجه آنحضرت را نزد ورقه و پرسیدن کیفیت حال اشارت است که مشاورت و استفسار در وقت
حیرت و اشتباه از علما و اهل بصائر لازم است تا راه بمقصود نمایند و از اینجا تمسک صوفیه و طالبان و سالکان
طریق است در عرض معاملات و وقایع خود بمشایخ تا کشف کنند حقیقة حال را چنانچه متعارف و معهود است میان
این قوم کذا ذکر بعض علماء الصوفیه و آمده است که آنحضرت بعد از دخول حرا پیش از آن آوازها می شنید که از
هر جانب می آمد یا محمد و یا رسول الله و هیچکس را نمی دید و هفت سال روشنائی میدید و با آن شاد میبود خواه مراد روشنائی
محسوس باشد یا نور علم و یقین و از هر سنگ و گیاه سلام میشنید بدانکه علما وحی را مراتب عدیده ذکر کرده اند اول رؤیا
صالحه عن عائشة رضی الله عنها که اول ما بدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم الرؤیا الصالحة ایضا و کان لا یری
رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثانی آنچنان بود که القا میکرد آنرا جبرئیل در قلب شریف وی علیه السلام بی آنکه ببیند
آنحضرت او را چنانچه فرمود که روح القدس دمید در دل من ثالث آنکه تمثل میکرد جبرئیل آنحضرت را بصورت مردی رابع
آواز می آمد مثل صلصلة الجرس یعنی آواز درائی که مفهوم نمیشود از آن کلمات و معانی مر غیر آنحضرت را خامس آن
چنان بود که می دید گاهی فرشته را بر صورت اصلی او سادس آنچه وحی کرد الله تعالی بروی در حال که فوق سموات بود
و وحی کرده شد بروی صلوات خمس و جز آن سابع کلام کرد حضرت رب العزة جل جلاله بی وساطت ملک چنانکه

تکلم کرد موسی را علیه السلام ثامن کلام کرد حق سبحانه با وی آشکارا بی حجاب و ظاهر آنست که وحی فوق سموات ازین
قبیل است و صاحب مواهب گفته که مذهب کسی است که گوید آنحضرت حق تعالی را در شب معراج والله اعلم این مسئله اختلافی است
و گاهی دید آنحضرت پروردگار خود را بمنام و تکلم کرد با وی چنانکه آمده است که دید حق تعالی را در احسن صورت پس نهاد
هر دو دست خود را بر هر دو کتف من یافتم برد انامل او را در سینه و پرسید از من فیم یختصم الملأ الاعلی الحدیث بطوله
و ایضاً و ثقل مطلق وحی نیز آمده که چون نزول میکرد بروی وحی کرب میکشید بجهت آن و تغیر میافت رنگ روی
تابان او مانند رنگ خاکستر و فرو می افتاد سر مبارک وی و اصحاب را نیز سرهای نگون می افتاد و چون گشاده می شد
بر میداشت سر را و محققان گفته اند که افاضه را مناسبت شرط است پس گاهی ملکیت جبرئیل بر آنحضرت غلبه میکرد و او را از خود
میربود و بعالم خود میبرد و گاهی بشریت آنحضرت بر جبرئیل غالب می آمد و او را بصورت بشر میساخت و این در صورت
وعده بشارت می بود و اول در صورت وعید نذارت در مکتوب ۱۲۱ شیخ ما حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی است
که مصطفی صلی الله علیه وسلم ابتداء حال در غار حرا میرفت و مشغول می گشت تا جبرئیل علیه السلام می آمد و او را
می شپلید و میگذاشت تا پخته روزگار و صاحب وحی گشت تا می آرند که بعضی اوقات مصطفی صلی الله علیه وسلم
در وقت نزول وحی بیخود می افتاد و ایضاً در مکتوب ۱۲۴ است با آنکه سرور انبیا را از همه تحقیق بلند است و دست بلند
او را به ذروه و هو بالافق الاعلی کمند است در حال تمکین سه حال داشت و برین نوال این سه کمال داشت
یکی را بر دیگر قوة می نهاد هر چند در نوال هر یکی قطع و کمال میکشاد و آن سه حال اول وحی جلی است و متلو و آن را
قرآن و کلام سبحان گفت هیچ قوت بقوت وی نبرد دوم حال وحی خفی غیر متلو است و آن را کلام قدسی حکایت
عن الله تعالی گفت هر چند از خود هیچ نگفت در قوت دون وحی جلی سفت و سوم حال حدیث است و آن کلام
اوست و هیچ نسبت نه در کلام اوست همیشه با حق تعالی انتظام اوست و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی مقام
اوست سبحان الله این چه کمال است و این چه جمال عطار میفرماید ؎ مصطفی را حق بدان و حق ببین ؎
مصطفی بد نور رب العالمین ؎ مردان تحقیق بحق رسانند و حق دانند منها

ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه

ولادت وی بعد از دو سال و چهار ماه واقعه فیل بود و عمر شصت و پنج یا سه سال و ایام
خلافت دو سال و شش ماه و بقولی چهار یا دو ماه و بیست و پنج روز بود و در مدارج النبوت اختلاف کرده اند که اول کسی که ایمان

آورد برسول خدا و تصدیق کرد او را کیست جمهور بر آنند اول من آمن علی الاطلاق ام المؤمنین خدیجه است که چون آمد آنحضرت صلی الله
علیه وسلم از حرا و خبر داد او را از نزول وحی ایمان آورد و تصدیق کرد و استدلال کرد بر صدق وی و اتباع نمود و بعد از وی اول و اسبق
ابوبکر صدیق است و برین است ابن عباس و حسان بن ثابت و اسماء بنت ابی بکر و نخعی و غیرهم از تابعین و
جماعه از صحابه و تابعین و غیر ایشان از علماء ایضا و در قصه حدیبیه نقل است از عمر رضی الله عنه که رفتم نزد رسول و گفتم
یا رسول الله نه تو ما را وعده کردی که زود باشد که بمکه رویم و طواف کعبه بجا آریم فرمود آری کردم ولیکن نگفتم که امسال
ای عمر غم مخور که بزیارت کعبه خواهی رسید و طواف خواهی کرد گفت عمر پس همچنان حزین و اندوهگین از پیش آنحضرت
برخاستم و بنزد ابوبکر صدیق رفتم همان حکایت که بعرض حضرت رسانیده بودم باو نیز گفتم و همان جواب که آنحضرت
گفته بود از ابوبکر نیز شنیدم و این حکایت دلیل است بر کمال علم و وفور صدق و یقین صدیق اکبر و مطابقت دارد
بحدیث ما صب الله فی صدری شیئا الا وقد صببته فی صدر ابی بکر رضی الله عنه و در روایتی آنکه صدیق بعمر گفت
ای مرد برو دست در رکاب او زن و هیچ اعتراض مکن که وی فرستاده خدا است و هرچه کند بوحی کند و مصلحت در آن
باشد و خدا ناصر اوست و این قول عمر بر سبیل استکشاف و استفسار بود نه بر سبیل شک و انکار حاشا و با وجود این
می گفت وی رضی الله عنه عمری است که از وسوسه شیطان و کید نفس که در آن روز در خاطر من گذشته بود
استغفار میکنم و باعمال صالحه از صوم و صلوات و اعتاق و تصدقات توسل میجویم تا کفارت آن جرأت
من گردد و در مکتوب شیخ ما حضرت شیخ عبد القدوس رحمة الله علیه است آری در اعتقاد است که غیر صحابی
اگرچه در مرتبه رفیعه رسد صاحب ولایت و تصرف گردد بمرتبه صحابه کرام رضی الله عنهم نرسد که فضل صحبت فضل کلی است
و آن فضل جزئی و فضل جزئی با فضل کلی برابر نبود و ازینجا است که صدیق اکبر رضی الله عنه را بر جمله اولیاء عالم
فضل آمد که از ابتدا تا انتها فضل صحبت یافت و براه ما صب الله شیئا فی صدری الا وقد صببته فی صدر ابی بکر
شتافت ایضا در مکتوبی میفرماید مقرر باد نبشته بودند که گاه گاهی بنده خود را غریق صورت حضرت پیر دستگیر
می بیند ای برادر این دولت مفتاح کنوز تجلیات احدیت و انوار صمدیت است درین مقام صدیق اکبر
چنان بلند رفت که دست هیچ ولی از ابتدای عالم تا انتها گرد دامن اعلی او نگشت که صورت او بصورت
محمد صلی الله علیه وسلم در صحرای دل پدید گشت که شیء وقر فی قلبه اشارت بدان است لو کنت متخذا خلیلا

لاتخذ ابابکر خلیلا بیان آنست که وی از صورت خود در گذشته بود و بصورت سر خود خود را نموده بود با سر خود
یکی گشته بود محمد صلی الله علیه وسلم در قاب قوسین او ادنی و او بادی بیک صورت یکی معنی آمد فکفی خلته الله
لمحمد صلی الله علیه وسلم و ابوبکر هو لا هو فهو هو قال کمعنی الفناء فی الشیخ والبقاء ایضا در مکتوبی میفرمایند
که مرید عاشق جمال شیخ گردد و یک ساعت و یک لمحه حجاب از وی بر خود روا ندارد و جان جهان در زیر قدم
شیخ نثار آرد و همیشه مشتاق جمال شیخ بود و کمال سعادت مرید را ازین اشتیاق است اینجا صدیق اکبر
رضی الله عنه قدم بکمال رسانید و در غار یار غار شد و گفت من خدای تعالی را در جان محمد صلی الله
علیه وسلم دیدم سبحان الله قدر پیران مریدان چه دانند که گفته اند هر که ایشان را بشناخت خدای را یافت
و هر که خدای تعالی را یافت ایشان را شناخت صاحب مرآت الاسرار از سیر الاولیا می آرد که عمر رضی الله عنه
بعد از وفات ابوبکر رضی الله عنه زن وی را در نکاح خود آورد و از وی پرسید از مشغولیهای صدیق اکبر
او گفت من اینقدر میدانم که بیشتر شب مشغول بحق بودی و چون وقت سحر شدی نفس بر آوردی
و از سینه مبارکش بوی جگر سوخته آمدی عمر رضی الله عنه گفت من دیگر همه متابعت وی توانم کرد لیکن بوی
جگر سوخته از کجا آرم پس زنش را طلاق داد و گفت من از بهر پرسیدن احوال صدیق اکبر ترا در نکاح
آورده بودم مقصود دیگر نبود انتهی و هم حضرت قطب عالم قول جنید رحمة الله می آرند معرفت بر دو نوع
است اول معرفت تعریف یعنی از مصنوع بصانع رفتن و این عامه خلق را باشد دوم معرفت تعرف یعنی
از صانع بمصنوع دیده ور شدن اینجا صدیق اکبر خبر داد عرفت الله بالله و عرفت الاشیاء بالله ایضا
میفرمایند که تجلی حق بر هر یکی از انبیاء و اولیا در دنیا و آخرت و بر مومنان عام در آخرت بر قدر وی شود
تجلی الله للخلق عامة و لابی بکر خاصة در کشف المحجوب است امیر المومنین ابوبکر عبد الله بن ابو قحافه عثمان الصدیق
رضی الله عنه وی را کرامات مشهور است و آیات و دلایل ظاهر اندر معاملات و حقایق و اندر باب التصوف
طرفی از روزگار او گفته آمده است و مشایخ وی را مقدم از ارباب مشاهده داشته اند مر قلت روایتش
را و عمر را رضی الله عنه مقدم از ارباب مجاهده نهند مر صلابت و معاملتش را و اندر اخبار صحاح مسطور است
و اندر میان اهل علم مشهور که وی بشب نماز کردی قرآن نرم خواندی و چون عمر رضی الله عنه

نماز کردی قرآن بلند خواندی رسول صلی الله علیه وسلم از ابوبکر رضی الله عنه پرسید که چرا نرم خوانی گفت اسمع
من اناجی زانچه میدانم که از من غائب نیست و نزدیک سمع وی نرم خواندن و بلند خواندن هر دو یکیست و از
عمر رضی الله عنه پرسید گفت اوقظ الوسنان ای النائم واطرد بشیطان یعنی بیدار میکنم خفتگان را و میرانم ابلیس را
این نشان از مجاهدت داد و آن نشان از مشاهدت و مقام مجاهدت اندر جنب مقام مشاهدت
چون قطره بود اندر بحری و از آن بود که پیغمبر صلی الله علیه وسلم بدو گفت یا عمر هل انت الا حسنة من حسنات
ابی بکر پس چون عمر حسنه بود از حسنات ابوبکر که عز اسلام بدو بود نظر کن تا عالمیان چگونه باشند و از وی
می آرند که گفت دارنا فانیة واحوالنا عاریة وانفاسنا معدودة وکسلنا موجودة سرای ما گذرنده
است و احوال ما از روی عاریت و نفسهای ما بشمار و کاهلی ما ظاهر پس عمارت سرای فانی از جهل باشد
و اعتماد بر حال رعایتی از ابلهی و دل بر انفاس معدود نهادن از غفلت و کاهلی را دین خواندن از جن که آنچه
عاریتی بود باز خواهند و آنچه گذرنده بود نماند و آنچه اندر عدد آید برسد و کاهلی را خود وارد نیست و هم
از وی می آرند که گفت اندر مناجاتش اللهم ابسط لی الدنیا وزهدنی فیها نخست گفت
که دنیا بر من فراخ گردان و آنگاه مرا از آفت آن نگاه دار و اندر نخست این رمزیست یعنی نخست دنیا
بده تا شکر آن بکنم آنگاه توفیق آن ده تا از برای تو دست از آن بدارم تا هم درجه شکر و انفاق یافته
باشم و هم مقام صبر و تا اندر او مضطرب نباشم که فقر مرا اختیار باشد و زهری از وی روایت کرد که چون
او را بخلافت بیعت کردند و بر منبر شد در میان خطبه خواند والله ما کنت حریصا علی الامارة یوما ولا لیلة
قط ولا کنت فیها راغبا ولا سألتها الله قط فی سر ولا علانیة وما لی فی الامارة وحلاوتها من راحة یعنی
بخدا که من بر امارت حریص نیستم و نبودم هرگز روزی و شبی و ارادت آن بر دل گذر نکرد و مرا رغبت نبود
و از خدای تعالی نخواستم بسر و علانیه و مرا اندر آن راحت نیست پس اقتدای این طایفه بتجرید
و تمکین و حرص بر فقر و تمنی و ترک ریاست بدوست و امام اهل این طریقت ویست خاص رضی الله عنه انتهی
وفات یافت جمادی الآخر سال سیزدهم از هجرت **ذکر حضرت عمر رضی الله عنه** ولادتش
سیزدهم سال بعد از واقعه فیل بود و عمر شریف پنجاه و هشت و خلافتش ده سال و چند ماه بود و مدرج

[1] نیست تو مگر یک نیکی از نیکیهای صدیق رضی الله عنه ۱۲

[2] ای بار خدایا فراخ کن بر آل من دنیا و ترک گردان مرا از دنیا ۱۲

النبوت است چون عمر بخانهٔ خواهر و داماد رسید آواز قرأت ایشان بگوش وی رسید و ایشان سوره طه
میخواندند و آنرا در صحیفه نوشته بودند عمر گفت این صحیفه چیست بمن بدهید خواهرش گفت تو نجاست شرک
داری و این کتابی است که در وصف وی آمده است لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ پس غسل کرد و از
اول سوره طه خواند پس عمر در گریه شد و گفت چه نیکو کلامیست این کلام و خداوندی که صفت او این است
سزاوار آنست که نپرستند غیر او را اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ
آنگاه گفت پیغمبر کجاست تا نزد وی روم پس نزد آنحضرت آمد شمشیر حمایل کرده یاران از ترس در نگشودند
آنحضرت فرمود تا در را بگشایند پس سید عالم صلی الله علیه وسلم پیش آمد و هر دو بازوی عمر را بروایتی کمر او را
گرفت و بیفشرد و گفت ای عمر اگر بصلح آمده دست از تو باز دارم و اگر بجنگ آمده دمار از روزگار تو
برآرم چون عمر این سخن از حضرت شنید از هیبت بند بر بندش بلرزید و شمشیر از دستش بیفتاد و سر در پیش
افگند و گفت اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله انتهی و در کشف المحجوب است و نیز
سرهنگ اهل احسان و امام اهل تحقیق و اندر بحر محبت غریق ابو حفص عمر بن خطاب رضی الله عنه وی را کرامات
مشهور است و مخصوص بوده بفراست و صلابت و وی را لطایف است اندرین طریقت و پیغمبر صلی الله
علیه وسلم گفت اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ حق بزبان عمر سخن گوید و نیز گفت قَدْ كَانَ فِي الْاُمَمِ مُحَدَّثُونَ
فَاِنْ يَكُ فِي اُمَّتِي فَهُوَ عُمَرُ یعنی اندر امتان پیشین محدثان بودند و درین امت اگر باشد آن عمر است وی را اندرین
طریقت رموز لطیف بسیار است بیش ازین که درین کتاب جمله را احصا توان کرد اما از وی آرند که گفت
اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ جُلَسَاءِ السُّوءِ عزلت راحت بود از همنشینان بد و عزلت بر دو گونه باشد یکی اعراض از خلق
و دیگر انقطاع از ایشان و اعراض کردن از خلق گزیدن مکان خالی بود و تبرا کردن از صحبت اجناس بظاهر و آرمیدن
بخود برؤیت عبودیت و اعمال خود و خلاص جستن خود را از مخالطت مردمان و ایمن گردانیدن خلق را از بدی
خود اما انقطاع از خلق بدل بود و صفت دل را بظاهر هیچ تعلق نباشد چون کسی بدل منقطع نشود دلش
نیاساید و چون بدل منقطع بود از خلق وی را هیچ خبر نباشد از مخلوقات اگر این کس اندر میان خلق باشد از
خلق وحید بود و همتش از ایشان فرید بود و این مقام بس عالی و بعید بود و راست رو درین صفت عمر بود

که از راحت عزلت نشان داد و وی بظاهر اندر میان خلق بامامت و خلافت مشغول بود و بباطن بحق بود
بعزلت و راحت و این دلیل ظاهر است که هرگز دنیا مر دوستان حق را مصفا نگردد و احوال آن مهنا نه
چنانکه عمر گفت دار اسست علی البلوی بلا بلوی محال سرای که اساس آن بر بلا و بلوی بود محال باشد
که هرگز از بلا خالی باشد و عمر رضی الله عنه از خواص اصحاب رسول صلی الله علیه وسلم است و اندر حضرت حق تعالی بهمه
افعالش مقبول بود تا حدی که جبرئیل علیه السلام اندر ابتدای عهد اسلام عمر بیامد و رسول را گفت یا محمد قد استبشر
اهل السماء الیوم باسلام عمر پس اقتدای این طایفه بلبس مرقعه و صلابت اندرین بدو است از بهر آنکه وی اندر همه
انواع مر همه خلق را امام است و در مکتوب ۱۲۱ حضرت شیخ ما شیخ عبد القدوس است لایح باد بیت
پیر ره کبریت احمر آمده است ٭ سینه او بحر اخضر آمده است ٭ عزیز من در کار شغل باطن بودن با ملاحظه
و واسطه لیلا و نهارا تا چه پیش آید ولایت شیخ حاضر است هیچ باک نیست اذ لا ابالی عمر بن خطاب گفت
رضی الله عنه میگوید مریدان قدر پیران از اینجا دانند که سالها صحابه کرام پیش از صحبت پیغمبر علیه السلام
پیش بت در بت پرستی بودند ناگاه بی آگاه از دولت بخت صحبت ولایت نبوت حبیب الله صلی الله علیه وسلم
پدید آمد تا هر یکی شور در هر طرف بر آوردند یکی گفت والله لا اعبد ربا ما لم اره و یکی گفت عرفت ربی بربی
و یکی گفت رای قلبی ربی و یکی گفت و کنا نری الله فی ذالک المکان و یکی گفت تعالوا نؤمن بالله ساعة و یکی
گفت ما الایمان یا رسول الله و مصطفی صلی الله علیه وسلم میگوید من رانی فقد رای الحق خود شور جهانست
و بر کدام صاحب نعمت این آفتاب طلوع کند و همچنین اولیاء کسی انا الحق و کسی سبحانی گفت ایضا
در مکتوب ۸۳ است چندانکه جمال شیخ مرید صادق را آینه جمال حق بود آنگاه مرید صادق شیخ پرست بود
که اینجا گویند که مرید پیر پرست به از خدا پرست که پیر پرست در مشاهده حق بود راقم گوید تفصیل این سخن
بقول مولوی محمد اسمعیل در بیان تجلی ذاتی گذشت پس درین مقام وقتی حضرت عمر را حضرت رسول
صلی الله علیه وسلم پرسید یا عمر تو ما را از جان دوست میداری عمر صادق بود از سر صدق از مقام
خود جواب داد یا رسول الله ترا از جان دوست نمیدارم که جان از همه عزیز است رسول صلی الله علیه وسلم
فرمود یا عمر تا تو مرا از جان دوست نداری ایمان نداری که تا جان نبازی و خود را از میان نیندازی

دست تو بدامن کبریا و ایمان نرسد کہ ایمان باخود پرستی بود و بحقیقت خدا پرست ظاہر در مشاہدہ خود باخود
بود پس خود پرست بود نہ خدا پرست پس پیر پرستی کہ در حقیقت خدا پرستی است از خود پرستی بود و ازان
ایمان درستی بود کہ خدا پرستی در پیر پرستی نہی است نہ پیر پرستی خدا پرستی است عمر صادق عاشق
فایق بود در حال از خود خاست و با پیر پرستی ساخت و گفت یا رسول اللہ الغوث از جان دوست
میدارم یک جان چہ باشد صد جان فدای راہ تو آنرا کہ مرا تو دیدہ نواز نجات کہ دوم تبرک میکردند
یعنی دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیگی از اصحاب از فرط محبت فرو برد خون آنحضرت را در شکم
و نخواست کہ بر زمین بریزد در روز اُحد بگشید جراحت آنحضرت را مالک بن سنان پدر ابو سعید خدری گفتند
بیندازش خون را از دہن گفت لا واللہ ہرگز نہ ریزم خون آنحضرت را بر خاک پس غرو بر دانزا و فرمود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر عبد اللہ بن الزبیر را وقتی کہ فرو برد خون وی را آتش تو را نیارامی و در روایات
آمدہ است ام ایمن وبرکہ دوم دی بول آنحضرت را خورده بود پس خنده کرد آنحضرت و او نکرد و بغسل فرمود
و نہی نکرد از خوردن آن ام ایمن را و از ہمین است کہ چون امر کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال را کہ ندا کند
کہ ہر کہ سمع و مطیع است امر خدای را باید کہ نگذارد نماز دیگر مگر در بنو قریظہ بعضی صحابہ نماز عصر را بخوف
قضا کردند و با ہم گفتند باید کہ آنچہ ما را پیغمبر امر کردہ است بجا آریم و بعضی قضا نکردند پس آنحضرت
ہر دو طایفہ را مسلم و مقرر داشت و ہیچ کدام را زجر نکرد و ندانہی در روز بدر سواد بن غزیہ الخزرجی رضی اللہ عنہ
چند پیشتر از صف ایستادہ بود آنحضرت بچوب بر سینہ او زد و فرمود راست شو یا سواد گفت
یا رسول اللہ از ضرب چوب تو الم بمن رسید قصاص من دہ حضرت سینہ برہنہ ساخت آن سعادتمند
سر بر سینہ آن سرور نہادہ تقبیل سرفراز شد حضرت پرسید جواب داد کہ دیدن این مقام از قتل ایمن نیستم فرمود
کہ در آخر حیات مماس بدن مبارک کردہ باشم و از بنجا است در زمرہ طریق ثالث و وصول آنکہ آن
فقط رابطۃ القلب بشیخ خود است و خواجہ اویس قرنی از کمال در زمرہ این طریقہ در زمرہ مشایخ اولیا
بودند میان عاشقان رسول اللہ مخصوص گردید الحاصل در عشر محرم سال سیوم از ہجرت وفات یافت

ذکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

ایام حیات وی ہشتاد و ہشت یا دو یا نود سال بود

منہا
کہ از ہمین جا است کہ چون رسول را در عالم
عالم الظہور صورت شہود حق را در ی رضی اللہ عنہ
یطلبون حق یشہدونہ در ی رضی اللہ عنہ غالب اند
از کمال غلبہ عشق و محبت بسلک عالم النبی
وحیات دنیوی یکی از اخری ہای انجا ثبت شد و ہم
علیہ الصلوۃ والسلام منسلک شد رضی اللہ عنہ
دران غلبہ نظر وی رضی اللہ عنہ
بہمان مجازی انجا ب رسالت مآب
نیفتاد و پس در انجا انچہ وی رضی اللہ عنہ
فرمود کہ معروف است بصدیق اکبر
است کہ حاصل در انجا حاضر بود وی
بعضی گویند کہ در انجا نظر وی
بہتر آمد و جانب انصار

و مدت خلافت یازده سال و یازده ماه و هژده روز بود و در کشف المحجوب است گوهر گنج حیا و عبد اهل وفا
و متعلق بدرگاه رضا و متجلی بر طریق مصطفی صلی الله علیه وسلم عثمان بن عفان رضی الله عنه که وی را فضایل
هویدا است و عبد الله بن رباح و ابو قتاده رضی الله عنهما روایت آورده اند که روز حرب الدار ما نزد عثمان
بودیم چون بر در وی غوغا شد مجتمع شدند غلامان او و سلاح برداشتند عثمان گفت هر که سلاح
برنگیرد از مال من آزاد است و ما از ترس خود بیرون آمدیم حسن بن علی رضی الله عنهما ما را در راه پیش آمد
تا وی باز گشتیم و نزد عثمان اندر آمدیم تا بدانیم حسن بن علی کرم الله وجههما بچه کار آمده چون اندر آمد و سلام
گفت و وی را بر آن بلیت تعزیت کرد و گفت یا امیر المؤمنین من بیفرمان تو با مسلمانان شمشیر نتوانم
کشید و تو امام حقی مرا فرمان ده تا بلای این قوم را از تو دفع کنم عثمان گفت یا ابن اخی ارجع و
اجلس فی بیتک حتی یاتی الله بامره فلا حاجة لنا فی اهراق الدماء و این علامت تسلیم است اندر حال
ورود بلا اندر درجه خلت چنانکه نمرود آتش برفروخت و ابراهیم را صلوات الله علیه اندر پله منجنیق نهاد
جبرئیل آمد و گفت هل لک من حاجة گفت اما الیک فلا بتو حاجتی ندارم گفت پس از خداوند بخواه گفت
حسبی من سؤالی علمه بحالی مرا آن بس که او میداند که بمن چه میرسد و او بمن داناتر از من است و داند
که صلاح من اندر چه چیز است پس عثمان اینجا بجای خلیل بود و منجنیق بلوا و غوغا بجای آتش و حسن بجای جبرئیل اما ابراهیم را
علیه السلام اندر بلا نجات و عثمان را اندر بلا هلاک و نجات را تعلق ببلا بود و هلاک را بفنا و اندر این معنی پیش
ازین طرفی گفته ایم پس اقتدا این طایفه ببذل مال و جان و تسلیم امور اخلاص اندر عبادت بوی است
و وی بحقیقت امام حق است اندر حقیقت و شریعت و طریقت و وی اندر دوستی ظاهر است انتهی
در سال سی و پنجم از هجرت در بقیع مدفون گشتند رضی الله عنه

ذکر حضرت علی کرم الله وجهه

در مدارج النبوت است بعضی گفته اند که اول ایمان آورد علی بن ابی طالب که در کنار تربیت آنحضرت بود
چنانچه وی کرم الله وجهه گفته سبقتکم الی الاسلام طرا ٭ صبیا ما بلغت اوان حلمی ٭ عمر شریف وی در آن زمان ده ساله
بود چنانکه حکایت کرده است طبری و ابو عمرو بن عبد البر گفته است که از آن کسانی که رفته اند بآنکه علی اول
من اسلم است سلمان و ابو ذر و خباب و مقداد و جابر و ابو سعید خدری و زید بن ارقم و همین است قول ابن شهاب

وقتاده وغیرهم وگفته است شیخ ابن الصلاح که اوسع واحوط آنست که گفته شود که از رجال آحرار ابوبکر است
واز صبیان واحداث علی واز نساء خدیجه واز موالی زید بن حارثه واز عبید بلال رضی الله عنهم والله اعلم وابن
عبد البر ادعا کرده است اتفاق بر آنکه اول من اسلم علی است ولیکن خود بود پنهان داشت اسلام را از خوف
ابیطالب مولد آن عاقبت محمود در خانه کعبه بوی نمود القاب او امیر المومنین وامام المسلمین ومرتضی واسد الله
ووالی بود وکنیت وی ابو الحسن وابو التراب است شیخ عبد الحق در احوال دوازده امام رساله تصنیف
کرده است دران منقول است که علی در زمان اسلام پانزده ساله بود این قول از حسن بصری وغیره
مروی است که علی در تمام مشاهد آثار مشهور است وپیغمبر خدا در بسیاری از مواطن لوا بدست او داد وابن
مسیب گوید غیر علی کس نبود که گوید بپرسید مرا از هر علم که خواهید وابن عباس گوید علم نه قسم است از آن بعلی
دادند وترمذی در کتاب خود از سر یحه صحابی یا زید بن ارقم شعبه گر راوی این حدیث است شک دارد
که کدام از این دو صحابی از رسول الله علیه السلام روایت کرده که آنحضرت فرمود من کنت مولاه
فعلی مولاه وترمذی گفته که این حدیث حسن است وشک در خصوص صحابی که کدام یکی است قدح در
صحت حدیث ندارد زیرا که صحابه پیغمبر همه عدل اند از کدام که روایت کنند صحیح است واز رسول الله
صلی الله علیه وسلم آمده فرموده است انا من علی وعلی منی ولا یؤدی عنی الا انا او علی فرمود
علی از من است ومن از علی وادا نکند هیچ یکی حقوق مرا مگر من یا علی روایت کرده این حدیث را ترمذی
ونسائی وابن ماجه وترمذی گفته که هذا حدیث حسن ودر بعضی نسخ حدیث حسن صحیح روایت کرده اند
از ابن عمر رضی الله عنهما که گفته برادری داد رسول خدا صلی الله علیه وسلم میان اصحاب خود یعنی
همدیگر را برادر گردانیدند پس علی آمد اشک از چشمش روان وگفت یا رسول الله برادر گردانیدی
صحابه خود را با یکدیگر الا مرا که با هیچ یکی برادر نگردانیدی فرمود پیغمبر صلی الله علیه وسلم تو برادر منی
در دنیا وآخرت روایت کرد این حدیث را ترمذی وگفت حدیث حسن وحضرت صلی الله علیه وسلم
وی را خبر داده بود که ترا خواهند کشت وازوی رضی الله عنه آثار بسیار نقل کرده اند که وی را در آن
سال وماه وشبی که در آن کشته شد داده بودند کشنده وی ابن ملجم بود بشمشیر زهر دار آغشته

جمعه که نوزدهم رمضان سنه اربعین هجری بود و عمر شریف وی شصت و سه سال بود و در روایتی
از ابن ابی الدنیا آمده است که بعضی از مردم گفته اند که روزی هارون رشید از کوفه بعزم شکار بناحیه
غریین برآمده بود آهوان پناه بناحیه غریین برده یکسو شدند سگان شکاری از آنجا باز گشتند و
چرغها را بر آن آهوان سر دادند و رشید را از حقیقت حال خبر کردند رشید پیری را از پیران غریین بطلبید
و از کیفیت حال این واقعه پرسید پیر گفت ما را از پدران ما چنین رسیده است که این موضع قبر علی است رضی الله عنه
پس رشید این خبر را ثابت و مقرر داشت و هر سال بزیارت می آمد تا از دنیا برفت و صحیح ترین اقوال آنست که قبر
وی رضی الله عنه در موضعی است که الآن زیارتش کنند و تبرک بدان خواهند و درین باب اختلاف روایات بسیار است
الغرض موضع قبرش از نظر اغیار پنهان است امام نووی رحمة الله علیه در ذکر علی رضی الله عنه گفته است
احادیث که علی از رسول الله علیه السلام روایة کرده است پانصد و هشتاد و شش حدیث است بیست
حدیث از آن متفق علیه است میان بخاری و مسلم و نه حدیث منفرد است بدان بخاری و پانزده
مخصوص است بمسلم در آداب المریدین است که پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرموده است أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی تو از من بمنزله هارون هستی از موسی مگر آنکه بعد من پیغمبری
نیست نقلست که چون پیغمبر علیه السلام یاران را با یکدیگر برادری داد الخ که مذکور شد پس گفت یا علی تو
بدین راضی نه که من برادر تو باشم در دنیا و آخرة گفت راضی ام یا رسول الله در کشف المحجوب است برادر مصطفی
و غریق بحر بلا ابو الحسن علی کرم الله وجهه او را اندر طریقت شانی عظیم و درجتی رفیع است و در سوق عبارات
از اصول حقایق حظی تمام داشت تا حدی که جنید گفت رحمة الله علیه شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضی یعنی شیخ
ما در اصول و اندر بلا کشیدن علی مرتضی است و امام ما اندر علم و معاملات این طریقت علی است می آرند
یکی نزد وی آمد و گفت یا امیر المومنین مرا وصیتی کن وی را گفت لا تجعلن اکثر شغلک الخ ترجمه یعنی شغل زن و
فرزند را مهم تر این اشغال خود نگردانی که اگر ایشان از دوستان خدایند خدا دوستان خود را ضایع نکند
و اگر دشمنان خدایند اندوه دشمنان وی چرا داری و تعلق این مسئله بانقطاع دل بود چنانکه موسی صلواة
الله علیه دختر شعیب را در حالتی هر چه تمام تر و صعب تر بگذاشت و بخداوند تسلیم کرد و ابراهیم صلواة الله علیه هاجر

واسمعیل را برداشت و بوادی غیر ذی زرع برد و بخدای تسلیم کرد مر ایشان را اکثر شغل خود نساختند و بهم
دل اندر حق بسته فیض بایشان است این سخن مبانگه علی گفت کرم الله وجهه مر سایل را که از وی پرسید بود که پاکیزه
ترین کسب چیست گفت غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللهِ و هر دل که بحق تعالی تونگر باشد نسبتی دنیا و برادر و پیش نکند و هر سی آن
شادی نیارد و حقیقت این بتقریر و صفت باز گردد و پس اهل طریقت اقتدا کنند بدو و اندر مقابل عبارات و
دقایق اشارات و تجرید از معلوم دنیا و آخرت و نظاره اندر تقدیر حق و لطایف کلام وی بیشتر از انست
که بعبد الله رازی و در اقتباس الانوار است حضرت قدوة الابرار خواجه عبد الله احرار در رساله اشغال مینویسد
که حضرت رسالت پناه مامور بود که اسرار ولایت و توحید که در مقام اِنِّی مَعَ اللهِ وقت ببواسطه جبرئیل از حضرت
حق سبحانه اخذ فرموده بصدیق طلب بگوید و الآن سنت درین فرقه معمولست و احکام مرتبه نبوت
که بواسطه جبرئیل از ان عالم میگرفت بخاص و عام میرسانید طلب کنند یا نکنند روزی آنحضرت معلوم نشد بود
که هر کس از ما احوال احکام شرایع می پرسد و از اسرار باطن سوال نمی نماید شاید این راز همراه ما در پرده
خواهد رفت اتفاقا بحکم اِذَا اَرَادَ اللهُ شَیْئًا فَهَیَّأَ لَهُ اَسْبَابَهُ همان زمان بخاطر اسد الله
الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه گذشت که بموجب فرمان الهی احکام شرایع از آنحضرت اخذ
نمودم متابعت ظاهر بجا آوردم اما از احوال سر اسرار باطن خبر ندارم تا متابعت باطن نیز بجا آورده می شد
پس از کمال صدق و اخلاص بخدمت حضرت رسالت پناه رسیده سوال کرد آنحضرت بغایت شگفته شده
فرمود که مرا فرمان چنین بود که بی طلب این راز بکسی نگوئی الحمد لله تعالی ترا بدایت این اسرار کرد قال علیه السلام
تعالی انت نظیری ای مثلی فی الولایة التی هی معاینة الحق در قول الجمیل مولانا شاه ولی الله است فصل
فی اشغال المشایخ چشتیه و هم اصحاب امام الطریقه خواجه معین الدین حسن الچشتی و چشت قریه شیوخه رضی الله
عنه و عنهم قالوا جاء علی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله دلنی علی اقرب الطریق الی الله فضلها
عند الله و اسهلها لعباده فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیک بملازمة ذکر الله فی الخلوة فقال علی
کرم الله وجهه کیف اذکر یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم غمض عینیک و اسمع منی ثلثا ثم ذکرت
فقال النبی صلی الله علیه وسلم قل لا الٰه الا الله ثلث مرات و علی یسمع ثم قال علی کرم الله وجهه لا الٰه الا الله ثلث مرات

والنبی صلی الله علیه وسلم یسمع ثم لقن علی کرم الله وجهه الحسن البصری وهکذا حتی وصل الینا وهذا الحدیث انما وجدناه
عند هؤلاء المشایخ وعلی قوانین اهل الحدیث فیه بحث طویل راقم میگوید مولانا این حدیث را برای استفادهٔ طالبان
و یقین آوردن بر تعلیم علم باطن که از آن حضرت صلی الله علیه وسلم بعلی مرتضی و از علی کرم الله وجهه بخواجه
حسن بصری رحمه الله تا مشایخ ما درجه بدرجه رسیده است مینویسند نه بانکار اگر انکار بودی درین رساله
ایراد آن نه نمودندی و بحث طویل برین وجه میفرمایند که حدیث بطور محدثین غریب و منقطع است زیرا
که ملاقات حسن بصری رحمة الله علیه با علی مرتضی از روی تاریخ ثابت نیست و مترجم قول جمیل مولوی خرم علی
مرحوم میگویند فی الواقع از کتب اسماء الرجال اتصال این روایت مشکل است لیکن باولیاء چشت رضی الله عنهم
حسن ظن بران مقتضی است که از پایهٔ اعتبار بشبهه انقطاع ساقط نکند که نزد امام اعظم ابو حنیفه و امام
مالک بشرط عدالت روایت حدیث مرسل هم حجت است مولانا فخر الدین در رساله فخر الحسن گفته اند فصل اول
قال مجد الدین ابو السعادات ابن الاثیر فی اسماء الرجال لجامع الاصول الحسن البصری هو ابو سعید بن ابی
الحسن یسار البصری من سبی میسان مولی زید ابن ثابت ولد لسنتین بقیتا من خلافة عمر رضی الله عنه بالمدینة
الشریفة وقال الحسین بن عبد الله الطیبی فی اسماء الرجال ولد الحسن البصری لسنتین بقیتا من خلافة عمر رضی الله عنه
وقال الکرمانی فی شرح البخاری الحسن بن الحسن الانصاری وامه اسمها خیرة مولاة لام سلمة ولد الحسن اواخر خلافة
عمر فی المدینة الشریفة فصل ثانی ان الحسن قدم من المدینة الشریفة زادها الله شرفا وتعظیما الی البصرة بعد ما بلغ
اربع عشرة سنة لانه قال صاحب جامع الاصول فی اسماء الرجال لجامعه انه قدم البصرة بعد مقتل عثمان
ورای عثمان رضی الله عنه وقال الطیبی فی اسماء الرجال قدم البصرة بعد مقتل عثمان ورای عثمان رضی الله عنه
وذکر جمال الدین المزی فی تهذیب الکمال انه حضر یوم الدار وله اربع عشرة سنة ترجمه این هر دو فصل در ذکر ایشان
خواهد آمد ترجمه فصل چهارم در این فصل رساله مذکور ثبوت قیام علی مرتضی بعد خلافت در مدینه چهار ماه است
از اقوال مختلفه چنانچه حسین ابن محمد ابن محمد ابن الحسن الدیار بکری در کتاب الخمیس از جامع المختصر نقل کرده که علی مرتضی
بعد مبایعت چهار ماه بمدینه قایم مانده راهی عراق شدند و همچنین از تاریخ القضاعی رحمه الله ثابت است
غرض که اقامت خواجه حسن بصری در مدینه منوره روز شهادت عثمان رضی الله عنه بعمر چهارده سالگی معلوم گشت

مراد از یوم الدار روز قتل عثمان ۱۲

واقامت خلیفة الوقت علی مرتضی بعد بیعت مردمان بمقام موصوف چهار ماه مفهوم شد و صحت سماع قبل البلوغ
نزد یک بخاری و مسلم و جمهور محدثین چنانکه فهمیده میشود از عبارات شان معتبر است پس چگونه وقت ثبوت
این مقدمات باوجود نقل عن الثقات گفته شود که حسن بصری ندیده است علی مرتضی را و نه صحبت یافته با وی کرم
الله وجهه و نه شنیده است از او شان بدلیل طفولیت چنانکه بعض گفته اند و جلال الدین سیوطی رحمه الله تعالی
در رساله اتحاف الفرق گفته است که از معلومات است که حسن بصری بسن تمیز هفت سالگی رسیده بود که او نماز
گزارده شد و کان یحضر الجماعة و نماز میخواند پس عثمان رضی الله عنه تا وقتی که عثمان قتل شد رضی الله عنه بود علی مرتضی
در آنوقت بمدینه و رونه نشد از مدینه بکوفه مگر بعد شهادت عثمان رضی الله عنه پس چگونه انکار سماع از علی مرتضی
نسبت حسن بصری مسلم شود و حال انکه حسن بصری مجتمع می شد بعلی مرتضی هر روز در مسجد به نماز پنج وقتی از
تمیز تا سن چهارده سالگی و علاوه ازین علی مرتضی برای زیارت امهات المومنین که منجمله آن ام سلمه است میرفت
و می بود حسن بصری و مادر وی در خانه ام سلمه و در باب ثالث رساله مذکور است قال الامام الحافظ القاضی
ابو بکر محمد بلفظه و قد ثبت تحقیق ملاقات کرد حسن بصری از علی مرتضی بحالت شعور خود لکن لا نعلم سماعه و بیان کرد
حافظ جلال الدین سیوطی در رساله اتحاف الفرق باین طور گفت حافظ زین الدین العراقی در شرح ترمذی وقتی
کلام کردن بر این حدیث قال علی بن المدینی دید حسن بصری علی را در مدینه و هو علام قال ابو زرعه بود حسن بصری
که بیعت نمود از علی بن ابیطالب بعمر چهارده سالگی و دید علی را در مدینه بعد ازان رفت حسن بصری بجانب کوفه
و بصره و ملاقات نکرد حسن بصری از حضرت علی بعد ازان و قال حسن بصری دیدم زبیر را که بیعت کرد از علی ثم نکث
و قال الذهبی فی التهذیب دید حسن بصری عثمان و علی و طلحه را انتهی و قال الشیخ العلامة برهان المحدثین جلال الدین
عبد الرحمن السیوطی در رساله اتحاف الفرق گفت ابن حجر واقع شده در مسند ابی یعلی که حدیث کرد او را جریر از
ابن اشرس گفت جریر به که خبر داد مرا عقبه بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیا
یقول قال رسول الله ترجمه گفت عقبه که شنیدم حسن بصری را که میگفت شنیدم علی مرتضی را
که میگفت که فرمود رسول صلی الله علیه وسلم حدیث مثل امتی مثل المطر قال محمد بن الحسن ابن البصری شیخ شیخنا
بدلیل صریح فی سماع الحسن من علی کرم الله وجهه در رجال الثقات ترجمه گفت محمد که شیخ اندیکی او شیوخ من این حدیث

ظاهر است در باب شنیدن حسن بصری از علی مرتضی و راوی این حدیث ثقه اند تمام شد کلام سیوطی فقط ثبوت
این اجمال بدلایل قوی شرعی در رساله مذکور مشرح و مفصل مرقوم است صد رحمت خدا بر حال مولانا باد و نیز
در قول جمیل در اشغال طریقه مجددیه است اعلم ان الله تعالی خلق فی الانسان ست لطائف فهی تسمی باعتبار قلبا
و باعتبار آخر روحا الی غیر ذلک و هو الذی اختار سیدی الوالد و صورنی صورها فرسم دائرة و قال هی القلب ثم
دائرة اخری فی هذه الدائرة فقال هی الروح الی ان رسم الدائرة السادسة و قال هی انا و سمعته یقول بعضها
فی البعض و یستدل علی ذلک بالحدیث الدائرة علی السنة الصوفیة ان فی جسد ابن آدم قلبا و فی القلب روحا
آخره و لم احفظ لفظه و فرمود که حدیث مذکور را نزد اهل حدیث هیچ اصل ثابت نیست راقم گوید در رساله ابن یحیی
منیری دیدیم که این حدیث باین لفظ آمده است ان فی جسد ابن آدم لمضغة و فی المضغة قلب و فی القلب فؤاد
و فی الفؤاد ضمیر و فی الضمیر سر و فی السر انا راقم گوید بدانکه قوله و هکذا حتی وصل الینا الی آخره و قوله سمعته و قوله و یستدل
علی ذلک بالحدیث الدائرة علی السنة الصوفیة نزد این طائفه صوفیه مثل این چنین اقوال در باب احادیث علم باطن
دلیل و سند اند چرا که علم و عقل و عدل و عقاید و صدق و تقوی و زهد و اتصال سلسله و حفظ ایشان ظاهر است
پس چگونه قول ایشان را بشرط ثبوت از پایه اعتبار ساقط گردانند اگرچه بعضی را ملاقات جسمانی و صوری ثابت نیست
چنانچه بایزید را با امام جعفر صادق و ابوالحسن خرقانی را با بایزید بسطامی رحمة الله علیهم ملاقات ظاهر ثابت نیست
مگر ملاقات روحی ثابت است و انتساب نسبت روحانیت نیز بالاتفاق ثابت و این طائفه حق اینچنین نسبت
روحانیت را جایز و اصل و سند و حق دانند چنانچه سلسله تمام ایشان جاریست و مشاهده و کرامات و الهام
ایشان و دیگر اولیاء دین نیز حق است در مکتوب ۱۰۱ شیخ ما شیخ عبدالقدوس است اولیا و اصفیا و کمالی و جمالی
اند که عاقبت بدانند و همان باشد که ایشان دانند فان کرامة الاولیاء و الهامهم حق اگر در ظاهر شرع نگاه داشت
ادب را قطع نگویند و با انبیا علیهم السلام مساوات نجویند اولیا بمنتهای علم رسیده اند از علم خود بعلم حق ترقی
یافته اند فتلاشی علمهم فی علم الله تعالی پس علم ایشان همان علم حق سبحانه تعالی بود و لا خلاف فیه فلا خلاف
فیه مع رعایة ادب الشرع در عوارف می آرد عاد اوله آخرا و آخره اولا و صار سماعه بالست بربکم کشفا
و عیانا و توحیده و عرفانه تبیانا و برهانا در حوصله اهل ظاهر سخن مردان چگونه گنجد هر چند خلاف نماید باید که در

اعتقاد آن خلاف لب نگشاید که در خلاف آن حرمان عظیم می نماید و در عوارف می آرد من اقتدی بهم اهتدی
من انکرهم ضل و اعتدی انتهی و در کتاب صراط المستقیم است در صفحه شصت و هشت کتاب مذکور باید دید و آن باین است
پوشیده نخواهد ماند که صدیق من وجه مقلد انبیا می باشد و من وجه محقق در شرایع پس اگر صدیق زکی القلب است
رضا و کراهیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصه بنور جلی خود دریافت می نماید مثلا بشهادت قلب خود می داند
که فلان قول مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیده خاصه حق است یا باطل پس
احکام این امور مذکوره او را بدو وجه معلوم میشود یکی بشهادت قلب خود خصوصا و دیگر بسبب اندراج او در کلیات
شرع عموما و علم که بوجه اول حاصل شده تحقیقی است و ثانی تقلیدی پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت
او را شاگرد انبیا هم میتوان گفت و هم اوستاد انبیا هم و نیز طریق اخذ آن هم شعبه ایست از شعب وحی که آنرا
در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند و بعضی اهل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند پس فرق در مابین
این کرام و انبیاء عظام علیهم الصلوة والسلام باقامت مظان و اشباح حکم و مبعوثیت الی الامم است
و بس و نسبت ایشان با انبیا مثل نسبت اخوان صغار با اخوان کبار یا نسبت ابناء کبار با آبای خود است
که فیما بین ایشان من وجه علاقه نبوت است و من وجه علاقه اخوت و ایشان احق الناس بخلافة الانبیاء می
باشند گو که تسلط ظاهری نصیب ایشان نشود گو که جهله اهل ملت ریاست ایشانرا مسلم ندارند و همین معنی بامامت
و وصایت تعبیر میکنند و علم ایشانرا که بعینه علم انبیا است لیکن بوحی ظاهری متلقی نشده بحکمت عنایت
و عنایتی و ولایتی مخصوصه که درباره انبیا مصروف شده و ایشانرا بسبب همان عنایت مخصوصه امتیازی
در امثال خود حاصل گردیده که الله یصطفی من الملئکة رسلا و من الناس و انهم عندنا لمن المصطفین الاخیار
بیان همین معامله است بسبب همین اجتبا و اصطفا رضای حق در رضای ایشان مندرج شده و اتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیده
و سخط حق با سخط ایشان تلازمی و تلاصقی پیدا کرده نمونه از آن عنایت و ولایت و پرتوه از آن عظمت و عزت
نصیب این حکمای ربانیین و وراث انبیا و مرسلین هم میشود که آنرا در عرف قوم بوجاهت تعبیر می نمایند و این
صدیقیت ممزوجه بذکائی عقل را که از لوازم آن حکمت و وجاهت است حضرت مولانا شاه ولی الله بقرب
الوجود تعبیر می فرمایند و نیز باید دانست که قرب الوجود وهبی محض و جبلی بحت است که کسب و اکتساب و حدوث

وتجدد وراد آن راه نیست آری ظهور آثار آن نور جلی نزدیک مصادقت مؤیدات واسباب آن تدریجاً متحقق میگردد
انتهی راقم گوید از عبارت بالا معلوم شد که با انبیا علیهم السلام مساوات نجویند واز عبارت مسطور من وجه با انبیا علیهم السلام
مساوات لازم می آید ومسئله عقاید بر آن است که نبوت بر کسب اکتساب نیست محض وهبی است واز این عبارت مذکور
قرب الوجود نیز وهبی مفهوم میگردد وجواب سوال هم در آن عبارت است فهم من فهم وجای تردد در عبارت
اخوان صغار وکبار واخوت وبنوت است واین عبارت که رضای حق در رضای ایشان مندرج شده
واتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردید از تصنیفات دیگر ایشان خلاف مینماید وقول تابعان ایشان **بیان**
گلیم وخرقه صاحب نفحات از امام مجد الدین بغدادی نقل میکند که خرقه علی بدو کس رسیده یکی بحسن بصری
دوم بخواجه کمیل زیاد وامیر سید محمد کرمانی وصاحب سیر الاولیا که از ملفوظات سلطان المشایخ است نقل میکند
که او باوصاف بذل وعطا ورزم ووغا وفقر وصفا میان صحابه کرام ممتاز شد وبقوت وشوکت از حضرت
عزت بخطاب اسد الله الغالب مخاطب گشت وبکثرت علم از جمله صحابه رضوان الله علیهم بقول حضرت رسالت پناه
انا مدینة العلم وعلی بابها مخصوص گشت ولهذا قال عمر بن الخطاب لولا علی لهلک عمر وبخلعت خرقه فقر که از حضرت
عزت بحضرت رسالت پناه در شب معراج رسیده بود میان خلفاء اربع مشرف او گشت لاجرم تا روز
قیامت سنت سنیه الباس خرقه مشایخ قدس الله اسرارهم از و ماند ومیر حماد الدین محدث در تحفة الاحباب
در صحیح مسلم وترمذی ومصابیح روایت میکند که این آیه کریمه در شان علی وفاطمه وآل وی بخانه ام سلمه بر رسول خدا
نازل شده بود آیه انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم
تطهیرا از ام سلمه نقل میکنند که آن وقت علی مرتضی نزد آنحضرت بود پس آن سرور فاطمه وحسن وحسین
را طلبید وعلی را برابر وفاطمه را عقب وحسن وحسین را بر هر دو ران نشاند وکلیمی خیبری که آنرا عبا گویند رنگ سیاه
وبروایت صدیقه سفید بخطهای سیاه بود پس آنحضرت آن عبا را بر سر خود وعلی وفاطمه وحسن وحسین
پوشانید وآیت مذکوره مکرر خواند ومصنف کتاب فصوص الآداب خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی
قدس سره همین گلیم سیاه که آنحضرت مر علی مرتضی را پوشانید آنرا سند خرقه اصل گرفته است ومیگوید که
حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سره از اخبار صحیح نقل کرده است که خرقه اصل همین عبا بود که از آنحضرت

علی مرتضی رسیده واز علی کرم الله وجهه بمشایخ ما دست بدست رسیده است ونیز خرقه که اینمی معیت خرقه
است که حق تعالی اخر قرا واسطه طهارت و تشریف پوشنده خرقه گردانیده است پس رسول صلعم حقایق اسرار
نبوت وولایت را بخرقه در بیعت نهاد اگاه آن خرقه را بامیر المومنین علی پوشانید و باو بیعت علم را در صورت
الباس خرقه گردانید و باین تشریف مشرف ساخت انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و در اکثر کتب
از شواهد النبوت است که چون علی مرتضی بایی در رکاب می نهاد شروع تلاوت قرآن میکرد و چون پای دیگر
در رکاب میرسید بروایتی بر بالای مرکب است می ایستاد ختم قرآن تمام میکرد و شیخ ابن عربی در فتوحات مکیه
ذکر کرده که قاری بلسان وحی حق بوده باشد و وحی میان نبی و رسول شیخ ما شیخ عبد القدوس است
قال علی رض لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنی یقین من در مشاهده رب جای رسیده است که معاینه و رویت
همان باشد که مشاهده و یقین است و این را دیدار سر گویند ایضا حضرت علی کرم الله وجهه در نماز خود میگفت
ایضا در همین معنی میفرماید و حضرت علی مرتضی میگوید والله لا اعبد ربا لم اره یعنی تا خدا را ندیده باشم
و اینچه حضور آنچه کمال است و این چه جمال است و قوله انا منشی الارواح و قوله و انا باعث من فی القبور و قوله انکم
ستظهرون بعد الی الله ربکم فی الصایفة السفلی لبسط الی الیه ثم قرا هو الاول و الاخر رواه الترمذی و حسنه تاریخ بست یکم
رمضان سنه اربعین هجری جان بمشاهده حق تسلیم کرد و مدت خلافت چهار سال و نه ماه بود ذکر حضرت
امام حسن علیه السلام آن جگر بند مصطفی و ریحان دل مرتضی و قرة العین زهرا آن صاحب الجود
و السخا امام ابو محمد مجتبی رضی الله عنه بن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه وی امام دوم است از ائمه اهل بیت
ولادتش روز سه شنبه پانزدهم رمضان سال سیوم از هجرت در مدینه واقع شده و بکنف حمایت حضرت
رسالت پناه پرورش یافت و اکثر اوقات آنحضرت از کمال مهربانی خود مرکب میشد و میرادرش حسین را
راکب میساخت و میفرمود که نزد پروردگار ما بهترین خلایق ایشانند دوستی ایشان باعث نجات است
و دشمنی ایشان جز گمراهی و ضلالت بار نیارد و چون علی مرتضی کرم الله وجهه شربت شهادت چشید
روز دیگر در رمضان سال چهلم هجری امیر المومنین حسن رضی الله عنه بجای پدر بزرگوار خود بر مسند خلافت بنشست
چهل هزار مرد بادی بیعت نمودند و بامر خلافت مشغول گشت تا مدت شش ماه چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم

فرموده بود که الخلافة بعدی ثلثون سنة ازین جمله بست و نه سال و شش ماه خلافت متمکن بود و شش ماه که از جمله سی سال ماند بود امیر المومنین حسن تمام کرده امر حکومت را بمعاویه تسلیم کرد و خود در مدینه گوشه گرفت و بشغل ورثة الحق مشغول گشت صاحب سیری و خزائن جلالی گوید زن امام حسن بوعده های دور و دراز کار فریفته شده آن ناقص العقل والدین امام را مسموم ساخت بتاریخ بست و هشتم صفر سنه خمسین بهجری جان بجانان تسلیم کرد ایام حیاتش چهل و هفت سال بود و خلافتش شش ماه و عمرش شش ماه کم گذاشت در کشف المحجوب است که قدریان چون غلبه کردند و مذهب اعتزال اندر جهان پراگنده کردند حسن بصری رحمة الله علیه کحسن بن علی کرم الله وجهه نامه نوشت بسم الله الرحمن الرحیم معنی آن این بود که سلام خدا بر تو باد ای پسر پیغمبر خدا و روشنائی چشم او و رحمت خدا و برکات او بر شما باد که شما جملگی منی هاشم چون کشتیهای روان اندر دریای ژرف و ستاره گان تابنده در تاریکیها و علامات هدایت و امامان دینید هر که متابع شما بود نجات یابد چون متابعان کشتی نوح که بدان نجات یافتند و تو چه گوئی یا پسر پیغمبر اندر حیرت ما اندر قدر و اختلاف ما اندر استطاعت تا ما بدانیم که رشد و ثبات اندران چیست و شما ذریة پیغمبرید و هرگز منقطع نخواهد گشت علم شما بتعلیم خدایست و او نگاه دارنده و حافظ شماست و شما حافظ آن بر خلق والسلام چون نامه بدو رسید وی جواب نوشت بسم الله الرحمن الرحیم معنی آن این بود که آنچه نوشته بودی از حیرت خود و از انکه چیگوئی اندر قدر پس آنچه رای من بران مستقیم است آنست که هر که بقدر و جبر و شر و خیر ایمان از خدائی نیارد کافر است و هر که معاصی بد و حواله کند فاجر یعنی بخلاف تقدیر مذهب قدریان بود و حواله معاصی بخدای مذهب جبریان بنده مختار ست اندر کسب خود بمقدار استطاعت از خدای عزوجل و دین میان این هر دو قدر است قول صاحب کشف المحجوب است که مراد من ازین نامه بیش ازین یک کلمه نبود اما جمله بیاوردم که نصیحه و نیکو بود و این جمله بدان بیاوردم که وی رضی الله عنه اندر علم حقایق و اصول بدرجه بوده است که اشارت حسن بصری با متابعتش اندر علم بدو بوده ذکر حضرت امام حسین علیه السلام وی امام سیوم است از ائمه اهل بیت ولادت ایشان روز پنجشنبه از شعبان سال چهارم از هجرت در مدینه واقع شد سید زمانه خواجه ابو عبد الله الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم

از متحسنان اولیاء بود و قبلهٔ اهل بلا و قتیل کربلا و اهل این قصه بر درستی حال وی متفق اند تا حق ظاهر بود مر حق را
متابع بود چون مفقود شد شمشیر برکشید تا جان عزیز فدای خداوند نکرد و نیارمید و رسول را صلی الله علیه وسلم
اندر وی نشانها بود که او بدان مخصوص بود چنانچه عمر رضی الله عنه روایت کرد که روزی نزدیک پیغمبر اندر آمدم
صلی الله علیه وسلم وی را دیدم که حسین را بر پشت خود نشانده بود و رشته در دهان خود گرفته و یک سر رشته را
بدست حسین داده تا حسین مر او را می راند و وی میرفت بزانوها چون آن بدیدم گفتم نعم الجمل جملک یا ابا عبد الله
پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم نعم الراکب هو یا عمر وی را کلام لطیف است اندر طریقت حق و رموز بسیار و
معاملات نیکو دارد و روایت می آرند که گفت اشفق الاخوان علیک دینک شفیق ترین برادران تو بر تو
دین تست از آنچه نجات مرد اندر متابعت دین بود و هلاکش اندر مخالفت آن پس مرد خردمند آن
بود که بفرمان مشفقان باشد و شفقت آن بر خود بداند و جز بمتابعت آن نرود و برادر آن بود که نصیحت
نماید و در شفقت نه بندد ایضاً و اندر حکایات یافتم که روزی مردی بنزدیک وی آمد و گفت یا پسر رسول
خدا درویشم و اطفال دارم مرا از تو قوت امشب می باید حسین گفت بنشین که مرا رزقی در راه است
تا بیارند کسی بیامد و پنج صره زر بیاورد و از نزدیک معاویه اندر هر صره هزار دینار بود و گفت که معاویه
عذر میخواهد و میگوید این مقدار اندر وجه کهتران خرج کن تا بر اثر این تیمار نیکوتر داشته اید حسین رضی الله عنه
اشارت بدان درویش کرد تا آن صره بدو دادند و از وی عذر خواست که از بس دیر بماندی و این بس
قلیل عطا بود که یافتی و اگر دانستمی که این مقدار است ترا انتظار نفرمودمی و مرا معذور دار که از اهل
بلائیم و از همه راحتهای دنیا باز مانده ایم و مرادهای خود گم کرده و زندگی بمراد دیگران بسر برده
مناقب وی مشهور است از آنکه بر هیچکس از امت پوشیده نیست رضوان الله تعالی عنه در رساله مذکور
است از مصعب بن عبد الله منقول که حسین ابن علی بیست و پنج حج گذارد پیاده تلبیه گویان و علی بن حسین
را گفتند چه شد پدرت را که اولاد کمتر آورد او فرمود این قدر که آورد هم عجب است چه وی رضی الله عنه در روز
و شب هزار رکعت نماز میکرد او را وقت کجا بود که با زنان صحبت دارد و در اقتباس است و هم در وعظ
یکی از شاگردان شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه شنید که میگفت از عایشه رضی الله عنها آورده اند

که رسول علیه السلام با جبرئیل بود حسین بن علی رضی الله عنه بر ایشان در آمد جبرئیل پرسید که این کیست رسول
گفت که پسر من است و ویرا بر زانوی خود بنشاند جبرئیل گفت زود باشد که ویرا بکشند رسول علیه السلام
پرسید ویرا که کشد جبرئیل گفت که جماعه از امت تو اگر خواهی ترا بگویم که ویرا در کدام زمین خواهند کشت پس
جبرئیل علیه السلام اشارت بجانب کربلا کرد و قدری خاک سرخ برگرفت و بر رسول علیه السلام نمود و گفت
که این خاک مقتل ویست و واعظ بزبانی شاه صاحب میگفت که از شنیدن این ماجرا اشک بر چهره مبارک
آنحضرت روان شدند و میگفت که شاه صاحب میگفتند در گریه پیغمبر سریست عظیم نه بی صبری پیغمبر صلی
الله علیه وسلم و آن سر این است قتل پسر و خراب شدن گروهی از امت و از نوشتن قصه کربلا سینه کاتب
چون قلم شق میگردد لهذا بیان آن بزبان قلم نتوانستم و بتاریخ دهم محرم سنه شصت و یک هجری
شهید شدند مدت حیاتش پنجاه و هشت سال و بقولی هفت و سه یا دو روز بود ذکر حضرت
امام زین العابدین سید مظلوم و امام مرحوم زین عباد و شمع اوتاد اسم شریفش علی بود کنیت
وی ابو محمد و ابو القاسم و ابو الحسن و بعضی گویند ابو الحسین است و ابو بکر نیز گفته اند و القاب او زین العابدین
و سید العابدین و زکی و امین است وی در زمان شهادت علی مرتضی دو ساله بود و در واقع کربلا بیست
سه سال و وی مشهور است بکشف حقایق و نشر دقایق در کشف المحجوب است که از وی پرسیدند
که سعید ترین دنیا و آخرت کیست گفت من اذا رضی لم یحمله رضاه علی الباطل و اذا سخط لم یخرجه سخطه من
الحق یعنی که بر باطل راضی نبود چون راضی بود و خشمش از حق بیرون نیارد چون بخشم آید و این از اوصاف
کمال مستقیمان بود از آنچه رضا دادن بباطل باطل بود و دست بداشتن از حق اندر حال خشم هم باطل و
مومن مبطل نباشد و نیز می آرند که چون امام حسین بن امیر المومنین را با قربای وی رضی الله عنه اندر کربلا
کشتند بجز وی کسی نماند که بر عورات قیم بودی و او نیز بیمار بود امیر المومنین حسین او را علی اصغر خواندی
چون مر ایشان را بر شتران برهنه بدمشق اندر آوردند پیش یزید بن معاویه اخزاه الله تعالی دون ابیه
یکی گفت کیف استجمع یا علی و یا اهل بیت الرحمة قال اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسی من آل فرعون
یذبحون ابناءهم و یستحیون نساءهم فلا ندری صباحنا من مسائنا و هذا من حقیقة بلائنا یعنی بامداد شما چگونه بود

یا علی و یا اهل بیت رحمة گفت بامداد ما از جفای قوم خود چون بامداد قوم موسی است از بلای فرعون که فرزندان
ایشان را کشتند و زنان ایشان را برده کردند ما نه بامدادان می شناسیم و نه شبانگاه و این حقیقت بلای
ماست و ما مر خداوند را شکر گوئیم بر نعمتهای وی و صبر کنیم بر بلاهاش و در رساله شیخ عبد الحق است هاشمی مدنی
تابعی معروف بزین العابدین از اکابر سادات اهل بیت و از بزرگان تابعین و مشهور ایشان است
زهری گوید ندیدم من هیچ قرشی را فاضل تر از علی بن حسین و همچنین روایت کرده شده است از جماعتی از سلف
که سعید بن مسیب از ایشانست و سعید بن مسیب گوید مرا چنین رسیده است که علی بن حسین در روز و شب
هزار رکعت میگذارد تا آن وقت که از دنیا برفت و گفته اند که وی را زین العابدین هم از آن گویند که عبادت بسیار
میکرد و زهری هرگاه علی بن حسین را یاد کردی بگریستی و گفتی زین العابدین را روایت کرده اند که علی بن حسین چون
وضو کردی رنگ روی او بگردیدی و زرد شدی اهلبیت وی را ازین پرسیدی که این چیست که چون وضو کنی
رنگ روی تو بگردد و این خوی تو شده است ایشان گفتی نهیچ دانید که در حضرت که خواهم که بایستم و از سفیان
بن عیینه می آرند که گفت که علی بن حسین بحج برآمد چون احرام بربست و بر پشت راحله خود سوار گشت یکایک
رنگ روی وی زرد شد و لرزه بر اندام وی افتاد نتوانست که تلبیه بگوید گفتند چرا تلبیه نگوئی گفت از ترس آنکه
لبیک گویم و مرا گویند لا لبیک گفتند ناچار تلبیه باید گفت که سنت است چون تلبیه گفت بیهوش گشت و از
پشت راحله بر زمین افتاد تا در راه بود همین حال داشت و بهمین حال حج کرد و مرویست زین العابدین رضی الله عنه
که هیچ مسلمان گنجایش ندارد که او را نشناسد و فضل وی را نداند چون وضو کردی رنگش زرد شدی و چون
بنماز بایستادی لرزه اش گرفتی و میفرمود وی رضی الله عنه گروهی پرستند خدا را از جهت بیم عقاب
این پرستش پرستش بندگانست و گروهی بامید داری ثواب این پرستش پرستش سوداگرانست و قومی
دیگر بادای شکر نعمت این پرستش پرستش آزادان است و وی رضی الله عنه خوش نداشتی که کسی
یاری دهد او را در کار طهارت و چون وی رضی الله عنه از دنیا برفت پشتش را دیدند که شوخ بسته
و سخت شده بود و زهری گوید مرا چنین رسیده که این آبله بر پشتش از آن بسته سخت شده بود که در شب
بخانهای همسایگان که ناتوان بودند آب میکشید و میگفت بمن رسیده است که صدقه نهانی

آتش غضب پروردگار تعالی را بنشاند وی رضی الله عنه چون بمسکین صدقه میداد اول دستش میبوسید پس
صدقه بر دستش می نهاد و وی سخت کوشش ناک بود در عبادت مولی پسرش محمد باقر بادی گفت یا پدر تا چند
این همه رنج کشی گفت دوستی می خواهم بپروردگار خود تا شاید مرا بخود نزدیکی بخشد طاوس یمانی رضی الله عنه گوید
شبی در حجر اسمعیل بودم بناگاه علی بن حسین در آمد با خود گفتم مردیست صالح از اهل بیت و صاحب خیر و پرهیزگار
دعائی وی مغتنم است در پس وی نشستم نماز کرد و بسجده رفت و رخسارهای خود را بر خاک مالید و دستها را
بجانب آسمان برداشت شنیدم میگوید عُبَیْدُکَ بِفِنَائِکَ فَقِیرُکَ بِفِنَائِکَ مِسْکِینُکَ بِفِنَائِکَ سَائِلُکَ بِفِنَائِکَ
بنده کمینه تو مسکین تو خوابنده تو در صحن خانه تست طاوس گوید این کلمات را یاد گرفتم و در هیچ سختی بآن کلمات
دعا نکردم مگر آنکه کشاد کار خود را در آن یافتم و مناقب و محاسن وی رضی الله عنه بسیار است امام نووی نقل
از بعضی علما میکند که گفت چون علی بن حسین از دنیا برفت رضی الله عنهما بعد از رفتن وی از دنیا معلوم کردند
که صد خانه دار را بمدینه پنهانی قوت میداد صحیح نیست که تولد او در سنه ثمان و ثلاثین است و زین العابدین
رضی الله عنه حدیث بسیار روایت میکرد و در روایة ثقه بود و مامون و عالی رتبه و رفیع القدر اجماع کرده اند
بر بزرگی او در هر چیز و حماد بن زید گفته فاضلترین اولاد هاشم که من دریافته ام علی بن حسین بود وی رضی الله عنه
سخت متقی و کثیر العبادة با مردم نیکی کردی پنهانی در حالت فقر و غنا و در سفر نسب خود را پنهان داشتی از وی
پرسیدند که چرا چنین کنی گفت مکروه پندارم که از مردم به نسب رسول خدا صلعم چیزی بگیرم و بدین نسب آن را
از خود ندهم و حق آنرا ادا نکنم و میگویند که چون هشام بن عبد الملک بن مروان سالی بحج آمد خانه کعبه را طواف کرد و
خواست که حجر الاسود را ببوسد از زحمت خلق راه نیافت آنگاه بر منبر شد و خطبه کرد و اندرین میان امیر المومنین
زین العابدین علی بن حسین رضی الله عنهما بمسجد اندر آمد و ابتدا بطواف کرد چون نزدیک حجر الاسود رسید مردمان
برای تعظیم او حجر را خالی کردند تا وی مر آنرا ببوسید مردی از اهل شام با هشام گفت آن جوان خوب روی کیست که
چون او بیامد مردمان حجر را خالی کردند گفت من او را نشناسم و مراد او این بود تا اهل شام او را نشناسند
و بدو تولی نکنند و فرزدق آنجا حاضر بود گفت من او را می شناسم گفتند یا ابا فراس ما را خبر ده که سخت مهیب
جوانی دیدیم فرزدق گفت گوش دارید تا حال وصف و نسب وی بگویم فرزدق قصیده در منقبت او

برخواند و مولانای جامی در سلسلة الذهب آنرا ترجمه کرده است که مضمونش در معنی این ابیات باز میگردد نظم

آنکس است اینکه مکه و بطحا ٭ زمزم و بوقبیس و خیف و منا ٭ حرم و حل و بیت و رکن و حطیم ٭ ناودان و مقام ابراهیم
مروه سعی و صفا حجر عرفات ٭ طیبه و کوفه کربلا و فرات ٭ هر یک آمد بقدر او عارف ٭ بر علو مقام او واقف
قرة العین سید الشهداست ٭ زهره شاخ دوحه زهراست ٭ میوه باغ احمد مختار ٭ لاله راغ حیدر کرار
چون کند جای در میان قریش ٭ رود از فخر بر زبان قریش ٭ که بدین سرور ستوده شیم ٭ بنهایت رسید فضل و کرم
ذروه عزتست منزل او ٭ حامل دولتست محمل او ٭ از چنین عز و دولت ظاهر ٭ هم عرب هم عجم بود قاصر
جد او را بمسند تمکین ٭ خاتم الانبیاست نقش نگین ٭ لایح از روی او فروغ هدا ٭ فایح از خوی او شمیم وفا
جد او مصدر هدایت حق ٭ از چنان مصدری شده مشتق ٭ طلعتش آفتاب روز افروز ٭ روشنائی فزای ظلمت سوز
از حیا نایدش پسندیده ٭ که گشاید بروی کس دیده ٭ خلق از و نیز دیده خوابانند ٭ کز مهابت نگاه نتوانند ٭ نیست بی سبقت تبسم او ٭
خلق را طاقت تکلم او ٭ در عرب در عجم بود مشهور ٭ گو ندانش مغفل و مغرور ٭ همه عالم گرفت پرتو حور
گر خریری ندید از آن چه فرر ٭ شد بلند آفتاب بر افلاک ٭ بوم گر زان نیافت بهره چه باک ٭ بر نکو سیرتان و بدکاران
دست او ابر موهبت باران ٭ فیض آن ابر بر همه عالم ٭ گر بریزد نمی نگردد کم ٭ هست زان معشر بلند آئین
که گذشتند ز اوج علیین ٭ حب ایشان دلیل صدق و وفاق ٭ بغض ایشان نشان کفر و نفاق ٭ قرب شان پایه علو و جلال
بعد شان مایه عتو و ضلال ٭ گر شمارند اهل تقوی را ٭ طالبان رضای مولی را ٭ اندر آن قوم مقتدا باشند
و اندر آن خیل پیشوا باشند ٭ گر بپرسد ز آسمان بالفرض ٭ سائلی من خیار اهل الارض ٭ بزبان کواکب و انجم
هیچ لفظی نیاید الا هم ٭ هم غیوث الندی اذا وهبوا ٭ هم لیوث الثری اذا نهبوا ٭ ذکر شان سابق است در افواه
بر همه خلق بعد ذکر الله ٭ سر هر نامه را رواج افزای ٭ نام ایشان است بعد نام خدای ٭ ختم هر نظم و نثر را الحق
باشد از یمن نام شان رونق ٭ هشام فرزدق را بزندان فرستاد امام دوازده هزار درهم بر فرزدق فرستاد
فرزدق نگرفت و گفت مدحت من ترا برای خدا بود نه بعطا امام فرمود ما اهلبیت ایم چون چیزی بخشیم باز
نستانیم پس فرزدق قبول کرد اولاد ایشان بزارض حق سبحانه تعالی در شرق و غرب منتشر گردانید
چنانکه هیچ شهری از وجود ایشان خالی نباشد و از یزید پلید و اخلافش یک تن نگذاشت که خانه آبادان کند

و چراغی افروزد و وفات وی رضی الله عنه بمدینه بود سنه اربع و تسعین و این سنه را سنة الفقها گویند
و مدت عمرش پنجاه و هفت سال بود و امامتش سی و چهار سال و در پهلوی امام حسن مدفون گشتند

ذکر امام محمد باقر رضی الله عنه در رساله شیخ عبد الحق است ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی
بن ابی طالب کرم الله وجهه القرشی الهاشمی المدنی المعروف بباقر رضی الله عنه باقر مشتق است از بقر بمعنی شکافتن
گویا علم را شکافت و اصلش را شناخت و نهایتش را دانست و نیز بقر بمعنی وسعت و فراخی آمده که وی رضی الله عنه
بغایت وسیع بود و مجال فراخ داشت و وی تابعی بزرگ است و امام فایق که اجماع است بر بزرگی
وی معدود است از فقهای مدینه و ائمه ایشان شنید حدیث را از جابر و انس و جماعتی از کبار تابعین
مثل ابن المسیب و ابن الحنفیه و پدرش زین العابدین رضی الله عنهم اجمعین و روایت کرده اند بخاری و مسلم
از احادیث وی در صحیحین خود رحمة الله علیهما مصعب بن زهری گفته که وفات امام باقر بمدینه است سنه
اربع عشر و مائة و نزد یحیی در سنه ثمانیة عشر و مائة و نزد مدائنی سبع عشر و مائة و عمرش پنجاه و هشت سال بود
ولادتش سیوم صفر و بقولی غره رجب سنه سبع و سبعین هجری در مدینه بود و از کلام وی است هر که در آمد
در دل او خالص دین خدا باز داشت او را از هر چه ما سوای اوست و نیز گفته اهل تقوی آسان ترین اهل دنیا
اند از روی مؤنت و بسیار ترین اهل دنیا اند از روی معونت اگر فراموش کنی حق را یادت دهند و اگر یاد
کنی یاریت دهند و نیز از کلام وی است سلاح اللئام تبجح الکلام آلت جنگ لئیمان بد زبانی ایشانست و نیز فرمود
نگاهدار خود را از کسل و ملالت که این دو صفت کلید هر بدی است در کشف المحجوب است که کنیت
وی ابو عبد الله بود و وی را کرامات مشهور بود و گویند وقتی ملکی قصد هلاک وی کرد و کس خود فرستاد
بدو چون نزد وی آمد از وی عذر خواست و هدیه داد و نیکوئی گردانید گفتند ایها الملک قصد هلاک
وی داشتی اکنون ترا با وی دیگر گون دیدیم حال چه بود گفت چون وی نزدیک من آمد دو شیر
دیدم یکی بر راست وی و یکی بر چپ وی و مرا میگفتند اگر تو بدو قصد کنی ما ترا هلاک کنیم روایت آرند که وی
گفت اندر تفسیر قول خدای عز و جل فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن بالله
قال من شغلک عن مطالعة الحق فهو طاغوتک یعنی باز دارنده تو از مطالعه حق طاغوت تست نگر تا بچه

چیز محجوبی بدان حجاب از وی باز ماندهٔ ترک آن حجاب بگوی تا بکشف اندر رسی و محجوب و ممنوع نباشی و هم
ازانست از خواص وی یکی روایت کند کہ چون وی از اوراد ما فارغ گشتی بآواز بلند بر گرفتی بمناجات بار خدایا
چون مرگ و گور یاد کنم چگونہ دل را بدنیا شاد کنم و چون نامہ را یاد کنم چگونہ با چیزی از دنیا قرار کنم چون ملک الموت را
یاد کنم چگونہ از دنیا بہرہ گیرم پس از تو خواهم از انچہ ترا دانم و از تو بریم از انچہ ترا میخوانم راحتی دہ اندر حال مرگ
بی عذاب و عیش اندر حال حساب بی عقاب این جملہ میگفتی و میگریستی تا شبی دیر اگفتم ای سیدی و
سیّد آبائی چند گریی و چند خروشی گفتا دوست یعقوب را یک یوسف گم شد چندان
گریست کہ نابینا شد و چشمہا سفید کرد و من ہژدہ کس را بادپر خود یعنی حسین و قتیلان کربلا گم کردہ ام
کم ازان باری بناشم کہ اندر فراق ایشان چشمہا سفید کنم و این مناجات بعربی بسنت فصیح است ذکر
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ در رسالۂ شیخ عبد الحق است ابو عبد اللہ ابو محمد جعفر بن محمد
الصادق ابن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ او را صادق بدان لقب کردند کہ در گفتار
خود صادق بود چنانچہ جد پدری او صدیق رضی است و این لقب صدیق از پیش بہترین فرزندان
آدم است صلی اللہ علیہ وسلم و او از جبرئیل شنیدہ و جبرئیل از پیش خدا آوردہ و مادر جعفر و برادر وی
عبد اللہ ام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن صدیق اکبر است رض عنہم قاسم بن محمد یکی از فقہای سبعہ
و تابعین است و جعفر رضی اللہ عنہ روایت کردہ از پدر خود و پدر مادر خود و نافع و عطاء محمد بن المنکدر و زہری
و غیرہ رضی اللہ عنہم و روایت کردند از وی امامان مشہور مثل یحیی بن سعید الانصاری و ابو حنیفہ و ابن
جریج و مالک و محمد بن اسحاق و پسر وی موسی بن جعفر و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و شعبہ
و یحیی بن سعید و دیگر از بزرگان رضی اللہ عنہم و اتفاق کردہ اند امت بر امامت و جلالت و سیادت
وی و ولادت وی رض بمدینہ است سنہ ثمانین و عمر شریفش ثمان و ستین بخاری در تاریخ خود می آرد
ولادت وی ہفتدہم ربیع الاول سنہ ثلث و ثمانین و وفات وی در مدینہ بماہ شوال و بقولی پانزدہم رجب
سنہ ثمان و اربعین و مائۃ و ایام امامت وی سی و چہار سال بود مر او را رضی اللہ عنہ کلام نفیس است
در علوم توحید و غیر ان ایضا شیخ عبد الحق از تاریخ امام عالم عارف ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی

یاضی رحمة الله علیه میگوید پسر جعفر صادق رضی از پنج تن باقی ماند اسمعیل بن جعفر و موسی بن جعفر و اسحق بن جعفر
و محمد بن جعفر و علی بن جعفر و یکی از اولاد او عبد الله بن جعفر افطح است و عبد الله و اسمعیل از یک پدر و مادر اند
و عبد الله پسر او بعد وی بهفتاد روز وفات یافت و اسمعیل در حیات وی رض مرد در کشف المحجوب است سنت
سنت و جماعت طریقت و معتبر اهل معرفت و مرزبان ارباب صفوت جعفر بن محمد صادق رضی الله عنهم علی حال
و نیکو سیرت و آراسته ظاهر و باطن بوده و در اشارت نیکو است اندر جمله علوم و مشهور است بدقت کلام و
قوت معانی اندر میان مشایخ رضی الله عنه و در اکثر کتب معروف است اندر میان طریقت از وی روایت
می آرند که گفت من عرف الله اعرض عما سواه یعنی عارف معرض بود از غیر و منقطع از اسباب از انچه معرفت
وی عین نگرت غیر بود و نکرت خبر وی از معرفت وی باشد و معرفت خبر وی نگرت وی پس عارف از خلق
گسسته باشد عبد و پیوسته غیر را اندر دلش مقدار آن نباشد که با او التفات کند و با وجود ایشان چندان
خطر نه که اندر خاطر ذکر ایشان را عقد کند و هم از وی روایت می آرند که گفت لا یصح العبادة الا بالتوبة مقدم
التوبة علی العبادة قال الله تعالی التائبون العابدون یعنی عبادت خبر توبه را
نشاید خداوند سبحانه مقدم کرد توبه را بر عبادت زیرا که توبه بدایت مقامات است و عبودیت نهایت آن و چون
خداوند سبحانه ذکر عاصیان یاد کرد توبه فرمود و گفت توبوا الی الله جمیعا باز گردید بسوی
خدا همه بعیان بر داری و چون رسول را علیه السلام یاد کرد بعبودیت یاد کرد و گفت فاوحی الی عبده
فاوحی پس وحی کرد بسوی بنده خود انچه وحی کرد و هم در کشف المحجوب است و اندر حکایت یافتم که داود طائی
رحمة الله علیه نزدیک وی آمد و گفت یا ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم مرا پندی ده که دلم سیاه شده است
گفت یا ابا سلمان تو را هد زمانه ترا پند من چه حاجت باشد گفت ای فرزند پیغمبر شما را بر همه خلایق فضل است
و پند دادن تو مر همه را واجب است گفت یا ابا سلمان من از ان میترسم که بقیامت جد من صلی الله
علیه وسلم اندر من آویزد که چرا حق متابعت من نگذاردی و این کار نسبت صحیح و بمعاملت قوی نبست و اکثار
بمعاملت خوبست در حضرت حق تعالی داود طائی در گریستن آمد گفت بار خدایا انگه طینت او معجون از آب نبوت
و ترکیب طبیعت وی از اصل و برهان و حجت عبد ش رسول الله است و مادر ش بتول است وی بدین حیرانی است

و اجمع که باشد که او بمعاملت خود معجب شود و هم از روی می ترسد که روزی نشسته بود با معالی خود و مرا ایشان را میگفت
میاید تا یکدیگر بعیت نیم عهد گیریم که هر که از میان ما ستکاری باید در قیامت بهر او شفاعت کنند یا این
رسول صلعم را بشفاعت ما چه حاجت که عبد تو شفیع به خلایق است وی گفت که من با این افعال خود شرم دارم
که بقیامت بر روی جد خود نگرم صلی الله علیه وسلم و این جمله از رویت عیوب نفس است و این صفت از او صاف
کمال است و جمله متمکنان حضرت خداوند بر این بوده اند انبیا و اولیا و رسل که رسول گفت علیه الصلوة والسلام
چون خدا به بنده خود خیر خواهد او را بعیبهای نفس بینا گرداند اذا اراد الله بعبد خیرا بصره بعیوب نفسه و هر که
از روی تواضع و عبودیت سر فرود آرد خداوند تعالی کار وی در دنیا و آخرت برآرد اگر مناقب جمله اهل بیت
رضی الله عنهم بر شمرم این کتاب حمل آن نکند و این مقدار کفایت بود مر هدایت قومی را که عقل ایشان را لباس
ادراک باشد از مریدان و منکران این طریقت و در رساله مذکور است که جعفر رضی الله عنه میگفت هر که را
حادثه پیش آید پس پنج بار بگوید ربنا نجات دهد خداوند او را از اندوه و بدهد او را آنچه خواهد بعده بخواند
ان ربکم الله الذی خلق السموات والارض تا انما قاضی هذه الحیوة الدنیا و از سفیان ثوری می آرند رحمة الله علیه که گفت گفتم مر ابی عبد الله جعفر بن محمد صادق
رضی الله عنهم که وصیت کن مرا بوصیتی که یاد گیرم آن وصیت را از تو امید وارم که خداوند عز و جل نفع دهد مرا
بدان وصیت پس گفت مرا یا سفیان هر که دروغ گواست او را مروت نبود و هر که حاسد است راحت نیابد
و هر که بد خلق است مهتری نکند و ملوک را با کس برادری نبود گفتم زیادت کن بر این چیزی گفت یا سفیان
از محارم خدای تعالی بپرهیز تا عابد شوی و بقسمت خدای عز و جل راضی باش تا تونگر شوی و حق همسایگی نگه دار
تا مسلمان شوی و با فاسق صحبت مدار که بر تو غالب آید در فسق و در کارهای خود مشاورت کن با آنکه
طاعت حق را نیکو کند گفتم زیادت کن بر این چیزی گفت یا سفیان هر که عزت طلبد بی خویشان دهیبت
خواهد بی سلطنت گو برآید از جواری معصیت بسوی عزت طاعت گفتم زیادت کن گفت یا سفیان هر که با
صاحب بد صحبت دارد هرگز سلامت نماند و کسی که در جای بد در آید متهم گردد و هر که مالک زبان خود نگردد
پشیمان شود و نیز حکایت کنند از جعفر رضی الله عنه که گفت هر معرفتی که مقارن نبود او را دوام مراقبه از خدای

عزوجل وخوف تسلیط ان معرفة نکرت است هر محبتی که مقارن نباشد اورا دوام مرافقت آن محبت قریب نفس است
واستدراج وگفت شیخ ابو عبدالرحمن رحمة الله علیه علم این طبقهٔ مشایخ صوفیه رحمهم الله علی است که مخصوص اند
بدان قرن اول وثانی وثالث از اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین تا جعفر صادق رضی الله عنه وبعد از
جعفر صادق هر که برگزید از ایشان صحبت فقر از جمیع اقران خود از اهل بیت برسر آمد پستر گفت شیخ ابو عبدالرحمن
که تجنید حکایت کنند که گفت صاحب ماورین کار آنکه اشارت کرد با حوال که در گرفته است اورا دلها وایمان کرده
بحقایق آن وتاویل نموده آن را بعد از پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب است رضی الله عنه

ذکر امام موسی کاظم رضی الله عنه

ولادت وی روز یکشنبه هفتم صفر سنه ثمان وعشرین ومائة است
در رساله شیخ عبدالحق است که از ائمهٔ اهل بیت ابو ابراهیم وقیل ابو الحسن موسی کاظم بن جعفر صادق ابو علی است
رضی الله عنهما او بود وی رضی الله عنه صالح وعابد وجواد وحلیم وکبیر القدر وخوانده می شد اورا بعبد
صالح از جهة صلاح وعبادت واجتهاد وگفته اند که هر روز بسجده میرفت بعد از سفید شدن آفتاب تا وقت
زوال او سخی بود وکریم ومامون از پدر خود هارون رشید روایت کرده که گفت مر پسران خود را در موسی
بن جعفر رضی الله عنهم این امام همه آدمیانست ومحبت خداست بر خلق وی وخلیفهٔ اوست بر بندگان
وی من امام جماعتم وظاهر بحکم غلبه وقهر وبدرستی وبراستی وبخدا سوگند ای پسران من هر آینه وی سزاوار تر است بجانشینی رسول صلی الله علیه وسلم از من واز تمامهٔ خلق وبخدا سوگند اگر تو ای پسر من نزاع کنی
بمن در امر سلطنت می ستانم از تو آنچه چشم بران دوخته زیرا که ملک نازا نیده است وگفت رشید ای پسر
من این وارث علم پیغمبر است این موسی بن جعفر بن محمد است رضی الله عنهم اگر علم درست طلبی از نزد وی طلب
مامون گفت ازان باز درخت محبت ایشان در دل من نشست ومرا ورا رضی الله عنه اخبار مشهور و نوادر
بسیار است ومنقول است از جعفر صادق رضی الله عنه که بفرزندان خود اشارت میکرد که این فرزند
من اند واین یعنی موسی کاظم بهتر ایشان است وفرمود وی دُرّیست از دُرهای حق تعالی که بیرون
می آرد ازوی غوث این امت ولوز این امت را بهترین مولودی وبهترین سپید اشونده ووفات کاظم
روز جمعه پنجم ماه رجب سنه ثلث وثمانین ومائة وایام امامت وی ۳۵ سی وپنج سال بود وعمرش پنجاه وپنج وقیل

چهار ساله بود و قبرش در بغداد مشهور است و جای حبس وی نیز همه را نجاست و بود وی رضی الله عنه
بزرگ فضیلت فراخ بخشش ترسان دل خود را بخدا بربسته و گفته اند که کسان وی میگفتند عجب از آن کسی که
بیاید او را صرّه موسی بن جعفر رضی الله عنهما دیگر شکایت از فقر و قلت کند و وی رضی الله عنه سیاه فام بود از مرآت
است اسم شریفش موسی و القاب وی از غایت حلم فرو بردن خشم کاظم میخواندند و صابر و صالح و امین نیز ذکر امام
علی رضا رضی الله عنه کنیت وی ابو الحسن و ابو محمد القابش رضا و ضامن و صابر و مرتضی در رساله شیخ عبد الحق است
که از ائمه اهل بیت امام هشتم ابو الحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی است رضی الله عنهم معروف
برضا ولادت وی رضی الله عنه بمدینه بود روز پنجشنبه یازدهم ربیع الاول سنه ثلث و خمسین و مائة و بعد از
وفات امام جعفر صادق به پنج سال و بقولی روز جمعه بود یازدهم ذی الحجه سنه ثمان و اربعین و مائة و بقولی ست و خمسین و مائة
و مدت عمر شریفش چهل و نه سال و شش ماه از آن جمله بیست و نه سال و دو ماه در صحبت پدرش گذرانیده
و بعد از پدر در ایام امامت بیست سال و چهار ماه که از عمر شریفش باقی مانده بود بامر ولایت
قیام نمود و مادر رضا ام ولد است و از اشراف عجم و بهترین زنان بود در عقل و دین و تکتم نام داشت روایت
می کنند از ام رضا رضی الله عنه که گفت چون به پسر خود علی حامله شدم هرگز در خود گرانی حمل نیافتم و در خواب خود میشنیدم
تسبیح و تهلیل و تمجید که از درون شکم آوازی می آمد پس مشاهده آن حال مرا ترس و هول می آورد و چون بیدار میشدم
چیزی نمی شنیدم و چون او را زائیدم دست بر زمین نهاده و سر بسوی آسمان برداشته بیرون آمد و لبها می
جنبانید گویا سخن میکند و روایت است از موسی کاظم رضی الله عنه که گفت رسول خدا را صلی الله علیه و سلم
در خواب دیدم و علی کرم الله وجهه با وی بود پس گفت رسول خدا صلی الله علیه و سلم علی پسر تو می بیند بنور
خدا عز و جل و گویا میگردد بحکمت وی سبحانه و وی در اجتهاد صواب کند و بر خطا نرود و بداند و چیزی از و
نادانسته نماند پرورده کرده شده است وی بحکمت و علم و در میان خواب این دو کلمه نیز آمده که العمامة
سلطان الله و العصا قوة الله سبحانه یعنی دستار علما محل ظهور سلطنت الهی است عز اسمه و عصای ایشان
مظهر قوت وی تعالی و از موسی کاظم می آرند رضی الله عنه که گفت علی پسر من کلان ترین اولاد من و شنوا
ترین و مطیع ترین ایشان است سخن مرا و امر مرا هر که او را اطاعت کند راه راست یابد و از رضا رضی الله عنه

ایه ی آرند که گفت هر که از بنی اسرائیل بعبادت می در آمد متعبد می گشت فاده وسال سکونت نمیورزید و در ذات
بست از ابو الصلت عبد السلام بن صالح بن سلیمان هروی که گفت با علی بن موسی الرضا بودم در وقتی که
جلت کرد از نیشاپور داو سوار بود بر اشتر سفید و احمد ابن الحرب و یحیی بن یحیی و اسحق بن راهویه و چند تن از اهل
علم رحمهم الله چسپیده بودند بلجام اشتر وی گفتند حدیث کن ما را که شنیده ٔ از پدر خود و پدر تو شنیده ٔ است
از پدران خود و ایشان رضی الله عنهم از رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس بیرون آورد رضا رضی الله عنه
سر خود را از عماریه پس روایت کرد با سنادی که آبای کرام خود داشت از رسول خدا صلعم که گفت شنیدم
از جبرئیل علیه السلام گفت شنیدم از خدا عز وجل که میگوید براستی آنی انا الله لا الٰه الا انا فاعبدونی و من
جار منکم بشهادة ان لا اله الا الله باخلاص دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی یعنی بسبب آنکه منم خدا نیست معبودی
بجز من پس عبادت کنید مرا و هر که از شما باخلاص این شهادت آورد که هیچ معبود نیست بجز خدا در آمد در حصن من و هر که در آمد در حصن من
ایمن شد از عذاب من و در روایت دیگر آمده که وی رضی الله عنه همین گفت که شهادت این کلمه با شروط است و من یکی از شروط
این کلمام یعنی گفته اند از شروط این کلمه اقرار کردن است بآنکه وی رضی الله عنه امام است مفترض الطاعة
و هم مروی است که شیخ امام عارف ولی ابو عبد الله محمد بن علی الحکیم الترمذی رحمة الله علیه در بیان قول وی
صلی الله علیه وسلم که مضمونش این است نمیدانم تا مدت بقای من در میان شما چند است پس اقتدا کنید
بآن دو کس که بعد از من باشند ان دو کیانند ابو بکر و عمر رضی الله عنهما اخرجه الامام ابو عیسی الترمذی و مرفوع
است که ابو بکر و عمر در مرتبه ایشان اند تحقیق لازم است اطاعت ایشان بر خلق زیرا که دلهای ایشان مرسیه است بحذای
عز و جل و گشته است در قبضه وی عز و علا و ایشان راست ثبات پس چون نطق کنند بحق نطق کنند چون حکم
کنند بعدل حکم کنند و در کتاب الانساب امام عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمة الله علیه در ترجمه هروی سے آرد
ابو الصلت عبد السلام بن صالح بن سلیمان الهروی مولی عبد الرحمن بن سمرة رضی الله عنه در یافته است
حماد بن زید را و مالک بن انس را و سفیان بن عیینة و غیر ایشان از رحمهم الله بوده است صاحب قناعت و زهد و ابو الصلت
رد میکرد بر اهل اهواو مذاهب باطله از جهمیه و معتزله و قدریه و معروف بود بتشیع احمد بن حنبل
هروی گوید با وی مناظره کردم ندیدم در وی غلو و افراط و دیدم او را که تقدیم میکرد ابو بکر و عمر رضی الله عنهما

و یاد نمیکرد اصحاب پیغمبر را صلی الله علیه وسلم مگر به نیکی و میگفت این است مذهب من که میان من و خدا است
و یحیی بن معین میگوید که ابو الصلت ثقه است و صدوق است الا آنست که تشیع میکند و وفات
ابو الصلت در شوال سنه ست و ثلثین و مائتین است و در تاریخ امام یافعی مذکور است که وفات
رضا رضی الله عنه پنجم ذی حجه و بعضی گویند سیزدهم ذی القعده سنه ثلث و مائتین بمدینه طوس است نماز گذارد
بروی مامون و دفن کرد او را بپهلوی قبر پدرش رشید و سبب وفات وی رضی الله عنه آن بود که انگور خورده
بود و بسیار خورد و بعضی گویند نه بلکه زهرش دادند گفت شیخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمة الله علیه شنیدم
از منصور عبد الله اصفهانی که گفت شنیدم از قاسم بن عبد الله رح ببصره که گفت شنیدم حسین بن نضر را
رحمة الله علیه که گفت پرسیدم از رضا بن موسی الرضا رضی الله عنهما از فتوت پس گفت فتوت فسق و فجور نیست
فتوت طعام مصنوع است و نابل مبذول و بشر مقبول و عفاف معروف و اذای مکفوف
و از کلام رضا است رضی الله عنه هر که از ما نیکی کند او را دو چند ثواب است و هر که بد کند او را دو چند عذاب
هر که از ما طاعت نکند خدا را عز و جل از ما نیست و تو ای مخاطب چون طاعت کنی خدا را از مائی که اهل بیت
پیغمبریم صلی الله علیه وسلم مردی برضا رضی الله عنه گفت بخدا سوگند تو بهترین آدمیانی فرمود ای
فلان سوگند مخور بهتر از من است هر که پرهیزگارتر است و طاعت کننده تر است مر خدای را عز و جل
بخدا سوگند این آیت منسوخ نشود إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ
و نیز مردی برضا گفت رضی الله عنه بر روی زمین یکی نیست شریفتر از تو جهت پدران فرمود که تقوی
شریفتر ساخت پدران ما را و بود رضا سیاه فام مانند پدرش کاظم رضی الله عنه و در انساب است
رضا علی بن موسی رضی الله عنهما از اهل علم و فضل بود با وجود شرف نسب و خلل در روایات او از
راویان اوست و وفات رضا رضی الله عنه در قریه سنایا و طوس که امروز مشهد مقدس گویند
از رستاق نوقان و دفن وی در دار حمید بن قحطبه طائی در قبه که در وی هارون رشید مدفون است
از جانب قبله و آن روز جمعه بست و یکم رمضان و بقولی آخر صفر بود سنه ثلاث و مائتین و بقولی سنه
ثمان و مائتین و اولاد رضا رضی الله عنه موسی و محمد تقی و فاطمه بود موسی هیچ عقب نگذاشت

وعقب از اولاد او تقی است **ذکر امام محمد جواد نقی رضی الله عنه** در رساله شیخ عبد الحق است از ائمه
اهل بیت ابو جعفر محمد جواد بن علی رضا است او را ابو جعفر ثانی گویند و در کنیت و نام با امام محمد باقر موافق
بود و لقب وی جواد و تقی است و قبر او ببغداد است با قبر جدش موسی کاظم زیر یک قبه او را مامون دختر
خود را ام الفضل بزنی داد و وی دختر مامون را بمدینه آورد و مامون در هر سال هزار هزار درهم بسوی
وی روانه میساخت و او را تعظیم میکرد و وفات یافت جواد محمد بن علی رضا رضی الله عنهما در سنه عشرین
و مائتین و عمر او بست و پنج سال بود و نماز کرد بر وی الواثق ابو جعفر هارون بن معتصم محمد بن هارون رشید
و مادر جواد جاریه بود نامش خیزران و در مرآت الاسرار است که نام مادرش ریحانه و یا سکینه است ولادتش
شب جمعه پانزدهم یا هفدهم رمضان سنه خمس و تسعین و مائه در مدینه واقع شد در زمان وفات پدر خود هفت سال
عمر داشت و مدت امامت هفده سال بود و در رساله مذکور است که روایت کرد جواد محمد بن رضا
رضی الله عنهما باسنادی که از پدران خود دارد تا امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی الله عنهم که گفت فرستاد مرا
پیغمبر خدا بیمن پس وصیت کرد مرا و گفت یا علی ما خاب من استخار و ما ندم من استشار هر که استخاره کند هرگز
زیانکار نشود و هر که کار بمشورت کند هرگز پشیمان نگردد یا علی لازم گیر بر خود راه رفتن در آخر شب زیرا که
پیچیده میشود زمین در شب که در روز آنچنان پیچیده نشود یا علی کاری که کنی در بامداد کن که حق تعالی برکت
داده است امت مرا در بامداد و هاد میفرمود هر که برادری یافت در دین خدای عز و جل خانه یافت در بهشت
و اعقاب از اولاد ابو جعفر ثانی محمد جواد از دو مرد است علی هادی بن محمد جواد و موسی بن محمد جواد اما موسی
از وی نسل ماند ولیکن بسیار نماند و اولاد وی در جانب ری و قم و نواحی آن موجود اند و اولاد جواد علی هادی
و موسی اند که مذکور شدند دیگر حسن و حکیمه و بریهه و امامه و فاطمه رضی الله عنهم اجمعین **ذکر امام علی هادی
نقی رضی الله عنه** در رساله شیخ عبد الحق است که از ائمه اهل بیت ابو الحسن علی هادی بن محمد جواد
رضی الله عنهم که معروف است بعسکری و لقب او نقی و زکی است مادر او ام الولد است نامش شمامه و
بقول اوآت مادر او ام الفضل بنت مامون است ولادت وی رضی الله عنه در ماه رجب سنه اربع عشر و مائتین
و بعضی گویند در روز عرفه و مولد او در مدینه بود و وفات در سر من رای روز دوشنبه اواخر جمادی الآخر

و بقولی دوم رجب سنه اربع و خمسین و مائتین و دفن کرده شد در سرایش که بسامرا بود در شارع یعنی شاهراه
ابی احمد رشیدی و چون سعایت در حق او نزد المتوکل علی الله جعفر بن المعتصم بسیار شد متوکل او را از مدینه
ببغداد آورد و از آنجا بسر من رای فرستاد و اقامت در آن مقرر گردانید پس وی رضی الله عنه بسر من رای آمد
و مدت بیست سال و نه ماه در آنجا اقامت کرد و در زمان المعتز بالله وفات یافت المعتز بالله وی ابو عبد الله زبیر بن
متوکل است و مبایعت کرده شد او را روز شنبه ششم از محرم سنه اثنین و خمسین و مائتین و خلع و عزل کرد وی
خودش را پس از سه سال و شش ماه و بیست و دو روز و عسکری نسبت بعسکر سر من رای گویند که آن شهریست
که بنا کرد او را معتصم در وقتی که لشکر او انبوه شد و شهر بغداد بر وی تنگ آمد و مردم از اقامت او در وی متاذی
شدند پس درین موضع شهری بنا کرد و خود با لشکرش بآنجا انتقال نمود و عمارات خوب در آنجا ساخت و او را
سر من رای نام نهاد و او را سامره و سامرا نیز گویند از جهت نزول عسکر معتصم در وی و این واقعه در سنه
احدی و عشرین و مائتین بود و معتصم بالله وی ابو اسحق محمد بن رشید است و مادر او ماردة مولده کوفیه
است چون مامون گذشته شد معتصم بحکم ولایت عهد بخلافت بنشست و هشت سال و هشت ماه و هشت روز اسم خلافت
بر وی بود و در سنه احدی و عشرین و مائتین بسر من رای انتقال کرد و در ربیع الآخر سنه سبع و عشرین و مائتین
بسر من رای و او را خلیفه مثمن خواندند از فرزندان عباس رضی الله عنه هشتم بود از خلفای بنی عباس و مولد
او در سنه ثمان و سبعین و مائه بود و خلافت او هشت سال و هشت ماه و هشت روز و فتوح مشهوره وی
هشت بود و هشت هزار غلام داشت و عمر او چهل و هشت سال بود غرضکه عدد هشت در خلق بسیار جمع شده بود و اهل
بغداد از بی ادبی غلامان او بفریاد آمدند و پراگنده خواستند شد سر من رای بنا کرد و بآن موضع با لشکر
خود انتقال کرد و ابو الفتح همدانی رحمة الله علیه گفته که سر من رای بضم سین و فتح آن نام شهری مشهور است
بعراق این چنین نقل کرد امام نووی رحمة الله علیه و در انساب گفته که چنین آورده اند که متوکل در اول خلافتش
بیمار شد و نذر کرد اگر به شوم و تاثیر کثیره تصدق کنم چون به شد نزد هادی علی بن محمد جواد رضی الله عنهما کس
فرستاد و فتوای خواست که چه مقدار و تاثیر تصدق کند تا از عهده برآید گفت وی رضی الله عنه هشتاد و سه
دینار تصدق کند و از عهده برآید قومی ازین معنی تعجب کردند و بر وی تعصب نمودند و بمتوکل گفتند که بپرس

از وی با امیر المومنین که این از کجا فهمیده هادی رضی الله عنه رسول را بتوکل باز فرستاد که با امیر المومنین گو که من
این را از انجا گفته ام که حق سبحانه گفته است لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
الا به پروردگار تعالی مبفرماید و خطاب به پیغمبر و صحابه صلی الله علیه وسلم و رضی الله عنهم میکند که شما را نصرت دادم
در جاهای کثیره و بجا اهل بیت ما روایت کرده اند رضی الله عنهم که مواطن در وقایع و سرایا و غزوات هشتاد و سه
موطن بود یعنی که در حنین هشتاد و سیوم موطن بود از این مواطن هر چند زیاده کند امیر المومنین در کار خیر سود مند تر
بود در دنیا و آخرت و بود هادی ابو الحسن علی بن جواد رضی الله عنهما متعبد فقیه امام و از وی بتردد متوکل است
کردند و گفتند که وی در منزل سلاح نگاه میدارد و در همش انداخته که وی طلب خلافت میکند پس کس را فرستاد
تا یکایک بروی در منزلش در آمد او را دید تنها در خانه بروی مردم بسته و جامه مونینه پوشیده و پشمینه بر سر پیچیده
و مستقبل قبله نشسته و هیچ بساطی در میان وی و میان نیست جز ریگ و سنگریزها نیفگنده بآیات قرآن در وعده
و وعید ترنم میکند بر همین صفت او را برداشتند و نزد متوکل آوردند چون در آمد بدو تعظیم کرد و در پهلوی خود
نشاند و گفت از شعر بخوان که خوش آید مرا فرمود من شعر کمتر روایت کنم گفت ناچار تو را شعری باید خواند پس چند
بیت بر خواند مشتمل بر مذهب جمال حیاران که ایشان را از جاهای بلند عقله هادی گویند که تقریر نموده و از مرغزی که پیرامن آنجا اقامت کرده اند
فرود آرند و بصید خواری در زیر زمین بر نهاد آواز برآید که آن تحتها چه شد و آن تاجها کجا رفت و آن حلها کو و آن
رو های تر و تازه که پرده ها پیش آن میکشیدند کجاست از قبر جواب آید که آنها همه فانی شد و بر باد رفت و آن
رو ها را کرم خورد و خاک شد حاضران همه بگریستند و گمان بردند که مبادا همین ساعت بلائی بر سر آید و متوکل
بگریه در آمد و گفت یا ابا الحسن هیچ وامی بر خود داری فرمود دارم چهار هزار دینار پس متوکل بدفع چهار هزار
دینار بروی حکم کرد و او را معزز و مکرم بمنزلش باز گردانید و نسل از اولاد علی هادی و را ابو محمد حسن بن علی هادی
که او را عسکری ثانی گویند و در برادر وی ابی عبد الله جعفر بن علی هادی باقی ماند و اما برادر ایشان ابو جعفر محمد
بن علی هادی بجانب حجاز اراده نهضت نمود و بهمدر حالت حیات برادرش حسن عسکری سفر کرده بود چون بقریه
قریه که بالاتر از موصل است بهفت فرسنگ رسید هم در سواد آن وفات یافت و قبر شریفش نیز همانجاست
و بروی مسجدی بنا یافت در مرآت است که در کیفیت باعلی مرتضی و علی مرتضا موافق بود و نه با بران ابا علی هادی

ابوالحسن ثالث گویند و القاب شریفش نقی و هادی و عسکری و ناصح و متوکل و فتاح و مرتضی است امام ابوالحسن
علی نقی در زمان وفات پدر خود امام محمد تقی شش ساله بود **ذکر امام حسن عسکری رضی الله عنه**
در رساله شیخ عبدالحق است که از ائمه اهل بیت ابو محمد حسن بن علی عسکری است رضی الله عنهم مادر او ام الولد بود نامش
سوسن سمانه و ولادت وی رضی الله عنه روز دوشنبه دهم ربیع الاول سنه احدی و ثلثین و مائتین
در مدینه واقع شد و وفات وی در ربیع الاول سنه ستین و مائتین روز جمعه ششم ماه مذکور یا هشتم ماه مذکور
و بعضی خبر آن گویند از سنه مذکوره بسر من رای و دفن کرده شد در پهلوی پدرش درین بلده و اقامت او و پدرش
درهمین بلده بود و بعضی گویند که مشهد علی هادی در قم است و این قول صحیح نیست صحیح آنست که در قم مشهد
فاطمه بنت موسی بن جعفر بن محمد است رضی الله عنهم و منقول است از رضا علی بن موسی رضی الله عنهما که گفت هر که
زیارت کند قبر فاطمه بنت موسی را او را بهشت روزی شود و حسن عسکری رضی الله عنه نزد امامیه والد
ابوالقاسم محمد منتظر صاحب سرداب است و مدت بقای حسن عسکری بعد از پدرش علی الهادی رضی الله عنهما
شش سال است و نگذاشت حسن عسکری رضی الله عنه ولدی را نه ظاهر و نه باطن غیر از ابوالقاسم محمد در مرآت
است که کنیت وی با امام حسن بن علی بن ابیطالب موافق بود و لقبش زکی و عسکری و خالص و سراج است
وی روز جمعه هشتم ربیع الاول یا آخر سنه ستین و مائتین در زمان سلطنت معتمد خلیفه بنی عباس بفردوس
اعلی نقل فرمود و مدت عمر شریفش بیست و نه سال و بقولی بیست و هشت سال و ایام امامتش هفت سال بود
یک پسر داشت که امام محمد مهدی باشد **ذکر امام محمد مهدی رضی الله عنه** در رساله شیخ عبدالحق
است ابوالقاسم محمد منتظر که مسمی است بقایم نزد امامیه مولدش رضی الله عنه شب جمعه نصف شعبان است
سنه خمس و خمسین و مائتین مادر او ام ولد است که او را نرجس میگفتند و او در وقت وفات پدرش شش ساله
و یا پنج ساله بود و امام یافعی در تاریخش ذکر کرده که سنه خمس و ستین و مائتین وفات یافت محمد بن حسن عسکری
ابوالقاسم که او را امامیه حجت و قایم و مهدی و منتظر و صاحب الزمان لقب کنند و وی نزد ایشان خاتم دوازده
امام است و زعم ایشان آن است که وی در سر من رای در سرداب در آمد و مادرش میدید که می در آید دیگر پیش
مادر بیرون نیامد و این در سنه خمس و ستین و مائتین بود و بعضی گویند در سنه ست و ستین و مائتین و این قول

صحیح تر است و وی بر عم ایشان تا این زمان پنهان است و چون ابی عبد الله جعفر بن ابو الحسن علی هادی انکار
کرد که برادرش ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه فرزندی نگذاشت و دعوی کرد که برادرش حسن عسکری رضی الله عنه امامت
بوی داده او را در این دعوی کذاب نام کردند و وی معروف است باین لقب و این جعفر بن علی هادی را پسر علی
علی بن جعفر و این علی را پسر بود عبد الله و جعفر و اسمعیل و از ایشان نسل باقیست و ابو محمد حسن عسکری و والد او
محمد رضی الله عنهما معلوم است نزد خواص اصحاب و ثقات اهل بیش و روایت کرده اند که حلیمه بنت ابی جعفر محمد
جواد رضی الله عنه که عمه ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه باشد حسن عسکری را دوست میداشت و دعا میکرد
و تضرع مینمود که او را پسری بوجود آمده به بیند و ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه جاریه را برگزیده بود
که نرجس میگفتند چون شب نصف شعبان سنه خمس و خمسین و مائتین عمه وی حلیمه نزد ابو محمد حسن عسکری آمد و او را
دعا کرد و حسن عسکری التماس نمود که یا عمه یکی امشب نزد ما باش که کاری در پیش است حلیمه با التماس حسن عسکری شب
در خانه ایشان بایستاد چون وقت فجر در رسید نرجس ندبدوزه مضطرب شد حلیمه بر نرجس آمد مولودی
دید بوجود آمده مختون مفروغ عنه یعنی ختنه کرده شده و فارغ از ختنه و کار مشت و شوکه مولود را کنند
مولود را بر حسن عسکری آورد وی بگرفت و دست بر پشتش و چشمانش فرود آورد و زبان خود را در
دهنش در آورد و در گوش راست او اذان و در گوش چپ اقامت گفت و گفت یا عمه ببر او را پیش مادرش
پس حلیمه او را بمادرش سپرد و حلیمه میگوید بعد ازان پیش ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه آمدم مولود را پیش وی
دیدم در جامه های زرد و او را نوری و عظمتی دیدم که دل من تمام گرفتار او شد گفتم سیدی بچه علمی و اری
بحال این مولود مبارک که آن علم را بر من القا کنی گفت یا عمه این مولود منتظر ما است که ما را بدان بشارت داده
بودند حلیمه گفت پس من بر زمین افتادم و بشکرانه آن بسجده در رفتم و دیگر نزد ابو محمد حسن عسکری آمد و رفت میکردم
روزی نزد وی آمدم مولود را ندیدم پرسیدم ای مولای من ان سید و منتظر ما چه شد فرمود او را سپردیم
بانکس که مادر موسی علیه السلام موسی را بوی سپرده بود و روایت کرده شده است از ابو الحسن صادر رضی الله عنه
که از وی پرسیدند که چه چیز است نام قایم شما فرمود ما را حکم کرده اند که پیش از ولادت وی نام وی نبریم
پس شیعه امامیه بر انند که ابو القاسم محمد بن حسن عسکری رضی الله عنهما امام قایم اوست و عمر او نزدوه سال شد

رضی الله عنه پنج ساله بود و درین عمر او را حق تعالی حکمت و فصل خطاب داد و گردانید او را آیتی برای اهل عالم چنانچه یحیی و
عیسی علیهما السلام در حالت صبا کتاب داد و نبوت داد او را عمر دراز بخشید چنانچه خضر علیه السلام را بخشید و هم
شیعه امامیه گویند که قایم مهدی شهید وی در سر من رای است و اولاد جعفر بن علی هادی بن محمد جواد
بن علی رضا را بنو الرضا گویند و اینها جماعه کثیر اند و ام این جعفر ام ولد بود و قبر او در سرای پدرش است در سامرا
و وی چهل و پنج ساله از عالم رفت سنه احدی و سبعین و مائتین و تمامه اولاد این جعفر بعضی منتشر و بعضی منقرض
شانزده تن بودند و گفته اند که این جعفر پیش از موت خود از آن دعوی که برادرش او را امام گردانیده است
برگشت و تائب شد و علی بن جعفر صادق رضی الله عنه نیز با برادرش محمد بن جعفر صادق بمکه ظهور کرده بود و پستر
انابت کرد و بدین امامت رجوع نمود و شیخ علاء الدوله احمد بن محمد سمنانی قدس الله روحه در ذکر ابدال
و اقطاب میگوید که بتحقیق رسید بمرتبه قطبیت محمد بن حسن عسکری رضی الله عنه و عن آبائه الکرام ائمه اهل بیت
الطهارة و وی در وقتی که مختفی شد داخل زمره ابدال بود پس ترقی کرد درجه درجه و طبقه طبقه تا آنکه سید
افراد گشت و قطب در آن زمان علی بن حسین بغدادی بود چون وی درگذشت و در شونیزیه دفن کرده شد
محمد بن حسن عسکری بر وی نماز گذارد و بجای وی بنشست و تا نوزده سال در مرتبه قطبیت باقی ماند پس
حق تعالی او را بروح و ریحان ازین عالم درگذرانید و عثمان بن یعقوب جوینی خراسانی را در آن مقام برپا کرد
و نماز کرد و وی و جمیع اصحاب وی بر محمد بن حسن عسکری و دفن کردند او را در مدینه رسول صلی الله علیه و سلم و چون
جوینی وفات یافت احمد کوچک از اولاد عبد الرحمن بن عوف بجای وی نشست وی در عجم تربیت یافته بود و بر
جوینی نماز کرد و قبرهای این مذکورین پست است پیوسته بر زمین و بنائی ندارد و غیر ایشان آنها را نشناسند
و ایشان هر سال زیارت آنها بکنند و یک تن از اقطاب در طراج که قریه ایست در کوه مابین بسطام و دامغان
پیش از ظهور نبوت آن سرور صلی الله علیه و سلم دفن کرده اند و این جماعه مامور اند بمتابعت انبیا علیهم الصلوة
والسلام و تمسک بشرایع ایشان و اقرار بکلمتین شهادت و ایشان را بدلا اند در آدمیان که ایشان آن
بدلا را بشناسند و لیکن بدلا ایشان را نشناسند و بلال رضی الله عنه در زمانه پیغمبر صلی الله علیه و سلم از جمله بدلا
سبعه بود چنانچه در آسمان دو قطب اند قطب جنوبی و قطب شمالی و نزدیک ترین کوکبها بقطب جنوبی سهیل است

وقطب شمالی جدی حق تعالی و مدین نیز دو قطب ساخته و هر یکی را مرتبه تعین نموده و پس مرتبه قطب ارشاد مرتبه
سهیل است که بزرگترین کواکب است از روی جرم و ضوء و نفع و قلب وی بر قلب محمد صلی الله علیه وسلم
چنانچه قلب قطب ابدال اقطاب بر قلب اسرافیل است علیه السلام و مرتبه قطب ابدال مرتبه جدی است مخفی
از چشم اکثر دوران و قطب مبارکه حق سبحانه زمان ما را بوجود عزیز وی مشرف گردانیده است عماد الدین
عبد الوهاب بارسینی است و بارسین قریه ایست از قریه های قزوین قریب بابهر حق تعالی او را بر تخت مرتبه
قطبیت بعد وفات عبد الله شامی قدس الله تعالی روحه در ربیع الآخر سنه ست عشر و سبعمائه منشاند و عمر وی هفتاد
و شش بود پس حق تعالی عمر دیرا دراز گردانید و وجود شریف او را میان خلایق و حوادث سدی ساخت
و این قطب نهم است از اقطاب از زمان حضرت صلی الله علیه وسلم تا زمان ما تا اینجا کلام شیخ علاء الدوله
سمنانی است رحمه الله و او را در اینمعنی کلام و رازتر ازین کلام است والله اعلم و بعضی از کبراء
عسر خار حمهم الله گفته اند لبسا باشد که القا کند شیطان بر آدمی اصل صحیح را که صحت او شکی ندارد و چون
بداند شیطان پیدا میسازد در نفس آدمی را ازین اصل معانی مهلکه که قدرتش بر آن نباشد چنانکه القا
کرد اهل بدع و هوا را خصوصا شیعه را علی الخصوص امامیه ایشان را اصول صحیحه را که در آنها شک ندارند پس تر
عارض شد بر ایشان تلبیسی که تفقه کرد در وی نفوس ایشان فقهی نفسانی و استنباط کرد نفوس ایشان
ازان شبهات امور را که شیطان ازان گمراهی بیاموزد چه شیاطین جن را قوتهای که در نفوس انسانی باشد
نباشد چنانچه اول از راه محبت اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین بر ایشان درآمد و این اصلی صحیح است و روشنتر
و بلندترین چیزهای است که بدان تقرب بخدا جوینده عزوجل ولیکن از حد اعتدال تجاوز کردند تا آنکه بغض صحابه
و سب ایشان و انکار فضایل ایشان رضی الله عنهم کشید با آنکه محبت ایشان نیز از بلندترین موجبات محبت
الهی است عزوجل خیال کردند که اهل بیت سزاوارتر و لایق تر بودند از ایشان باین مناصب دنیاویه پس خود
گمراه شدند و دیگران نیز گمراه کردند چنانکه شیطان دران مسایلی که ایشان دارند شاگرد ایشان شد ببین
که غلو در دین تا کجا ایشان را رسانید و از حد برآورد و قضیه برعکس نشست و هم در رساله مذکور است که سید
سلطان حسین رض از سید الشهداء حسین بن علی از امیر المؤمنین علی رض می آرند که گفت گفت رسول صلعم

انکه بعد از من دوازده تن باشند اول ایشان تو ئی ای علی و آخر ایشان مهدی که فتح کند حق تعالی بر دست
وی مشارق ارض و مغارب آن را و در حدیث ابی عبد الله جعفر صادق رض و عن آبائه امیر المومنین علی
می آرند که گفت گفت رسول صلعم دوازده تن اند از اهل بیت من که داده است حق تعالی ایشانرا فهم و حکمت من
و پیدا کرده است ایشانرا از طینت من پس وای بر منکران ایشان بعد از من و از و کیع رحمة الله علیه باسناد
وی از سید الشهدا حسین بن علی رضی الله عنهما می آرند که گفت از ما دوازده تن مهدی باشند اول علی بن ابیطالب
و آخر ایشان مهدی قایم بحق زنده میگرداند حق سبحانه بوی زمین را بعد از موتش و ظاهر میگرداند بوی
دین حق را بر همه دینها اگرچه ناخوش آید مشرکانرا و از ابی عبد الله جعفر صادق رضی الله عنه می آرند که گفت
از ما دوازده مهدیست شش از انها گذشته و شش دیگر باقی مانده میکند الله تعالی در ششم انچه دوست
دارد و در روایت کرده شده است از جعفر صادق رضی الله عنه که از وی حدیث کتاب الله و عترتی سوال کردند
که عترت کیست فرمود من و حسن و حسین و ائمه تا مهدی جدائی نکنند ایشان از کتاب خدا و جدائی نکند کتاب از ایشان
تا وقتی که در آیند بر رسول خدا بر حوض و منقول است از امام رضا رضی الله عنه که گفت اگر خوش داری که نجد ملاقی
شوی بجائی که بر تو هیچ گناهی نباشد زیارت کن حسین رضی الله عنه را و اگر بر حسین بگریی و اشکهای تو بر
رخسارهای تو روان شوند بیامرزد ترا خدا تعالی هر گناه را و اگر خوش داری که ترا ثواب انقدر باشد که آن یارا
که با حسین اهل بیت وی شهید گشتند و مثل ایشان بر روی زمین یکی نبود پس بگو هرگاه ایشانرا یاد آری
یَالَیْتَنِی کُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِیمًا ای کاش می بودم من در ان روز با ایشان
پس رستگاری می یافتم رستگاری عظیم و تحقیق فرود آمد بر حسین چهار هزار فرشته از برای نصرت او و او را
داده نشد مر ایشانرا نصرت پس این چهار هزار فرشته بر سر قبر او ببند بر ایشان موئی غبار آلوده تا روز
کیامت قایم رضی الله عنه پس با وی باشند و نصرت دهند و هم از امام رضا رض بروایت است که فرمود
هر که بار بر بندد بقصد زیارت من مستجاب شود دعای او و آمرزیده شود گناهان او و هر که مراد بقصد زیارت
کند گویا زیارت رسول خدا صلی الله علیه وسلم کند و بنویسد او را خدای تعالی ثواب هزار حج مبرور و هزار
عمره مقبول و من پیدران من در روز قیامت شفیع او باشند و این بقعه روضه ایست از ریاض جنت

وجای آمد و شد فرشتگان همیشه فوجی از ملایکه نزول میکنند از آسمان و نوبتی دیگر صعود تا آنکه نفخ کرده شود در صور
و بروایت میکنند از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم که گفت نزدیک باشد که دفن کرده شود گوشت پاره من در
زمین خراسان زیارت نکنند او را پس اندوهگین و درمانده مگر آنکه گشادی دهد او را حق تعالی و نه گناه گاری مگر آنکه
بیامرزد حق سبحانه گناهانش را و مثال این اخبار و آثار در زیارت اهل بیت اطهار بسیار نقل کرده اند و تربت امام رضا
تربت مبارکی ست که خلایق آنجا طلب شفا نمایند و شفا یابند و از بعضی وزرای خوارزم آورده اند که بعلت خنازیر
گرفتار شده بود پس نذر کرد که چون به طوس رود به اقدام امام ﴿ ختم الیه زیارة ﴾ و تمام ﴿ قبر تسنا
الزائره یجلو العمی ﴿ قبة به قد یدفع الاسقام ﴿ قبر اذا حل الوفود ببقعه ﴿ رحلوا و محطت عنهم آثامهم ﴿ از رو او
موجود ﴿ اعیانها ﴿ ان عن عیون غیبت اجسامهم ﴿ و از بعضی کبار اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین آورده اند
که ورد عای خود میکنست اللهم العن الرفضة فانهم یهجونا و از امام زین العابدین رضی الله عنه آمده که گفت تیز ترین
ترین احوال که بنده بغضب الهی عز اسمه نزدیک باشد وقتی است که غضب میکند و هم از کلام امام زین العابدین
است که العافیة ملک خفی و هم از کلام اوست قنوطک اعظم من ذنبک نا امیدی تو از خدا بجهت گناه عظیم تر تو
از گناه تو و از روایات اوست رضی الله عنه که گفت میگوید خداوند سبحانه که چون عصیان کند مرا از خلق من
کسی را می شناسد مرا بر کرامم بر دی از خلق خود کسی را که نمی شناسد مرا و او از کلام اوست رضی الله عنه ای اهل عراق
دوست دارید ما را و دوستی اسلام و دوست داشتن شما ما را عار نباشد بر سانید شیعه ما که ما سود نخواهیم کرد
نزد خدا شما را و بد دوستی در راستی که دوستی ما یافته نمیشود مگر بورع این روایات از رساله شیخ عبد الحق محدث
دهلوی چیدیم و از طرف خود چیزی زیادت نکردیم **باب سوم در ذکر اصحاب** صفه و کشف المحجوب است
بدانکه امت مجتمع اند بر آنکه مر پیغمبر صلی الله علیه وسلم را گروهی بوده اند از اصحاب که اندر مسجد وی ملازم بودند و مهیا
مر عبادت را و دست کلی از دنیا بداشته و از کسب اعراض کرده و خدای عز وجل از برای ایشان با پیغمبر صلی الله
علیه وسلم خطاب کرد که وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ الآیه و کتاب ما
بفضائل ایشان ناطق است و پیغمبر صلی الله علیه وسلم را اندر فضائل ایشان اخبار بسیار است که بمقدار سیصد و سی

طرفی از ذکر ایشان در مقدمه کتاب گفته ایم و ابن عباس رضی الله عنه روایت کند از پیغمبر صلی الله علیه وسلم وقف
رسول الله علیه السلام علی اصحاب الصفة فرای فقرهم وجهدهم وطیب قلوبهم فقال صلعم ابشروا یا اصحاب الصفة
فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیه راضیا بما فیه فانه من رفقائی فی الجنة ترجمه این خبر آنست که چون پیغمبر صلی الله
علیه وسلم بر ایشان بگذشت و مر ایشان را بدید بایستاد و بخورمی دل ایشان را اندر فقر و مجاهدت بدید گفت
بشارة باد مر شما را و آنانکه پس شما بیایند بصفت شما و اندر فقر خود راضی باشند ایشان نیز رفیقان من اند
در بهشت یکی از ایشان منادی حضرت جبار و برگزیده محمد مختار بلال بن رباح رضی الله عنه و دیگر دوست
خداوند داور و محرم احوال پیغمبر ابو عبد الله سلمان الفارسی رضی الله عنه و دیگر سرهنگ مهاجر و انصار و متوجه
رضای خداوند جبار ابو عبیدة بن عامر بن عبد الله بن الجراح رضی الله عنه و دیگر گزیده اصحاب و زینت احباب
ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی الله عنه و دیگر سالک کنج علم و خزینه حلم ابو مسعود عبد الله ابن مسعود الهذلی رضی
الله عنه و دیگر متمسک درگاه حرمت و پاک از عیب و آفت عتبة بن مسعود برادر عبد الله رضی الله عنه و دیگر سالک
طریق عزلت و معرض از عصیان و زلت مقداد بن الاسود رضی الله عنه و دیگر داعی مقام تقوی و راضی بلاد
بلوی خباب بن الارت رضی الله عنه و دیگر در درج سعادت و بحر قناعت عتبة بن غزوان رضی الله عنه
و دیگر برادر فاروق و معرض از کونین و مخلوق زید بن الخطاب رضی الله عنه و دیگر خداوند مجاهدات اندر طلب مشاهدات
ابو کبشه مولای پیغمبر صلعم و دیگر عزیز تایب از کل خلق بحق آیت ابو المرثد کنانة بن الحصین العدوی رضی الله عنه و دیگر عامر
طریق تواضع سپرنده محجه تقاطع سالم مولی حذیفه الیمانی رضی الله عنه و دیگر قاصد درگاه رضا و طالب بارگاه
بقا اندر فنا صهیب بن سنان رومی رضی الله عنه و دیگر خائف از عقوبت و هارب از طریق مخالفت عکاشه
بن المحصن رضی الله عنه و دیگر زین مهاجرین و الانصار و سید بنی وقار مسعود بن ربیع القاری رضی الله عنهما و دیگر
اندر زهد مانند عیسی و اندر شوق بدرجه موسی ابو ذر جندب بن جنادة الغفاری رضی الله عنه و دیگر حافظ
انفاس پیغمبر صلی الله علیه وسلم و مر جمله خیرات را در خور عبد الله بن عمر رضی الله عنهما و دیگر اندر استقامت مقیم و اندر
متابعت مستقیم صفوان بن بیضا رضی الله عنه و دیگر صاحب همت و خالی از تهمت ابو الدرداء و عویم
بن عامر رضی الله عنه و دیگر متعلق درگاه رجا و گزیده رسول پادشاه ابو لبابه بن عبد الله المنذر رضی الله عنه

و دیگر کیمیای بحر شرف و مرد در توکل را صدف عبد الله بن بدر الجهنی رضی الله عنه و اگر جملهٔ ایشان را در کتابی
گرد آورد شیخ عبد الرحمن محمد بن حسین السلمی رضی الله عنه که از اقران طریقت کلام مشایخ بوده است تا بحثی
جمع کرده و احوال
صفه را مفرد گانه مناقب و فضایل و اسامی و کنای ایشان بیان آورده است اما مسطح بن اثاثه بن عباد را
از جملهٔ ایشان گفته و من میل او را دوست ندارم که ابتدای افک ام المومنین عایشه رضی الله عنها وی کرده بود
اما ابو هریره و ثوبان و معاذ بن الحارث و سائب بن خلاد و ثابت بن ودیعه و ابو عیسی و عویم بن ساعد
و سالم بن عمیر بن ثابت و ابو الیسر کعب بن عمر رضی الله عنه و وهب بن سیاف و عبد الله بن انیس و حجاج بن عمرو
و الاسلمی از جملهٔ اند ریک درجه بودند و بحقیقت قرن صحابه خیر قرون بود و اندر هر درجه که بودند از بر و فق بتفاوت
و فاضلتر بن همه خلق بودند از بهر انکه خدای تعالی مر ایشان را صحبت پیغمبر صلی الله علیه وسلم ارزانی داشته بود و
اسرار ایشان از جملهٔ عیوب نگاه داشته چنانکه پیغمبر صلعم گفت خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم الحدیث و خدای تعالی
گفت و السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار و الذین
اتبعوهم باحسان ذکر خواجه اویس قرنی در کشف المحجوب است آفتاب است و شمع
دین و ملت اویس قرنی رضی الله عنه از کبار مشایخ اهل تصوف بود و اندر عهد رسول صلی الله علیه وسلم بود
اما ممنوع گشت از دیدار پیغمبر صلی الله علیه وسلم بدو چیز یکی غلبه حال و دیگر حق والده و پیغمبر مر صحابه را گفت مردیست
از قرآن اویس نام او را نباشد بجمند و مقدار گوسفندان ربیعه و مضر شفاعت خواهد بود اندر امت من چون وی
بعمر و علی کرد رضی الله عنهما و گفت شما او را بینید مردیست پست و میان بالا و مرد شعرانی است و بر پهلوی چپ
او مقدار درم سفیدی از پیسی است و بر کف دست چپ همچنان و او را بعدد گوسفندان ربیعه و مضر شفاعت
باشد اندر امت من چون به بینیش سلام از من بدو رسانید و بگویید تا امت مرا دعا کند چون عمر رضی الله عنه بعد
وفات پیغمبر علیه الصلوات بمکه آمد و علی رضی الله عنه بادی بود اندر میان خطبه گفت یا اهل مکه تو مئوا اهل مکه بر
خاستند گفت از قرن کسی هست اندر میان شما گفتند بلی قومی را بدو فرستادند عمر رضی الله عنه
خبر از اویس پرسید گفتند دیوانه ایست اویس نام که اندر آبادانیها نشیند و با کس صحبت نکند و انچه مردمان
خورند او نخورد و غم و شادی ندارد چون مردمان بخندند او نگرید و چون بگریند او نخندد گفت میرا میخواهم

گفتند وی بصحرا است نزدیک اشتران ما امیر المومنین همراه علی برخاستند و بنزدیک وی شدند وی را یافتند اندر نماز بنشستند
تا فارغ شد و با ایشان سلام گفت و نشان کف دست و پهلو با ایشان نمود تا ایشان را معلوم شد و از وی
دعا خواستند و سلام پیغمبر را صلی الله علیه وسلم بدو رسانیدند و بدعا امت وصیت کردند زمانی پیش وی بودند
تا گفت رنج کشیدید اکنون باز گردید تا قیامت نزدیک است انگاه مرا آنجا دیداری بود که مر آنرا باز گشتن نبود
که من اکنون بساختن برگ راه قیامت مشغولم و چون اهل قرن باز گشتند وی را حرمتی و جاهی پدیدار آمد
از آنجا برفت و بکوفه آمد و هرم بن حیان روزی وی را دید نشانی که امیر المومنین عمر و علی گفته بودند از آن بشناخت
و از پس آن هیچ کس او را ندید تا بوقت فتن حروب علی رضی الله عنه انگاه بیامد و بر موافقت علی با عدای او حرب
میکرد تا روز صفین هفتدهم شوال در سنه سی و هفت یا نه هجری شهادت یافت عاش وحیدا و مات شهیدا
رضی الله عنه و از وی روایت آرند که گفت السلامة فی الوحدة سلامت اندر تنهایی بود از آنچه دل کسی که تنها بود
از اندیشه غیر رسته باشد و نیز هرم بن حیان رض از بزرگان طریقت بود و با صحابه کرام صحبت کرده بود و قصد کرد
که اویس را رض زیارت کند چون بقرن شد او را آنجا نیافت بمکه باز آمد و باز خبرش بکوفه یافت بکوفه رفت آنجا هم
نیافت مدتی در آنجا بود خواست که از آنجا ببصره آید در راه وی را یافت بر کناره فرات که طهارت میکرد مرقعه پوشیده
بشناختش چون از کناره رود بر آمد هرم بن حیان پیش آمد و او را سلام کرد او پس گفت علیکم السلام
یا هرم بن حیان هرم گفت مرا بچه شناختی که من هرمم گفت عرفت روحی بروحک زمانی بنشستند و مر او را نیز
باز گردانید هرم گفت بیشتر با من سخن از امیرین گفت یعنی عمر و علی رضی الله عنهما روایت کرد مرا از عمر و عمر از پیغمبر
صلی الله علیه وسلم که وی گفت انما الاعمال بالنیات لکل امرئ ما نوی فمن کانت هجرته الی الله و رسوله فهجرته الی الله
و رسوله و من کانت هجرته الی دنیا یصیبها او الی امرأة یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه انگاه مرا گفت علیک بقلبک بر تو باد
نگاه داشت دل از اندیشه غیر **ذکر امام اعظم** در تذکرة الاولیا و کشف المحجوب است امام امامان ابو حنیفه
نعمان بن ثابت النمر از رحمة الله علیه وی را اندر مجاهده و عبادت قدمی درست بود و اندر وصول این طریقت
شانی عظیم داشت و اندر ابتدا حال قصد عزلت کرده و از جمله خلق تبرا کرده خواست که از میان خلق بیرون
شود که دل را از ریاست و جاه خلق پاکیزه گردانیده بود و مهذب مر حق را ایستاده و روی از خلق بگردانید و صوفی

پوشید تا شبی بخواب بیند که استخوان پیغمبر را صلی الله علیه وسلم از لحد او گرد میکرد و بعضی را از بعضی امتیاز میکرد
از هیبت آن از خواب بیدار شد و از یکی از اصحاب محمد بن سیرین تعبیر خواب پرسید او گفت تو اندر علم پیغمبر و حفظ سنت
وی بدرجتی بزرگ رسی چنانکه اندران متعرف شوی و صحیح را از سقیم جدا کنی و دیگر بار به پیغمبر صلی الله علیه وسلم را
بخواب دید که او را گفت یا ابا حنیفه ترا سبب زنده گردانیدن سنت من گردید تا مدت عمر تو کم نکند و دیگر استاد بسیار کس بود
از مشایخ چون ابراهیم نخعی و فضیل عیاض و داود طائی و بشر حافی و غیر ایشان و اندر میان علما مشهور است
که در زمان ابو جعفر المنصور تدبیر کردند که ابو حنیفه و سفیان ثوری و مسعر کدام و شریک یکی را از ایشان قاضی گردانند
کس فرستاد تا جمله را حاضر گردانید امام گفت در هر یکی از شما بعد ازین چیزی بگویم گفتند صواب آید گفت من بحیلتی
این قضا را از خود دفع کنم چنانچه قصه ان مشهور است و مسعر خود را دیوانه ساخت و سفیان از راه بگریخت و شریک
قاضی شد و پس سفیان در راه بگریخت و مسعر خود را دیوانه ساخت و شریک قاضی شد تا ابو حنیفه بحیلتی نجات یافت این
حکایت دلیل قوت فرصت و سلامت بی راه و این نشان کمال حال وی است بر دو معنی یکی صدق فراستش اند
هر یکی و دیگر سپردن راه صحت و سلامت و خلق را از خود و در کردن و بجاه ایشان مغرور ناگشتن و آن حیلت این
که گفت ابو حنیفه ایها الامیر من مردی ام نه از عرب بلکه از موالی ایشان و سادات عرب بحکم من راضی نباشند ابو جعفر
گفت این کار را با نسب تعلق نیست این کار را علم باید و تو مقدم علماء زمانه گفت نشاییم این کار را و اندرین قول که
گفتم نشاییم این کار را اگر راست گویم خود نشاییم و اگر دروغ گویم در دروغ زن حرفضاء مسلمانان نشاید و تو
روا مدار که در دروغ گوئی را خلیفه خود کنی و نیز صاحب کشف المحجوب میفرماید که امروز جمله علماء مراین جنب معاملت را منکرند
از انچه با هوا آمیخته اند و از طریق حق رمیده خاصه خانه آمرا را قبله خود ساخته اند و سرای ظالمان را بیت المعمور
خود گردانیده و بساط جابران را با قاب قوسین او ادنی برابر کرده اند و هر چه بخلاف هوای ایشان بود همه را منکر
شوند فنعوذ بالله من علم الانصاف شیخ علی بن عثمان الخلابی صاحب کتاب بذکور گفت بشام بر روضه
بلال موذن رسول خدا خفته بودم و در خواب خود را بگرد دیدم که پیغمبر از باب جبی مشبیه در آمد و پیر بر او رکنار
گرفته چنانکه اطفال را گیرند بشفقتی من پیش وی دویدم و بر پشت پایش بوسه دادم و اندر تعجب بودم
که این پیر کیست پیغامبر علیه السلام بحکم اعجاز بر باطن و اندیشه من مطلع شد فرمود این امام تست و اهل دیار

تست یعنی ابوحنیفه وگویند چون داؤد طائی رحمة الله علیه علم حاصل کرد مقتدای عالمی شد نزد امام ابوحنیفه آمد
گفت اکنون چه کنم وی گفت علیک بالعمل فان العلم بلا عمل کالجسد بلا روح برو بکار بستن علم به عمل از نیکو علمی
که از عمل نباشد چون تنی بود که از جان نباشد و در مرآت الاسرار است سلسله نسب وی با نوشیروان
کسری میرسد و بقولی بکنار یک برادر وی کسری میرسد شیخ فریدالدین عطار گوید رحمة الله علیه که صفت کسی که بجهان
ستوده باشد و بهر ملتها مقبول که تواند گفت ریاضات و مجاهدات او و خلوت و مشاهدات او را نهایت نبود
و در اصول طریقت و فروع شریعت درجه رفیع و نظری نافذ داشت و بسیار صحابه مشایخ را دیده بود
چون انس بن مالک و جابر بن عبد الله و عبد الله بن اوفی و واثلة بن الاسقع و عبد الله بن جزء رضی الله عنهم
و با امام جعفر صادق رضی الله عنه صحبت داشت چنانچه خود گفته است لولا سنتان لهلک نعمان یعنی اگر
نبودی دو سال در خدمت امام هلاک میشد نعمان الگاه که بزیارت حضرت صلی الله علیه وسلم رفت سلام
گفت و از مرقد پاک آن سرور جواب علیک السلام شنید و در تقوی چنان بود که مقدار ناخنی گل در بازار
بر جامه او رسید بر دجله رفت و می شست یکی گفت ای امام مقدار معین نجاست را بر جامه رخصت هست
گفت آری آن فتوی است و این تقوی چنانچه رسول علیه السلام نیم گرده نان بلال را اجازت نداده که ذخیره
کند و زیاده از یکسال زنا را قوت بداد نقلست که سر زانو ابوحنیفه چون زانو شتر بود از بسیاری که در سجده
بودی نقلست که داؤد طائی گفت بست سال پیش ابوحنیفه بودم و در عبادت او انگاه داشتم در خلوت و ملا
سر بر سنه نه نشست و از برای استراحت پای دراز نکرد او را گفتم ای امام دین در حال خلوت اگر پای دراز
کنی چه باشد گفت با خدای ادب نگاه داشتن اولی تر در مرآت است امام شافعی گوید و میاید موالی بنی تیم بود
و در عرب قبیله ابوبکر صدیق را بنی تیم گویند و هم وی گوید در سن ثمانین بحجر در کوفه متولد شده بود و در سنه
خمسین و مائة در زمان ابوجعفر عبد الله دوانقی وفات یافت و در بغداد مدفون گشت رحمة الله علیه

ذکر امام شافعی در کشف المحجوب است که امام مطلبی و ابن عم بنی ابوعبد الله محمد بن ادریس الشافعی رحمة الله علیه
از بزرگان وقت بود در جمله علوم امام معروف بفتوت و کلام عالی و شاگرد امام مالک بود و ما بمدینه بود و چون
بعراق آمد اصحاب محمد بن حسن کرد رحمة الله علیه و همیشه در طبعش ارادت عزلت بود و طلب میکرد و تحقیق

این طریق را اگر دهی بدو افتد اگر دند و احمد بن حنبل از ایشان بود و اغلب بورزش امامت مشغول گشت و در اظهار
احوال از متصوفه و بدرش خشونتی میبود تا مسلمان را می را دید و تقرب کرد بعد از آن هر جا که رفت طالب
حقیقی او را باز وی آید گفت اذا رأیت العالم یشتغل بالرخص فلیس بکثیر شیء یعنی چون عالمی را بینی که بر مفسر
و تاویلات مشغول گردد بدانکه از وی هیچ چیز نیابد یکی از علماء روایت کند که پیغمبر صلعم را در خواب دیدم گفتم یا رسول الله
از تو بمن روایت رسیده است که خدا تعالی را در زمین او تاد اولیا و ابرار اند گفت آن راوی از من صحیح خبر است
رسانیده است گفتم یا رسول الله میخواهم که یکی را از ایشان به بینم رسول گفت صلی الله علیه وسلم که محمد ادریس
یکی از ایشان است و مرا بجز این مناقب بسیار است **و در تذکرة الاولیاء است** هم حجة الائمه
بر من قریش و هم مقدم من قدموا القریش در سیر وده سالکی در حرم میگفت سئلونی بکثیتم و در بانزده سالکی
فتوی میداد احمد حنبل صد هزار حدیث یاد داشت بشاگردی او احمد گفت در معنی این حدیث که مصطفی
علیه السلام فرمود که بر سر هر صد سال مردی را برانگیزانند تا دین من بتبرد او خلق آموزند و آن شافعی است
و بلال خواص گوید که خضر را پرسیدم که در شافعی چگوئی گفت او را و تا و است نقلست از کتاب مذکور که شافعی گوید
رسول علیه السلام را بخواب دیدم مرا گفت ای پسر تو کیستی گفتم یا رسول الله یکی از گروه تو گفت نزدیک آی نزدیک
شدم آب دهن بدهن من انداخت پس گفت اکنون برو که برکات خدا بر تو باد و همه دران ساعت علی مرتضی را
بخواب دیدم که انگشتری خود بیرون کرد و در انگشت من کرد تا علم مرتضی نیز بر من سرایت کرد شیخ ابو سعید رحمة
علیه نقل میکند که شافعی گفت علم همه عالم در علم من بر سکه علم من در علم صوفیان نرسید نقلست که یکبار
صوفیان در سی و ده بار برخاست و نشست گفتند چه حال است گفت علوی زاده بر در بازی میکند روا نبود
که در بر ابر من فرزند رسول الله آید و برنخیزم **و در مرآة الاسرار** است بایستی که بعد ابو حنیفه منقبت امام
مالک ذکر نموده بعد از ان احوال امام شافعی مینویشتم اول مانع انکه شیخ فرید عطار رحمة الله علیه احوال امام
مالک بعد از ذکر کرده است دوم انکه امام مالک بر شاگردی شافعی بسیار می نازید پس بهمین قدر منقبت وی
کافیست که همچو شافعی شاگرد داشت مدت امام مالک عبد الله انس در سنه تسع و تسعین و مائة و بقولی و فاتش
در سنه سبع و سبعین و مائة واقع شد و امام شافعی ارشاد و تربیت باطن بخدمت امام موسی کاظم یافته بود

رضی الله عنه و در سنه خمس و مائة آن شب که امام اعظم ابوحنیفه وفات کرد امام شافعی همون شب متولد گشت
و بتاریخ ۲۵ روز جمعه ماه رجب سنه اربع و مائتین در زمانه خلافت ابوالعباس عبدالله مامون بن هارون رشید
وفات یافت و در مصر مدفون گشت رحمة الله علیه **ذکر امام احمد حنبل** در کشف المحجوب است شیخ سنت و قاهر
اهل بدعت ابو محمد احمد بن حنبل رحمة الله علیه و این طبقه بجمله از فریقین وی را مبارک داشته اند و مخصوص بود بورع
و تقوی و حافظ حدیث پیغمبر بود و با مشایخ بزرگ صحبت کرده بود چون ذوالنون مصری و بشر حافی و سری
السقطی و معروف کرخی و مانند ایشان و ظاهر الکرامات و صحیح الفراست بود و آنچه امروز بعضی از متشبهه تعلق بدو کنند
آن بر وی افترا است موضوع و وی از آن جمله بریست و وی را اعتقادیست در اصول دین و مذهب وی پسندیده
جمله علماست و چون ببغداد معتزله غلبه کردند گفتند وی را تکلیف باید کرد تا قرآن را مخلوق گوید وی پیر و ضعیف بود
دستهایش بر عقابین کشیدند و هزار تازیانه بزدندش که قرآن را مخلوق گوید نگفت و اندرین بند ازارش بگشاد
دستهایش بسته بود و دو دست از غیب پیدا آمد بند ازارش به بست چون این برهان بدیدند بگذاشتند و هم
اندران جراحت وفات یافت و اندر آخر عهد قومی بنزدیک وی آمدند و گفتند چه گوئی اندرین قوم که ترا
رنجانیدند گفت چگویم از برای خداوند بزدند و پنداشتند که من بر باطلم و ایشان بر حق اند من بقیامت با ایشان
خصومت نکنم وی را کلام عالی است اندر معاملات و هر کسی که از وی مسئله پرسیدی اگر معاملتی بودی جواب گفتی
و اگر از حقایق بودی حواله بشر حافی کردی چنانکه روزی یکی بیامد و گفت ما الاخلاص قال الاخلاص هو الخلاص
من آفات الاعمال یعنی اخلاص آنست که از آفات اعمال خلاص یابی او گفت ما التوکل توکل چه باشد گفت الثقة بالله
باور داشتن خدای را عز و جل اندر رسانیدن روزی گفت ما الرضا رضا چه باشد گفت تسلیم الامور الی الله انا کما
خود بخداوند بسپاری گفت ما المحبة محبت چه باشد گفت این از بشر حافی بپرس که تا وی زنده است من این را
جواب نگویم و احمد حنبل اندر همه احوال ممتحن بود اندر حال حیات از طعن معتزله و اندر حال وفات از تهمت های شبه
تا حدی که اهل سنت و جماعت بر حال وی واقف نگشته اند و وی را تهمت کنند و وی از آن بریست والله اعلم
شیخ فرید عطار در **تذکرة الاولیا** میگوید که احمد در بغداد بودی اما هرگز نان بغداد نخوردی گفتی این
زمین را امیر المومنین عمر رضی الله عنه وقف کرده است بر غازیان و زر بموصل فرستادی تا از آنجا آرد

آوردندی ازان نان خوردی و چون وفات کرد و جنازه او برداشتند مرغان می آمدند و خود را بر جنازه او میزدند
تا دو هزار جهود و گبر و ترسا مسلمان شدند و زنارها میبریدند و نعرها میزدند و لا اله الا الله محمد رسول الله میگفتند
و محمد بن خزیمه گفت احمد را در خواب دیدم بعد از وفات که می لنگید گفتم این چه رفتار است گفت رفتن بدار
السلام گفتم خدای تعالی با تو چه کرد گفت بیامرزید و تاج بر سر من نهاد و نعلین در پای من کرد و گفت یا احمد این
از برای آنست که قرآن را مخلوق نگفتی پس فرمود مرا که بخوان بدان دعاهای که بتو رسیده است از سفیان
ثوری من بخواندم که یَا رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ بِقُدْرَتِکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ اغْفِرْ لِیْ کُلَّ شَیْءٍ وَلَا تَسْلُبْنِیْ فَقَالَ تَعَالَی وَتَقَدَّسَ
یَا اَحْمَدُ هٰذِهِ الْجَنَّةُ اُدْخُلْهَا فَدَخَلْتُهَا رحمة الله علیه **در مرآت** الاسرار است در منتخب التاریخ مینویسد که امام
احمد بن حنبل بن هلال بن اسد شیبانی در سنه ثلث و مائة متولد شده بود و در سنه ثلث و مائتین در
حبس ابو الفضل جعفر بن معتصم خلیفه وفات یافت رحمة الله علیه **ذکر چهار پیر** ذکر حسنین بعد ذکر حضرت
شاه یعنی علی مرتضی بالا گذشت اما چونکه ایشان اول پیر طریقت اند لهذا باز ذکر ایشان درین محل واجب دانستم
اول پیر امام حسن در کشف المحجوب است آن جگر بند مصطفی و ریحان دل مرتضی و قرة العین زهرا
ابو محمد حسن بن علی رضی الله عنه وی را اندرین طریقت نظری تمام بود و اندر دقایق عبارات خطی وافر تا حدی
که گفت اندر حالت وصیتش عَلَیْکُمْ بِحِفْظِ الْاَسْرَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ مُطَّلِعٌ عَلَی الضَّمَائِرِ یعنی بر تو باد بحفظ اسرار که خداوند
داننده ضمایر است و حقیقت این آن بود که بنده مخاطب است بحفظ اسرار همچنانکه بحفظ اظهار پس حفظ اسرار
از التفات باغیار باید و حفظ اظهار را مخالفت جبار همی آید و اندر حکایت یافتم که اعرابی در آمد از بادیه و وی
بر در سرای خود نشسته بود اندر کوفه وی را دشنام داد و وی برخاست و گفت یا اعرابی مگر گرسنه یا تشنه
شده یا ترا ضرری رسیده است و وی همچنان دشنام میداد که تو چنین و مادر و پدر تو چنین حسن رضی الله عنه
غلام را فرمود تا یک بدره سیم آورد و بدو داد و گفت یا اعرابی معذور دار که اندر خانه بجز این نبود و الا از تو
دریغ نداشتمی چون اعرابی این سخن بشنید گفت اشهد انک ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم من گواهی میدهم
که تو پسر پیغمبری و من اینجا تجربه حلم تو آمده ام و این صفت محققان مشایخ با سکر است که مدح و ذم خلق نزد ایشان
برابر بود و بجفا گفتن متغیر نشوند **دوم پیر امام حسین** آن شهید تیغ محبت و فنا آن مست شراب ما زاغ

البصر وما طغی ا و شمع جمع آل محمد و از جملهٔ خلایق مجرد و سید زمانهٔ خود ابو عبد الله حسین بن علی
کرم الله وجهه از محتشمان اولیا بود صاحب اقتباس الانوار گوید نقلست که شخصی بخدمتش سوال کرد که بندگی
چیست فرمود که نهایت بنده آنست که از اختیار خود برخیزد یعنی بذات احدیت چنان غرق گردد که خود را در میان
نه بیند و از سبع سنابل نیز نقل کرده است که روزی امیر المومنین حسین رضی الله عنه با جمعی از مهمانان بر سر خوان
نشسته بود خادمش با کاسهٔ آش گرم بمجلس در آمد و از غایت دهشت پایش بحاشیهٔ بساط بلغزید بر سر
مبارک شاهزاده افتاد و بشکست و آش بر رخساره شریف فرو ریخت امیر حسین علیه السلام از روی تادیب
نه از روی تعذیب درو نگریست بزبان خادم جاری گشت الکاظمین الغیظ امیرزاده فرمود خشم خود
فرو خوردم و باز خادم گفت والعافین عن الناس امام حسین گفت که عفو کردم و باز خادم گفت
والله یحب المحسنین امیرزاده گفت که از مال خود ترا آزاد کردم سوم پیر کمیل خواجه پیر کمیل بن
زیاد قدس سره از کاملان روزگار و مرشد زمانهٔ خود بود و مرید پاک اعتقاد و خلیفه علی مرتضی کرم الله وجهه
است کمالات و خوارق عادات او بسیار است در سلسله او اکثر شاه بازان خاستند بحدیکه خواجه
حسن بصری به آنکمال تولا بدوی نموده شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی در چهل مجلس میفرماید که روزی
امیر المومنین علی کرم الله وجهه بر اشتر نشست و کمیل زیاد را ردیف خود ساخت و علی رضی الله عنه را رسم
بودی که چون علوم و اسرار در باطن او موج زدی کمیل را پیش خود بنشاندی و اسرار گفتن گرفتی و بعضی
اوقات خواجه کمیل زیاد سوال کردی قال کمیل بن زیاد لعلی بن ابیطالب کرم الله وجهه گفت کمیل زیاد مر علی مرتضی
را ما الحقیقة حقیقت چیست فقال ما لک و الحقیقة فرمود علی مرتضی ترا با حقیقت چه کار است فقال اولست
صاحب سرک گفت کمیل مگر من صاحب سر تو نیستم فقال بلی فرمود هستی ولکن یترشح علیک ما یطفح منی
ولیکن چون دیگ سینهٔ من بجوش می آید بر تو میریزد فقال و مثلک لا یخیب سائلا پس گفت کمیل که مانند تو سائل
را محروم نگذارد بعد از آن اسرار حقایق و توحید به انواع طریق فرمود فقال الحقیقة کشف سبحات الجلال من
غیر اشارة پس فرمود که حقیقت کشف و اظهار کردن جلالت و بزرگی ذو الجلال است از غیر اشارت
که اشارت دوئی میطلبد و غیریت میخواهد و ان فی نفس الامر باطلست فقال زدنی فیه بیانا پس گفت کمیل زیاد

بکن برای من دران اظہار حقیقت بیان را فقال محو الموہوم و صحو المعلوم پس فرمود علی کرم اللہ وجہہ کہ محو
و ناچیز کردن امر موہوم و خلاف واقع را کہ وجود عالم اضافی سوائی حق باشد و بیدار بودن و دانستن امر معلوم
و محقق را کہ وجود حق باشد فقال زدنی فیہ بیانا پس گفت کمیل زیادہ بکن برای من دران جواب حقیقت بیان را
فقال ہتک الستر عند غلبۃ السر پس علی فرمود ہتک کردن و پردہ دریدن از سر و امر پنہان نزدیک غلبہ سر فقال
زدنی بیانا پس گفت کمیل زیادہ بکن فقال جذب الاحدیۃ بصفۃ التوحید پس فرمود علی مرتضی جذب کردن ذات
احدیت بصفت توحید فقال زدنی بیانا پس گفت کمیل زیادہ بکن برای من فقال نور یشرق من صبح الازل
فیلوح علی ہیاکل التوحید آثارہ پس فرمود علی مرتضی نور است کہ میدرخشد از صبح ازل پس ظاہر میشود بر
ہیاکل صور ہای توحید آثار آن نور فقال زدنی بیانا پس گفت کمیل زیادہ بکن برای من فقال اطفاء السراج قد
طلع الصبح پس فرمود علی مرتضی سنز دیکن و بکش چراغ را پس تحقیق طلوع کرد و ظاہر گشت صبح و احتیاج
بروشنائی چراغ نماند و حقیقت و ظہور خود محتاج بہ بیان نند در اینجا سخن بسیار است این ترجمہ از مرآۃ الاسرار
آوردم و عبارت عربی بر ورق کتابی یافتم و ہم مصنف مرآۃ الاسرار می آرد چنانچہ شیخ عبد الرزاق کاشی
قدس سرہ شرح آن نوشتہ است و ہم در چہل مجلس می آرد کہ روزی امیر المومنین فرمود کہ یا کمیل و بسینہ
خود اشارت کرد کہ در اینجا علمہا بسیار نہادہ اند اما اہل آن نمی بینیم کہ باد بگویم دران کہ دانائی و زیرکی
می بینیم میدانم کہ این علوم را دام و بنا جاہ خواہد کرد و در انکہ ورد دین و ترک جاہ می یابم دانائی و زیرکی
ندارد کہ این علوم فہم تواند کرد و این ہر دو در یک کس جمع نیافتم اما امید میدارم کہ حق تعالی خالی نگذارد
زمین را از کسانیکہ دلہائی ایشان باین علوم منور دارد و ایشان بغایت اندک باشند از روی عدد اما
زیادت از ہمہ باشند از روی قدر بعد ازان فرمود و آشوقا الی لقائہم و خواجہ کمیل زیاد در جمیع غزوات
و ہمہ وقت بخدمت علی کرم اللہ وجہہ حاضر بود و بعد از شہادت آنحضرت کرم اللہ وجہہ گوشہ عزلت
اختیار کرد و تربیتہا کہ از امیر المومنین یافتہ بود و دران مشغول گشت و مردان صادق الاخلاص را ارشاد می
نمود تا در زمان سلطنت عبد الملک بن مروان بتاریخ اثنی و ثمانین بدست حجاج بن یوسف شہید گشت
رحمۃ اللہ علیہ **چہارم پیر حسن بصری** آن پرورندہ ولایت نبوت آن کان حقیقت و قوت

ن بحر ورع و علم آن گنج عمل و حلم آن متفق علیه بصاحب حدای صدری امام المتقین ابوسعید خواجه حسن بصری
رحمة الله علیه در کشف المحجوب است امام عصر و فرید دهر ابو علی الحسن بن ابی حسن بصری رضی الله عنه و گروهی
کنیتش ابو محمد گویند و گروهی ابوسعید ویرا قدری و بزرگیست نزدیک اهل طریقت و لطیف الاشارات
بوده است اندر علم معاملت شیخ عبد الحق در رساله مذکور مینویسد که جامع الاصول آورده که ابوسعید
حسن بن ابی الحسن بسیار بصریست از بند میسان است مولی زید بن ثابت دو سال از خلافت عمر رضی
الله عنه باقی مانده بود که حسن بمدینه زائید و بعد از قتل عثمان به بصره قدوم آورد و عثمان رضی الله عنه
را دیده بود و بعضی گفته اند علی را بمدینه ملاقات کرده اما در بصره دیدن او علی را نرسیده چون علی به بصره
قدوم آورد حسن در وادی قری بود متوجه بصره و گویند طلحه و عائشه را دید اما سماع وی حدیث را از ایشان
بصحت نرسیده و جماعه دیگر از صحابه و خلایق کثیر از تابعین و غیرهم از وی روایت کرده در مرات است که ویرا
پیش عمر بردند وی رضی الله عنه گفت نام این حسن کنید که نیکو روی است و هم وی گوید که در اکثر کتب سلوک
منقول است که وی خلیفه علی مرتضی بود و با امام حسن بن علی علیهما السلام و خواجه کمیل زیاد نیز صحبت داشت
ویرا فضایل بسیار و مناقب بی شمار است انتهی مولانا فخر الدین در رساله فخر الحسن بتحقیق تمام بیعت و خرقه از
علی کرم الله وجهه ایشان را ثابت کرده اند در کشف المحجوب است اندر حکایت یافتم که اعرابی نزدیک وی آمد ویرا از
صبر پرسید گفت صبر بر دو گونه است یکی صبر اندر مصیبات و اندر بلیات است و دیگر صبر از چیزهای که خدای تعالی
از آن باز گشتن امر فرموده است و از متابعت آن نهی فرمود اعرابی گفت اَنْتَ زاهِدٌ ما رَأَیْتُ اَزْهَدَ مِنْکَ یعنی
تو زاهدی که هرگز زاهدتر از تو ندیدم و صابرتر نه حسن گفت یا اعرابی اما زهد ما بجمله رغبت است و صبر من
جزع اعرابی گفت تفسیر این سخن مرا بگو که اعتقادم مشوش گشت گفت صبر من بر بلایا اندر طاعت ناطق است
و ترس من از آتش دوزخ و این عین جزع بود و زهد من در دنیا رغبت است بآخرت و این عین رغبت
بود بخ بخ آنکه نصیب خود را از دنیا برگیرد تا صبرش مر حق را بود نه مر امن تن خود را از دوزخ و زهدش
مر حق را بود نه مر رسیدن خود را به بهشت و این علامت صحت اخلاص است و هم از وی روایت می آرند
که گفت رضی الله عنه اِنَّ صُحَّةَ الْاَشْرارِ تُورِثُ سُوءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیارِ هر که با بدان این طایفه صحبت کند

به نیکان این طایفه بدگمان شود و این قول سخت متفق است اندر خور اهل این زمانه که جمله منکر اند مر عزیزان
حضرت حق را در تذکرة الاولیا است که حسن بصری دایم خوف و حزن حق او را فرو گرفته و مادر وی از موالی ام سلمه
رضی الله عنها چون مادرش بکاری مشغول شدی حسن در گریه آمدی ام سلمه سینه مبارک خود در دهن او نهادی
و قطره چند پدید آمدی چندین هزار برکات و کرامات که حق تعالی در وی پیدا آورد از آن شیر بود ام سلمه رضی الله عنها
پیوسته دعا کردی خداوندا این را مقتدی خلق گردان تا چنان شد که صد و سی تن را از صحابه دریافت که هفتاد
از آن بدری بودند و ارادت او بحسن بن علی بود و در علوم رجوع بدو کرد و هم از وی نقلست که چون علی کرم
الله وجهه در بصره آمد مهار شتر بر میان بسته و سه روز مانده فرمود تا جمله منبرها را بشکستند و مذکران را منع کردند و بمجلس
حسن مخفی شده در آمد و سوال کرد که تو عالمی یا متعلم گفت من هیچ نه ام هر چه از پیغمبر علیه السلام بمن رسیده است
آنرا بخلق میرسانم مرتضی رضی الله عنه او را منع نکرد و فرمود که این جوان شایسته سخن است پس برفت خواجه
حسن دانست که او علی است از منبر فرود آمد عقبش روان گشت تا بدو رسید گفت یا امیر از بهر خدا مرا طهارت
کردن بیاموز جایی که آنرا باب الطشت گویند او را طهارت صوری و معنوی بیاموخت و برفت و یکبار
در بصره خشک سالی بود دویست هزار خلق برفتند باستسقا و منبری نهادند و حسن را بر منبر فرستادند تا دعا کند
حسن گفت اگر میخواهید تا باران آید مرا از بصره بیرون کنید چندان خوف بر وی غالب بودی که چنان نقل کرده اند
که چون نشسته بودی گفتی که مگر پیش جلاد نشسته است هرگز کسی او را خندان ندیدی و روی عظیم داشته
است که روزی مردی را دید که می گریست گفت چرا میگریی گفت بمجلس محمد کعب قرظی بودم وی نقل کرد
که مرد باشد از مومنان که بشومی گناهان چندین سال در دوزخ بماند گفت کاشکی حسن از آنها کشتی که بعد از هزار
سالش بیرون آرند از آتش و هم از وی نقلست که روزی این خبر میخواندند که آخر من یخرج من النار یقال له هناد
آخر کسی که از دوزخ بیرون آید ازین امت بعد از هشتاد سال هناد باشد گفت کاشکی حسن آن مرد بودی
و هم نقلست که حسن شبی در خانه می نالید گفتند این ناله تو از چیست با چنین روزگار که تو داری گفت از آن
میگریم که نباید بی علم و قصد من کاری رفته باشد یا قدمی بخطا جایی نهاده باشم که آن بر درگاه حق پسندیده
نبود پس حسن را گفته باشند برو که ترا بر درگاه ما قدری نماند هیچ طاعتی ترا قبول نخواهیم کرد

و هم ازو نقلست که بر بام صومعه چندان گریسته بود که اشک از ناودان روان شد یکی میگذشت بروی چکید گفت
آیا این آب پاکست یا نه حسن گفت بشوی که آب چشم عاصی است یکبار بنماز جنازه رفت چون مرده را دفن کردند
و خاک راست کردند حسن بر سر آن خاک نشست و چندان بگریست که خاک گل شد پس گفت ای مردمان اول
و آخر لحد است آخر دنیا گور است و اول آخرت گور است اَلْقَبْرُ مَنْزِلٌ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ چه می نازید بعالمی
که آخرش اینست و چرا نمی ترسید از عالمی که اولش اینست چون اول و آخر شما این است ای اهل غفلت کار
اول و آخر بسازید تا جماعتی که حاضر بودند چندان بگریستند که همه یک رنگ شدند و هم ازو نقلست که یک روز
بگورستانی بگذشت با جمعی گفت درین گورستان مردانی اند که سر همت ایشان بهشت بهشت فرو نمی آمده
است ولیکن چندان حسرت با خاک ایشان آمیخته است که اگر ذره از آن حسرت بر اهل آسمان و زمین عرض
کنند همه از هم فرو ریزد وقتی عمر بن العزیز نامه نوشت بدو که مرا نصیحتی کن چنانکه یاد دارم و آنرا امام خود سازم
حسن بنوشت که چون خدای با تست بیم از که داری و اگر خدای با تو نیست امید از که داری وقتی ثابت
بنانی رحمة الله علیه نامه نوشت که می شنوم که بحج خواهی رفت میخواهم که در صحبت تو باشم جواب نوشت که
بگذار تا در ستر خدای تعالی زندگانی کنیم که از بهم بودن عیب یکدیگر بحاصل آید و یکدیگر را بد شمردن گیریم وقتی سعید
جبیر در نصیحت میگفت سه کار مکن یکی قدم بر بساط سلاطین منه اگر همه محض شفقت بود دوم با هیچ زن پوشیده
بخلوت منشین اگر همه رابعه بود و تو او را کتاب خدای آموزی سوم هرگز گوش خود عاریت مده مزامیر را اگرچه
درجه مردان مرد داری که از آفت خالی نبود و آخر الامر زخم خویش بزند مالک دینار گفت از حسن پرسیدم
که عقوبت عالم چه بود گفت مردن دل گفتم مردن دل چیست گفت حب دنیا عبد الله گفت بامدادی برخاستم
تا بنماز جماعت روم بدر مسجد حسن آمدم در بسته بود حسن دعا میکرد و قومی آمین میگفتند گفتم یاران حسن اینجا اند
زمانی صبر کردم تا صبح بر آمد دست بر در نهادم باز شد در رفتم حسن را تنها دیدم متحیر بماندم چون نماز بگذاردم قصه
باو گفتم گفت با کس مگوی هر شب آدینه پریان می آیند من با ایشان علم میگویم و دعا میکنم و ایشان آمین میگویند
و هم ازو نقلست که او را در سفر شام حالی روی نمود که دل از جمیع مرادات ماسوی الله سرد گشت چون ببصره رسید
سوگند خورد که دیگر در دنیا نخندد تا عاقبت کارش معلوم شود پس خود را در انواع مجاهدات و عبادات انداخت

که در آن عهد کسی را بالا، آن ریاضات و مجاهدات ممکن نبود و در عزلت از همه مردم انقطاع کردی گفت حسن چرا بهتر
و مهتر از ماست بزرگی گفت از انکه امروز در جمله خلایق را بعلم او حاجت است و او را بخدا حق حاجت نیست پیام من و
بلوحاجت میدآند و او در دنیا از همه فارغ و وی در هفته یکبار وعظ گفتی و چون در مجلس رابعه را ندیدی ترک کردی
بعضی گفتند که چندین بزرگان و خواجه گان حاضر اند اگر پیرزنی نباشد چه شود گفت نقمه که ما از برای او مجلس میگیلان
ساخته باشیم در سینهٔ موران نتوان ریخت و چون در سخن گرم شدی روی برابعه کردی و گفتی اینها من حرارة
قلبک یا سیدتی این گرمی از گرمی دل تست کسی سوال کرد که بدین انبوهی که در وعظ تو حاضر میشوند شاد میشوی
گفت ما بکثرت شاد نشوم اما اگر درویش اهل دل حاضر شود شاد شوم سوال کردند که مسلمانی چیست و مسلمان
کیست گفت مسلمانی در کتابها است و مسلمانان در زیر خاک اند سوال کردند که اصل دین چیست گفت ورع گفتند
آن چیست که ورع را تباه کند گفت طمع باوی سوال کردند که طبیبی بیمار معالجه دیگران چون کند گفت اول علاج
خود کند بعده علاج دیگران و گفت شما سخن من میشنوید علم من شما را سود دارد و دلی عملی من شما را زیان ندارد
سوال کردند دلهای ما خفته است سخن تو در وا ثر نمیکند چکنیم گفت کاشکی خفته بودی که خفته را بیدار توان کرد
اما دلهای مرده است که هر چند می جنبانم زنده نمیشود کمالاو خوارق عادات خواجه حسن از ان قبیل نیست که در
مختصر گنجد او پیشوائی چندین اولیا و اصفیا بود رحمة الله علیه و سلسله هدایت و ارشاد او تا قیامت باقی است چون
وفاتش نزدیک رسید بخندید و هرگز کسی او را خندان ندیده بود و میگفت کدام گناه دارم و جان بداد و بهر کسی
او را بخواب دید گفت در حال حیات هرگز نخندیدی در وقت نزع آن چه حال بود گفت آوازی شنیدم یا مالک
الموت سخت بگیر که بهنوزش یک گناه مانده است مرا ازان شادی خنده آمد گفتم کدام گناه و جان بداد هم بر آن
در آن شب که او وفات کرد بخواب دید که درهای آسمان گشاده اند میگفتند که حسن بصری بخدا رسید و خدای
ازوی خشنود شد صاحب مرآة الاسرار از منتخب التاریخ مینویسد که در زمان هشام بن عبد الملک بن مروان
تا بسنه غزه و رجب سنه عشر و مائة ابو سعید حسن بصری در بصره وفات یافت مدت حیاتش هشتاد و نه سال
بود و روضهٔ شریف وی از بصره سه کروه واقع شده و خلیفه پنج داشت عبد الواحد بن زید و خواجه حبیب و شیخ عبد
ابن غلام و شیخ محمد واسع سوائی ایشان را بعد از نیز در خلفاء وی میسازند و لیکن تحقیق آنست که زن هر چند

بکمال برسد قابل ارشاد نمیشود و در اقتباس است چهار کس سر حلقه ارباب تصوف اند هر یک ازین از چهار امام
انتساب نسبت حاصل نموده اند یکی حسن بصری با علی مرتضی دوم ابراهیم ادهم با امام محمد باقر سوم بایزید
با امام جعفر صادق چهارم معروف کرخی با امام علی رضا رضی الله عنهم **ذکر رابعه بصری** در تذکرة الاولیا است
که وقتی رابعه بحج میرفت در میان بادیه کعبه را دید که باستقبال او آمده بود رابعه گفت مرا رب البیت باید بیت را
چکنم مرا استقبال مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا میباید کعبه را چه بینم مرا استطاعت کعبه نیست بجمال کعبه چه شادی نمایم
و هم ازو نقلست که حسن رابعه را گفت رغبت شوهر کنی گفت عقد نکاح بر وجودی وارد بود اینجا وجود کجاست
که من از آن خود نیم از آن اویم در سایه حکم او خطبه ازو باید کرد گفت ای رابعه این درجه بچه یافتی گفت بدانکه بچه یافتها را گم کردم
در وی حسن گفت او را چون دانی گفت یا حسن چون تو دانی ما بیچون دانیم وقتی چهار درم بکسی داد که گلیم
بخر آن مرد گفت گلیم سیاه یا سفید گفت درم باز ده باز گرفت و در دجله انداخت و گفت هنوز گلیم ناخریده
تفرقه پدید آمد نقلست که جمعی بامتحان پیش او رفتند که همه فضایل و کرامت بر سر مردان نثار کرده اند هرگز
پیغمبری بر هیچ زن نیامده تو این لاف از کجا میزنی رابعه گفت اینهمه که گفتی هست اما منی وجود پرستی اَنَا
رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی از گریبان هیچ زن بر نیامده است و هیچ زن هرگز مخنث نبوده است و مخنثی در مردان پدید آمده
است یکی از مشایخ بصره پیش رابعه آمد و مذمت دنیا کرد رابعه گفت تو عظیم دنیا را دوست داری و اگر نداشتی
ذکرش نکردی که شکننده کالا خریدار بود اگر تو از دنیا فارغ بودی به نیک و بد از وی یاد نکردی اما از آن یاد میکنی
که مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهُ هر که چیزی دوست دارد ذکرش بسیار کند و هم ازو نقلست که حسن بصری و مالک
دینار و شقیق بلخی در پیش رابعه بودند و در صدق سخن میرفت حسن گفت لَیْسَ بِصَادِقٍ فِی دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ
یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاهُ صادق نیست در دعوی خود هر که صبر نکند بزخم خداوند خود رابعه گفت ازین سخن بوی
منی می آید شقیق گفت صادق نیست در دعوی خود هر که شکر نکند بزخم خداوند خویش رابعه گفت ازین
باید مالک گفت صادق نیست در دعوی خود هر که لذت نیابد از زخم دوست خویش رابعه گفت ازین باید
ایشان گفتند اکنون تو بگوی رابعه گفت لَیْسَ بِصَادِقٍ فِی دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ یَنْسَ اَلَمَ الضَّرْبِ فِی مُشَاهَدَةِ
مولاه صادق نیست در دعوی خود هر که فراموش نکند الم زخم در مشاهده مطلوب خویش و ازین عجب نبود

که زنان مصر در یوسف و مشاهدهٔ ملوالم زنخدان در یافتند اگر کسی در مشاهدهٔ خالق مبین صفت بود چه عجب که در
رابعه در عبد خود بمعرفت و توحید مثل نداشت و معتبر روزگار وقت بود و بر اهل روزگار حجتی قاطع +

باب چهارم در ذکر بزرگان خانواده های مذکوره — ذکر خواجه عبدالواحد بن زید رحمة الله علیه

آن رئیس افراد وان پیشوای اوتاد واصل حمیم شیخ الاصل المتقل حضرت خواجه عبدالواحد بن زید قدس سره وی مرید و خلیفه بزرگ خواجه حسن بصری بود و شاگرد امام حسن بصری رضی الله عنه صد سال شیخ عبدالحق است شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری در الباس خرقه و اسناد آن از عبدالواحد بن زید فرموده است عبدالواحد بن زید در علم باطن انتساب بحسن بصری دارد و در خرقه بکمیل بن زیاد و کمیل ابن زیاد از علی بن ابی طالب رضی الله عنه صاحب مرآة الاسرار نقل میکند امام عبدالله در تاریخ یافعی نوشته است که او تا مدت چهل سال نماز خفتن را بوضوء صبح میکرد و هم از سیر الاولیا نقل میکند که وقتی جماعتی در دو نیشان بخدمت او نشسته بودند و گرسنگی بغایت اثر کرده و چیزی موجود نه که بخورند لاچار بخواجه عبدالواحد بن زید درخواست کردند که از طعای مطلوب است خواجه چون یاران را بی اختیار دید روی بسوی آسمان کرده مطلوب ایشان را بحضرت عزت درخواست نموده فی الحال دینارهای زر بار بدین گرفت فرمود همان مقدار ازین بستانید که طعا بقدر کفاف موجود شود همچنان کردند خواجه از ان طعا هیچ نخورد و امام عبدالله یافعی رحمة الله علیه در مکایات غریب از وی در روضة الریاحین نقل میکند از ان جمله بعضی نوشته می آید نقل است که عبدالواحد زید گفت زانوی مرا بیماری مثل رسیده بود و من بغایت آزار میکشیدم شبی اسناد م بجهت نماز پس طاقت نماند نشستم و سر در محراب خسپیدم ناگاه دیدم دختری در غایت حسن صورت در میان جمعی دختران نیک پیکر بجانب من نگاه کرده بآن دختران خطاب کرد که بردارید این را چنانکه بیدار نشود پس من می دیدم که مرا برداشتند فرمود که بساط نرم بگسترانید و بالین بنهید انها نهایت نهالی گسترانیدند که در دنیا آن قسم ندیده بودم و تکیهای سنبر بران بگسترنهادند و مرا بالای آن خوابانیدند و انواع عطریات و گلهای سبز من ریختند پس آن دختر قریب من آمد و دست خود بر جای درد بنهاد و مرا شفای کلی حاصل شد گویا هیچ آزار نرسیده بود و هم وی در روضة الریاحین نقل میکند که روزی مردم از اهل قریش نزد عبدالواحد زید

آمد از تنگی احوال خود شکایت کردند وی سر بسوی آسمان برداشت و گفت الهی سوال میکنم بنام تو که بلند است
و بزرگ میکنی بآن نام هر کرا میخواهی و اولیاء خود را در دل می افکنی آن نام برگزیده را اینکه روزی ده
مایان را از نزد خود همین وقت پس آوازی سخت از آسمان ظاهر شد و ویرا و پراگنده افتاد دینارها و
درمها برداشتند آن محتاجان دینار و درم را و کمالات و خوارق عادات وی بیشتر از آنست که در قلم آید وفات وی
در سنه ست و سبعین و مائة و در بهجة المعرفت است که وفاتش بیست هفتم صفر در سنه ثمان و سبعین و مائة در بصره واقع شد رحمة
الله علیه **ذکر خواجه حبیب عجمی رحمة الله علیه** وی مرید و خلیفه خواجه حسن بصری بود کرامات و ریاضات شامل داشت در رساله
شیخ عبد الحق است شیخ کبیر قدوة ارباب طریقت و حقیقت نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن عبد الله
الصوفی رحمة الله علیه در اجازت نامه که ببعضی از اصحابش داده گفته است که حبیب عجمی با حسن بصری صحبت
داشته و از وی علم طریقت گرفته و حسن بصری صحبت با صحابه رضی الله عنهم داشته و از ایشان علم طریقت
گرفته و این قدر بصحت رسیده و در کشف المحجوب و تذکرة الاولیاء است من مختصر از آن میگیرم شجاع طریقت
و متمکن شریعت حبیب العجمی رحمة الله علیه بلند همت و با قیمت بود و توبه او در ابتدا بدست حسن بصری بود اندر
اول عهد ربا خوردی و از هر جنس فساد کردی خدای تعالی ویرا توبه نصوح ارزانی داشت بعد از آن بخدمت
حسن آمد بر زبان حسن چیزی رفت که یکبارگی دل حبیب را غارت کرد پس توبه کرد و ارادت آورد
و لختی از علم و معاملت از حسن بیاموخت و مالها که جمع کرده بود همه را براه خدای تعالی صرف نمود و زبانش
عجمی بود بر عربیت جاری نگشته بود خدای تعالی ویرا بکرامت بسیار مخصوص گردانید تا بدرجه رسید
که بوقت نماز شام حسن بر در صومعه وی بگذشت و وی اقامت گفته بود و بنماز ایستاده حسن در آمد
دید که حبیب الحمد را الهمد میگفت اقتدا بدو نکرد و آن شب حسن حق تعالی را بخواب دید گفت بار خدایا رضا
تو چیست فرمان شد ای حسن رضاء من یافته بودی قدرش ندانستی حسن گفت بار خدایا آن چه بود
گفت تو اگر دوش از پس حبیب نماز میکردی من از تو راضی بودمی اما تو از راستی الحمد عبارت اندیشیدی
و از صحبت نیت باز ماندی پس تفاوتست از زبان راست کردن تا دل راست کردن و از وی
پرسیدند که رضاء خدای تعالی در چه چیز است گفت فی قلب لیس فیه غبار النفاق اندر دلی که در آن

سر حلقه خانواده حبیبان
پیشوای قادریه

عبار نفاق نباشد از انچه نفاق خلاف وفاق باشد در خاصین و نفاق نفلست واندر میان این طائفه معروفست
که چون حسن بصری از کسان حجاج بگریخت در صومعه وی پنهان شد گفتند یا حبیب حسن کجا بست گفت در صومعه من اند
صومعه رفتند حسن را ندیدند حسن گفت بهفت بار دست بر من نهادند و مرا ندیدند گفتند انچه حجاج با شما میکند سزای
شماست که دروغ میگوئید وی گفت راست میگویم اگر شما او را نه بینید مرا چه گناه تا سه نوبت اندر رفتند و
نیافتند و باز گشتند پس حسن بیرون آمد و گفت یا حبیب دانم که ببرکت تو مرا بدین ظالمان نه بخوهند چرا گفتی و حق
اوستادی من نگاه نداشتی و نشان دادی گفت ای اوستاد نه برکات من بود بسبب راست گفتن من تا ندیدند
اگر من دروغ گفتمی هر دو گرفتار شدیمی نفلست که روزی حسن بلب جله رسید حبیب نیز رسید و گفت یا امام چرا
ایستادی گفت کشتی و پیر نمیرسید گفت یا اوستاد من علم از تو اموخته ام صد مردمان از دل بیرون کن و دنیا را
بر دل سرد کن و بلا را بعنیمت شمر و کار ما از خدای بین پس پای بر آب نهاد و بر فت حسن بیهوش شد چون
بهوش باز آمد گفتند ترا چه شد گفت او علم از من اموخته است این ساعت مرا ملامت کرده اگر فردا آواز آید که بر
صراط العشین بگذرید اگر بمجنین فرو مانم چه توانم پس حبیب را گفت این منزلت بچه یافتی گفت من دل را سفید میکنم و تو
کاغذ را سیاه میکنی حسن گفت علمی نفع غیری و لم ینفعنی علم من دیگر از منفعت داد و دریغ و باشد که کسی را
گمان افتد که درجه حبیب بالا و درجه حسن بود و نه چنانست که هیچ چیز در راه خدا بالا، درجه علم نیست که فرمان آمد مصطفی را
وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا چنانچه در کلام مشایخ است که کرامات در جه چهار و هم است از طریقت و اسرار علم در درجه
شانزدهم بحمت انکه کرامات از عبادات بسیار خیزد و اسرار از تفکر بسیار و مثال این حال سلیمان بست که آن کار که
او داشت در علم کس نداشت در فرمان او دد و حوش و طیور و زبان مرغان مفهوم و کتاب از عالم اسرار او بست
موسی را داد و سلیمان بآن عظمت متابع موسی بود نفلست که احمد حنبل و شافعی نشسته بودند حبیب پیش ایشان احمد گفت
از دو سوال کنم شافعی گفت بنباید کرد از این قوم که ایشان قومی عجیب باشند چون حبیب پیش سید احمد گفت چه گوئی
در حق کسی که از بنج نماز یکی از وی فوت شده است و نمیداند که کدام است چه باید کرد گفت این دل کسی بود
که از خدای غافل بود و ادب باید کرد و هر بنج نماز را قضا باید فرمود احمد در جواب او متحیر شد شافعی گفت تا نگفتم
از این قوم سوال نباید کرد هفتم رمضان در سنه یکصد و بست فوت کرد ذکر فضیل بن عیاض

منهاج

وزبدة المقامات است در بیان خوارق
حسن بصری چون بعالم اسباب فرو آمده بود
باو بتوسط اسباب معاملة میفرمود چنانچه بتوسط
چون اسباب را در بست از نظر انداخته بود وی
توسط اسباب او را نزدیکی میکرد و ندا فضل حسن
راست که اضافت علم است عین الیقین و حق الیقین جمع
ساخته و اسباب را چنانکه بست دانسته و حکمت مستور ساخته اند
قدرت را در لباس پوشیده و نقاب علل حقیقی دارد
و حبیب حال حسن بر اندازه حقیقی نیافته بود و مطابق
بی انکه اسباب را بشناسد و بر اندازه حقیقی
فضل الاست زیرا که توسط اسباب
و ارتفاع کار این است

آن مقدمه نائبان آن معظم نائبان خواجه فضیل بن عیاض قدس سره مرید و خلیفه خواجه عبدالواحد بن زید بود در نفحات
که از طبقه اولی است و کنیت او ابو علی است و ابو الفیض باصل از کوفه است و گفته اند باصل از خراسان بوده است
از ناحیه مرو و گفته اند که بسمرقند زاده در باورد بزرگ شده کوفی الاصل است و نیز گفته اند که بخاری الاصل است
والله اعلم وفات او در محرم سنه سبع و ثمانین و مائة بوده فضیل عیاض گوید قدس سره که من حق سبحانه بر دوستی
پرستم که نشکیبم که نپرستم و هم از وست شیخ الاسلام گفت فضیل عیاض را پسری بود علی نام از پدر زیاده بود در زهد
و عبادت و ترس روزی در مسجد حرام نزدیک زمزم خواننده بر خواند و یوم القیامة تری المجرمین الآیه
بشنید زعقه بزد و جان داد شیخ الاسلام گفت از دوست نشان و از عارف جان در تذکرة الاولیاء است
فضیل بن عیاض از کبار مشایخ بود و عیار طریقت و در معرفت بی همتا بود اول حال او چنان بود که در میان
بیابان مرو و باورد خیمه زده بود و پلاسی پوشیده و کلاه پشمین بر سر نهاده و تسبیحی در گردن افگنده و یاران بسیار
همه دزد و راه زن هر مال که پیش او آوردندی او قسمت کردی که مهتر ایشان بود و آنچه خواستی نصیب خود
برداشتی در نسخه نام آن کالای و اسم آن شخص مسلوب مرقوم ساختی و هرگز از نماز جماعت دست نداشتی و هر خدمتگاری
که جماعت نکردی او را دور کردی روزی کاروانی عظیم می آمد و آوازه دزدان شنیده بودند مردی در کاروان
نقدی داشت گفت درین بیابان جائی پنهان کنم تا اگر کاروان بزنند نقد بماند در آن بیابان فرو رفت خیمه دید
و شخصی پلاس پوش با تسبیح و سجاده گفت نیکو یافتم زر باو سپارم آنجا رفت و حال گفت اشارت کرد که در خیمه بزد
بنهاد و بنزد کاروان آمد دزدان کاروان را زده بودند این مرد چیزی که از کاروان مانده بود برداشت
و روی بدان خیمه نهاد چون بدان خیمه رسید دزدان را دید که مال قسمت می کردند گفت آه زر بدست خود بدزد
دادم فضیل چون او را بدید آواز داد مرد ترسان ترسان آنجا رفت گفت بچه کار آمده گفت امانت میخواهم گفت از
همانجا که نهاده بردار برداشت و روی بکاروان کرد یاران فضیل گفتند که درین کاروان هیچ نقد نیافتم تو چرا
این باز دادی فضیل گفت این مرد بمن گمان نیکو برد و من نیز بخدای تعالی گمان نیکو برده ام من گمان او را راست
گردانیده ام تا حق تعالی بکرم خود گمان من راست گرداند تا بعد از آن کاروانی دیگر بزدند و مالها ببردند و بطعام
خوردن نشستند مردی از کاروانیان ایشان را گفت که مهتری نیست شما را گفتند هست گفت کجاست گفتند

بکنار آب نماز میگذارد گفت وقت نماز نیست گفتند تطوع میگذارد گفت چیزی نمیخورد گفتند روزه میدارد گفت
ماه رمضان نیست گفتند تطوع میدارد آنمرد را عجب آمد پس پیش فضیل شد و گفت روزه و دزدی و نماز بهم چکار
دارد فضیل گفت قرآن میدانی گفت دانم گفت این آیت بخوان وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا
صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا و در ابتدا بر زنی عاشق بود آنچه در راه زنی بدست آوردی وی را فرستادی و گاه
گاه پیش وی رفتی و در هوائی او گریستی اگر در کاروان زنی بودی بسبب محبت آن زن آن کاروان را
نزدی و مروتی و همتی در طبع او بودی یکی را که مایه کمتر بودی نگرفتی و هر کس را بمقدار مایه چیزی بگذاشتی و همه میل
او بصلاح بودی که نقلست از شیخ عماد الدین سهروردی روزی با جماعه یاران قریب کاروانی رسید یکی در میان
کاروان این آیه میخواند أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ ط آیا وقت نیامد
مومنان را که دل خفته ایشان بیدار گردد گفتی تیری بود که بر جان فضیل آمد وی را رقتی پیدا شد و از آن فعل توبه کرد و فریاد برآورد
و گفت آن وحان فتاب و اناب گفت آمد و تیر از حد گذشت سراسیمه و بیقرار روی بخرابی نهاد و جمعی کاروان آنجا
فرود آمده بود گفتند فضیل بر راه است نتوان رفت فضیل گفت بشارت مر شما را که او توبه کرد و امروز از شما
میگریزد و میگریست و جمله خصمان را خشنود گردانید انتهی در کتابی دیدم بو علی رازی گوید من فضیل را گاهی متبسم
نیافتم مگر وقتی که پسر او علی فوت شد پرسیدند فرمود هر کاری که حق دوست دارد من نیز بدان خوش باشم
احمد حنبل گفت از فضیل شنیدم هر که ریاست جست خوار شد گفتم مرا وصیتی کن گفت از تبع باش و متبوع مباش
بشر حافی گفت از وی پرسیدم که زهد بهتر یا رضا گفت رضا از برای آنکه راضی هیچ منزلت طلب نکند بالای منزلت
خویش و خواجه فضیل بکوفه آمد با امام ابو حنیفه صحبت داشت و بسیار اولیاء را دریافت بعد از آن بمکه رفت و عزلت
اختیار کرد و از وی آید مَنْ عَرَفَ اللَّهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ عَبَدَهُ بِكُلِّ طَاقَتِهِ هر که خدای را بحق معرفت وی بشناسد
بکل طاقت خود بپرستدش چه هر کرا دوستی زیاده بود حرص بر طاعت زیاده گردد و زیادتی دوستی
از حقیقت معرفت بود چون وفاتش نزدیک رسید دو دختر داشت عیال خود را گفت که چون مرا دفن کنید
ایشان را بر کوه ابو قبیس برید و بگوئید که الهی فضیل مرا وصیت کرد که ایشان را بتو سپردیم زن وی بعد از وفاتش همچنین کرد
در حال امیر یمن با دو پسر بگذشت و ایشان را بدید و احوالش پرسید هر دو دختر را با هر دو پسر خود نکاح کرد

و به یمن برد و وفات او در ماه محرم سنه سبع و ثمانین و مائة در مکه چنین واقع شد که مقری سورة القاری
خواجه در حال نعره بر دو جان بداد رحمة الله علیه چنانچه کسی گفته است تاریخ او مصرعی گفته هاتف یا محب نبی و حبیب الهی و وی هیچ خلیفه داشت
سلطان ابراهیم ادهم و شیخ محمد بن یزید شیرازی و خواجه سلطان و شیخ ابی رجا عطار و خواجه عبدالله شناری قدس الله اسرارهم

ذکر ابو سلیمان خواجه داود بن نصیر الطائی قدس سره

از طبقه اولی است از کبراء مشایخ و سادات اهل تصوف
بود و در زمانه خود بی نظیر در کشف المحجوب و نفحات است شاگرد ابو حنیفه و از اقران فضیل و ابراهیم ادهم و غیر ایشان بود و در
طریقت مرید حبیب راعی بود و در جمله علوم حظی وافر داشت و به درجه اعلی و در فقه فقیه الفقها بود و عزلت اختیار کرد
و از ریاست اعراض نمود و طریق زهد و تقوی پیش گرفت و ویرا فضایل بسیار است وی گفته مریدی را که ان اردت السلامة
سلم علی الدنیا و ان اردت الکرامة کبر علی الآخرة ای اگر سلامت خواهی دنیا را وداع کن و اگر کرامت خواهی بر آخرت
تکبیر گوی و از معروف کرخی قدس سره روایت کنند که گفت هیچکس را ندیدم که دنیا را در چشم وی قدر و خطر کمتر بود
از داود طائی که همه دنیا را و اهل آنرا نزدیک وی هیچ مقدار نبود و در فقرا بچشم کمال نگریستی اگرچه بر آفت بودندی
و هم در کشف و تذکرة الاولیا است و درین حکایات مشهور است که وی پیوسته اختلاط با امام محمد بن حسین داشتی
و امام ابو یوسف قاضی را نزد خود نگذاشتی او را گفتند این هر دو در علم بزرگ اند چرا یکی را عزیز داری و یکی را پیش خود نگذاری
گفت از آنچه محمد بن حسین از سر نعمت دنیای بسیار بعلم آمده است و علم سبب عز دین بود و ذل دنیا و ابو یوسف از سر
درویشی و ذل بعلم آمده است و علم را سبب عز و جاه خود کرده پس محمد نه چون وی باشد و نقلست جنید گفت
حجامی او را حجامت کرد دیناری زر بدو داد گفتند اسراف کردی گفت هر کرا مروت نبود عبادت نباشد لا دین لمن لا مروة له
نقلست که فضیل عیاض در همه عمر دو بار او را دیده بود و بدان فخر کردی یکبار که زیر سقف شکسته نشسته بود گفت
برخیز سقف خواهد افتاد گفت تا من درین صف ام این سقف را ندیده ام یعنی چنانکه فضول در سخن مکروه است همچنین
نظر بر غیر ما لا بد حرام است کانوا یکرهون فضول البصر کما یکرهون فضول الکلام دوم بار گفت مرا پندی ده گفت
از خلق بگریز نقلست بیست دینار زر از میراث یافته بود و در بیست سال می خورد مشایخ بعضی گفتند طریق ایثار
است نه نگاه داشتن او گفت من این قدر از آن نگاه دارم که سبب فراغت من است تا باین میسازم تا بمیرم
و هیچ از کار کردن نیاسود تا حدیکه نان در آب زدی و بیاشامیدی گفتی میان آشامیدن تا خائیدن پنجاه آیت

پیشوای قادریه

از قرآن میخوانم خواند پس چرا روزگار ضایع کنم ابوبکر عیاش گفت بحجرهٔ داود رفتم او را دیدم که پاره نان خشک در دست داشت
و میگریست گفتم یا داود چه بوده است ترا گفت میخواهم که این نان پاره بخورم و نمیدانم که حلال است یا حرام و از اول کار
در اندرون او جذبی غالب بود و پیوسته از خلق رمیده بود و سبب توبه او این بود که روزی شخصی ابیات عربی میخواند
معنی آنست یعنی کدام روی بود که در خاک ریخته نشد و کدام جسم است که در زمین بیخته نگشت در وی عظیم این معنی بوی
فرود آمد و قرار از وی برفت متحیر بدرس امام ابوحنیفه رفت امام او را بر حال ندید گفت ترا چه بوده است واقعه
باز گفت که دلم از دنیا سرد شده است و چیزی در من پدید آمده است که راه بدان نمیدانم و در هیچ کتاب معنی آن
نمی بینم بهیچ فتوی در نمی آید امام گفت از خلق اعراض کن داود طائی روی از جمیع مرادات بگردانید و در خانه معتکف
گشت چون مدت گشت باز بموجب فرمودهٔ امام در مجلس درس حاضر میشد و سخن نمیگفت چون یکسال برین
بگذشت دید کشود کار باطن ازین نمیشود پس بخدمت خواجه حبیب راعی رفت و کشایش او درین راه از وی شد پس
مردانه پا در راه نهاد و کتب را بآب داد و عزلت گرفت و امید از خلق منقطع کرد تا بمطلوب رسید و پیشوای قوم گشت
تا بمثل خواجه معروف کرخی از وی خرقه گرفت صاحب مرآة اسرار مینویسد بقول دیگر اکثر مشایخ پیر طریقت داود
حبیب عجمی بوده است و صاحب کشف المحجوب و نفحات و تذکرهٔ اولیا مینویسد که وی مرید حبیب راعی است و ایشان ابوحلیم
حبیب بن سلیم راعی از اصحاب سلمان فارسی بود و سلمان با وجود صحبت آنحضرت صلی الله علیه و سلم بصحبت
علی مرتضی نیز این طریق اخذ نموده است چون حبیب عجمی و حبیب راعی هر دو بزرگ بیکدیگر معاصر بودند از آنجهت
اختلاف واقع شده است ولیکن روایت اول اصح مینماید از آنکه در طریقهٔ قادریه و در شجرهٔ مشایخ این سلسله
داود طائی را خلیفهٔ حبیب عجمی مینویسند و غالب که از هر دو بزرگ استفاده گرفته باشد هر دو حال مقبول است
نقلست بست دینار از میراث پدر یافته بود تمام عمر از همون قوت خود ساخت و از هیچ کس محتاج نشد آن روز
که مبلغ مذکور خرج شدند وفات کرد و بعد از وفات از آسمان ندا آمد یا اهل زمین داود بحق رسید و حق
از وی راضی شد و آخر وقت وصیت کرد مرا پس دیواری دفن کنید تا کس پیش روی من نگذرد چنان کردند
وفات خواجه داود طائی در زمانهٔ ابوعبدالله محمد بن عبدالله دوانقی که بقش مهدی بود بتاریخ بست هشتم
ماه ربیع الاول سنه خمس و ستین و مائة واقع شد رحمة الله علیه صاحب کشف المحجوب مینویسد وی ابوحلیم حبیب بن سلیم راعی

مرید مسلمان بود و مسکنش بر کنارهٔ فرات و طریقش مروت از پیغمبر صلی الله علیه وسلم روایت کند نیّتهٔ لقوله من حسن
و هم یکی از مشایخ روایت کند که وقتی من بدو گذشتم و او در نماز بافتم و کرک و گوسفندان او را نگاه میداشت
زمانی بودم تا از نماز فارغ شد سلام کردم گفت ای پسر بچکار آمدی گفتم بزیارت تو گفت خیر ترک الکلم گفتم ای
شیخ کرک را با میش موافق بچندین گفت از آنچه راعی میش با حق موافق است این گفت و کاسهٔ چوبین اندر زیر سنگی
داشت دو چشمه از آن سنگ بگشاد یکی شیر و دیگری عسل گفتم ای شیخ این درجه بچه یافتی گفت بمتابعت محمد مصطفی
و گفتن پیر قوم موسی علیه السلام با آنکه مرا در امخالف بودند سنگ خارا ایشان را آب داد موسی سبب رد محمد بود و چون من
محمد را متابع باشم آخر سنگ مرا شیر و انگبین ندهد و محمد صلی الله علیه وسلم بهتر از موسی بود گفتم مرا پندی ده گفت
الا تجعل قلبک صندوق الحرص و بطنک وعاء الحرام یعنی دل را محل آز مکن و شکم را موضع حرام **ذکر حضرت**
ابراهیم ادهم رحمة الله علیه از طبقهٔ اولی است کنیت او ابو اسحاق است و نسب او ابراهیم بن ادهم بن سلیمان
بن منصور البلخی رحمة الله علیه در کشف المحجوب است در اول حال او امیر بلخ بود روزی بشکار از لشکر خود جدا ماند
چهار بار آواز شنید که بیدار گرد پیش از آنکه برگشت سیدر کنند از دست بشد ناگاه آهوی دید و از پی آهوی
اسپ تاخت آهو بسخن در آمد گفت الهذا خلقت او بهذا امرت مگر ترا از برای این کار آفریده اند روی از آهو
گردانید همان سخن از غلاشیه زین شنید و از گوی گریبانش همین آواز آمد و آن کشف اینجا تمام شد و در ملکوت
بروی گشاده گشت و واقعه فرود آمد و یقین حاصل شد و جامه و اسپ از آن دیده او تر شد توبه نصوح کرد و روی از
راه بیک سو نهاد شبانی را دید کلاه مغرق و جامهٔ رزبفت بدو داد و جامهٔ نمدی و کلاه نمدی او بر تن و سر خود
پوشید و گوسفندان بدو بخشید و جمله ملکوت بنظارهٔ او آمدند زهی سلطنت که روی با براهیم نمود و خلعت فقر
در بر او پوشید و پیاده در کوه و بیابان می گشت بگانه بود در طریق خود و مرید جعفر علیه السلام و بسیاری از قدمای
مشایخ را دیده بود و با امام ابو حنیفه رضی الله عنه اختلاط داشته و علم انسوی بیامونخته و از خود بخود از کسب خود نخورد
و برادر حقایق تصوف کلمات بدیع است چنانکه گوید رحمة الله علیه مفاتیح العلوم ابراهیم کلید علمهای این طریقت ابراهیم
و از وی روایت می آرند که گفت اتخذ الله صاحبا و ذر الناس جانبا خدایتعالی را یار خود دار و خلق را بجانبی بگذار
هو گوید مراد انست که چون اندر تولا بحق مخلص بود صحبت اقبال بحق او را از خلق بقطع نکند از آنچه صحبت خلق را

با حدیث هیچ کار نیست و صحبت حق اخلاص باشد و هم وی گوید اندر حکایات ابراهیم ادهم است رحمة الله علیه که چون ببادیه
برسیدم پیری بیامد و مرا گفت یا ابراهیم میدانی که این چه جایست که تو بی زاد و راحله میروی گفت من دانستم که آن شیطانست
چهار دانگ سیم با من بود که در کوفه زنبیلی فروخته بودم آنرا از جیب برآوردم و بینداختم و شرط کردم که بهر میلی
چهار صد رکعت نماز بگذارم و چهار سال در بادیه بماندم خدایتعالی بوقت بی تکلف روزی میرسانید و اندران
وقت خضر علیه السلام با من ملاقات کرد و مرا نام بزرگ خدایتعالی بیاموخت آنگاه دلم یکباره از غیر فارغ شد
در تذکرة الاولیا نقلست که یک روز پیش امام اعظم ابو حنیفه آمد اصحاب او بچشم حقارت در ابراهیم نگریستند ابو حنیفه
گفت سیدنا ابراهیم اصحاب گفتند او این سیادت بچه یافت گفت بدانکه دایم بخدمت خداوند مشغول است و ما بکارهای
دیگر هم مشغول میشویم و نیز ازان نقلست گفتند در ابتدا حال بر تخت خفته بود نیم شب سقف بجنبید آواز داد که کیست
گفت آشنا است شتری گم کرده ام می طلبم گفت شتر بر بام چگونه بود گفت ای غافل تو خدایرا بر تخت زرین چرا میطلبی
و روزی دیگر بار عام دادند ناگاه مردی در آمد و هیچکس را زهره نبود که گوید تو کیستی همچنان می آمد تا پیش تخت ابراهیم رسید
گفت چه میجویی گفت درین رباط می آیم ابراهیم گفت این رباط نیست این سرای من است گفت پیش از تو این سرای
که بود ابراهیم گفت از آن پدرم گفت و پیش از وی ابراهیم گفت از آن پدرش گفت پیش از وی ابراهیم گفت
از آن فلان کس و همچنین چندین شمرد پس گفت این رباط نبود که یکی می آید و دیگری می رود این بگفت و ناپدید شد
ابراهیم تنها در عقب او شد تا او را یافت گفت تو کیستی گفت خضرم آتشی در جان ابراهیم افتاد و دردش بیفزود گفت
اسپ زین کنید قصه باقی بالا گذشت الغرض رو بصحرا نهاد تا بمرو رود رسید آنجا پلی است نابینائی ازان پل
می گذشت ابراهیم گفت اللهم احفظ معلق در هوا بایستاد تا ابراهیم را برگرفت و برکشید ابراهیم خیره بماند پس از آنجا برفت
بنیشاپور رسید و آنجا غاری مشهور است نه سال دران غار ساکن شد بهر سه در یکی خانه بودی که داند که دران
غار چه مجاهدات کشید روز پنجشنبه بالای غار آمدی و پشته هیزم گرد کردی و سحرگاه بنیشاپور بردی و فروختی
و نماز آدینه بگذاردی و نان خریدی و یک نیمه بدرویش دادی و تا هفته دیگر حالش این بودی نقلست که در زمستان
شبی دران غار سرمائی سخت بود و آویخ شکسته بود و غسل کرده تا سحر در نماز بود وقت سحر بیم بود که هلاک شود
در خاطرش آمد که آتشی بایستی پوستینی بپشت او در آمد و پشت او را گرم کرد چنانکه در خواب شد و چون بیدار شد

که کرد اثر دعای دیدکه لوا اکرم میباشت خوبی فصل او لد گفت خدا و بلد و را بصورت لطف فرستادی اکنون
بصورت قهرش می بینم طاقت ان نمیدارم در حال اژدها رود در زمین بالید و برفت ما پدید شد چون مرد ملمن از
کار او اگهی یافتند از ان غار بگریخت و رو بکه نهاد و کن وقت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمة الله علیه بزیارت ان غار
رفت و گفت سبحان الله اگر این غار پر مشک بودی چندین بوی خوش ندادی که جوانمردی روزی چند
در انجا بوده است که چندین روح و راحت کشیده است نقلست که چون ابراهیم سوبیاد به نهاد یکی از اکابر رسید
و اسم اعظم بدو آموخت و بدان نام خدایرا بخواند در حال خضر را دید گفت ای ابراهیم آن بر لوح من الیاس بود که اسم اعظم ست
آموخت پس میان او و خضر بسیار سخن رفت و پیر اول او خضر بود و در باد بپیرفت و دمی گفت چون بذات العراق
رسیدم بنهاد مرقع پوش را دیدم جان داده و خون از ایشان روان شده گرد ایشان برآمدم یکی را رمقی ماند
بود پرسیدم که ای جوان مردان چه حالیست گفت ای پسر اد هم علیک بکلماء و الجراب دوردو مردکه مجور
گردی و نزدیک نزدیک میا که رنجور گردی کس مباد که بر سر راه سلامت این گستاخی کند و بترس از دوستکی که جانها
چون کافران رودم میکشد و با حاجیان غزا میکند بدانکه ما قوی بودیم صوفی قدم بر توکل روی بباد نهادیم
و عزم کردیم که سخن نگوییم و بجز خداوند اندیشه نکنیم و حرکت سکون از بهر او کنیم و بغیر او التفات نه نمائیم چون
از بادیه گذاره کردیم و با خرام گاه رسیدیم خضر بما رسید سلام کردیم و شاد شدیم و گفتیم الحمد لله که سعی ما مشکور
آمد و طالب بمطلوب رسید که چندین کسی باستقبال ما آمد در حال بجا نهاد ماند اگر دند که ای کذابان و مدعیان قول و عهد
این بود که مرا فراموش کردید و بغیر ما مشغول گشتید بروید تا بغرامت جان شما برم و خون شما بریزم

رباعی خون ریز بود همیشه در کشور ما ✣ جان عود بود همیشه بر مجمر ما ✣ داری سر ما و گر نه دور از بر ما ✣
ما دوست گشیم و تو نداری سر ما ✣ این جوانمردان که می بینی همه سوختگان این بارخواستند ملا ای ابراهیم
اگر تو نیز سر آن داری پای در نه والا دور شو ابراهیم گفت حیران شدم و گفتم ترا چه ار ما کردند گفت ایشان پخته اند
و من هنوز خام جان میکنم تا پخته شوم و از پی ایشان بروم این بگفت و جان داد نقلست که چهارده سال برفت
تا باد یه قطع کرده راه در تضرع و نماز بود تا بکر رسید پیران حرم خبر یافتند باستقبال بیرون آمدند ابراهیم خود را
در پیش قافله انداخت تا کسی او را نشناسد خادمانی که پیش از پیران بیرون آمده بودند ابراهیم را دیدند بر جستند

ابراهیم نزدیک است که مشایخ حرم باستقبال او آمده اند ابراهیم گفت چه میخواهند از آن زندیق خادمان سیلی
در نهادند و بر گردن او میزدند که تو چنین مردی را زندیق میخوانی زندیق توئی ابراهیم گفت من همین میگویم که زندیق
منم چون از وی درگذشتند با نفس گفت هان ای نفس سزای خود دیدی میخواستی تا مشایخ حرم باستقبال تو آیند
الحمد لله که بکام خودت دیدم تا آنگاه که بشناختند و عذر خواستند پس در مکه ساکن شد او را یاران پدید آمدند و ابراهیم
از کسب خود خوردی گاه هیزم کشی کردی و گاه پالیزبانی نقلست که چندین حج پیاده کرد و از چاه زمزم آب نکشید زیرا که
دلو چاه سلطانی بود در نفحات است دست در طریقت نیکو زد بمکه رفت و آنجا با سفیان ثوری و فضیل عیاض
و ابو یوسف غسولی صحبت داشت و بشام رفت آنجا کسب میکرد و در طلب حلال ناظور بانی نعمی و شبانی
میکرد و ویرا حدیث است و از اهل کرامت و ولایت است و بشام از دنیا رفته در سنه احدی او اثنین و ستین و مائة
و یقال فی سنه ست و ستین و مائة و هذا اکثر شخصی با ابراهیم ادهم همراه شد و همراهی وی دیر کشیده بود چون خواست
که جدا شود گفت شاید که درین صحبت از من رنجیده باشی که بی حرمتی فراوان کردم ابراهیم گفت من ترا دوست
بودم دوستی عیب تو بر من پوشید من از دوستی تو خود ندیدم که نیک میکنی یا بد ابراهیم ادهم و علی بکا و حذیفه
مرعشی و سلم خواص یاران یکدیگر بودند با یکدیگر بیعت کردند که هیچ چیز نخوریم مگر که دانیم که از حلال است
در مرات است آن تارک مملکت دنیا خواجه ابراهیم ادهم خرقه خلافت از دست خواجه فضیل عیاض پوشیده
و نیز از امام محمد باقر رضی الله عنه خرقه خلافت یافته و در صحبت خواجه فضیل عیاض تربیتها یافت صاحب شرح
آداب المریدین مینویسد که خواجه ابراهیم مدتی در جامع بصره معتکف شده بود و در سه شبانه روز یکشب افطار کردی و
آن شب که روزه گشادی از درها دریوزه کردی چون شهرت بسیار شد از خلق بگریخت نقلست از تذکرة الاولیا
خواجه عطا سلمی قدس سره او ستاد عبد الله مبارک گوید که وی اکثر مسافر میبود در یک سفر من بخدمت
وی بودم زادش نماند چهل روز صبر کردم او گل میخورد و بکسی نگفت خواجه ابراهیم گوید که شبی کعبه را خالی یافتم
طواف کردم و دست در حلقه زدم و عصمت خواستم از گناه ندا شنودم که همه خلق از من همین خواهند اگر من همه را
عصمت دهم در دنیای غفوری و رحمت من کجا شود گفتم اغفر ذنوبی باز ندا شنودم که از همه جهان با من
سخن گوئی و سخن بگوی سخن تو آن به که دیگران گویند نقلست که گفت پانزده سال سختی و مشقت کشیدم

تا نداشنیدم کن عبدی فاستجبت عبده او بایش و در راحت افتادی یعنی فاشتقم کما امرت نقلست که چون از بلخ برآمد
پسرش خرد بود چون بزرگ شد گفت پدرم کجاست مادرش گفت الحال جدا است بزیارت پدر در مکه
رسید چون ابراهیم او را دید شفقت پدری در کار شد نزدیک خود نشاند و پرسید که در کدام دین هستی گفت
بر دین محمد صلی الله علیه وسلم گفت الحمد لله گفت قرآن میدانی و علم اموختی گفت بلی گفت الحمد لله خواست تا برود
پسر او را نگذاشت روی باسمان کرد گفت الهی امنتنی پسر در کنار او جان بداد گفتند یا ابراهیم چه افتاد گفت
چون او را در کنار گرفتم مهر او در دلم بجنبید ندا آمد که ای ابراهیم تدعی محبتنا و تحب معصیتنا دعوی دوستی ما
و بد دوستی ما بازی کنی چون این بشنیدم دعا کردم که یارب مرا فرمان ده تا جان او بردارم یا جان من دعا در حق
او اجابت افتاد نقلست که با ابرزنگی بر کوهی بودان بزرگ سوال کرد که نشان کمال مرد چیست ابراهیم گفت
انکه اگر کوهی را گوید که برو بر فتن آید در حال کوه در رفتن آمد ابراهیم گفت ای کوه ترا نمیگویم برو ولیکن بر تو مثل منیر نم در حال
ساکن شد نقلست بزرگی گفت که با ابراهیم در کشتی بودم باد مخالف بر خاست چنانکه بیم غرق بود ندا آمد از هوا
که از غرق شدن مترسید که ابراهیم با شما است در ساعت باد ساکن شد در نفحات است ابراهیم ادهم گوید که در میان
کوفه و مکه با مردی مصاحب شدم چون فریضه نماز شام گذارد بعد از ان دو رکعت سبک گذارد و در زیر لب سخن گفت
از جانب دست راست وی کاسه ثریه و کوزه آب پیدا شد خود بخورد و مرا داد و این قصه را با یکی از مشایخ
گر صاحب ولایت و کرامات بود بگفتم گفت ای فرزند وی برادر من داود است و صف حال وی چندان بگفت
که هر که دران مجلس بود بگریست پس گفت وی از دیهی از دیههای بلخ است که ان دیه بر سیل بقاع افتخار دارد
که داود از وی است پس ان شیخ از من پرسید که ترا چه آموخت گفتم اسم اعظم گفت کدام است گفتم آن در دل
من از ان بزرگتر است که بر زبان بگذارم و داود بلخی از قدمای مشایخ خراسان است و هم در نفحات است
شقیق بن ابراهیم بلخی از طبقه اولی است وی صد اول صاحب رای بود و صاحب حدیث گشت و با ابراهیم ادهم
صحبت داشتی وقتی با ابراهیم ادهم گفت که شما در معاش چگونه میکنید گفت ما چون می یابیم شکر میکنیم و چون
نمییابیم صبر میکنیم شقیق گفت سگان خراسان همچنین میکنند ابراهیم گفت پس شما چون میکنید گفت ما چون
نمییابیم ایثار کنیم و چون می یابیم شکر کنیم ابراهیم ادهم بوسه بر سر وی داد و گفت استاد تو منی و در کتاب بستان السالکین

این حکایت را بعکس این آورده و آنچه اینجا نسبت با ابراهیم ادهم کرده آنجا نسبت بشقیق کرده و آنچه اینجا نسبت بشقیق
کرده آنجا نسبت با ابراهیم ادهم والله تعالی اعلم از نفحات احمد بن خضرویه البلخی از طبقه اولی است کنیت او ابو حامد است
از بزرگان مشایخ خراسانست وی گوید که ابراهیم ادهم گفت التوبة هی الرجوع الی الله بصفاء السر از نظیران
بایزید و ابو حفص حداد است صاحب مرآت از شیخ علاء الدوله سمنانی نقل میکند که روزی سفیان ثوری پیش
ابراهیم آمد وی دست زیر مصلا کرد و مشتی درم آورد و بخادم داد که سه من نان گرم و عسل بیار سفیان گفت ما دو
پیش نه ایم این اسراف باشد ابراهیم گفت در ماکولات این اسراف نباشد اگر زیاده آید دیگران بخورند و در تذکرة الاولیا
سفیان ثوری را امیر المومنین گفتندی و در علوم ظاهر و باطن نظیری نداشت و از مجتهدان پنجگانه بود یعنی ابو حنیفه
و شافعی و مالک و احمد حنبل و سفیان ورع و ادب و تواضع و تقوی بغایت داشت و از اول کار از آنکه بود دره
نگشت ابراهیم ادهم او را بخواند که بیا سماع حدیث کنیم در حال بیامد ابراهیم گفت من خلق او را می آزمودم والا او در ورع
از ما برتر بود و دیر اثور از آن گویند که روزی بغفلت پای چپ اول در مسجد نهاد آوازی شنید که ای ثور ثوری مکن و بروی
پای در کشت زاری نهاد ندا شنید هوش از وی رفت و در گریه شد و هم از وی نقلست که جوانی را حج فوت شده بود
آهی برکشید سفیان ثوری گفت چهار حج کرده ام بتو دادم این آه بمن ده گفت دادم آن شب بخواب دید او را گفتند که
سودی کردی از همه عرفات قسمت کنی تا توانگر شوند و هم از وی نقلست که هرگز مربع ننشستی از آن سوال کردند گفت
یک روز مربع نشسته بودم ندا شنیدم که ای پسر ادهم بندگان پیش خداوند چنین نشینند توبه کردم و راست
بنشستم این ندا ابراهیم را بیواسطه تعلیم از غیب است سیدنا و مرشدنا میفرمودند که ازین تفکر گناه سر بر نخیزد [illegible]
او قریب رسید خواجه ابراهیم ناپیدا شد بعضی گویند در بغداد پهلوی امام احمد حنبل و بعضی گویند قبرش در حلب شام آنجا که
خاک لوط پیغمبر علیه السلام است و بقولی غره شوال سنه سبع و ثمانین و مائة و بقول بیت المعرفت در سن ست و ستین
و مائة در زمان خلافت ابو عبد الله محمد بن عبد الله دوانقی که خلیفه سوم بود از بنی عباس قدس سره وقع شد رحمة الله علیه

ذکر حضرت خواجه معروف کرخی رحمة الله علیه

در نفحات است از طبقه اولی است و از قدمای
مشایخ و استاد سری سقطی و غیر او و کنیت وی ابو محفوظ است نام پدر وی فیروز است و بعضی گویند
فیروزان و بعضی گفته اند معروف بن علی مولی الکرخی پدر وی بوده دربان علی بن موسی الرضا رضی الله عنه گویند

بهر دست وی مسلمان شده بود معروف گفته است که صوفی اینجا مهمانست تقاضای مهمان
بر میزبان بر است مهمان که با ادب بود منتظر بود نه متقاضی شخصی معروف کرخی را گفت مرا وصیتی کن گفت
اِحْذَرْ اَنْ لَا یَرَاکَ اللّٰهُ اِلَّا فِی زِیِّ الْمِسْکِیْنِ شیخ الاسلام گفت که معروف روزی مر خواهرزاده خود را گفت
که چون ترا با او حاجت بود بمن سوگند بر او ده و مصطفی صلی الله علیه وسلم در دعا میگفت اللهم انی اسألک
بحق السائلین علیک و بحق الراغبین الیک و بحق ممشای الیک بحق این گامهای من بر تو و سئل معروف عن المحبة
فقال المحبة لیست من تعلیم الخلق انما هی مواهب الحق و فضله در کشف المحجوب است متعلق درگاه رضا و پرورده
علی بن موسی الرضا رضی الله عنه ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی رحمة الله علیه از قدمای مشایخ و سادات
ایشان بود و معروف بود بتقوی استاد سری و مرید داود طائی بود وی را فضایل بسیار است و اندر فنون
علم مقتدای قوم بود از وی می آید که گفت للفتوة ثلث علامات وفاء بلا خلاف و مدح بلا جود و عطاء
بلا سؤال علامت جوانمردی سه چیز است وفا بی خلاف آنکه در عهد عبودیت بنده مخالفت بر خود حرام دارد
و مدح بی جود آنکه از کسی نیکوئی ندیده باشد وی را نیکو گوید و عطا بی سوال آنکه چون هستی بود اندر عطا تمیز نکند
و این هر سه صفت حق است وفای او با دوستان خلاف نیست و مدح بی جود جز وی نکند که وی محتاج بفعل بنده
نیست که از کردار وی ثنا گوید و عطا بی سوال جز او ندهد در تذکرة الاولیاء است آن مقتدای طریقت و آن
عارف اسرار و رهنمای حقیقت و سید محبان و خلاصه عارفان بود اگر عارف نبودی معروف نبودی نقلست
سری گفت که معروف مرا گفت چون ترا بخدا حاجتی بود سوگندش ده که یا رب بحق معروف کرخی که حاجتی من
وفا کنی که حالی اجابت افتد نقلست روزی مسافری در خانقاه وی رسید و قبله نمیدانست و سوی
دیگر نماز گذارد و بعد از ساعتی معروف با اصحاب وی بسوی قبله کرده نماز گذارد آن مسافر خجل شد گفت چرا مرا
خبر نکردید گفت درویشم درویش را با تصرف چکار آن مسافر را مراعات بسیار کرد وی مشرب صلح داشت
خواجه ابراهیم ادهم از وی وصیت خواست گفت توکل کنی بر خدای تا خدای با تو همدم بود و انیس تو گردد نقلست
روزی بر در رضا رضی الله عنه در بار عام داده بود مزاحمت ازدحام کرد در پا آمد پهلوی معروف بشکستند
و بیمار شد سری او را گفت مرا وصیتی کن گفت چون بمیرم پیراهن من بصدقه ده که از دنیا برهنه روم چنانکه از مادر برهنه

آمدم لاجرم در تجرید همتا نداشت واز قوت تجرید او بود که بعد از وفات او اثر پاک مجرب میگویند که بهر حاجت که کسی او
آورد حق تعالی روا گرداند پس چون وفات کرد مردم همه ادیان دعوی در وی کردند جهودان و ترسایان
و مومنان خادم گفت او فرموده است هر که جنازه ما بر دارد از زمین من از ایشانم جهودان و ترسایان نتوانستند برداشت
الا اهل الاسلام برداشتند و نماز بروی کردند آنجا دفن کردند بقول صاحب نفحات وفات داود الطائی در سنه خمسین
و مائتین و بایه و معروف بشتم محرم در سنه مائتین از دنیا رفت و بقول مرآة الاسرار در زمان خلافت ابو العباس عبد الله
بن هارون رشید که لقبش مامون است واقع شد و در بغداد مدفون گشت تاریخ مقبول آنست که در سنه مائتین و ست
و اربعین رحمة الله علیه

ذکر حضرت خواجه خذیفة المرعشی رحمة الله علیه

از کبار مشایخ روزگار و پیشوای اولیا اصحاب
اسرار بود در زهد و ورع و در ترک تجرید بی نظیر وقت بوده است و در حقایق و معارف کلمات عالی داشت
و خرقه ارادت از دست خواجه ابراهیم ادهم پوشید و هر نعمتی و مانتی که خواجه ابراهیم ادهم از خضر علیه السلام و امام
باقر و از خواجه فضیل میافته در آخر حیات تمامی بوی ایثار کرد و جانشین خود گردانید وی سالها در سفر و حضر
همیشه بخدمت خواجه ابراهیم ادهم بودی و جمیع مشایخ وقت را دیده بود و دیر کرامات و خوارق عادات بسیار است
صاحب مرآة الاسرار نقل میکند که امام عبد الله یافعی در روض الریاحین اکثر حکایات احوال و کمالات وی ذکر
کرده است از انجمله یکی این است که بعضی عزیزان از خذیفه مرعشی پرسیدند که درین مدت بخدمت خواجه ابراهیم ادهم
بودی کدام چیز عجیب تر از وی دیدی گفت چند روزی در راه مکه طعام نیافتیم چون آمدیم بکوفه و جای یافتیم
بمسجد رفتیم پس دید خواجه ابراهیم بجانب من گفت ای خذیفه ترا گرسنه می بینم گفتم بر خواجه مخفی نیست پس کاغذ
نوشت بسم الله الرحمن الرحیم انت المقصود بکل حال و چند کلمات دیگر دران نوشته بمن داد که از شهر
بیرون رو اول کسی که ترا پیش آید این کاغذ را بوی ده چون آمدم مردی بر شتر ماده سوار پیش آمد کاغذ بدست
وی دادم بر گاه بمضمون وقف شد گفت صاحب قبه کجاست گفتم در فلان مسجد است پس گذر انید بمن یک
همیانی که در وی ششصد دینار بود و رفت صاحب اقتباس الانوار از سید القطب مغیوسیه وی صاحب ابرار
در علم سلوک تصانیف بسیار دارد و بعد از سه روز و گاهی بعد از پنج و شش روز افطار کردی و در انوقت
هم زیاده از سه لقمه تناول نه نمودی و فرمودی هر که هر روز طعام خورد او را قضا انسانی هر روز باید

که این اشیاء شاغل را از ذکر یزدانی مانع بود و غذای درویش شغل ذکر لا اله الا الله است و کسی که لذت این
غذا یافته است او بغذای طعام نیاساید و دست خود نیالاید و اگر پیش درویش درم بینی پیش او
ننشینی زیرا که درویش انس و قرب بخدای تعالی دارد و در درم اثر قهر و بعد است که نفس پرست بمقام درویشی
نرسیده و درهای اسرار بروی او بسته اند همه پیران تهی شکم بوده اند و هر یکی فقر و فاقه کشیده اند درویشی که سیر
خورد از صحبت وی باید گریخت کسی که خود در هلاکت بود دیگری را کی در مقام رساند نقلست که خواجه از اهل دول و اغنیا
اعراض کردی و اگر از اهل دنیا کسی تارک دنیا شدی چهل روز خواجه روی او ندیدی بعد از چله او را بحضور خود طلبیدی
و در کنار گرفتی و فرمودی بیا ای ولی الله نقلست که خواجه از زمان جوانی تا پیری درویش بود هر جا که درویشان را
شنیدی بملاقات آنان رفتی و همت از آنان طلبیدی و هر یکی گفتی که حذیفه مقبول درگاه است و در نظر خواجه
فضیل بن عیاض در آمد و خواجه بایزید بسطامی را دیده بود گویند چند سفیهان بسفاهت پیش خواجه آمدند و گفتند
که ما ترا از شغل خدا باز داریم نفس زن تا ما را نکبتی رسد آنگاه درویشی تو بدانیم خواجه سخن آنها در گوش نمیکرد یکی از آن
دست خواجه گرفته رنجانید چون خواجه را تفرقه باطن شد آه آه آه سه بار گفت و آتشی از دهن خواجه بر آمد آن سفیهان
بطرفة العین خاکستر شدند نقلست از شیخ عماد الدین سهروردی رحمة الله که خواجه حذیفه را بعد از ترک علایق خواجه
خضر علیه السلام آمده گفت که سالک را از راهبری چاره نیست برو صحبت خواجه ابراهیم ادهم اختیار کن پس از خلوت
بیرون آمده بجماعت خانه خواجه ابراهیم حاضر شده سر بر زمین نهاد وی حضرت برخاست و بر کنار گرفت و فرمود
ای درویش خاطر جمع دار که کار تو زود گشاید انشاء الله تعالی بعد مرید کرده مشغول ساخت خواجه شش ماه
بخدمت آن مخدوم شش بار افطار کرد شیخ بسیار راضی شد و گفت که از خدا خواستم تا کار تو هر روز
عالی شود و در میان درویشان مرتبه بلند گردد اکنون خرقه خلافت بپوش و بمقام من بنشین و دست بیعت مر خلق
را بده و رهنمونی کن و دنیا را هرگز قبول نکنی و چون با اهل دنیا ملاقات شود توبه و استغفار کنی و گریه و زاری نمائی
شجره پیران خود شفیع آری و درویش چون حکایت کند باید که از قرآن و حدیث و مناقب بزرگواران
دیده و خواجه دایم البکاء بودی خلق التماس کردند که چندین گریه از بهر چیست گفت آه امری مبطن است
هیچ معلوم نیست که در کدام فریق خواهم بود فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ روزی مردی پرسید

یا شیخ چون حال خود نمیدانی بیعت چگونه میدهی و راه دیگران چرا می‌زنی خواجه نعره زد و بیهوش شد چون
بافاقت آمد هاتف آواز داد چنانچه حاضران مجلس همه شنیدند که ای حذیفه ما ترا دوست داریم و ترا برگزیدیم
و ترا همراه مصطفی صلی الله علیه وسلم در بهشت در آریم و هر که ترا دوست دارد او را نیز بتو بخشم و در آن روز ششصد
مرد کافر مسلمان شدند نقلست که خواجه حذیفه مرعشی که ملقب بسید الدین است خرقه فقر از ابراهیم قدس سره
پوشیده بود از وی تا حال آن امانت بطریق سلک صحیح در سلسله چشتیه عالیه معمول است و سبب ارادتش
بخواجه ابراهیم در کتب معتبر چنان نوشته که روزی خواجه خضر علیه السلام پیش وی بیامد و گفت که ترا راه بری می‌باید
برو صحبت ابراهیم ادهم اختیار کن این سخن درویش وی را موثر آمد و محبت الهی پیدا گشت پیش خواجه ابراهیم ادهم
سر بر زمین نهاد خواجه ابراهیم ادهم تواضع بسیار کرد و برخاست و بر کنار گرفت و گفت ای حذیفه خاطر جمع دار
ان شاء الله تعالی بعد چند روز کار تو میگشاید پس خواجه مرعشی ارادت بخواجه ابراهیم ادهم آورد و گوشه گرفت و
مشغول بحق گردید و هم وی از سیر الاقطاب می‌آرد که چون خواجه حذیفه المرعشی بزیارت روضه منوره آنحضرت
صلی الله علیه وسلم مشرف گشت جمال جهان آرای آن سرور دید و عرض نمود که یا رسول الله میترسم نباشد
که بقهرم بسوزند فرمود که مردانه باش تو همراه من در بهشت در آئی و هر که با تو وصلت دارد او نیز به بهشت
در آید و در اقتباس است که خواجه حذیفه مرعشی قدس سره در ایام هفت سالگی حافظ هفت قرأت شد و هر شب
ختم قرآن کردی و هر درویش را احترام و تعظیم بغایت بجا آوردی و وی در سن شانزده سالگی عالم علم لدنی
گشت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت مرتب ساخت و همیشه پلاس پوشیدی و خلوت کردی و دایم
البکا بودی و وی در تربیت مریدان نفسی قوی و شانی عظیم داشت چندین شاه بازان در سلسله او برخاستند
و طریق مریدانش محض تجرید ظاهر و باطن بود در سفر و حضر ذکر جلی میگفتند و هیچ وقتی از کسی طمع نمیکردند هر چه
بی طلب حق تعالی میفرستاد میخوردند و ایثار میکردند و گاهی با اهل دنیا آمیزش و اختلاط نمی‌نمودند و همین خارق
او را بس بود که جمیع خواجگان چشت بوی می‌پیوندند وی قدس سره بتاریخ چهاردهم شوال و بروایتی بست
چهارم ماه مذکور سنه اثنی و خمسین و مائتین بسرای جاودانی انتقال فرمود تاریخ وفاتش صاحب سیر الاقطاب
قطب الزمان بود گفته است رحمة الله علیه **ذکر حضرت شقیق بلخی رحمة الله علیه** آن رکن محترم آن

سید الدین

دو صد و هفتاد و شش
پیشوای خضرویان بعد نه سال
ابراهیم ادهم
رحمة الله
علیهما
باتفاق
تواریخ

قبله محتشم آن قلاوز زاهد طریق ابو علی شقیق رحمة الله علیه یگانه وقت بود و همه عمر در توکل رفت و در انواع
علوم کامل بود و تصانیف بسیار داشت صاحب اقتباس از سیر الاقطاب میگوید که خواجه ابراهیم ادهم قدس سره
دو خلیفه داشت یکی خواجه حذیفه مرعشی و دوم خواجه شقیق بلخی رحمة الله علیهما و صاحب تذکرة الاولیا میگوید در فنون
علوم تصانیف بسیار داشت و استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراهیم ادهم گرفت و با بسیار مشایخ صحبت
داشت و گفت یکهزار و هفتصد استاد را شاگردی کردم و چند اشتر پر از کتاب حاصل کردم و دانستم که رضاء
خدایتعالی در چهار چیز است یکی امن در روزی و دوم اخلاص در کار سوم عداوت شیطان چهارم ساختن
مرگ و توبه او آن بود که بترکستان شد بتجارت و بنظاره بتخانه رفت بت پرستی را دید که بت می پرستید و زاری
میکرد شقیق گفت آفریدگار تو زنده و قادر است او را بپرست و بت مپرست که از وی هیچ نیاید گفت اگر چنین است که تو میگوئی
قادر نیست که ترا در شهر تو روزی دهد که ترا اینجا نباید آمد شقیق ازین بیدار شد و روی ببلخ نهاد گبری با او همراه شد
با شقیق گفت در چه کاری گفت در بازرگانی گفت اگر از پس روزی میروی که ترا تقدیر نکرده اند این را عمر ضایع
کردن گویند و اگر از پس روزی میروی که ترا تقدیر کرده اند مرو که خود بتو رسد شقیق چون این بشنید نیک بیدار شد
و دنیا بر دلش سرد گشت پس ببلخ باز آمد جماعتی دوستان بروی جمع شدند که او بغایت جوانمرد بود و اکثر اوقات
با برنایان بود علی بن عیسی بن هامان امیر بلخ بود او را سگی گم شده همسایه شقیق را بگرفتند که سگ تو داری و
میرنجانیدند او التجا به شقیق کرد شقیق پیش امیر شد و گفت تا سه روز دیگر سگ را بتو باز رسانم او را خلاص ده
او را خلاص داد و بعد از سه روز شخصی آن سگ را یافته بود اندیشه کرد که این سگ را پیش شقیق باید برد که مردی
جوانمرد است مرا چیزی دهد پیش شقیق آورد شقیق پیش امیر برد و بکلی از دنیا اعراض کرد و نقلست که در
بلخ قحطی عظیم بود غلامی را در بازار دید شادان گفت ای غلام چه جای شادیست نه بینی که خلق از گرسنگی چگونه
اند غلام گفت مرا چه باک مولایم را دیهی است خاصه و چندین غله دارد مرا گرسنه نگذارد شقیق از دست برفت
گفت الهی غلام بخواجه چنین شاد است تو مالک الملوکی ما چرا اندوه روزی خوریم در حال از شغل دنیا رجوع نمود
و توبه کرد و روی بدرگاه حق نهاد و در توکل بحد کمال رسید و گفتی من شاگرد غلامی ام در نفحات است که شقیق گفت
که با ابو یوسف قاضی در مجلس ابو حنیفه رضی الله عنهم حاضر میشدم مدتی در میان ما مفارقت افتاد چون ببغداد آمد

ابو یوسف را دیدم در مجلس قضا که مردمان گرد بر گرد وی جمع گشته بمن نگاه کرده گفت ایها الشیخ چه بوده است که بتغیر لباس کرده گفتم آنچه تو طلب کردی یافتی و آنچه من طلب کردم نیافتم لاجرم ماتم زده و سوگوار و کبود پوش گشته ام ابو یوسف گریان شد و وی گفت که من از گناه ناکرده پیش ازان میترسم که از گناه کرده یعنی دانم که چه کرده ام اما ندانم که چه خواهم کرد و وی گفته که توکل آنست که دل تو آرام گیرد بآنچه خدا تعالی وعده فرموده است و هم وی گفت اصحب الناس کما تصحب النار خذ منفعتها و احذر ان تحرقک و در بعضی تواریخ بلخ مذکور است که شقیق را در سنه اربعه و سبعین و مائه در ولایت ختلان شهید کردند و قبر وی انجاست

ذکر سر حلقه خانواده خضرویان خواجه

حاتم بن اصم

وی از طبقه اولی است کنیت وی ابو عبد الرحمن از قدمائی مشایخ خراسان است از اهل بلخ بود و مرید و رفیق شقیق بود و پیر و استاد احمد خضرویه است در نفحات است گفته اند که وی اصم بود ضعیفه بادی سخن میگفت در اثنای سخن بادی از وی جدا شد و فع مخالت و پیر اگفت او از بلند تر کن بادی چنان فرا نمود که گوشش وی کر است و آنرا نشنید این ضعیفه شادمان شد و آن لقب بروی بماند وی گفته است هر که درین طریق درآید می باید که چهار موت را بر خود گیرد موت ابیض و آن گرسنگی است و موت اسود و آن صبر کردن است بر ایذای مردم و موت احمر و آن مخالفت نفس است و موت اخضر و آن بار ما بر هم دوختن است پوشش را و هم وی گفته هر بامداد شیطان میگوید چه خواهی خورد میگویم مرگ میگوید چه خواهی پوشید میگویم کفن و میگوید کجا خواهی بود میگویم در گور شخصی ازوی پرسید که چه آرزو داری گفت عافیت دوزی تا شب آن شخص گفت این عافیت نیست که در همه روزها داری گفت عافیت روزی من آنست که در وی عاصی نشوم خدایرا شخصی ازوی طلب موعظت کرد گفت اذا اردت ان یقضی مولاک فاعصه فی موضع لا یراک بزرگی بوی چیزی فرستاد قبول کرد گفتند چرا قبول کردی گفت در گرفتن آن ذلت خود دیدم و عزتی بود در ناگرفتن آن عز خود دیدم و ذل وی عزت را بر عز خود اختیار کردم و ذل خود را بر دل وی ازوی پرسیدند که از کجا میخوری گفت من الذی له خزائن السموات و الارض و لکن لا یرزقنی الا من الشاة التی لا یعقلون مات بواخر دولت بلخ سنه بسبع و ثلثین و مائتین در کشف المحجوب است حاتم اصم رحمه الله جمله احوال خود از ابتدا تا انتها یک قدم بر خلاف صدق ننهاده تا مبنید گفت صدیق زمانه حاتم الاصم و پیر الکلمات عالیست اندر دقایق رویت آفات نفس و رعونات طبع و تصانیف مشهور در علم معاملات ازوی می آرند گفت

الشهوة ثلثة شهوة فی الاکل وشهوة فی الکلام وشهوة فی النظر فاحفظ الاکل بالتقیة واللسان بالصدق والنظر بالعبرة
سه شهوة است یکی در طعام دیگر در گفتار سوم در دیدار پس نگاه دار خورش خود را بیاد داشت و با اعتماد خداوند و زبان
براست گفتن و چشم را بعبرت نگریستن و روزی با یاران گفت اگر از شما پرسند که از حاتم چه آموزید بگوئید دو چیز یکی
خرسندی بدانچه در دست است دوم نومیدی از آنچه در دست دیگرانست و روزی با یاران گفت عمریست
رنج شما میکشم تا کسی از شما شایسته گشته بیرون آید گفتند شایسته چون باشد گفت آنکه از خداوند تعالی بترسد
و بغیر او امید ندارد **ذکر احمد بن خضرویه سرحلقه** و منشاء خانواده خضرویه احمد بن خضرویه البلخی است
رحمة الله علیه و از طبقه اولی است در نفحات و کشف المحجوب و تذکرة الاولیاء است کنیت او ابو حامد است و با ابو تراب
نخشبی و حاتم اصم صحبت داشته بود و ابراهیم ادهم را دیده بود و از معتبران مشایخ خراسان است از بلخ بود و اقرب
در زمانه خود بعلو حال و مقتدا قوم خود بود و طریق ملامت سپردی و جامه برسم لشکریان پوشیدی وی گوید
که ابراهیم ادهم گفت التوبة هی الرجوع الی الله بصفاء السر از نظیران بایزید و ابو حفص حداد است در سفر حج بوحفص
را زیارت کرد در نیشاپور و بایزید را در بسطام ابو حفص را گفتند که از این طایفه کرا بزرگتر دیدی گفت از احمد خضرویه
کسی بزرگتر ندیدم بهمت و صدق احوال شخصی از احمد خضرویه طلب وصیت کرد و گفت امت نفسک حتی یحییها الحق
و هم وی گفته الطریق واضح والحق لایح والداعی قد اسمع فما التحیر بعد هذا الا من العمی و هزار مریدش بود که هر هزار بر روی
آب میرفتند و در هوا می پریدند همه صاحب کرامات و هم ابو حفص گفت که اگر احمد نبودی فتوت و مروت ظاهر نگشتی
نقلست که گفت در بادیه بتوکل رفتم خار در پایم شکست بیرون نکردم و گفتم توکل باطل نشود همچنان میرفتم پایم
آماس گرفت بمکه رفتم و حج بکردم و باز گشتم و برنجی تمام میرفتم تا مردمان آن خار از پایم بیرون کردند من پای
مجروح نزد بایزید آمدم چون چشم بایزید بر من افتاد تبسم کرد و گفت آن اشکال که بر پایت نهادند چه کردی گفتم اختیار
خود باختیار او باز گذاشتم شیخ گفت ای مشرک یعنی ترا وجودی و اختیاری هست این شرک نبود و نقلست
که دزدی در خانه او در آمد و هیچ نیافت چون باز می گشت احمد گفت ای برنا آب بکش و طهارت کن و بنماز مشغول
شو تا چیزی برسد بتو دهم تا تهی دست نروی برنا همچنان کرد چون روز شد خواجه صد دینار بیاورد و بشیخ داد
و شیخ برنا را داد و گفت این جزای یک شب نماز تست دزد را حالتی پدید آمد و گریان شد و گفت راه غلط کرده

یک شب از بهر خدای کار کردم چنین اکرام کرد تو به کرد و زر قبول نکرد و از مریدان شیخ شد نقلست که یکی از بزرگان گفت احمد را دیدم در گرد وی نشسته و بر بخیه‌های زین آن گرد دون همی گشتند مرا دیدند گفتم یا شیخ بدین منزلت کجا میروی گفت بزیارت دوستی گفتم ترا با چنین مقام بزیارت کسی چه احتیاج گفت اگر من نروم او بیاید ناگاه در جمله زائران او را بود نه مرا تونی رحمة الله فی سنة اربعین و ثلثمائة و قبرش بلخ مشهور است و متبرک

ذکر حضرت بایزید بسطامی رحمة الله علیه

در نفحات ست از طبقه اولی ست نام وی طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان ست جد او گبری بود مسلمان شد از اقران احمد خضرویه و ابو حفص و یحیی معاذ ست و شقیق بلخی را دیده بود و استاد او کردی بود وصیت کرده که قبر من فرو تر از استاد من نهید حرمت استاد را دو از اصحاب رای بود یعنی اصحاب قیاس و اجتهاد بود و لیکن دیر ولایتی گشاد که مذهب دران پدید نیامد در کشف ست از جمله اجلهٔ مشائخ بود و حالش اکبر و شانش عظیم تا حدیکه جنید گفت ابو یزید مثنا بمنزلهٔ جبریل من الملائکه او را روایت علمیست اندر احادیث پیغمبر صلی الله علیه و آنکه سکر را فضل نهد بر صحو آن ابو یزید بست و ازین وه امام معروف متصوف را یکی وی ست و هیچ کس را پیش از وی اندر حقایق این علم چندان انبساط نبود که وی را و اندر همه احوال محب العلم و مسلم الشریعت بود و از وی می آید که گفت عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیئا اشد علی من العلم و متابعته و لو لا اختلاف العلماء لتعبت و اختلاف العلماء رحمة الا فی تجرید التوحید گفت سی سال مجاهدت کردم هیچ چیز نیافتم که بر من سخت تر از علم و متابعت آن بود و اگر اختلاف علما نبودی من از همه چیز بمانده می و حق دین خواستی گذارد و هم از وی می آید که گفت الجنة لا خطر لها عند اهل المحبة محجوبون بهیچ چیز همه بهشت را خطر نیست نزدیک اهل محبت و اهل محبت بازمانده و در پوشیده اند از محبوب بحبت خود و ما یعنی بهشت مخلوق ست پس مخلوق نزدود دوستان خطر ندارد و دوستان بدوستی محجوب نباید از انچه وجود دوستی دوئی اقتضا کند و از وی می آید که گفت یکبار بمکه شدم خانه مفرد دیدم گفتم کرا جوئی گفت خانه را از بس که بسیار دیده ام بار دیگر برفتم خانه و خداوند خانه دیدم گفتم هنوز حقیقت توحید نیست بار سوم برفتم همه خداوند خانه دیدم و خانه ندیدم بر دلم ندا آمد که یا بایزید اگر خود را ندیدی و همه عالم را بدیدی مشرک بودی و چون همه عالم را نه بینی و خود را بینی مشرک باشی انگاه توبه کردم و از دیدن هستی خود نیز توبه کردم در نفحات ست

میگویند که چون بایزید نماز میکردی قعقعه از استخوان سینه وی بیرون آمدی و میشنیدندی از هیبت حق و تعظیم شریعت
بایزید قدس سره بدر مرگ گفت الهی ما ذکرتک الا عن غفلة و ما خدمتک الا عن فترة هرگز یاد نکردم ترا مگر از غفلت و هرگز ترا
نپرستیدم مگر از سر فترت این بگفت و برفت ابو موسی گوید شاگرد وی که بایزید گفت الله تعالی را بخواب دیدم گفتم
راه تو چونست گفت از خود گذشتی رسیدی شیخ الاسلام گفت راه بشناخت الله تعالی آسانست راه
بیافت او عزیز است بایزید را قدس الله سره پس از مرگ بخواب دیدند گفتند حال تو چیست گفت مرا گفتند ای پیر چه آوردی گفتم
درویشی بدرگاه ملک آید او را نگویند چه آوردی گویند چه خواهی و وفات او در سنه احدی و ستین و مائتین بوده و در سنه اربع و
ثلثین و مائتین نیز گفته اند و اول درست تر است در شرح شطحیات شیخ روزبهان بقلی شیرازی آورده است که وی
از استادان بایزید است بایزید گفت که من از ابو علی سندی علم فنا در توحید می آموختم و ابو علی از من الحمد لله
و قل هو الله در تذکرة الاولیاء است که خواجه جنید گفت نهایت میدان جمله روندگان که بتوحید دوانند بدایت میدان
بایزید است و شیخ ابو سعید ابو الخیر گوید قدس سره که هژده هزار عالم از بایزید پر می بینم و بایزید در میان نه یعنی آنچه بایزید است
در حق محو است نقلست در تذکرة الاولیاء که از خانه او تا مسجد چهل گام بود هرگز در راه خیو نینداختی حرمت مسجد را نقلست
در دوازده سال بکعبه رسید در هر چند گام دو رکعت نماز کردی پس بکعبه شد و آن سال بمدینه نرفت گفت ادب
نبود مهتر را بتبع زیارت کردن دیگر بار جداگانه از سر احرام گرفت و در راه خلقی عظیم تبع او شدند بایزید نگریست
و پرسید اینها کیانند گفتند با تو صحبت خواهند پس خواست که محبت خود را از دل ایشان بیرون کند بعد از نماز
بامداد روی بخلق آورده گفت انی انا الله لا اله الا انا فاعبدونی پس مردم روی از وی بگردانیدند گفتند دیوانه
است شیخ فریدالدین عطار گوید شیخ اینجا بزبان خدای سخن میگفت چنانکه بر بالای منبر گویند عن ربه پس در راه
می آمد کله سری دید برو نوشته که صم بکم عمی فهم لا یعقلون نعره بزد و برداشت و بوسه میداد
و گفت سر صوفی ماند که در حق محو شده نه گوش دارد که خطاب لم یزلی شنود و نه چشم دارد که جمال لایزالی بیند
و نه زبان دارد که ذره معرفت او بداند نقلست که یحیی معاذ رازی نامه نوشت که چه گوئی در حق کسی که قدحی
خورد و مست ازل و ابد گشت خواجه بایزید جواب نوشت که اینجا مردی هست که در شبانروزی دریاهای ازل و ابد
در میکشد و نعره هل من مزید میزند نقلست خواجه ذو النون مصری مصلا پیش بایزید فرستاد خواجه بایزید واپس داد

که مرا مصلا بچکار آید مسندی می باید تا بروی تکیه کنم یعنی کار از نماز درگذشت و بنهایت رسید نقلست خواجه احمد
خضرویه با هزار مرید پیش وی آمد که هر یک بر آب و در هوا میرفت و خواجه احمد گفت هر که طاقت دیدن ابویزید دارد
اندر بیاید هر همه اندر رفتند مگر یکی بر در ماند بایزید گفت هر که بهتر شما است بر در ماند او را طلبید بعد از آن خواجه
بایزید گفت ای احمد تا کی سیاحت کنی گفت چون آب بیک جا ایستد منتشر شود گفت چرا دریا نباشی
تا متغیر نشود پس ابویزید در سخن آمد احمد گفت فروتر آئی که ما فهم نمیکنیم خواجه فروتر آمد باز گفت فروتر آی همچنین هفت
بار آن زمان سخن بایزید فهم کرد احمد گفت یا خواجه ابلیس را دیدم بر سر کوی تو بر دار کرده گفت آری با ما عهد کرده بود
که گرد بسطام نگردد اکنون یکی را وسوسه کرد تا در خون افتاد و شرط است که دزدان را بر در پادشاهان بر دار کنند
و چون شیخ ابوسعید ابوالخیر بزیارت وی آمد ساعتی بایستاد چون باز گشت گفت این جائی است هر که چیزی
گم کرده باشد اینجا باز یابد بقول مرآت ولادتش در سنه ستین و مائة و مدت حیاتش صد و سی و سه سال و بقولی
هفتاد و سه سال در بیت المعرفت است تاریخ وفاتش کوه قلق و وفاتش در زمان ابوالفضل جعفر بن معتصم
که متوکل لقب داشت بتاریخ بست و هشتم شعبان در سنه اربع و ثلثین و مائتین واقع شد در بسطام مدفون
بقول مرآت الاسرار رحمة الله علیه و بقولی تاریخ ولادتش سر صوفی و تاریخ رحلتش بایزید واصل حق ذکر

حضرت خواجه هبیرة البصری سر حلقه خانواده هبیریان رحمة الله علیه

وی پیشوای علماء و اولیاء وقت بود و در معرفت حق جل و علا میان مشایخ کبار معروف و درجات رفیع و مقامات
عالی داشت خرقه فقر و ارادت از دست خواجه حذیفة المرعشی قدس سره پوشیده وی را ریاضات و کرامات
بسیار بوده است و در تربیت مریدان دستی قوی و قبولیتی تمام داشت و ملقب بامین الدین گشته و صاحب
خانواده بود و مریدانش خود را هبیریان گویانیدند و طریق اصحاب وی آن بود که شبانروزی همیشه با وضو می
بودند و نماز با حضور دل میگذاردند و ذکر غیر در مجلس وی هرگز نمیگذشت و در صفای باطن بسیار میکوشیدند
چنانکه بعد از سه روز یا چهار روز از میوه جنگل و یا سبزی افطار میکردند و دائم در مراقبه و محاسبه بودند و مجرد
در بیابان میگذرانیدند در شهر بادیه سکونت نمیگرفتند و با خلق آمیزش اصلا نداشتند و ظاهر را نیز با باطن جمع ساخته
فناء در توحید حاصل کنند بزرگی گفته است شعر ظاهر و باطن چو شد تسلیم دوست ؛ ما کنون حقا مسلمان میرود

صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که حضرت خواجه هبیرة البصری قدس سره در هفت سالگی دانشمند
شده در چند سال حفظ کلام الله نمود چنانچه در هر روز دو ختم قرآن کردی و هیچگاهی وضویش بجز متوضا نشکست
تا سی سال ریاضات شاقه نمود روزی از نامرادی بنالید گفت الهی هبیره بیچاره در راه تو میسوزد و با همه شکستگی
دل بتو بسته است بیامرز او را آواز از عالم بالا رسید که ای هبیره ما ترا بخشیدیم بانکه بخدمت حذیفه مرعشی بروی
پس وی بملازمت حضرت خواجه حذیفه مرعشی آمد و سر بر زمین نهاد حضرت خواجه حذیفه تعظیمش بسیار کرد و
مهربانی ها نمود پس فرمود ای هبیره چون سی سال مجاهده کردی از حکم بیرون بود و این مجاهده اثری تمام ندارد
که بخودی خود بمجاهده نمی آید پس در هر هفته بمقام قرب رسید بعد یکسال خرقه بزرگان بدو پوشانید و هم وی
از سیر الاقطاب می آرد که حضرت خواجه هبیرة البصری بخدمت خواجه حذیفه مرعشی ارادت آورد از عالم غیب
ندا رسید ای هبیرة البصری من ترا مقبول حضرت خود گردانیدم و آنروز که آنحضرت خرقه پوشید نمک و شکر هرگز
نچشید و هر کس که منظور نظر آنحضرت شد از عرش تا تحت الثری در ساعت بدو منکشف گشت و آنحضرت قدس سره
بعد پنج و شش روز افطار کردی و چندان گریستی که مردم گمان میبردند که مبادا هلاک شود و بعضی اوقات خون
از چشم مبارک فرو میچکید و آنحضرت قدس سره اکثر در صومعه میماند و روی اهل دنیا نمیدید و اگر طعام و آب از خانه
ایشان میبودی هرگز نخوردی و میفرمودند طعام ملوک زهر قاتل است و آنرا تریاکی نیست بجز عنایت الهی
و دل را سیاه میکند و تمام شب را بذکر مولی زنده داشتی و با فقرا هم لقمه شدی و قوت از لقمه حلال حاصل کردی
چنانچه در اوائل قوتش از وجه کتابت بود و گاهی طعام از سه لقمه نخوردی و فتوح اهل دول قبول نکردی
و هم از وی نقلست که حضرت خواجه هبیره فرموده است وقتیکه خرقه پوشیدم روح حضرت صلی الله علیه وسلم
و ارواح جمیع بزرگان حاضر بودند هر یک مرا دعا میکردند و من در گریه بودم از ترس حق که درویشی مشکل کاریست
امروز خرقه پوشیده ام نباید که از من فردا کاری آید که شایسته حضرت او نباشم وقتی که میگریست و میگفت الهی
بیچاره هبیره غریبست اگر حساب افطار از وی پرسی طاقت ندارد ندا آمد یا هبیره حساب بر تو آسان کردم
وفات خواجه هبیره بتاریخ هفتم ماه شوال سنه تسع و سبعین و مائتین واقع شد عمر شریف بصد و بیست و یا سی
سال رسیده بود رحمة الله علیه

ذکر حضرت سری السقطی رحمة الله علیه در تذکرة الاولیاء

نشان خانواده سقطیان
و پیشوای دریه بوده

و نفحات و کشف المحجوب است شیخ اهل حقایق و منقطع از جمله علایق سری بن مغلس السقطی رحمة الله علیه از
طبقه اولی است کنیت وی ابو الحسین است خال و استاد جنید و استاد سایر بغدادیان است و از اقران
حارث محاسبی و بشر حافی است مرید و شاگرد معروف کرخی و آنانکه از طبقه ثانیه اند اکثر نسبت بوی درست کنند
و او را اندر تصوف شانی عظیم است و ابتدا کسی که اندر بغداد سخن حقایق و توحید و ترتیب مقامات و بسط
احوال خوض کرد وی بود و بیشتری از مشایخ عراق مریدان او اند و وی حبیب راعی را دیده بود و با وی صحبت
داشته و وی در ابتدا بازار بغداد سقط فروشی کردی چون بازار بغداد بسوخت گفت من نیز فارغ شدم
چون نگاه کردند دکان او نسوخته بود چون این حال بدید آنچه داشت بدرویشان داد و طریق تصوف در پیش
گرفت از وی پرسیدند که ابتدا حال چگونه بود گفت روزی حبیب راعی بدکان من بگذشت من چیزی شکسته
بوی دادم که بدرویشان بده گفت خیرک الله از آن روز دنیا بر دلم سرد گشت روزی معروف کرخی می آمد
کودکی با او گفت این یتیم را جامه کن من جامه کردم معروف گفت خدای تعالی دنیا را بر دل تو دشمن گرداناد من
بیکبارگی از دنیا فارغ آمدم از برکت دعای او جنید گفت ما رأیت اعبد من السری اتت علیه سبعون سنة
ما رئی مضطجعا الا فی علة الموت هیچکس را ندیدم در عبادت کامل تر از سری بهفتاد سال بگذشت که پهلو
بر زمین ننهاد مگر در بیماری مرگ سری در وقتی که محتضر بود جنید را گفت ایاک صحبة الاشرار ولا تقطع عن الله
بصحبة الاخیار و هم وی گفت بدایة المعرفة تجرید النفس والتفرید للحق و هم وی گفته که من تزین للناس
بما لیس فیه سقط من عین الله عز و جل از کشف و از وی می آید که گفت اللهم مهما عذبتنی فلا تعذبنی بذل الحجاب
بار خدایا اگر مرا بچیزی عذاب کنی بذل حجاب عذاب مکن از آنچه چون محجوب نباشم از عذاب بلا ذکر و مشاهده
تو بر من آسان بود و چون از تو محجوب باشم نعیم تو هلاک من بود بذل حجاب تو پس بلائی که اندر مشاهده مبتلی بود
نباشد علی بن عبد الحمید الغضائری رحمة الله علیه گوید در خانه سری بکوفتم شنیدم که میگفت اللهم من شغلنی
عنک فاشغله بک عنی از برکت دعای وی حق تعالی مرا چهل حج پیاده از حلب روزی کرد نقلست هر روز
چند کرت آینه میدید که مبادا از شومی گناه رویم سیاه شده باشد و وی یکبار یعقوب علیه السلام را بخواب دید
گفت ای رسول خدا این چه شور است که در جهان انداخته چون ترا از حضرت حق محبت کمال است سخن یوسف

بیاد ده پس ندا رسید که یا سری دل را نگاه دار و یوسف علیه السلام را بدو نمودند نعره بزد و سیزده شبانروز
بیهوش افتاد چون بهوش آمد ندای شنید که این سزای آنکس است که عاشقان ما را ملامت کند وی گفت
هر که خواهد بسلامت ماند دین او و براحت رسد تن او باید که از خلق عزلت کند که اکنون زمانه عزلت است
وی گفت که شوق برتر مقام عارفانست و گفت عارف آنست که خوردن او مثل بیماران بود و خفتن او مثل
مارگزیدگان و عیش او چون غرق شدگان بود جنید گوید چون وی بیمار شد او را یاد میکردم گفت ای جنید
از باد آتش تیز میشود گفتم مرا وصیتی کن گفت مشغول مشو بسبب خلق از صحبت حق جنید گفت اگر این سخن
پیش ازین میگفتی با تو هم صحبت نداشتمی بامداد روز سه شنبه بتاریخ سوم ماه رمضان مبارک سنه ثلث
و خمسین و مائتین در زمانه معتمد وفات یافت مدت حیاتش نود و هشت بود و در بغداد مدفون گشت رحمة الله علیه

ذکر حضرت ابوالحسن احمد نوری سر حلقه خانواده نوریان رحمة الله علیه

در نفحات است
از طبقه ثانیه است و نام وی احمد بن محمد و گویند محمد بن احمد و احمد درست تر است و معروف است بابن
البغوی پدر وی از بغشور است که شهری بود میان هراة و مرو و منشاء و مولد وی بغداد بود و صاحب تذکرة الاولیا
میگوید مشایخ بر تقدیم او متفق اند او را امیر القلوب گفتندی و قمر الصوفیه خواندندی و مرید سری سقطی بود و صحبت احمد ابوالحواری
یافته بود و از اقران جنید بود و در طریقت مجتهد و صاحب مذهب بود و از صدور علما و مشایخ بود و ظریف اهل
تصوف بود و او را در طریقت براهینی قاطع است و حجج لامع و قاعده مذهبش آنست که تصوف را بر فقر تفضیل
نهد و معاملاتش موافق جنید بود و از نوادر طریقت او یکی آنست که صحبت بی ایثار حرام داند و در صحبت ایثار حق
صاحب سابق فرماید بر حق خویش و گوید صحبت با درویشان فریضه است و عزلت ناپسندیده و ایثار صاحب بر صاحب
هم فریضه گوید و او را نوری از آن گفتند که چون در شب تاریک سخن گفتی نور از دهان او بیرون آمدی و نیز گفته اند
که هنوز فراستش از اسرار باطن خبر دادی و نیز گفته اند که او را صومعه بود در صحرا که همه شب آنجا نماز کردی و خلق آنجا بشب
نوری دیدندی که میدرخشیدی و از صومعه او ببالا بر میشدی و در کشف المحجوب است شیخ المشایخ در طریقت شاه
اهل تصوف و بری از آفت تکلف ابوالحسن احمد بن محمد النوری ابین الکلمات و اظرف المجاهدات بود و گروهی اند
متصوفه که ایشان را نور گویند و اقتدا و تولی بدو کنند و نیز صاحب کشف گوید و اندر حکایات یافتم وقتی سه شبانروز

میخروشید و بیکپا ایستاده بود جنید را خبر کردند جنید برخاست و نزد او شد و گفت یا ابو الحسن اگر دانی که با وی خروش
سود دارد بگو تا من نیز بخروشیدن آیم و اگر دانی که خروش سود ندارد دل برضا تسلیم کن تا دلت خورم شود
نوری از خروش باز ایستاد و گفت نیکو معلمی ما را و از وی می آید که گفت اعز الاشیاء فی زماننا شیئان عالم یعمل بعلمه
و عارف ینطق عن حقیقته عزیزترین چیزها در زمانه ما دو چیز است یکی عالمی که بعلم خود کار کند و دیگر عارفی که از حقیقت حال
خود سخن گوید یعنی علم و معرفت هر دو عزیز اند از آنچه علم بی عمل علم نباشد و معرفت بی حقیقت معرفت نه و در همه
اوقات این هر دو چیز عزیز بوده است و هر که طلب عالم عارف کند و نیابد بخود مشغول باید شد و از خود بخدا رجوع کند
و از وی می آید که گفت من عقل الاشیاء بالله فرجوعه فی کل شیء الی الله هر که چیزها را بخداوند داند و از آن وی شناسد
اندر همه چیزها رجوعش بدو باشد نه چیزها از آنچه اقامت ملک و ملک بمالک بود پس استراحت در رویت مکون
بود نه در رویت کون از آنچه اگر اشیا را علت افعال داند پیوسته رنجور باشد و بهر چیزی رجوع کردن او را ترک
باشد چون اشیا را اسباب فعل داند سبب قایم بخود نبود که بمسبب قایم بود و چون رجوع بر مسبب الاسباب کند از شغل
نجات یابد و هم صاحب نفحات مینویسد با سری و محمد علی قصاب و احمد حواری صحبت داشته و ذو النون را دیده بود
از اقران جنید بود اما نیز وقت تر از جنید بود جنید بعلم مه بوده و نوری بزندگانی وی شوری داشت وقتی
جنید را از صبر و توکل چیزی پرسیدند خواست که جواب دهد نوری بانگ بر وی بزد که تو وقت محنت صوفیان بیک سوی
باز شدی و دست در دانشمندی زدی سخن این طایفه مگو نوری قدس سره همیشه تسبیح داشتی در دست
وی را گفتند تستجلب الذکر گفت لا استجلب الغفلة گفتند باین تسبیح میخواهی که الله تعالی در یاد تو بود گفت نی بلکه باین
تسبیح غفلت میخواهم و هم وی گفته لا یغرنک صفاء العبودیة فان فیه نسیان الربوبیة و وی را گفتند که الله تعالی
را بچه شناختی گفت بالله گفتند پس عقل چیست گفت عاجز است و عاجز راه ننماید و هم وی گفته که هرگاه که الله تعالی
خود را از کسی باز پوشد هیچ دلیل و خبر او را باو نرساند اذا استتر الحق عن احد لم یهده استدلال و لا خبر شیخ الاسلام
گفت جوانی خراسانی با ابراهیم قصار آمد و گفت میخواهم که نوری را ببینم گفت او چند سال نزدیک ما بود هیچ از دهشت
بیرون نیامد یک سال گرد شهر میگشت با کسی نیامیخت دو سال در ویرانه خانه بکرا گرفت هیچ بیرون نیامد مگر نماز
و سالی زبان باز گرفت با کسی سخن نگفت آن جوان گفت البته میخواهم که وی را ببینم وی را بنوری دلالت کرد چون

نوری گفت با که صحبت داشته گفت با شیخ ابو حمزه خراسانی گفت از قرب نشان میدهد و اشارت میکند گفت
آری گفت چون باو رسی وی را سلام گوئی و بگوئی اینجا که ما ایم قرب بعد بعد است ابن الاعرابی گوید قرب نگویند
تا مسافت نبود و تا مسافت بود دوگانگی بجای بود پس قرب بعد بود و هم نوری گفته که ساعتی از عارف بر مولی
گرامی تر از تعبد متعبدان هزار هزار سال و هم وی گفته نظرت یوما الی النور فلم ازل انظر الیه حتی صرت ذلک النور یعنی
روزی نظر بصیرت انداختم بجانب نور مطلق یعنی آنکه بخود ظاهر است و ظهور غیر باوست و نظر از وی برنداشتم تا که آن نور گشتم یعنی در نظر
من جز وی نماند شاید وجه نوری همین باشد و وی پیش از جنید برفت از دنیا سنه خمس و تسعین و مائتین فی التاریخ الیافعی
انه توفی سنه ست و ثمانین و مائتین چون نوری برفت جنید گفت ذهب نصف هذا العلم بفوت النوری در تذکرة الاولیا
نقل است که روزی جنید پیش نوری شد نوری بتظلم پیش جنید بر خاک افتاد و گفت حرب من سخت شده است
و طاقت من طاق آمد سی سال است که چون او پدید می آید من گم میشوم و من چون پدید می آیم او غایب میشود
و حضور او در غیبت من است هر چند زاری میکنم میگوید یا من باشم یا تو جنید گفت اصحاب را بنگرید کسی را که درمانده و محزون
و متحیر حق است پس جنید گفت ای نوری چنان باید بود اگر نهان و اگر آشکارا که تو تو نباشی همه او باشی ذکر حضرت

خواجه علوی ممشاد دینوری منشاء چشتیان رحمة الله علیه

خرقه ارادت
از دست خواجه هبیره بصری پوشیده رحمة الله علیه وی در مشاهدات و مقامات عالی بی نظیر وقت بود و جمله
مشایخ وقت بر کمالات صوری و معنوی وی مقر بودند اصل وی از دینور است بکسر دال و سکون یاء
و فتح نون نام شهریست از شهرهای کوهستان و در بغداد نشو و نما یافت اسم شریفش خواجه علو است و لقب
شریفش کریم الدین منعم و خداوند اقبال بود تمامی مال و متاع بفقرا داده و فقر و فاقه اختیار کرد و هیچ وجه برای
افطار گذاشت بعده متوجه کعبه شد و گفت الها بجز تو ما را هیچ نمی باید و عیال و اطفال را بتو سپردم ندا شنید که
تو با ما باش عیال و اطفال را ما دانیم پس رزاق طبق طعام بر روز میرسانید اهل خانه وی پرسید که از کجا آورده اید
جواب داد که رزاق از خزانه غیب میفرستد صاحب اقتباس الانوار میگوید که از اکثر کتب تواریخ که در احوال
مشایخ نوشته اند چنان معلوم نموده که خواجه ممشاد علو دینوری همان ممشاد دینوریست قدس سره
و از پیران خود نیز همچنین استماع دارد انتهی لیکن صاحب مرات الاسرار خواجه ممشاد علو دینوری را جدا نموده پیر خواجه

ابو اسحاق شامی نوشته و ممشاذ دینوری را بزرگی دیگر علاحده نوشته و هم وی از سیر الاقطاب مینویسد
که حضرت خواجه علو ممشاذ دینوری از بزرگان مشایخ عراق و یگانه روزگار و حافظ قران و جامع علوم ظاهری
و باطنی را قران شیخ جنید و رویم و نوری بوده و بصحبت شیخ المشایخ خواجه معروف کرخی رضی الله عنه رسید
و بهمین قول عماد الدین سهروردی است و از آن بزرگواران نیز خلافت دارد و در آن طریقه نیز صاحب سلسله است و مشایخ دیگر
را هم دریافته و خدمت کرده و پیش از ارادت سالها در ریاضات و مجاهدات بسر برده بعد از هفت روز افطار
کردی چنانکه بجهت دفع خشکی دهن اندکی آب خوردی و بیک خرما قناعت کردی و همیشه صایم میشدی و دو ایام
طفلی هم روزه میداشتی و گاهی در روز نیز شیر مادر نخوردی یعنی مدت عمر عزیز صایم بود تا افطار بلقای
حق کند و او عارف مادرزاد بود و هم او از کتاب مذکور مینویسد که وی صحبت با خضر علیه السلام داشت و باشاره
خضر علیه السلام بخدمت خواجه هبیرة البصری شتافت و ارادت آورد خواجه هبیره گفت بیا ای علو که کار تو همیشه
در علو است از حق تعالی خواسته ام که بجای من نشینی و دست بیعت بخلایق بدهی پس ذکر لا اله الا الله تلقین فرمود
و در خلوت نشاند تا فی الحال رفع حجاب شد از عرش تا تحت الثری در نظر نمایان گشت و هم وی از سیر الاقطاب
مینویسد که چون خواجه علو ممشاذ دینوری چندگاه ریاضت و مجاهده بخدمت پیر دستگیر خویش کشید حضرت مرشد
وی را فرمود ای علو برو کار تو تمام شد وضو کرده بیا خواجه علو حکم بجا آورد پس حضرت هبیره دستش بگرفت
گفت الهی علو را بمقام درویشی برسان بمجرد گفتن این سخن علو ممشاذ بیهوش گشت و بعد از ساعتی بهوش آمد
همچنان چهل بار بیهوش شد حضرت خواجه هبیره لعاب دهن خود در دهن وی انداخت فی الحال بخود باز آمد خواجه فرمود
ای علو دیدی مطلوب خویش خواجه علو سر بر زمین نهاد و عرض نمود سی سال مجاهده کردم این گنج نیافتم که از دولت پیر
دستگیر در طرفة العین یافتم و از اینجاست ؎ یک زمانه صحبتی با اولیا ؛ بهتر از صد سال بودن در تقی ؛ پس
آنحضرت گلیم خود که از بزرگان بدو رسیده بود بخواجه علو پوشانید و بر سجاده بنشاند از آن باز خواجه علو هیچ کار
بجز فرمان حق نکردی و چون طالب بارادت بیامدی مراقبه کردی اگر اشاره شدی وی را مرید نمودی و الا فلا
و هر که مرید وی شدی هم در روز اول از عرش تا ثری کشف گشتی و حضرت خواجه همیشه بذکر مولی و بتلاوت
قران مشغول بودی و از شیخ عماد الدین سهروردی نقلست که وی اهل سماع بود و سماع اکثر شنیدی و عرایس

پیران خود میکرد و در روز عرس سماع می شنید بخدمت وی پرسیدند سماع شنیدن باز مخصوص عرس از کجا آمده است گفت پیغمبر ما مصطفی و علی مرتضی و جمیع پیران ما سماع شنیده اند اما تخصیص عرس ایشانرا دران روز وصال دوست میسر شده است پس من شادی بروز وصال پیران خود سماع میشنوم تا از توجه ایشان مانیز بمقام وصال برسیم انتهی منقولست که روزی بت پرستان آمدند فرمود ای مردمان شما را شرم نمی آید که غیر خدا را پرستش میکنید بعد از شنیدن این سخن دل اینها از جهل برگشت و اسلام آوردند شخصی پیش وی آمد و طلب کرد فرمود بگو خدایا مرا بدعائی ممتاز عابت نما داد گفت کریم خدا کجاست فرمود آنجا که تو تو نباشی پس آنمرد غلبه گرفت تا بمرتبه رسید که وقتی از در درآمد تمامی خدمت خواجه اورا دیدند که همان مرد سجاده بر هوا افگنده و بر آن نشسته می آید خواجه بدو پرسید که آنچه حالت است گفت از توجه دعائی تست چون دانی باز از من چه میپرسی وی گفت چهل سال است که بهشت را با برچه در خواست بر من عرض میکنند بگو تا چشم بآنجا نگرداند شخصی گفت دل خود خون میکنی فرمود سی سال است که دل خود گم کرده ام نمی یابم دوی سه خلیفه داشت ابو اسحاق شامی و ابو عامر شیخ احمد اسود دینوری که او در سهرورد یان صاحب سلسله است و وفات وی در عهد مقتدر بالله بتاریخ چهاردهم محرم سنه تسع و تسعین و مائتین واقع شد قدوه اولیا و حق بوده تاریخ او است رحمة الله علیه و از طبقه ثانیه است

ذکر حضرت خواجه سید الطائفه جنید بغدادی پیشوای علم طریقت و حقیقت صاحب مذهب صحو رحمة الله علیه

در نفحات است شیخ المشایخ اندر طریقت و امام ائمه اندر شریعت جنید بن محمد بن جنید البغدادی رحمة الله علیه از طبقه ثانیه است کنیت او ابو القاسم است و لقب وی قواریری و زجاج و خراز است قواریری و زجاج ازان گویند که پدر وی شیشه فروشی بود و فی التاریخ الیافعی ان الخراز بجاء المعجمة و الزاء المشددة المکررة و انما قیل له الخراز لانه کان یعمل عمل الخرز گویند اصل وی از نهاوند است و مولد و منشاء وی بغداد است مذهب ابو ثور داشته معین شاگرد شافعی و گفته اند مذهب سفیان ثوری داشته خواهرزاده سری سقطی و مریدوی بود و با حارث محاسبی و محمد قصاب صحبت داشته بوده و شاگرد ایشان بوده وی از ائمه و سادات این قوم است و همه نسبت بوی درست کنند چون خراز و رویم و نوری و شبلی و غیرهم ابو العباس عطا گوید یا مناظر فی بذ العلم و مرجعنا المقتدی به الجنید خلیفه بغداد و رویم را گفت

منقول است که جنید را در شب بیست و یکم ماه رمضان در خواب دیدند

ای بی ادب وی گفت یک روز با جنید صحبت داشته ام هر کس که با وی نیم روز صحبت داشته باشد از وی
بی معنی نیاید یک کلمه که بیشتر شیخ ابو جعفر حداد گوید اگر عقل مردی بود بر صورت جنید بود وی گفتند از جنید
عالم تر بود وی که ایشان را چهارم نبود جنید به بغداد و ابو عبد الله جلا بشام و ابو عثمان حیری بنیشاپور
در کشف المحجوب است جنید مقبول اهل ظاهر و ارباب القلوب بود و در اصول و فروع و معاملات مفتی و امام الزمان
ثوری بود و در فنون علم کامل تا جمله اهل طریقت بر امامت وی متفق اند و هیچ مدعی و متصوف را بروی اعتراض نیست
روزی از سری پرسیدند که کیست مرید او را جنید گفت بلی برهان این ظاهر است جنید را درجه فوق
درجه من است و این قول سری بتواضع بود و الا چگونه گفت بصیرت ناگفت اما نفس را فوق خود دیدار نباشد که دیدار
تحت تعلق گیرد و قول وی دلیل واضح است که بدید جنید را اندر فوق مرتبه خود چون دید اگرچه فوق دید تحت باشد
و مشهور است که در حالت حیات سری مریدان مر جنید را گفتند که شیخ ما را سخنی گوتا دلهای ما را راحتی باشد
جنید گفت تا شیخ ما بر حیات است سخن نگویم تا شبی پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بخواب دید گفت یا جنید تکلم علی الناس
سخن گوی و خلق را که کلام تو را خدا تعالی سبب نجات عالمی گرداند و چون بیدار شد در دلش صورت گرفت
که درجه من از درجه سری گذشت که امر دعوت آمد چون با مداد شد سری مرید بر فرستاد که بگویید که بگفته مریدان
و شفاعت مشایخ بغداد و به پیغام من سخنی نگفتی اکنون رسول صلی الله علیه وسلم فرمود فرمان او را اجابت کن
جنید گفت آن پندار از سر من بشد و دانستم که وی بر اسرار و احوال ظاهر و باطن من مطلع است و من از روزگار
پیغمبر در نزد وی آمدم و استغفار کردم و پرسیدم که چه دانستی که پیغمبر صلعم را بخواب دیدم گفت خدای را بخواب دیدم
اگر گفت رسول را فرستادم تا جنید را بگوید که وعظ کند مر خلق را و در این حکایت دلیل واضح است که پیران بهر صفت
که باشند شرف احوال مریدان باشند و بر کلام عالی است در رموز لطیف از وی می آید که گفت کلام
الانبیاء نباء عن الحضور و کلام الصدیقین اشارة عن المشاهدة سخن انبیا خبر باشد از حضور و کلام صدیقان اشارت از مشاهدات
صحبت خبر از نظر بود و آن مشاهده فکر و خبر بجز از عین نتوان داد و اشارات خبر بغیر نباشد پس کمال و نهایت صدیقان ابتدای درجه
انبیا بود و فرق میان نبی و ولی واضح است و تفضیل انبیا بر اولیا تا بحلاف دو گروه از ملاحده که انبیا را اندر فضل
نوحر گویند و اولیا را مقدم و از وی نقلست که مریدی را زنجی میل آمد و پنداشت مگر او بدرجه رسیده است عزم کرد

روزی بیامد تا وی را تجربه کند و وی بحکم اشراف آن مراد وی میدید از وی سوال کرد جنید گفت جواب عبارتی
خواهی یا معنوی گفتا هر دو گفت اگر عبارتی خواهی اگر خود را تجربه می کردی تجربه کردن من محتاج نگشتی و اینجا
تجربه نمی آمدی و اگر معنوی خواهی از ولایت معزول کردم در حال مرید را روی سیاه شد بانگ برگرفت که راحت
یقین از دلم بشد باستغفار مشغول شد و دست از آن فضول بداشت آنگاه جنید گفت رحمة الله علیه این ندانستی
که اولیای خداوند والیان اسرار اند تو طاقت زخم ایشان نداری نفسی بر وی افگند وی بسر مراد خود باز رسید و از
وسوسه مصرف کردن مشایخ توبه کرد و حضرت قطب عالم مینویسند امام جنید را در خلوت وی سی سال خطره غیر خدای تعالی
در دل گذر نکرد و بوضوء خفتن نماز فجر ادا کرد و هم در کشف است که از وی می آید که گفت وقتی از وی خواستم که ابلیس را
ببینم بر در مسجد ایستاده بودم پیری را دیدم روی بمن آورده چون بنزدیک من آمد گفتم تو کیستی که چشم و دل
من طاقت دیدن ندارد از وحشت گفت آنم که ترا آرزوی رویت من است گفتم ای ملعون چه چیز ترا از
سجده کردن باز داشت مر آدم را گفت یا جنید ترا چه صورت بندد که من غیر او را سجده کنم جنید گفت
من متحیر شدم از سخن وی بسرم ندا آمد که قُلْ لَهُ كَذَبْتَ لَوْ كُنْتَ عَبْدًا مَأْمُورًا مَا خَرَجْتَ عَنْ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ فَسَمِعَ النِّدَاءَ
مِنْ قَلْبِي فَصَاحَ قَالَ أَحْرَقْتَنِي بِاللَّهِ وَغَابَ بگو یا جنید دروغ گوی اگر بنده بودی از امر وی بیرون نیامدی
و بنهیش تقرب نکردی وی آن ندا از سر من شنید و بانگی بکرد و گفت بسوختی مرا بالله یا جنید و ناپیدا شد و این
حکایت دلیل حفظ عصمت است از آنچه خدای تعالی اولیای خود را نگاه دارد و در همه حال از کیدهای شیطان
و هم در نفحات است روزی جنید در ایام صغر با کودکان بازی میکرد سری سقطی گفت مَا تَقُولُ فِي الشُّكْرِ يَا غُلَامُ گفت
الشُّكْرُ أَنْ لَا تَسْتَعِينَ بِنِعَمِهِ عَلَى مَعَاصِيهِ سری گفت بسیار می ترسم که بهره تو همین از زبان تو شد جنید گفت همیشه از آن
سخن ترسان میبودم تا که روزی بر وی در آمدم و آنچه محتاج الیه وی بود همه را همراه در آوردم گفت بشارت باد
ترا که از حضرت حق تعالی درخواسته بودم که این را بر دست مصلحی یا موفقی بمن رساند جنید گفت که سری مرا گفت
مردم را سخن گوی من خود را متهم میداشتم و استحقاق آن نمی داشتم تا آنکه آنحضرت را صلعم بخواب دیدم فرمود
تَكَلَّمْ عَلَى النَّاسِ پیش از صبح بدر خانه سری رفتم و در بکوفتم و گفت مرا راست گوی نداشتی تا ترا نگفتند پس بامداد
مجلس نهادم و آغاز سخن کردم خبر منتشر شد که جنید سخن میگوید جوانی ترسا در لباس ترسایان بر کنار مجلس بایستاد و گفت

ایها الشیخ ما معنی قول رسول الله صلی الله علیه وسلم اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله جنید گفت ساعتی سر در پیش افگندم پس سر برآوردم و گفتم اسلام آورد که وقت اسلام تو رسیده است امام ما نمی گوید که مردم هیچ پندار ند که جنید را درین یکسر امت است و من میگویم درین دو کرامت است یکی اطلاع بر کفر او دیگر آنکه در حال اسلام خواهد آورد و جنید را گفتند این علم از کجا میگوئی یعنی علم تصوف گفت اگر از کجا بودی یعنی اگر بعمل و فکر بودی بر سیدی یعنی متناهی شدی و ابدی نبودی و دی گفت تصوف آنست که ساعتی با خویش بی تیمار شیخ اسلام گفت بی تیمار چه بود گفت بی جستن و دیدار بی نگریستن که جنید، در دیدار علت است یعنی بی خلقی و بیرا بودن خود را و بدان خود را نیابد بزیرا که وی موحد بود و دی غیر است و علت و هم دی گفته استغراق الواجد فی التعلیم خیر من استغراق التعلیم فی الوجود و هم دی گفته اشرف المجالس و اعلاها المجلوس مع الفکرة و فی میدان التوحید و هم دی گفته اشرف ما تمسک الی الله عز و جل و اباک ان تنظر بالعین التی بها تشاهد الله عز و جل الی غیر الله عز و جل فتسقط عن عین الله و هم دی گفته است که موافقت با یاران بهتر از شفقت شیخ السلام گفت طاعت داری به از حرمت داری جنید را پرسیدند که بلا چیست گفت البلاء هو الغفلة عن المبلی کمالات وی از هر قسم بیش از بیش است وفاتش در سنه تسع و تسعین و مائتین بود رفت از دنیا کذا فی کتاب الطبقات و الرسالة القشیریة و فی تاریخ الیافعی از مات سنة ثمان و تسعین و قیل سنة تسع و تسعین و مائتین رحمه الله تعالی علم ذکر آن پیشوا خانواده طوسیان و سهروردیان و فردوسیان مشاد دینوری رحمة الله علیه و نسبت او طبقه ثالثه است از بزرگان مشایخ عراق است و جوان مردان ایشان یگانه در علم با کرامات ظاهر و احوال نیکو با کمی تمام و بسیار از وی از مشایخ صحبت داشته و از اقران جنید و رویم و نوری و غیر ایشان بود و صاحب سراة الاسرار ایشان را از اصحاب جنید بغدادی مینویسد و صاحب سلاسل انوار فی سیر الابرار در سلسله و شجره سهروردیه بعد ذکر جنید رحمة الله علیه ذکر ایشان و اسم ایشان مینویسد صاحب اقتباس بعض روایت در ذکر علو مشاد و دینوری رحمة الله علیه مینویسد و صاحب نفحات و تذکرة الاولیاء در ذکر مشاد دینوری می آرند یکی از آن این است وی گفت که الله تعالی عارف را آفریده است در سکر هر گاه که دران سکر دالله بیند دیگر از آن ایستد که مشاد گفته چهل سال است که بهشت

با هر چه در دست بر من عرض میکنند گوشه چشم بعاریت بآن نداده ام شیخ الاسلام گفت که در صحبت و حضور
او نگریستن بغیر او شرکست باو والله تعالی پیغمبر خود را صلی الله علیه وسلم میگوید ما زاغ البصر وما طغی
قل الله ثم ذرهم در مکتوب قطب عالم است شیخ ممشاد را قدس سره مرض بود بزرگی بعیادت آمد
کیف وجدت المرض ممشاد در جواب گفت سل المرض کیف وجدنی یعنی آن بزرگوار پرسید که خود را مشغول
بمرض می یابی و مرض ترا بخود مشغول میدارد یا نه ممشاد در جواب گفت که مرض را بپرس که مرا چگونه می یابد
یعنی مرض در کون است و من ورای کون من با حق مشغولم که از غیر حق خبر ندارم و سیوم از آن اینکه ممشاد
گفته هر که بر دوستی از دوستان وی انکار کند کمینه ایست عقوبت وی آنست که هرگز وی را آن ندهد
که وی داشته مگر آنکه توبه کند و چهارم از آن اینکه ممشاد گفته هرگز بخدمت شیخ پیر نشده ام و سوال نبرده ام
با دل صافی باو شده ام تا او خود چه گوید قال الشیخ عبد الله الطائی رحمة الله علیه سمعت محمد بن خفیف
یقول رأیت ممشاد الدینوری فی النوم کانه قائم رافع یدیه الی السماء وهو یقول یا رب القلوب والسماء
تدنون من راسه حتی وقعت علی راسه فانشقت و عمل ممشاد تا اینجا مطابقت روایات است در احوال
هر دو بزرگ و هم ممشاد گفته همه معرفت صدق افتقار است بالله تعالی و هم وی گفته طریق الحق بعید
والسیر مع الحق شدید شیخ الاسلام گفت راه بحق دور است مگر او دست گیرد روزی ممشاد از در سرای
خود بیرون بشد سگی بانگ کرد ممشاد گفت لا اله الا الله سگ بر جای بمرد شیخ الاسلام گفت
که ابو عامر گوید شاگرد ممشاد که روزی پیش ممشاد نشسته بودم جوانمردی از در خانه در آمد و بمیزبانی
اجازت خواست شیخ گفت توانی صوفیان را بخانه بری و بازار در میان نه شیخ بهانه میجست اجابت نکرد چون
بیرون شد اصحاب گفتند شیخ هرگز چنین نکردی اینچه بود شیخ گفت او ازین جوانمردان بود دنیا بدست
وی در آمد آن از دست او بشد اکنون می آید و چیزی نفقات میکند میخواهد که سرمایه باز یابد تا مهر آن
از دل بیرون نکند این باز نیاید و گفته اند در چهاردهم محرم سنه تسع و تسعین و مائتین برفت از دنیا و هم وی
گفت که آداب مرید آنست که التزام کند حرمت مشایخ را و خدمت برادران طریقت را و دیگر آنکه بیرون شتافتن از
اسباب و مجرد شدن از آن و نگاه داشتن ادب شرع بر نفس خود که ادبی از آداب شریعت فوت نشود

پیشوای خانواده کازرونیان

ذکر آن پیشوای کازرونیان محمد رویم رحمة الله علیه در تذکرة الاولیا و کشف المحجوب و
و نفحات است از طبقهٔ ثانیه است کنیت او ابو محمد است و گفته اند ابو بکر است و ابو الحسین و ابو شیبان نیز گفته اند
نبیرهٔ رویم مهین است که قراة قرآن از نافع روایت کند اصل از بغداد است از جملهٔ اجلهٔ و سادات
مشایخ و وحید عصر و امام دهر بود و از جملهٔ مشایخ آن وقت فقیه بوده و عالم بر مذهب داود اصفهانی
شیخ الاسلام گفت که رویم خود را شاگرد جنید مینمود از یاران ویست و منه از وی و من موی از
رویم دوستر دارم که صد از جنید و بقول کشف المحجوب صاحب سر آن جنید و از اقران وی در تذکرهٔ اولیاست
و بر مذهب داود طائی فقیه الفقها بود و صاحب فراست و همت بود و اندر علم تفسیر و قراءت حظی وافر داشت
و در آخر عمر خود را در میان دنیاداران پنهان کرد و او را تصانیف است اندر طریقت فی السماع یعنی
در سماع خاصه کتابی که آنرا غلط الواجدین نام کرده که من فتنهٔ آنم یکی نزد او آمد و گفت کیف
حالک گفت کیف حال من دینه هواه و همته دنیاه لیس هو بصالح تقی و لا بعارف نقی چگونه باشد
حال کسی که دین وی هوای وی بود و همت وی دنیای وی نیکوکاری بود از خلق رسیده
و نه عارفی بود از خلق گزیده و این اشارت بعیوب نفس کرده از آنچه دین نزد نفس هوا بود و متابعان نفس
هوا را دین نام کرده اند و متابعت آنرا ورزش شریعت هر که بر مراد ایشان رود اگرچه مبتدی باشد
نزد ایشان دیندار باشد و هر که بر خلاف ایشان باشد اگرچه دیندار و متقی باشد بیدین بود و این
آفت در زمانهٔ ما از یکدیگر شایع است اما آن پیر از تحقیق روزگار سائل اشارتی کرده است و
نیز روا بود که در آنحال او را با او باز گذاشته باشد تا از وصف وجود خود عبارت کرده است
و انصاف صفت خود بداده و در نفحات است و ابو عبد الله خفیف گوید که هرگز دیدهٔ من کس ندیده
که در توحید سخنی گفتی چنانکه رویم و سئل رویم عن التصوف فقال هو الذی لا یمسک شیئا و لا یملکه
و قال ایضا التصوف ترک التفاضل بین الشیئین خود را در دنیاداران پنهان کرده اما بآن شغل
محجوب نگشته جنید گوید ما فارغ مشغولیم و رویم مشغول فارغ و در فتوحات مذکور است که رویم
گفت من قعد مع الصوفیة و خالفهم فی شیء مما یتحققون به نزع الله نور الایمان من قلبه

وفنی کسی رویم را خبری گفته بود ازان لختشام ولباس گفت بدان می ارایم که پاشنه بر سر
به بندم وبیازار برآیم وباک ندارم ابوعبدالله حفیف بوی شد چون باز میگشت رویم دست
برکتف وی نهاد وگفت ای پسر هو بذل الروح فلا تشتغل ببرنامات الصوفیة گفت این کار
جان فداکردن است نه بهار برنامات صوفیان مشغول نشوی شیخ الاسلام گفت بذل روح
نه آن بود که مغز اشوی تا ترا نکشند آنست که با الله تعالی بر جان خود منازعت در نگیری
جان وتن ودل در سر دکار او کنی وهنوز بر خود بانی کنی نه کبیح بر نگذرد ونبرسد شکایت در نگیری
وسئل رویم عن الانس فقال ان تستوحش من غیر الله حتی من نفسک گفت رویم علامت
انس بحق سبحانه آنست از انچه متسم بسمت غیریت است متوحش باشی تا که از خود وسئل عن
المحبة فقال الموافقة فی جمیع الاحوال وانشد ۵ ولو قلت لی مت مت سمعا وطاعة ۵ و
قلت لداعی الموت اهلا ومرحبا ۵ وقال الرضا استلذاذ البلوی والیقین هو المشاهدة
یعنی در جواب سئوال از محبت رویم گفت که علامت محبت موافقت دامتثال امر محبوب است در جمیع
احوال ودر باب رضا گفت که رضا لذت یافتن است از بلائی که باین کس رسد از محبوب وگفت
یقین عبارت است از مشاهده که در هنگام فنا وجود گیرد وهم وی گفته که رویت تو از عمل تو
مرتفع شود یعنی عمل را از خود نه بینی ونه دانی وهم وی گفته که فتوت آنست که برادران
خود را معذور داری در زلتی که از ایشان واقع شود وبا ایشان چنان معامله نکنی که
از ایشان عذر باید خواست وهم وی گفته فقر را حرمتی است وآن ستر واخفاء غربت بر او
هر که آنرا کشف کرده وباخلق نموده اهل فقر نیست وویرا در فقر کرامتی نه صاحب
از تاریخ شیخ جلالی مینویسد که رویم در دوازدهم شوال سنه ثلث وثلثمائة وفات کرد
ذکر ابو علی الرودباری رحمة الله علیه ونفحات است از طبقه رابعه است نام وی
احمد بن محمد بن ابو القاسم بن منصور از ابناء رؤساء روزاست ونسب وی بکسری
میرسد روزی جنید در مسجد جامع سخن میگفت گفت روی در مجلس جنید افتاد جنید با بردی

بقیه حواشی صفحه پیش

سخن میگفت بآن مرد گفت اسمع یا هذا ابو علی پنداشت که او را میگوید بایستاد و گوش
بادی داشت کلام جنید در دل وی جای گرفت و اثر تمام کرد هرچه در آن بود ترک کرد
و بر طریقت قوم اقبال نمود حافظ حدیث بوده و عالم و فقیه و ادیب و امام و سید قوم و خال
ابو عبد الله رودباری است شیخ ابو علی کاتب گوید ما رأیت اجمع لعلم الشریعة والحقیقة من
ابی علی الرودباری رحمة الله علیه یعنی ندیدم جامع تر مر علم شریعت و حقیقت را از ابو علی رودباری
هرگاه که ابو علی کاتب ابو علی رودباری را نام بردی گفتی که سیدنا شاگردان وی را از آن رشک
می آمدی گفتند این چیست که وی را سید خود میگوئی گفت آری او از شریعت بطریقت شد
ما از حقیقت بشریعت می آئیم شیخ الاسلام گفت تا مرد را از پیشگاه بآستان نبرند نداند که از آنکه
از آستان به پیشگاه میفرستند کیست پس سرد بود که از ناز با نیاز آئی بلکه از نیاز با ناز آئی و از
طهارت بنماز شو ابو علی رودباری در بغداد با جنید نوری و ابو حمزه و مسوحی و با آنان که در طبقه
ایشان بودند از مشایخ قدس الله اسرارهم صحبت داشته و در شام با ابو عبد الله جلا وی از
بغداد است اما بمصر مقیم گشته شیخ مصریان و صوفیان ایشان بود و از شعرای صوفیانست وی
گفت علامة اعراض الله تعالی عن العبد ان یشغله بما لا ینفعه یعنی نشان اعراض حق تعالی را اینکه مشغول کند بندهای
بچیزی که وی را نافع نبود بحسب آخرت و هم وی گفته ما لم تخرج من کلیتک لم تدخل فی حد المحبة
در دویم شوال سنه سه صد و بست و یک وفات یافت در مصر ذکر آن پیشوای خانواده
انصاریه محمد جریری رحمة الله علیه در نفحات است از طبقه ثالثه است نام وی احمد بن
محمد ابن الحسین و گفته اند حسین بن محمد و گفته اند عبد الله بن یحیی از کبار اصحاب جنید بود
بعد از جنید وی را بجای جنید بنشاندند از بزرگی وی از علماء مشایخ قوم بود و در طریقت
استاد بود تا بحدی که جنید با مریدان خود گفته بود که این ولی عهد من است وی یکسال در مکه
مقام کرد و نخفت و سخن نگفت و پشت باز ننمود و پای دراز نکرد وی گفته التصوف
عنوة لا صلح تصوف بصلح نیابند آن بجنگ بستانند نه بصلح شیخ الاسلام گفت

منتهی و پیشوای انصاریه

که تصوف بطلب و صلح نیابند که آن قهر است آن تیریست چون برق از نور اعظم که از بالا در آمد تا
بکه اندازد و آنکه طالب آنست از و گریزان است و آنکه اهل آنست اگرچه گریزانست آن بوی
شتابان است و هم شیخ الاسلام گفت آن جنگ آنست که میگریزی و آن بتو می آویزد
نه آنست که دست بآن میزنی و در دست نمی آید آنکس که این سخن گفته از چاشنی گفته و بعیان
بگرفته نه از علم میگوید از علم چنین سخن نیاید وی با سهل عبدالله تستری در سال بیر در جنگ قرامط
از تشنگی بمرده در سنه اثنی و عشره و قیل اربع عشر و ثلثمائة درویشی میگوید من آن سال با آن
مردمان بودم از دست قرامط بجستم چون برفتند باز آمدم بنزدیک قافله تا مگر خسته را آب دهم یا نظاره
کنم که حال ایشان چیست میان خستگان همی گشتم ابو محمد حریری را دیدم قدس سره میان خستگان
افتاده و سال وی در گذشته بود گفتم یا شیخ دعا نکنی تا خدای تعالی این بلا بگرداند گفت
کردم مرا جواب داد که آن کنم که من خواهم درویش گفت دیگر بار این سخن را بروی گردانیدم مرا
گفت ای برادر وقت دعا نیست وقت رضا و تسلیم است یعنی دعا پیش از نزول بلا باید چون آمد
رضا باید دادن فَقُلْتُ بِکَ حَاجَةٌ فَقَالَ اَنَا عَطْشَانُ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَاَخَذَهُ دَارَاوَانَ یَشْرَبُ فَنَظَرَ
اِلَیَّ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ اَعْطَاشٌ فَاَنَا اَشْرَبُ لَا کَانَ هٰذَا اَبَدًا هٰذَا شَرٌّ فَرَدَّ عَلَیَّ و مات رحمه الله من ساعته
وی گفت چون حقتعالی زنده گرداند بنده را بانوار خویش وی هرگز نمیرد و هم وی گفته چون
مصطفی علیه السلام نظر کرد بحق حق را بدید باقی حق بحق بی زمان و مکان از اوصاف او مجرد گشت باوصاف
حق جل و علا ذکر آن ملک المشایخ باتفاق و آن قطب ابدال باستحقاق و آن منشأ
و مقتدا خانواده چشتیان ابو اسحاق شامی چشتی رحمة الله علیه
که پادشاه عالم نیاز و سلطان دار الملک راز بود خرقه ارادت از دست خواجه ممشاد علو دینوری
پوشید در رساله چهارده سلسله اصل و هم در لطائف اشرفی مینویسد که وی هم بنسبت ارادت
از ولایت شام در بغداد رسید و مرید خواجه علو دینوری شد خواجه پرسید چه نام داری
گفت ابو اسحاق شامی گویند خواجه فرمود از امروز ترا ابو اسحاق چشتی خوانند که خلائق

منشاء خانواده چشتیان

چشت و دیار آن از تو هدایت یابند و هر که در سلسلهٔ ارادت تو در آید آنها نیز تا قیامت چشتی
خوانند بعد از تربیت ابو اسحاق را بچشت فرستاد از انروز باز خواجگان چشت پیدا شدند
ولقب وی شریف الدین است صاحب مرات الاسرار از سیر الاولیا می آرد
که خواجه ابو اسحاق چشتی در غایت ستر عالم مکاشفات کوشیدی و صورت صحو را
پرایه خود ساخته بود تا عوام از کمال حال وی مطلع نشوند و این مقام بسی بلند بود نزدیک
این طائفه صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که حضرت خواجه ابو اسحاق چشتی
قدس سره بعد شش یا هفت روز افطار کردی و در حالت افطار زیاده از سه لقمه تناول
نفرمودی و گفتی در جوع تمام نعمت پروردگار است و گرسنگی و بی رنگی و تشنگی کار همه
انبیا و اولیاست و در گرسنگی لذتی یافتم که هیچ چیز نیافتم چون خواجه خواست که
مرید شود چهل روز استخاره میکرد آواز آمد که علو دوست ماست برو مرید او شو بعد چهل روز
چون بخدمت علو دینوری قدس سره پیوست هفت سال موافق فرمان حضرت خواجه در
خلوت نشسته بذکر لا اله الا الله مشتغال بود و درین ایام بعد هفتم طی افطار میکرد یعنی بعد
دیگر روز بپیرچه نان و پاره آب دست میبرد تا هاتف آواز داد که ای علو کار ابو اسحاق
تمام شد و بمرتبه اعلی رسید خرقه باو بپوشان و بجای خویش بنشان و تو بحضرت ما بیا پس خرقه
خلافت بدو عنایت کرد و خلیفه خود ساخت همدر آنساعت آواز آمد که ای ابو اسحاق
تو قبول حضرت ما شدی پس همچنان شد و بسیار کس از چنین تربیت وی بمنزل کمال و تکمیل
رسید و هم از وی می آرد که خواجه ابو اسحاق شامی چشتی قدس سره سماع بسیار شنیدی
و همیشه در سماع مستغرق بحق بودی و هیچ یکی از علما بر وی بحال اعتراض نداشت و هر که در
مجلس وی وقت سماع حاضر شدی هرگز بگرد معصیت نگشتی و او تاثیر وجد وی حاضران را
نیز وجد و ذوق پیدا آمدی و در هنگامی که وی برقص برخاستی در و دیوار بجنبش در آمدند
و هر نوع مریضی که در مجلس وی در آمدی در ساعتی شفای کامل یافتی

ولیکن ارباب دنیا و امارد را در مجلس سماع راه ندادی و اگر احیاناً مردی صاحب
مکنت دران حال حاضر میشدی تارک دنیا گشتی و اگر توبه نکردی بیمار شدی که چون وی
سماع در میداد پیش از دو سه روز یاران مجلس را خبر میکردند و خود روزه طی نگاه
میداشت و قوالان را نیز تایب مینمود و در مرآت است و طریق خواجگان چشت آنست
که موافق سنت نبوی در شهر و قریه خانه کنند و خلق را بحق مشغول گردانند و هرچه
دون حق باشد آنرا نهی فرمایند و همیشه در باطن کوشند و مذهب صوفیه که بطریق
سلسله پیران ایشان را رسیده باشد دران بغایت مستحکم باشند و اصلا وسواس
را دران راه ندهند گشایش کار در تعیین مذهب صوفیه است و ریاضت را عزیز دارند
و فقیر را بر غنی فضل نهند و فقرا را بسیار دوست دارند و خدمت مهمان بتوجه تمام کنند
و سماع و اهل سماع را بغایت عزیز دانند و عرس پیران و بزرگان بشوق تمام کنند
و هر قوم را از خود بهتر دانند و با هر فرقه از راه صلح صحبت دارند و همیشه نظر بر وحدت وجود دارند
و جمال احدیت را در عین کثرت مشاهده کنند اول مرید را مراقبه لا موجود الا الله فرمایند
که از ایمان حقیقی و تیر عبادتی که بر خود مقرر کنند تا لب گور آنرا فوت نکنند و دائم مست
و مدهوش یعنی جامع میان سکر و صحو باشند و اصل شراب ایشان عشق و انکسار و ترک
و ایثار است و در نفحات است که شیخ الاسلام گفت من کس را ندیده ام قوی تر در طریق
ملامت و تمام تر از احمد چشتی و چشتیان همه چنان بودند از خلق بی باک و در باطن سادات
جهان و همه احوال ایشان باخلاص و ترک ریا بود و بهیچ گونه سستی روا نداشتندی در
شرع تا بتهاون چه رسد و در نفحات است که خواجه ابو اسحاق بسیار بزرگ بوده است
و از اصحاب شیخ علو دینوری است و بقصبه چشت رسیده است و خواجه ابو محمد ابدال
که مقدم مشایخ چشت بود صحبت وی را دریافته و از شیخ عماد نقل است که چون خواجه
اراده سفر کردی با یکصد و دو صد مردم چشم بسته بطرفة العین بران منزل رسیدی

ترک ... و از شیخ عماد الدین نقل است

و قبر ابو اسحاق در عکه است از بلاد شام و در مرات است که تاریخ وفاتش چهاردهم ربیع الآخر
است اما سنه وفات در نظر نیامده ولیکن از طبقه ثالث بود و بقولی در سنه صد و بیست و نه بود
رحمة الله علیه ذکر آن پیشوای قادریان و آن صاحب ولایت ولی و قطب
افراد ابو بکر شبلی رحمة الله علیه از طبقه رابعه است نام وی جعفر بن یونس است
و گفته اند دلف بن جعفر و گفته اند دلف جحدر و بر قبر وی در بغداد جعفر بن یونس نوشته اند
شیخ الاسلام گفته که وی مصریست ببغداد آمد و بمجلس خیر النساج توبه کرد و شاگرد جنید بود
عالم بود و فقیه و مذکر مجلس کردی مذهب مالک داشت و موطا حفظ کرده بود و پدر وی
حاجب الحجاب خلیفه بود و فی طبقات السلمی انه خراسانی الاصل بغدادی المنشا و المولد
و اصله من اسروشنه من فرغانه مولده کما قیل سامره که پدر وی خراسانی بوده نشو
نما و ولادت وی در بغداد شد و اصل او از اسروشنه و فرغانه است جنید گفته
است لا تنظروا الی ابی بکر الشبلی بالعین التی ینظر بعضکم الی بعض فانه عین من عیون الله
نگاه نکنید با شبلی بچشمی که بآن یکدیگر را می بینید زیرا که او چشمیست از چشمان باری تعالی
که وی سبحانه در مرتبه فوق ناظر است در اشیاء بوی ظاهر این کلام مبنی است بر مسئله توحید
و هم جنید گفته لکل قوم تاج و تاج هذا القوم الشبلی هر گروهی را افسریست و افسر این طایفه
شبلی است و دو بار در بیمارستان بوده شبلی گفته الحریة هی حریة القلب لا غیر یعنی
آزادی آزادی دل است از قید تصرف غیر حق سبحانه و جز این نیست در کشف
المحجوب است از بزرگان مشایخ بود و وی را اشارات لطیف و سوده است چنانچه یکی گوید ثلثة
عجائب الدنیا اشارات الشبلی و نکات المرتعش و حکایات الجعفر و وی از کبار قوم
بود و سادات اهل طریقت و تعلق ارادت بجنید نمود و بسیاری از مشایخ را یافته بود
و از وی می آید که گفت در معنی آیت قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم
ای ابصار الرؤس عن المحارم و ابصار القلوب عما سوی الله تعالی بگو مر مومنان را

پیشوای قادریان

تا چشم سر نگاه دارند از نظر شهوت و چشم دل نگاه دارند از انواع فکرت بجز اندیشه رویت پس
مناسب شهوت و ملاحظه محارم از غفلت است و معصیت همین مراد اهل غفلت را آنست
که از عیوب خود جاهل باشند و آنکه اینجا جاهل بود آنجا هم جاهل بود مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى
فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى و بحقیقت تا حق تعالی ارادت شهوات از دل کس پاک نکند
چشم سر از عوارض آن محفوظ نگردد و تا از ارادت خود اندر دل کسی اثبات نکند چشم سر از نظاره
غیر محفوظ نگردد و دیگی گفته روزی در بازار آدم قومی گفتند که هذا مجنون گفتم اما عندکم مجنون و
انتم عندی اصحاء جنونی من شدة المحبة وصحتکم من قوة الغفلة فزادنی الله جنونا وزادالله
فی صحتکم یعنی من نزد شما دیوانه ام و شما نزد من هشیار جنون من از شدت محبت است و صحت
شما از قوت غفلت پس خدا عزوجل در دیوانگی من زیادت کند تا قربت بر قربت
زیادت کند و در شما هشیاری زیادت کند تا بعد بر بعد زیادت کند این قول از غیرت بود
نقلست از تذکرة الاولیا که شیخ جنید فرمود که مَنْ طَلَبَ وَجَدَ شبلی گفت بل مَنْ وَجَدَ
طَلَبَ و هم نقلست که یکبار سنگ پای او بشکستند هر قطره خون که بر زمین میچکید نقش الله
میشد نقلست که وقتی هیزمی تر پیش وی برآتش از یک طرف ملبوس خشک و از طرف
دیگر آب بیرون می آمد پس اصحاب را گفت ای مدعیان میگوئید که در دل آتش شوق
داریم چرا از دیده شما اشک روان نیست نقلست که شیخ جنید مر شبلی را گفت که چگونه
خدا تعالی را یاد کنی چون صدق و ابلیت یاد کردن او نداری گفت بمجاورش چندان یاد
کنم که او مرا بحقیقت یاد کند شیخ جنید نعره زد و بیهوش شد شبلی گفت نگذارید که برین درگاه
خلعت بود و گاه تاز یانه و هم در نفحات است شبلی عبدالرحمن خراسانی را گفت یا خراسانی
هل رأیت غیر الشبلی احدا یقول الله قط فقال فقلت وما رأیت الشبلی یوما یقول الله
قال فغر الشبلی فاه علیه که ای خراسانی هرگز کسی را دیدی جز شبلی که گوید الله در جواب
گفت هرگز شبلی را ندیدم که گوید الله چون چنین گفت شبلی بردی در افتاد و بیهوش شد این جوا

دو احتمال دارد یکی شبلی را ندیدم دوم آنکه شبلی را در میان ندیدم عبد الرحمن خراسانی گوید
که شخصی بدر سرای شبلی آمد و در بزد شبلی فرا در آمد سر برهنه و پا برهنه گفت کرا میخواهی گفت
شبلی را گفت نشنیدی که مات کافرا فلا رحمه الله یعنی نفس شبلی بمرد بکفر پس رحمت نکناد حق
تعالی ویرا شیخ الاسلام گفت که وی خطاب کفر بر نفس خود میکرد وقتی جماعتی در خانه وی بودند
در آفتاب نگریست دید که بغروب نزدیک است گفت وقت نماز است برخاستند که نماز
دیگر نگذارند شبلی بخندید و گفت چه گفته است ؎ نسیت الیوم من عشقی صلواتی + فلا ادری غدائی
من عشائی + فذکرک سیدی اکلی و شربی + و وجهک ان رأیت شفاء دائی + یعنی
فراموش کردم درین وقت از جهت استیلای عشق نماز خود را و بامداد را از شبانگاه
نه شناختم فذکرک الخ یعنی یاد تو ای خواجه من خورش و آشامیدنم است و روی ترا اگر ببینم
شفاء درد من است چون خواجه جنید شنید که شبلی سخن بی پرده گفتن آغاز کرده است
نامه نوشت که سخنان من در گوشها خمول بتو گفته بودم تو آنرا بر سر منبر میگوئی در جواب نوشت
که شما خود فرموده بودید که این اسرار پیش غیری نخواهی گفت والحال در نظر من غیر نمانده
است انا اقول و انا اسمع هل فی الدارین غیری از وی پرسیدند که کدام چیز عجب است گفت دلی که
که خدا تعالی را بشناسد و در وی عاصی شود دینوری گوید که درین بیماری گفت مرا وضو ده
ویرا وضو دادم و تخلیل لحیه فراموش کردم زبان وی گرفته بود دست مرا گرفت و بمیان لحیه
خود در آورد و جان بداد و هم وی گوید بعد وفات شبلی گفتند در فلان موضع مردیست
صالح که غسل مردگان میکند سحرگاه بدر خانه وی رفتم و آهسته در بزدم و گفتم السلام علیکم از
درون خانه بگفت شبلی بمرد گفتم آری پس برون آمد دیدم همان مرد بود که در راه مسجد پیش
آمده بود بتعجب گفتم لا اله الا الله گفت تعجب از چه میکنی سبب را گفتم پس سوگند بروی دادم که تو از کجا
دانستی که شبلی مرد گفت ای نادان از آنجا که شبلی دانست که ویرا امروز با من کاریست و قبل ازین
در روز جمعه شبلی گفت بمسجد جامع میرویم و تحیه بر دست بکیر کرده بود و میرفت بکیر گوید ما را در راه

پیشوای کازرونیان

روی بیش آمد شبلی مرا گفت ما را فرو آبادین مرو کاریست پس نماز گذاردیم و بخانه آمدیم
بجانب فوت شد هشتاد و هفت سال عمر وی بود در سنه اربع و ثلثین و ثلثمائه برفت از دنیا
در ماه ذی الحجه رحمة الله علیه ذکر پیشوای کازرونیان ابو عبد الله بن خفیف رحمة الله علیه
الشیرازی قدس سره از طبقه خامسه است نام وی محمد بن خفیف بن اسفکشار الضبی است
بشیراز بوده مادر وی از نیشاپور است و وقت خود شیخ المشایخ بوده و را شیخ الاسلام میخواندند شاگرد
شیخ ابو طالب خرزج بغدادیست رویم را دیده بود و شیخ الاسلام گفت هیچکس را در علوم ظاهر و
علوم حقائق چندان تصنیف نیست که وی را اعتقاد پاک و سیرت نیکو داشته شافعی مذهب بوده و
شیخ الاسلام گفت که از وی سخن دارم که گرگ را تکه کنند که باز گویند یکی آنکه از وی پرسیدند که تصوف
چیست گفت وجود العبد فی حین الغفلة و دیگر آنکه از وی پرسیدند که عبد الرحیم مصطفی چرا
با سگبانان نشیند و قیامی هند گفت یخفف من ثقل ما غلبه گفت مشغول نماز ان که در
وی میرند تا از بار وجود سبکتر گردد و شیخ الاسلام گفت که در وجود لذت نبود در وجود شکستن صلابت نبود که در
حواس مرد باشد و انشد بیتا لغیره ؎ اُرید النسی ذکرها فکانما ؎ تمثل لی لیلی بکل مکان یعنی
میخواهم که ذکر وی را موش کنم تا لحظه بر آسایم لیکن نتوانم چه روی بهر طرف که آرم از ان طرف لیلی
متمثل و متصور میگردد و صاحب کشف المحجوب مینویسد ملک وقت خود و متصوف و خالی طبعش الصرف
و تکلف ابو عبد الله محمد بن خفیف رحمة الله علیه امام زمانه خود بود در انواع علوم و در حقائق
بیان شافی اندر تصانیف سید هشت و در روزگار ابن عطا و شبلی و حسین بن منصور یافته بود و بمکه با
یعقوب نصر بوری صحبت کرده و بسفار بنکو کرده و از وی می آید که گفت التوحید الاعراض عن
الطبیعة یعنی توحید اعراض کردنست از طبیعت از انچه طبائع جمله محجوب اند از الاهی حق تعالی
و ما بینا بتمامی او در و بر آیات و براهین بسیار است در مرآت الاسرار است خواجه جنید و محمد رویم
و محمد خفیف و ابن عطا و حسین بن منصور و غیره اکثر مشائخ را دیده بود و مرید شیخ ابو طالب
بغدادیست و حالتی دیگر او را مرید محمد رویم نوشته است غالب که خرقه گرفته باشد شیخ

فرید عطار در تذکرة الاولیا می آرد عبد الله خفیف مجتهد بود در طریقت و مذهبی خاص دارد
در طریقت و جماعتی از متصوفه تولا بدو کنند و در هر چهل روز تصنیفی از غوامض حقائق
بساختی و در علوم ظاهر بسی تصنیف لطیف دارد و آن نظر در حقائق و اسرار او را بود که
در عهد او کسی نداشت و بعد از وی در فارس خلقی نماند چنانکه نسبت بدو درست کردندی
و او از ابنای ملوک بود و بر تجرید بسی سفرها کرده بود و فضائل او نچندان است که بتوان
شمرد و رویم و جریری و ابن عطار و جنید و منصور حلاج را دیده بود در ابتدا در هر رکعتی
نماز ده هزار بار قل هو الله احد میخواند و بسیار بودی تا شبانگاه هزار رکعت نماز کردی و پلاس
از خود بیرون نکردی و در وقت او پیری بود از محققان اما از علمای طریقت نبود اما
بزرگ بود و در لباس بودی و او را محمد ذکری خواندندی و هرگز مرقع نپوشیده بود از عبد الله خفیف
پرسیدند که شرط مرقع چیست و پوشیدن مرقع کرا مسلم است گفت شرط مرقع آنست که محمد
ذکری در میان پیراهن سپید بجا می آرد و ما در میان پلاس نمیدانیم که بجا توانیم آورد یا نه
و او را خفیف از آن گفتند که شب غذای او در وقت افطار هفت مویز بیش نبود سبکبار
بود و سبک روح و سبک حساب و شبی خادم را گفت هفت مویز بیار خادم هشت مویز داد تا
بخورد حلاوت طاعت بر قاعده هر شب نیافت بدانست که مویز هشت بوده است از خادم سوال
کرد خادم گفت دوش هشت مویز آوردم گفت چرا گفت ترا عظیم ضعیف دیدم دلم درو گرفت
گفتم تا ترا قوتی پیدا گردد شیخ گفت پس تو یار من نبوده دشمن من بوده که اگر یار من بودی شش
آوردی پس او را مهجور کرد و خادمی دیگر را بخدمت نصب فرمود وی گفت در ابتدا عزم حج کردم چون
ببغداد رسیدم چندان پندار در سرم بود که بزیارت خواجه جنید نرفتم چون در بادیه شدم
رسنی و دلوی داشتم تشنه شدم چاهی دیدم که آهوی از وی آب میخورد و چون بسر چاه رفتم آب
بچاه فرو شد گفتم الهی عبد الله را قدر از آهوی کمتر است آوازی شنیدم که آهو دلو و رسن نداشت
اعتماد او بر من بود وقتم خوش شد دلو و رسن بینداختم و روان شدم باز آواز شنیدم

گر با عبد الله نزا نجر بگیرد م نا صبر کنی اکنون باز گرد د آب خو ر با ز گشتم آب بر سر چاه آمده بود
بخو ر د م و و ضو سا ختم تا مد ینه حا جت آب خو ر د ن نشد چون از مکه با ز گشتم د ر جامع بغدا
رسید م سه روز آ و یخته بو د چشم جنبید بر من افتا د گفت اگر چه بگر د ی از زیر قد مت آب بر آ مدی
تفلسف از ی گه گفت یکسال بیوم بو د م روز بصحرا فتم رسیا نی را د ید م که بیا و ر د ند چون جنا بی د ر خفتند
و خاکستر او د ر چشم کو ر ان بیکشید ند بینا میشد ند و بیما ران بخو ر د ند شفا می یافتند عجب د ا شتم آن شب پیغمبر
صلی الله علیه و سلم بخوا ب د ید م گفتم یا رسول الله اینجا چه بگنی فرمو د از بصر تو آمد ه ام گفتم یا رسول الله
اینچه حالست رسول فرمو د که این لقمه صد ق و ریاضت ست که ما طلبست اگر د رحق بو د چگونه
بو د و هم د ر فضا نست که از طبقه ثالثه و بغدا د ست خا د م ابراهیم خوا ص ست و د ر سماع فرحت از د نیا و ر سید
عشرین و ثلثمائه د ر با جنبید و نو ری و مرد مان آنطبقه صحبت د اشته د ی از جنید پرسید که د ل کی خوش شود
جنید گفت آنوقت که او د ر د ل بو د و ناظر و حاضر شیخ الاسلام گفت که او سخن با جوان مرد ان میگفت
د ر د ل با د او د ر صحبت بو د و از د یا ر کتانی و یوسف بن الحسین الرازی و ابو الحسین المزین و ابو الحسین الورا ق
و ابو الحسین المالکی و طاهر مقد سی و ابو عمرو دمشقی و غیر ایشان نیز از مشائخ مرو رزق بو د ه شیخ
ابو عبد الله خفیف گفته ست که ابو طالب خر ر ج بن جبلی الخزر ج
رحمة الله علیه از اصحاب جنید بو د بشیراز آمد و علت شکم د اشت مشائخ گفتند که خد مت او را که ا جنبا
میکنند ما اختیار کرد م قریب هر شب بشا نزد ه مفده با ر بر منجاست یکی از شما نشسته بو د م و خلقی از
نسب گذشته بو د چشم من گرم شد یکبار آواز د اد ه بو د نشنید م د یگر با ر آواز د اد بر خاستم و طشت از بیر
برد م گفت ای فرزند د فنی که خد مت مخلوق را بجو خود ی نیکو نتوانی کرد خد مت خالق را چگونه
بجا تو انی آ ر د و هم گفته ست که د فنی نهایت نه د م آو لنه د ا د که شیرا زی من نشنو د م د یگر با ر آواز د اد
و گفت شیرازی پلهنگ ا ست من نشنا ختم د لشت بو د ی بر د م علی د یلم از شیخ عبد الله پرسید که تو ان آن
لهنگ ا شد را از د ی چون شنید ی گفت چون رحمک الله شیخ الاسلام گفت فلاح نیا بد
مر د می را که د ل او ستا د و بیر نکشید ه با شد و قضائی د ی نخو ر د ه با شد و لعنک الله لو تفهمون

باشد و برحمت الله برنده آهسته بود و بدرد ناکامی زنده نگشته باشد و می خود رسته باشد که لا یطلع استاد و پیروری یابد مروی بدرجهان سندرده و لا یطلع نباشد که بی استاد و بی پیر شبی آواز طرگشت آمد شیخ ابوطالب گفت شیرازی ایچه آواز بود عبدالله خفیف گفت که من در شبار روزی یک قلی خشک میخورم و هر روز یا کم می آورم تا اکنون بانوزده با قلی آورده ام قدماهای شیخ ابوطالب گفت شیرازی این استاد دارا آنچه مرا افتاد ازان افتاد که با ابوحسن مزین در دعوتی حاضر شدم بره بریانی بر مائده آوردند و من غرم داشتم که بریانی نخورم و دست ازان کشیدم ابوحسن گفت کل انت یعنی بخور بی انکه خود را دران میان بینی گمان بردم که حال چنانست که میگوید یک لقمه بخور دم احساس کردم که ایمان از من بیرون رفت و من از ان وقت هر روز باز پس تر می روم شیخ الاسلام گفت یعنی ویرا پوشش و استتار افتاد که ایمان وی معاینه بود ایمان تو شهادتست و ایمان عارف مشاهده و شیخ عبدالله خفیف گفته است هیچ چیز نیست مرید را زیان مند تر از مسامحه نفس در خصومت حسبتن و قبول تاویلات و هم شیخ عبدالله خفیف گفت که اول مجلسی که ابوطالب در شیراز داشت پلاسی پوشیده بود و عصائی در دست گرفته آبتو بر کرسی نشسته و من پهلوی او بودم بر دیگر بست و گفت نمیدانم چگونم گنهکارم میان گنهکاران دیگر بست و مرا رها کنید و فریاد و گریه از مجلس برخاست و بر اقبول عظیم پدید آمد که خاک قدمهای وی بدست شفای بیماران میگرفتند بعد ازین سببی واقع شد که هیچکس بوی التفات نکرد از شیراز بمنصورت آنجا هم با او التفات نکرد از انجا با صفهان رفت من بعلی سهل چیزی نوشتم و شرح محل و مقام وی کردم وی بعلی در نیامد و دیگر باره او نخاست گفت علی از وی اعراض کرد از انجا بکوهستان عراق رفت بهمدان در آمد ابوعلی واجی عامل همدان بود پرسید که حاجت تو چیست گفت ادای دینی دارم ابوعلی او را گرو پرسید دیگر چه حاجت داری گفت در فلان موضع برادنی من بسیار بنا بساخت بانجا در آمد و آنرا سیاه ساخت و پلاسی سیاه پوشید و در آنجا می بود تا از دنیا رفت

عبدالرحیم اصطخری رحمة الله علیه کنیت وی ابوعمرو است سفر حجاز و عراق و شام کرده بود و با ابوسعید صحبت داشته و سهل بن عبدالله تستری را دیده بود و طریقت وی شیراز و اظهار

شطارت بود جامهای شاطرانه می پوشید و سگان داشت که بشکار می برد و کبوتران نیز
میداشت شیخ عبد الله خفیف گوید چون برویم در آمدم مرا از حال عبد الرحیم اصطخری سوال
کرد گفتم در همین سالها از دنیا برفت گفت خدا بر وی رحمت کناد با مسبی ازین قوم کوه لگام و غیر آن
صحبت داشتم از وی صابرترین ندیدم ابو بکر اسکاف رحمة الله علیه شیخ ابو عبد الله خفیف گفته
است که ابو بکر اسکاف سی سال روزه داشت چون وقت نزع آمد پاره پنبه بآب تر کردند و پیش
دهان وی بردند آنرا بینداخت و بروزه برفت علی بن شلویه رحمة الله علیه شیخ عبد الله خفیف
گفته است که میان علی بن شلویه و دیگری سخن میگذشت علی بن شلویه گفت من مردی می شناسم
که بر سر کوهی بود و آن مرد وی بود که وقت نماز شد و آب بر دیگر کوه بود در برابر آن خواست که
طهارت کند هر دو کوه سر فراهم آوردند پای خود ازین کوه بر آن کوه نهاد و طهارت کرد و نماز گذارد
ابو الضحاک رحمة الله علیه شیخ ابو عبد الله خفیف گفته است از ابو الضحاک شنیدم که گفت بر بام خانه نشسته
بودم ابلیس را دیدم که در کوچه میگذشت گفتم ای ملعون اینجا چه میکنی پای از زمین برداشت و
ببام بر آمد در هم افتادیم سیلی بر وی زدم و وی را بینداختم و از آن سالها گذشت مرا اتفاق
حج افتاد بجوی رسیدم که پل بسته بود ناگاه پیری دیدم که بآب در آمد و بر عقب وی در آمدم
آن پیر پای خود بر کنار نهاد و برفت من در میان آبی رسیدم آب بر من غلبه کرد و غرق شد
مرا آب می برد تا خدای تعالی اعانت کرد و مرا آب بر کنار انداخت آن پیر ایستاده بود و نظاره
میکرد چون برون آمدم آن پیر گفت چون دیدی یا ابا الضحاک توبه کردی که دیگر مرا سیلی
نزنی شیخ ابو عبد الله خفیف در سنه احدی و ثلثین و ثلثمائة برفت از دنیا رحمة الله علیه
شیخ ابو الحسین بن محمد الاکار رحمة الله علیه وی از اصحاب شیخ ابو عبد الله خفیف است
و شیخ ابو اسحق کازرونی هم گویند که شیخ ابو الحسین اکار بکازرون رسید مشایخ آنجا پیش وی
جمع شدند و شیخ ابو اسحق هنوز کودک بود وی نیز با ایشان آمده بود وی را گفتند که کودک قرآن
نیکو میخواند وی را فرمود تا قرآن خواند وی را خوش آمد و تواجد کرد چون فارغ شد وی را از

پیشوای کازرونیان

مشایخ طلبید و بشیراز بر و از مشایخ وقت و اصحاب شیخ ابو عبد الله خفیف سماع حدیث
فرمود و باوی بعراق و حجاز مسافرت کرد و ببرکت صحبت وی رسید آنچه رسید شیخ حسین بعد
از ثلثمائة از دنیا برفت و قبر وی بر در روضهٔ شیخ عبد الله خفیف است در شیراز رحمة الله علیه
شیخ ابو اسحق ابراهیم بن شهریار کازرونی منشاء کازرون و نیان رحمة الله علیه وی
فارسی الاصل است و مولد و منشایش نوذر کازرون بوده و شهریار پدر شیخ مسلمان شد و اولاد
شیخ و سائر اولادش در زمان اسلام بوده و انتساب شیخ در تصوف بشیخ ابو علی حسین بن محمد
البقر و زابادی الاکار بوده و صحبت بسیاری از اصحاب حدیث رسیده بود در کازرون
و شیراز و بصره و مکه و مدینه و از همه روایات حدیث و آثار داشت در مکه شیخ ابو الحسن علی
بن عبد الله بن جهضم همدانی را دیده بود و از وی روایت کند که ذو النون گفت علیک
بالقصد فان الرضی بقلیل الرزق یسیر العمل یعنی بر تو باد که توسط احوال اختیار
کنی یعنی بضرورت وقت قناعت کنی و طالب زیادت نباشی بدرستی که رضا بر رزق
اندک عمل اندک را پاک گرداند از آنچه نباید چه عدم قناعت مستلزم افتادنست در شبهه
و حرام و هر آئنه عمل پاک شایستهٔ قبول حضرت پاک باشد یکی از وزرا را با شیخ ارادت تمام بود در
جهد کرد شیخ از وی چیزی قبول نکرد پیغام شیخ فرستاد که هر چند جهد کردم و از من چیزی قبول نکردی
از بهر تو چند بنده آزاد کردم و ثواب آن ترا بخشیدم شیخ جواب فرستاد که رسالت تو بمن رسانیدند
و شکر نیکوئی تو گفتم لیکن آزاد کردن بندگان مذهب من نیست بلکه مذهب من بنده گرد آمدن
از ادوان است برفق و احسان شیخ رضی الله عنه حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم بخواب
دید پرسید یا رسول الله ما التصوف رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت التصوف ترک الدعاوی
و کتمان المعانی دیگر پرسید که ما التوحید رسول صلی الله علیه وسلم گفت کل ما یحبس بالک و خطر
فی خیالک فالله سبحانه بخلاف ذلک التوحید ان تنزهه عن الشک و الشرک و التعطیل

در جواب گفت که هرچه در دل تو آید یا بخیال تو بگذرد خدای تعالی غیر آن است بلکه آنچه در آمده
در عقل و خیال مخترع انسانست توحید آنست که تنزیه کنی وی را از شک یعنی شک نیاری در الوهیت
وی چنانکه اول مرتبه ایمان است دیگر پرسید که ما العقل رسول گفت صلی الله علیه وسلم ادناه ترک الدنیا و
اعلاه ترک التفکر فی ذات الله تعالی توفی رضی الله عنه فی شهر ذی القعدة سنه ست و عشرین و اربعمائة صاحب
تذکرة الاولیا مینویسد قطب الاولیا پیشرو اهل طریقت و حقیقت ابو اسحق کازرونی رحمة الله علیه
در آداب و احوال و مقامات مشائخ آیتی بود و صحبت مشائخ بسیار یافته بود و تربیت شیخ را تریاک
اکبر میگویند از آنکه هرچه از حضرت وی طلبند حق تعالی بفضل خود آن مقصود ایشان را برآورده گرداند
نقلست که آن شب که شیخ بوجود آمده بود از آن خانه نوری دیدند چون عمودی که بآسمان پیوسته
بود و شاخها داشت و بهر اطرافی شاخی از آن نور میرفت شیخ گفت در ابتدا که تحصیل علم میکردم خواستم
تا طریقت از شیخی بگیرم و خدمت و طریق آن شیخ را ملازم باشم دو رکعتی استخاره کردم و سر
بسجده نهادم و گفتم خدایا مرا آگاه گردان از سه شیخ یکی عبد الله خفیف و حارث محاسبی و ابو عمرو
بن علی رحمهم الله که رجوع بکدام شیخ کنم و در خواب شدم چنان دیدم که شخصی بیامد و اشتری با وی
بود و حمل آن خرواری کتاب و مرا گفت این کتابها از آن شیخ ابو عبد الله خفیف است و تمام این
اشتر از بهر تو فرستاده است چون بیدار شدم دانستم که حواله بخدمت وی است بعد از آن شیخ حسین
اکار رحمه الله بیامد و کتابهای شیخ ابو عبد الله پیش شیخ آورد یقین زیادت شد و طریقت
او برگزیدم و متابعت او اختیار کردم وفات شیخ در روز یکشنبه ثامن ذی القعده در سنه بالا
مذکور واقع شد و عمر شیخ هفتاد و دو سال بود و گویند هفتاد و سه رحمة الله علیه

ذکر ابو علی کاتب رحمه الله علیه در نفحاتست از طبقه رابعه است از کبار
مشائخ مصر است صحبت داشته با ابو بکر مصری و ابو علی رودباری پیر ابو علی مشتولی است
صاحب کرامات ظاهر بوده و ابو عثمان مغربی وی را بزرگ میداشت وی را مه میگفتند از رودباری
از بزرگی و تمامی علم وی گوید که هرگاه چیزی بر من مشکل شدی مصطفی را صلی الله علیه

وسلم بخواب دیدمی وآن را پرسیدمی شیخ الاسلام گفت که شیخ ابو علی کاتب را در مصر یک
مرید بود که چیزے بوی دادے وی بمرد شیخ بسر قبر وی گفت الٰہی میان من وتو این واسطہ بود
وشرک وی برفت وتوحید من درست کرد بحق آنکہ توحید من ترا درست شد بر فتن وی کہ بادی
نیکوی کن وی گفتہ کہ اللہ تعالے گفتہ کہ وَصَلَ الینا مَن صَبَرَ عَلَینا شیخ ابو القاسم نصرابادے
گوید ابو علی کاتب را گفتند کہ بکدام یک مائل تری ازین دو فقر یا غنا گفت بآنکہ بلند تر ست درجہ او
مرتبہ آن پس این دو بیت برخواند ؎ وَلَستُ بِنَظَّارٍ اِلی جانبِ الغِنٰی ۱۰ اذا کانتِ العلیاءُ فی جانبِ
الفقرِ ۔ وانی لصبّارٌ علی ما یَنوبُنی ۔ وحسبک ان اللہ اثنی علی الصبرِ ۔ در یازدہم شعبان سنہ سہ
صد و چہل و شش و نزد و بعض پنجاہ و شش وفات یافت در مصر مدفون گشت ذکر ابو بکر

الشوسی قدس سرہ اللہ تعالے و ذکر محمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

در نعالست نام وی محمد بن ابراہیم الشوسی الصوفی ست بشام بود و بشہر رملہ شیخ عمود
احمد کوفانی ویرا دیدہ بود و توفی بدمشق فی ذی الحجہ سنہ ستّ و ثمانین و ثلثمایۃ شیخ الاسلام گفت
کہ وے شبی گفت کہ مارا کسی باید کہ چیزے برخواند لختی جستند نیافتند شیخ ابو بکر ہمچنان
طلب میکرد از بس کہ وے بگفت یکی گفت ای شیخ کس نمے یابیم اما درین نزدیکی برنائی
ست مطرب اگر باید تا بیاریم انگس لطیبت گفت شیخ گفت باید بروید و بیارید رفتند و ویرا
آوردند چیزے خوردہ بود و ویرا بنشاندند و وے بخواند ؎ اَلقومُ اِخوانٌ صدقٍ بینَہُم نَسَبٌ ۔ مِن
المودّۃِ لم یَعدِل بہ سَبَبٌ ۔ الا بیات کاری برخاست از نیکوئی و خوشی وقت ہمہ
کس خوش گشت و شیخ در شورید چون فارغ شدند از سماع مطرب را قدف افتاد بر سجادہ شیخ قی
کرد پیر گفت ہیچ مگوئید ہمچنانش بسجادہ در پیچید و پیرا کندہ شوید و جای دیگر خواب کنید چون روز شد
مطرب بہوش آمد خود را در سجادہ دید پیچیدہ و در صفہ قندیل آویختہ متحیر بماند بانگ برآورد کہ از بہر خدائی این
چہ حالت ست من این جا چون افتادم یکی فراز آمد و ویرا از حال وی خبر کرد کہ چہ بود و چہ رفت وی پیر آمد و گفت
دلتو بہ کرد و جامہ درید و مرقع در پوشید و از جملہ اصحاب شد چون شیخ از دنیا

پنجشنبہ ۱۱ الانصاریہ

سلام
روایات بخاری
شکل ۱۰ صفحہ ۱۲

برفت به پیری خانقاه کسی را بنشاندند که از روزگار نیکو و معاملت نیکو ورزیده بود شیخ الاسلام
گفت وی محمد بن طبرانی بوده و من پسر وی را دیده ام که بهری آمد بخانقاه شیخ عمو جوانی
بود سخت ظریف محمد طبرانی پیر شده بود مشایخ بوی می آمدند که ما را آن بیت بخوان
و آن قصه باز گوی شیخ عمو با احمد کوفانی میگفت این بیتها تمام یاد نداری گفت نه این
بیت بیش یاد ندارم شیخ الاسلام گفت پس از آن کسی این بیتها را تمام آورد و من خود نیز
در کتابی دریافتم آنرا بیتها القوم اخوان صدق بینهم نسب + من المودة لم یعدل به سبب +
تراصفوا درة الصهباء بینهم + واوجبوا لرضیع الکأس ما یجب + لا یحفظون علی السکران زلتهم +
ولا یریبک من اخلاقهم ریب + شیخ الاسلام گفت که ذوالنون مصری و خواز و نوری و دراج
همه در سماع برفته اند رحمهم الله تعالی سه تن از ایشان سه روز بزیستند و غیر از ایشان بوده اند نیز
از مشایخ و مریدان که در سماع برفته اند چه در سماع قرآن و چه در سماع غیر آن شیخ الاسلام گفت
که در سماع که دیدار آن را مدد بود مرد را گوش با او بود و دیده با او بود چه جای طاقت و هوش بود
صاحب کشف المحجوب گوید که من درویشی را معاینه کردم که در جبال آذربایجان میرفت و
بیتها میخواند ناگاه بیفتاد و بمرد و من ذکر ابوبکر الشوسی و قصه محمد طبرانی از آن آورده بودم شاید
که همین محمد طبرانی پیر شیخ ابوالعباس قصاب الآملی باشد و صحبت با ابو محمد جریری داشته باشد از
مرآت الاسرار در خانواده انصاریه بالا نوشته ام که شیخ الاسلام خواجه عبدالله انصاری
مرید و خلیفه خواجه ابوالحسن خرقانی بود و خواجه را نسبت از روحانیت خواجه بایزید بسطامی است
ظاهر ارادت و خلافت از شیخ ابوالعباس قصاب داشت وی از شیخ محمد بن عبدالله طبری
و وی از شیخ ابو محمد جریری و وی از جنید بغدادی شیخ ابوالعباس القصاب الآملی
رحمة الله علیه در نفحات است نام وی احمد بن محمد عبدالکریم است شیخ آمل و طبرستان
بود مرید ابن محمد عبدالله الطبری است و وی مرید ابو محمد جریری صاحب کرامات عظیم و
فراست تیز بود و قبله و غوث زمان خویش بود تا زنده بود همه ما رحلت بوی بود وی

پیشوای انصاریه

گفت این بار از ما آخر با خرقانی افتد پس از وی با خرقانی افتاد و ویرا گفتند که شیخ سلمی
طبقات کرد مشایخ را گفت نام من در آن میان نیاورده گفتند نه گفت هیچ نکرده وی
امی بوده اما کلام و نکتها عالی داشته یکی از ائمه طبرستان گفته که از افضال خدای تعالی
یکی آنست که کسی را بی تعلیم چنان گرداند که چون ما را در اصول دین و دقائق توحید
چیزی مشکل شود از وی پرسیم و این ابو العباس قصاب است شیخ الاسلام گفت که وی
در ایام من بوده است همواره با شیخ عموی گفتم میخواهم که سه پیر را زیارت کنم شیخ
ابو العباس را بآمل و شیخ ابو نصر را بنیشاپور و شیخ ابو علی سیاه را بمرو وی میگفت که من بهار
میخواهم رفت ترا با خود ببرم او خود بمرو روزی نبود لیکن پیوسته کس می آمدی از نزدیک
وی بخانقاه شیخ عمو من احوال وی و سخن وی میپرسیدم هیچکس را احوال و سخن وی چنان
معلوم نیست که مرا وی گفته که وقت کیمیاست شیخ احمد کوفانی گفت که همه شب فریاد میکردی
و سخن میگفتی بآخر می گفتی ما بکی شیء لیس کمثله شیء یعنی ما بقی شیء شیخ الاسلام
گفت که ابو الفارس کرمانشاهی کس فرستاد بشیخ ابو العباس که اینجا قحط افتاده است دعا کن
شیخ سیبی آنجا فرستاد و باران آمد قحط برخاست شیخ ابو سعید ابو الخیر گوید قدس سره که
شخصی نزدیک شیخ ابو العباس در آمد و از وی طلب کرامات کرد شیخ ابو العباس گفت
نمی بینی که چیست که آن نه از کرامات است پسر قصابی بود از پدر قصابی آموخت چیزی
باو نمودند و ویرا بربودند به بغداد تاختند پیش شبلی و از بغداد بمکه و از مکه بمدینه و
از مدینه به بیت المقدس تاخت به بیت المقدس خضر را باو نمودند شیخ ابو العباس
نماز بسیار کردی وقتی نماز نکرد یکی از درویشان درزی گری میکرد جامه میدوخت
همانا بتکلف میدوخت هر زمانی که شیخ الاسلام نماز باز دادی او را دیدی که هر درزی
که راست نیامده بودی باز میکردی شیخ گفت انت صنمی انت صنمی یعنی توبت من هستی
که آن را می پرستی ذکر ابو یعقوب الشوشی رحمة الله علیه در نفحات است حضرت

پیشوای فردوسیان

رسالت پناه صلی الله علیه وسلم پیر حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه وی پیر حسن بصری
وی پیر عبد الواحد بن زید وی پیر ابو یعقوب الشوسی رحمة الله علیهم اجمعین نام وی
یوسف بن همدان است اوستاد ابو یعقوب نهرجوری است از قدمای مشایخ است
عالم بوده است صاحب تصانیف در بصره می بوده و در آنجا که شهریست در چهار فرسنگی
بصره و از بصره قدیمی تر رفتن آنها من جنبان الدنیا از دنیا برفته و می گفته هر که علم توحید
گوید بتکلف مشرک است شیخ الاسلام گفت هر که علم تصوف گوید متکلف و دهریست هر که
سخن گوید و در هر وقت تواند گفت زفت سخن بزندگانی باید گفت و آن وقت باید گفت
که در سکوت از خدای تعالی بترسی سخن گناه خیانت است تحقیق آنرا مباح کند کلام اهل طبقه
نه چون کلام دیگرانست چون زندگانی نباشد می بردارند قوله اما حت باید که چون متفرق
باشی از جمع و توحید نگوئی اما چون خود نباشی تفرق را با توحید کار خواز گوید لا یصلح هذا
العلم الا لمن یعبر عن وجده و ینطق عن فعله و ذکر ابو یعقوب نهرجوری قدس سره
از طبقه رابعه است نام وی اسحق بن محمد از علماء مشایخ است با جنید و عمرو بن عثمان مکی
صحبت داشته شاگرد ابو یعقوب شوسی است سالها در مکه مجاور بوده و آنجا برفته از دنیا
در سنه ثلثین و ثلثمائة شیخ الاسلام گفت که من یک تن دیده ام که میگفت که من برادیده ام
امام الیقین نشنیده ابو یعقوب نهرجوری گوید که باین کار زشتی تا ترک علم و عمل و خلق نکوئی
و صحبت از علم و خبر برکندی خدا گفته است باز داری و عمل از هجر ثواب نکنی یعنی او را نه برای
ثواب باشی و دوجهان او باشی نه با عمل و ثواب آن ابراهیم ابن فاتک گوید که یعقوب نهرجوری
گوید الدنیا بحر و الآخرة ساحل و المرکب التقوی و الناس علی سفر و الله للنهرجوری
العلم فی سنک و طاعة الله عندک لی + حتی التقیت فلم تعدل و لم تم + اقام علمک لی فاتح
عندک لی + مقام شاهد عدل غیر متهم + و هم ابو یعقوب گوید اعرف الناس ما بعد الله تم تحیر
و هم وی گوید من اخذ التوحید بالتقلید فهو عن الطریق بعید ابو یعقوب نهرجوری پیر عبد الله

منشأ از فرد و کسان

بن عثمان و وی پیر یعقوب طبری و وی پیر ابو القاسم بن رمضان و وی پیر ابو العباس ادریس
و وی پیر محمد بن داود المعروف بخادم الفقرا و وی پیر محمد بن مالکیل و وی پیر شیخ اسمعیل
قصری اند کذا ذکره شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی فی بعض مصنفاته و ذکر شیخ اسمعیل قصری که وی شیخ
پیر نجم الدین کبری فردوسی اند انشاء الله تعالی نوشته می آید **ذکر ابو العباس**
نهاوندی رحمه الله در نفحات است شیخ الاسلام وی را از طبقه سادسه داشته است نام وی
احمد بن محمد بن الفضل است شاگرد جعفر خلدیست و پیر شیخ عمو و ابو العباس نهاوندی
وی را عمو نام کرده بود و عمو سالار بود صاحب مرآة الاسرار می آرد جعفر خلدی شاگرد
جنید بود و در جای دیگر نوشته دیده ام که ابو العباس نهاوندی مرید ممشاد دینوری بود
و ممشاد از اصحاب خواجه جنید است هر دو حال بخواجه جنید می پیوندد شیخ الاسلام گفت
که نهاوندی گفت آنان که خداوندان همت اند اگر دست چپ ایشان ایشان را از و
مشغول دارد بدست راست دست چپ خود را ببرند ذکر ابو العباس احمد ابو العباس
احمد اسود دینوری نام پدر ایشان محمد است و از اصل دینوری بودند و نیز مرید ممشاد دینوری
و از مشایخ دیگر هم فیوضات و صحبتها برداشتند اول از دینور به نیشاپور آمدند و مدت
چند در آنجا قیام نمودند و از آنجا به تبریز و از تبریز بسمرقند سکونت ورزیدند و اکثر طالبان را
بحق رسانیدند و عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن و از اهل دنیا متنفر و متقی و صائم الدهر
و هم در آنجا در سنه سه صد و چهل و بقولی شصت و هفت یا شش برحمت حق پیوستند
صاحب سلاسل انوار فی سیر ابرار می آرد شیخ احمد اسود دینوری رحمة الله علیه از اصحاب
ممشاد دینوری است رحمة الله علیه شیخ محمد عمویه رحمة الله علیه از اصحاب شیخ احمد
اسود دینوری است شیخ وجیه الدین ابو حفص رحمة الله علیه نسبت ارادت بخدمت
والد بزرگ خود شیخ عمویه رحمة الله علیه داشته و خرقه از و یافته است و حضرت شیخ ابو النجیب
عبد القادر سهروردی خرقه از عم خود شیخ وجیه الدین ابو حفص داشت **ذکر شیخ عمو**

پیشوای سهروردیان

رحمة الله علیه در نفحات است کنیت وی اسمعیل بوده است و نام وی ابن حمزه الصوفی
شیخ الاسلام گفت شیخ عمو خادم خراسان بود و وی پیر فرشاد من است یعنی آداب و رسوم
صوفیان از وی آموخته ام و عمو مرید من بود با مریدی من وی را و من هم کلسه وی بودمی
و چون نبودی بر جای وی من بودمی و چون بسفر بودی نامهای همه بمن فرستادی مشایخ
جهاندیده بود شیخ ابو العباس نهاوندی وی را عمو لقب کرده بود چنانچه گذشت شیخ ابوبکر
فرا را دیده بود به نیشاپور و سفر اول و حج اسلام با شیخ احمد نصر طالقانی کرده بود
شیخ ابوبکر فالیزبان را دیده بود به بخارا و وی جنید را و شیخ ابوبکر مفید را دیده بود و وی
جنید را با شیخ سروانی صحبت داشته بود و با همه مشایخ حرم چون ابو الحسن جهضم همدانی
و شیخ ابو الخیر حبشی و محمد ساخری و شیخ جوال گرد و شیخ ابو اسامه و ابو الحسن سرکی و
ابو العباس نسائی و ابو العباس قصاب و غیر ایشان از مشایخ وقت را دیده بود و وی را
نواخته بودندی و وی خدمتهای نیکو کرده بود ایشان را و راحتها رسانیده و شیخ ابو الفرج
طرسوسی را دیده بود در رجب سنه احدی و اربعین و اربعمائه برفت از دنیا و عمر وی
نود و دو سال بوده در خزینة الاصفیا است شیخ عمویه ابن عبد الله از اجله مشایخ
وقت بود و ارادت بخدمت شیخ احمد اسود دینوری داشت خلق را بحق رسانید در سنه
سیصد و هفتاد وفات یافت و شیخ وجیه الدین سهروردی از اجله مشایخ عظام است
نسبت طریقت ایشان را بدو طرف است یکی از شیخ عمویه و وی را از شیخ احمد اسود و وی را
از شیخ ممشاد دینوری و دیگر از اخی فرخ زنجانی و وی را از شیخ ابو العباس نهاوندی و عمویه هم
مرید نهاوندی است بهر حال هر دو جانب بشیخ جنید بغدادی میرسد و پسر برادرزاده
ایشان شیخ شهاب الدین عمر فیض باطن از ذات ایشان یافته اند در سنه پانصد و
شصت و شش وفات یافتند رحمة الله علیهم فرخ زنجانی اخی در سنه چارصد و پنجاه
و هفت وفات یافت ذکر آن ترجمان اسرار سر دفتر زمره مشایخ کبار امام

پیشوای سهروردیان

ابدال حضرت خواجه ابو احمد چشتی رحمة الله علیه بانواع حالات و
کمالات آراسته بود و در فناء احدیت گم گشته و هیچ سری از اسرار دوست بیرون
نداده خرقه فقر و ارادت از دست حضرت خواجه ابو اسحاق چشتی قدس سره پوشیده
صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد خواجه ابو احمد چشتی که ملقب بقدوة
الدارین ست پسر سلطان فرسنافه است که از شرفای چشت و امیران ولایت بود
وی قدس سره صحیح النسب از سادات چشتی است و بحسن مثنی میرسد بدین ترتیب حضرت
خواجه ابو احمد چشتی نور الله مرقده ابن سلطان فرسنافه بن سید ابراهیم بن سید محیی الدین
بن سید حسن بن سید محمد المعتانی بن سید ناصر الدین بن سید عبد الدین بن سید حسن مثنی
بن امیر المومنین حضرت امام حسن رضی الله عنه ابن امیر المومنین علی مرتضی کرم الله
وجهه صاحب مرآة الاسرار مینویسد که خواجه ابو احمد چشتی سر حلقه مشائخ قدیم و
خاندان کریم چشت و بالاتفاق قطب ابدال بوده که بر تمام ربع مسکون تصرف داشت
و بطائف است که از سر حلقه پیران چشت خواجه ابو احمد ابدال گرفته تا این زمان اکثر خواجگان
چشت ما ابدال بوده اند و کرامات از ایشان بوجود می آید در نفحات است سلطان فرسنافه
را خواهری بود بغایت صالحه شیخ ابو اسحاق شامی چشتی بخانه وی آمدی و طعام خوردی
روزی وی را گفت که برادر ترا فرزندی خواهد بود که وی را شانی عظیم بوده باشد میباید که محافظت
حرم برادر خود بکنی تا در ایام حمل چیزی که حرمتی و شبهی باشد نخورد آن ضعیفه صالحه بموجب
فرموده شیخ ابو اسحق بدست خود ریسمان رشتی و بفروختی مایحتاج حرم برادر خود مهیا داشتی
تا در سنه ستین و مائتین که زمان معتصم بالله بود خواجه ابو احمد متولد شد و همان صالحه در
خانه از وجه حلال پرورش میداد و گاه گاه که شیخ ابو اسحق بخانه وی آمدی و در اوان
صبی خواجه احمد را بدیدی گفتی که ازین کودک بوئی می آید که از وی خاندانی بزرگ ظاهر
خواهد شد و احوال عجیبه و آثار غریبه مشاهده افتد وقتیکه خواجه بسن بیست سالگی رسیده

بود همراه پدر بقصد شکار جانب کوه رفت و در اثنای شکار از پدر خود جدا افتاد و در کوهی رسید
دید که چهل تن از رجال الله بزیر سنگی ایستاده اند و شیخ ابو اسحق شامی در ایشان است حال بروی
دیگر گشت و از اسب فرود آمد و در پای شیخ ابو اسحق افتاد و هرچه داشت بگذاشت و پشمینه
در پوشید و با ایشان روان شد هر چند پدر و اتباع وی را جستند نیافتند بعد از چند روز خبر
آمد که با شیخ ابو اسحاق در فلان کوهها بوده است پدرش جمعی را فرستاد تا وی را آوردند هر چند
پند دادند و بند نهادند وی را از آنچه در آن بود باز نتوانستند کرد روزی در خمخانه پدر در آمد
و در آن را محکم بست و خمخانه را شکستن گرفت پدرش را آگاه کردند ببام در آمد و از
غایت غضب سنگی بزرگ برداشت که از روزنه بالای بام بروی زند روزنه فراهم آمد
و سنگ را بگرفت یا سنگ در هوا معلق بایستاد چون پدرش آن حال مشاهده کرد
بر دست او توبه کرد و از وی امثال این کرامات و خوارق عادات نه چندان ظاهر شده
که بتفصیل او توان نمود و هم صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد خواجه
ابو احمد چشتی قدس سره سی سال خواب نکرد و هم سی سال وضویش بجز متوضا نشکست
و گاهی آب سیر نخوردی و هر شب بعد نماز تهجد دعا کردی الهی گنهگار امت محمد مصطفی
صلی الله علیه وسلم را بیامرز آواز آمد که ای احمد دعای تو قبول کردیم ده هزار گنهگار
امت محمد علیه السلام بتو بخشیدیم و برابر تو در بهشت در آریم و بسماع اشتغال تمام داشت
و هر وقت که در سماع بودی در آن بر هر که نظر کردی صاحب کرامت شدی و هر کافری
مسلمان گشتی و هر مریض صحت یافتی و در حال سماع نور از جبین وی تا آسمان رفتی و مردم
شهر نور معاینه نموده می آمدند و میدانستند که امروز خواجه سماع میشنود و در سن هفت
سالگی بمجلس ابو اسحاق حاضر بود و در عین سماع نظر آنحضرت بروی افتاد فرمود در آئی در سماع پس
وی را جذبه الهی وارد گشت و علم لدنی بگشاد چنانکه در ایام هفت سالگی چنان اسرار
علوم بیان میکرد که علماء آنوقت حیران میماندند و بسن سیزده سالگی مرید شد و خلوت

گزید و بذکر مشتغال نمود و مجاهدهٔ شاقه اختیار کرد و بعد هفت روز افطار کردی بموجب
خواجگان چشت رحمة الله علیهم زیاده از سه لقمه نخوردی و موافق همان آب خوردی
و بعد از چهل روز احتیاج بوی غائط افتادی چنین وی منور بودی بی چراغ در خانه تاریک
نشسته قرآن باعراب بوجه احسن میخواندی و لیکن بروایت صحیح در سن بست سالگی از حفظ
انقطاع نمود و جامه نو بپوشیدی و برابر غنی نه نشستی و حافظ قرآن بود و با خواجه سری
اثر ملاقات کردی و در مجلس سماع وی حاضر بودی و از مجتهدان آن وقت بمجلس انکار سماع وی
بنکردی و در روز یک قرآن و در شب دو قرآن ختم نمودی خواجه ابو اسحاق بعد از تربیت
وی معاودت بجانب روم نمود وی در قصبهٔ چشت بر مسند ارشاد و نشست در زمان
خلافت معتصم باللہ که خلیفه هشتم از خلفای بنی عباس است توفی رحمة الله علیه در
سنه خمس و خمسین و ثلثمائة و تم در قصبهٔ چشت که سی کروهی از هرات است مدفون
تاریخ وصال وی قطب العلمین بوده عمر شریف نود و پنج ساله بود ذکران عارف
نورانی غوث وقت خواجه ابو الحسن خرقانی وی سر حلقهٔ خانوادهٔ
نقشبندیه و پیشوای شطاریه علیقیه و انصاریه رحمة الله علیه و لقب
نام وی علی بن جعفر بن سلیمان خرقانی قبلهٔ وقت که در روزگار وی رحلت بوی بود
شیخ ابو العباس قصاب گفته بود که این بار از ما بخرقانی افتد یعنی رحلت و زیارت بس
از وفات وی بخرقانی گشت چنانکه گفته بود و انتساب شیخ ابو الحسن در تصوف بسلطان
العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس سره و تربیت ایشان در سلوک از روحانیت شیخ ابو یزید
و ولادت شیخ ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید بمدتی است روزی با اصحاب خود گفت
که چه چیز بهتر بود گفتند شیخا هم تو بگو گفت ولی که در وی همه یاد کرد او بود از وی پرسیدند
که صوفی کیست گفت صوفی بمرقع و سجاده صوفی نبود و صوفی برسوم عادت صوفی
نبود صوفی آن بود که نبود و هم وی گفته که صوفی روزی بود که آفتابش حاجت نبود

و منسوب است بقصبهٔ بارنج و انصاریه و نسبت بانصار

وشبی بود که بماده وشنا ده آش حاجت نبود و سبی ست که بهشتی آش حاجت نبود و ازوی پرسید
که مرد بچه داند که وی ولیست گفت از آنکه چون حق را یاد کند از فرق تا قدمش از یاد کرده
حق خبر داشته باشد و ازوی پرسیدند که صدق چیست گفت صدق آنست که در دل سخن گوید
یعنی آن گوید که در دلش بود و ازوی پرسیدند که اخلاص چیست گفت هر چه برای حق بی خلاص
است و هر چه برای خلق بکنی ریاست و ازوی پرسیدند که کرامت و فنا و بقا سخن گفتن گفت
که بیک تار ابریشم از آسمان در آویخته باشد بادی بیاید که دو جهت دنیا را بیفگند دهم کوه بهای
دهم دریا را بنا شسته کند و پرا از جانگاه نتواند جنبانید و وی گفته که هرگز با کسی صحبت ندارید
که شما گوید ذکر خدا و گوید چیز دیگر دهم وی گفته که اندوه طلب کن تا آب چشمت پدید آید که حق
گریبانگان را دوست میدارد و هم وی گفته اگر کسی سر دگوید له بآن حق را نخواهد بهتر ازان
بود که قرآن خواند که بدان حق را نخواهد و هم وی گفته که وارث رسول آنکس بود که بفعل رسول
الله صلی الله علیه وسلم اقتدا کند نه بآن بود که روی کاغذ سیاه کند شبلی گفته است آنخواهم
که نخواهم و وی گفته که این هم خواستی ست و هم گفته که امروز چهل سال ست که تا در یکدقیقه
حق بدلم می نگردد و جز خود را نمی بینید ما بَقِیَ فِی بَعِیرِ اللهِ شَیءٌ ولا فِی صَدرِی بَعِیرِهِ قرار
و هم وی گفته که روشن ترین دلها آن بود که در آن خلق نبود و بهترین کارها آن بود که
در آن اندیشه مخلوق نبود و بهترین رفیقان آن بود که زندگانیش بحق بود در کشف المحجوب
شرف اهل زمانه ابوالحسن علی بن احمد خرقانی رحمة الله علیه از اجل مشایخ بود و ممدوح همه
اولیا بود و شیخ ابوسعید که بادی محاورات لطیف بود از هر فن و از خرقان چون بازمیگشت
او گفت من ترا بولایت بهمه خود برگزیدم و از حسن میمون شنیدم که وی خادم شیخ ابوسعید بود که چون
بحضرت وی رسید هیچ سخن نگفت و مستمع بود بجز جواب سخن وی هیچ چیز نمی گفت و من گفتم ایها الشیخ
از برای چه چنین خاموش گشتی گفت از یکحرف بکعبارت گشته بس بود و ازوی می آید که گفت
راه خدا دو است یکی راه ضلالت رو بگیری راه هدایت آنگاه راه ضلالت آنرا هدایت

بخداوند و آنچه ... بدایت است آنراه خداوندست به بنده پس هر که گوید بدو رسیدم برسید
و آنکه گوید بدو رسانیدم بدانکه رسید از آنکه رسیدن در نارسیدن بسته است و نارسیدن در رسیدن
کار در رسیدن و نارسیدن در رستن و نارستن نه بسته است بلکه در رسانیدن و نارسانیدن
در رهانیدن و نارهانیدن بسته است والله اعلم بالصواب و هم وی مینویسد و از استاد ابو القاسم
قشیری شنیدم که من بولایت خرقان اندر آمدم فصاحتم برسید و عبارتم نماند از حشمت آن
پیر و پنداشتم که از ولایت خود معزول شدم صاحب مرآت الاسرار مینویسد که انتساب خواجه
ابو الحسن در تصوف بچهارم واسطه بخواجه ابو یزید میرسد قدس سره بدین طریق وی از
شیخ ابو المظفر مولانا ترک الطوسی و وی از شیخ ابو یزید العشقی و وی از شیخ محمد مغربی و وی
از سلطان العارفین بایزید بسطامی و وی از امام جعفر صادق الی آخره و تربیت او در سلوک
از روحانیت خواجه ابو یزید واقع شد شیخ فرید الدین عطار در تذکرة الاولیا نقل می آرد که
شیخ بایزید هر سال بزیارت دهستان شدی که آنجا قبور شهداست و چون بر خرقان گذر کردی
بایستادی و نفس برکشیدی مریدان از وی سوال کردند که شیخا هیچ بوی نمیشنویم او گفتی این
دیه دزدان بوی مردی میشنویم کنیت وی ابو الحسن و علی نام وی و بسه درجه از من در
پیش بود بار عیال کشد و درخت نشاند و کشت کند و هم از وی نقلست که شیخ در ابتدا دوازده
سال نماز خفتن بجماعت در خرقان بگذاردی و روی بزیارت شیخ بایزید نهادی و چون آنجا
رفتی بایستادی باز نماز صبح در خرقان گذاردی بطهارت نماز خفتن و چون از زیارت او می
آمدی پشت بر خاک وی نمیکردی همچنین روی بخاک او از پس و از پس می آمدی تا خرقان
بعد از دوازده سال از تربت بایزید آوازی آمد که ای ابو الحسن گاه آن آمد که بنشینی
شیخ گفت ای بایزید همتی میدار که امی ام آواز آمد که ای ابو الحسن آنچه مرا دادند از برکات
تو بود ابو الحسن گفت تو سی و نه سال پیش از من بودی گفت بلی ولیکن چون بخرقان گذر
کردمی نوری دیدمی که از خرقان بآسمان بر می شدی شیخ ابو الحسن گفت چون بخرقان

آمدم به بیست و چهار روز جمله قران بیاموختم و روایتی دیگر آنست که بایزید گفت فاتحه آغاز کن چون
بخرقان رسیدم قران ختم کردم نقلست که باغ داشت بیکبار بیل فرو برد نقره برآمد دوم بار زر و
سیوم بار جواهر و مروارید برآمد گفت خداوندا ابوالحسن بدین فریفته نگردد من بدین دنیا از چون
تو خداوندی برنگردم نقلست که روزی مرقع پوشی از هوا درآمد و پیش شیخ پای بر زمین میزد
و میگفت جنید وقتم شبلی وقتم بایزید وقتم و نیز شیخ برخاست و پای بر زمین میزد و میگفت خدای
وقتم مصطفی وقتم و معنی همانست که در انا الحق حسین منصور شرح داده ایم که او محو بود و گویند عیب
بر اولیا خلاف سنت چنانکه فرمود علیه السلام اِنّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ نقلست که شبی نماز
گذارد ندا شنید که هان ای ابوالحسن خواهی که آنچه از تو میدانم با خلق بگویم تا سنگسارت کنند
شیخ گفت خداوندا خواهی تا آنچه از رحمت تو میدانم با خلق بگویم تا هیچکس دیگری را سجود نکند
آوازی شنید که نه تو گوئی و نه من کنم نقلست که شیخ هرگز سماع نکردی چون شیخ ابوسعید بزیارت
او آمد بخرقان بعد طعام خوردن شیخ را گفت دستوری هست که چیزی گویند شیخ گفت
ما را پروای سماع نیست لیکن بر موافقت تو این بشنویم پس قوالان بدست مالش بیتی بگفتند
شیخ در همه عمر پیش ازین یکنوبت سماع نکرده بود پس شیخ ابوسعید گفت ای شیخ وقتست
که برخیزی شیخ برخاست و سه بار آستین بجنبانید و هفت بار قدم بر زمین بزد و دیوارهای
خانقاه بر موافقت او در جنبش آمدند شیخ ابوسعید گفت یا شیخ بس کن که بناها خراب شود پس
گفت بعزت عزت خدا که آسمان و زمین بر موافقت تو در رقص آیند شیخ گفت سماع کسی را مسلم است
که بالای وی تا عرش گشاده بیند و از زیر تا تحت الثری پس اصحاب را گفت اگر شما را گویند
که این رقص چرا می کنید بگوئید بر موافقت قومی که برخاسته اند و ایشان اینچنین باشند
نقلست که وقتی جماعتی بسفر همی شدند و بدو گفتند شیخا راه مخوفست ما را دعای بیاموز
تا بلائی دفع شود شیخ گفت چون بلائی پدید آید از ابوالحسن یاد کنید قوم را آن سخن خوش
نیامد آخر چون برفتند و راه زنان پیش آمدند و قصد ایشان کردند از ایشان شخصی

در حال از شیخ ابو الحسن یاد کرد و او از چشم ایشان ناپدید شد عیاران فریاد و فغان کردند که ا
مردی بود کجا شد که او را نمی بینیم و نه بار و بنه او را و تا بدان سبب بدو و بتفاش از شیخ ا
نرسید و دیگران مال برده و برهنه بماندند چون شخص او را ندیدند بسلامت بتعجب بماندند تا او
گفت سبب چه بود چون پیش شیخ باز آمدند پرسیدند که بند تعالی بفرمائی که سر آن چیست
که ما همه خدا تعالی را خواندیم کار ما برنیامد و این شخص ترا بیخواند از چشم ایشان ناپدید شد شیخ گفت شما
که حق تعالی را بخواندید مجاز خواندید و ابو الحسن بحقیقت اما ابو الحسن را یاد کنید تا ابو الحسن مر ای شما
تا خدا تعالی را یاد کند که کار شما برآید که اگر بمجاز و عادت خدا تعالی را هزار بار یاد کنند سود ندارد
و شنج شب شنبه دوم عاشورا سنه خمس و عشرین و اربعمائة از دنیا برفت و در خرقان مدفون گشت
ذکر ابو عثمان المغربی رحمة الله علیه در نفحات است وی از طبقه پنجم است نام وی سعید بن
سلام المغربی است شاگرد ابو الحسن صائغ و منوبست از ناحیت قیروان مغرب بوده سالها در
مکه مجاورت کرده و انجا سید الوقت و یگانه مشائخ بوده آنجا و را قصیده افتاد و بنیشابور آمد و صحبت
داشته با ابو علی کاتب و حبیب مغربی و ابو عمرو زجاج و ابو یعقوب نهرجوری را دیده بود و صاحب
کرامات ظاهر بوده فراست نیز صاحب رشحات گوید که وی پیر و صوت ظاهر ابو القاسم
کرکانی است و در مرات الاسرار است وی گفته که حقیقت اعتکاف نگاه داشتن جوارح است در تحت فرمان
حق سبحانه و صورت اعتکاف در مسجد و هم وی گوید که عاصی بتر است از مدعی زیرا که عاصی طریقه
توبه سپلیسد که این عبادت نفس است و مدعی همیشه در خیال دعوی خود ضبط میکند و در مقام ضنا
است و این عین گناه بود و هم در نفحات است شیخ الاسلام گفت که ابو الحسین کوشانی مرا گفت که ابو عثما
مغربی گفت که آنروز که من از دنیا بروم فرشتگان خاک باشند ابو الحسین گفت که چون وی بر
من حاضر بودم در نیشابور کس را ندیدم از بسیاری گرد شیخ الاسلام گفت که وی سی سال در
مکه بود و در حرم بول نکرده بود حرمت حرم را و هم وی گفته مرکه صحبت نوکران بحرمت ندارد و
ایمان حق تعالی او را بر گرد دل مبتلا گرداند و در نیشابور بیرفت از دنیا در سنه ثلث و ثلثین و ثلثمائة

قبر وی در نیشاپور است پهلوی ابو عثمان حیری و ابو عثمان نصیبی هر سه پهلوی یکدیگر
رحمة الله علیه ذکر آن خوگرده جمال محمدی آن پرورده کمال احمدی ملجای
اوتادان همقرین افراوان منزه آن طمطراق درشتی و از جمیع اوصاف
فرشتی پیشوای قوم خواجه ابو محمد چشتی رحمة الله علیه بانواع کرامات
و خوارق عادات مشهور و بدرجه مشاهدات ذاتی معروف و خرقه فقر و خلافت و ارادت
از دست پدر خود خواجه ابو احمد چشتی پوشیده و لقب وی ناصح الدین بود صاحب سیر اولیا
مینویسد که اغلب حال در عالم تحیر بودی و سالها پهلوی مبارک وی بر زمین نرسیده بودی
و از غایت مجاهده در غلبات شوق نماز معکوس گذاردی و در خانه خویش چاهی داشت
و آن چاه خود را سرنگون آویخته حقتعالی را عبادت کردی در نفحات است وی بعد از وفات
پدر قائم مقام وی بوده و بموجب فرموده پدر با آنکه بیست و چهار ساله بیش نبود تحصیل علوم دینی
و معارف یقینی کرده بود و زهد و ورع تمام داشت و از دنیا و اهل آن بغایت مجتنب بود
و همواره بر زهد و ترک دنیا تحریص مینمود و میگفت چون اول و آخر ترک دنیا خود را از
غرور و فریب وی نگاه می باید داشت وقتیکه محمود سبکتگین بغزو سومنات رفته بود خواجه
را در واقعه نمودند که بمدد کاری وی میباید رفت و در سن هفتاد سالگی با درویشی چند متوجه شد
و چون آنجا رسید بنفس مبارک خود با مشرکان و عبده اصنام جهاد کرد روزی مشرکان
غلبه کردند لشکر اسلام پناه به بیشه آوردند و نزدیک بود که شکست ایشان را آید خواجه را
در چشت مریدی بود آسیابان محمد کاکو نام خواجه آواز داد که کاکو دریاب در حال کاکو
را دید که اضطراب میکرد و محاربه مینمود تا لشکر اسلام نصرت یافت و کافران هزیمت
خوردند در همانوقت محمد کاکو را در چشت دیده بودند که بکلکه آسیا را برداشته بر در
دیوار آسیا میزد از وی سبب پرسیده بودند همین قصه را گفته بود استاد مردان رحمة الله علیه
از قصبه سنجان خواف از مریدان خواجه است و سالها کلوخ استنجا و آب وضو وی را مهیا داشت

روزی که او را بمراجعت وطن امر کرد بگریست و گفت من طاقت مفارقت شما کجا دارم خواجه
کرم نمود و گفت هر وقت که ترا آرزوی دیدار ما باشد حجابهای جسمانی و مسافتهای مکانی مرتفع
گردد و ما را هم از انجا بینی همچنان بود و ایما استاد میگفتی که من از سنجان چشت را می بینم انتهی منقولست
که شیخ عماد الدین از زبان پیر خود شیخ شهاب الدین سهروردی روایت میکند که شیخ محمد چشتی روزی
در مجلس پدر بزرگوار خود شیخ ابو احمد چشتی حاضر بود و قوالان ابیات با نغمات آغاز کردند شیخ ابو احمد
چشتی بتواجد در آمد شیخ محمد چشتی مدهوش افتاده بود چون هفت روز شیخ محمد چشتی را بیهوشی
گذشت خواجه ابو احمد چشتی گویندگان را خاموش ساخت تا محمد چشتی بهوش باز آید درین اثنا
شیخ محمد چشتی چشم گشاده رو سوی آسمان کرده گفت که قولو قولو قولو حاضران مجلس همه
می شنیدند که آواز آسمان با الحان ترنمات و ابیات با لحنات پیدا آمد که هرگز آنچنان
اصوات با مؤتلفات شیرین پر لذت هیچگاهی نشنیده بودند هر یکی در سماع در آمدند
شبا روزی دیگر سماع شنیدند وقت نماز هوشیار شدی و نماز ادا کردی فقط شیخ
ابو احمد قدس سره گفت اکنون عشق عاشقان را آغاز هست ولیکن انجام نیست خوف فتنه است
عاشقان تمام عمر اگر سماع شنوند هم سیر نگردند بعده آن آواز آغانی آسمانی باز ماند شیخ محمد چشتی
بهوش آمد سر بر پای شیخ ابو احمد چشتی نهاد و گفت مخدوما فتح کار عشق و این نوع مشاهده
که در حالت سماع حاصل میشود در چیزی دیگر هم هست فرمود ای محمد سماع سریست از اسرار
پروردگار پوشیده باید داشت اگر اظهار کنم تمام جهان مبتلا بسماع شود و فرمود السماع وصلة
درویشی را که صد سال مجاهدات و ریاضات فتح باب شود و میان طرفة العین در سماع حاصل آید چنانکه
یکی را گوید در راه در آئی و بر در بائست ما هر خواهم رسید و دیگری را فرماید تو محرم اسرار منی
بر در نروی که ویرا خواهد شد میان هر دو فریق فرق بسیار انتهی منقولست پس اهل سماع
را باید که در مجلس سماع آثار در احاضر شدن ندهند و اهل فسق را جمع نکنند همه اهل ریاضت
و مجاهدات باشند تا ذوق سماع یابد اگر بر طریق ندرت امردی یا فاسقی حاضر آید سماع

درست نباشد اما حکم مرا غلبه است اگر اهل فسق غالب اند و یا امارد آنگاه سماع روا نباشد
نه در شریعت و نه در طریقت مگر آنوقت که اهل صلاح و تقوی غالب آیند و اولی آنست که فسقه
و امارد و اغنیا حاضر نیایند نقلست که چون شیخ محمد چشتی بهفده سالگی رسید مرید شد هم از آن
روز تا دوازده سال بحجره مشغول بود بعد از هفت روز بیک خرما افطار کردی و هر که بنظر
خواجه در آمدی اگرچه او کافر بودی در زمان مسلمان شدی و تارک دنیا گشتی و درویش
کامل و صاحب نعمت شدی و در عهد وی حضرت در آن دیار کافر نبود هر کافری که در
چشت آمدی مسلمان شدی و بصحبت پاکش روشن ضمیر شدی و چون خواجه ابو احمد
چشتی وی را خلافت داده دعا کرد آواز آمد قبول کردم محمد چشتی را و سر قوم درویشان
کنم و او از دوستان ماست هر که محمد چشتی را دوست دارد او را در بهشت برم نقلست که از
روز بسم الله گفتن خواجه نماز با جماعت میگذارد و از هفتم سال عزلت اختیار کرد و شب
و روز بذکر کلمه طیب و تلاوت قرآن مشغول بودی و جمله خلق در ایام کودکی بر آنخواجه اعتقاد
آوردند و صاحب اقتباس نقل می آرد از مادر صالحه خواجه ابو محمد که گفت ابو محمد چهار ماهه
در شکم بود صوت کلمه بگوشم افتادی با پدرش گفتم فرمود بشارت باد که فرزند سعادتمند و ولی
از بطن تو بوجود در آید روزی خواجه ابو احمد رو بسوی حمل کرده گفت السلام علیکم و رحمة الله
یا ولی الله و خلیفتی آوازی آمد از شکم که کسی مفهوم او نفهمد و هم از سیر الاقطاب می آرد
که تولد ابو محمد چشتی شب عاشوره بود پدر وی خواجه ابو احمد همان لحظه پیغمبر صلی الله علیه و سلم
را بخواب دید فرمود مبارک باد ای ابو احمد در خانه تو فرزند تولد شده است باید که او را
بنام من موسوم گردانی و سلامم بدو رسانی پس خواجه بیدار شد دید که پسر تولد شده
و هفت کرت کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله از زبان او آمده و مادر خواجه ابو محمد گفت
از آن مدت که ابو محمد متولد شده مدت دو و نیم سال وقت هر صلوة خمسه چشمان خود را
بسوی آسمان کردی و لا اله الا الله محمد رسول الله بیعد و گفتی و هم در وی می آرد که خواجه

ابو محمد چشتی خلیفه داشت خواجه ابو یوسف و محمد کاکو و استاد مردان و وفات خواجه ابو محمد چشتی
بتاریخ چهارم ماه ربیع الاول در سنه احدی و عشر و اربعمائة و مدت حیاتش هفتاد سال بود و تاریخ
وصال وی صاحب سیر الاقطاب امام برحق گفته است رحمة الله علیه ذکر عارف ربانی
قطب ارشاد شیخ ابو القاسم گرگانی رحمة الله علیه نام وی علی است و در وقت خود
بی نظیر بوده بنسبت ارادت وی بسه واسطه که شیخ ابو عثمان مغربی و شیخ ابو علی کاتب و شیخ ابو علی
رودباری اند بسید الطائفه جنید میرسد الی آخره وی را حالتی قوی بوده است چنانکه همه را
روی بدرگاه وی بوده است و در کشف واقعه مریدان آیتی بوده است ظاهر صاحب مرآت الاسرار مینویسد
و شیخ ابو القاسم بحسب باطن از روحانیت خواجه ابو الحسن خرقانی نیز تربیت یافته بود چنانچه در مقدمه
رشحات ذکر افتاده است راقم میگوید که مصنف رشحات علی بن حسین الواعظ مینویسد که شیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب است یکی بشیخ ابو الحسن خرقانی و وی را بشیخ ابو یزید بسطامی تربیت
بحسب باطن و روحانیت بوده است نه بظاهر و صورت وی را بحضرت امام جعفر صادق
است رضی الله عنه و بنقل صحیح نسبت ارادت و تربیت بحسب معنی و روحانیت
ثابت شده است نه بحسب ظاهر و صورت و باز ابو القاسم گرگانی را نسبت ارادت باطن
بشیخ ابو عثمان مغربی و وی را با بو علی رودباری و وی را بسید الطائفه جنید بغدادی بوده است
و میگوییم ازین عبارت رشحات مذکور شیخ ابو القاسم را نسبت باطن از روحانیت خواجه ابو الحسن
خرقانی یافته نمی شود اما خواجه ابو الحسن را از روحانیت بایزید رحمة الله علیهما نسبت باطن
و تربیت روحانی ثابت است علی بن عثمان بن ابی العلی الجلابی الغزنوی رحمة الله علیه کنیت
وی ابو الحسن است و در هندوستان وی را پیر علی حصیری میگویند و این حصیر قریه است قریب غزنی
و بصحبت بسیار از مشایخ رسیده است و مولف کشف المحجوب است که کتاب معتبره در این
فن است و لطائف و حقایق بسیار در آن جمع کرده است و مرید شیخ ابو الفضل محمد بن
حسن الختلی است وی غیر شیخ ابو الفضل بن حسن سرخسی است وی در بیت الجن وفات

پیشوای نقشبندیان ویسویه

مولف کشف المحجوب

کرده است که دیهی است بر سر عقبه نزدیک بدمشق صاحب کشف المحجوب خود گوید که
اقتدا من در طریقت با دست عالم بوده بعلم تفسیر و روایات مرید حصری بوده و صاحب سروی
از اقران ابو عمرو قزوینی و ابو الحسن سالبه و شصت سال بحکم عزلت بگوشها میگریخت و نام
خود اندر میان خلق گم کرده بود و بیشتر بجبل لکام بودی عمری نیکو یافت و آیات و کرامت
او بسیار است اما لباس و رسوم متصوفه نداشتی و با اهل رسوم مشابه بود و من هرگز از وی
مهیب تر مردم ندیدم از وی شنیدم که گفت الدنیا یوم و لنا فیها صوم دنیا یکروز است و
ما را در آنجا وظیفه روزه است وقتی من بر دست وی آب میریختم بخاطر من گذشت که چون
کار ما بتقدیر و قسمت است چرا آزادان بندگی پیران کنند امید کرامتی را گفت ای پسر دانستم
آنچه اندیشیدی هر حکمی را سببی است چون حقتعالی خواهد که عوان بچه را تاج مملکت دهد نخست
وی را توبه دهد و بخدمت دوستی مشغول کند تا این خدمت کرامت وی را سبب گردد و هم صاحب کشف المحجوب
گوید که وقتی اولیای خدا را اجتماعی بود در بادیه پیر من ابو الحسین حصری مرا با خود ببرد و گروهی
را دیدم که هر یک برنجی آمدند حصری با ایشان التفات نکرده تا جوانی دیدم می آمد با نعلین
گسسته و عصا شکسته و پا از کار شده سر برهنه اندام سوخته نحیف و نزار گشته حصری برجست
و پیش وی باز رفت و وی را بر درجه بلند بنشاند من متعجب شدم بعد از آن از شیخ پرسیدم که آن که بود
گفت ولیست از اولیاء خدا تعالی که متابع ولایت نیست بلکه ولایت متابع وی است و بکرامات
التفات نمینماید یعنی مقید بولایت نیست و بولایت فرود نیامده که مطلوب وی نباشد بلکه
ولایت مقید با وست و هم صاحب کشف المحجوب گوید از شیخ المشایخ ابو القاسم گرگانی
پرسیدم که درویش را کمترین چه چیز باید تا اسم فقر را سزاوار گردد گفت سه چیز باید و کم از
سه چیز نشاید یکی باید که پاره راست بداند دوخت و دیگر سخن راست بداند گفت و شنود
و دیگر پای راست بر زمین تواند زد و گروهی از درویشان با من حاضر بودند که این سخن
بگفت چون بمنزل خود باز آمدیم گفتیم بیایید تا هر کسی در این سخن چیزی بگوییم هر یکی چیزی گفتند

چون نوبت بمن آمد گفتم پاره راست دوختن آن بود که بقفر دوزند نه بزینت چون رقعه
بقفر دوزی اگر نماز است دوزی راست باشد سخن راست آن باشد که بحال گوید و شنود
و بهمه کلیت دبحق وجد در آن تصرف کند نه بحظ نفس بزندگانی مرا آنرا فهم کند نه بعقل و پای
راست برزمین زدن آن باشد که بوجد برزمین زنند نه بلهو و شیخ را بعینه پیش آن
بزرگوار نقل کردند گفت اصاب علی خیره الله و هم صاحب کشف المحجوب گوید که مرا واقعه
افتاد و طریق حل آن بر من دشوار افتاد قصد شیخ ابوالقاسم گرگانی کردم و بر او در مسجد یافتم
که در سرای وی بود و تنها بود واقعه مرا بعینها باستونی میگفت من نا پرسیده جواب خود
یافتم گفتم ایها الشیخ این واقعه من است گفت ای پسر این ستون را خدای عزوجل در یک ساعت
با من ناطق گردانید تا از من این سوال کرد روزی شیخ ابوسعید و شیخ ابوالقاسم در طوس باهم
نشسته بودند بر یکتخت و جمعی درویشان ایستاده بر دل درویش گذشت که ایا شرف این دو بزرگ چیست
شیخ ابوسعید روی بآن درویش کرد و گفت هر که خواهد دو بادشاه را بهم بیند بر یکتخت گو در نگر در آن
درویش در مرد و بزرگ نگریست حقتعالی حجاب از پیش چشم وی برداشت تا صدق سخن شیخ
بر دل وی کشف گشت و بزرگواری ایشان را بدید پس بدلش گذشت آیا خدا تعالی را امروز در
زمین هیچ بنده هست بزرگتر از این مردو شخص شیخ ابوسعید بآن درویش گفت که مختصر ملکی بود که هر روز
در آن ملک چون ابوسعید و ابوالقاسم مفتاد هزار فراتر سید و مفتاد و هزار برسد ادیب کمندی
رحمه الله علیه وی از معاصران صاحب کشف المحجوب است گویند که بست سال بر پای ایستاده بود
جز به تشهد نماز نه نشستی از وی پرسیدند که چرا نمی نشینی گفت مرا ورجه آن نیست که اندر شاهده
حق بنشینم امتی سنه وفات شیخ ابوالقاسم بنظر نیامده رحمة الله علیه صاحب مرات الاسرار گوید
صاحب کشف المحجوب مرید شیخ ابوالفضل وی مرید ابوالحسن خصری بود که از طبقه خاسته است
نام وی علی بن ابراهیم البصری است اصل وی از بصره بود و در بغداد آمده مرید خواجه شبلی
و پیر شیخ عراق گویند بعلم توحید مخصوص بود و در آنوقت بیکس در توحید و تفرید چون او سخن نگفتی

بدوم بقول صحیح در سن ثمان و ثلاثین و اربعمائة بجوار

و خواجه شبلی را جزوی شاگردی نبودی اگرچه سخن شنو البسیار بود و ما ابوالحسن حصری
شبلی گرفته بود شبلی باوی گفتی که تو دیوانه شبلی من می توانی که آن سیدی
است ذاتی ابوالحسن حصری و عبدالله خفیف همنای یکدیگر بوده اند و ما ابوعمر قزوینی و ابوالحسن سالبه
معاصر بودند شیخ ابوالفضل اکمالات بسیار است ذکر ان قطب مداری ابواسمعیل بن
ابی منصور محمد انصاری اللهروی وی منشا خانواده انصاریه است القاب
وی پیر هرات شیخ الاسلام است هر جا که در نفحات و مرات و در این کتاب مطلق شیخ الاسلام
واقع شده است مراد وی است ارادت وی بچهار واسطه که شیخ ابوالحسن خرقانی و شیخ ابوالعباس
قصاب و شیخ محمد بن عبدالله طبری و شیخ ابومحمد جریری اند بسید الطائفه جنید بغدادی میرسد صاحب
نفحات گوید وی از فرزندان ابومنصور ست الانصاری است و وی پسر ابوایوب انصاری است
که صاحب رحل رسول الله صلی الله علیه وسلم در آن وقت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم هجرت از مکه بمدینه
کردند خود را در منزل ابوایوب انصاری فرود آوردند و مدت انصاری در زمان خلافت امیرالمومنین
عثمان رضی الله عنه همراه احنف بن قیس در سال سی یکم از هجرت بخراسان آمده بود و در هرات
ساکن شد شیخ الاسلام گفته که پدر من ابومنصور محمد بن علی الانصاری در بلخ با شریف خواجه
همزه عقیلی می بوده است وقتی زنی با شریف گفت که ابومنصور را بگو که مرا بزنی قبول کند
پدر من گفته است که من هرگز از انخواهم و آزار کرده است شریف گفته است که آخر زن بخواهی
و نرا پسری آید و چه پسری چون بهرات آمده است و زن خواسته و من نیز همین آمده ام خواجه
شریف پیر ما بود در بلخ گفته است که ابومنصور ما را بهرات پسری آمده است مثل من جامع
مقامات شیخ الاسلام گوید که این کلمه آفرین است که همه نیکیها در ضمن آنست یعنی چنانچه
صفت نتوان کرد شیخ الاسلام گفته است که من بقندز زاده ام و آنجا بزرگ شده ام ولادت
من روز جمعه بود در وقت غروب آفتاب الثانی من شعبان سنه ست و تسعین و ثلثمائه
و هم وی گفته که ابوعاصم پیر ما خوشنویسنده من در کودکی بوی شدمی و هم وی گفته است

که من سیصد هزار حدیث یاد دارم با سی صد هزار اسناد و هم وی گفته که من در تذکیر و تفسیر قرآن شاگرد
خواجه امام یحیی عمار ام من چهارده ساله بودم که خواجه یحیی قندزیان را گفت که عبد الله را بنماز
دارید که از وی بوی امامی می آید خواجه یحیی ابن عمار الشیبانی رحمة الله علیه
وی عبد الله خفیف را دیده بود بشیراز و وی را مجلس نهاده بود شیخ الاسلام گفت که رسوم
علم بهرات خواجه یحیی آورده مجلس داشتن و دین احمد با سنت موافق کردن بسبب وی تازه گشت قاضی ابو عمر
البسطامی بهرات آمد و گفت از شرق تا غرب در بر و بحر گشتم دین تر و تازه بهرات یافتم قاضی عمرو بزرگ
و امام و یگانه جهان بوده شیخ الاسلام گفته که امام یحیی عمار بیمار شده بود چون بهرات گشت مجلس کرد
بر منبر آمد و گفت که چون مصطفی علیه السلام پای در کشیدند خلفای راشدین بجای وی پای نهادند چون
من پای در کشم عبد الله بجای من بنشیند شیخ عمو مرا گفت آن عبد الله تو بودی فی سنه اثنین و اربعمائة
توفی امام یحیی عمار الشیبانی السجستانی نزیل هرات شیخ الاسلام گفته که دیدار مشایخ بزرگ نسبت است
مر این طایفه را بهترین مرتبه که این قوم را گویند که فلان پیر را دیده و با فلان شیخ صحبت داشته پس دیدار
مشایخ را غنیمت باید گرفت که دیدار پیران اگر از دست بشود آنرا باز نتوان یافت آنرا تدارک نبود و آن
همه همیشه نبود و عرفات همیشه بود و هم وی گفته که مشایخ من در حدیث و علم و شرع بسیار اند اما پیر من
درین کار یعنی در تصوف و حقیقت شیخ ابو الحسن خرقانی است اگر من خرقان را ندیدمی حقیقت ندانستمی
همواره این با آن در می آمیختمی یعنی نفس با حقیقت یعنی بایست نفس و حقیقت بهم در می آمیخت و تمیز
نمیتوانست کرد و گفت که وی پیر من است بیک سخن که گفت اینکه میخورند و میخسپند چیزی دیگر است مرا
بوی انس ازین هیچ چیزی نماند که علم حقیقت مرا دیده و دانسته شد و هم وی گفته که عزیمت
حج اسلام کردم تا ری برفتم و قافله را در آن سال بار نبود و در بازگشتن بخدمت خرقانی رسیدم مرا
بدید گفت در آئی ای من ماشوکه تو یعنی معشوقه تو از دریا آمدی از دریا آمدی از دریا آمدی
جز الله تعالی کس نداند که آن چه بود که وی گفت از غیب شیخ الاسلام گفت مرا از کرامات
وی آن تمام بود که مرا گفت از دریا آمدی و از علم آنکه گفت اینکه میخورند و میخسپند چیزی

دیگر است پس چون این سخن بشنیدم خرقانی من بودم وی مرا تعظیم میداشت و در میان سخن میگفت با من
مناظره میکن یعنی از من چیزها بپرس که تو عالمی و من جاهلم وی گوید که من هیچکس را ندیدم و نشنیدم
ازین دو تن بزرگ تر خرقانی بخرقان و طاقی در هرات مریدان خرقانی بمن گفتند که سی سال است
بخدمت وی میباشیم هرگز ندیدم که کسی را چنین مهربانی و تعظیم کرده شد چنانچه ترا شیخ الاسلام
گفت زیرا که مرا بوی فرستاده بودند وقتی بخدمت وی عرض کردم که سوالی دارم فرمود
بپرس ای من ماشو که تو از وی پنج سوال کردم سه بزبان و دو بدل همه را جواب فرمود
و هر دو دست من و دران خود گرفته بود و از آن بیخبر و نعره میزد و آب چون جوی آب از چشم وی میرفت
و با من سخن میگفت شیخ عبد الله الطاقی نام وی محمد بن فضل بن محمد الطاقی السجستانی
الهرویست مرید موسی ابن عمران جیرفتی است عالم بوده بعلوم ظاهر و علوم باطن شیخ
الاسلام گفت که وی پیر منست و استاد من در اعتقاد حنبلیان که اگر من او را ندیدمی اعتقاد
حنبلیان ندانستمی و من وی را نابینا دیده ام و هرگز هیچ بزرگ ندیده ام با هیبت تر از طاقی و توفی
طاقی فی غرة صفر سنة عشر و اربعمائة شیخ الاسلام گفت که مرا بچشم و دل محمد قصاب بزرگ نمودند اما
خرقانی مرا بشناخت و محمد قصاب مرا تعظیم تمام داشت یعنی قصاب مرا اجمالا شناخت و خرقانی بتفصیل در
مرآت است شیخ ابو الحسن بشری سجزی شیخ الاسلام گفت وی از پیران منست شیخ الاسلام گوید که من هفتاد
و دو سال انواع علوم آموختم و نوشتم و رنج بردم در اعتقاد اول آن همه از پدر خود آموخته بودم و پدر من در
من سری داشت و در حق من خوابی دیده بود اما با من نمیگفت اما اینقدر میگفت که هر روز تعبیر
می کنم راست می آید شیخ الاسلام گفت پدر من هیچ جانور نکشتی این مذهب ابدالست و وی ابدال بود
شیخ الاسلام کار خود بخدمت خرقانی تمام کرد و کمالات و خوارق عادات شیخ الاسلام بچندانست
که درین مختصر نگنجد وی از محتشمان این طایفه و از محبوبان حق بود وفاتش در سنه احد و ثمانین و اربعمائة
در زمان شاه الب ارسلان سلجوقی واقع شد و در کاریزگاه هرات مدفون گشت و قیل نهم ربیع الآخر
بعمر هفتاد و پنج در موضعی گاذرگاه مدفون گشت ذکر آن مستغرق در مبدای کن

جیرفتی
بکسر جیم و سکون یا
و ضم را مهمله و سکون فا
و کسر تا فوقانیه

فیکون معدود در زمرهٔ مالا تعلمون قطب الاقطاب خواجه ناصر الدین
ابو یوسف چشتی بن محمد سمعان قدس سره از جمال معرفت و کمال حقیقت
آراسته بود از غایت حضور در دریای احدیت غرق گشته و خرقهٔ فقر و ارادت از خواجه ابو محمد چشتی
قدس سره پوشیده صاحب نفحات گوید وی خواهرزادهٔ خواجه محمد بن ابی احمد چشتی است و مرید وی
تربیت از آن یافته بود خواجه محمد تا شصت و پنج سال متاهل نشده بود همشیره داشت که خدمت
وی کردی و خوردن و پوشیدن از دست نشستن او بودی و سن خواهر او بچهل سال رسیده
بود و بسبب خدمت برادر و اشتغال بطاعت خدای عز و جل میل تزوج نداشت شبی خواجه محمد
پدر بزرگوار خواجه ابو احمد را در خواب دید که گفت در ولایت شاقلان مردیست محمد سمعان
نام تحصیل علوم کرده و روزگار بصلاح گذرانیده خواهر خود را با وی عقد کن خواجه وی را
طلب کرد و همشیره را با وی عقد کرد و وی هم در چشت متوطن شده خواجه یوسف از ایشان
متولد شد خواجه محمد بعد از شصت سالگی متاهل شده بود اما وی را هیچ پسر بزرگ نرسیده بود
خواجه یوسف را بمنزل فرزند میداشت و تربیت میکرد و بتحصیل علوم و سلوک راه خدای عز و جل را
دلالت مینمود و بعد وفات وی قائم مقام وی شد خواجه یوسف را بعد از پنجاه سالگی میل انزوا
و انقطاع شد خواست که نزدیک بمزار حاجی برمکی که بسیار بزرگ بوده و شیخ ابو اسحاق شامی زیارت
ایشان بسیار میکرد و چله خانه در زمین بکند باشارت هاتف غیبی موضعی را که حالا چله خانه
وی است اختیار کرد چون بیل و کلند آوردند و زمین بغایت محکم بود چنانکه هیچکس آنرا نتوانست کند
خواجه کلند برداشت و بدست مبارک خود از چاشتگاه تا نماز پیشین آنرا باتمام رسانید و مدت
دوازده سال در آنجا بسر برده و چندان سکر و حیرت عالم فنا داشت و ولوله بروی غالب
شده بود که گاه بودی که چون خادم آب وضو بر دست وی ریختی در اثنای آن از خود غایب شدی
و یکدو ساعت کم یا بیش در آن غیب بماندی و باز حاضر شدی و وضو را باتمام رسانیدی
در آنوقت که شیخ الاسلام عبد الله انصاری بمزار چشت رسیده بود با وی ملاقات کرده است

بعد از معاودت بهرات در مجلس و محافل استحسان وی میکرده و در وقت رفتن پسر مهین خود
خواجه قطب الدین مودود را بتحصیل وصیت کرد و قائمقام گردانید صاحب مرآت الاسرار
از سیر الاولیا و صاحب اقتباس الانوار می آرد که وقتی خواجه ابو یوسف در راهی میرفت دید که
مسجدی عمارت میکنند و شه تیری بالای مسجد میبرند و آن شه تیر از موازنه عمارت مسجد
بقدر یک گز کم بود هر چند فکر کردند برابر نمی آمد خواجه تماشا میکرد پس از اسپ فرود آمد بالای مسجد
رفت و یکسر چوب شه تیر بدست مبارک خود گرفت و گفت بسم الله الرحمن الرحیم پس آن شه تیر
را بر عمارت مسجد گذاشت یک گز از جانبی که خواجه گرفته بود از عمارت مسجد زیادت آمد تا زمان
سلطان المشائخ آن مسجد در میان چشت و هریو برپا بوده و هم وی از سیر الاولیا و صاحب اقتباس
از سیر اقطاب می آرد که خواجه یوسف را مصحف حفظ نبود و بدین سبب خاطر مبارکش متردد میماند شبی پیر
خود خواجه ابو محمد را در واقع دید فرمود که صد بار سوره فاتحه بخوان تا ازین تردد خلاص
شوی بمجرد خواندن سوره مذکور تمام قران خواجه را یاد شد چنانکه در هر شبانروزی پنج ختم
قران میکرد و هم وی از سیر اقطاب می آرد که شبی خواجه با نفس خود گفت که امشب اگر با من موافقت
کنی در دو رکعت نماز ختم قران کنم نفس آن شب موافقت کرد الا آن دو رکعت خوب نشد این شب کاهلی
از آن شد که آب سیر خورده بود پس خواجه تا بیست سال آب بدو نداد و هم صاحب اقتباس الانوار
می آرد وی صحیح النسب چشتی و حسینی است بدین ترتیب خواجه ناصر الدین ابو یوسف بن محمد سمعان
بن سید ابراهیم بن سید محمد بن سید عبد الله الملقب بعلی اکبر بن امام علی نقی بن محمد تقی الجواد
بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین
العابدین بن امیر المؤمنین امام حسین رضی الله عنه بن علی مرتضی کرم الله وجهه و خواجه همیشه
با فقرا و غربا صحبت داشتی و هم لقمه با ایشان شدی و تعظیم ایشان کردی و گاهی توجه باهل دنیا
نمودی عبد الواحد مصنف سنابل می آرد هر که بصحبت خواجه یوسف سه روز بودی صاحب
کشف و کرامات شدی و از عرش تا تحت الثری نظر وی افتادی و صاحب روزگار گشتی شیخ شبلی

بملاقات خواجه یوسف رسیدی هر بار که روی خواجه بدیدی بسماع در آمدی پرسیدند که سبب چیست که بدین روی خواجه بسماع می آئی وی گفت آنچه من در چهره خواجه می بینم اگر شما هم ببینید بیطاقت و بیقرار شوید خواجه علم را کمال داشت شیخ محمد چشتی گفت ای ناصر الدین علم خدا علمیست که عقل آنرا نتواند یافت مگر بتعلیم خدا خواجه ناصر الدین چیزی پرسید خواجه محمد چشتی مقصد جوابگفت خواجه ناصر الدین گفت بنده میخواهد که سلک مریدان مخدوم گردد قبول فرمود و مرید کرد و پس گفت ای ناصر الدین هفت بار نام من بگو و سوی زمین نظر کن و هفت بار نام من بگو و سوی آسمان نظر کن خواجه همچنان کرد نظرش تا تحت الثری و ما فوق عرش رسید شیخ محمد اسم اعظم که از خواجه خضر علیه السلام یافته بود خواجه را آموخت مجرد که او اسم اعظم یاد گرفت علم لدنی بگشاد و فرمود باید که فقر و فاقه اختیار کنی و هم صاحب مرآت اسراری آرد و خوارق عادات خواجه بیشتر از آنست که رقم آید چون وفات خواجه قریب رسید پسر بزرگ خود خواجه مودود چشتی را بتحصیل علوم وصیت کرد و قائم مقام خود گردانید و در پیشاور شد و فاتش در غره جمادی الاول سنه تسع خمسین و اربعمائة در زمان خلافت ابو جعفر عبد الله القائم بن قادر خلیفه بنی عباس که معاصر سلطان طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق بود واقع شد و مدت عمر خواجه ناصر الدین بقول بعضی هشتاد و چهار سال بود و در پشت مدفون گشت تاریخ وصالش بقول سیر الاقطاب عارف کامل بوده رحمة الله علیه

ذکر آن پیشوای ارباب ولایت و هدایت امام شیخ ابو علی فارمدی قدس سره

نام وی فضل الله بن محمد است شیخ الشیوخ خراسان بوده است در وقت خود و منفرد بوده بطریقت خاصه خود در تذکیر و موعظت شاگرد امام ابو القاسم قشیریست و انتساب وی در تصوف بدو طرفست یکی بشیخ ابو الفتح طوسی و دیگر بشیخ ابو الحسن خرقانی که پیشوای مشائخ و قطب زمان خویش بوده است شیخ ابو علی فارمدی گفته است که در ابتدای جوانی در شباب طلب علم مشغول بودم شنیدم که شیخ ابو سعید ابو الخیر از مهنه آمده است و بمجلس میگوید من رفتم تا او را ببینم چون چشم من بر جمال وی افتاد عاشق وی گشتم و محبت این طائفه در دل من بیشتر شد بگردیدن بمدرسه بدر خانه خود نشسته بودم آرزوی دیدار شیخ در دل من پدید آمد وقت آن بود که شیخ بدرس آید خواستم که صبر کنم برخاستم و بیرون آمدم چون بسر چهار سو رسیدم شیخ را دیدم با جمعی انبوه میرفت من هم برابر ایشان رفتم بجوشش شیخ بجائی در رفت و جمیع در فتند من در رفتم و در گوشه شدم چنانکه

پیشوا را نقشبند مان نیست

شیخ مرا نمیدید چون بسماع مشغول شدند شیخ را وقت خوش گشت و بعد ساعتی بدان طارمه و حجره
چون فارغ شدند از سماع شیخ حاجه بیرون کرد و پیش وی پاره سیکره ندید پسر را گفت شیخ یک آستین بار بزن
سه چهار کرت دو بنها د و آواز داد که ای بوعلی طوسی کجائی من جواب ندادم گفتم مرا نمی بیند و نمیداند
مگر از مرد ان شیخ کسی ابو علی نام دارد شیخ دیگر بار آواز داد و جواب ندادم سیوم بار آواز داد جمع
شیخ مگر ترا میخواهند برخاستم و پیش شیخ آمدم شیخ آن تبریز و آستین بمن داد و گفت تو مرا چون این
آستین و تبریزی آنجا مه بستدم و خدمت کردم و در جائی عزیز نهادم و پیوسته بخدمت شیخ آمدم
و مرا در خدمت شیخ بسیار فائده و روشنائی پدید آمد و حالها روی نمود چون شیخ از نشابور
سن پیش استاد که امام ابو القاسم قشیری قدس الله علیه بود نام وی عبد الکریم بن هوازن القشیری
و صاحب رساله است تفسیر لطائف الاشارات مرید ابو علی دقاق است آمدم و حالی که پیدا می آمد با
میگفتم و او میگفت برو ای پسر بعلم آموختن مشغول باش و هر روز آن روشنائی زیادت
می بود دو سه سال دیگر بتحصیل علم مشغول بودم تا یکروز قلم از مجبره برگرفتم مصمم برآمد بر خاستم
و پیش استاد رفتم و حال با وی بگفتم مناد امام گفت چون علم دست از تو بداشت تو نیز دست
از وی بدار کار را باش و معامله مشغول گرد بر فتم و درخانها از مدرسه با خانقاه آوردم
بخدمت امام مشغول شدم امام در گرمابه رفته بود تنها من و وی چند آب در گرمابه بریختم چون استاد امام
غاز بگذارد گفت مین که بود که آب در گرمابه بریخت من با خود گفتم بخیری کردم خاموش بودم دیگر
بار بگفت جواب ندادم چون سه بار گفت گفتم من بودم استاد گفت که ای بوعلی هر چه ابو القاسم
بیقتاد سال یافت تو یک دله آب یافتی پس مرا می بجای بدیش او ستاد پیشستم بگردن حالتی من
در آمد که در آنحالت گم شدم و آن واقعه با استاد امام بگفتم گفت که ای بوعلی روش من
از بخاراتر نیست هر چه ازین فراتر بود راه فرا آن ندانم من با خود اندیشه کردم مرا پیری
باید تا مرا از بن علم فراتر برد و آنحالت زیادت بمن رسد و من نام شیخ ابو القاسم گرگانی شنیده
بودم روی بطوس نهادم و جائگاه وی ندانستم چون بشهر رسیدم جائی وی پرسیدم نشان

واوند رفتم با جماعتی از مریدان خویش در مسجد نشسته بود من دو رکعت تحیت مسجد بگذاردم
و پیش وی در آمدم وی سر در پیش داشت سر بر آورد و گفت بیا ای ابو علی تا چه داری
من سلام گفتم و بنشستم و واقعهای خویش بگفتم شیخ ابو القاسم گرگانی گفت آری ابتدات
مبارک باد هنوز بدرجه نرسیدی اما تربیت بایستی بدرجه بزرگ رسی من با خود گفتم پیر من اینست
پیش او مقام کردم و بعد از آنکه مرا مدتی دراز بانواع ریاضت و مجاهده فرمود بر من اقبال کرد و عقد
مجلس فرمود فرزند خویش را بحکم من فرموده بود و هم خواجه ابو علی فارمدی گوید که پیش از آنکه شیخ ابو القاسم
عقد مجلس فرماید شیخ ابو سعید از مهنه بطوس آمده بود بخدمت وی رفتم گفت ای ابو علی روز باشد که چون
طوطی ترا در سخن آرند بس بر نیاید که شیخ ابو القاسم مرا عقد مجلس فرمود و سخن بر من گشاده گشت در چهارم
ربیع الاول سنه چهار صد و هفتاد و هفت در طوس برفت از دنیا و اینجا شوقم بر آن آورد که ذکر شیخ ابو سعید
ابو الخیره پیشوای وی بکنم ابو حفص حداد قدس سره در نفحات است از طبقه اولی است
نام وی عمر بن سلمه بود از دیهای نیشاپور است پادشاه مشائخ بود و شیخ ملامت و پیر ابو عثمان حیری است
شاه شجاع کرمانی بوی نسبت درست میکند شیخ الاسلام گوید که وی نموده جهان بود یعنی اظهار
کمال و ولایت بامر حق تعالی میکرد و خود را در جهان مینمود بصورت و معنی و در وقت خود
حقتعالی وی را فرا نمود که مرا چنین باید بود و ابو حفص رفیق احمد خضرویه و خواجه بایزید است و شاگرد است و استاد
طریقت او خواجه عبد الله مهدی باوردی است و با وی صحبت داشته قول صاحب تذکرة الاولیا است یکی از
وی وصیت خواست گفت ای اخی ملازم یکدر باش تا همه درها بتو بگشایند و ملازم یکسید باش تا همه سادات
ترا گردن نهند و هم وی گفته هر که در هر وقتی افعال و اقوال و احوال خود را بمیزان کتاب و سنت نسنجد
و خواطر خود را متهم ندارد وی را از جمله مردان نشمریم و هم وی گفته الفتوة اداء الانصاف و ترک مطالبة
الانتصاف توفی فی سنة اربع و ستین و مائتین و قیل سبع و فی تاریخ امام یافعی خمس الخ و وی گفته که حسن ادب
ظاهر عنوان حسن ادب باطن است مصطفی گوید صلی الله علیه و سلم لو خشع قلبه لخشع جوارحه ✠
خواجه عبد الله بن محمد مرتعش قدس سره از طبقه رابعه است کنیت او ابو محمد نیشاپوری بود

از محله حیره بغداد و یگانه مشایخ عراقست و ائمه ایشان و معتبر اهل تصوف بود و مقبول اکابر و از اصحاب خواجه
ابوحفص حداد است و با خواجه جنید و خواجه ابوعثمان و ابوبکر شبلی صحبت داشت و ابوحفص او را سیاحت فرموده
بود هر سال هزار فرسخ سفر میکرد و پای برهنه و سر برهنه میگشت و هیچ شهری از ده روز زیاده نبودی
و گاه سه روز میبودی و هم مرتعش گوید که من دهقان پسری بودم در نیشاپور ناگاه جوانی مرقعی در بر سوی
من اشارت کرد با خود گفتم که این مرد جوانست شرم ندارد که سوال میکند و ویرا جواب ندادم بانگی بر من زد
که از آن بترسیدم پس گفت پناه میگیرم بحقتعالی از آنچه در سر تو در آمد و در سینه تو خلید از این سخن من بیخود شدم
چون بعد از مدت بخود آمدم آن جوان رفته بود و چون شب رسید بغایت غمگین بخواب شدم علی مرتضی را
کرم الله وجهه بخواب دیدم و آن جوان نیز با وی بود حضرت امیر بمن اشارت مینمود و سرزنش میکرد و میگفت
الله یحب مانع سائله چون بیدار شدم هرچه دانستم تفرقه کردم و روی بسفر آوردم تا اینجا قول مرآت
الاسرار بود صاحب تذکرة الاولیا گوید شخصی از وی گفت که فلان کس بر آب میرود و بهوا می پرد گفت
آنکه او را خدا تعالی توفیق دهد که مخالفت هوا خود کند بزرگتر از آن بود که در هوا پرد و بر آب رود و وی
گفت تصوف حسن خلق است و تصوف حالتست که غائب گرداند صاحب آنرا از گفتگوی توفی فی
سنه ثمان و عشرین و ثلثمائه و بقول ثلث و عشرین و ثلثمائه واقع شد شیخ ابونصر سراج
ویرا طاوس الفقرا گویند در فنون علم کامل بود در نفحاتست صاحب کتاب لمع است و ویرا تصانیف
بسیار است و مسکن وی طوس بوده است و قبر وی آنجاست و مرید مرتعش بوده و سری سقطی و سهل تستری را
دیده بود وقتی شب زمستان بود و در آتشدان آتش میسوخت در معارف سخن میرفت شیخ را حالتی پدید آمد
روی بآتشدان نهاد و در میان آتش خدا را سجده آورد و روی او را از آتش آسیبی نرسید شیخ را از آن
سوال کردند گفت کسی که بر درگاه او آبروی خود ریخته بود آتش روی وی نتواند سوخت از وی آرند
که گفته هر جنازه که بپیش خاک من گذرانند مغفور بود بحکم این بشارت اهل طوس جنازها را پیش
خاک وی آوردندی و زمانی بداشتندی آنگاه بردندی شیخ ابوالفضل ابن الحسن السرخسی
قدس سره در نفحاتست نام وی محمد بن الحسن است وی مرید ابونصر سراج است و پیر شیخ ابوسعید

ابو الخیر است و نیز صاحب نفحات است و صاحب نفحات می آرد که صاحب کتاب کشف المحجوب بزرگی را نام میبرد
و میگوید که بسرخس از وی شنیدم که گفت کودکی بودم و بمحلتی رفته بودم بطلب برگ توت از برای پیله کرم
و بر درختی شده بودم برگهائی و شاخهائی اندرخت میزدم شیخ ابو الفضل در آن کوی گذشت و مرا دید
هیچ شک نکردم که از خود غائب بود بر حکم انبساط سر بر آورد و گفت بار خدایا یکسال بیش است که مرا دانگی
نداده که موئی خود بتراشم با دوستان چنین کنند گفت در حال همه اوراق و اغصان و اصول درختان
زرین دیدم آنگاه گفت که عجب کاری که کشائش دل را با تو سخنی نتوان گفت در نفحات است هرگاه
که شیخ ابو سعید را قبض بودی قصد خاک پیر ابو الفضل کردی خواجه ابو طاهر فرزند شیخ
ابو سعید گوید که روزی شیخ ما را قبضی رسید و در میان مجلس گریان شد و همه جمع نیز گریان شدند گفت
هرگاه ما را قبضی بودی روی سوی خاک پیر ابو الفضل کردی ببسط بدل شدی ستور زین کنید
در وقت بر ستور نشست و جمله اصحاب با وی برفتند چون بصحرا رسیدند شیخ گشاده گشت و وقت را صفت بدل شد
درویشان بنعره و فریاد بر آمدند و شیخ را از هر معنی سخنی میرفت چون بسرخس رسید از راه بسر خاک پیر شد و از
قوال این بیت درخواست بیت معدن شادیست این معدن جود و کرم * قبله ما روی یار قبله
هر کس حرم * و شیخ را دست گرفته بودند و گرد آن خاک طواف میکردند و نعره میزد و درویشان سر و پای
برهنه در خاک میغلطیدند چون آرامی پدید آمد شیخ گفت این روز را تاریخی سازند که بهتر ازین روز
نبینند بعد از آن هر مرید را که اندیشه حج بودی شیخ وی را بسر خاک پیر ابو الفضل فرستادی و گفتی
آنخاک را زیارت کن و هفت بار گرد آنخاک طواف کن تا مقصود حاصل شود و هم صاحب نفحات از کشف المحجوب
می آرد که روزی لقمان نزدیک ابو الفضل حسن آمد وی را دید جزوی در دست گفت یا ابا الفضل اندر
این جزو چه میخواهی گفت همان که تو اندر ترک آنی گفت پس این خلاف چراست گفت خلاف تو می بینی
که از من می پرسی که چه میخواهی از مستی هشیار شو و از هشیاری بیدار گرد تا خلاف برخیزد و بدانی که من و تو
چه میطلبیم شیخ ابو الفضل حسن سرخسی وقتی از هوا در آمد و بر درختی نشست یکی آن بدید شیخ ابو الفضل گفت
چه می نگری این ترا می باید گفت از آن نمییابی که می یابد یعنی که من طلب کرده ام

شیخ لقمان سرخسی قدس سره وی ابتدا مجاهده بسیار داشته و معامله بمحیاط ناگاه

کشفی افتادش که عقلش برفت گفتند لقمان آن چه بود و این چه بیست گفت هر چند بندگی پیش کردم
پیش می نایست در اندم گفتم الهی با دشمنان چنین بنده چه پیوندد گفتند تو با دشاه غزنی در
بندگی تو بگریزد تو آزادکن گفت ندانستم که ای لقمان از دوت کردیم نشکن آزادی آن کس بعقل آنگه
برگزیند دی باز عقلای بجانین بوده است شیخ ابوسعید بسیار گفته است که لقمان آزاد کرده خدای است
سبحانه از سرو دنی شیخ ابوسعید گفته که شبی جماعتی خفته بودند و در خانقاه بسته بود و ما با پیر ابوالفضل
بر سر صفه نشسته بودیم یعنی میرفت در معارف مسئله مشکل شد لقمان را دیدیم که از بام خانقاه
در پرید و در پیش ما بنشست و آن مسئله را گفت چنانکه اشکال برخاست باز پرید و بر بام پرید و
پیر ابوالفضل گفت ای ابوسعید مرتبه این مردی بینی گفتم می بینم گفت اقتدا را نشاید گفتم چرا
گفت از انکه علم ندارد شیخ ابوسعید گفته لقمان مجنون را بیماری پدید آمد گفت پیر ابوالفضل را گفتند
که لقمان سرد و پیر چون بشنید با جماعت آنجا شدند چون لقمان او را بدید تبسمی کرد پیر
بالین بنشست وی در پیر می نگریست یکی از جمع گفت لا اله الا الله لقمان تبسمی کرد و گفت آخر
خواستن با یادی باید داد لقمان گفت ما را عربده سیفرمائی بر درگاه حق پیر ابوالفضل خوش آمد
شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سره و نخجوانست نام وی فضل الله بن ابوالخیر است
که وی سلطان وقت بود و جمال اهل طریقت و شرف القلوب و در وقت وی همه مشایخ در ا
سخن بودند پیروی در طریقت ابوالفضل بن حسن سرخسی است شیخ ابوسعید گفته که یکروز می آمدم
بقصبه سرخس بر در شهر بستان سرخس مرد خاکستر بود و لقمان مجنون بر سر آن نشسته بود و تصدی می کرد م
و بر آن بالا شدم وی پاره پوستین پوسیده و خشک و بدری می انگریستم و حضرت شیخ چنان ایستاده بود
که سایه او بر پوستین لقمان افتاده بود چون آن پاره پوستین دوخت گفت یا ابا سعید تا تو
باین پاره پوستین دوختم پس برخاست و دست بگرفت و در خانقاه پیر ابوالفضل برد
و پیر آواز داد و وی بیرون آمد گفت یا ابا الفضل بین تا نگاه دارکه از شماست پیر ما را خلعت بگرفت

و در خانقاه بر دو در صفه نشست و جزوی بگرفت و در آنجا نظر میکرد و باز چنانچه عادت درویشان بود طلبی
پدید آمد که در آن جزو چیست پیر دانست گفت یا اباسعید صد و بست و چهار هزار پیغمبر را که بخلق فرستادند
گفتند با خلق بگوئید که الله ایشان آمدند کسانی که این کلمه را گفتند و بدین کلمه مستغرق شدند شیخ گفت این سخن
دانستم مرا در خواب نگذاشت با مداد پیش از آفتاب بر آمدن از پیر دستوری خواست خاستم و بدرس تفسیر
پیش ابو علی فقیه آمدم چون بنشستم خواجه ابو علی اول درس این آیت بود قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ
يَلْعَبُونَ در آن ساعت دری در سینه ما بگشادند بسماع این کلمه یعنی بگو خدا آنرا و بگذار ایشان را که در باطل
خود روند بیفائده ما را از ما فرا ستدند خواجه ابو علی آن تفسیر در ما بدید گفت دوش کجا بودی گفتم نزد ابو الفضل
گفت برخیز و بانجا شو که حرام بود ترا از آن معنی باین آمدن ما نزد پیر ابو الفضل شدیم حالی متحیر همه این کلمه
چون پیر ابو الفضل ما را بدید گفت یا اباسعید سخت مشکل شده ای ندانی پس و پیش ما مکن تا نکنی نوانی
سر در پیش خویش کشیدم شیخ چه میفرمائی گفت در آئی و بنشینی و این کلمه را با نفس که امشب با تو کار ها دارد و خود
پیر ابو الفضل رحمت حق پیوست ما را در مدت حیات پیر هر شکال که بودی بوی رجوع افتادی
حل اشکال ما را هیچکس متعین نبود الا شیخ ابو العباس آملی تا امل نهم و یکسال پیش وی بودم گویند که شیخ
ابو العباس را در جماعت خانه صوفیان موضعی بود که چهل و یکسال در آنجا نشسته بود در وقت
صبح اگر شب دوشین نماز اقرونی کردی گفتی ای پسر تو بخسپ که این پیر هر چه میکند برای شما میکند
و مرا باین هیچ کار نیست و بدین حاجتی ندارد و هرگز در آن یکسال شیخ ابو سعید را نگفت که تو بخسپ یا نماز کن
چنانکه دیگران را و مرا در برابر خود خانگی داده بود یکشب شیخ ابو العباس قصد کرده بود و رکش کشاده شده
بود شیخ ابو سعید برخاست از در جامه خود بیرون آورد و دست وی بشست و جامه از وی باز کرد و جامه
پیش وی داشت شیخ در پوشید پس جامه شیخ را بشست و نمازی کرد و هم در شب خشک کرده بمالید و در پوشید
شیخ آورد و شیخ اشارت کرد که ترا در باید پوشید شیخ ابو سعید در پوشید چون بامداد شد جماعت حاضر آمدند
و شیخ ابو العباس نگریستند جامه شیخ ابو سعید دیدند و شیخ ابو سعید جامه شیخ ابو العباس در تعجب ماندند
شیخ ابو العباس گفت آری دوش نثار ما رفت همه نصیب این میان مهتری آمد مبارکش باد شیخ ابو سعید گفت است

ازل

روزی دو کس پیش شیخ ابوالعباس در آمدند و بنشستند گفتند ما را با یکدیگر سخن رفته است یکی میگوید اندر
واید تمامتر دیگری میگوید شادی ازل ابد تمامتر شیخ چه میگویید شیخ دست بر روی فرو آورد و گفت الحمد
که منتر نگاه پسر قصاب نه اندوه است و نه شادی لیس عندنا لیم صباح ولا مساء اندوه و شادی صفت
تست و هر چه صفت تست محدث است و محدث را بقدیم راه نیست پس گفت پسر قصاب بندهٔ خدایست در امر
و نهی و رهی مصطفی صلی الله علیه وسلم در متابعت سنت اگر کسی دعوی راه جوان مردی میکند
گواهش اینست چون آن دو کس بیرون شدند پرسیدیم که آن دو کس که بودند گفت یکی ابوالحسن خرقانی دیگری
ابوعبدالله دستانی است شیخ ابوسعید را پرسیدند معنی این حدیث که تفکر ساعة خیر من عبادة سبعین سنة
شیخ گفت اندیشه یکساعت در هستی خود بهتر از عبادت یکساله در اندیشه هستی خود شیخ شب جمعه وقت
نماز خفتن چهارم شعبان سنه اربعین واربعمائة از دنیا برفت و عمر انسان هزار ماه بوده است

ذکر آن سر حلقهٔ مشائخ کبار آن پیشوای اولیای نامداران موصوف بصفت حضرت وودود خواجه قطب الدین مودود چشتی بن ابو یوسف چشتی قدس الله سرارهم

و براشانی عظیم و مقاماتی عالی بود و جمع مشائخ وقت بر کمالات علم صوری و معنوی او مقر بودند
و در تربیت مریدان بی نظیر زمان بود وی خرقه فقر و ارادت از دست پدر خود خواجه ناصر الدین ابو یوسف
چشتی پوشیده کمالات و خوارق عادات وی بچند است که درین مختصر گنجد لقب وی قطب الدین
است و از کتابی نقل است که وی حضرت در حالت سماع بر دو چشم بواداشتگی می گریستی نگاهی
تبسم فرمودی در وی سرخ شدی پرسیدند که سر چیست فرمود که صوفی در سماع بمشاهده اسرار
سر خرد میکرد و دوست گوید الغلان من ترا چنین و چنان دادم اهل سماع بی قصد و تبسم آید و
گاهی در حالت جمال بخوف جلال و ترس فراق خداوند در گریه شود و دیگر اسرار در بیان نیاید اگر
ظاهر گردد بگویند که این را بر وا کشند صاحب نفحات گوید وی در سنه هفت سالگی تمام قرآن
بر وجه احسن حفظ کرده بود و بتحصیل علم اشتغال سیده است چون بسن بست و شش سالگی رسید والد
بزرگوار او خواجه یوسف از دنیا برفت و وی را بجای خود بنشاند وی بخصال حمیده موصوف بود

و افعال پسندیده معروف مردم آن ولایت هم در مقام اعتقاد و محبت و انقیاد و ارادت
وی بودند و توفیق شرف صحبت و دولت تربیت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی قدس الله
سره نیز یافته بود در آن وقت که حضرت شیخ الاسلام از ولایت جام بهراة تشریف آورده بود و
خواص و عوام مشاهدهٔ کرامات و خوارق عادات که از ایشان ظاهر می نمود همه مرید و معتقد وی شدند
و این قصه در اطراف و اکناف آن ولایت انتشار یافت و از نواحی هراة متوجه مزار متبرک چشت
شد خبر آمد که خواجه مودود چشتی مریدان بسیار جمع کرده است می آید تا شیخ الاسلام احمد را از ولایت
بیرون کند اصحاب شیخ الاسلام احمد آنرا پوشیده میداشتند و وی خود از همه بهتر میدانست چون روزی
بامداد سفره در آوردند گفت که ساعتی صبر کنید که جماعتی رسولان در راه اند چون ساعتی بر آمد خادم
در آمد که آن جماعت رسیدند ایشان را در آوردند و سلام گفتند و جواب شنیدند و طعام خوردند و سفره برداشتند
شیخ الاسلام گفت که شما میگوئید یا ما بگوئیم که شما بچه کار آمده اید ایشان گفتند که حضرت بفرمائید فرمود که شما را خواجه
مودود فرستاده است که احمد را بگوئید که تو بولایت ما بچه کار آمده بسلامت باز گرد و گرنه چنانکه باز باید گردانید
ترا باز گردانیم رسولان تصدیق کردند پس فرمود که مراد از ولایت این دیهاست اینملک مردمان است
نه از آن اوست نه از آن من و اگر مراد از ولایت مردمانند اینان رعایا سنجر اند پس شیخ الشیوخ سنجر
باشد و اگر مراد از ولایت آنست که من میدانم اولیاء خدا عز و جل میدانند فردا با ایشان نمایم که
کار ولایت چیست و چون است این سخن بگفت ابری عظیم بر آمد و شبانروزی ببارید و هیچ منقطع نشد
روز دیگر بامدادان شیخ فرمود که ستوران ساخته کنند تا برویم اصحاب گفتند امکان ندارد درین
دو سه روز بعد از آنکه دیگر نبارد هیچ ملاحی از آب تواند گذشت شیخ گفت که سهل باشد که امروز
با ملاحی که پس روان شدند چون بصحرا بیرون آمدند شیخ الاسلام نگاه کرد دید که جمعی انبوه سلاحها
بسته همراه ایشانند پرسید که اینان کیانند گفتند مریدان و محبان شما اند شنیده اند که جماعتی بعداوت
می آیند فرمود که اینها را باز گردانید که تیغ و تیر کار سنجر است و سلاح این گروه سلاح دیگر است
شیخ الاسلام با تنی چند روی براه نهادند چون بکنار آب رسیدند آب بسیار بود شیخ فرمود که امروز

قرار آنست که ما ملاحی کنیم سخن از معارف آغاز کردند چندان سخن دقیق بر لب ایشان رسید که همه دانه و حیران شدند
پس فرمود که همه چشم بما بر هم نهید و بگویید بسم الله الرحمن الرحیم سه بار نگرا یکرد هر کس که چشم زد دیگر باز کرد
پای افراز نکرد و هر که دیر گشاد خود را بر آن طرف آب یافت پای افراز خشک چون رسولان آن نشانها دیدند
کردند بتعجیل پیش خواجه سودرود فتند و ایشان بازگفتند کس با ورنخواهند خواجه سودرود با دو هزار مرد سلاح
بسته متوجه شدند در راه شیخ رسیدند چون نظر شیخ بر وی افتاد از اسب پیاده شد و بوسه بر پای شیخ
داد شیخ دست بر پشت وی میزد و میگفت کار ولایت چون می بینی ندانست که ولایت مردان چشم و سلاح نباشد
برو سوار شو کودکی و نمیدانی که چه میکنی چون بهی درآمد شیخ الاسلام با اصحاب خود در محله فرود آمدند
خواجه سودرود با مریدان در محله دیگر و زدیگر مریدان خواجه سودرود گفتند که ما آمده بودیم تا شیخ احمد را از
ولایت بیرون کنیم امروز با ما در یک ده نشست درین معنی بهتر ازین اندیشه باید کرد خواجه سودرود گفت
سر صواب آنست و چنان بنماید که با مداد برخیزیم و بخدمت وی رویم و اجازت خواهیم و باز گردیم که کاری
نه بقوت بازوی ماست مریدان گفتند که ما با همه مشورت کرده ایم صواب آنست که جاسوسی بر کار
کنیم که چون وقت قیلولهٔ شیخ شود و پیش وی کسی نباشد تنی چند در خدمت تو بر ویم و سماعی بنهاد
و حالتی بر آریم و در آن میان چیزی بروی زنیم خواجه سودرود گفت این صواب نیست که وی صاحب
ولایت و کرامت است اما فائده نداشت چون وقت قیلوله شد اصحاب شیخ متفرق شدند خادم خواست که جامه
خواب بگستراند تا شیخ قیلوله کند فرمود که یک ساعت توقف کن که کاری در پیش است ناگاه کسی در بکوفت
خادم چون در بگشاد خواجه سودرود با سی مرد که با جمعی انبوه درآمدند و سلام گفتند و آغاز سماعی نهادند
و نعره زدن گرفتند شیخ الاسلام سر بر آورد و گفت هی هی بطالان کجائی و این سفلگان مردی سه چنین
از عقلا و مجانین و صاحب کرامات و میوستند در خدمت شیخ بودی هم در لحظه حاضر شدی و بانگ بر ایشان
زدی ایشان گفتی و دستاری که داشتند دیگر نجنبیدند همین خواجه سودرود ماند عظیم خجل بر پای برخاست
و با استغفار سر بر هنه کرد و گفت بر شمار روشن است که این نوبت من با این نماند اشتم شیخ گفت راست
میگوئی اما چرا با ایشان در آمدن موافقت کردی خواجه سودرود گفت بد کردم عفو فرمائید شیخ گفت

عفو کردم بر وان قوم را باز گردان و دو خدمتگار نگاه دار و سه روز توقف کن چنان کردیم
شیخ آمد و گفت چنانکه گفته بودی کردم دیگر چه میفرمائید تا چنان کنم شیخ فرمود اول مصلی بر طاق
نه و برو علم آموز که زاهد بی علم مسخرهٔ شیطان باشد گفت بقبول کردم دیگر چه میفرمائید فرمود
که چون از تحصیل علم فارغ شوی احیاء خاندان خود کن آباء و اجداد تو بزرگ بوده اند و صاحب
کرامات خواجه بود و گفت چون باحیاء خاندان میفرمائید بکم شما بر دهنه تبرک دیگر من مرا اجلاس فرما
شیخ گفت پیشتر آی پیشتر آمد دست وی بگرفت و بر کنار چهار بالش خود بنشاند و دهنه بازگفت بشرط
علم پس سه روز بخدمت شیخ بود و فوائد گرفت و بولایت خود باز گشت و بعد ازان باندک فرصتی
بتحصیل علوم و تکمیل معارف بجانب بخ و بخارا تشریف برد و مدت چهار سال بقدر وسع و امکان
در آنجناب اجتهاد نمود و از صفائی باطن در جمیع علوم صوری و معنوی کامل مکمل گشت چنانکه در آن
دیار هر جا که شدی روی آیات غریبه و کرامات عجیبه که تفصیل آن بتطویل می انجامد ظاهر شدی و بعد ازان بجانب
چشت مراجعت فرموده در تربیت مریدان و مستفیدان مشغول شدند از اطراف طالبان روی ارادت
بخدمت وی آوردند و بمقامات عالی رسیدند یکی از انجمله شاه سنجان لقب که نام وی کن الدین محمود است و از سنجان
خواف بود و شرف صحبت خواجه دریافته است و چند مدت در چشت اقامت نموده گویند که در مدت اقامت
هرگز در چشت نقض طهارت نکرده چون خواستی طهارت کند سوار شدی و از چشت بیرون آمدی و دور فتی
و طهارت ساختی و مراجعت نمودی و گفتی که مرا در چشت منزل مبارک و مقام متبرک است روا نباشد
که در بجائی او بی کنند و گویند پیشتر و پیشتر از خواجه سنجان میگفتند خواجه مودود چشتی و پادشاه لقب نهاده
دی همیشه آن می نامیدند حاضرت میکرد و وفات سنجان در سنه سبع و تسعین و خمسمائة واقع شد صاحب
التماس الانوار از سیر الاولیاء طلب می آرد که خواجه مودود چشتی با فقراء و مساکین همیشه صحبت داشته
و هرگز نمیپوشید و بر کشف قلوب و کشف قبور و کشف ارواح بسیار حاضر الوقت بود و احوال
هر کس بیک نگفته علم کمال چنانش بود که در پانزده سالگی کتاب منهاج العارفین و بیان روشن
خواجگان و خلافت الشریعت تصنیف کرد و در سنه ست و چهار سالگی بعد بدر بجائی وی قائم مقام شد

چون بخدمت پدر خود ارادت آورد قریب بیست سال در خلوت نشست و ذکر کرد و مجاهده شاقه پیش گرفت چنانچه
بعد از پنج شش روز افطار کردی و مدت سی سال شبها خواب نکرد چون پدرش خلافت داد و کلیم پوشانید
فرمود این کلیم حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و علی مرتضی است رضی الله عنه که این را کسی پوشد که
صاحب ریاضت شدید باشد و مدح و ذم پیش او یکسان بود و این اثر نیکبختی در تو پیدا است پس اسم اعظم بیاموخت
همان ساعت علم ظاهر و باطن مکشوف گردید گویند از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ ده هزار خلیفه داشت
و مریدانش را حدی نیست و هم وی از سیر الاقطاب مینویسد که چون خواجه مودود چشتی بعد پدر بزرگوار خود
در سن بیست و چهار سالگی بر سجاده نشست این خبر بشیخ احمد جام زنده فیل رسید قدس سره فرمود خواجه مودود از خاندان
بزرگ است و خورد سال مانده مرا آنجا باید رفت تا تربیتش نمایم و بدست خود بر سجاده بنشانم از جام متوجه چشت شد
چون بهرات رسید بعضی مردمان ناهنجار برای انگیختن عداوت میان هر دو بزرگ پیش خواجه مودود گفتند
که شیخ احمد جام بخلل انداختن ولایت شما اینجا آمده است خواجه مراقبه کرد و فرمود که آنچه میگویند باطل است شیخ
احمد از روی محبت و تقویت ما می آید درین اثنا شیخ نزدیک رسید خواجه قصد استقبال نمود آن مردمان ناهنجار
عرض کردند که برای استقبال با مردم بسیار بروید خواجه سخن آنها گوش نکرد با مریدان و صوفیان که
قریب چهار هزار حاضر بودند راهی شدند در آن هنگام خواجه را از چشت تا هرات دوازده هزار مرید
خلیفه از هر شهری و نواحی در رکاب سعادت همراه شدند چون بر دریای تونک مابین بازان و شاقلان
هر دو بزرگوار قریب رسیدند از آن روی آب شیخ احمد بر پشت شیر سوار شده آمد ایستاده و از این روی آب
خواجه مودود که از چشت بر دیوار سوار شده تشریف آورده بود و دیوار در رفتن بر باد پیشدستی مینمود
بایستاد یاران شیخ احمد چون همراه خواجه مودود انبوه بسیار دیدند بخدمت شیخ اظهار نمود شیخ فرمود هیچ
مضائقه نیست خواجه مودود برای ملاقات ما آمده است این انبوه مریدان و صوفیان وی اند آخر الامر
یاران شیخ آواز دادند که شما از آب بگذرید ما بیایم خواجه فرمود شما از راه دور بخاطر ما آمده اید بهتر آنست که من
بخدمت شما میرسم بسم الله الرحمن الرحیم خواند و از دیوار برجست و بسان برق از دریا بگذشت و باهم ملاقات
واقع شد شیخ با یاران خود فرمود که ما غیر واقع خیال کرده بودیم خواجه مودود از کملان روزگار است

الحمد بسه از دیدار ش مشرف شدیم پس باهم نشستند و تا دیری حرف و حکایات درمیان آوردند
بعده خواجه گفت شما اینجا باید و بغریبخانه قدم رنجه بفرمائید و زیارت خواجگان شما نیز دریابید شیخ
گفت مقصود ملاقات شما بود الحمد لله بوجه احسن میسر آمد و زیارات خواجگان از اینجا میسر است از انکه تصرف روحی
اولیاء و اثر ولایت ایشان همه جاست پس شیخ بجهت روی کرد زمین بوس نمود و فاتحه خواند و برگشت
و در خانه خواجه علی حکیم که معتقد شیخ بود فرود آمد خواجه مودود نیز تا آنجا همراه بود آن هر دو بزرگوار
صاحب اسرار سه روز آنجا ماندند و مجلس سماع در آوردند و پیش ازین خادم شیخ احمد عرض نمود که
رخت خواب کجا بیندازم شیخ فرمود باش که همی درپیش است چون شب آمد هر دو بزرگ در سماع مشغول
شدند آنزمان نا هنجار که قبل ازین بارها گفته آنها بجناب خواجه پیش برده بود فرصت را غنیمت
دانسته سلاحی بسته بمجلس در آمدند خواستند که کار شیخ به تیغ و خنجر تمام رسانند تا تمت کشتن بر خواجه نهند که ناگاه
نگاه شیخ برایشان افتاد و لرزه براندام آنها مستولی شد درین اثنا هر دو بزرگ باتفاق بسوی ایشان بنظر
غضب نگاه کردند یکمرتبه بیخود افتادند تا انکه بعد از سماع بدیشان افاقت دست داد شیخ آنها را بدید بخواجه
متوجه گردید و فرمودند خواجه این چیست که دیده خواجه تمامی حال از اول تا آخر بیان نمود شیخ احمد جام
گفت ایشان سزای خود یافتند حالا درگذر باید کرد خواجه مودود گفت که ایشان گناه شما کرده تا
شما عفو نفرمایند فائده نمیکند شیخ گفت من از گناه ایشان درگذشتم شما نیز معاف نمایید خواجه گفت که
چون شما خوشنود شدید من نیز معاف کردم همه شان بحال خود آمدند و پای شیخ بیحد افتادند و توبه نمودند
پس حضرت شیخ احمد جام فاتحه خواند و بجناب جام مراجعت نمود خواجه مودود چشتی متوجه چشت گردید و شیخ
احمد جام وقت رخصت خواجه برای تحصیل علم تاکید بسیار کرد و گفت درویشی بیعلم چیزی نیست هرچند علم معرفت
بکمال داری ولیکن علم ظاهری نیز درکار است تا ظاهر و باطن یکی گردد و حضرت خواجه بنصیحت ایشان
قبول کرد و هم در آن سال بتحصیل علم عربیت ملتفت نمود و هم صاحب الاقتباس الانوار مینویسد چون در ملفوظ
حضرت خواجه مسطور است که در رقم در آمد بضرورت بعینه ثبت افتاده والله اعلم بالصواب و هم وی از
سیر الاقطاب وی از خواجه عبد الخالق غجدوانی نقل میکند که در ایام عاشورا در جمعی حضرت خواجه

در معرفت بیان نمود ناگاه جوانی آمد بصورت زاهدان خرقه در بر و سجاده بر دوش داشته بلکه بشده به
نگاه خواجه بر و افتاد و مود چه پرسی آنجوان گفت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرموده اند الفقر
فخری است المومن فقره یفتخر بها بهتر ازین حدیث چیست حضرت خواجه فرمود سر انجه بت پرست
تا زنار نبندی و ایمان بوحدانیت حق جل و علا نیاری و از من نشوی گفت نعوذ بالله مرا زنار باشد
خادمی را اشارت نمود تا خرقه از و بر کشید زناری بر آمد وی خجل گردید و دگر بیت و در پای خواجه
افتاد و زنار بشکست و مسلمان شد و سبعه سنابل است و خانقاه خواجه مود و در چشتی هر که سه روز ماندی
کامیاب او گشتی و هندی یکی از اولیاء خدا گشتی بقرب الله پیوستی و وی شخصی نامدار و عارف محرم
اسرار و محقق بزرگوار سر قوم مقربین ابرار بود و منقولست که چنان خلق و تواضع داشت همه را سلام نفتی
و خود را از جمله کمتر شمردی و غلام و کنیزک خود را سلام کردی و قیام نمودی انتهی صاحب مراة الاسرار
از سیر الاولیا می آرد که چون خواجه قطب الدین مود و در چشتی را رحمت فراهم شد مردی با هیبت بیامد
حریر پاره نشسته بود خواجه مود و در راه خواجه مطالعه نمود حریر پاره را بر چشم خود نهاد و جان بحق تسلیم
کرد بعد از تجهیز و تکفین خواستند که جنازه بردارند برداشته نشد مردم متحیر بودند که آواز مهیب بر آمد همه دور
رفتند آنزمان مردمان غیب بیامدند و نماز جنازه گذاردند بعده اجنه هزار هزار که مرید این خواجه و آباء و اجداد
وی بودند حاضر گشتند و نماز گذاردند و بعده خلق نماز او نمودند پس خواستند که جنازه بردارند جنازه خود بخود
در هوا شد و میرفت تا بموضع که خواجه قبول کرده بود فرود آمد زین کرامت خواجه چندان کفار آن دیار
مسلمان شدند که در شمار نیاید توفی فی غرة شهر رجب سنه سبع و عشرین و خمسمائة در زمان معز الدین سنجر
در چشت مدفون گشت و مدت حیاتش نود و هفت سال بود رحمة الله علیه تاریخ سر و اولیاء

آنکه مود و چشتی اش نام است گلشن جا بباغ اسلام است عمدهٔ خاندان چشتیه هادی جانب بهشت آمد
سال تاریخ نقل آن مسعود کو بجنات آرامید مود و خواجه بزرگ خلیفه نامدار و اولیا کبار و اشت

خواجه احمد بن مود و دبن ابو یوسف چشتی رحمة الله علیه رعونتی بسیار بزرگ
بود و بعد از وی خواجه مود و دچشتی بمقام وی نشسته و مقبول همه طوائف بوده و بر کافه انام شفقتی تمام و مهربانی

تمام داشته است گویند شبی آنحضرت صلی الله علیه وسلم را در واقعه دید که فرمودند که ای احمد اگر
تو مشتاق ما نیستی ما مشتاق توایم چون بامداد شد سه یار موافق اختیار کرد و مجهول وار چنانکه کسی ویرا نشناسد
بزیارت حرمین شریفین زادهما الله تعالی تشریفا و تکریما متوجه شد چون اقامت ارکان و شرائط حج کرد
بحرم محترم مدینه و روضه شریفه مصطفویه علی زوارها تحف التحایا توجه نمود و مدت شش ماه مجاورت کرد و
گویند که مداومت و مواظبت وی بمجاورت آن حرم خادمانرا گران آمد خواستند که ویرا برنجانند از روضه شریفه
آواز آمد چنانچه همه حاضران شنیدند که ویرا مرنجانید که از جمله مشتاقان ماست و بعد از مراجعت از مدینه ببغداد رسید
و در خانقاه شیخ شهاب الدین سهروردی فرود آمد شیخ ویرا تعظیم و احترام بسیار کرد و خلیفه بغداد بنابر خوابی
که دیده بود ویرا طلب کرد و وظائف اکرام و احترام بسیار بجا آورد و وی خلیفه را نصائح جاگیر
و مواعظ دلپذیر گفت و همه در محل قبول افتاد و فتوحی آوردند بجهت استمالت خاطر خلیفه محقری برداشت و
چون بیرون آمد فقرا را قسمت کرد و بخراسان توجه نمود ولادت وی سنه سبع و خمسمائه بوده صاحب مرآة
اسرار می آرد کمالات و خوارق عادات وی بسیار است و گویند که تا امروز سجاده وی در چشت
بحال خود است و هر طبقه یکمرد اهل معنی از فرزندان وی ظهور مینماید و این معنی از کمالات خواجگان
چشت و شاهبازان آن سلسله پاک در تمام هندوستان اظهر من الشمس اند توفی فی سنه سبع و سبعین و خمسمائه در
زمان ابو العباس احمد بن مستضی رحمة الله علیه شیخ ابوبکر بن عبد الله الطوسی النساج رحمة الله علیه
در نفحات است وی از اصحاب شیخ ابو القاسم گرگانی است و با ابوبکر دینوری صحبت داشته است از وی
پرسیدند که دیدار مطلوب را بچه توان دید گفت بدیده صدق در آئینه طلب وی فرمود که تصور آب تشنگی بنشاند
و فکرت آتش گرمی بخشد و دعوی طلب بمطلوب رساند و هم وی گفته تا هستی موهوم سوخته نشود و دیده
دل بسوزن غیرت از غیر او دوخته نشود خانه جان بشمع تجلیات جانان افروخته نگردد زیرا که تخم
در زمین کاشته نکارند و نقش بر کاغذ نوشته نه نگارند گویند مجاهده وی بمشاهده نه انجامید و بدرگاه حق تعالی
بنالید بسرش ندا کردند که ای نساج با درد طلب قناعت کن ترا با یافت چه کار و هم وی گفته
توکل آنست که منع و عطا جز از خدا تعالی نه بینی عین القضاة همدانی در مصنفات خود آورده است

که احمد غزالی گفت وی یعنی ابوبکر نساج در مناجات گفته الهی ما الحکمة فی خلقی خداوندا در آفریدن
من چه حکمت است جواب آمد که الحکمة فی خلقک رؤیتی فی مرآة روحک ومحبتی فی قلبک گفت حکمت آنست
که جمال خود را در آئینهٔ روح تو بینم و محبت خود را در دل تو افگنم حجة الاسلام محمد بن غزالی الطوسی
رحمة الله علیه کنیت وی ابو حامد است و لقب وی زین الدین انتساب وی در تصوف بشیخ ابو علی فارمدی
است غزال دهی است از دیه های طوس اکنون اثر آن باقی نیست و وی گفته لقد سمعت الشیخ ابا علی الفارمدی
قدس الله تعالی روحه یروی عن شیخه ابی علی القاسم الکرکانی قدس الله تعالی روحه انه قال ان للاسماء
التسعة والتسعین تصیر اوصافا للعبد السالک وهو بعد فی السلوک غیر واصل یعنی شنیدم از شیخ ابا علی
که خبر داد از شیخ خود ابو القاسم نامهای نود و نه گانه حق سبحانه وصف بندهٔ سالک میگردد و سالک
حظ خود را از آن میگیرد حال آنکه بنده هنوز در سلوک است بنهایت نرسیده زیرا که فنا و سیر الی الله
گردد و سیر فی الله را نهایت نمیباشد و وی اوائل در طوس و نیشاپور تحصیل علوم نمود بعده با نظام
الملک ملاقات کرد قبول تمام یافت و با افاضل نظام الملک مناظره کرد و بر ایشان غالب شد
تدریس نظامیه بغداد را بوی تفویض کرد در سنه اربع وثمانین واربعمائة ببغداد رفت بعده همه را ترک کرد
و طریق زهد و انقطاع گرفت و قصد حج کرد در سنه ثمان وثمانین واربعمائة حج گذارد و بشام مراجعت نمود
و مدتی آنجا بود و از آنجا به بیت المقدس رفت و از آنجا بمصر و مدتی در اسکندریه بود بعده بشام رفت
بعد از آن بوطن خود بازگشت و بحال خود مشغول شد و از خلق خلوت گزید و کتب بنده تصنیف کرد و بعده هم
در نیشاپور درس گفت و بعد از چندگاه ترک کرد و بوطن بازگشت و برای صوفیه خانقاه و برای علم مدرسه بنا کرد
و اوقات خود را بر وظائف خیر توزیع کرد از ختم قرآن و صحبت ارباب قلوب و تدریس علم تا زمان که بجوار رحمت حق
پیوست در ربیع عشر جمادی الاخری سنه خمس وخمسمائة حالات کمالات وی بسیار معروف و مشهور است در این
مختصر نگنجد رحمة الله علیه نصیب حجة الاسلام ازین سرای سه پنج حیات پنجه و چار و ممات
پانصد و پنج شیخ احمد غزالی رحمة الله علیه در نفحات است وی از اصحاب شیخ ابوبکر نساج
است تصنیفات معتبر و رسائل بی نظیر دارد و یکی از آن رسالها سوانح است که لمعات شیخ فخر الدین

عراقی بر سنن آن واقع است چنانکه در دیباچه لمعات میگوید اما بعد این کلمه چند در دیباچه مراتب عشق بر
سنن سوانح زبان وقت املا کرد و یکی از فصول سوانح اینست که معشوق بهمه حال خود معشوق است
پس استغنا صفت اوست و عاشق بهمه حال خود عاشق است پس افتقار صفت اوست عاشق را همیشه
در باید پس افتقار همیشه صفت اوست و معشوق را هیچ چیز در نمی باید که خود را دارد لاجرم صفت او استغنا
باشد و در حاشیه نفحات است یعنی ذات معشوق بملاحظه وصف معشوقیت محتاج عاشق نیست اما بملاحظه
صفت معشوقی محتاج است بعشق و عاشق که خود را دارد یعنی ما فی نفسه ثابت است ویرا و درین ثبوت احتیاج
باحدی نیست بخلاف عاشق که ویرا معشوق ثابت نیست روزی کسی از وی از حال برادرش
حجة الاسلام پرسید که وی کجاست گفت وی در خون است سائل ویرا طلب کرد در مسجد یافت از قول
شیخ احمد تعجب نمود و قصه را با حجة الاسلام بگفت گفت راست گفت من در مسئله از مسائل مستحاضه فکر
میکردم یکی از صوفیان از قزوین بطوس رسید بر حجة الاسلام در آمد ویرا از حال برادر خود شیخ احمد پرسید
آنچه میدانست گفت او گفت با تو از کلام وی هیچ هست گفت آری جزوی داشت پیش آورد و در آن
تامل کرد و گفت سبحان الله آنچه ما طلب کردیم احمد یافت در سنه سبع و عشر و خمسمائه از دنیا برفت و قبر وی
در قزوین است ذکر آن محب و محقق صاحب اسرار آن مقتدای عالی مقدار آن عالم
بعلوم لدنی قطب افراد آنخواجه حاجی شریف زندنی قدس الله سره
وی در ریاضات و مجاهدات و ترک و تجرید قدمی ثابت داشت و در کلمات حقائق و خوارق میان قوم
مخصوص بود و در نکات و اشارات و معانی توحید جمله اهل حقیقت زمانه توجه بدو داشتند و در تربیت مریدان
عدیم المثل بود منیر الدین لقب داشت و خرقه فقر و ارادت از دست خواجه قطب الدین مودود چشتی پوشید
ایشان فرمودند از سماع آلایش حسد و کینه و غل و غش بکلی زائل میگردد و بسوی عرش و کرسی
میل نکند اهل سماع از وی احتراز کنند و اگر کند صاحب مراة از سیر الاولیا می آرد که خواجه حاجی
شریف زندنی چهل سال از خلق عزلت گرفت و خرابه اختیار کرد و برگ درختان و میوه جنگلی خوردی
و از عالم صورت بغایت نفرت داشت احیانا اگر کسی خواستی که بخدمت وی رود خادم گفتی زنهار ذکر دنیا

و حکایت آن نکنی که از سعادت زیارت محروم گردی روزی شخصی بخدمت خواجه مبلغی فتوح آورد و فرمود
ما بدین حاجت نداریم این صحرا که می بینی از خزانه غیب معمور است چون آن شخص نظر بصحرا کرد دید که جوی از زر
در صحرا روان شده است متحیر بماند مقصود خواجه آن بود که باز کسی مزاحم احوال وی نشود و در تنهائی
و تجرید جمعیت گرفته بود و صاحب سبع سنابل میگوید خواجه حاجی شریف زندنی مرید و خلیفه خواجه مودود
چشتی است حاجی شریف دائم در خلوت بودی بعد سه روز بسه لقمه سبزی بی نمک افطار کردی پس خورده
خواجه هر که خوردی مجذوب گشتی نظر اکسیر نعمت بود و او صد و هشت یا بیست سال عمر داشت از چهارده
سالگی تا آخر عمر وضو بودی جز در قضاء حاجت باطل نشدی و دایم در گریه بودی و بارها نعره زدی
و آه آه گفتی و بیهوش و بیطاقت گشتی آب بر روی او میزدند و بهوش می آمد پرسیدند که چندین گریه و نعره
از چیست فرمود هر بار که این آیت مرا یاد می آید که ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون مدهوش و بیطاقت
میگردم که خداوند تعالی ما را بجهة عبادت آفریده است تا شب و روز او را پرستیم تا بعمر و زید مشغول میشویم میترسم
نباید که فردا قیامت میان درویشان شرمنده گردم و گویند حاجی شریف دوستی با خدای داشت
و با خلق هم میلی داشت و این نوع دوستی در میان عاشقان صادق درست نیست او را در حلقه عاشقان نشستن
ندهید و اینچنین کس شایان خرقه نباشد خرقه کسی پوشد که در دل او بجز محبت خدا و رسول محبتی دیگر
نبود و هم وی می آرد که چون حاجی شریف زندنی مرید شیخ مودود شد شیخ فرمود ای حاجی تو مرد نیکبختی
از خدای عز و جل خواستم که در مقام من بنشینی و خلق را دست بیعت دهی و هر یک مریدان تو سر قوم
درویشان باشند برو در خلوت نشین خواجه عرضه کرد که پیر دستگیر در خلوت کسی نشیند که مجموع باشد
بنده لائق خلوت نیست خواجه مودود اسم اعظم که از پیر خود یافته بود حاجی شریف را بیاموخت
بمجرد که او آن اسم را یاد گرفت علم لدنی برو گشاده شد بعده فرمود ای حاجی شریف کسی که در مقام محمد صلی
الله علیه و سلم و در مقام پیران ما نشیند او هرگز جاهل نباشد حقتعالی برو علم لدنی بگشاید و راه هدایت
نماید او بدان کار کند بعده خرقه کلیم حاجی شریف را پوشانید و خلافت عطا فرمود و بجای خود بنشاند
با فقر و فاقه و محبت با غربا و مساکین و آنچه راه درستی پیران است او را تلقین کرد و هم وی گوید چون خواجه

می آرد

حاجی شریف خرقه خلافت پوشید هاتف غیب آواز داد که ای حاجی شریف پوشیدن خرقه گلیم مبارک
باشد تا ترا آموزیدیم و مقبول حضرت خود کردیم هر که با تو محبت گیرد او را نیز مقبول حضرت خود
گردانیم صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که مرقد و قبر وی در شهر قنوج بر کناره دریا
متصل جانب شمال واقع است اگرچه بشریف آوردن ایشان در هندوستان و در نجا رحلت نمودند
مطلقا از هیچ کتب مشائخ معلوم نیست ولیکن اندرون شهر و در بزرگان روزگار شهرت تمام دارد
این فقیر مکرر زیارت کرده والله اعلم بالصواب سیوم ماه رجب سنه وفاتش بنظر نیامد بقولی در سنه
اربع وثمانین وخمسمائة وبقولی معاصر خواجه یوسف همدانی بود بقولی قبر شریف در ملک شام یا
قنوج است وبقولی در قریه زندنه که از قریات بخارا است رحمة الله علیهم

ذکر خواجه یوسف همدانی کنیت وی ابو یعقوب است قدس الله سره

در شجاعت حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره در کتاب فصل الخطاب آورده است که خدمت مولانا
شرف الدین العقیلی الانصاری النجاری روح الله روحه که از کبار علمای اندواز خاندان خواجگان
قدس الله ارواحهم بخط شریف ایشان مکتوب است که شیخ یوسف همدانی هیژده ساله بوده اند ببغداد
رفتند واز ابی اسحاق فقیه علم فقه آموختند و در علم نظر بدرجه کمال رسیدند و بر مذهب امام
ابو حنیفه رحمة الله تعالی علیه بودند و در اصفهان و بخارا تعلم کردند و در عراق و خوارزم و خراسان
و ماوراء النهر صاحب قبول بودند و مدتی در کوه نرسا ساکن شدند و خرقه از دست شیخ عبد الله
جوینی پوشیدند و در تصوف انتساب بشیخ عبد الله جوینی و شیخ حمشاد و شیخ ابو علی فارمدی کردند
ولادت وی در سنه اربعین واربعمائة بوده است و هم وی میفرماید و در تاریخ امام یافعی مذکور است
که خواجه یوسف همدانی صاحب احوال کرامات بوده و در بغداد و اصفهان و عراق و خراسان
و سمرقند و بخارا افاده نموده و حدیث درس میداده و مواعظ فرموده و خلق از وی استماع نموده اند و در مرو
متاهل گردیده مدتی انجا ساکن شده و بعده بهرات رفته و چند وقت آنجا بوده و بعده باز عزیمت مرو آمده و بعد
از مدتی باز دیگر بهرات رفته چند آنجا بوده و بعده باز عزیمت مرو نموده چون از هرات بیرون آمده

بقیه الفت نبیرگان سیوم یان

در راه وفات یافت و در همان موضع که وفات یافته بود وی را دفن کردند و گویند بعد از آن ابن النجار
که از مریدان وی بود جسد مبارک وی را نقل کرد و قبر مبارک وی آنجاست یزار و یتبرک به چون حضرت
خواجه یوسف را وفات نزدیک رسیده است چهار کس را از میان اصحاب در مرتبه ارشاد یافته بخلافت
و نیابت خود نصب کرد صاحب نفحات می آرد شیخ محی الدین ابن العربی قدس الله سره در بعضی از
مصنفات خود میگوید که در سنه ثلثین و ستمائة شیخ اوحد الدین کرمانی در شهر قونیه در منزل من بود
وی گفت که در بلاد ترک خواجه یوسف همدانی که زیادت از شصت سال بر سجاده شیخی نشسته بود
روزی در زاویه خود بود که خاطر بیرون رفتن در دل وی خطور کرد و عادت وی آن نبود که در غیر جمعه بیرون
آید و آن بر وی گران آمد و نمیدانست که کجا می باید رفت بر مرکبی سوار شد و سر وی را بگذاشت تا هر کجا که
خدای تعالی خواهد وی را ببرد آن مرکب وی را از شهر بیرون برد و ببادیه در آمد تا وی را بمسجدی ویرانی رسانید
و بایستاد شیخ فرود آمد و بمسجد در آمد دید که شخصی سر در کشیده است بعد از ساعتی سر بالا کرد جوانی بود با هیبت
گفت یا یوسف مرا مسئله مشکل شده است و ذکر کرد شیخ آنرا بیان فرمود بعده گفت ای فرزند هرگاه ترا مشکلی
شود بشهر در آئی و از من بپرس و مرا در رنج نیفگن شیخ گفته است که آن جوان بمن نظر کرد و گفت هرگاه
مرا مشکلی شود هر سنگی مرا یوسفی است مثل تو شیخ ابن العربی میگوید من از آنجا دانستم که مرید صادق
بصدق خود تحریک شیخ بجانب خود میتواند کرد خلفاء خواجه یوسف چهار اند عبد الله برقی و خواجه
حسن اندقی و خواجه احمد یسوی و خواجه عبد الخالق غجدوانی بعد خواجه هر یک در مقام دعوت بوده اند
و خلفاء دیگر بطریق ادب در خدمت وی بوده اند و چون خواجه احمد یسوی بطرف ترکستان عزیمت کرد
جمیع یاران را بمتابعت خواجه عبد الخالق دلالت کرد همچنین در رساله بعضی از متاخرین این
خاندان است توفی فی سنه خمس و ثلثین و خمسمائة رحمة الله علیه خواجه احمد یسوی منشاء
خانواده یسویان رحمة الله تعالی علیه وی خلیفه سوم بوده اند از خلفای خواجه یوسف
همدانی قدس سره در رشحات است که ترکان ایشان را اتا یسوی گویند و اتا را که ترکی پدر است بر مشایخ بزرگ
اطلاق کنند مولد ایشان یسی است که شهریست مشهور از بلاد ترکستان و قبر مبارک ایشان نیز آنجاست

منشاء خانواده یسویان

صاحب آیات و کرامات جلیله و مقامات رفیعه بوده اند و ایشان در طفلی منظور نظر باب ارسلان شده اند که از قدمای
مشایخ ترک بوده اند باب ارسلان باشارت مشتمل بر بشارت حضرت رسالت علیه السلام بتربیت وی مشغول گردیده اند
و خواجه را در خدمت ایشان ترقی کلی واقع شده و تا باب ارسلان در قید حیات بوده اند خواجه بر سبیل دوام بملازمت
وی قیام مینموده اند و بعد از وفات وی هم باشارات وی بنجارا آمده اند و سلوک ایشان در خدمت خواجه یوسف
تمام گشته و بدرجه تکمیل و ارشاد رسیده اند و در رساله بعضی از متاخرین مشایخ اینخاندان چنین مذکور است که بعد
از وفات خواجه عبد الله برقی و خواجه حسن اندقی چون نوبت خلافت بخواجه احمد یسوی رسید و بدعوت خلق بخارا
مشغول شدند بعد از چندگاه که ایشان را بنابر اشارت غیبی بجانب ترکستان عزیمت افتاد و در وقت رفتن همه
اصحاب را بمتابعت خواجه عبد الخالق غجدوانی وصیت نمودند بعد از آن بجانب یسی توجه فرمودند پوشیده
نماند که خواجه احمد یسوی سر حلقه مشایخ ترک اند و اکثر مشایخ ترک را در طریقت انتساب بدیشان است و در
خاندان ایشان یسی بزرگوار عزیزان بوده اند که ذکر مجموع ایشان را علیحده کتابی باید و بدانکه خواجه احمد
را چهار خلیفه اند اول منصور اتا دوم سعد اتا سیوم سلیمان اتا چهارم حکیم اتا و بقولی هزار طالبان از وی
صاحب ارشاد شدند در سنه پانصد و شصت و دو برفت از دنیا و در قصبه یسی مدفون گشت ذکر خواجه
عبد الخالق غجدوانی قدس الله تعالی سره ایشان خلیفه چهارم خواجه یوسف همدانی
اند و سر دفتر طبقه خواجگانند و سر حلقه سلسله عزیزان در رشحات است مولد و مدفن وی ده غجدوان است
از ولایت بخارا و آن دهی است بزرگ شهر مانند بر شش فرسنگی از بخارا و نام پدر وی عبد الجمیل
است بعبد الامام معروفست از اولاد امام مالک بوده و والده وی از اولاد ملک روم است و
گویند عبد الجمیل امام صحبت دار خضر علیه السلام بوده و خضر او را بوجود خواجه بشارت داد و عبد الخالق
نام نهاد و بعده عبد الجمیل امام از ولایت روم بدیار ماوراء النهر و ولایت بخارا آمده در غجدوان ساکن شد
و حضرت خواجه آنجا متولد گشت و در غجدوان نشو و نما یافته و در مبادی حال در بخارا بتحصیل علوم
اشتغال داشته اند در نفحات است روش ایشان در طریقت حجت است و مقبول همه فرق اند علی الدوام در راه صدق

وصفا و متابعت شرع و سنت مصطفی صلی الله علیه وسلم و مخالفت اهل بدعت و هوا کوشیده اند
و دش پاک خود را از نظر اغیار پوشیده داند ایشان را سبق و کرد دل و جوانی از خضر علیه السلام بوده
و بران سبق مواظبت نموده اند و خواجه خضر ایشان را بفرزندی قبول کردند و فرمودند که در خواص
و رآئی و عوطه خور و بدل بگو لا اله الا الله محمد رسول الله چنان کردند و این سبق را گرفتند و بکار مشغول
شدند و کشاد و یافتند و اول حال تا آخر حال روزگار ایشان بر طریق خلق مقبول و محمود بوده بعد
ازان شیخ الشیوخ عالم خواجه یوسف همدانی بخارا آمدند خواجه عبد الخالق صحبت ایشان دریافتند
و معلوم کردند که ایشان را هم در دل بوده و صحبت ایشان می بودند تا مدتی که در بخارا بودند گفته اند
که خواجه خضر پیر سبق ایشانند و خواجه یوسف پیر صحبت و خرقه و بعد از خواجه یوسف خواجه عبد الخالق بریاضت
مشغول شدند و احوال خود را پوشیده میداشتند و ولایت ایشان چنان شد که در یک وقت نماز بکعبه میرفتند
و می آمدند و هم در شحاثت رشحه فرموده اند که وصیت میکنم ترا ای پسر که من بعلم و ادب و تقوی در
جمیع احوال بر تو باد که متبع آثار سلف کنی و نماز بجماعت گذاری شهر طبکه امام و موذن بنا شرعی و
خانقاه بنا شرعی در خانقاه منشین و سماع بسیار مکن که سماع بسیار نفاق پدید آرد در وقت بسیار
سماع دل را پیر اند و بر سماع انکار مکن سماع را اصحاب سماع بسیار اند کم گوی و کم خور و کم
دار خلق بگریز همچنانکه از شیر میگریزند و هم در نفحاتست درویشی پیش خواجه گفت شیطان ما بر روندگان
راه هیچ دست نیابد خواجه فرمودند که هر روندگه بسوی حد فنا نفس نرسیده باشد چون در خشم
شود شیطان بر و دست یابد اما آن روندگه بسر حد فنا نفس رسیده باشد و بر او خشم
نزود شیطان بر و دست کجا یابد بود شیطان بگریزد از بهر صفت آنکس را مسلم شود که روی براه حق
دارد و کتاب خدا را فرو چسبد بدست راست و سنت رسول را بدست چپ گیرد و در میان
این دو در روشنائی راه را سلوک کند در دوازدهم ربیع الاول سنه خمس و اربعین و خمسمائه
برفت از دنیا خواجه عارف ریوگری رحمة الله علیه در نفحاتست عبد الخالق
را خلیفه بوده است خواجه احمد صدیق و خواجه عارف ریوگری و خواجه اولیاء کلان

وسلسلهٔ نسبت ارادت حضرت بهاؤالدین نقشبند رحمة الله علیه ازین جماعه بخواجه عارف میرسد
در رشحات است ایشان خلیفه چهارم اند از خلفاء خواجه عبدالخالق قدس سره مولد و مدفن
ایشان ریوگر است که موضع است بر شش فرسنگی از شهر بخارا اما غجدوان یک فرسنگی شرعی است خواجه
عارف را ترقی بسیار روی داد و سلسله وی شایع گشت و نسبت ارادت خواجه بهاؤالدین بوی
میرسد در غره شوال سنه هفتصد و پانزده وفات یافت عمر طویل داشت

پیشوای نقشبندیان

خواجه محمود انجیر فغنوی رحمة الله علیه در نفحات است وی از خلفاء خواجه عارف است
در رشحات است مولد ایشان انجیر فغنی است و اعظم خلیفه خواجه عارف است و انجیر فغنوی موضعی است
در ولایت بخارا از مضافات ابکنی که دیهی بزرگ است و مشتمل بر چند ده مزرعه سه فرسنگ از شهر بخارا
خواجه محمود در ابکنی سکونت داشت قبر وی آنجاست و بجهت وجه حلال کسب گلکاری میکرد
و چون از خواجه عارف اجازت و ارشاد یافته بود و بدعوت خلق بحق ماذون و مامور گشته بنابر
مقتضای وقت و مصلحت حال طالبان ذکر علانیه معمول گردانید اول بار که مشغول
شده اند در مرض موت خواجه عارف بوده است نزدیک بزمان تسلیم ایشان بر سر تل ریوگر
و خواجه عارف در آن محل فرموده است که اینوقت آنوقت است که ما را اشارت کرده بودند و بعد
از نقل ایشان خواجه محمود در مسجدی که بر دروازهٔ ابکنی است بذکر علانیه مشغول شدند و مولانا حافظ
الدین از کبار علماء وقت که جد اعلاء حضرت خواجه محمد پارسا اند باشارت استاد العلماء شمس الائمة
الحلوائی رحمهما الله در بخارا از خواجه محمود سوال کردند بحضور جمعی کثیر از ائمه علماء زمان که خدمت
شما ذکر علانیه بچه نیت میگویند خواجه فرمود تا خفته بیدار شود و غافلی آگاه گردد و روی براه
آرد و باستقامت شریعت و طریقت در آید و بحقیقت توبه و انابت که مفتاح همه خیرات و اصل همه
سعادات است رغبت نماید مولانا حافظ الدین گفتند نیت شما صحیح است و شما را این شغل حلال است
آنگاه از خواجه محمود التماس نمودند که ذکر علانیه را حدی بیان فرمایند که بآن حقیقت از مجاز ممتاز
گردد و بیگانه از آشنا جدا شود خواجه فرمودند ذکر علانیه کسی را مسلم است که زبان او پاک باشد از دروغ

و غیبت و حلق او پاک باشد از حرام و شبهت و دل او پاک باشد از ریا و سمعت و سر او پاک باشد از توجه بغیر حضرت
ربوبیت روزی خواجه علی با اصحاب خواجه محمود در ده رامیتن بذکر مشغول بودند ناگاه مرغی سفید بزرگ
از بالای سر رسیده بزبان گفت ای علی مردانه باش اصحاب را از دیدن آن مرغ و شنیدن آن سخن کیفیتی شده بیهوش
گشته اند بعده بخود آمده پرسید که اینچه بود که دیدیم و شنیدیم خواجه علی رامیتنی فرمود که آن خواجه محمود
بود حق سبحانه ایشان را کرامت داده است که دانم در آن مقام که حق سبحانه با موسی علیه السلام چندین هزار کلمه
گفته است پرواز میکنند در هفدهم ربیع الاول از دنیا برفت خواجه علی رامیتنی رحمة الله علیه
در نفحات است وی از خلفاء خواجه محمود است و لقب ایشان درین سلسله حضرت عزیزانست و ایشان را
مقامات عالیه و کرامات ظاهره بسیار بوده و بصنعت بافندگی مشغول می بوده اند و این فقیر از بعضی اکابر
چنین استماع دارد که اشارت بایشانست آنچه مولانا جلال الدین رومی در غزلیات خود فرموده است
گر نه علم حال نوق قال بودی کی شدی ❊ بنده اعیان بخارا خواجه نساج را ❊ و قبر ایشان در خوارزم مشهور است
یزار و یتبرک به از ایشان پرسیدند که ایمان چیست فرمودند که کندن و پیوستن و نیز از ایشان پرسیدند که
مسبوق بقضاء مسبوقات کی برخیزد فرمودند که پیش از صبح در رشحات است ایشان خلیفه دوم اند از خلفاء خواجه محمود
مولد شریف رامیتن است که قصبه ایست بزرگ در ولایت بخارا بر دو فرسنگی شهر و بر ده پارهای بسیار
مشتمل است رشحه اول حضرت شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی قدس الله تعالی روحه با ایشان معاصر
بوده اند و میان ایشان مراسلات واقع شده گویند که شیخ درویشی را بخدمت خواجه فرستاد
و سه مسئله پرسید هر یکی را جواب شنید مسئله سویم آنکه ما می شنویم که شما ذکر جهر میگوئید این چونست دو
جواب فرموده اند که نیز میشنویم شما ذکر خفیه میگوئید پس ذکر شما نیز جهر باشد رشحه دوم
مولانا سیف الدین فقیه از اکابر علماء آن زمان بوده از حضرت عزیزان سوال کرده که شما ذکر علانیه بچه
نیت میگوئید ایشان فرموده اند که باجماع همه علماء در نفس اخیر بلند گفتن و تلقین کردن بحکم حدیث
لقنوا موتاکم بشهادة ان لا اله الا الله جائز است و درویشان را هر نفسی نفسی اخیر است در بیست و هفتم
رمضان سنه خمس عشر و سبعمائة برفت از دنیا و بقولی احد عشرین

خواجه بابا سماسی رحمة الله علیه در بخارا نست وی خلیفه حضرت عزیزان است
و خدمت خواجه بهاء الدین نقشبند را نظر قبول بفرزندی از ایشان بوده است و ایشانند که بار بار قصر
هندوان بسنگ میزدند و میفرمودند که از خاک بوی مروی می آید و زود باشد که قصر هندوان قصر عارفان شود
مادر وی از نسل امیر کلال که از خلفای ایشانند بطرف قصر عارفان متوجه شدند و فرمودند از ولادت حضرت
خواجه سه روز گذشته بود که جد ایشان معامله بر سینه ایشان گذاشت و بنیاز نام بخدمت خواجه محمد بابا بردند فرمودند
که فرزند ماست و ما او را قبول کردیم و توجه باصحاب کردند و گفتند این آنمرد است که ما بوی وی شمیده
بودیم مقتدای روزگار شود و امیر سید کلال را فرمودند که در حق فرزندها والدین بر بیت و شفقت در یغ
نداری و ما بجای نگهم اگر تقصیر کنی امیر فرمودند مرد نباشم اگر در وصیت خواجه تقصیر کنم در شجرات است
ایشان افضل و اکمل اصحاب حضرت عزیزانند مولد ایشان قریه بیماس بوده است که از جمله دیه های اسبیجاب
است و یک شرعی و دو ساعت از اسبیجاب و از بخارا سه شرعیست و قبر ایشان بر انجاست منقولست که چون
حضرت عزیزان او قات نزدیک رسیده خدمت خواجه محمد بابا را از میان اصحاب اختیار کرده و امر خلافت و نیابت
خود را بایشان تفویض فرموده همه اصحاب را بمتابعت ایشان امر کرده اند در دوم جمادی الاخری سنه مائة و سبعین
و سبعمائة از دنیا رفت از دنبا ذکر شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاهر السهروردی منشا خانواده های شهروردیان
رحمة الله علیه علوم ظاهری و باطنی بکمال بوده و مصنفات در هر فن بسیار دارد بقول نفحات نسب وی بدو واسطه
با ابو بکر صدیق رضی الله عنه میرسد و نسبت ارادت وی در طریقت بشیخ احمد غزالی است و در تاریخ امام یافعی
میگوید که یکی از اصحاب شیخ ابو النجیب سهروردی رحمة الله گفت روزی با شیخ در بازار بغداد میگذشتم و دکان قصابی
رسیدیم گوسفندی آویخته بود شیخ ما ایستاد و گفت این گوسفند میگوید که من مرده ام نه کشته قصاب بخود بیفتاد
چون بخود باز آمد بصحبت قبول شیخ اقرار کرد و تائب شد صاحب مرآة الاسرار گوید وی از دست عم خود شیخ وجیه الدین
ابو حفص نجیر خرقه خلافت پوشیده است و با شیخ حماد بن ابو مسلم دیناس نیز صحبت داشت چنانچه در تکمله از وی
نقل میکند شیخ ابو النجیب سهروردی گفت که اول فتوحی که حق تعالی بر من بر کت صحبت شیخ حماد دیناس بود آن بود که
در اکثر کلمات عالی در سلوک و حقائق بسیار است و من قوم و در حلقه اکثر اولیا بود و بکمال صوری و معنوی وی

جمیع اهل العقد متفق اند و در تکمله از شیخ شهاب الدین سهروردی نقل میکند که وی گفت وقتی نزد یکی عم خود
شیخ ابو نجیب قدس سره بودم که مردی گوساله بشیخ آورد و گفت یا سیدی این را نذر کرده ام و برفتم چون آن
گوساله پیش شیخ آمد شیخ فرمود که این گوساله میگوید که من آن گوساله نیستم که برای شما نذر کرده اند این
دیگر است و مرا برای شیخ علی بن هیتی نذر کرده اند ساعتی گذشت که آمنز دیگر آمد گوساله در دست گرفته
و عرض نمود که این گوساله نذر شما است و آن نذر شیخ هیتی بود مرا اشتباه واقع شد دیگر در تکمله از شیخ شهاب الدین
نقل میکند که روزی سه نفر از یهود و سه نفر از نصارا در مجلس حاضر شدند بشیخ الاسلام بر آنها ایمان عرض کرد
هیچ توقع قبول نکرد و ندید پس شیخ در بین هر یکی از آنها لقمه از لبن تلقیم کرد و هنوز لقمه تمام فرو نبرده بود که در حال
هر شش نفر ایمان آوردند و گفتند چون شیر در بطن ما سید جزو دین اسلام همردینی از دلهای ما محو شد
و بر اینها ان کرامات و خوارق عادات خواهد بود که مثل شیخ شهاب الدین سهروردی مرید دوشت که ذکر وی گذشت
بجای خود خواهد آمد و دیگر شیخ عمار یاسر قدس سره نیز از اصحاب شیخ ابو نجیب سهروردی است
در فلاحت و تکمیل ناقصان و تربیت مریدان کشف و قایع انسان کمال و تمام داشته است شیخ نجم الدین
کبری در کتاب فواتح الجمال آورده است که چون بخدمت شیخ عمار رسیدم و با وی بخلوت در آمدم بنجم
گذشت که چون اکتساب علوم ظاهری کرده ام چون فتوحات غیبی دست دهد آنرا بر سر بامی منبر بطالبان حق
برسانم چون در بیت بخلوت در آمدم اتمام خلوت میسر نشد بیرون آمدم شیخ فرمود اول تصحیح نیت کن بعد از آن بخلوت در آی
پس تو نور باطن او بر دل من تافت کتابها را وقف کردم و جامهای الفقر انجشیدم بغیر پلاسی که پوشیده بودم و گفتم که این خلوتگاه
قبر من است و این جبه کفن من اگر امکان بیرون آمدن غالب شود آن جبه را پاره پاره سازم
ما سار بیرون نماند و تا حیات دارم از خلوت خروج نشود شیخ در من نظر کرد و گفت در آی که نیت درست شد چون بیرون آمدم اتمام خلوت دادم
بدین سبب شیخ ابواب فتوحات بر من بگشاد دیگر شیخ روزبهان کبیر مصری قدس سره از کازرون بود اما در مصر می بوده است
شیخ ابو نجیب سهروردی است و اکثر اوقات در مقام استغراق می بود و شیخ نجم الدین کبری
را بفرستاد و در مقام تکمیل رسانید و بدادی قبول کرد و نی کتاب تحفة البرره که تصنیف
شیخ مجد الدین بغدادی است میگوید سمعت شیخنا ابا النجاب یقول سمعت روزبهان مصر

یقول قیل لی مرارا اترک الصلوة فانک لا تحتاج الیها فقلت یا رب لا اطیق ذلک کلفنی شیئا آخر
یعنی نماز را ترک کن که ترا احتیاج بنماز نمانده است گفتم پروردگارا من طاقت این امر ندارم تکلیف کن بچیزی
یعنی این گفتن بر سبیل امتحان بوده دیگر شیخ اسمعیل قصری قدس سره وی نیز از اصحاب
شیخ ابونجیب سهروردیست و شیخ نجم الدین کبری بصحبت وی رسیده است و خرقه اصل از دست وی پوشیده است
و شیخ اسمعیل قصری اول خرقه از شیخ ابونجیب سهروردی یافته دوم خرقه از دست شیخ محمد بن مالکیل
که سلسله وی به نهم واسطه بخدمت کمیل ابن زیاد میرسد چنانچه بعد ذکر ابو یعقوب شوسی و ابو یعقوب
نهرجوری نام پیران سلسله محمد بن مالکیل بالا گذشت و این هر دو بزرگ هم در سلسله پیران ایشانند و در
مقدمه این کتاب بیان خانواده فردوسیان مفصل ذکر افتاده است و ولادت شیخ ابونجیب عبد القاهر
بن عبد الله سهروردی در سنه تسعین و اربعمائه بوده است و وفاتش در بغداد از روز جمعه هفدهم جمادی
الآخر در سنه ثلث و ستین و خمسمائه در زمان ابو المظفر یوسف بن مقتفی لقبش مستنجد از خلفای بنی عباس واقع شد

ذکر آن امام ارباب طریقت آن پیشوای اولیای اهل حقیقت آنست ندای انی انا الله لا
اله الا انا متکلم کلام قلنا یا نار کونی قطب ارشاد حضرت خواجه عثمان هارونی رحمة الله علیه
از مقتدای اهل بصیرت بود و از عظمای مشایخ چشتیه و محتشمان طوائف صوفیه بود و در علوم صوری و معنوی
از اقران خود فائق بوده و در ریاضات و مجاهدات نظیری نداشت و بر کشف حقائق تفرید و بشرح دقائق توحید
عدیم المثال بود و ابو المنصور کنیت داشت و خرقه فقر و ارادت از دست حاجی شریف زندنی قدس الله تعالی
سره پوشیده صحبت قطب الدین مودود نیز دریافته چنانکه از ملفوظ وی که حضرت خواجه بزرگ جمع نمودند معلوم میشود
مسکن آنخواجه در ملک خراسان است و بقصبه هارون که نواحی نیشاپور است و بقولی آنکه قصبه هارون
در دیار فرغانه از ملک ماوراء النهر است ولیکن اکثر اوقات در مسافرت کوشیدی و بغایت تجرید و تفرید بودی
و جمیع مشایخ وقت را دریافته بود و صحبتها داشته و در هر فن منتهی بود کمالات ولایت وی از اینجا قیاس باید کرد که مثل خواجه
بزرگ معین الدین سنجری شاهباز عالم را در دام تربیت خود آورده و در سیر العارفین می آرد که خواجه عثمان
هارونی بارها فرمودی که معین الدین ما محبوب الله است و مرا از مریدی وی تفاخری باشد خواجه در انیس الارواح

میسوسید که در شهر بغداد بمسجد خواجه جنید بغدادی رحمة الله علیه رفتم بابوس سید العابدین مدار العارفین شیخ الاعظم
خواجه عثمان هارونی قدس سره حاصل کردم و مشایخ کبار بخدمت حاضر بودند همین که او در درویش رومی بر زمین نهاد
فرمود که دوگانه نماز بگذار بگذاردم گفت مستقبل قبله بنشین بنشستم فرمود سورة البقر تمام بخوان بخواندم فرمود
کلمه سبحان الله بگو گفتم آنگاه خود بایستاد و روی سوی آسمان کرد دست من گرفت و گفت بخدای رسانیدم همین
که این بگفت برست مبارک مقراض بسر این درویش راند و کلاه بسر نهاد و گلیم خاصه عطا شد آنگاه گفت بنشین
چون بنشستم فرمود که هزار بار سوره اخلاص بخوان بخواندم فرمود که در خانواده ما همین بکسی باز در محاده است
امروز بر دوشب را زنده دار همین که این درویش بحکم اشارت بکسی باز در بطاعت گذرانیده چون دم رو بمجد
خواجه رسیدم گفت بنشین همین که بنشستم گفت نظر بالا کن چون سوی آسمان نظر کردم گفت تا کجا می بینی گفتم
تا عرش عظیم فرمود در زمین بنگر بدیدم فرمود تا کجا می بینی گفتم تا تحت الثری بار فرمود سوره اخلاص بر ابار
بخوان چون بخواندم فرمود باز سوی آسمان نگر دیدم گفت تا کجا می بینی گفتم تا حجاب عظمت فرمود چشم
بسته کن کردم باز فرمود باز کن چون باز کردم دانگشت خود در امر انمود و گفت چه می بینی گفتم هیچ ره هیچ عالم
می بینم همین که این بگفتم فرمود برو که کار تو تمام شد بعد ازان خشتی پیش بود فرمود برکن برکردم زیر خشت
یکدینار زر بود فرمود مر درویشان صدقه بده چون بدادم گفت چند روز در صحبت ما باش گفتم فرمان شما
بالا سر است آنگاه بعادت زیارت خانه کعبه رسیدم انجام راست گرفته بخدای سپردم و در زیر ناودان
خانه کعبه مناجات کرد در باب این درویش آواز آمد که معین الدین سنجری را قبول کردیم چون از انجا دیدنه
آمدیم بر سر روضه خواجه کائنات محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم سلام گفتم آواز آمد علیکم السلام
قطب المشایخ همین که این آواز آمد فرمود برو بجمالست سیدی بعد ازان در شهر بدخشان آمدیم بزرگی را
دریافتم که از پیشینگاه خواجه جنید بود عمر او صد و چهل رسیده بود از خدمت مشغول اما بکبای نداشت
از انحال سوال کردم گفت هوا را در قفس بهوای نفس خود استم که از این صومعه بیرون آیم همین که پای
از صومعه بیرون نهادم آواز آمد که ای بی عهد کی بود فراموش کردی کار و موجود دانستم آنچه
را میبردم و میبرون انداختم پس امروز چهل سال است که این پای را بیرون نبردم و در عالم تجرید مبتلا شده

نمیدانم فردای قیامت میان درویشان این روی چه خواهم نمود از انجا در بخارا آمدیم بزرگان انجا را دریافتم
هر یکی در عالم دیگر توجه داشته که وصف ایشان در قلم نیاید پس همچنین تا ده سال بخدمت خواجه مسافر بودم
بعد از ان خواجه در بغداد آمده معتکف شد بعد چند گاهی باز مسافر شد تا ده سال دیگر ابریق و جامه خواب
خواجه بر سر کرده برابر میرفتم همین که بیست سال راست شد خواجه بازگشت و در بغداد عزلت گرفت این درویش
را فرمان شد که درین روز من بیرون نخواهم آمد اما شما را میباید که هر روز وقت چاشت بیائید تا ترغیب فقر
شما را بگویم تا بعد از تو یادگاری ماند پس این درویش همچنین میکرد هر روز بخدمت خواجه در مقام عزلت
میرفت و انچه از زبان مبارک خواجه می شنید آنرا در قلم می آورد چنانکه در انیس الارواح تمام ملفوظ
خواجه عثمان هارونی در بیست و هشت مجلس کرده و این مختصر گنجایش آن ندارد ولیکن تبرکا یک دو مجلس از کتاب مذکور
نوشته می آید **مجلس چهاردهم** سخن در فضیلت نمازها افتاده بود فرمود که شیخ یوسف چشتی رحمة الله علیه در
رساله خود مینویسند که در وقت خفتن فاتحه سه بار و اخلاص سه بار بخواند روز قیامت پس پیغامبران
پیش از وی کسی در بهشت نرود و در بهشت رفیق عیسی باشد انگاه فرمود شنیده ام از خواجه محمد
مرعشی رحمه الله هر که در وقت خفتن یکبار الحمد و سه بار اخلاص بخواند چنان از گناهان پاک شود
گوئی از مادر زاده است انگاه فرمود در صحیفه خواجه ذوالنون مصری رحمه الله نبشته دیده ام بروایت
ابن عمر رضی الله عنه هر که در وقت خفتن قل یا ایها الکافرون بخواند هزار فرشته بدین خواص دهند
در بهشت انگاه فرمود روزی با پیر خود مسافر بودم در بدخشان بزرگی را دیدم که خواجه محمد بدخشانی گفتندی
از حد مرد مشغول از و شنیدم که او فرمود هر که در وقت بر آمدن آفتاب دو رکعت نماز یا چهار رکعت
نماز گذارد ثواب حج و عمره در نامه اعمال او بنویسند و در خبر است هر که در وقت بر آمدن آفتاب دو رکعت
نماز یا چهار رکعت نماز کند فاضلتر از انست که خوان پر از درم صدقه کرده باشد همین که خواجه این فوائد
تمام کرد مشغول شد دعاگوی بازگشت **مجلس بیست و یکم** سخن در روا کردن حاجات افتاده بود
فرمود که خدا تعالی دوست دارد مومن را که حاجات روا کند مومنی را و بهشت جایگاه او باشد
هر که مومنی را گرامی کند خدای عز و جل همه گناهانش را بیامرزد و اگر بدان مقدار که بنده نعلین

راست کند یا خاری از راه بردارد تا مومن را نخلد خدای تعالی او را میان صدیقان و شهیدان برانگیزد
الحمد لله رب العالمین همین که خواجه فوائد تمام کرد مشغول شد مجلس بیست سیوم سخن در یاد کردن موت افتاده بود
آنگاه رسول صلی الله علیه وسلم گفت که فاضل ترین اهل جنت را اندر دنیا یاد کردن مرگست هر که همیشه بر شغل باشد گور خود را مرغزاری
یابد از مرغزارهای بهشت آنگاه فرمود هر که در یاد کردن انبیا صلوة بفرستد خدای تعالی گناهش بیامرزد
اگرچه گناهان او از دریا زیادت باشد و بهفت اندامش آتش دوزخ حرام گرداند و در همسایگی انبیا در
بهشت خانه آید والله اعلم همین که خواجه این فوائد تمام کرد مشغول شد و هم خواجه بزرگ در
تمامی کتاب مذکور بمجلس آخر مینویسد که خواجه عثمان هارونی قدس سره این فوائد تمام کرد و عصا در
پیش بود باین درویش داد و مصلا و خرقه نیز عطا فرمود بعد از آن فرمود که این یادگار خواجگان
ماست این را بستان هر که را بعد از خود نرویابی این در گردن او کنی و بدهی همین که خواجه این
فوائد تمام کرد روی بر زمین آورده باز گشتم صاحب سبعه سنابل می آرد که خواجه عثمان هارونی مدت
ده سال نفس را طعام نداد و بعد هفت روز پری دهن آب آشامیدی و گفتی الهی ما را از دست نفس
برهان نفس بر من غالب می آید از من آب میخواهد پری دهن او را آب میدهم و خواجه عثمان هارونی در
سماع بسیار گریستی و گاهی زرد شدی آبدیده خشک گشتی و خون در اندام نمانده نعره بلند میزد و در
رقص می آمد و هم وی مینویسد که خلیفه وقت مرید سهروردیان بود وی را از سماع منع کرد و گفت
اگر سماع نیک بودی جنید توبه نکردی هر که از سماع باز نماند او را بر دار کنند و قوالان را بکشند
خواجه عثمان قدس سره فرمود سماع سریست از اسرار میان بنده و مولی اگر ما از سماع توبه کنیم
بزهکار شویم نیک را بد گفته باشیم و از پیروی پیران باز مانیم ما توبه از سماع نخواهیم کرد و در مجلس علما
حاضر شویم ببینیم که علما سماع ما را قبول کنند یا نکنند خلیفه گفت بیائید خواجه استخاره کرد و روان
شد که در مجلس علما حاضر آمد علما بمجرد دیدن روی خواجه هیبت خوردند و علم فراموش کردند هر یکی
در پای خواجه افتادند و فریاد کردند و گفتند که سماع بر شما مباح است خواجه گفت در عصری که خواجه جنید
توبه از سماع کرد و میگفت که سماع مر اهل را حرام است آنوقت خواجه ناصر الدین در چشت بود گفت که اگر

جنید در چشت بودی یا ناصر الدین در بغداد بودی جنید توبه از سماع نکردی شما چه دانید سماع را اخوان
شرط است توبه جنید بر ما حجت نیست پس پیران ما توبه نکردند هر یکی سماع شنیدند همه علما سر بپای خواجه
نهادند خواجه بکرم و لطف بر آن علما نظر کرد هر یکی اهل الله شدند و ابواب علم لدنی بر ایشان گشاده شد
ترک دنیا و اهل دنیا گرفتند و خلوت اختیار کردند خلیفه گفت من خواجه را رضا دادم که سماع بشنود دیگر برا چه
زهره بود که سماع بشنود خلیفه قوالان را گفت اگر شما پیش کسی سرود بگوئید شما را بردار کنم صاحب سیر العارفین می نویسد
که خواجه بزرگ از خدمت خواجه عثمان هارونی رخصت گرفته روانه گشت بعد از چند روز خواجه عثمان هارونی
از فرط محبتی که داشت در طلب خواجه از مقام خود انتقال نمود اتفاقاً در مقامی رسید که آنجا مغان ساکن بودند
و یک آتشکده بود بالای آن گنبدی ساخته و هر روز قریب بیست ارابه هیزم در آن میسوختند چون خواجه
عثمان قدس سره آنجا رسید از قصبه دورتر زیر درختی کناره جوئی فرود آمد و فخر الدین نام خادم را فرمود تا
پاره آرد و آتش از قصبه آورده نان افطار مهیا سازد خادم مذکور رفته آرد خرید و بجهت آتش بر آن آتشکده رفت
مغان گرد آتش نشسته بودند نگذاشتند که دست در آتش کند خادم واقع حال را بخدمت خواجه گفت خواجه
غیرت احدیت در کار شد برخاست و بر کناره آتش رسید آنجا مغی دید مخنثا نام بر تخته چوب نشسته است
و پسری هفت ساله در کنارش دارد و گرد پیش وی دیگر مغان بسیار بطرف آتش متوجه نشسته اند خواجه
از وی پرسید که از پرستیدن آتش چه نفع است که باندک آب معدوم میشود چرا قادر مطلق را نمی پرستید
تا شما را بکار آید آتش مخلوق اوست مغی جواب داد که در دین من آتش را وجودی عظیم است چرا
نپرستیم خواجه فرمود چند سال است که این را می پرستی بیا دستی در وکن تا ترا نسوزد او جواب گفت که بالطبع
خاصیت او سوختن است کرا یارای آن باشد که قریب وی شود پس خواجه آن پسر را از کناره مغ بخود
کشیده با وی متوجه آتشکده شد فریاد از مغان برخاست خواجه بسم الله الرحمن الرحیم بگفت و آیت
قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَی اِبْرَاهِیمَ خواند و در میان آتشکده در آمد و چهار ساعت کامل آنجا بود و هیچ
اثری از آتش بخواجه و آن پسرش نرسید بعد از آن معه پسر از آتشکده بیرون آمد مغان از پسر پرسیدند
که آنجا چه دیدی گفت غیر از گل و گلزار چیزی دیگر بنظر نیامده ازینجا معلوم شد که خواجه را ولایت

ابراهیم علیه السلام بود و پس یکبار جمله مسلمان شدند خواجه آن مخیثاق را عبد الله نام کرد و پسر را
ابراهیم نام نهاد و هر دو را تربیت فرمود تا که بمرتبه ولایت در رسیدند و مصنف سیر العارفین مینویسد
که من در المقام رسیده ام و از مردم معتبر آنجا تحقیق نموده ام که خواجه دو نیم سال بجهت تربیت عبد الله
و ابراهیم در آنمقام مانده بود پس از انجا مسافر شدند و نیز مینویسد که آن آتشکده را ابراهیم انداخته
عمارتی و مسجدی خوب ساخته اند مقبره شیخ عبد الله و ابراهیم هم در آنجا است و در سیلوی مسجد و
بسی گورستان بزرگ و حجره و خانقاه ایشان در آنجا موجود است و نیز وی میگوید که دو هفته در آنجا اقامت
نموده بسی فیض ربودم صاحب مراة الاسرار میگوید از عبارت گنج الاسرار معلوم میشود که خواجه عثمان
هارونی بجهت دیدن خواجه بزرگ تا دهلی تشریف اورده است این روایت بغایت ضعیف است
شیخ نصیر الدین اودهی ازان انکار نموده است بعد ازان ولایت هند باشارة باطن حواله
خواجه بزرگ نموده بجانب کعبه متوجه گشت دهم در مکه معظمه وفات یافت مقبره ایشان در انجا مشهور
و معروف است سن وفاتش در تاریخ شمع جلالی این است پنجم شوال در سنه ثلث و ثلثین و ستمائة
و العقد اما در کتب دیگر نظر نیامده و لیکن شیخ محی الدین عبد القادر جیلی معاصر بود و بقولی سبع اربعین و
خمسمائة ذکر شیخ عبد العزیز تمیمی خلیفه حفیظ الله صاحب در بیت المعرفت مینویسد
از مشائخ مشاهیر بود احوال ایشان بدریافت نرسیده ذکر عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی
کنیت او ابو الفضل مرید ابو بکر شبلی بود و نزد بعضی مرید پدر خود و پدر ایشان مرید ابو بکر شبلی بود از
مشائخ کبار بود تمیم قبیله است و در بعضی نسخ تمیمی منسوب بمین نوشته است صاحب شریعت و طریقت
و حقیقت بود و مذهب حنفیه داشت و گویند بر مذهب حنبلیه بود و بعد شبلی بر سند ارشاد نشست
وفاتش در جمادی الآخر در سنه چهار صد و بست و پنج هجری بوده قبرش در مقبره امام احمد حنبل
رحمة الله علیهما ذکر شیخ ابو الفرج طرطوسی اصل ایشان از طرطوس است از اصحاب شیخ عبد الواحد
بن عبد العزیز است وفات انجامع الکمالات در سال چهار صد و چهل و هفت باتفاق اهل تواریخ بوده
ذکر شیخ ابو الحسن هنکاری نام علی بن محمد بن یوسف بن جعفر قرشی هنکاری است

از اصحاب ابو الفرح در سلاسل الانوار است یکی از اکابر وی را گفت انت شیخ الاسلام گفت ایا
انا شیخ فی الاسلام وخرج من اولاده وحفده جماعة تقدموا عند الملوک وعلت مراتبهم
منهم فقراء ومنهم امراء یعنی من شیخ ام در اسلام و بیرون آمد از اولاد من گروهی آن که پیشی
میجویند نزد پادشاهان و برتر شود مرتبه ایشان بعضی از انها علما اند و بعضی امرا هنگار
بفتح ها و تشدید کاف بمعنی باغبان و در نفحات نوشته که جبل هنگار توابع موصل است
ولادتش در چهار صد و نه بود و بقولی بعد سه روز لقمه طعام خوردی و دو ختم قران بعد از نماز عشا
تا نماز تهجد کردی وفاتش در محرم سنه چهار صد و هشتاد هجری است و تاریخ وی لفظ فوت است ذکر شیخ
ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی ایشان را در سلاسل الانوار ابن محمد المخزومی
نوشته که از اصحاب ابو الحسن است نقل است از غوث الثقلین که در ابتدای حال با خدا عهد
کرده بودم که نخورم تا نخورانند و نیاشامم تا نیاشامند چون چهل روز گذشت شخصی قدری طعام
بگذاشت و برفت نزدیک بود که نفس من از گرسنگی بالای طعام افتد گفتم والله از عهدی که با خدا
کردم برنگردم ناگاه از باطن خود آوازی شنیدم الجوع الجوع شیخ ابو سعید مخزومی بر من بگذشت
آن آواز را بشنید و گفت عبد القادر این چیست گفتم اضطراب نفس است اما روح بر قرار خود است در
مشاهده خداوند خود گفت بخانه من بیا پس برفت من در نفس خود گفتم بیرون نخواهم رفت
ناگاه خضر علیه السلام آمد و فرمود برخیز پیش ابو سعید برو رفتم دیدم که بر در استاده انتظارم
میکشید گفت ای عبد القادر گفته من بس نبود که خضر را نیز بایستی گفت پس مرا بخانه برده
طعام لقمه لقمه بدست مبارک خود در دهانم نهاد بعده مرا خرقه پوشانید وفاتش در محرم سنه پانصد و سیزده
هجری ذکر آن غوث وقت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه
کنیت ابو محمد لقب محی الدین نام نامی عبد القادر بن ابی صالح موسی بن ابی عبد الله
بن یحیی زاهد بن سیف الدین محمد بن داود بن موسی بن عبد الله بن موسی الجون بن عبد الله محض
بن حسن المثنی بن امام حسن بن علی کرم الله وجهه و مادرش ام الخیر فاطمه بنت ابو عبد الله

صوبعیت و مقتدائی مشائخ گیلان بود ازین نسبت ویرا گیلانی مینویسند ولیکن مسکن وی قصبهٔ جیال بود و این جیال بغایت جائی پرفیض است و هوایش در غایت اعتدال درخت کوه جودی را نقشیده است که کشتی نوح علیه السلام آنجا قرار گرفته بود و از بغداد هفت روزه راه است بآن نسبت ویرا جیلی و جیلانی میگویند و جیلان زرخرید ایشانست و بفرزندان خود وقف ساخته و نسبت خرقه تصوف بدو سلسله جانب داشت یکی از جانب آبای بزرگوار خود و دوم از شیخ ابوسعید المخرومی که بیچ واسطه بسید الطائفه جنید بغدادی میرسد چنانچه بالا مذکور شد و نیز همین قول صاحب نفحاتست و یکخرقه از دست تاج العارفین شیخ ابوالوفا بغدادی هم پوشیده بود و شیخ عبد القادر در ابتدا حال از خضر علیه السلام نیز تربیت یافته است و آنقدر ریاضات و مجاهدات که بقدم توکل و تجرید شیخ عبد القادر کرده است ممکن نیست که کسی از طایفه کرده باشد و تصرف و خوارق عادات که از وی ظاهر شده اند هیچ یکی از متقدم و متأخر بوجود نیامده اند و بجمیع مقامات غوثی و قطبی و قطب اقطابی ترقی کرده بمقام محبوبی رسیده بود که فوق آن مقام اولیا نیست و سید محی الدین ازان گویند که روز جمعه ببغداد می آمد دید که مردی برهنه با متغیر اللون و بدن افتاده است گفت ای عبد القادر مرا بازنشان چون بنشاند جسدی تازه رنگ و صورتش ظاهر شد پس گفت من دین اسلام حقتعالی مرا بتو زنده گردانیدانت محی الدین از آنوقت هر طرف که میرفت و سید محی الدین میخواندند شیخ حماد و دباس رحمة الله علیه در نفحاتست وی از جمله مشائخ شیخ محی الدین عبد القادر است کان امتیاز و فتح علیه باب المعارف و الاسرار و صار قدوة للمشائخ الکبار شیخ عبد القادر جوان بود در صحبت حماد و بعبود و زهد بلوغ تمام در صحبت وی نشسته بود چون بحماست و بیرون رفت شیخ حماد گفت این عجمی را قوت است که در وی برگردون همه اولیا خواهد بود هر آئینه مامور شود بانکه گوید قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و همه اولیا گردن نهند تو فی الشیخ حماد فی شهر رمضان سنه خمس و عشرین و خمسمائة و هم در نفحاتست یکی از علمای شام عبد الله نام گفته است که در بغداد من و این سقا بودیم در آنوقت در بغداد هیچ بیری نبود که میگفتند غوث است و نیز میگفتند که صرف است که پیدا میشود و پنهان میشود و پس این را این سقا و شیخ عبد القادر دید و هنوز جوان بود در زیارت غوث رفتم ابن سقا در راه گفت که ازوی مسئله بپرسیم که جواب آن ندانند و من گفتم

منها
در زبدة المقامات است که وقتی سید محی الدین بمسجد دینور رسید و بنماز ایستاد و در اثنای نماز طاهر شد که ولی بزرگ از اولیای خدا بنماز ایستاده است و او را از آن خبر نبود و بعد از نماز آن ولی بزرگ را نیافت و کسی نیز نمیدانست که او کیست و از کجا آمده است و بکجا رفت و سید محی الدین چنان گفت که او خضر علیه السلام بود و بعضی گفته اند که او الیاس علیه السلام بود و الله اعلم بحقیقة الحال و معلوم شد که آن ولی بزرگ از اولیای خفیه بود و بعضی گفته اند که او از اولیای مشهور بود و از نظر مردم غایب شده است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای ابدال بود و از مقام خود بمقام دیگر رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای اقطاب بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای اوتاد بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای نجباء بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای نقباء بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای رجبیون بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای ابدال بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای اقطاب بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای اوتاد بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای نجباء بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای نقباء بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال و بعضی گفته اند که او از اولیای رجبیون بود و از دنیا رفته است و الله اعلم بحقیقة الحال

چاخزان حکایت

که ازوی مسئله پرسم تا بنیم چه میگوید عبد القادر گفت معاذ الله که ازوی چیزی پرسم من پیش وی میروم و انتظار
برکات وی میبرم چون بروی در آمدیم ویرا بر جای خود ندیدیم بساعت بودیم دیدیم که بر جای خود
است پس از سر خشم در ابن سقا نگریست و گفت ای ابن سقا از من مسئله میپرسی که جواب آن ندانم آن مسئله
این است و جواب آن این می بینم که آتش کفر در تو زبانه میزند بعد ازان بمن نگریست و گفت ای عبد القادر
از من مسئله میپرسی و می بینی که چه میگویم آن مسئله این است و جواب آن این هر آینه که فرو گیرد ترا و نیاساید و گوش
گاهی من بی ادبی کردی بعد ازان شیخ عبد القادر نگریست و ویرا نخود نزدیک بنشاند و گرامی داشت و گفت
ای عبد القادر خدای و رسول خدا ترا خوشنود ساختی با دلی که نگاه داشتی گویا که می بینم ترا در بغداد که
بر منبر بر آمده و میگوئی قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و می بینم اولیاء وقت ترا همه گردنهای خود را پست
کرده اند اجلال و اکرام ترا پس در همان ساعت غائب شد و بعد ازو ویرا هرگز ندیدیم و هر چه بنسبت شیخ عبد القادر
گفت و اعتقاد ابن سقا خلیفه ویرا بروم فرستاد و ملک روم علماء نصرانی را با وی مناظره فرمود
همه را الزام کرد در نظر ملک بزرگ نمود ملک را دختر بود بوی مفتون شد وی را خواستگاری کرد گفت
بشرط آنکه نصرانی شوی اجابت کردم پس ابن سقا غوث را یاد کرد و دانست که آنچه بسبب وی رسیده است
من بدمشق رفتم و دنبار وی بمن نهاد و سخن غوث در حق من راست شد روزی شیخ عبد القادر در رباط
خود مجلس میگفت و عامه مشائخ قریب پنجاه تن حاضر بودند از انجمله شیخ هیتی بود و شیخ بقا بن بطو و شیخ
ابو سعید قیلوی و شیخ ابو النجیب سهروردی و شیخ جاگیر و قضیب البان موصلی و شیخ ابو السعود و غیر ایشان
از مشائخ اکابر شیخ سخن میگفت در اثنا سخن گفت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله شیخ علی هیتی بمنبر بر آمد
و قدم مبارک شیخ را بگرفت و گردن خود نهاد و بدید ازین شیخ در آمد و سائر مشائخ گردنهای خود مالیدند
شیخ ابو سعید قیلوی گفته که چون شیخ گفت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضرت حق بر دل وی تجلی کرد
و رسول صلی الله علیه وسلم بر دست طائفه از ملائکه مقربین بحضرت اولیاء متقدمین و متاخرین که آنجا
حاضر بودند احیا با جساد خود و اموات با رواح خود خلعتی بروی پوشانیدند و ملائکه در حال غیب
کلیچه بیاورند گرفته بودند و صفها در هوا ایستاده و بر روی زمین هیچ ولی نماند مگر که گردن

خود را پست کرد و بعضی گفته اند که یک کس از عجم تواضع نکرد و از وی متواری شد صاحب مرآة از
تکمله میگوید که شیخ عبد القادر جیل بزیارت شیخ حماد آمد شیخ نظر بسوی او کرد گویا که بازی را بصید خود
آورد و نظر شیخ حماد در وی چنان اثر کرد که در حال شیخ عبد القادر بیرون آمد بر سبیل تجرد در راه
حق پیش گرفت و شیخ عبد القادر قدس سره که قطب اولیا بود از کبار اصحاب شیخ حماد بود در نفحات
کنیت وی ابو محمد است علوی بود حسینی مادر وی گفته چون فرزند من عبد القادر متولد شد هرگز در
روز رمضان شیر نخورد و یکبار هلال ماه رمضان بجهت ابر پوشیده ماند از مادر وی پرسیدند گفت
امروز عبد القادر شیر نخورده است آخر معلوم شد که آن روز رمضان بوده است ولادت وی در سنه احد و سبعین
و اربعمائة بوده است در اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دهلوی میگوید غوث الثقلین ابو محمد عبد القادر
مدت کلام او بر مردم و ارشاد خلق چهل سال و عمر وی نود سال سال عمر وی بیرون بود که ببغداد قدوم
سعادت لزوم ارزانی داشت و هم از وی نقلست که آنحضرت فرمود در زمانه حسین بن منصور
حلاج کسی نبود که او را دستگیری کند و از لغزشی که او را شده بود باز دارد و اگر من در زمانه او نبودم
او را دستگیری میکردم تا کار او باینجا نمی کشید و من دستگیری میکنم هر کرا از مریدان من مرکب بلغزد
و از پای در آید تا روز قیامت و هم از وی نقلست از جماعة مشائخ قدس الله اسرارهم که فرموده اند
ضامن شده است شیخ عبد القادر مریدان خود را تا روز قیامت که نمیرد هیچ یکی از اینها مگر بر توبه و فرمود
هرگاه از خدا چیز خواهید بوسیله من خواهید تا خواهش شما باجابت رسد و فرمود هر که استعانت کند
بمن در کربتی کشف کرده شود آن کربت از و و هر که منادی کند بنام من در شدتی گشاده شود
آن شدت از و و هر که توسل کند بمن بسوی خدا در حاجتی قضا کرده شود آن حاجت مراد او فرمود کسیکه
دو رکعت نماز بگذارد و بخواند در هر رکعت بعد فاتحه سورهٔ اخلاص یازده بار بعد از آن درود بفرستد
به پیغمبر صلی الله علیه وسلم بعد از سلام و بخواند آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از آن یازده گام بجانب
عراق رود و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاه خداوندی بخواهد حقتعالی آن حاجت او قضا
گرداند بمنه و کرمه اما کلام آنحضرت دریائیست از علم نامتناهی الهی ممکن نیست احاطهٔ عبارت

منشاء خانوادهٔ فردوسیان

واشارت بدان کماهی وکمالات وخوارق عادات وی اظهر من الشمس است وکرامات وی بیش از بیشست
واین مختصر گنجایش آن ندارد وفاتش روز جمعه تاریخ یازدهم ربیع الآخر سنه احد وستین وخمسمائه در زمان
ابو المظفر یوسف بن مقتفی واقع شد ودر بغداد مدفون گشت **شیخ نجم الدین کبری منشاء خانوادهٔ**
فردوسیان رحمة الله علیه در نفحات است کنیت وی ابو الجناب است ونام وی احمد بن عمر
الخیوقی ولقب وی کبری وگفته اند که ویرا از آن لقب کردند که در اوان جوانی که بتحصیل علوم
مشغول بود با هر که مناظره کردی بر وی غالب آمدی فلقبوه بهذا السبب الطامة الکبری ثم غلب علیه
ذلک اللقب فحذفوا الطامة ولقبوه بالکبری ثم غلب علیه ذلک هذا وجه صحیح نقله جماعة من اصحابه ممن یوثق
بهم وقال بعضهم هو ممدود بفتح الباء الموحدة ای هو نجم الکبری جمع تکسیر الکبیر والصحیح الاول کذا فی
التاریخ امام الیافعی وویرا شیخ ولی تراش نیز گفته اند بسبب آنکه در غلبات وجد نظر مبارکش بر هر که
افتادی بمرتبه ولایت رسیدی روزی بازرگانی بر سبیل تفرج بخانقاه شیخ در آمد شیخ حالتی قوی داشت
نظرش بر آن افتاد در حال بمرتبه ولایت رسید شیخ پرسید از کدام مملکتی گفت از فلان مملکت ویرا
اجازت ارشاد نوشت تا در مملکت خود خلق را بحق ارشاد کند روزی شیخ با اصحاب نشسته بودند بازی
در هوا صعوه را دنبال کرده بود ناگاه نظر شیخ بر آن صعوه افتاد صعوه برگشت وباز را گرد پیش شیخ
فرود آورد روزی بتحقیق تقریر اصحاب کهف میرفت شیخ سعید الدین حمویرا رحمة الله علیه که یکی
از مریدان شیخ بود بخاطر گذشت که آیا درین امة کسی باشد که صحبت وی در سگ اثر کند
شیخ بنور فراست بدانست برخاست وبدر خانقاه رفت وبایستاد ناگاه سگی آنجا رسید وبایستاد و
دنبال میجنبانید شیخ را نظر بر وی افتاد ودر حال بخشش یافت ومتحیر وبیخود شد وروی از شهر
بگردانید وبگورستان رفت وسر بر زمین می مالید تا آورده اند که هر جا میآمد ومیرفت قریب پنجاه
وشصت سگ گرداگرد او حلقه میکردندی ودست پیش دست نهادندی وآواز کردندی و
هیچ نخوردندی وبحرمت بایستادندی عاقبت بدان نزدیکی بمرد شیخ فرمود تا ویرا دفن کردند بر
سر قبر وی عمارت ساختند شیخ در تبریز با یکی از شاگردان محیی السنه که سند عالی داشت کتاب

شرح السنه را میخواند چون باواخر رسید روزی در حضور استاد جمعی از ائمه نشسته بود و شرح
السنه میخواند درویشی در آمد که ویرا نمیشناخت اما از مشاهده وی تغیر تمام شیخ راه یافت چنانک
بحال دگر آتش نماند پرسید که این چه کس است گفتند که این بابا فرج تبریزیست که از جمله مجذوبان
ومحبوبان حق است سبحانه شیخ آنشب بیقرار بود بامداد ان بخدمت استاد التماس کرد که برخیزید
که بزیارت بابا فرج رویم استاد با اصحاب بر در خانقاه بابا فرج آمدند خادم رفت و اجازت خواست
بابا فرج گفت گو در آیید شیخ گفت از نظر بابا بشناختم و انستم جامه بیرون آوردم و دست بر سینه نهاده
استاد و اصحاب موافقت کردند پس پیش بابا فرج در آمدیم و نشستیم بعد از لحظه حال بابا متغیر
وچون قرص آفتاب درخشان گشت و جامه بر تن وی تنگ نا گفته شد چون بحال خود آمد بابا
آمد بر خاست و آنجا مصحفی بود در من پوشانید و گفت ترا قوت و فتح خواندن نیست رفتن گرفت
سر و فتح جهان شنوی حال بر من متغیر شد و باطن بر او چه غیر خدا بود منقطع گشت چون از آنجا بیرون آمدیم
استاد گفت از شرح السنه اندکی مانده است بدو سه روز ترا بخوان و دیگر تو دانی چون بمدرسه رفتم بابا
را دیدم که در آمد و گفت دیروز ترا منزل از علم الیقین بگذاشتی امروز باز بر سر علم میروی من بر کار درس
کردم و بریاضت و خلوت مشغول گشتم علوم لدنی و واردات غیبی بمن در گرفت گفتم خیف باشد که آن فوت شود و
از آن میشوم بابا فرج را دیدم که از در در آمد و گفت که شیطان ترا تشویش میدهد این بخار از مشوی دار
و علم را بینه اختم و خاطر را از همه بپرداختم و هم در نفحات امیر اقبال سیستانی در کتابی که در آنجا بین
سخنان شیخ خود شیخ رکن الدین علاء الدوله قدس سره جمع کرده است از شیخ نقل میکنند که شیخ نجم الدین
کبری همدان رفت و اجازت حدیث حاصل کرد و شنید که در اسکندریه محدثی بزرگ هست استاد عالی اسناد از آنجا
باسکندریه رفت و از وی نیز اجازت حاصل کرد و در خوابی رسول را صلی الله علیه وسلم در خواب دید و
از آن حضرت درخواست کرد که مرا کنیتی بخش رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که ابو الجناب پرسید که ابو الجناب
تخفیف فرمودند که مشدده چون از واقعه باز آمد در معنی این دو برادری نمود که از دنیا اجتناب می باید کرد
و بحال تجرید کرد و طلب حق شد مسافرت گشت و هر کس میپرسید ارادت درست نمیکرد و بسبب آنکه دانشمند بود و سر از تسلیم

کس فرونی آمد و چون بملک خوارستان رسید بآنجا رنجور شد و هیچکس او را استقامی نمیداد عاجز گشت از کسی پرسید که
درین شهر هیچ مسلمانی نباشد که رنجور و غریب را جایی دهد آنکس گفت اینجا خانقاهی هست و شیخی اگر آنجا روی ترا
گفتم نام او چیست گفت شیخ اسمعیل نصری شیخ نجم الدین آنجا رفت او را جایی دادند در صفه مقابل صفه درویشان
و آنجا ساکن شد و رنجوری وی دراز کشید و میگفت با این همه از رنجوری چندان رنج بمن نمیرسید که از آواز سماع
ایشان که من سماع را نهایت منکر بودم و قوت نقل مقام کردن نداشتم شبی سماع میکردند شیخ اسمعیل از گرمی
سماع پیش من آمد و گفت بخوابی که برخیزی گفتم بلی دست من بگرفت و مرا بکنار کشید و میان سماع برد و زمانی
نیک مرا بگردانید و بر روی دیوار من نکیه داد من گفتم که در حال خواهم افتاد چون بخود آمدم خود را تندرست دیدم
چنانکه هیچ بیماری در خود نمیدیدم مرا ارادت حاصل شد روز دیگر بخدمت وی رفتم و دست ارادت بگرفتم
و بسلوک مشغول شدم و مدتی آنجا بودم چون مرا از حال باطن خبر شد و علم دانست مرا شبی در خاطر آمد که از علم باطن با
خبر شدی و علم ظاهر تو از علم شیخ زیادت نیست باید از شیخ مرا طلب کرد و گفت برخیز و سفر کن که ترا بر عمار یاسر میباید
من دانستم که شیخ بر آنخاطر من واقف شد اما هیچ نگفتم و برفتم بخدمت شیخ عمار و آنجا نیز مدتی سلوک کردم و آنجا شبی مرا
نیز همین بخاطر آمد باید از شیخ عمار فرمود که نجم الدین برخیز و بمصر رو بخدمت روزبهان که این همه ریاضتی را وی بسی از
سر تو بیرون برده برخاستم و بمصر رفتم چون بخانقاه وی در رفتم شیخ آنجا نبود و مریدان او همه در مراقبه بودند
هیچکس با من نپرداخت آنجا کسی میگریست و وازوی پرسیدم که شیخ کدامست گفت شیخ در بیرون است و وضو میسازد
من بیرون رفتم شیخ روزبهان را دیدم که در آب اندک وضو میساخت مرا در خاطر آمد که شیخ نمیداند که در اینقدر
آب وضو جائز نیست چگونه شیخ باشد او وضو تمام ساخت و دست بر روی من افشاند جواب بروی من نداد
در من بخود می پیچید شیخ بخانقاه در آمد من نیز در آمدم و شیخ بتکرار وضو مشغول شد من بر پای بودم منتظر
آن که شیخ سلام باز دهد من او را سلام کنم همچنان بر پای ایستاده غائب شدم و دیدم که قیامت
قائم شده است و دوزخ ظاهر گشت و مردمان را میگیرند و بآتش می اندازند بر بالای دوزخ پشته آتش است و
شخصی بر سر آن پشته نشسته است و هر که میگوید که من تعلق بوی دارم او را رها میکنند و دیگران را
در آتش می اندازند ناگاه مرا بگرفتند و بکشیدند چون بآنجا رسیدم گفتم من تعلق بوی دارم مرا رها کردند

برپشته بالا رفتم دیدم که شیخ روزبهان است پیش او رفتم و در پای او افتادم او سیلی سخت بر قفای من زد
چنانکه از قوت آن بر روی در افتادم و گفت پیش از این اهل حق را انکار مکن چون بیفتادم از غیب باز آمدم
شیخ سلام نماز را داده بود پیش رفتم و در پای او افتادم شیخ در شهادت نیز همچنان سیلی بر قفای من زد
همان لفظ گفت آن بخوری از باطن من برفت بعد ازان امر کرد مرا که باز گرد و بخدمت شیخ عمار رو
چون باز میگشتم مکتوبی بشیخ عمار نبشت که هر چند مس داری سیمست نذر خالص میکردم و باز بر تو
میفرستم از انجا بخدمت شیخ عمار رفتم و مدتی آنجا بودم چون سلوک تمام کردم مرا گفت بخوارزم
رو دی گفت آنجا مردمان عجب اند و این طریق را و مشاهده را در قیامت نیز منکر اند گفت برو
و باک مدار پس بخوارزم آمد و این طریق منتشر گردانید مردمان بسیار بروی جمع آمدند و بحل ارشاد
مشغول شد چون کفار تتار بخوارزم رسیدند شیخ اصحاب خود را جمع کرد و زیادت بر شصت هزار
بود و سلطان محمد خوارزم شاه گریخته بود و کفار تتار نپذیرفتند که دی در خوارزم است بخوارزم در آمدند
شیخ بعضی اصحاب را چون شیخ سعد الدین حموی و شیخ رضی الدین علی لالا و غیر ایشان را
طلب داشت و گفت زود برخیزید و بیلا دخود روید که آتشی از جانب مشرق برافروخت که تا نزدیک
بمغرب خواهد سوخت این فتنه ایست عظیم بعضی از اصحاب گفتند چه شود که شیخ دعای کند
شیخ فرمود که این قضاییست مبرم دعا دفع آن نمیتواند کرد پس اصحاب التماس کردند که شیخ نیز با اصحاب
موافقت کند و در نماید شیخ فرمود که من اینجا شهید خواهم شد و مرا اذن نیست که بیرون روم
پس اصحاب متوجه خراسان شدند چون کفار بشهر در آمدند شیخ اصحاب باقی مانده را بخواند و
گفت قوموا علی اسم الله تقاتلون فی سبیل الله بخانه در آمد و خرقه خود را پوشید و میان محکم بست
و آن خرقه اکشاده بود و بغل خود را از هر دو جانب پر سنگ کرد و نیزه بدست گرفت و بیرون آمد
چون بکفار مقابله شد در روی ایشان سنگ می انداخت تا آنکه هیچ سنگ نماند کفار و یرا
تیر باران کردند یک تیر بر سینه مبارک وی آمد بیرون کشید و بینداخت و بران برفت گویند
که مرا نزدیک شهادت پرچم کافران را گرفته بود و بعد از شهادت ده کس نتوانستند که پرچم را

از دست شیخ خلاصی دهند عاقبت پرچم وی را ببریدند و کانت شهادته قدس الله تعالی سره فی شهور سنة
ثمان عشر و ستمائة در روز شنبه دهم ذیحجه در سنه حیرت در خوارزم در خانقاه خود مدفون گشت حضرت شیخ را مریدان بسیار بوده اند
چون شیخ مجد الدین بغدادی و شیخ سعد الدین حموی و بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی لالا الغزنوی
و شیخ سیف الدین باخرزی و شیخ نجم الدین رازی المعروف بدایه و عین الزمان شیخ جمال الدین گیلی و بعضی
گفته اند که مولانا بهاء الدین ولد پدر مولانا جلال الدین رومی نیز از ایشان بوده است صاحب سیر العارفین
می آرد که شیخ شرف الدین یحیی منیری که در بهار آسوده است وی مرید حضرت شیخ نجم الدین محمد فردوسی
که در دهلی آسوده است وی مرید شیخ بدر الدین سمرقندی وی مرید شیخ سیف الدین باخرزی ذکر شیخ شهاب
الدین السهروردی قدس الله سره صاحب نفحات میگوید امام یافعی در القاب وی چنین نوشته است
استاد زمانه فرید اوانه مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقة ترجمان الحقیقة استاد الشیوخ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن والظاهر قدوة العارفین و عمدة السالکین العالم الربانی شهاب الدین ابی حفص
عمر بن محمد البکری السهروردی قدس الله سره العزیز از اولاد ابی بکر صدیق است رضی الله عنه و
انتساب وی در تصوف بعم وی ابو نجیب سهروردی است و غیر ایشان بسیاری از مشائخ وقت دریافته است
و بصحبت شیخ عبد القادر گیلانی رسیده است و گفته اند که مدتی با بعضی از ابدال در جزیره عبادان بوده و حضرت
خضر علیه السلام را دریافته شیخ عبد القادر وی را گفته است که انت آخر المشهورین بالعراق وی را تصانیف بسیار است
چون عوارف و رشف النصائح و اعلام التقی و غیره عوارف را در مکه مبارک تصنیف کرده است هرگاه که بروی
امری مشکل شدی بخدای تعالی باز گشتی و طواف خانه کردی و طلب توفیق کردی در رفع اشکال و دانستن
آنچه حقست در وقت خود شیخ الشیوخ بغداد بود و ارباب طریقه از بلاد دور و نزدیک استفتاء مسائل از وی
کردندی کتب الیه بعضهم یا سیدی ان ترک العمل اخلدت الی البطالة وان عملت داخلنی العجب فکتب فی جوابه اعمل
واستغفر الله من العجب و در رساله اقبالیه مذکور است شیخ رکن الدین علاء الدوله گفته است که از شیخ سعد الدین
حموی پرسیدند که شیخ محی الدین عربی را چون یافتی گفت بحر مواج لا نهایة له گفتند شیخ شهاب الدین سهروردی
را چگونه یافتی گفت نور متابعة النبی صلی الله علیه وسلم فی جبین السهروردی شیء آخر ولادت وی در

سهروردی

رجب سنه تسع وثلثین وخمسمائة بوده است وروفات وی در سنه اثنین وثلثین وستمائة بوده در بغداد روز جمعه غره محرم وبقولی ایشان بسماع نشستندی ومیفرمود که هر نعمتی که ممکن در بشریت است بشهاب الدین داده اند الا ذوق سماع ذکر آن دافع ظلمات شرک خفی وجلی آن مرکز دائرهٔ پرگار وجود آن مهبط تجلیات انوار شهود آن گوئی از همه برده در حق پرستی قطب وحدت حضرت خواجه معین الدین چشتی ابن غیاث الدین حسن سنجری از کبرای ارباب تصوف ومعرفت بود ودر نکات حقائق وتوحید مقامی عالی داشت ودر فقر وفنا یگانه روزگار بود ودر علم ظاهر وباطن نظیر خود در آن وقت نداشت وی خرقه خلافت از دست خواجه عثمان هارونی پوشیده است رحمة الله علیهما وولادت وی در قصبه سنجر سنه سبع وثلثین وخمسمائة قدس سره از سادات صحیح النسب است بر هر طریق خواجه معین الدین بن غیاث حسن سنجری بن کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید طاهر بن سید عبد العزیز بن ابراهیم بن امام علی رضا بن موسی الکاظم الی آخره خواجه قطب الدین بختیار اوشی کاکی در دلیل العارفین میگوید چون دولت پابوس آن شاه فلک سریر حاصل گردید همان ماه بکلاه چارترکی آن ناصر اصفیا بر سر این ضعیف زینت یافت الحمد لله علی ذلک آنروز در بغداد در مسجد امام ابو اللیث سمرقندی بشرف بیعت مشرف شدیم شیخ شهاب الدین سهروردی در شیخ اوحدالدین کرمانی وشیخ برهان الدین چشتی وشیخ محمد اصفهانی وهمه حاضر بودند سخن در نماز افتاده بود بر لفظ مبارک راند که مردم در سر نگاه قرب نزدیک نشود دیگر از نماز زیرا که معراج مومنان همین نماز است چنانچه در حدیث مسطور است قال علیه الصلوة والتحیة الصلوة معراج المومنین بالاتر از جمله مقام همین است وپیوستن بحق همین نگاه گفت نماز رازیست هر بنده را که با پروردگار خویش میگوید ودر ذکر گفتن کسی را نمیباید که او لائق ذکر است وذکر گفته نشود مگر در نماز وآن حدیث مسطور است که المصلی یناجی ربه یعنی نماز کننده راز میگوید با پروردگار خویش بعد ازان روی بدعا گوئی کرد که در انجه بخدمت شیخ الاسلام سلطان المشائخ شیخ عثمان هارونی نور الله مرقده پیوستم وبارادت بیعت مشرف شدم ومدت بست سال از خدمت کردن ایشان بگرد نفس را آسودگی ندادم چنانچه روز دانستم شب

هر جا که خدمت ایشان مسافر شدندی دعا گو برابر بودی چون بندگان خدمت کردی و جامه خواب
و توشه بر سر کرده و فتحی برچون خواجه خدمت این فقیر دید لعنتی بمن روان کرد که آن نعمت را حدی و نهایتی نبود انگاه
فرمود هر که یافت از خدمت یا فیت مرید را می باید که ذره از فرمان پیر تجاوز نکند و هر چه از نماز و اوراد و تسبیح
و جز آن میگوید گوش هوش بدان متعلق بود و آن را بنفاذ یافت رساند تا بمقام تو ان رسید
که بی مشاهدهٔ مربیست زیرا که هر چه مرید را ترغیب خواهد کرد از برای کمالیت آن مرید خواهد گفت همچنان
شیخ شهاب الدین سهروردی بر خاست قیام کرد باز گشت و خواجه بنشست انگاه فرمود که برادرم شیخ شهاب الدین سهروردی
همین معامله بوده است که برابر سر خویش توشه بر سر کرده در حج رفتی و باز آمدی انگاه بنعمت یافت که آن
نعمت را حدی نیست و نهایتی نبود انگاه فرمود که در تتبیه الولد للبیت سمرقندی که دانشمند فقیه امامانست
در ان مینویسد که هر روز از آسمان دو هفتاد فرود می آیند یکی بر بام کعبه بیا شد و بآواز بلند ندا کند که
ای آدمیان بر پای بشنوید هر که فریضه خدای عز و جل بانگذارد از زمینهای خدا یتعالی بیرون آید و
فرشته دوم بر در رسول الله صلی الله علیه وسلم بایستد و ندا کند که ای معشر آدمیان و پریان بدر آیید
و بشنوید هر که سنتهای نماز نگذارد و بجا نیارد از شفاعت بی بهره میماند انگاه فرمود که در مسجد لشکری
برابر اولیای بغداد حاضر بودم حکایت در خلال انگشتان میرفت بوقت وضو میفرمودند که یکی از همه سنت
است و در حدیث آمده است از رسول صلی الله علیه وسلم که ترغیب کردم صحابه را رضوان الله علیهم اجمعین
در خلال انگشتان هر که بجا آرد آتش دوزخ بروی حرام شود او را شفاعت من باشد انگاه فرمود من و
خواجه اجل تجدید وضو میکردیم باشد که بسبب خلال انگشتان فراموش شد هاتف آواز داد که اجل دعوی
دوستی محمد صلی الله علیه وسلم میکنی و از سنت او باشی و سنت او ترک دهی بعد ازان خواجه اجل سوگند
خورد که از ان باز این آفاز شنیدم تا حد موت هیچ سنت پیغمبری صلی الله علیه وسلم ترک نکردم
انگاه فرمود هر وقتی که خواجه اجل شری را بدیدی از حد خاطر خراب دیدی پرسیدم که تا بجه
چیست فرمود که ازان بر و تو باز تا که آرمن خلال انگشتان فوت شده در حیرتم که فردای قیامت
چگونه این سوء خود را بدان خواجه کائنات خواهم نمود انگاه فرمود که در صلوة مسعودی بطریق ترغیب

بروایت ابو هریره رضی الله عنه ذکر سنت نبشته است که هر یک اندامی را سه بار شستن است چنانچه در
حدیث مسطور است از رسول صلی الله علیه وسلم که سه بار شستن هر اندام سنت منست و سنت پیغمبران
پیشین که پیش از من بودند پس فرمود ازین زیادت کردن ستم باشد بعد از آن فرمود که وقتی خواجه
فضیل عیاض رحمة الله علیه در وقت وضو شستن دو بار فراموش کرد چون نماز بگذارد
همان شب حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدند گفت ای فضیل عیاض از تو عجب
باشد که در وضو ترک سنت من دهی در وضو و در تو نقصان باشد خواجه از هیبت آن بیدار شد
بازار سر تجدید وضو کرد و کفارت آن بر نفس خویش راضی شد و پانصد رکعت نماز وظیفه کرد تا یکسال
تمام بگذارد آنگاه فرمود چون اهل عشق نماز بامداد کنند و بر جای نماز قرار گیرد تا آفتاب بر آید مقصود
ایشان درین آنست که در نظر دوست قبول افتد اسرار تجلی دمبدم بر سر ایشان تجلی کند و در سبعه سنابل است
که خواجه معین الحق والدین حسن سنجری علم بر کمال داشت تصانیف وی در شهر خراسان بسیار است
مدت هفتاد سال در شب خواب نکرد و پشت بر زمین ننهاد هفتاد سال وضو او جز قضاء حاجت
باطل نشد و چشمها بسته میداشت وقت نماز میگشاد و بر هر که نظر شیخ افتادی ولی الله شدی
خواجه ذوق در سماع داشت و سماع بسیار شنیدی هر که در صحبت پاک خواجه بودی او هم صاحب
سماع شدی و اهل گشتی شیخ عبد الحق محدث در اخبار الاخیار مینویسد خواجه بزرگ معین الحق
والملة والدین حسن الحسینی سنجری قدس سره که سر حلقه مشائخ کبار و اقدم سلسله چشتیه این دیار است
و اهل عصر او از خلفاء و مریدان و غیرهم تعیین پذیرفته بست سال در خدمت خواجه عثمان هارونی
بود در سفر و حضر جامه خواب خواجه نگاه داشتی آنگاه بنعمت خلافت مشرف گردید در زمان
پتهورا رای هندوستان باجمیر آمد و بعبادت مولی مشغول شد و پتهورا نیز در آن زمان در اجمیر
بود روزی پتهورا مسلمانی را از پیوستگان خواجه بسببی از اسباب رنجانید آن مسلمان التجا بخدمت
آورد خواجه بشفاعت بر پتهورا گفته فرستاد پتهورا گفته شیخ را قبول نکرد و گفت این مرد در اینجا سخنان
غیب میگوید چون این سخن بخواجه رسید فرمود که پتهورا را زنده گرفتیم و دادیم همدران ایام معز الدین

شام از غزنین رسید و پنهورا مقابل لشکر اسلام بایستاد و بدست معز الدین شام اسیر گشت از آن تاریخ
باز درین دیار اسلام شد و بیخ کفر و فساد مستاصل گشت و هم وی گوید آورده اند خواجه سادس
رجب سنه ثلث و ستمائه در اجمیر که موضع اقامت او بود مدفون گشت اول قبر خواجه از خشت بود و بعده
صندوقی از سنگ بر بالای آن ساختند و قبر نخستین را هم بحال خود گذاشتند اول کسی که در مقبره خواجه
عمارت کرد خواجه حسین ناگوری بود و بعد از فوت شدن در پیشانی خواجه این نقش پیدا آمد که حبیب الله مات
فی حب الله و از کلمات قدسی سمات اوست در دلیل العارفین که خواجه قطب الدین بختیار اوشی از
ملفوظات خواجه بزرگ قدس سره جمع کرده مذکور است دل عاشق آتش زده محبت است هر چه درو
فرود آید آنرا بسوزد زیرا که هیچ آتشی بالاتر از آتش محبت نیست فرمود از جویهای آب روان آوازی میشنوند
چگونه آوازی بر آید همچنین که بدریا رسید ساکت گشت فرمود که شنیدم از زبان خواجه عثمان هارونی
قدس سره که خدا تعالی را دوستانند که اگر زمانی در دنیا از وی محجوب مانند نابود گردند فرمود شنیدم از زبان
خواجه عثمان هارونی در هر کس که این سه خصلت باشد تحقیق بدان که حقتعالی او را دوست میدارد اول
سخاوت چون سخاوت دریا و شفقت چون شفقت آفتاب و تواضع چون زمین فرمود صحبت نیکان
به از کار نیک و صحبت بدان بدتر از کار بد فرمود که مرید ثابت در توبه آن زمان باشد که فرشته چپ او
بیست سال هیچ گناهی بر وی ننویسد شیخ عبد الحق محدث دهلوی میگوید که این سخن را بعضی اکابر متقدمین نیز
نقل کرده اند و حقیقت معنی این سخن چنانچه بعضی از متاخرین از علمای صوفیه فرموده اند آنست که توبه و استغفار
لازم حال مرید است و کتابت گناهان با وجود توبه و استغفار صورت نه بندد و نه آنکه اصلا گناه از وی بوجود
نیاید و لهذا وصیت کرده اند بالتزام ورد و استغفار نزد خواب رفتن تا کتابت گناهان روز که بجریان
عادت رحمت الهی تا اینوقت موقوف مانده است بظهور نیاید فرمود از زبان خواجه عثمان هارونی شنیدم
که مرد مستحق فقر کی شود آنگاه که از دو عالم فانی هیچ باقی نماند فرمود نشان محبت آنست که مطیع باشی و
بترسی نباید که دوست براند فرمود که عارفان را مرتبه ایست چون بدان مرتبه رسند جملگی عالم و آنچه در عالم است
میان دو انگشت خود به بیند فرمود عارف آنست که هر چه خواهد پیش او آید و با هر که سخن کند جواب از وی بشنود

فرمود که کمترین پایه و درجه عارف در محبت آنست که صفات حق در وی بود و کمال درجه عارف در محبت آنست که اگر کسی
برو بدعوی آید آنرا بقوت کرامت ملزم گرداند فرمود سالها بدین کار مجاهد بودیم عاقبت جز هیبت نصیب ما نشد
فرمود گناه شما را چندان ضرر ندارد که بیحرمتی و خوار داشتن برادر مسلمان فرمود عبادت اهل معرفت پاس
انفاس است فرمود علامت شقاوت آنست که معصیت کند و امید دارد که مقبول خواهم بود در سیر العارفین
است چون غیاث الدین حسن والد خواجه بزرگ که بغایت بصلاح آراسته بود وفات یافت حضرت اختر
برج مشیخت را در پانزده سالگی گذاشت باغی و اشیای در ملک خود داشت بدان تفقد حال خود مینمود روزی
ابراهیم قهندزی مجذوب در باغ خواجه گذر کرد و حضرت خواجه بدرختان آب میداد چون ابراهیم را دید
بدوید و دست و پای او بوسید و بپای درختی بنشاند و خوشهٔ انگور و فواکه دیگر پیش او نهاد و خود بادب
بنشست ابراهیم پاره کنجاره بدندان خود خائیده در دهن خواجه نهاد بمجرد خوردن کنجاره نوری
در باطن وی لامع گشت چنانچه دل وی خواجه از املاک و خانه و باغ سرد گشت آن همه فروخته
بدرویشان داد و خود مسافر گشت مدتی در سمرقند و بخارا ماند حفظ قران و علوم ظاهری تحصیل کرد
از انجا بعراق رفت چون بقصبه هارون رسید حضرت خواجه عثمان هارونی را دریافت و مرید گشت
و مدت دو نیم سال بخدمت وی انواع ریاضات و مجاهدات نمود و از شیخ خرقه خلافت یافته متوجه
بغداد شد و در قصبه سنجان رسید شیخ نجم الدین کبری را دریافت دو ماه در ملازمت ایشان گذرانید
و از انجا بقصبه جیل آمده شیخ عبد القادر جیلانی را دریافت پنجماه در صحبت ایشان مانده انواع فیض حاصل نمود
و هم صاحب سیر العارفین میگوید الی الآن نیز حجره خواجه در آنجاست مردمان مرمت میکنند و این درویش نیز
انجا رسیده دوگانه شکرانه ادا نمود و حضرت خواجه بزرگ از انجا ببغداد آمد و شیخ ابو نجیب ضیاء الدین
سهروردی را دریافت و از بغداد بهمدان آمد شیخ یوسف همدانی را دریافت و از انجا به تبریز آمد شیخ
ابو سعید تبریزی را دریافت و هم وی نقل میکند از خواجه قطب الدین بختیار اوشی که وی خواجه بزرگ نفس را
هرگز بمراد او نرسانیدی چنانچه بعد از هفته بلب نانی که از پنج مثقال کمتر بودی افطار فرمودی و نیز نقلست
از شیخ نظام الدین اولیا که پوشش خواجه بزرگ جامه دوتائی بود و هر جا که پاره شدی لبهائی پاک از هر

نوعی که یافتی پیوند کردی چون باصفهان آمد شیخ محمود اصفهانی را دریافت در آن زمان خواجه قطب الدین احمد بن
موسی اوشی میخواست که مرید شیخ محمود شود چون خواجه بزرگ را با همان دوتائی دید سر در قدم ایشان
سوده بعقیدت تمام مرید گشت و حضرت خواجه بزرگ آن دوتای را بقطب الدین اوشی مرحمت فرمود
و خواجه قطب الدین وقت رحلت بحضرت گنجشکر قدس الله اسرارهم داد و وصیت فرمود که شیخ محمد عطا و
قاضی حمید الدین ناگوری سپارند بوی در آن وقت شیخ فرید الدین در هانسی بود رحمة الله علیهم شیخ نظام الدین
اولیا در فواد الفواد آورده که آن دوتای مرقع را من دیده ام شاید بآخر الامر بایشان رسیده باشد
منقولست که آن خواجه از اجمیر بطواف خانه کعبه میرفت و خلقی که برای حج جمع میبودند وی را در طواف میدیدند مردم
خانه میدانستند که در خانه اند آخر معلوم شد که هر شب در مکه نماز فجر با جماعت ادا میکنند صاحب اقتباس الانوار
از سیر السالکین می آرد که حال حضرت خواجه بزرگ گاهی جمال و گاهی جلال میبود چون جمال استیلا نمودی
چنان مستغرق بودی که هیچ خبر از ینعالم نداشتی چون وقت نماز رسیدی حضرت خواجه قطب و قاضی
حمید الدین ناگوری پیش وی دست بسته می ایستادندی و بآواز بلند الصلوة الصلوة میگفتندی
خواجه را هیچ خبر نمیشد بار دوم در گوش وی الصلوة الصلوة میگفتندی هیچ آگاهی نمیشد بعده دوش
مبارک را میجنبانیدند آنگاه چشم باز میکرد و میگفت از شرع محمدی چاره نیست سبحان الله از کجا بکجا آوردند
پس وضو میساخت و نماز میگذارد و چون حالت جلال بروی مستولی شدی در حجره بسته کردی
و مشغول میبودی حضرت خواجه و قاضی مقابل در حجره از سنگها پرده ساختی و عقب او پنهان
شدندی حاضر میبودند و چون وقت نماز میشد بمجرد بیرون آمدن از حجره نظر بر سنگها می افتاد سنگها
خاکستر میشد پس هر دو مرید خواجه و قاضی اقتدا میکردند و بعد سلام پیش از آنکه خواجه فارغ شود از آنجا گریخته پنهان میشدند
و هم در دلیل العارفین حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی مینویسد فرمود که سه چیز است اول خوف دوم رجا
سیوم محبت در ضمن خوف ترک گناه است تا از آتش نجات یابی و در ضمن رجا امید بهشت تا در منزل برسی
و درجات یابی و در ضمن محبت احتمال مکروهات است تا رضای حق حاصل شود و عارف کسی است که هیچ چیز را
دوست ندارد مگر ذکر گفتن را خواجه درینفائده رسیده چشم پر آب کرد و فرمود که مسافر میشویم جائیکه مدفون با آنجا خواهد

سر دیم هر کسی را وداع میکرد و دعا گوئی برابر خواجه معین الملة والدین ادام الله تفواه مدت دو ماه
درراه بودیم بعد ازان در اجمیر رسیدیم و آنرا اجمیر الهندوان بود و تهو رانده بود و مسلمانی چنان
نبود چون قدم مبارک انجا رسید چندان اسلام شد که آنرا حد و نهایت نبود الحمد لله علی ذلک مجلس بازدهم
همان بود در مسجد جامع اجمیر دولت پابوس حاصل شد درویشان و عزیزان اهل صفه و مریدانی که برابر
بودند بخدمت حاضر شدند سخن حکایت ملک الموت بود بر لفظ مبارک راند که دنیا بی مرگ چند بهتر زد
ازچه گفت از انکه رسول صلی الله علیه وسلم فرموده است الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی مرگ
پلی است چون مرگ آید دوست را بدوست میرساند انگاه فرمود که عارفان آفتاب صفت اند که بهمگی عالم می تابند
که از نور شان همه عالم روشن است چون خواجه این فوائد تمام کرد بگریست و فرمود که ای درویش مرا اینجا
آورده اند تا مدفون ما اینجا خواهد بود میان چند روزی ما سفر خواهیم کرد شیخ علی سنجری را فرمود که شما
بنویسید تا شیخ قطب الدین بختیار بدهلی رود و خلافت سجاده قطب الدین را دادیم که دهلی مقام او
بعد ازان مثال تمام شد بردست دعا گو داد دعا گو روی بر زمین آورد گفت نزدیک بیا نزدیک
شدم دستار و کلاه بر سر دعا گو نهاده و عصای شیخ عثمان هارونی داد و خرقه در بر دعا گو کرد و
مصحف و معلا و نعلین بداد و گفت این امانتی است از رسول صلی الله علیه وسلم که بخواجگان ما رسیده
بود من ترا روان کردم چنانکه یا حق این بجامی آوردیم باید که شما نیز حق این بجا آرید که فردا مرا
درمیان خواجگان چشت شرمندگی نباید دست دعا گو بگرفت روی سوی آسمان کرد و گفت
سبحانک تعالی سپردیم و ترا بنگاه عزت رسانیدیم انگاه گفت که چهار چیز است که گوهر فقر است اول درویشی که
تو انگر نماید دوم گرسنگی که سیر نماید سیوم اندوه گینی که شاد نماید چهارم مردمی اگر او با دشمنی بود دوست
نماید انگاه فرمود که مرتبه اهل محبت چنانست که اگر گرد ملک الموت گردد تا او را نماند گانرا او افتاد گانرا بر جای
گذارد از ایشان باز او دست گرد و چون خواجه این فوائد تمام کرد دعا گو خواست که سر در قدم آورده روان
شود ضمیر روشن او دریافت که شیخ بود بر نور روی سوی من کرد گفت که بیا برخاستم سر در قدم آوردم فاتحه بخواند و
گفت سر بر
هر جا که بروی بخیر باشی و هر جا که باشی مرد باشی و سر بالا نی روی بر زمین آوردم و باز گشتم و حضرت

در حضرت دهلی سکونت کردم صاحب اقتباس از سیر الاولیا می آرد وفات حضرت خواجه بزرگ روز دوشنبه
ششم رجب در سنه اثنی و ثلثین و ستمائه واقع شد و بقولی ششم رجب سنه سبع و عشرین و ستمائه و در مفتاح التواریخ
ست و ثلثین و ستمائه و بقولی دیگر ثلث و ثلثین و ستمائه در زمان سلطنت شمس الدین التمش واقع شد و عمر شریف
نود و هفت سال و بقولی یکصد و هفت سال بود از انجمله چهل سال در اجمیر سکونت داشت بقول مرآت حضرت
خواجه بزرگ سیزده خلیفه داشت خواجه قطب الدین بختیار و خواجه فخر الدین و معین الدین و قاضی حمید الدین
ناگوری و شیخ وجیه الدین و سلطان التارکین و شیخ حمید الدین صوفی و شیخ برهان الدین عرف شیخ احمد
و شیخ محسن و شیخ سلیمان غازی و شیخ شمس الدین و خواجه حسن خیاط و اجپال جوگی المعروف بعبد الله بیابانی
و شیخ اوحد الدین کرمانی را نیز بعضی از خلفاء آنخواجه میشمارند و حضرت خواجه قطب الدین در آخر عمر حضرت خواجه
از دهلی باجمیر رفته است روزی بمجلس وی در مقام مذکور حاضر بودند از حسن سنجری مثال نویسانید ایشانرا
و بدهلی رخصت کرد چنانچه مذکور شد صاحب اقتباس از سیر الاقطاب ذکر تشریف آوردن خواجه بزرگ در
هندوستان می آرد که چون خواجه بزرگ از خدمت پیر خود در پنجاه سالگی مرخص گشته بمدینه رفت چند
گاه اقامت نمود روزی ندا آمد از روضه سید کائنات علیه السلام که اندرون در آی اندر رفت و
بجمال آنسرور مشرف گردید فرمود ترا بهندوستان باید رفت و بیخ کفر از آن دیار بر انداخته اسلام آشکارا باید
ساخت پس یک انار بدست خواجه داد و فرمود درین نظر کن نظر کرد شهر اجمیر بنظر آمد پس متوجه
هندوستان گردید چهل صوفی همراه خود گرفت الغرض بدهلی رسید قبل ازین پتهورا باطلاع منجمان جابجا
نوشته بود اگر درویشی بدین قیافه در راه بگذرد هلاک سازند هر که خیال فاسد کردی لرزه در اندام
وی افتادی کسی هیچ قدرت نیافت بدهلی رسید روزی کافری پیر کاردی زیر بغل گرفته رسید بنیت آنکه دست
دراز کند خواجه بفراست باطن دریافت فرمود ای فلان چرا کارد را کار نفرمائی من حاضرم لرزه در
اندامش افتاد کارد را انداخت و مسلمان گشت آنروز بیکبار خلق مشرف باسلام گشتند بخدمت خواجه
ازدحام بسیار شد متوجه باجمیر گشت و در آنزمان پتهورا باجمیر بود چون خواجه بزرگ آنجا رسید زیر درختی
اقامت نمود که شتران پتهورا آنجا می نشستند ساربانی گفت که درینجا شتران راجه می نشینند اینجا می شما

نیست خواجه از انجا برخاست و گفت ما خیزم اما شتران شما نشسته باشند و روانه شد و بر سر حوض اناساگر
آمده نشست چون شتران آنجا آمدند نشستند باز برخاستن نتوانستند ساربانان این ماجرا پیش راجه گفتند
راجه گفت پیش آن درویش الحاح نمایند غیر ازین علاجی نیست همچنان کردند خواجه عجز شان دید فرمود شتران شما
برخاست اند راجه در حیرت ماند و اندیشه ناک شد المقصود خواجه یک گاو خریده ذبح کردند و بر اناساگر پخته
خوردند تا کفار ازین واقعه آگاه شده با آتش غضب میسوختند همه متفق شده مسلح گشته گرد خواجه حلقه نمودند و
قصد کردند که آسیبی رسانند خواجه در نماز بود خادمان خبر رسانیدند خواجه از نماز فارغ شده برخاست و مشتی خاک بر ایشان
انداخت آن خاک بر هر که افتاد تن او خشک گشت چون کافران تاب مقاومت نیاوردند پیش دیوی که
در آن بتخانه بود فریاد بردند و تمام ماجرا بیان کرد زاد خاموش ماند پس گفت این درویش صاحب
کمال است باو بسر نمیتوانیم آمدن مگر بسحر همچنان کردند همه پس آن دیو ایستادند و عقب آن پناه گرفته سحر آغاز
کردند مریدی خواجه را خبر داد خواجه فرمود که سحر این جماعه بر ما اثر نخواهد کرد دیو ایشان خواهد آمد این بگفت
و در نماز شد تا کفار قریب رسیدند نظر آنانکه بر خواجه افتاد زبان از گفتار و پای از رفتار باز ماند و همانجا که بودند
ایستاده ماند خواجه از نماز فارغ شد و روی بجانب کفار کرد دیو چون خواجه را دید ایمان آورد و کفار
آن دیو را پند کردند سودمند نشد و دیو بر آشفت و سنگ و چوب بر سر کفار میزد خواجه او را شادی تمام نهاد
چون خبر براجه رسید جوگی اجپال که پیر راجه بود پانصد چیله داشت تمام ماجرا راجه باو بیان کرد وی
چون بشنید همه چیلهای خود را جمع نموده نزد خواجه رسیدند خواجه وضو کامل نموده برخاست و بر
گرد خود دو خطی کشید چون کفار نزدیک تر رسیدند و ساحری آغاز کردند خواجه روی بسوی ایشان
کرده فرمود که چرا از ما پیچیده اید اما میخواهید که همه نیست و نابود گردید گفتند که شما از اناساگر غسل و وضو کردن
را منع سازیم غرض آنست که شما بطوع و رغبت خود بروید چون خواجه این سخن بشنید بغضب در آمد شادی
دیو را قدح بدست داد و فرمود این قدح را از آب اناساگر پر کرده بیار تمام آب اناساگر در آن قدح آمد
اجپال از معاینه این حال بسوخت و گفت که اینقدر جاندار آبی از بی آبی به هلاکت رسیدند این کدام فقیر است
خواجه فرمود اگر میتوانی ازین کاسه آب را بردار و در آن حوض بریز اجپال آن کاسه را جنبانیدن نتوانست پشیمان

شد خواجه قدح بدست خود بگرفت و آب در آن حوض انداخت حوض چنانکه بود پر آب گشت چون کفار
اینحال بدیدند جادو بسیار کردند که از کوهها صد هزاران مار بجانب خواجه سر میدادند آن مارها بخط
دائره حصار میرسیدند و سر بر خط دائره نهاده میماندند خواجه بیاران فرمود که این ماران را گرفته
بر کوهها پرتاب نمایند چنان کردند پس کفار آتش از هر طرف بارانیدند اخگری در دائره نیفتاد
همه کفار عاجز آمدند آخر الامر اجپال شرمنده گشته گفت الحال ترا کار بمن افتاده است اگر میتوانی
برخیز و خود را در بلا میفگن و الا نمی بینی که همین زمان بر آسمان رفته چندان بلا بر سرت گمارم که از
مدافعت آن عاجز آئی خواجه تبسم فرمود گفت ایکافر گمراه همان مثال است ؎ تو کار زمین را نکو ساختی
که با آسمان نیز پرداختی + اجپال ازین سخن منفعل گشته پوست آهو را بر هوا پرتاب کرد و بر آن پوست نشست
و بجانب آسمان پرواز کنان رفت تا که از نظر مردمان غائب شد پس خواجه کفشهای خود را گفت که
بروید و این کافر را چندان زنید که بر زمین برسد در حال کفشها بر هوا شدند و بر سر اجپال رسیدند
گاه بر سر و گاه بر روی وی طراق میزدند و زود زود او را فرود آوردند اجپال را از سر گرفته
بر زمین فرود آوردند چون اجپال از کرده خود پشیمان شد و بصدق دل مسلمان شد رحمة الله علیه

ذکر آن طائر در هوای لامکانی آن سائر در عمای سبحانی آن ذبیح خنجر

رضا و تسلیم الفریح من اتی الله بقلب سلیم المبعوث بکمال مرتبه پاکی خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سره
خلیفه بزرگ خواجه معین الدین است از اکابر اولیا و اجله اصفیا است قبولی عظیم داشت و بغایت
ترک و تجرید و فقر و فاقه موصوف بود و نهایت استغراق داشت در یاد مولی و در مشاهده ذات بحت
مستغرق بود از وجود خود و غیر خود خبر نداشت چون کسی بزیارت او آمدی زمانی بایستی تا بخود باز
آمدی آنگاه با آینده مشغول شدی اگر از حال خود یا حال آینده چیزی بگفتندی بعده گفتی مرا
معذور دارید و باز بحق مشغول شدی اگر یکی از اولاد او بمردی او را خبر نشدی مگر بعد از آن بزمانی
اسم شریفش قطب الدین و القابش بختیار کاکی اول ویرا بختیار نام کردند و از حضرت حق مخاطب
بخطاب قطب الدین گشت و بعضی گویند که خواجه بزرگ از راه مهربانی اکثر قطب الدین بختیار گفته

از آن وقت او را بختیار لقب شد صاحب اخبار الاخیار نقل می آرد که خواجه را بقالی بود همسایه در اوائل
از و وام کردی و او را گفتی که وام از سیصد درم زیاده ندهی چون فتوح رسیدی ادا کردی بعده
جزم کرد که بعد ازین وام نکنم بعده از فضل خدای عز و جل یک قرص زیر مصلای او پیدا شدی که همه خانه
را بسیار بودی بقال شرف الدین نام داشت مگر شیخ از من ناخوش است که وام نمیستاند همخوابه خود را بجهت
تفحص حال بر حرم شیخ فرستاد حرم شیخ حال را بر وی کشف کرد بعده قرص پیدا نشد از شیخ نظام الدین
اولیا و هم وی نقل می آرد که میفرمود شیخ معین الدین تا پانصد درم قطب الدین را اذن داده بود که
قرض کند چون کار بکمال رسید از آن نیز دست بر داشت صاحب اقتباس می نویسد منقولست حضرت خواجه
در ایام قحط در دهلی آمدند در خانه کاک پز مزدوری اختیار کرد چندین آرد ملک زاده سعید الدین
بکاک پز آمد تا کاک پز و آن کاک پز کاکها را در تنور انداخت و خود بخواب رفت جمله سوختند سرهنگان بحکم ملک
زاده آنرا ذلت و شدت کشیدند خواجه گفت این را بگذارید من کاکهای شما درست کرده میدهم
خواجه همه را در تنور انداخت چون باز کشید جمله سپید و خوب شدند ملک زاده و مردمان را خبر شد خواجه
از دکان گریخت و در خانه قاضی حمید الدین ناگوری رفت ملک زاده مرید شد و یکی از اولیا الله
گشت و قاضی خوشحال شد و گفت که از چند روز مشتاق لقای تو بودم و هم وی از سیر الاقطاب می
آرد که وقتی شمس الدین التمش التماس طعام غیب کرد آنخواجه هر دو آستین بر افشاند کاکهای گرم ریخته شد
سلطان بلذت تمام تناول کرد و هم وی میگوید که یکی از نظام الدین اولیا پرسید خواجه را کاکی بچه سبب میگویند
گفت روزی حضرت خواجه بر کنار حوض شمسی با اصحاب خود نشسته بود یکی از آن میان گفت چه خوش
باشد که درین هوای سرد کاک گرم بهم رسد حضرت خواجه دست در حوض کرد و کاکهای
گرم آورده پیش اصحاب انداخت همه آنها سیر خوردند از آن روز بکاکی مخاطب گشت صاحب
اقتباس از سیر الاقطاب می آرد پدرش کمال الدین احمد بن موسی اوشی از سادات اوش
بود اوش قصبه ایست بدیار فرغانه یا در ماوراء النهر است نسبش با امام نقی بن موسی رضا
رضی الله عنهما الی آخره میرسد صاحب سبعه سنابل می آرد نیمشبی بود که خواجه متولد شد

تمام خانه را نور گرفته بود مادر خواجه را هیبت در گرفت خواجه سر بر آورد و نور آهسته آهسته کم شد هاتف
آواز داد که ای مادر خواجه این نور از اسرار ماست که در دل فرزند تو نهاده ایم که تا اکنون از اسرار
ما منور شد چون خواجه چهار سال و چهار ماه و چهار روز و بقولی پنجسال شد مادرش پیش خواجه بزرگ فرستاد و
خواجه بزرگ تخته گرفت تا بنویسند هاتف ندا داد ای معین الدین توقف کن که حمید الدین ناگوری
قطب ما را تعلیم خواهد کرد قاضی حمید الدین را در ناگور هاتف ندا داد که ای حمید الدین قطب ما را تعلیم
کن که در اوش است پس حضرت قاضی چشم پوشید و در اوش رسید و تخته گرفت پرسید ای قطب الدین
چه نویسم فرمود بنویس سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قاضی پرسید تو قرآن پیش که
خواندی گفت مادرم پانزده سیپاره یاد دارد مرا در شکم نظر بر دل افتاد یاد گرفتم قاضی آیت مذکور نوشت
و در چهار روز قاضی قطب را قرآن ختم کنانید پس خواجه قطب الدین را حواله خواجه بزرگ کرد و گفت تربیت کنید قطب الدین
مرید شماست بعضی گویند ایشان را شیخ ابا حفص باشاره خضر علیه السلام تعلیم بدل و جان کرد صاحب اقتباس الانوار
میگوید که شیخ نصیر الدین محمود اودهی قدس سره در خیر المجالس نقل میکند که گفت از برکت صحبت مولانا ابا حفص
رحمة الله علیه حضرت قطب الاقطاب بسی تهذیب اخلاق ظاهر و باطن و آداب شریعت و طریقت و معاملات دینی و
حالات یقینی ظاهر و باطن حاصل کرده و آراسته گشت چنانچه یکساعت از ریاضت و مجاهدات نیاسودی و در شبانروز
دو و پنجاه رکعت نماز گذاردی پیوسته با حق مشغول شدی بعد از آن در ماه رجب سنه اثنی عشر و خمسمائه و بقول
مفتاح التواریخ اثنی و عشرین و ستمائه در بغداد بمسجد امام ابو اللیث سمرقندی بحضور شیخ شهاب الدین سهروردی
و شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ برهان الدین چشتی و شیخ محمود اصفهانی بشرف ارادت حضرت خواجه بزرگ
فائز گشت بامر خواجه بزرگ مدتی در بغداد ریاضت شاقه کشید و بسبب کمال مهربانی خواجه بزرگ در اندک ایام
سلوک را تمام کرده بمقام ارشاد رسید و می آرند که حضرت خواجه بزرگ چهل شب آنحضرت علیه السلام را در آن روز بمعامله
دیده ارواح دیگر عظام نیز همراه پیغمبر صلی الله علیه وسلم بودند فرمود ای معین الدین قطب الدین دوست خداست
او را خرقه بپوشان پس قطب الاقطاب بشرف خرقه خلافت خواجه بزرگ بهره مند گشت و بموجب حکم آنحضرت صلی الله علیه
وسلم و بفرمان الهی ولایت دهلی در تصرف گرفت و بعد متوجه شدن خواجه بزرگ از بغداد جانب اجمیر خواجه قطب نیز بمعنی

را استماع نمود برای خدمت خواجه بزرگ متعاقب بهند وستان آمد و بدهلی رسید و در اکثر کتب این سلسله ذکر افتاده است
که خواجه قطب بیزده ساله بود که بشرف ارادت خواجه بزرگ رآمد و در شش سالگی مردان صادق را تربیت کرد چنانچه مبنی
صاحب اخبار الاخیار می آرد و نقلست که وی در اول عهد بعد علم بخواجه قطب ری بختی و در آخر عمر آنجا بدیار
رحل شد و شیخ محمد نوربخش در سلسلة الذهب ذکر او چنین کرده است بختیار الاوشی کان من الاولیاء السالکین المریاضین
المجاهدین بالخلوة والعزلة وقلة الطعام وقلة المنام والکلام والذکر بالدوام فی اربعینات وله فی احوال الباطن
شان کبیر بین المکاشفین وهم نقلست که او هفت بار حج رفت و گفتی انگاه خفتی مگر همه ان ایام زفی را نکاح کرد
بود و شب این زن را وفات شد مردی احمد رئیس نام پیغمبر را صلی الله علیه وسلم در خواب دید که میفرماید بختیار
کاکی را سلام برسان و بگو هر شب تحفه که برین میفرستادی شش شب که نرسیده است دانجا صاحب اقتباس از سیر الاقطاب
می آرد چون آنمرد از خواب بیدار شد پیغام پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بخواجه رسانید حضرت خواجه همان زمان زنی را که خواسته
بود طلبید بسپرد او و بگذاشت بعد ازان متوجه بجانب هند وستان گشت چون بدهلی رسید شیخ بهاؤالدین زکریا و شیخ
جلال الدین تبریزی که در آن ایام در ملتان بودند بسیار بر سه بزرگ صحبت گرم را فقشد و هم وی از سیر الاقطاب
می آرد و وی از سلطان المشایخ نقل میکند و شکی خواجه قطب الدین و شیخ بهاؤالدین و شیخ جلال الدین با هم در ملتان
بودند بسکه کفار زربایی حصار ملتان رسیدند قبا جه ملتان بدفع کفار بجدست این بر سه بزرگان درخواست نمود حضرت
خواجه قطب تبریزی بدست قباجه او فرمود این تبر را بجانب کفار بیندازد همچنان کرد چون در شش بحمله از کفار نمانده بود
شیخ فرید گنجشکر او را و در ملتان بخدمت خواجه بهره سر گشت قدس الله اسرارهم شیخ فرید الدین گنجشکر قدس الله
سره در فوائد السالکین گفته او صیف وی است منقولست بتاریخ روز جمعه غره رمضان المبارک سنه اربع وثمانین
وستمائة دعاگوی فقیر حقیر بنده درویشان بلکه خادم ایشان ضعیف العباد فرید اجودهنی را چون دولت یابوس
حاصل شد همانروز کلاه چهار ترکی بسر دعاگو نهاد و شفقت بسیار ارزانی فرمود آنروز من و قاضی حمید الدین ناگوری
و مولانا علاؤالدین کرمانی و شیخ نورالدین مبارک و شیخ نظام الدین ابوالمؤید و مولانا شمس الدین ترک و خواجه
منوره و دیگر عزیزان بحضور بودند خواجه قطب الاسلام دام الله بقاه بلفظ مبارک راندند که شیخ را آنقدر رعایت
وفات و تصحیح خاطری باید که چون بکی بردی بباید برای بیعت او مرا واجب است که بقوت نظر باطن دریابم که سینه انکس کدام

و جز آن آلوده باشد صیقل بدهد تا هیچ کدورتی از غل و غش و حسد و فحش و آلایش دنیا و دینار در سینهٔ او نماند
بعد از آن دست او را بگیرد و بخدای رساند و اگر این مقدار قوت پیر را نباشد پس بحقیقت بدانید که پیر و مرید هر دو در بادیهٔ
ضلالت اند آنگاه همدرین محل فرمود که اهل سلوک در شرح خویش مینویسند که کمالیت مرد در چهار چیز است اول اندک
خفتن دوم اندک گفتن سوم اندک خوردن چهارم در صحبت خلق اندک بودن تا این نکنی هرگز جوهر درویشی در تو
پیدا نشود که چون درویش جامه خوب بپوشد یعنی از برای نمودار خلق حقیقت پندار که او درویش نیست راه زنی است
در راه سلوک و هر درویشی که هوای نفس طعام سیر بخورد پندار که او درویش نیست نفس پرور است و هر درویشی که صحبت خلق
و احباب کرد پندار که او درویش نیست مرتد طریقت است و هر درویشی که خواب کرد پندار که در وی هیچ نعمت نیست
و هم از وی است سخن در بیعت افتاده بود در لفظ مبارک راند که تجدید نیز آمده است زیرا چه اگر یکی از بیعت انکار کرد
و یا در توبه لغزش افتاد تا آنکه او از سر بیعت نکند درست نباشد آنگاه همدرین معنی این حکایت فرمود که در روضهٔ شیخ
الاسلام برهان الدین نوشته دیدم بروایت خواجه حسن بصری چون رسول علیه السلام خبر یافت پیش از فتح مکه که عثمان
را بکشتند این خبر بشنید صحابه را طلب کرد فرمود بیائید بیعت از سر کنید برویم بر مکیان حرب کنیم از سر بیعت کردند
صحابی ابن رکن الدین باز از سر بیعت کرد پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که تو پیش ازین بیعت کردی گفت یا رسول
الله چون میروم این ساعت باز به تجدید میکنم پیغمبر صلی الله علیه وسلم او را دست داد آنگاه خواجه قطب الاسلام
بر لفظ مبارک راند ازینجا تجدید آمده است آنگاه دعاگوی التماس کرد اگر پیر حاضر نباشد فرمود جامهٔ شیخ
پیش نهد بیعت کند گاه از گاه دعاگوی نیز همچنین میکند بعد از آن در حسن اعتقاد مریدان سخن افتاد بر لفظ مبارک
راند وقتی درویشی را در بغداد باتهامی گرفتند در معرض قتل ایستاده کردند مستقبل قبله چون سیاف در آمد
تا تیغ گذار کند نظر آن درویش بر گور پیر خود افتاد آن درویش روی از جانب قبله گردانیده بجانب گور پیر خود کرد سیاف
گفت از قبله چرا روی میگردانی گفت روی بجانب قبلهٔ خود داریم ایشان هم درین مجادله بودند فرمان آمد
که این را آزاد کردیم خواجه قطب الاسلام چشم پر آب کرد فرمود که عقیدهٔ خوب آن درویش را از قتل خلاص داد
آنگاه فرمود که مرید را در حضور و غیب پیش پیر خود می باید بود چنانچه در حیات خدمت پیر واجب است بلکه از آن
زیادت بعد از آن سخن در سماع افتاد بر لفظ مبارک راند که نزد دعاگو در سماع ذوق است که در

هیچ چیز آن ذوق حاصل نمیشود که در سماع آنگاه فرمود که اصحاب طریقت و مشتاقان حقیقت را همان ذوق است که آتش
در میزنند اگر آن نبودی بقا کجا بودی و در بقا چه ذوق بودی بعد از آن فرمود که من و قاضی حمید الدین
ناگوری وقتی در خانقاه شیخ علی سنجری رحمة الله علیه بودم آنجا سماع بود گویندگان این قصیده میگفتند
از حد چه نیکو بود بیت کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + چنانچه در دعاگوی و قاضی
حمید الدین ناگوری این بیت در گرفت سه شبانروز درین بیت شنیدن متحیر و بیهوش بودیم بعد از آن از آنجا بخانه آمدیم
همین از گویندگان میگویانیدیم چنانچه چهار شبانروز متواتر درین بیت بودیم خبر از خویش نبود اما وقت نماز
را نماز ادا میکردیم و باز در عالم سماع مشغول میشدیم همچنین هفت شبانروز درین بیت بودیم هر بار گویندگان
این بیت را میگفتند حالی و حیرتی می آمد آنگاه بر لفظ مبارک راند فرمود که من و قاضی حمید الدین ناگوری
در شهری رسیدیم دوازده نفر آدمی از جماعت متحیران دیدیم ایستاده و دو چشم در هوا داشته شب و روز
متحیر بماند مگر آنکه وقت نماز می آمد در نماز میشدند و باز همچنان متحیر میماندند صاحب اخبار الاخیار نقل میکند
که در خانه شیخ علی سنجری صحبت بود و خواجه در آنجا حاضر بود این شیخ علی درویش از اقارب خواجه بزرگ
معین الدین سنجری بود همسایه خواجه قطب الدین و قبر او هم در حوالی خواجه است قوال این بیت شیخ احمد جام را بر
خواند بیت کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + خواجه را این بیت در گرفت
چار شبانروز در تحیر بود و برین بیت ذوق داشت شب پنجم رحلت کرد میر حسن دهلوی در غزلی که درین زمین گفته است
اشارت باین قصه کرده است بیت جان برین یک بیت اوست آن بزرگ + آری این گوهر ز کان دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + و کان ذلک لیلة الرابع عشر من ربیع الاول
سنه ثلث و ثلثین و ستمائة و هم درین سال فوت سلطان شمس الدین التمش است انار الله برهانه چهاردهم ماه شعبان
سنه مذکور و عمر وی پنجاه سال و بقولی پنجاه و دو و در روایتی هفتاد و چهار و بقولی سی سال هم تمام نبود
در دهلی مدفون گشت صاحب اقتباس از سیر الاقطاب می آرد وی بیست و دو خلیفه داشت شیخ فرید الدین گنج شکر
و شیخ بدر الدین غزنوی و شیخ برهان الدین بلخی و شیخ ضیاء الدین رومی و قاضی حمید الدین ناگوری صاحب اخبار
الاخیار می آرد که نام او محمد بن عطا است از مشایخ متقدمین هندوستان است جامع بود میان علم ظاهر و باطن

و وی از مصاحبان خواجه قطب است و مرید و خلیفه شهاب الدین سهروردیست والله اعلم اما بر مشرب
او وجد و سماع غالب بود و مولع بود بسماع هیچکس در زمان او اینقدر توغل در سماع نداشت که او داشت
علما بر سر او محضر ساخته بودند و سلطان التمش و مولانا فخر الدین حلوائی و خواجه میر و شیخ سعد الدین و
و شیخ محمود بهاری و مولانای محمد حاضری و سلطان ناصر الدین غازی و شیخ محمد و مولانا برهان
الدین حلوائی و شیخ احمد تماجی و شیخ نبی و شیخ حسین و شیخ فیروز و شیخ بدر الدین مولانا و شاه خضر
قلندر و شیخ نجم الدین فلا خلیفه بودند و خلیفه بودن سلطان التمش و سلطان ناصر الدین غازی و سلطان فیروز
این روایت ضعیف است ذکر سید میر کلال قدس سره در رشحات است ایشان افضل همه خلفای
خواجه محمد بابا سماسی بوده و شرف سیادت داشته و مولد و مدفن وی دیه سوخاریست و بداش گری
اشتغال میداشته اند و بزبان بخارا کلال داش گر را گویند در مقامات ایشان مذکور است که والده ایشان
فرموده اند تا امیر کلال را در پوست داشتم هرگاه که لقمه شبهه اتفاق افتادی مرا درد شکم عظیم بگرفتی چون امیر بسن
شباب رسید کشتی گرفته اند روزی خواجه محمد بابا از کنار معرکه کشتی امیر توقف کرده اند اصحاب را بخاطر
گذشته جهت چیست خواجه فرمود که درین معرکه مردیست که بسی مردان در صحبت وی بدرجه کمال خواهند رسید
نظر ما بر اوست میخواهم که وی را صید کنم درین محل نظر امیر بجانب ایشان افتاد و امیر بیطاقت شده و از عقب ایشان
رفته بمنزل خواجه رسید خواجه وی را بفرزندی قبول کرد بعده کسی امیر را در آن معرکه کشتی ندید مدت بیست
سال پیوسته در خدمت خواجه بابا بوده اند و هر هفته دو بار دوشنبه و پنجشنبه از سوخاری بسماسی میرفت
بملازمت خواجه و باز می آمد و مسافت میان سوخاری و سماسی فرسنگ شرعیست و در آن مدت بطریق
خواجگان اشتغال مینمود که هیچکس را اطلاع نبود تا بتکمیل ارشاد رسید در نفحات است و خدمت خواجه
بهاء الدین زکریا را نسبت صحبت و تعلیم آداب سلوک طریقت و تلقین ذکر از ایشانست روزی
مجمعی عظیم بود خدمت امیر خواجه را طلبیدند و روی بایشان کردند و گفتند فرزند بهاء الدین
نفس خواجه محمد بابا سماسی را قدس سره در حق شما بتمامی بجا آوردم گفته بودند که آنچه از تربیت در حق
تو بجا آوردم در حق فرزند بهاء الدین بجا آری و دریغ نداری چنان کردم و اشاره بسینه خود کردند

پیشوای نقشبندیان

وگفتند پستانرا برای شما خشک کردم و مرغ روحانیت شما از بیضهٔ بشریت بیرون آمد اما مرغ همت شما
بلند پرواز افتاده است اکنون اجازت است هر جا که بوی بمشام شما میرسد از ترک و تازی طلبید و در طلبگاری بموجب همت
خود تقصیر مکنید پانزدهم جمادی الآخر و نزد بعض بیست و هشتم جمادی الاولی سنه اثنین و سبعین و سبعمائة برفت از دنیا

ذکر آن کشنده نفس در رضاء مولی آن عارف رمز سبحان الذی اسری شیخ فرید الحق والملة والدین گنجشکر و معاصران و مریدان ایشان

مقرر شده که شیخ فرید الدین مسعود قدس سره خلیفه خواجه قطب الدین است و از خواجه بزرگ نیز نعمت یافته از اعیان
اولیا و از اکابر ایشان است بغایت ریاضت و مجاهده و فقر و تجدید داشت در کشف و کرامت آیتی بود و در ذوق
و محبت علامتی همیشه در سر و اخفا میکوشید و خود را از چشم خلق میپوشید از شهری بشهری میگشت
عاقبت در مقام اجودهن که مردم وی درشت خوی و ظاهر پرست و منکر درویشان بودند آمد و گفت
این محل بودن من است آنجا سکونت کرد هرگز آنجا کسی از حال ایشان نپرسیدی بیرون قصبه درختان کریر
بودند یک درخت بود انبوه زیر آن درخت با حق مشغول بودی و بیشتر احوال در مسجد جمعه مشغول بودی آنجا
او را فرزندان شدند فاقها کشیدند و محنتها و شدتها میدیدند آخر چون برهان قوی داشت پوشیده نماند
بقول اقتباس که صاحب سیر الاولیا سید کرمانی که مرید سلطان المشائخ است نسبت وی بفرخ عادلشاه کابلی رسانیده
بامیر المومنین عمر رضی الله عنه میرساند و میگوید که مادر وی دختر مولانا وجیه الدین خجندی بود
و هم وی از سیر الاقطاب می آرد نام وی مسعود بود شیخ فرید الدین عطار نام خود بوی عنایت کرد
و بروایتی بفرید الدین از غیب مسلمت گشته چنانکه گنجشکر صاحب اخبار الاخیار نقل می آرد که وقتی جامهٔ او
بسیار پاره و در تمکین بود مردی پیراهن پیش آورد و آنرا پوشید و در حال از تن برکشید و شیخ نجیب الدین
متوکل را داد و فرمود من ذوقیکه در آن جامه داشتم درین نیافتم و هم از وی نقلست که بیشتر افطار
او بشربت بودی قدحی از شربت بیاوردندی و قدری مویز در آن کردندی از آن شربت مقدار نصف بلکه
دو ثلث بر حاضران قسمت کردی ثلث خود بکار بردی و از بقیه آنهم دیگری را دادی بعده دو نان چرب بیاوردندی
پاره از آن خوردی و باقی را بحاضران دادی بعده مائده پیش آوردندی و در آن از هر لون طعام بودی مردم میخوردند

او نخوردی مگر بوقت افطار روز دیگر و در وقت استراحت گلیمی که بران روز نشستی همانرا بستر میساخت چنانکه این
گلیم تا پایها نمیرسید و هم از وی نقل است که وقتی برای شیخ خادم یکدانگ نمک وام کرد چون بوقت افطار
طعام پیش برد هنوز باطن یافت و فرمود درین طعام بوی تصرف می آید روا نباشد که این طعام بخورم و هم از
وی نقلست که وقتی خادمی بخدمت آمد و گفت ای خواجه امروز فلان پسر بسبب گرسنگی بمعرض هلاک رسیده شیخ فرمود
مسعود بنده چه کند اگر تقدیر حق در آید و از جهان سفر کند رسنی در پای او بندید و بیرون افگنید و
هم از وی منقولست که چون وی خواست که مجاهده پیش گیرد درین باب بخدمت خواجه قطب عرض کرد خواجه
فرمود که طی بکن وی طی کرد تا سه روز نخورد و سیوم روز شخصی چند نان پیش آورد و دانست که از غیب است بدان افطار
کرد بعد از ساعتی درونه شیخ بجوشید تمام بیرون انداخت این معنی بخدمت پیر عرض کرد فرمود که ای مسعود بعد
سه روز از طعام خماری افطار کردی اما عنایت باری در باب تو کارگر شد آن طعام در معده تو جای نیافت
حالا برو سه روز دیگر طی کن و آنچه از غیب رسد بدان افطار کن روز سه دیگر طی کرد چون وقت افطار شد هیچ
طعامی پیدا نشد تا یکپاس شب بگذشت ضعف غالب شد نفس از حرارت سوختن گرفت دست بر زمین فراز کرد و
چند سنگریزه برداشت و در دهان انداخت آن سنگریزه شکر گشت چون این حال معاینه کرد با خود گفت این معنی
نباید که از مکر باشد از دهن بیرون انداخت باز مشغول حق شد تا نیم شب گذشت ضعف غالب تر شد چند سنگریزه دیگر
از زمین برداشت آن نیز شکر شد همچنین تا سه بار این کرامت معاینه نمود بتحقیق دانست که این معنی از حق است چون
روز شد بخدمت خواجه قطب رفت فرمود که نیکو کردی که بدان افطار کردی که از غیب بود برو همچو شکر شیرین
خواهی بود او را از آن روز گنجشکر خوانند و همین قول مسیر الاولیاست و هم صاحب اخبار میگوید و دیگر مشهور است که میگویند
سوداگری شکر باز کرده میرفت خواجه از وی طلبید سوداگر گفت این نه شکر است این نمک است خواجه گفت نمک باشد
سوداگر چون بارها بگشاد همه نمک بر آمد پیش شیخ آمد و عذر خواهی نمود عرض کرد که دعا کنید که این نمک شکر
گردد فرمود که شکر گردد و خانخانان محمد بیرم این قصه را نظم کرده گفته است ؎ کان نمک جهان شکر شیخ بحر و بر ٭ آن کز شکر
نمک کند و از نمک شکر ٭ رباعی ٭ کان نمک و گنج شکر شیخ فرید ٭ کز گنج شکر کان نمک کرد پدید ٭ در کان نمک کرد نظر
گشت شکر ٭ شیرین تر ازین کرامتی کس نشنید ٭ بعد از آن در چاه مسجد جامع حاج که در مقام

اجه سهت چله معکوس کشید تا چهل روز هر شب دران چاه بدرختی که بران چاه بود می آویختند و چون روز میشد
بیرونش می آوردند از شیخ نظام الدین اولیا منقول است که دانشمندی بود ضیاء الدین نام
در زیر منار درس گفتی از وی شنیدم که وقتی بخدمت شیخ فرید الدین رفتم و من غیر علم خلاف چیزی نمی
دانستم در خاطر من گذشت که اگر شیخ مرا از علومی پرسد که من نمیدانم چه جواب گویم این اندیشه در دل من
بود ناگاه از من پرسید که تنقیح مناط چه باشد و تنقیح مناط مسئله ایست از مسائل علم خلاف من خوش شدم و در
بیان آن شروع کردم و نفی و اثباتیکه دران معنی است بمراد گفتم و هم ازو نقل است که شب پنجم محرم زحمت
بروی غالب شد نماز خفتن بجماعت بگذارد و بعد ازان بیهوش گشت ساعتی شد که بهوش آمد پرسید که نماز خفتن
گزارده ام گفتند آری گفت یکبار دیگر گزاریم که داند چه شود دوم کرت نماز گزارد باز بیهوش شد
این بار بیهوشی بیشتر بود باز بهوش آمد و گفت که نماز خفتن گزارده ام گفتند دو بار بگزارده اید گفت
یکبار دیگر گزاریم که داند چه شود سوم کرت هم گزارد و بعد ازان فرمود یا حی یا قیوم و جان بحق تسلیم کرد
و هم وی گوید و بعضی از ملفوظات گنج شکر که بخط شیخ نظام الدین اولیا یافته اند مکتوب میگردد فرمود
چهار چیز از هفتصد پیر طبقات سوال کردند همه یک جواب فرمودند مَنْ اَعْقَلُ النَّاسِ تَارِکُ الذَّنْبِ
وَمَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ الَّذِیْ لَا یُغَیِّرُهُ شَیْءٌ وَمَنْ اَغْنَی النَّاسِ الْقَانِعُ وَمَنْ اَفْقَرُ النَّاسِ تَارِکُ الْقَنَاعَةِ فرمود اللّٰه
یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَرْفَعَ اِلَیْهِ یَدَیْهِ وَیَرُدَّهُمَا خَائِبَیْنِ فرمود اگر هست غم نیست و اگر نیست غم نیست فرمود روز نامرادی
شب معراج مردانست و فرمود کار گرم خود را بسخن سرد مردمان نباید گذاشت و فرمود شیخ الاسلام جلال الدین
نور الله مرقده گفته است در مسکر القلوب اِنَّ اَوَّلَ الْکَلَامِ وَآخِرَهُ اِنْ کَانَ لِلّٰهِ تَکَلَّمَ وَاِلَّا فَاسْکُتْ فرمود
چون فقیر جامه پوشد پندارد که کفن میپوشد فرمود آن نما که باشی ورنه باز نمایندت فرمود جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ
الْحَقِّ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ فرمود قال علیه الصلوة والسلام طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَهُ عَیْبُهُ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ فرمود
الصُّوْفِیُّ یَصْفُوْ بِهٖ کُلُّ شَیْءٍ وَلَا یَکْدِرُهُ شَیْءٌ فرمود لَوْ اَرَدْتُمْ بُلُوْغَ دَرَجَةِ الْکِبَارِ فَعَلَیْکُمْ بِعَدَمِ الْاِلْتِفَاتِ
اِلٰی اَبْنَاءِ الْمُلُوْکِ فرمود ؎ دوشینه شبم دل حزینم بگرفت + و اندیشه یار نازنینم بگرفت
گفتم بسر و دیده روم بر در تو + اشک آمد و آستینم بگرفت + و هم ازوی نقلست که در پیش او در باب

اباحت و حرمت سماع که دران اختلاف علماء است گفتند فرمود سبحان الله یکی خاکستر شد و دیگری هنوز
در اختلاف است فرمود الآفات فی التدبیر والسلامة فی التسلیم فرمود العلماء اشرف الناس والفقراء اشرف
الاشراف فرمود الفقیر بین العلماء کالبدر بین کواکب السماء فرمود ارذل الناس من اشتغل بالاکل و
اللباس و هم از وی نقلست که مردی بخدمت شیخ بدر الدین قدس سره عرضداشت کرد که بجانب سلطان
غیاث الدین بلبن سفارش نامه برای من در قلم آرید شیخ نوشت رفعت قضیته الی الله ثم الیک فان
اعطیته شیئا فالمعطی هو الله وانت المشکور وان لم تعطه شیئا فالمانع هو الله وانت المعذور شیخ نظام
الدین اولیا در راحت القلوب می آرند روز چهارشنبه پانزدهم ماه رجب سنه خمس و خمسین و ستمائة دعاگوی
شرف سعادت قدمبوس سید العابدین حاصل کرد همان لحظه کلاه که بر فرق مبارک داشت بر سر این دعاگوی
نهاد و خرقه خاص از کمال شفقت و مرحمت و نعلین چوبین عطا شد الحمد لله علی ذلک و این نیز فرمود که ما
میخواستیم ولایت هندوستان بدیگری بدهیم اما شما در راه بودید در سر ما ندا کردند که بدار نظام بدادی میرسد
این ولایت اوست باو بدهی آنگاه دعاگوی خواست هرچه از زبان مبارک شیخ الاسلام بشنوم در قلم آرم
هنوز نیکو در خاطر دعاگوی نگذشته بود که فرمود زهی سعادت آن مرید که هرچه از زبان پیر بشنود هوش و گوش
بران متعلق بوده باشد زیراچه در آثار اولیا آمده است چون مرید از زبان پیر سخن بشنود و آنرا بنویسد هر
حرفیکه او در قلم آرد ثواب طاعت هزار ساله در نامه اعمال او بنویسند بعد مردن جای او در علیین باشد آنگاه هم
درین محل این سخن هم فرمود مردم را همه وقت همچنین میباید بود زیراچه هیچ لحظه و لمحه نیست که در دل
این کس ندا نمیکنند که زنده آن دل است که درو محبت و اشتیاق ما بیشتر است آنگاه سخن در درویشی
افتاد و بر زبان مبارک راند که درویشی پرده پوشی و خرقه پوشیدن حق اوست که عیب برادر مسلمان و غیر
ذلک بپوشد رسول صلی الله علیه وسلم از علی پرسید رضی الله عنه که این خرقه را بتو دهم چه کنی گفت یا رسول الله اگر
این خرقه بمن دهی پرده پوشی کنم و عیب بندگان خدا تعالی را بپوشم پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود
که فرمان بود هر که این جواب دهد این خرقه را بدو دهی چنانچه ذکر آن مفصل بالا گذشته است آنگاه
شیخ الاسلام چشم پر آب کرد و های های بگریست و بیهوش شد زمانی شد که از بیهوشی باز آمد بر لفظ مبارک راند

معلوم شد که درویشی پرده پوشی است فرمود شیخ شهاب الدین سهروردی قدس الله سره تا چهل سال چشم
بربست سوال کردند که از کجاست فرمود از سبب آن تا عیب مردمان را نه بینم و اگر ناگاه دیده شود بپوشم
بعد از آن شیخ الاسلام روی سوی دعاگوی کرد و گفت که چون درویش چنین شود بعد از آن
هرچه بگوید و بخواهد همان شود شیخ بدر الدین غزنوی نزدیک شیخ الاسلام نشست سخن در سماع افتاد
هر کسی چیزی میگفت چنانچه شیخ جمال هانسوی فرمود که سماع راحت دلهاست و جنبش اهل
محبت در بحر آشنائی آشناها میکنند شیخ الاسلام فرمود که آری رسم ایشانست چون نام آشنا شنوند
آشنائی نمایند بعد از آن شیخ بدر الدین غزنوی عرض کرد که بیهوشی اهل سماع از کجاست شیخ الاسلام بر لفظ مبارک
راندند آنروز باز که ایشان ندا الست بربکم شنیدند بیهوش شدند آن بیهوشی تا غایت در ایشان مرکب است
پس چون ایشان نام دوست میشنوند آن بیهوشی در ایشان اثر میکند بیهوش میگرداند و هم از دست شیخ الاسلام
بر لفظ مبارک راند که راه طریقت همه تحمل است اگر تیغ بر گردن تو نهند راضی باشی در اخبار الاخیار
است از شیخ نظام الدین اولیا نقلست که میفرمود که شیخ فرید الدین قدس سره بیشتر نان زنبیل خوردی
البته وقت افطار یکدو پرکاله نان زنبیل بیش بودی از شیخ نصیر الدین محمود نقلست سالها
بخدمت شیخ فرید الدین زنبیل گردانیده اند و خدمت شیخ نظام الدین بارها فرمودی که در آنشب
که دیله یا گل کریر در خانه شیخ سیر میخوردیم ما را روز عید بودی و آن رایگان بودی یاری میچیدی
آورد و همه میخوردند اما چون وقت دیله و کریر نبودی زنبیل میگردانیدند بعده فرمود که در خدمت
شیخ نظام الدین هم سالها زنبیل گردانیده اند بعده فرمود اینچنین خورده اند آنگاه بجای رسیدند
در سیر العارفین است که وقتی ایشان بسعادت بیعت و ارادت مشرف شدند هیژده ساله بودند
که در ملتان پیش مولانا منهاج الدین ترمذی کتاب نافع که در فقه است میخواندند و همدران مسجدی
ماندند و حفظ کلام مجید کرده بودند هر شبانگاه یک ختم میسر شدی ناگاه روزی حضرت خواجه
قطب الدین در آن مسجد تشریف آورده دوگانه تحیت بجا آوردند چون چشم ایشان بر چهره حضرت
خواجه قطب الدین افتاد با دل نگاه دل بدیشان داد و سر بر قدم نهاد و قطب العاشقین دیدند

که جوانی خوشخوی پاکیزه روی کتاب بدست دارد پرسیدند که بدست عزیزان چه کتاب است
عرض کرد که نافع فرمود که انشاء الله تعالی ترا این کتاب نافع میکرد و باز عرض کرد که انشاء الله
تعالی در خدمت شما نافع خواهد شد همان لحظه بشرف ارادت مستسعد گشته چون حضرت خواجه بسوی
دهلی شدند تا سه منزل همراه بود از انجا خواجه فرمودند که بابا فرید الدین همین نمط در ترک و تجرید تحصیل
علوم ظاهری مشغول میباش بعد ازان در دهلی پیش ما بیا که انشاء الله تعالی مرا انجا خواهی یافت آنمنزل
باز گشت و از انجا بقندهار رفته بچسان تحصیل علم نمود چون مدتی مدید بر آمد و منابع علم لدنی کشوده شد از انجا متوجه
خدمت حضرت خواجه شد و خواجه قطب از آمدن او بسی خوشدل شدند و نزدیک دروازه غزنی در حجره اشاره فرمودند که انجا مشغول باش بعد از دو هفته بملازمت پیر می آمد بخلاف دوستان
دیگر که پیوسته حاضری بودند چون در دهلی شهره ایشان بسیار شد و خلق مزاحم اوقات میشد باشاره حضرت
خواجه بخط بانسی آمده اقامت نمود صاحب اقتباس از سیر الاولیا می آرد که بخدمت سلطان المشائخ
پرسیدند که شما در وقت نقل گنجشکر حاضر بودید فرمودند مرا در ماه شوال بدهلی روانه گردانیدند و بنجم محرم
نقل واقع شد لیکن وقت رحلت مرا باد فرمود و گفت فلان در دهلی است من نیز وقت رحلت بر
قطب الاقطاب حاضر شدم در بانسی بودم پس خرقه خلافت جوالهٔ شیخ بدر الدین اسحاق نمود که
این امانت را بمولانا نظام الدین بداؤنی خواهی رسانید بعد نماز خفتن باجی یا قیوم گویان
جان بشاهد حق تسلیم کرد در سنه ثمان و ستین و ستمائة و بقولی تسع و ستین و ستمائة
و بروایتی تسعین و ستمائة در زمان غیاث الدین بلبن واقع شد و عمر شریفش نود و پنجسال
و بروایتی نود و سه از انجمله سی پنجسال بعد از وفات حضرت قطب الاقطاب در قید حیات بود
و پاک پتن معروف گشت بکمالات و کرامات ش درین کتابهای مذکوره بیش از بیش است لیکن
درین مختصر نگنجد ؎ رحم فرماشد تو له عابد آزاده عمر ؎ شد فرید الله سال رحلت مسعود عصر

ذکر شیخ الاسلام بهاء الدین ابو محمد زکریا الملتانی القرشی الاسدی رحمة الله علیه

خلیفه شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیهما در سنه یانصد و شصت و پنج

دکوٹ کرور ملتان تولد شدند و در منهم صفر سال ششصد و شصت و پنج بعمر صد سال از این جهان
درگذشتند از اکابر اولیا هند است کرامات ظاهره و مقامات باهره دارد صاحب اخبار الاخیار
می آرد میر حسینی سادات و صاحب نزهة الارواح و شیخ فرید الدین عراقی صاحب لمعات بملازمت
او رسیده اند و تربیت یافته و هم از وست که در وقتی که از بغداد بملتان آمد اکابر ملتان را بروی
حسدی پدید آمد بطریق کنایت کاسه پر از شیر کرده بخدمت او فرستادند غرض در این شهر گنجائش دیگری
شیخ اشعاری از دریافته کلی بر کاسه شیر نهاد و پیش آنجماعه فرستاد مقصود انکه جای ما در این شهر اینطور که گل بر شیر
ایستاده است خواهد بود اکابر از حسن لطافت این او احیران ماندند و مناقب و کرامات او گفتند و وی از اغنیاء شاکر
است فرمودی که دنیا بتمامها چه قدر دارد قل متاع الدنیا قلیل و معلوم است که از این چه قدر پیش ما باشد و
گاهی فرمودی که صحبت با رکسی اضرر کند که افسوس آن را اندازد و فرمود که غسانیل رخساره حال ما ست او در
کرمیان او و شیخ فرید الدین قدس سرهما مودتی عظیم بود و سالها باهم بودند و تیر گویند پسر خاله یکدیگر اند و
از خدمت او بشیخ فرید الدین گنجشکر سخن رسیده بود مگر موافق مجلس شیخ فرید الدین بود در مقدرت
انجمن شیخ بهاء الدین بشیخ فرید الدین رقعه نوشت و بخنجر این بود که میان ما و شما مناسبت بیست خواهد آمد این معنی
شیخ فرید الدین نوشت که میان ما و شما عشق است بازی نیست نقلست از شیخ نظام الدین اولیا که فرمود
فرید الدین را افطار کم بودی اگرچه تب آمدی بانصد کردی و شیخ بهاء الدین نگرفتی بار اصوم کمتر بودی
یا ایها الذین آمنوا ارکعوا و اسجدوا و اعبدوا ربکم و افعلوا الخیر و فرمود او از انها بود که این آیت در حق او درست آید
صاحب اخبار الاخیار می آرد شیخ رکن الدین فردوسی مرید خواجه بدر الدین سمرقندی است در دهلی بود شیخ
نجیب الدین فردوسی مرید شیخ رکن الدین فردوسی است قبر او جنب شرقی حوض شمسی بر صفه عالی تر دیک بقبر
سلطان ناصر الدین ملتجی است شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری که بر آداب المریدین شرحی دارد وی مرید
شیخ نجیب الدین فردوسی است گویند شیخ شرف الدین بشوق بندگی شیخ نظام الدین اولیا بدهلی آمد و
را از این انکه او بدهلی رسید شیخ نظام الدین بریاض رضوان خرامیده بود شیخ نجیب الدین فردوسی در انجا
بود چون بملازمت او رسید فرمود دریش سالهاست که منتظر تو نشسته ام امانتی دارم که بتو سپارم و

مرید شد و نعمتی که برای او نهاده بودند بگرفت و بوطن اصلی خود رجوع کرد و هم صاحب اخبار الاخیار میگوید که از ملفوظات شیخ شرف الدین منیری معلوم میشود که شیخ بدر الدین سمرقندی مرید شیخ نجم الدین کبری است انتهی و در سیر الاولیا نوشته است که وی خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی شیخ نجم الدین را دریافته بود مرا نیز نوشتن اختلاف در اینجا ضرور افتاد صاحب سیر العارفین مینویسد که حضرت شیخ نجیب الدین محمد فردوسی پیر شیخ شرف الدین بن یحیی منیری است که در بهار بوده است و پیر ایشان حضرت شیخ بدر الدین سمرقند که خلیفه حضرت شیخ سیف الدین باخرزی است و در رساله چهارده خانواده نوشته است شیخ نجم الدین کبری فردوسی و شیخ علاؤ الدین طوسی و شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سهروردی هر سه بزرگ بخدمت شیخ وجیه الدین ابو حفص عمر بن عمویه آمدند شیخ وجیه بعد از مدتی شیخ ضیاء الدین و شیخ علاء الدین را خلافت داده وداع کرد و شیخ نجم الدین را بشیخ ابو النجیب سپرد کرد و گفت این را بر جود گیرید بعد از هفت ماه شیخ ابو النجیب شیخ نجم الدین خلافت داد و گفت شما شاخ فردوسید از امروز فردوسیان پیدا آمدند بقول لتعجات شیخ سیف الدین باخرزی خلیفه شیخ نجم الدین کبری رحمة الله علیهم ذکر آن شیر بیشه محو و فنا ان غضنفر بادیه لا احصی ثنا آن مصداق تخلقوا باخلاق الله آن متصرف متصرفات حضرت الله حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر رحمة الله علیه در اقتباس الانوار است وی محبوب ترین خلفای و خواهر زاده شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سره در ارادت از اکثر یاران اعلی سابق بود و از اکمل یاران افراد و رؤسای عباد و در طریقه صوفیه حالی بلند و همت قوی داشت و از غلبه استغراق ذات مطلق هرگز رو بدنیا و عقبی نمی آورد و هم وی از سیر الاقطاب می آرد وی حضرت گنجشکر را بسیار کرده چنانچه از غایت مهربانی در باب وی فرمود که علم ظاهر و باطن من نیز شیخ نظام الدین بداؤنی را و علم ظاهری و باطنی نیز شیخ علاء الدین علی احمد صابر بردم و فرمود که علم سینه من در ذات شیخ نظام الدین بداؤنی و علم دل من در ذات شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر امانت کرده صاحب اخبار الاخیار از سیر الاولیا می آرد که در وقتی بود تا بت قدم و صاحب نعمت مرید شیخ فرید الدین است و شیخ فرید الدین وقتی که باو اجازت بیعت می کرد فرمود صابر زندگانی خوش خواهی گذرانید و همچنان

حضرت شیخ علاء الدین صابر

بود تا زنده بود بعیش خوش میگذرانید و او مردی خوش باش و گشاده پیشانی بود غالباً این شیخ
صابر غیر شیخ علی احمد صابر است و اما و شیخ فرید الدین و خلیفه او بود و قبر او در قصبه کلیر است
و سلسله شیخ عبد القدوس و غیره بوی منتهی میشود و ذکر او در سیر الاولیا اصلا نکرده و آنچه کرده
همین شیخ صابر را ذکر کرده بر آن نهجی که در عنوان مذکور شد و ترک ذکر او خالی از غرابت نیست و
تواند که مراد از شیخ صابر همین شیخ علی احمد صابر باشد والله اعلم صاحب اقتباس از سیر الاقطاب
می آرد در اوائل حال بوی قسمت لنگر بفقرا تا دوازده سال مقرر بود و خود صائم مانده نخورد
حضرت گنجشکر بکشف دریافته پرسید که بابا علاؤ الدین شما قسمت میکنید و خود میخورید یا نه گفت
بنده را بی اجازت پیر چه مجال است که یکدانه از آن بخورد فرمود که شیخ علاء الدین علی احمد
صابر است از آن روز بخطاب صابر مخاطب گشت و هم وی از سیر الاقطاب مینویسد که چون
وی از خدمت حضرت گنجشکر مثال اجازت نامه گرفته بشیخ جمال هانسی آمد و برابر آورده بدست
شیخ جمال داد و حقیقت حال اظهار کرده رخصت دهلی درخواست نمود در آنوقت تاریکی
شب نمایان گشته و چراغ حاضر نبود بنابر آن لختی اهمال واقع شد بعده چراغ آوردند و مثال
بگشاد بادی چراغ را بکشت حضرت مخدوم دمزد چراغ روشن گشت حضرت شیخ جمال مثال
بگرفت و پاره ساخت و گفت تاب نفس شما دهلی کجا آرد که بیک دمزدن تمام دهلی را خراب خواهد
ساخت حضرت مخدوم گفت من سلسله ترا پاره کردم شیخ جمال گفت از اول یا آخر گفت از اول
پس برخاست و برگشت و بخدمت پیر دستگیر آمد و کیفیت حال باز گفت و حضرت شیخ پرسید که
چون شیخ جمال مثال ترا پاره ساخت و تو چه گفتی گفت از زبانم همین سخن آمد که چون مثال
مرا پاره کردی من سلسله ترا پاره کردم گفت از اول یا آخر گفتم از اول حضرت گنجشکر فرمود تیر
بهدف رسید اما بخیر گذشت که اول گفتی و آخر سلامت مانده از مریدان تو شخصی خواهد
بود شیخ جلال الدین پانی پتی برکت دعاء وی سلسله شیخ جمال جریان خواهد پذیرفت
صاحب مرآة الاسرار میگوید که از بزرگان این سلسله بنقل متواتر منقولست که حضرت گنجشکر بموجب

خواهش حضرت مخدوم مثال دهلی عطا نموده فرمود که اول شیخ جمال را نمای بعد ازین دهلی رو چون حضرت
دهلی در رسیدند مثال بدست قطب جمال داده تعجیل کرد شیخ جمال گفت صاحب ولایت دهلی را بردمانی
می باید و شما طاقت یکساعت ندارید لیکن هر چه طور پیش خواهد رفت شیخ جمال مثال را پاره کرد بر زبان مخدوم
گذشت که من سلسله ترا برهم زدم که هرگز از تو سلسله مشایخ جاری نشود و آخر همچنان شد چنانچه در کتب سیر مشایخ
مسطور گشته چون شیخ علی احمد صابر از زمانی برگشته بخدمت شیخ گنجشکر رفته واقعه حال باز نمود حضرت شیخ را گفت حق
خوش شنیده در حق مخدوم علی احمد صابر مهربانی بسیار فرمود و گفت که ترا به ازان نوشته سپردیم دل تنگ مشو بعد
مثال بدستخط خود نوشته عنایت فرمود بجانب کلیر رخصت کرد و صاحب ولایت آنجا گرداینده که در آنجا
بغایت آباد و هوای آن نهایت باعتدال بود و هم صاحب اقتضای آن مسیر الانطاب بگوید چون در ملفوظات حضرت
گنجشکر ذکر مخدوم علی احمد صابر کم واقع شده و احوال وی بواقعی ثبت نگشته است کمابینبغی معلوم نشود که
سبب وی آنست که ملفوظات گنجشکر باتفاق شیخ جمال قدس سره جمع گشته اند و هر که نبشته است ذکر او خاطر
داشت شیخ موصوف لازم بود و ذکر غیر خاطر نکند بگر خود در دشمن است بنابر آن ذکر مخدوم واقع نشد
و حجت کمالیت و ولایت وی قدس سره از وجود مریدان و خلفاء سلسله اش اظهر من الشمس است الفرض
چون حضرت مخدوم از خدمت گنجشکر رخصت گرفته در کلیر رسید و سکونت اختیار کرد و علمائی ظاهر
و بعضی مشایخ آنجا با انکار پیش آمدند وی قلندر مشرب و ابدال وش سنگ دریده و در باطن مستغرق بود و در
ظاهری التفات نداشت چون مخدوم نشو و نمایافت رمردم اطراف روی بوی آوردند علما
و مشایخ حاسد پیدا شدند وقتی حضرت مخدوم با صحابه برای نماز جمعه رفته و در مسجد جامع قریب منبر نشست آنجماعت
پیش آمدند و گفتند که از اینجا خیز به جائی دیگر بنشینید اصحاب مخدوم متواضع گردیده در جائی خالی نشستند
انها زیاده درشتی آغاز کردند که اینجا نشستن آباد اجداد ماست شما را هرگز اینجا نمیگذاریم چون سخن بسیار
بلند شد حضرت شیخ سر از انجا برآورده فرمود که صاحب ولایت این دیار منم برای نشستن باینجا سزاوار است
آنجماعت یکبار غلو کرده گفتند از کجا معلوم شد که صاحب ولایت شما هستید برهان میباید پس حضرت از مسجد برخاسته
و گفت که برهانش اینست که شما بدین مباحثه تیز بجز گفتن اینکلمه مسجد در افتاد و چندین هزار کس در آن

بلاک شده پیش منور و خان افتاده با میماندان بعجز و پیش آمدند فرمود سود مند نیست من از حقتعالی خواستم اجابت
شده همگی از ساکنان این قصبه نمانده باز هر گز آباد نشود که نزدیک من ویرانی اینجا آبادانی است پس از آن زمان
همدران سال ربای افتاد و تمامی اهل آن دیار رانیست و نابود ساخت بعد از ویرانی حضرت مخدوم مزوق خاطر
بریاضت و مجاهده اشتغال میورزید و وحوش و طیور با وی انس گرفته بودند و شیر نر بر درش جاروب کشی نمود و سگ و گنبد
که هر شب جمعه شیر می آید و جهت فرسا میکرد از این حکایات استعجاب ننماید کرد چنانچه بدر راقم الحروف و سبا نصاحب
و شاه جیو عبد الله شاه که از مریدان شاه غلام حسین خلیفه آخون فقیر صاحب بودند حکایت میکردند که در ولایت
کحال شاه نام ساکن مراد آباد و بسبب ارادت بصاحبزاده غلام حسین بن اخون فقیر صاحب میرفت در وقتی مذکور
برای زیارت مخدوم علی احمد صابر رفته بود بوقت شب در مسجد شریف مخدوم غلاف کشیده استراحت میکرد
ناگاه ماده شیر مع بچه در میان در مسجد آمده هشت بچه اش غلاف در رویش کشیده ماده شیر از بچه خود بچار رویش
کشید باز بچه اش غلاف در رویش کشید ماز نزد خود ش کشید چند بار چنین شد بعده ایستاد و رفت گفته اند در اوائل
حال همگی بر مرقد شریفش هر گز رفتن نمیتوانست چون حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس سره بقصد زیارت
مخدوم روانه شد از مرقد شریفش یک گره مانده بود برقی در رسید حضرت ایشان بمجرد بدنش عرض نمود که
عبد القدوس از ان شماست و اشتیاق زیارت میدارد برق ناپید آگشت سه بار چنین و چنان شد چون حضرت
قطب العالم عجز و نیاز و اشتیاق بسیار انها را ساخته نزدیک مرقد مخدوم رسیدند بمجرد از قبر بر آمدند و ایشان را در کنار
گرفتند و تلطف نمودند و فرمودند که تو بواسطه طریقه ما در اینجا رسیدی و الا نه دیگری را طاقت دخول این مقام
حضرت قطب العالم عرض کرد که همگی کسان میخواهند که از زیارت شما مشرف شوند اگر برق جلال را در غلاف کشند عام
از برکت تربت شریف بهره یابند فرمودند که بخاطر تو این برق را مسطور ساختم از آن زمان همه خاص و عام در آن
بارگاه عالیجاه میروند و فیض میبرند و وفات حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سره سیزدهم ربیع
الاول سنه تسعین و ستمائة هجریه و اقعی اربع و ستمائة در زمان جلال الدین خلجی واقع شد و وی قدس سره
معاصر حضرت سلطان المشائخ نظام الاولیا بودند و با حضرت سلطان المشائخ محبتی داشتند و چند
سال میان سلطان المشائخ و ایشان مکاتبات بانتشار یافته تا بنحی جان گنج شکر دقیقی در حالت سماع برفت از دنیا

ذکر آن سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین محمد بداؤنی قدس سره

در اخبار الاخیار است نام او محمد بن احمد بن علی البخاریست و لقب او سلطان المشائخ و نظام اولیاست
و از محبوبان و مقربان درگاه الهی است و دیار هندوستان مملو است از آثار برکات او جد او خواجه علی بخاریست
و جد مادری او خواجه عرب هر دو از بخارا آمدند و مدتی در لاهور بوده بعد از آن در بداؤن سکونت
ساختند و پدر او خواجه احمد در صغر سن از سر او رفت و هم در سواد بداؤن مدفن یافت و بقولی
نسب ایشان بخالد بن ولید رضی الله عنه میرسد و تولد ایشان در سنه ثلثین و ستمائه بوده وی
چون قدری بزرگ شد والده او را در مکتب انداخت کلام الله میخواند و کتابها خواندن گرفت و هم
در عمر دوازده سالگی کتاب لغت میخواند مردیکه او را ابوبکر قوال گفتندی حکایت کرد که من پیش شیخ
بهاء الدین زکریا سماع گفته ام و این قول میگفتم لقد لسعت حیة الهوی کبدی مصرع دوم یاد نه آمد
شیخ یاد داد بعده مناقب شیخ بهاء الدین گفتن گرفت اینمعنی در دل او نشست بعده حکایت کرد
که از آنجا در اجودهن آمدم شاهی دیدم چنین و چنان بسماع این کلمات در دل او محبتی و ارادتی پیدا شد
که از خود رفت و محبت شیخ فرید الدین در سینه او نشست روز بروز خفیه تربیت مییافت در نشست و
برخاست و خواب و خور ذکر شیخ فرید قدس سره میکرد بعد از آن بقصد تعلم بدهلی آمد و تحصیل علم کرد
و مقامات حریری پیش شمس الملک که صدر ولایت بود تلمذ کرد و یاد گرفت و علم حدیث خواند و
او را در طالب العلمان نظام الدین بحاث گفتندی بعد از آن بشوق ارادت شیخ فرید الدین باجودهن
رفت و وی در آن زمان بیست ساله بود شش سیپاره قرآن پیش شیخ فرید الدین تجوید کرد و شش باب از
عوارف نیز سند کرد و تمهید ابوشکور سلمی و بعض کتابهای دیگر نیز پیش شیخ خواند و بقولی روز چهارشنبه در
پانزدهم رجب سنه ع ع و ستمائه مرید شدند و هم از وی نقل است که وی فرمود چون سعادت پابوس
شیخ فرید گنجشکر حاصل کردم نخستین سخنی که از شیخ شنیدم این بود که خواند بیت ای آتش فراقت
دلها کباب کرده + سیلاب اشتیاقت جانها خراب کرده + بعد از آن خواستم که شرح اشتیاق خدمت
ایشان باز نمایم دهشت حضور غلبه کرد همین قدر گفتم که اشتیاق پابوس عظیم غالب بود چون اثر

دهشت درین مشاهده کرد فرمود لکل داخل دهشة همدرین روز بخدمت شیخ بیعت کردم عرضه داشت کردم فرمان
چیست گفت تعلیم کنم و باوراد و نوافل مشغول شوم فرمود ما کسی را از تعلیم منع نکنیم آنچه کن این هم کن تا غالب آید و دلش را قدرت
علم بابد بعده با نعمت خلافت مشرف شد و بهر ولی آمد و تا شیخ در قید حیات بود سه بار بخدمت او رفت اما در
وقت رحلت شیخ حاضر نبود چنانکه شیخ فرید الدین در وقت رحلت خواجه قطب الدین و خواجه در وقت سفر
خواجه بزرگ قدس الله اسرارهم حاضر نبودند بعد ازان در دهلی باشارت غیبی در غیاث پور که الان
خانقاه او در آنجاست سکونت کرد و هم ازوی نقلست که وی فرمود مرا در واقعه کتابی دادند در
بسطور بود تا توانی راحت رسانی که دل مومن محل نظر ربوبیت است و میفرمود که در بازار قیامت هیچ کالای
را آنچنان رواج نخواهد بود که دریافت دلهارا و هم ازو نقلست که وی گفت وقتی با شیخ خود در کشتی
همراه بودم شیخ مرا پیش طلبید و فرمود بیا ترا چیزی بگویم چون بدهلی بروی در مجاهده باشی بکار
بودن هیچ چیست روزه داشتن نیمی راهست و اعمال دیگر چون نماز و حج نیمی راه وقتی دیگر فرمود من از
خدا خواسته ام که هرچه نواز خدا تعالی نخواهی سالی وقت او بگیرد فرمود از برای تو قدری دنیا نیز خواسته ام
در وقت خلافت فرمود مجاهده باید کرد برای استعداد راه وقت دیگر در حجره سر برهنه کرده و بشر بسیار
متغیر شده میگفت و این رباعی میگفت رباعی خواهم که همیشه در رضای تو زیم + خاکی شوم و زیر
پای تو زیم + مقصود من خبیث ز کونین تویی + از بهر تو میرم و برای تو زیم چون بیت تمام کرد بسجده افتاد
چندگرت مثل این دیدم در حجره در زدم سر در قدم شیخ نهادم فرمود بخواه چه میخواهی من چیزدنیی خواهم
شیخ مرا بخشید بعده پشیمان شدم که چرا نخواستم که در سماع بمیرم صاحب سیر العارفین میگوید که در فوائد الفواد
از زبان نقل است که گفت چون بشرف ارادت گنجشکر مشرف گشتم در آن ایام بخانه دی عسرتی تمام بود
اکثر دردیشان متعلقان ایشان چند هفته دوسته فاقه روی میداد و از برکت صحبت ایشان هیچکس را اتفاق
نبود وی مولانا بدر الدین اسحق پسر خود آوردی و شیخ جمال پسر دوی از جنگل دیپالپور آوردی که پدری از دست
گریبان است و اکثر مردم آنرا در سر که انداخته اچاری میسازند مولانا علم الدین کابلی آب می آورد و دیگهای
مطبخ می شست و من آن دیپالپوری را همی بختم و در کاسها انداخته برای افطار حضرت ایشان و درویشان میبردم و

وازنظام گانی نمک میسر میشد وگاهی نیشه حکایات کمالات حضرت نظام اولیا بیاد بسیار خاطب میان میاورد این محقر
گنجائش آن ندارد وفات او بعد طلوع آفتاب روز چهارشنبه هیزدهم ربیع الآخر سنه خمس وعشرین وسبعمائه
تاریخ شهنشاه دین وسیر العارفین است چون وی سن نود وچهار سالگی رسید قریب هشت ماه بول وغائط شیخ
نصیر الدین محمود بعد از نماز ظهر روز چهارشنبه خرقه ومصلا وتسبیحی وکاسه چوبین وآنچه از شیخ خود یادگار بود عطا کرد
وفرمود شما را در دهلی باید بود وجفا وقطار مردم باید کشید بعد ادای نماز عصر در سنه مذکور برحمت حق پیوست دور
ایام خواجه امیر خسرو همراه سلطان غیاث الدین تغلق بتغلق پور بگاله بود بعد استماع این واقعه امیر خسرو از خصلت سلطان
منجمل تمام دلگیر شده رسید در وی گرد آلوده خود بهزار پریشانی آن بزرگوار مالیدن گرفت ولباس سیاه
پوشید وبمدران روضه متبرک بماند بعد سه ماه بمدران روز چهارشنبه سنه خمس وعشرین وسبعمائه
نیز بجوار رحمت حق پیوست در مزار آن بزرگوار در پایان حضرت شیخ واقع است

ذکر آن آئینه جمال وجلال حقانی آن مظهر نمایش لاهوتی آن صورت حالش نمونه تجرید وترک آن قطب ابدال حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سره

وی از کبار خلفاء حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر اند صاحب اقتباس میگوید بقول صاحب
سیر الاقطاب از حضرت گنجشکر نیز خلافت داشت وی را در طریق شانی بزرگ وکرامانی وافر وهمتی
بلند وتجریدی بکمال داشت واز غایت تجرید اکثر لباس خلقه رنده جرم پوشیدی ودیران این نقل متواتر
سلسله نسبت او چنین روایت کرده اند که شیخ شمس الدین ترک بن سید احمد ترک بن سید عبد المومن از
فرزندان حضرت خواجه احمد یسوی بود قدس سرهما که نسبت وی بحضرت محمد حنیفه بن علی کرم الله
وجهه منتهی میشود وهم صاحب اقتباس انوار مینویسد از مرآة الاسرار که چون شیخ شمس الدین ترک
او را داعیه تحصیل علوم پدید آمد تا مدتی در دیار ترکستان کسب علم نمود وبعد ازان که از تحصیل علوم
فارغ گشت وکشود وکار خود در آن نیافت در هرچه بود ازان برآمده تجرید کلی اختیار نمود وبه
صدق براه سلوک طریقت نهاده رونه شد واز ترکستان بطلب مرشد کامل بماوراء النهر درآمد واز
بزرگان او دریافت اما هیچ یکی از بزرگان نسبت آنچنان بدست نداد لاجار قدم بطرف هندوستان نهاد بسر کشتا

بعد مدت بسیار در کلیر بخدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر رسید قدس سره بمجرد مشاهدهٔ جمال شریف مقدمات علمی
که حجاب راه شده بودند فراموش کرد و بی اختیار سر در قدم حضرت مخدوم آورده بشرف بیعت بهره مند
گردید و بفیض کلاه ارادت فائض گشت و همدر آن ساعت حضرت مخدوم فرمود که ای شمس الدین
تو مرا فرزندی از خدا خواسته ام که سلسلهٔ ما از تو جاری شود الغرض حضرت شمس الدین ترک بعد ارادت
در خدمت مخدوم مشغول شد روز بروز سلوک وی ترقی میکرد تا آنکه سیر سلوک تمام کرد و بمرتبهٔ تکمیل و ارشاد
رسید چنانکه بر تربیت طالبان مشغول گشت و اکثر احوالات و خوارق عادات از وی ظاهر شدن گرفت
اما وی از غایت بلند پروازی بدین چیزها التفات نداشت آخر الامر حضرت مخدوم علی احمد صابر در آخر
حیات خود وی را پیش خوانده خرقهٔ خلافت و نعمتها که از خدمت حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سره یافته
بود بوی عطا فرمود و اجازت نامه بدست خود نوشته مرحمت نمود و اسم اعظم که سینه بسینه از پیران چشت
رسیده بود تلقین فرمود بعد از آن وصیت کرد که چون من در پرده شوم از سه روز زیاده اینجا نخواهی ماند حق
سبحانه تعالی ترا صاحب ولایت دیار پانی پت گردانیده است آنجا روی و در قصبهٔ پانی پت سکونت اختیار
کنی و گم گشتگان آن دیار را هدایت نمائی و من همه جا ممد و معاون تو خواهم بود پس التماس نمود که ولایت
شما حضرت حاضر است اراده من آنست که باقی عمر در جاروب کشی آستانهٔ حضرت صرف نمایم و حالا فرمان چنین است
که در پانی پت بروم آنجا شیخ شرف الدین بو علی قلندر میباشد ما را با وی چه طور صحبت بر آید فرمود
باک مدار که وی بآخر رسیده است بمجرد رفتن تو از قصبهٔ مذکور بیرون آید و بعد از چند روز از این عالم فانی
نقل مینماید و هم صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که شیخ شمس الدین ترک قدس سره بعد یافتن
خلافت از مخدوم علی احمد صابر رخصت گرفته چند مدت نوکری سلطان غیاث الدین بلبن اختیار
کردند و کمال خود را در لباس اغنیا پوشیده میداشتند وقتی سلطان غیاث الدین بلبن بر سر یک قلعه
لشکر کشید و قلعه را محاصره کرد مدتی بگذشت و آن قلعه فتح نمیشد تا شبی هوائی تند وزید و باران بشدت
بارید چنانکه خیمهای لشکریان افتاد و سرمای صعب روی نمود و آتش در هیچ جا نماند و در خوابگاه سلطان
هم شمع روشن نمانده بود و سقاء آفتابه سلطان جست و جوی آتش میکرد تا برای وضوء سلطان آب گرم نماید

ناگاه از دور دیدند که در یک خیمه چراغ روشن است چون نزدیک آن خیمه رسیدند که درویشی تلاوت قرآن آنجا
میکند منتظر شدند تا آنش خواستن بتوانست درین اثنا حضرت شمس الدین رحمه الله سر برداشت و گفت
میخواهی سبز سقا چوبی روشن کرده بکار خانه خویش باید اما و برا ازین واقعه قرار نبود وقت صبح مشک گرفته
بسوی خیمه وی روان شد چون نزدیک رسید و برادر آنجا ندید برگشت و بر تالابی که بر دن لشکر بود رفت دید
که همان درویش وضو میکند او را بگوشه بایستاد وی حضرت وضو کرد و نماز او ادا نموده بسوی خیمه خود متوجه گشت
چون آن سقا مشک را از آب بر کرده آب را چنان گرم یافت گویا که از آتش گرم ساخته اند و او ندانست که این همه از برکت
درویش است و شب دیگر سقا پیش از رسیدن درویش بر آن تالاب رفت طلب آب کرد آب را سرد یافت مثل پنج شب سیوم آن
سقا پنهان بنشست تا وی حضرت بیامد و وضو کرد و نماز او ادا کرده بخیمه خود رفتند بعد چون آن سقا
آب را باز دید گرم یافت مشک را ازان آب پر کرده پیش سلطان آمد و آنچه دیده بود جمله پیش سلطان
اظهار نمود سلطان سقا را همراه گرفته بر سر آن آب پنهان شدند تا بوقت صبح وی حضرت بر سر آن آب رسیدند وضو
ساخت و نماز گذارده رفتند سلطان آب را دید که گرم است متحیر بماند و پیش از ان هرگز دیده نبود بعد ازان حضرت وی
نمود و دید که در خیمه خود تلاوت قرآن میکند سلطان دست بسته بایستاد چون وی از تلاوت فارغ شد سر برداشت
سلطان را بدید تعظیمش کرد و سلطان گفت که زهی سعادت من که مثل شما دوست خدا در زمان من موجود است
و این قلعه چرا فتح نمیشود و هر چند وی حضرت دفع میکرد و لیکن سود مند نشد لاچار دست بدعا برداشت و فاتحه
خواند و گفت همین ساعت سواری کنید انشاء الله تعالی فتح شود سلطان همچنان کرد و قلعه مفتوح گشت
سلطان از وی دیگر بار ملازمت اراده کرد وی حضرت بنور باطن دریافت همه اسباب و اموال را همچنان
بگذاشت و بحدمت پیر خود پیوست و چند گاه آنجا بماند و بعد از وفات مخدوم علی احمد صابر به روز آنجا بماند
بعد موافق وصیتش متوجه پانی پت گشت و هیچ جائی و مکانی معین نکرد لاچار در سایه دیواری بنشست دیدم
صاحب اقتباس میگوید از کتابی چنان معلوم گشته که چون حضرت شمس الدین ترک در پانی پت رسید همگی
اختیار کرد روزی خادم وی حضرت شیخ بو علی قلندر را بصورت شیر نشسته دید خادم آنچه دیده بود
بحدمت وی حضرت باز گفت وی حضرت فرمود که وایبر و اگر دیو ایمان نگذارد بنی سلام بن بر سان

و بگو که شیر را بیشه میباید چون خادم برفت دیرا بهمان شکل دید و گفت که شیخ من سلام رسانیده است و گفته که شیر را
بیشه می باید در حال شیخ شرف برخاست و بهمان صورت شیر به باگهوتی رفت باگهوتی نام جائیست بیرون
شهر جانب مشرق چون وی بشکل شیر در آنجا رفته نشست از آن سبب باگهوتی نام یافت تا حال زیارتگاه
خلائق است چون حضرت شیخ شرف در باگهوتی اقامت گرفت حضرت شیخ شمس الدین ترک باز خادم را گفت
که پیش وی برو و بعد سلام بگو که این شهر بتوابع و مضافات بمن مرحمت شده است خادم حسب الامر رفت
و پیام وی حضرت بشیخ شرف در باگهوتی رسانید پس وی قدس سره از آنجا بجانب موضع بوته کهیره رفت که
است از مضافات قصبه کرنال آنجا سکونت اختیار کرد و اگرچه گاه گاهی به پانی پت می آمد و لیکن اکثر
اوقات بوته کهیره میبودند چون حضرت شمس الدین ترک در پانی پت سکونت کرد تمامی خلائق بروی بخدمت
وی آورده مرید شدند و وی سالها در ارشاد مریدان مشغول بود هدایت مینمود و روزی بر در حجره
با اصحاب نشسته علم حقائق و معارف بیان میکرد اتفاقا شیخ جلال لباس فاخره پوشیده و بر اسپ سوار
شده در آن کوچه گذشت نظر وی حضرت بر جمال وی افتاد خیلی مائل گشته بجانب اصحاب خطاب
فرمود که نعمت خود بر جبین این خوردک تابان می بینم بمجرد گفتن این کلمه شیخ جلال را نیز نظر بر آفتاب
ولایت افتاد بی اختیار از اسپ فرود آمده سر در قدم وی حضرت نهاد وی حضرت سر وی را
از دست حق پرست خود برداشته فرمود که باز بر اسپ سوار شده بگردان وی اسپ را باز گردانید
پس وی حضرت بر دل او تصرف نموده بخود جذب کرد شیخ جلال همدر آن ساعت به بیعت مشرف
گشت و از نظر فیض اثر او فائض گشت و کلاه چرمی که وی حضرت بر سر خود داشت بدست خود بر
سر او نهاد و فرمود که ترا اینهم دادم و آنهم دادم در مرآة الاسرار است که شیخ شمس الدین در آخر حیات
خرقه خلافت بشیخ جلال الدین عطا فرموده جائی نشین خود گردانید بتاریخ نوزدهم شعبان برحمت حق پیوست
و بروایت سیر الاقطاب دهم جمادی الثانی سنه ست و عشر و سبعمائه واقع شد و صاحب مرآة
میگوید سنه وفاتش بنظر نیامده و لیکن باخر شیخ نصیر الدین اودهی بود و یکی خلیفه ایشان بشاه شیرونی
در لاهور مشهور است و حضرت شیخ وی را خطاب شیر ربانی داده بود نام وی سلیم الدین است و چون

چون اکثر بسواری شیر سیر میکرد و بشاه شیر ربانی مشهور گشت صاحب ذوق و شوق و وجد و سماع بود و سوای
وقت نماز شب و روز استغراق و بیخودی بر وی غالب بودی بعد انتقال حسب الوصیت وی در سال
هفتصد و چهل و نه از احمد آباد مریدان جسد وی را بلاهور می آوردند چون بیرون شهر لاهور بشب قیام کردند
فردای آن جنازهٔ وی را از آنجا برداشتن نتوانستند پس در آنجا دفن کردند معلوم شد که فرموده بود اگر از جای
که جنازهٔ مرا برداشتن نتوانند همانجا دفن کنند تا حال فقرای سلسلهٔ وی در لاهور موجود اند شیخ محمد صدیق
لاهوری خلیفهٔ شاه عبد الحق لاهوری وی خلیفهٔ شیخ عبد الجمیل المشهور شیخ شهبنان که قبرش در ده باغبان
پور قریب مزار شیخ حسین است و وی خلیفهٔ شیخ محمد عرفان و وی خلیفهٔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی است
و در علوم شریعت و طریقت و فقر شانی عالی در رتبهٔ بلند داشت و روز را در تعلیم ظاهر گذرانیدی و بشام بارشاد طلاب حق
مشغول بودی و در حالت سماع مردمان را بنظر فیض اثر خود از کار دنیا بیکار نمودی در هشتم ذی الحجه سنه نهصد
و نود در شهر لاهور وفات یافت شیخ محمد سلیم از خلفای کاملین شیخ محمد صدیق است صاحب عشق و محبت و اهل سماع
و وجد و جذب و سکر بود و فقیر صاحب مقام عالی و در حالت سماع تا دو روز و سه روز بیخود افتادی مردم میدانستند
که طائر روح وی از قالب پرواز نمود در سیوم ذی الحجه سنه یکهزار و سی در لاهور وفات یافت و در میدان زنخان بجوار مزار پیر خود
مدفون گشت شیخ ابو الخالق ارادت بخدمت شیخ محمد سلیم داشت و از مشایخ کبار اهل یقین بود و صاحب زهد و تقوی و
عبادت بود و تا آخر عمر در بدایت ظاهر و ارشاد باطن مشغول بود در شانزدهم ذی الحجه سنه یکهزار و یکصد و سی و هشت
بعد عمر یکصد و بیست و پنج در لاهور وفات یافت ذکر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی رحمة الله علیه در اخبار
الاخیار است اشهر و اعظم خلفای شیخ نظام الدین اولیاست و صاحب سر و وارث احوال او ولایت دهلی بعد از
شیخ نظام الدین بوی انتقال یافت و بغایت اتباع شیخ داشت و طریقهٔ او فقر و صبر و رضا و تسلیم بود و هم از وی نقلست
که روزی با امیر خسرو که محرم خلوت خاص شیخ نظام الدین بود التماس کرد که از وی بخدمت شیخ عرض کند که من بنده
در اوده میباشم و از سبب مزاحمت خلق مشغول نمیتوانم بود اگر فرمان شود در صحرای خدا تعالی را بفراغ خاطر عبادت
کنم امیر خسرو را معهود بود که بعد از نماز خفتن بخدمت شیخ رفتی و نشستی و آنچه گذشته بودی نقل کردی درین وقت عرضداشت
شیخ نصیر الدین محمود گذرانید شیخ فرمود او را بگو ترا در میان خلق میباید بود و جفای خلق میباید کشید و مکافات ببذل و عطا میباید

گردد هم صاحب اخبار الاخیار میگوید که نقلست که روزی بعضی از مریدان شیخ نظام الدین اولیا در زمان سرود
میشنیدند شیخ نصیر الدین در مجلس بود برخاست و گفت خلاف سنت است گفتند از سماع منکر شدی و از مستی
پیر برگشتی گفت حجت نمیشود دلیل از کتاب و حدیث میباید بعضی از شیخ بخدمت شیخ رسانیدند که شیخ محمود چنین میگوید
شیخ را صدق معاملهٔ او معلوم بود فرمود راست میگوید حق آنست که وی میگوید و هم وی گوید در جوامع الکلم مسطور
که روزی بندگی شیخ نصیر الدین محمود را در خانقاه برین بیت زدقی بکمال گرفت بیت جفا بر عاشقان
گر نمی نخواهم کردهم کردی * قلم بر بیدلان گر نمی نخواهم راندهم راندی * مولانا شاعر رساله پرداخت و ذکر این مجلس تمام
در آن رساله کرد و بر معنی که این بیت هیچ حقیقت نمیتواند بود اگر جور و جفاست بخداوند عز و جل نسبت کردن کفر لازم آید
و مثال بچند کلمه جمع کرد و بر مولانا معین الدین عمرانی برداد و بسته بر گرفت پیش شیخ فرستاد و شیخ آزاد بدو مولانا
معین الدین را بخود طلبید و این رساله بدست او داد و هیچ نگفت و دستار در ریع پوشانید باز گردانید روز دیگر سماع بود
بندگی خواجه برین بیت بسیار بر تصیده اقتطراب میکرد و باعی مابل مغانه دوش بیباک زدیم *
عالی علمش بر سر افلاک زدیم * از بهر یکی پیمانه هجواره * صد بار کلاه توبه بر خاک زدیم * بعد از فصل آن سماع
بالای بام رفت و نشست و زمود معین را بطلبید مولانا معین از دست رفت و پیش افتاده کردند و گفت تا آن
مولانا نبود که این جا بود این شیخ مولانا نگفت بار گردانید مولانا در خانقاه نیامد روز دوم فوت شد و هم وی گوید
آورده اند که سلطان تغلق شیخ محمود را ایذا ها کردی و در سفر همراه خود گردانیدی گویند که وقتی او را
جامه دار خود گردانیده بود و این همه را موجب و صبت پیر خود تحمل کردی و دم نزدی و وقتی تغلق برای
وی طعام فرستاد در آوندهای زر و نقره و باعث این چیز ایذا بود یعنی اگر طعام من نخورد همین را بهانه
ایذا سازم و اگر بخورد گویم در کاسه زرین خورد و نامشروع کردی شیخ نخنی از کاسه بزرین بر آورد بدهنها و پس بر زبان بنهاد و بخورد بداند پیش خانه خاسر ماند در سیر العارفین است آن گزیده حضرت معبود عبد الواحد
نصیر الدین محمود در مشایخ کبار ممتاز بود جد بزرگوارش عبد اللطیف بزدوی و پدر ماورش یحیی نام داشت
که ولد او لاهور بود و ولد شیخ محمود او ده و بقولی نام پدر ایشان خواجه یوسف بن یحیی بن عبد اللطیف
بزدوی است و چون او را در نه سالگی گذاشت والده او را در تحصیل علوم ظاهری همتی بلیغ نمود و در اندک

حال پیش مولانا عبد الکریم سبزواری برایه و بزودی تحصیل نمود و بعد رحلت آنعزیز بخدمت مولانا افتخار
الدین محمد گیلانی از هر علمی نصیبی کامل در گرفت و در بست و پنجسالگی ترک و تجرید نمود و بمجاسبه نفوس و
مجاهده بنفس اشتغال داشت و شصت سال بر انهای آنده یا یک دو درویش میگشت و نماز با جماعت او را
فوت نشده بود اکثر افطار او بر برگ سبزها بود و در چهل و سه سالگی از انجا بدیلی آمده مرید حضرت
شیخ نظام الدین محمد بداؤنی شده و مدتی در خدمت وی حضرت سبزوار بود چنانکه همه درویشان او را بعضر الله
محمود گنج مسکفشند او بحسب قلوب مشایخ بود قوله یاران خرکسوت نگاه دارید تا فردا در قیامت شرمنده
خدا تعالی و رسول صلی الله علیه وسلم نباشید جفا کشید و فا کنید تا گندم نماید جو فروش نباشید روزی بعد از
نماز ظهر از جماعتخانه بحجره خاص نمیرفت بود ندا ایشان را بر گز دربان نبود خادم ایشان خواهرزاده مولانا
زین الدین علی بود او نیز در خلوتگاهی حاضر بودی و گاهی نبودی و عین مشغولی قلندری بیباک نزدیکی نام در خلوت
ایشان در آمد از کار دیا زده ضرب بهجوره مبارک ایشان زد و حضرت ایشان را از استغراق بکار آورد شد در آن
حجره ناودان بود خون مبارک ایشان از ناودان بر آمد بعض مریدان چون آنحال بدیدند اندرون دویدند دیدند
که قلندری ناپاک زخمهای کاری میزند حضرت ایشان دم نیز نمیزدند مریدان خواستند که آن بدبخت را ایذا رسانند
حضرت شیخ نگذاشت و فرمود که هیچکس مزاحم او نشوید قاضی عبد المقتدر تنها نیستی که از مریدان خاص حضرت ایشان بود
و شیخ صدر الدین طبیب را حضرت شیخ زین الدین علی را بحضور خود خوانده سوگند داد تا کسی آن قلندر را آزار نرساند
و بدست که قلندر را انعام فرمودند که مبادا در قتل کار و زدن بدست تو آزاری رسیده باشد سبحان الله در عالم
تسلیم و رضا چه نمونه داشتند بعد از آن تا سال در قید حیات بودند در نیمروز ماه رمضان شب جمعه و در سن کمال
کل بیست حاصل آمده خواستند که طائر روح پاک را از قفص قالب پرواز دهند مولانا زین الدین علی عرض نمود
که مخدوم اکثر مریدان شما صاحب جمال و اهل کمال اند کسی را اشارت شود که بجای شما بنشیند تا این سلسله
گسسته نگردد فرمودند بر دنام درویشان که بر ایشان حسن ظن داشتند نوشته بیارتا ملاحظه نمایم مولانا نامه را
رفت سه دفتر تذکره ایشان مرقوم نموده اعلی و اوسط و ادنی بنظر گذرانده بعد مطالعه فرمود که مولانا
غم دین خود بخورند چه جای آنکه بار دیگران بر دارند بعد از آن وصیت فرمودند که در وقت دفن من خرقه حضرت

حضرت شیخ نظام الدین قدس سره بر سینه من نهند و عصا بر بدن من زنند و تسبیح حضرت پیر بانگ غشی ها آیند که من
زیر سر نهند و نعلین حضرت پیر بعد آغوش من نهند و مصلا بالا، قالب من کشند حاضران آن وقت وصیت حضرت
عمل نمودند سید محمد گیسو دراز حضرت را غسل داد و در سیمان یافته آن پلنگ که بر آن غسل داده بودند برآورده کفن
خود انداخت و گفت خرقه ما همین بس است فی الجمله سیدند کور را قبولیتی که بعد نمود از برکت آن بود در همان تاریخ
مذکور سنه سبع و خمسین و سبعمائة و بقولی ستین تاریخ شمع جمع صوفیان وقات یافتند رحمة الله علیه ذکر شیخ
سراج الدین عثمان المشهور باخی سراج از مشاهیر خلفای نظام الدین اولیاست قدس سره آنچه از سلسل
مردان و رین دیار مشهور است از سلسله او و سلسله شیخ نصیر الدین محمود است و وی از عنفوان شباب که هنوز موی
ریش اغاز نشده بود در حلقه ارادت شیخ در آمده بود و در سلک خدمتکاران پرورش یافته بود بعد چند سال
برای دیدن والده بمقام لکهنوتی که الآن بگور مشهور است میرفت و باز بخدمت میرسید و در وقت عطای خلافت
او را شیخ فرمود که اول درین درجه کار علم است او را چندان نصیبی از علم نیست مولانا فخر الدین زرادی
عرض کرد که او را در شش سال عالم بسکنم بعد ازان در خدمت مولانا فخر الدین تعلم کرد و مولانا مر
او تصریفی تصنیف کرد او را عثمانی نام نهاد بعد ازان پیش مولانا رکن الدین کافیه و مفصل و غذوری مجمع النحو
تحقیق کرد و بعد از نقل شیخ نظام الدین قدس سره سه سال دیگر تعلم کرد و بعضی کتب از کتاب خانه شیخ که وقف
بود و جامها و خلافت نامه که از خدمت شیخ یافته بود با خود بردوان دیار را بحال ولایت خود بیارامت
و در باب او نفس شیخ چنین رفته بود که او آئینه منست و ستانست نقلست که او بعضی جامها را که از خدمت پیر یافته
بود دفن کرد و بر آن گوری ساخت و در وقت رحلت وصیت کرد که مرا بهمان گور جامها دفن کنند بعد از نقل او
همچنین کردند خلفای او در دیار گور مشهور اند مقام او نیز در آن دیار است رحمة الله علیه در ملفوظات شیخ غیاث الدین
بلکپوری مذکور است که درویشی بهر در دی مهمان شیخ سراج عثمان او دهی شد چون شب شد بعد از نماز خفتن شیخ
جامه از تن بر کنند و بستر افتاد و آن درویش تمام شب بنماز مشغول بود چون بامداد شیخ برخاست و بوضوی شب
نماز کرد درویش گفت عجب کاری که تمام شب خواب نبودی و نماز بامداد بی وضو کردی شیخ او را تواضع بسیار نمود
و فرمود شما نیز رسید تمام شب کار کردید و ما کالائی داریم و فردا در پی آن کالاست نگاهبانی می کردیم

حاشیه نظامیه

اگر عاشق بسجده ریاید + دل عاشق همیشه در نماز است + ذکر شیخ صدر الدین حکیم از اجله خلفای شیخ نصیر الدین محمود است رضی الله عنهما و نظر شیخ نظام الدین نیز شده گویند که مدتی سوداگر بود و در اصحاب آن شیخ بصیح و متین مشتهر بصلاح و تقوی و در صنعت طب بسیار تام بوده نقل است که بکبار گی او را پریان گرفته بودند تا برای یکی از ایشان که بیمار بود علاجی بکند چون علاج او موافق افتاد و بیمار ایشان صحت یافت او را خطی نوشته دادند تا بسگی که در فلان کوچه بغیر افتاده میباشد نماید او خطه را آورد و بسگی که نشان داده بود بنمود چون سگ آن خطه را بدید روان شد و بر سر زمینی رفت و بایستاد و زمین را کافت و گنجی که در زیر آن زمین بود نشان داد از انجا که علو همت درویشانست او را بدان گنج التفات ننمود و قبر او در قلعه دهلی علامتی است

ذکر شیخ کمال الدین علامه صاحب مناقب المحبوبین از مفاخر الاولیاء و اداب الطالبین و مجالس حسنه و مرآت ضیائی

ذکر پسران مولانا فخر الدین مذکور سید شیخ کمال الدین ابن عبد الرحمن پسر برادر عم زاده و خواهر زاده و مرید و خلیفه شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی بودند و خلافت از حضرت شیخ نظام الدین اولیا هم مستفید شدند بعد یافتن خرقه و خلافت در احمد آباد گجرات خلق خدا را در حلقه ارادت خود در آوردند پس از ان در دهلی آمده تا زیست به تهذیب مخلوق مصروف بودند نسب ایشان با امام حسن رضی الله عنه میرسد لقب ایشان بکثرت علم علامه گشت و در سیر العارفین است که حضرت نصیر الدین محمود را در خطه او دو خواهری بود از ایشان بزرگ او نیز را بعقد حصر بوده او را دو پسر بودند یکی مولانا زین الدین علی و دوم مولانا کمال الدین خادم شیخ مشار الیه گاه گاهی از حضرت شیخ خود رخصت گرفته بجانب خطه او ده برای مرت خاطر همشیره مهتبر که خود می آمدی و او را بخدمت پیر خود در دهلی می آمدند انتهی مولانا شیخ کمال الدین شادی نکردند حضرت شیخ نصیر الدین محمود حال ایشان گفت که خدا شوید تا نسل حد با از صلب شما باقی بماند بعد از ان فرمود شیخ خود که خدا شدند و سه پسر از صلب ایشان پیدا شدند اول ایشان شیخ نظام الدین ثانی شیخ نصیر الدین خلیفه محمد گیسو دراز اولاد او در گلبرگه است و قبر او هم در انجاست مقام پدر خود بودند و شیخ کمال الدین و لدست و معظم ذی قعده سنه ست و خمسین سبعمائة وفات یافتند و قبر ایشان در دهلی کهنه پائین قبر خال خود شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است و در اخبار الاخیار است شیخ زین الدین خواهر زاده و خلیفه و خادم شیخ نصیر الدین چراغ دهلی است ذکر او در مجالس و ملفوظات شیخ ثبت یافته است مولانا داود مصنف چند این

مرید اوست و مدح او در اول چند این کرده است قبر او در گنبدیست که پایان گنبد شیخ نصیر الدین محمود در ضمن
حظیره صحن واقع است انتهی و بقولی قریب گنبد هذا قبر شیخ کمال الدین است و گردش کتهره سنگ سرخ است
اولاد خلفاء ایشان در احمد آباد مذکور سکونت میداشتند ذکر سید گیسو دراز سید محمد بن یوسف الحسینی
الدهلوی خلیفه راستین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است جامع است میان سیادت و علم و ولایت شانی رفیع و
رتبتی منیع و کلام عالی دارد او را میان مشائخ چشت مشربی خاص و در بیان اسرار حقیقت طریقی مخصوص است در اوائل
حال بدهلی تشریف داشت و بعد از رحلت شیخ بدیار دکن رفت و قبولی عظیم یافت اهل آن دیار همه منقاد و مطیع او گشتند و همدران
دیار از دنیا انتقال فرمود او را سید گیسو دراز گویند و وجه شهرت او باین لقب هر آنچه شنیده است آنست که روزی او
با چندی دیگر از مریدان پالکی شیخ نصیر الدین محمود برداشته بودند در وقت برداشتن گیسوی سید بسبب درازی که داشت
در پالکی بند شد و او بسبب رعایت ادب و استغراق عشق و محبت ببر آوردن گیسو مقید نشد و هم بر آن وضعی که واقع
شد مسافت بعید قطع کرد بعد از آنکه شیخ را بر این معنی اطلاع افتاد خوشحال شد و بر صدق عقیدت و حسن صنعت او آفرینها کرد
و هم در حال این بیت فرمود ؎ هر کو مرید سید گیسو دراز شد + والله خلاف نیست که او عشقباز شد + خدمت میر را
ملفوظات است مسمی بجوامع الکلم که بعضی از مریدان او که او نیز محمد نام دارد جمع کرده در آنجا مینویسد. فرمودند هر چیزی
آفتی دارد و عشق را دو آفت است یکی آفت ابتدا و دوم آفت انتها آفت ابتدا آنست که چندان درد عشق و غم طلب
معشوق بروی طاری شود که او را محیط گردد و مدتی بر این بر آید تا او را در آن لذت کامل دست دهد و هیچ راه
وصول محبوب بروی نگشاید بداند که جز از درد و غم نقدی دیگر نیست همبران ماند بعد مرور ایام درد و غم طبیعت
او شود و عادت گیرد و ذوق درد نماند نه دولت وصول میسر شود و ذوق الم از حرقت همچنین ضایع شود و سرد گردد و بر جای
خود بماند هیچ از وی بادی نماند عاقبت او بر خسران و حرمان باز آید نعوذ بالله منها و آفت انتها آنست که چون بوصال معشوق
رسد مشغول بلذت وصال گردد و حرقت فراق و الم هجران از وی برود و بعد مرور ایام وصال عادت و طبیعت
او گردد و ذوق وصال هم برود و مطلوب از حالتین جز ذوق و خوشی و راحت محبوب نیست و حالی بی ذوق
و فراق بی لذت الم او چه کار آید مرد سرد شود و هیچ از وی بادی نماند عشق برود و محروم از ذوق جمال محبوب
گردد نعوذ بالله منها اگرچه وصال باشد ذوق کجا بدان راحت گیرد و وصال چه کار آید اما عشق برخوردار آنست

که حالت ابتدا مشغول بلذت فراق و ذوق الم و حرقت هجران باشد و در انتها هر چند که وصال او زیاده گردد بود
او مزید تر شود طلب زیاده گردد و درد بر درد افزاید ذوق رو نماید این عاشق را گویند که عاقبت او بخیر شود و از عشق
برخورد و خط کامل گرفت اگرچه عارفان این را نقصان گویند اما ذوق اینجاست بی آنکه نظر بر کمال و یا بر نقصان
کنی فرمودند در عوارف میگوید که کامل را ذوق سماع نباشد اما این کاملی است که آفت انتهائی عشق بدو رسید
او را از و ببرد عادت بر وصول گرفت بعد اعتیاد ذوق رفت و سرد شد انتهائی ممدوح که آفت بدو نرسیده
باشد آنست که درین بیت اشارت میکند ؎ عجبی نیست که سرگشته شود طالب دوست + عجب اینست که من واصل
و سرگردانم + فرمودند حالت ممدوح در سماع اینست که از خود نشود و با خود باشد هر چه کند و بگوید بداند لیکن حالتی
او را فرو گرفته باشد که از آن حرکات و سکنات که در آن وقت از وی صادر میشود امتناع نتوان آورد چنانچه
مرد غضوب در حالت غضب و سماع وقتی بیهوشی هم آرد و لیکن آن حالت ممدوح نباشد مقصود در سماع جمع هم و توجه دل
بر یک چیز است و خالی کردن از هر چه نه آن یک چیز است پس آن حالت بیخودی مبائن و مفوت این باشد هر آئینه ممدوح نبود مخدوم
دین و دنیا در سنه هشتصد و بیست و پنج برفت از دنیا ذکر شیخ علاء الحق والدین بن اسعد لاهوری بنگالی خلیفه
شیخ اخی سراج الدین است در ابتدا حال از اغنیا و اکابر وقت بود بغایت معظم و در آخر سلک مریدان شیخ انتظام یافته
فقر و انزوا اختیار فرمود گویند که چون شیخ اخی سراج با نعمت خلافت از پیش شیخ نظام الدین حضرت یافته خواست
که بجانب وطن اصلی متوجه شود بخدمت وی التماس کرد که در آنجا شیخ علاء الدین مردی دانشمند و عالیجاه است مرا
با وی چگونه بسر آید فرمود غم مخور که وی خادم تو خواهد بود و آنچنان شد که شیخ فرموده بود شیخ را خرج فراوان بود اما هیچ وجه
استقامتی نداشت و دو باغ که از بزرگان ایشان که حاصل آن هشت هزار تنکه نقره بود کسی گرفت هیچ وقتی
بر زبان نیاورد و بخلق بخششهای بی اندازه میکرد و میگفت که عشر عشیر آنچه مخدوم من داشت از خرج ندارم قبر او در
است وفات او در سنه ثمانمائه ذکر شیخ فتح الله اودهی خلیفه شیخ صدر الدین حکیم است در اوائل حال از علمای دهلی
بود سالها در مسجد جامع دهلی که پائین منار شمسی است بر مسند درس و افادت جا داشت و در آخر مرید شیخ صدر الدین حکیم
شد و بسلوک این طریقه مشغول گشت گویند که وی ریاضات بسیار کشیده بود و لیکن نفحه از آن عالم بمشام
حال او نرسیده بود شکایت این حال پیش شیخ برد فرمود که ترک تدریس کن و کتابها را از ملک خود بدر کن او همچنان

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

گرد بگرد کتابی چند که بسمت نفاست و لطافت موسوم بود او زیر خود نگاه داشت هنوز نسخ باب معرفت در توقف بود
تا بکتب را نیز از خود جدا کرد و او را دیدند که بر لب آبی نشسته اجزای شست او از چشم او نیفتاد تا لوح ضمیرش از نقش ما
پاک شد و در بدل آن علم باطن ثبت یافت حضرت قطب عالم در مکتوبی مینویسد ایشان سه روز بیوسته در سماع بودند
نماز صبح وقت ادا میکردند بعد سه روز چون فرود آمدند شد یاران عرض کردند که سه روز گذشته پرسیدند نماز ادا
گفت او اگفت بعده شیخ محمد عیسی را که خلیفه ایشان بود پرسیده فرستادند این نماز جائز است یا نی شیخ محمد عیسی
جواب نوشتند که نماز همان نماز است که حضرت مخدوم گذارند اما بهت رعایت شرع باز باید گرداند شیخ قاسم
اودهی دهلوی از مریدان اوست رساله او مسمی بآداب السالکین رحمة الله علیها در وی مینویسد در رونشان مصلا
و تسبیح و شانه و عصا و مقراض و سوزن و ابریق و کاسه و نمکدان و طشت و آفتابه و کفش و نعلین که بر بدن ایشان
و یاران میدهند هر یکی دلالت بر معنی دارد مصلا دلالت بر استقامت طاعت میکند و تسبیح دلالت میکند بر جمعیت
یعنی خواطر پریشان که مزاحم وقت او بود بجمعیت رانود و یکنخطه گشت چنانچه دانهای متفرق جمع
است شانه نشان خبر است یعنی شر از و دفع شود و عصا دلالت میکند بر انکه تکیه همران نکی باید کرد بر
حقیقی است و مقراض دلالت میکند بر قطع علائق و بر قصر آمال و سوزن دلالت میکند بر پیوند صورت
و معنی اما سوزن را بی رشته نه بندند سوزن و رشته از پی پیوند + آن بدو این بدوست حاصل
و ابریق و کاسه دلالت میکند بر رعایت فقرا و مهمانان بآبی و نمانی و نمکدان و طشت و آفتابه
دلالت میکند بر کندروی یعنی کندروی پیران حواله او شد و کفش و نعلین دلالت میکند بر ثبات قدم
و اگر شانه نمیدهند و عمامه یا کاغذی پوشیده و هند که آلت مفارقت است و چون کار و بکسی دهند باید که از نیام
کرده بدهند و خربزه یا گوشتی همراه او کنند و سبو و ابریق و مثل آن آب پر کرده دهند و چون شانه دادن
گفتند جانب دهند انها باریک در دل شانه دان کنند که در کار جدائی موئی المنع است یعنی چون سبب تفریق و جدائی
و در نر باشد بهتر است ذکر شیخ سراج الدین که ایشان را نام مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ کمال الدین صلاح
مذکور بوده اند و خلافت از شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی نیز میکشند عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن که مولانا حمید
ناگوری شاگرد ایشان بودند و شعر هم میگفتند چنانچه این شعر ایشانست شعر بار دیگر هم همین گوید سراج قبلنا

پیشکش نظامی

سال الاردی بار + در بست و یکم جمادی الاول شب پنجشنبه سنه سبع عشر ثمانمائه رفعات یافتند در پیران پتن نهر والا در محله
پیر پوره المشهور بر کات پور خانقاه ایشان در صحن آنجا خانقاه گنبد فوق ایشان و قبت پنج پسر عقب گذاشتند اولی شیخ سعید الدین
مجذوب عقب نگذاشتند ثانی شیخ علم الدین که قائم مقام ایشان بود و اولاد کثیر گذاشتند ثالث شیخ مجد الدین و الد نصیر الدین ثانی مرید
و خلیفه پدر بزرگوار خود بود و مدفون اولاد کثیر گذاشتند و طریقه ایشان از این دو پسر جاریست رفعات ایشان در بست و دوم شوال
واقع شده در گنبد مرقد پدر بزرگوار خود مدفون گشتند رابع شیخ سعد الدین خامس شیخ محمد عقب نگذاشتند و مرید شیخ رکن الدین
کان شکر بودند و دگر شیخ نور الحق و الدین المشهور بشیخ قطب عالم غریزند و مرید و خلیفه علاء الحق است از مشاهیر اولیای هند
است صاحب عشق و محبت و ذوق و تصرف و کرامات نقلست که جمیع خدمتهای فقرا از خانقاه پدر خود از جامه شوی و آب
گرم کردن او میکرد و اول خدمت پای خانه بوی حواله بود اتفاقا درویشی از دور شکم بود بوقت پایخانه آمد و شیخ نور بوقت معهود برای
برداشتن آن فضله بود تمام نجاستها بجامه و اندام او افتاد و شیخ علاء الحق آنجا میگذشت و او را بآن حالت دید خوشحال
شد و فرمود که حق انجیدت بجا آورد می حالا خدمت دیگر بگیر در رشیق العارفین که از ملفوظات شیخ حسام الدین مانکپوری است
که شیخ نور الحق قدس سره نه ماهت سال در خانه پیر خود هیزم کشی میکرد وقتی اعظم خان برادر بزرگ که وزارت داشت او را بآن
حالت دید گفت قاضی نور همه تنهای شما غارت کردید و هم وی میگوید که شیخ نور الحق فرموده که مشایخ پیشینه نوزده
منزل طی کرده اند ما سلوک تمام کردیم بعد و اسماء الهی پیران پانزده منزل تعین کرده اند این فقیر سه منزل اختیار کرد
منزل اول حاجی بقول آن بجا میگوید منزل دوم من اشتهای یوماه فهو مغبون منزل سوم عبادة الفقیر فنی الخواطر بدین عملیا
کار سالک تمام کرد و انشاء الله تعالی و هم میگوید که شیخ نصیر فرمود نهایت ریاضت آنست که هر وقت دل را بجوید بلا
حق سبحانه یابد چه در خواب چه در بیداری چنانچه طفل چون محبت خیری خواهد بعد انتباه همان چیز را طلبد
شیخ نور قطب عالم را گفته اند بغایت نصیر و لطیف بزبان اهل درد و محبت و اینچند کلمه از مکتوبات ایشان است
راه ما این است و منزل ما درد + حرکت لنگ و بار سخت غیور + غیرت حق آن اقتضا کرد که غیر درمیان نگذاشت هر که
بغیر او پرداخت او را گداخت و هر دو بگفته اند قرار درویش در بیقراری و عبادت درویش از غیر حق بیزاری شغول نصیر
حق گرفتاری و طاعت بی استغراق با طن بیکاری و ظاهر آراستن بکاری خون جگر خوردن بزرگواری رد فضله او
و شهر شده و است و وفات او در شهر صد و سیزده است ذکر شیخ محمد حسنی از کبار مشایخ جونپور است در اصداق آن

راه خداست صاحب مقامات علیه و احوال سنیه مرید شیخ فتح الله اودهی است والد او شیخ احمد عیسی از اکابر دهلی است
در قرانی که از آمدن امیر تیمور بصوب دهلی افتاد و اکثر از اکابر بجانب جونپور رفتند و او نیز در آن میان بود و شیخ محمد عیسی در آن زمان
هفت هشت ساله بود و هم در صغر سن بمقتضی سعادت ازلی و استعداد جبلی مرید شیخ فتح الله شد و وجود آن باشارت پیر پیش
ملک العلماء قاضی شهاب الدین تلمذ کرد و شرح اصول بزدوی که قاضی دارد و بتقریب او نوشته است و بعد از فراغ
از تحصیل علم ظاهر در خدمت شیخ بتصفیه باطن مشغول شد و شغل باطن بروی بغایت استیلا یافت بحدیکه میگویند
که بر در حجره او درختی بود سالها گذشته که شیخ را از آن خبر نبود تا روزی برگهای آن درخت بر جای نشست او افتاده
بود پرسید که این برگها از کجاست آن زمان معلوم کرد که درینجا درختی بوده است و از بسکه سر در مراقبه داشته بود استخوان
مهره گردن او برآمده بود و زنخدان بسینه رسیده روضه او در جونپور است **ذکر شیخ علیم الدین**
ایشان مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ سراج الدین بودند و هم از سید محمد گیسو دراز خلافت میداشتند در بیست و
ششم صفر روز چهارشنبه سنه تسع و ثمانمائة بقولی سنه احد و تسعمائة وفات یافتند و در گنبد برابر قبر پدر خود
مدفون گشتند و آن گنبد در پتن مذکور است که بلده قدیمه ولایت گجرات است بسیار کبار در آنجا مدفون اند
سرزمین آن عشق خیز و محبت انگیز است انوار برکت و ولایت از ویرانهای آن میتابد **ذکر سید شمس الدین طاهر**
سیدی بزرگ بود در ولایت رنتهنبور توطن داشت کبیر السن بود عمر او بصد و پنجاه رسیده بود مرید شیخ نور قطب عالم
بجناب خواجه معین الدین چشتی اعتقاد و محبت داشت بدین درازی عمر هیچگاه در کوچهای اجمیر آب بینی و آب دهن
نینداخت چه بول و غائط در شهر بی طهارت نه در آمدی و در دروازه شهر سکوت کردی و اگر در شهر در آمدی
طهارت کامل کردی چون وضو گران شدی زود بدر رفتی تا مبادا نقض وضو شود رحمة الله علیه **ذکر**
حسام الدین مانکپوری مرید و خلیفه شیخ نور قطب عالم از اعیان مشایخ وقت خود بود عالم بود بعلم شریعت
و طریقت او را ملفوظاتست مسمی رفیق العارفین بعضی از مریدان او جمع کرده است در آنجا مینویسد فرمان شد
مریدان نسبت به پیران بمثابه پیوندند از جامه ولیکن مرید صادق حقیقی که در گفته پیر رود مثل پیوند سفید است
بر جامه سفید بشستن جامه شسته شود و هم سفید گردد همچنان که هر فیضی که به پیر رسد بر وی هم رسد و هم برخوردار
گیرد و کسیکه بگفته پیر نرود مرید رسمی است او همچو پیوند سیاه است بر جامه سفید اگر فیض پیر باو هم برسد

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

اما او را چندان نفع نباشد و برخورداری کم بود فرمان شد سالک از ذکر عاشق گردد و از فکر عارف فرمان شد
فیض الهی ناگاه رسد ولیکن بر دل آگاه رسد پس سالک منتظر میباید تا از پردهٔ غیب چه گشاید فرمان شد فراق کجاست
یا اوست یا نور اوست یا پرتو نور اوست فرمان شد درویشی بر درویشی رسید درون خانه برد ناگاه آن درویش گفت
الله صاحبخانه آستینی بر روی زن خود کشید و پرده کرد زن او را از سر اینکار پرسید گفت در آن زمان که او آمده
بود یگانه بود خبر از خود نداشت چون الله گفت بیگانه شد با خود باز آمد رحمة الله علیه ذکر شیخ بهاء الدین
جونپوری از مشاهیر مشائخ آن دیار است مرید شیخ محمد عیسی است در ترک و تجرید و صدق و ورع قدمی داشت
گویند که یکمردی صاحب نعمت شیخ حسین نام از دولقه گجرات بشوق دریافت صحبت شیخ محمد عیسی بجونپور آمده بود
شیخ بهاء الدین در آن ایام طالب علمی صالح و قابل بود بصحبت او افتاد و این شیخ حسین علم کیمیا میداشت چون
شیخ بهاء الدین را دید که جوانی فقیر و مستحق است روزی دل او بروی بسوخت گفت ترا همراه ما بصحرا می باید آمد
بصحرا رفت و کیمیائی بعمل آورد و بوی بداد که صرف ما یحتاج خود بکن تا اگر باز احتیاج شود با ما بگوی که برای تو
دیگر بکنیم شیخ بهاء الدین عرضداشت نموده که بنده را از شما امید کیمیا دیگر است این کیمیا بکار من نیاید شیخ را بروی
دل خوش نشد و در تربیت باطن او بیفزود تا وقتیکه مدت ملاقات شیخ حسین با شیخ محمد عیسی باخر رسید و با نعمت خلافت
و خرقه تبرک از شیخ یافت بجانب دولقه مرخص شد شیخ بهاء الدین دست بدامان شیخ آورد و التماس ارادت و اجازت
نمود او گفت پیر تو درین شهر است و از ما ترا همین مقدار صحبت نصیب بود بعد از مدتی شیخ بهاء الدین را دل بملازمت
شیخ محمد عیسی کشیده بعلاقه ازلی سابقه در معتقدان او در آمد و مرید شد و نعمتها یافت و هنوز بنعمت
خلافت مشرف نشده بود که وقت رحلت شیخ در رسید فرمود بهاء الدین خرقه خلافت تو پیش شیخی
است که از مانکپور تشریف خواهد آورد و در زمانی که موعود بود راجی سید حامد بجونپور رسید و شیخ
بهاء الدین نیز باستقبال او بر آمد هم در لقیه اولی خرقه پوشانید و خلیفه ساخت وفات شیخ بهاء الدین
در سنه ذکر شیخ محمود راجن ایشان مولانا مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ علم الدین بودند و خرقه
خلافت سهروردیه و شطاریه از دست شیخ قازن پوشیدند و خرقه چشتیه از دست محمد گیسو دراز
و شیخ ابو الفتح میداشتند و نیز از دست شیخ عزیز الله متوکل و از رکن الدین کان شکر خلیفه زاهد چشتی

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

خرقه چشتیه پوشیده و خلافت سلسله مغربیه از احمد کهتو یافته و ذکر احمد کهتو و شیخ عزیز الله متوکل و شیخ قارن
در اخبار الاخیار مرقوم است در روز جمعه در بست دوم صفر سنه تسعمائه وفات یافتند و در احمد آباد گجرات
مدفون گشتند شیخ ابو الفتح علائی قریشی مرید و خلیفه سید محمد گیسو دراز است جامع بود میان علم ظاهر و باطن
و بزیارت حرمین شریفین رسیده و کتاب عوارف المعارف را پیش حضرت سید گذرانید و مثال خلافت و اقبال
یافته او را مصنفات است مثل تکمیل در خود مشاهده در تصوف وغیره قبر او نیز بکالپی است شیخ ابو الفتح جونپوری
مرید و شاگرد جد خود است قاضی عبد المقتدر او نیز بر طریقه جد خود فاضل و دانشمند بود و بر حکم وصیت او بدوام
درس و افاده علوم مشغول ماند فصیح بود و بزبان عربی قصائد و بزبان فارسی شعری دارد او را با قاضی شهاب
الدین در اصول کلامیه و فروع فقهیه بحثها بود شیخ ابو الفتح اول در دهلی بود در واقعه صاحب قران امیر تیمور با بعضی
دیگر از اکابر شهر بجونپور رفت و قاضی شهاب الدین همدران واقعه بدانجا رفته است تاریخ ولادت شیخ ابو الفتح چهاردهم
ماه محرم سنه اثنین و سبعین و سبعمائه وفات او یوم الجمعه الثالث عشر من ربیع الاول سنه ثمان و خمسین و ثمانمائه
رحمة الله علیه ذکر شیخ جمال الدین جمن ایشان المقلب بجمن بودند مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ محمود
راجن بودند و نیز خلافت از برادر عم زاده پدر خود شیخ نصیر الدین ثانی میداشتند المعروف بشیخ خواجه که خلافت از پدر خود
شیخ مجد الدین میداشتند و شیخ جمن پدر خود شیخ راجن را از احمد آباد گجرات نقل کرده در پیران پتن نهروالا بر حوض اعظم
خانجهان دفن کردند صاحب مناقب مذکور گوید هکذا فی مخبر الاولیاء و همچنین شیخ نصیر الدین ثانی را از انجا بر آورده در انجا
دفن کردند و هکذا فی مجالس حسنیه شیخ جمن در سنه رابع و تسعمائه وفات یافتند و قبر ایشان در نور پور یا شاه پور بر دریای
سابرمتی است و صاحب کتاب مرآت ضیائی در چانپانیر گجرات میگوید و در کتاب گلزار الابرار است که او خانقاه
در چانپانیر میداشتند کفار ایشان را بتاریخ نهم ربیع الاول سنه نهصد و هشت در آنجا شهید کردند و هم همانجا
دفن کردند تاریخ وصال شهید خنجر تسلیم عمر جاودان دارد و اولاد ایشان در قصبه بیرم گانو احمد آباد سکونت میدارند و ایشان
عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن و اهل وجد و سماع ذکر شیخ الاتقیا حسن محمد نام وی نیز جمال الدین است بقول
مناقب مذکور کنیت ایشان ابو صالح است عالم بعلم ظاهر و باطن بودند و صاحب تصانیف چنانچه تفسیر محمد
و حاشیه تفسیر بیضاوی و حاشیه بر نزهت الارواح وغیره از تصنیفات اوست و حضرت محمد غوث گوالیاری

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

در گلزار الابرار ذکر ایشان آورده اند و در فرادیس فرخ شاهی است که شیخ محمد ابو صالح المشتهر حسن محمد
بن شیخ احمد المشتهر سیانجیو بن شیخ نصیر الدین ثانی در عمر دوازده سالگی مرید عم قرابتی خود شیخ جمال الدین
جمن شد و کار کرد و خلافت یافت و هم در عمر شش سالگی از پدر خود شیخ احمد باجازت و خلافت مشرف گشت
و در عمر شانزده سالگی تحصیل علم ظاهری کردند ولادت ایشان در سنه نهصد و بیست و سه عمر شریف پنجاه
و نه سال بوده و وفات ایشان قبل از ظهر بیست و هشتم ذیقعده سنه یکهزار و هشتاد و یک بقولی نهصد و هشتاد و دو واقع شد
و در بلده مولد خود احمد آباد گجرات محله شاه پور قریب قبر والده مشفقه خود مدفون گشت و ایشان در وقت
فوت شیخ جمن سیزده ساله بودند بعد فوت شیخ خود تا مدت چهل و یکسال و بعد انتقال پدر خود چهارده
و در حیات والد خود بیست و هفت سال بر مسند ارشاد ارشاد بر مسترشدان نمود ذکر شیخ محمد نام
ایشان شمس الدین است و لقب ایشان محمد و قطب مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود حسن محمد بودند ولادت ایشان
در بلده احمد آباد گجرات در سنه نهصد و پنجاه و شش واقع شد و در روز یکشنبه بیست نهم ربیع الاول سنه یکهزار
چهل و یک وفات یافتند و در بلده مذکوره مدفون گشتند و چهار پسر در عقب گذاشتند اول شیخ سراج
الدین و دوم شیخ عزیز الله و سیوم شیخ حسن محمد و چهارم شیخ محمود و تاریخ بود چشتی محمد اکبر ایضا و اصل
حق محمد چشتی و خلفا بسیار داشتند و از انجمله مشهورتر نبیره ایشان شیخ یحیی مدنی بن شیخ محمود است
ذکر شیخ مدنی یحیی مدنی ایشان مرید و خلیفه جد بزرگوار شیخ محمد بودند نام نامی ایشان محی الدین و لقب
شریف یحیی مدنی کنیت ابی یوسف است عالم بودند بعلم شریعت و طریقت چنانچه تفسیر حسینی و چهل و دو نسخه
که در آن چهل و دو کتاب است از تصنیفات ایشانست و از اهل وجد و سماع بودند ولادت ایشان در احمد آباد
گجرات است بتاریخ بستم ماه رمضان بروز پنجشنبه سنه یکهزار و ده واقع شد قطعه چو سلطان الولایت شیخ یحیی +
که بروی از خدا صد آفرین باد + تولد یافت در تاریخ مسعود + سعادت ذات پاکش را قرین باد + عمر شریف
نود سال رسیده بود و آخر عمر چهارده سال در مدینه منوره گذرانیده بود و هم در مدینه مطهره در شب بیست و هشتم
صفر سنه یکهزار و یکصد و بیست و دو رخت سفر بربستند و زیر قبه حضرت عثمان غنی رضی الله عنه مدفون گشتند و در کتاب
مفتاح الکرامات که از تصنیف مرید محمد فاضل بن فیروز ایشانست ملفوظات و احوال ایشان مرقوم است و در

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

معارج الولایت فی مدارج الهدایت بیان احوال ایشان مفصل است و از اکابر خلفای ایشان کلیم الله جهان آبادی
بودند که ذکرش خواهد آمد ذکر راجی حامد شه مرید شیخ حسام الدین مانکپوریست بزرگ بوده و صاحب نسبت درست و
حال صحیح و صفای باطن نقل است که در زمان شمس الدین التمش شهاب الدین که از اجداد اوست از سادات
کرویز بدهلی قدوم آورده بود بزرگان ایشان معزز و مکرم بوده اند در زمان مردم آن دیار بر ایشان اسم راجی غالب آمده
و او نیز در اوائل حال در لباس سپاهیان بود در آخر بصحبت شیخ حسام الدین رسید و ریاضت شاقه کشید صفای
باطن و حضور وقت نصیب او گردید وی از علم ظاهر بقدر ما یحتاج کفایت کرده بود ولیکن دانشمندان اسیر حلقه
ارادت او بودند قبر او در مانکپور است شیخ حسن طاهر مرید راجی حامد شه است و از پسر وی راجی سید نور نیز
نعمت خلافت یافته والد او شیخ طاهر از ملتان بطلب علم بایندیار افتاد و مدتی در بلده بهار سکونت کرد و پیش بده
حقانی تحصیل علم نمود و هم در بهار شیخ حسن از عدم بوجود آمد و هم در اثناء تحصیل علم ورد طلب دامن گیر حال
او شد و بصحبت درویشان افتاد و چون آوازه مشیخت و بزرگی راجی حامد شه در میان خاص و عام افتاد شیخ حسن
بدیدن سید بطریقه امتحان رفت و هم در بقیه اولی در سلسله او آمد اول کسیکه از علماء در حلقه ارادت سید در آمد او
بودی که از مشائخ جونپور است و او را رسائل است در طریق سلوک و علم توحید چون سلطان سکندر معتقد او شده قدوم
او را اینجانب التماس نمود و سابقه اشتیاق بزیارت مشائخ دهلی داشت طلبیدن سکندر موکد اینحال شد اول در آگره
آمد مدتی در آنجا بود بعد از آن بدهلی رسید و در کوشک بجی منڈل که برج حصار سلطان محمد تغلق است با اهل و
عیال سکونت کرد و هم در آنجا وفات یافت و قبر او و اکثر اولاد او هم در آنجا است و ذکر او در اخبار الاخیار مفصل
مسطور است و ذکر پسر ایشان محمد حسن خیالی بعد ذکر شاه قطب که مزارش در مرادآباد است ضمناً خواهد آمد وفاتش
در بیست چهارم ربیع الاول سنه تسع و تسعمائه ذکر آن مبداء و منشاء خانواده نقشبندیان خواجه محمد بهاء الدین
نقشبند رحمه الله در رشحات است ولادت ایشان در محرم سنه ثمان و عشر و سبعمائه بوده در عهد عزیزان خواجه علی رامیتنی
بنابر آن قول وفات حضرت عزیزان در شهور سنه احدی و عشرین و سبعمائه بوده باشد رحمة الله علیهما مولد و مدفن
ایشان قصر عارفانست که دهی است بر یک فرسنگی از شهر بخارا از طفلی آثار ولایت و کرامت از بشره مبارک ایشان
هویدا بوده است در نفحات است نام ایشان محمد بن محمد البخاریست ایشان را نظر قبول بفرزندی از خدمت خواجه محمد بابا سماسی

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

منشاء خانواده نقشبندیان

است و تعلیم آداب طریقت بحسب صورت از امیر کلال چنانکه گذشت اما بحسب حقیقت ایشان اویسی بوده اند و تربیت
از روحانیت خواجه عبد الخالق غجدوانی یافته اند چنانچه میفرمودند که شبی در غلبات جذبات بسه مزار متبرک
از مزارات بخارا رسیدم بهر مزار چراغی دیدم افروخته و در چراغدان روغن و فتیله تمام اما فتیله را اندک حرکت
میبایست داد تا از روغن بیرون آید بتازگی برافروزد و در مزار آخرین متوجه قبله نشستم و در آن توجه غیبی افتاد
مشاهده کردم که دیوار قبله شق شد و تختی بزرگ پیدا شد و پرده سبز در پیش وی کشیده و گرداگرد آن تخت
جماعتی خواجه محمد بابا سماسی را در میان ایشان شناختم از آن جماعت یکی مرا گفت بر تخت خواجه عبد الخالق
غجدوانی اند و آن جماعت خلفاء ایشان آنگاه آن جماعت گفتند گوش دار که خواجه بزرگ سخنان خواهند فرمود
از آن جماعت درخواستم که بر خواجه سلام کنم و بجمال مشرف شوم پرده برگرفتم پیری دیدم نورانی سلام کردم
جواب دادند آنگاه سخنانی که بمبدای سلوک و وسط و نهایت تعلق دارد با من در بیان آوردند و گفتند
آن چراغها با تو نمودند اشارت و بشارت است ترا باستعداد قابلیت این راه اما فتیله استعداد را
حرکت میباید آورد تا روشن شود و اسرار ظهور کند و دیگر فرمودند و مبالغه نمودند که در احوال قدم
بر جاده امر نهی و عمل بعزیمت و سنت بجا آری و از رخصتها و بدعتها دور باشی و دائما احادیث
مصطفی را صلی الله علیه و سلم پیشوای خود سازی و متجسس اخبار و آثار رسول الله صلی الله علیه
و سلم و صحابه کرام او رضی الله عنه باشی و گفتند بعد از آن متوجه نسف شوی بخدمت
امیر کلال چون بموجب فرموده بنسف رفتم و بخدمت امیر سید کلال رسیدم خدمت امیر الطاف نمودند
و مرا تلقین ذکر کردند و بطریق نفی و اثبات بطریق خفی مشغول ساختند و چون در واقعه مامور
بودم بعمل بعزیمت ذکر علانیه عمل نکردم کسی از ایشان سوال کرد که درویشی شما را موروث است یا مکتسب
ایشان فرمودند که بحکم جذبیت من جذبات الحق توازی عمل الثقلین باین سعادت مشرف گشتم
باز ایشان را پرسیدند که طریقه شما ذکر جهر و خلوت و سماع میباشد فرمودند که نمی باشد پس گفت بنای طریقه
شما بر چیست فرمودند خلوت در انجمن بظاهر با خلق و بباطن با حق سبحانه و تعالی میفرمودند قوله تعالی
یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله اشارت بآنست که در هر طرفة العینی نفی این وجود طبعی میباید و اثبات

نقشبندی

معبود حقیقی بیاید بلکه دیگر مودند بتر حید میتوان رسید ین اما بسر معرفت رسیدن دشوار است و هم در صحبت
و خدمت امیر کلال علیه الرحمة در مرض آخر خود اصحاب را بمتابعت خواجه نقشبند شارت فرموده اند در
اصحاب از خدمت امیر سوال کردند که خواجه بهاؤالدین در ذکر علانیه متابعت شما نکردند امیر فرمودند
هر علمی که بر ایشان میگذرانند بنا بر حکمت الهی است و اختیار ایشان در میان نیست سخن خلفا و خواجگان اگر تا
بی تو بیرون آورده اند ستر س و اگر تو بخود بیرون آمده بترس وفات ایشان در شب دوشنبه سیوم ربیع
الاول سنه احدی و تسعین و سبعمائه واقع شد رحمة الله علیه ذکر خواجه علاؤالدین عطار قدس الله تعالی
سره در نفحات نام وی محمد بن محمد النجاریست از کبار اصحاب خواجه بهاؤالدین بوده است و حضرت
در ایام حیات خود حواله تربیت بسیاری از طالبان ما ایشان میکرده اند و میفرموده اند که علاؤالدین
چیلی بار بر ما سبک کرده است لاجرم دلالت و آثار آن علی وجه الاتم الاکمل از ایشان بظهور پیوسته است
و همین صحبت و حسن تربیت ایشان بسیاری از طالبان را از پایگاه بعد و نقصان به پیشگاه قرب و کمال رسانیده
و در تکمیل و کمال یافتند و میگویند ؎ صد هزاران قطره خون از دل چکید + تا نشان قطره زان با قیم + از
مشائخ کبار زیارت کننده بها مقدار فیض توانند گرفتن که صفت آن بزرگ را شناخته است و بهمان
صفت توجه نموده و در نصفت در آمده اگرچه قرب صوری را در زیارت مشاهده مقدسه آثار بسیار است
اما در حقیقت توجه بارواح مقدسه را بعد صوری مانع نیست در حدیث نبوی که صلوا علی حیثما کنتم
بیان در همان اینسخن است وفات وی بعد از نماز خفتن شب چهارشنبه بستم رجب سنه اثنین و
ثمانمائة بوده است رحمة الله علیه ذکر خواجه محمد پارسا قدس الله تعالی سره در نفحات ایشان
خلیفه دوم حضرت خواجه بزرگ بهاؤالدین اند در بیادی احوال که خواجه محمد پارسا آغاز ملازمت حضرت خواجه
روزی در اثنای مجاهدات به در خانه خواجه آمده بوده اند و بیرون در منتظر ایستاده اتفاقا کنیزکی از خانه
خواجه از بیرون در آمده حضرت خواجه از وی پرسید که بیرون کیست وی گفت جوانی پارسا که بر در منتظر
ایستاده خواجه بیرون آمده فرمودند شما پارسا بوده اید از امروز پارسا لقب مشهور شده اند و در نفحات
نام ایشان محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاریست ایشان از کبار اصحاب خواجه بزرگ اند و حضرت

خواجه در حق ایشان فرموده اند و بحضور اصحاب خود بایشان خطاب کرده که حقی و امانتی که از خلفاء خاندان
خواجگان قدس الله اسرارهم باین ضعیف رسیده است و آنچه درین راه کسب کرده است آن امانت را بشما سپرده ایم
چنانکه برادر دینی مولانا عارف سپرد قبول میباید کرد و آن امانت را بخلق حق سبحانه میباید رسانید ایشان تواضع نمودند
و قبول کردند و در مرض اخیر در غیبت ایشان در حضور اصحاب در حق ایشان فرموده اند مقصود از ظهور ما وجود
اوست او را بهر دو طریق جذبه و سلوک تربیت کرده ام اگر مشغول میشود جهانی از و منور میگردد و در محلی دیگر صفت
برخ بنظر موهبت وی را کرامت بخشیدند تا هرچه گوید آن شود و در محلی دیگر فرمودند هرچه او میگوید حق تعالی
آنمیکند بحکم حدیث صحیح ان من عباد الله من لو اقسم علی الله لابره میگویم بگوی او نمیگوید و در محلی
دیگر او را تلقین ذکر خفی فرمودند و او را اجازت دادند بعمل بر موجب آنچه داند از دقائق و حقائق آداب طریقت
و تعلیم آن الی غیر ذلک من التشریفات التی لا تعد و لا تحصی چون در محرم سنه اثنین و عشرین و ثمانمائه به نیت
طواف بیت الحرام و بزیارت بیت علیه الصلوة والسلام از بخارا بیرون آمدند و از راه نسف بصنعا و بلخ و ترمذ
و بلخ و هرات بقصد دریافت مزارات متبرک روان شدند چون در کنف صحت و عافیت و سلامت و رفاهیت
بمکه محترم رسیده اند و ارکان حج تمام گذارده اند ایشان را مرضی عارض شده است چنانکه طواف وداع در
عماری کرده اند و از آنجا متوجه مدینه شدند و در راه اصحاب را طلبیدند و املا فرموده که بسم الله الرحمن الرحیم
جاءنی سید الطائفة الجنید قدس الله تعالی سره فی ضحوة یوم السبت التاسع عشر من ذی الحجة سنة اثنین
و عشرین و ثمانمائة عند بعض افنا من مکة المبارکة زادها الله تعالی تکریما و برکات و نحن نسیر مع الرکب
و انا بین النوم و الیقظة فقال رضی الله عنه فی زیارته و بشارته القصد مقبول فحفظت هذه الکلمة و
سررت بها ثم استیقظت من الحالة الواقعة بین النوم و الیقظة الحمد لله علی ذلک و در چهارشنبه
بست و سیوم بمدینه رسیده اند و از حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم بشارتها یافته و آنمسوده املا را طلبیده اند تا بآن
زیارت کنند چون مطالعه کرده اند فرموده اند که همینها است و زیادت ننوشته اند و در پنجشنبه بجوار رحمت حق پیوسته
اند مولانا شمس الدین فناری رومی و اهل مدینه و قافله بر ایشان نماز کرده اند و شب جمعه را بمنزل مبارک
نزول فرموده اند و در جوار قبه شریفه امیر المومنین عباس رضی الله عنه دفن کرده شده اند و شیخ زین الدین

له برخ شخصی بود مستجاب الدعوات ۱۲

الخوافی رحمة الله تعالی از مصر سنگی سفید تراشیده آورده است و لوح قبر ایشان ساخته و بآن از سایر قبور ممتاز است
و حضرت خواجه ما را سوال کردند که طریقت بچه توان یافت فرمودند بتشرع و دیگر بعد المحافظة علی الامر الوسط
فی الطعام لا فوق الشبع ولا الجوع المفرط و در تقلیل المنام علی طریق اعتدال المزاج کوشیدن علی الخصوص
احیاء بین العشائین و قبل الصبح بحیث لا یطلع علیه احد بتوجه در خود رفتن ذکر خواجه علاء الدین غجدوانی
رحمه الله تعالی و از نفحات خدمت خواجه عبید الله فرموده اند که خواجه علاء الدین غجدوانی از اصحاب
خواجه بزرگ بوده و خدمت خواجه وی را بصحبت خواجه محمد پارسا فرموده بودند و استغراق تمام داشتند و بغایت
شیرین سخن بود و گاه بودی که در میان سخن خود غائب شدی وقتی که خواجه پارسا بسفر مبارک رفته
اند وی را نیز میبرده اند یکی اکابر سمرقند گفته که از خدمت خواجه درخواست کردم که خواجه علاء الدین بسیار
پیر و ضعیف شده است از وی سفر نمی آید اگر وی را ازین سفر معذور دارند و در نمی نماید خواجه فرمودند که
با وی هیچ کار نداریم جز آنکه چون وی را می بینیم از نسبت عزیزان یاد می آید از رشحات مولد ایشان غجدوان و قبر
مبارک ایشان در قتل است که مزرعه دهی است قریب عیدگاه بخارا و بر بالای تل مدفون است ذکر آن غریق
بحر وصال و آن بیرون از قیام رجال منزه از عوارض کثیف آن ناظر جمال و
هو معکم آن جلیس مسند حق الیقین قطب العالم حضرت جلال الحق والدین قدس سره از محبان و محبوبان این طائفه بود
شان عظیم و لطف عمیم و حالت مستقیم داشت و آنقدر ریاضات و مجاهدات بر خود نهاده بود که از غایت شدت
جوع نفس اماره بصورت موهوم متجسم شده از بدن مبارکش جدا افتاده در استقامت او هیچ فتوری راه نیافت
و وی در کشف و کرامات بی نظیر وقت بود و در تربیت مریدان دستی قوی داشت و بیک نظر مقیمان زاویه
ناسوت را بمشاهده جبروت و لاهوت مشرف میساخت و بعالم بیرنگ آشنا میگردانید و خلیفه و جانشین حضرت
شمس الدین ترک است و اسم شریفش خواجه محمد بود و لقب وی جلال الدین و نام پدر بزرگوارش شیخ محمود بود و نسب
اشرف وی بحضرت امیر المؤمنین عثمان رضی الله عنه میپیوندد و وی حضرت ولی مادرزاد بود و از ایام طفلی بمحبت
و جذب الهی گریبان گیر وقت وی بود اکثر سر بصحرا نهادی و مشغول بذکر خدا ماندی و آخر حال چندان استغراق
در ذات مطلق بود که هرگز از غیر خبر نداشت مگر در اوقات نماز خمسه مریدان خبردار میساختند و سماع اکثر می شنید

اعراس مشایخ کرام مینمود و در مجلس وی اجتماع خلائق و علما و مشایخ آن عصر بسیار میشد و همگی مردم زمانه وی قدس
سره روی توجه و اعتقاد بوی میداشتند و هیچکس انکار سماع وی نمیکرد و ویرا تصنیفی است مسمی بزاد الابرار بسی
حقائق و معارف در وی درج کرده و وی چهل سال مسافرت کرد و مکرر حج حرمین شریفین ادا نمود و از بسیار مشایخ
کرام و اولیا عظام نعمت یافت و کمالات وی ازینجا قیاس باید کرد که مثل مخدوم شیخ احمد عبد الحق که جمیع مشایخ
دهلی و آن دیار را دریافته بود و دست تصرف هیچ یکی بروی نیفتاد آخر آن در کمند شیخ جلال الحق والدین افتاد
و بدام تربیت او پرورش یافت در اخبار الاخیار نقل است که شیخ احمد عبد الحق مرید شیخ جلال الدین پانی پتی شد
مریدی از مریدان شیخ مهمانی کرد شیخ احمد را نیز طلبید در آن مجلس بعضی از محظورات شرع نیز حاضر بود وی چون
این حال را معاینه کرد فی الحال تبری کرد و هم در آن ساعت طاقیه که از شیخ جلال یافته بود باز گردانیده
داد و سر ببادیه نهاد و راه گم کرد و در آنجا درختی بود بالای آن درخت بر آمد دو کس را دید که بجانب او
می آیند از درخت فرود آمد و بجانب آن دو کس رفت و پرسید که راه کدام است ایشان گفتند که راه بر در
شیخ جلال الدین گم کردی گفت همچنین است گفتند همچنین است دانست که ایشان رسولان حق اند باز گردید
و از اعتراض که کرده بود توبه کرد و از سر انابت آورد صاحب اقتباس الانوار می آرد گویند پدر شیخ
جلال الحق بغایت مردی عالیشان و صاحب دولت بود و در قصبه پانی پت سکونت داشت و شیخ
جلال بمال و کمال داشت و از دولت پدر اسراف در لباس و بساط وغیره میکرد و عیش بی دغدغه میراند و بخشش
بی اندازه مینمود می آرند که وی منظور نظر شیخ بو علی قلندر قدس سره بود حضرت شرف الدین از
ایام طفلی ویرا بغایت دوست میداشت و بخانه وی برای دیدنش هر روز میرفت و هم وی از سیر الاقطاب
می آرد که روزی حضرت شاه شرف بر سر راه نشسته بود که حضرت شیخ جلال بر اسب سوار از پیش بگذشت
حضرت شرف چون ویرا بدید گفت زهی اسب و زهی سوار ازین سخن حالت شیخ جلال بگشت از اسب فرود افتاد
گریبان چاک کرده رو بصحرا نهاد و مدتی بسیاحت گذرانید و هم صاحب اقتباس میگوید که منقولست از شیخ عبد السمیع
دانشمند مفتی پانی پتی که روزی حضرت جلال نشسته بود که پیرزنی ضعیف کوزه خالی گرفته برای آب
میرفت چون نظر وی حضرت بروی افتاد گفت که هیچکس نداری که آب آورده بدهد وی عرض کرد اگر کسی

میبود یا مرا طاقت بودی که اجوره بکسی داده آب طلبیدن نوشتمی چرا این محنت بر خود اختیار کردمی وی حضرت
کوزه از دست او بگرفت و بر سر چاه رفته و کوزه از آب پر کرده و بر دوش خود نهاده بخانه او رسانید و دعا
کرد که حقتعالی درین آب برکت کن پس از آن روز چندان پیرزال آب از آن کوزه خرج میکرد مطلقا کم نمیشد
تا زیست باز محتاج بآوردن آب نگردید و منقولست روزی کیمیاگری بخدمت یکی از فرزندان وی آمد چون فقر و
فاقه ایشان بدید گفت که کیمیا از من بیاموز مخدوم زاده حقیقت حال بخدمت حضرت باز گفت وی حضرت
تف بر دیوار حجره انداخت پس تمام حجره از طلا بنظر در آمد حضرت رو بفرزند کرده گفت دیدی این کیمیای
سعادت بیاموز و هم وی از سیر الاقطاب می آرد که وی حضرت برای نماز جمعه بمکه میرفت و با پیغمبر صلی الله
علیه وسلم نماز جمعه میگذارد روزی بخاطر گذشت اگر اجازت فرمایند گاهی در پانی پت و گاهی در مکه بگذارم بعد
فراغ نماز آنحضرت علیه الصلوة فرمود که شیخ جلال همانجا مرقد فرزند من سید محمود است نماز همانجا میگذارده
باش بعد از آن وی حضرت روز جمعه پا برهنه بروضه سید محمود میرفت نماز جمعه ادا مینمود و سنه وفات وی
حضرت پنجم ذیقعده سن خمس و ستین و سبعمائه است و بقول مراة سیزدهم ربیع الاول واقع شد و سن وفاتش
بنظر نیامده ولیکن معاصر سلطان محمود بن محمد بن فیروز شاه بود و سلطان محمود مدت بیست سال و دو ماه
سلطنت دهلی کرده بتاریخ پنجم ذیقعده سنه خمس و عشر و ثمانمائه در گذشت و عمر شریف شیخ جلال الحق
والدین از یکصد و یا هفتاد سال متجاوز بود و شیخ شبلی بن شیخ جلال الدین پانی پتی خلیفه پدر بزرگوار خود
است عالم بود بعلوم شریعت و طریقت و حقیقت و در فقر و تجرید و تفرید شانی عظیم داشت و از دنیا و اهل آن
محترز میگویند هر دو پای وی بمرضی لنگ بود اما از غایت شوق و ذوق در وقت شنیدن سرود برخاستی
و تواجد نمودی روزی مانند تندرستان در عین سماع برخاسته وجد میکرد درین اثنا شیخ ادریس
عم وی هر دو دست بگرفته فرمود که شبلی از برخاستن تو درینحال خلق میگوید که شبلی اظهار کرامت کند
وی باستماع این معنی بنشست و باز تا حیات خود گاهی بتواجد نه برخاست نقلست روزی با افغانان که مریدان
وی بودند فرمود که از خدا تعالی خواسته ام که تیر شما گاهی بخطا نرود روزی شخصی از افغانان تیر
بآسمان پرتاب کرد و بگفت که بر آسمان چه چیز هدف تیر ما خواهد شد چون تیر بر زمین آمد دید که پیکان

تیر از سر مار گذر کرده است حیران بماند و دانست که کرامت اولیا حق است در سنه هشتصد و پنجاه و دو وفات یافت

شیخ بهرام چشتی مرید و خلیفه صاحب حال شیخ جلال الدین پانی پتی است در عهد جوانی بعد عطا خرقه
و خلافت در قصبه برناوه مامور شد چون دریای جمن قریب قصبه بیدولی آمد ساکنان قصبه مذکور که حضرت
شیخ بودند بخیال خرابی قصبه از طغیانی دریا استغاثه بخدمت شیخ در آوردند حضرت شیخ بهرام شیخ
را نوشت که تا حیات خود در بیدولی باش و دریا را از خرابی قصبه باز دار پس شیخ بهرام در بیدولی رفت
و بر کناره دریا قرار گرفت و عصا بر زمین زد همان روز دریا از آنجا بفاصله دو فرسنگ در افتاد شیخ بهرام
تا زنده بود در آنجا بود و قبر وی همدر آنجاست بعد عمر یکصد و بیست و پنج در سنه هشتصد و پنجاه و چهار وفات
یافت و مشهور است هر مریضی که در روضه وی می آید شفا یابد ذکر مولانا یعقوب چرخی رحمة الله علیه
در رشحات است ایشان از کبار اصحاب خواجه بزرگ خواجه بهاء الدین اند و عالم بوده اند بعلوم ظاهری
و باطنی و در اصل از چرخ اند که دهی است در ولایت غزنین و قبر ایشان در هلفتو است که یکی از دیه
های حصار است ایشان فرمودند که پیش از آنکه بملازمت خواجه پیوندم با ایشان محبت تمام داشتم و بعد
از آنکه اکابر علماء بخارا اجازت فتوا گرفتم عزیمت آن کردم که بوطن اصلی مراجعت نمایم روزی مرا
بخواجه بزرگ ملاقات افتاد تواضع بسیار کردم که گوشه خاطری بمن ورزید فرمودند که این زمان که عزیمت کرده
نزد ما آمده گفتم دوستدار خدمتم فرمود که از چه جهت گفتم از آن جهت که بزرگید فرمودند که دلیلی بهتر از این
میباید شاید که این قبول شیطان باشد گفتم حدیث صحیح است که هرگاه حق سبحانه بنده را بدوستی گیرد
دوستی او را در دلهای بندگان خود اندازد ایشان تبسم کردند و هم حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس
سره در بعضی از مصنفات خود نوشته اند که بعنایت حق داعیه طلب در فقیر پیدا شد فضل الهی بصحبت خواجه بزرگ
کشید در بخارا ملازمت ایشان میکردم و بکرم عمیم ایشان التفات میافتم یقین حاصل شد که ایشان از خواص
اولیا اند بعد از واقعات کثیره تفاءل بکلام الله کردم این آیت بر آمد که اولئک الذین هدی الله فبهدیهم
اقتده و در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود متوجه بمزار شیخ سیف الدین الباخرزی نشسته بودم
که ناگاه بیقراری در باطن پیدا شد قصد حضرت خواجه کردم چون بقصر عارفان رسیدم حضرت خواجه

را بر سر راه منتظر دیدم تلقی باحسان نمود بعد از نماز صحبت داشتند و هیبت چنان مستولی شده بود و مجال
نطق نمانده درین اثنا فرمودند که در اخبار است العلم علمان علم باطن فذلک علم نافع علم الانبیاء
والمرسلین و علم اللسان فذلک حجة الله علی ابن آدم امید است که از علم نصیبی بتو رسد و فرمودند که خبر است
اذا جالستم اهل الصدق فجالسوهم بالصدق فانهم جواسیس القلوب یذکرون فی قلوبکم و ینظرون فی
همومکم و ما موریم بخود کسی را قبول نمیکنیم امشب که اشارت میشود اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم
و آن شب چنان بر من صعب گذشته که بعمر خود شبی چنان نگذرانیده بودم که در فکر آن بودم که این در بر من بقبول
بگشایند یا رد کنند چون نماز بامداد بایشان کردم فرمودند مبارک باد که قبول کردند و فرمودند
که درین سفر مولانا تاج الدین دشت کولکی را دریابی که وی از اولیاء الله است بخاطر آمد بوطن خود میروم
بلخ کجا و دشت کولک کجا بعده متوجه بلخ شدم اتفاقاً ضرورتی پیش آمد که از بلخ بدشت کولک افتادم
اشارت خواجه مرا یاد آمد و صحبت مولانا را دریافتم و بعد از دریافت مولانا رابطه محبت من بخواجه
قوت گرفت باز به بخارا بملازمت خواجه مراجعت کردم در خاطر افتاد که دست ارادت بخواجه دهم
در بخارا مجذوبی بود که بوی عقیده داشتم بر سر راه نشسته بود با وی گفتم روم گفت زود برو در پیش خود
خطوط بسیار بر زمین کشید با خود گفتم این خطوط را شمار کنم اگر فرد باشد دلیل بر حق است که ان الله
فرد یحب الفرد چون شمار کردم فرد بود بیقین تمام بخواجه رفتم و ارادت گفتم و مرا وقوف عددی تلقین
کردند و فرمودند تا توانی عدد فرد را رعایت کن و اشارت بآن خطوط فرد کردند در نفحات است وی
از اصحاب خواجه علاء الدین عطار است بلکه از اصحاب خواجه بزرگ اند و بخواجه علاء الدین صحبت
داشته اند و مرید خواجه بزرگ اند و بعد از وفات خواجه بزرگ بصحبت خواجه علاء الدین رسیده
اند و از وی آرند که میفرمودند که اول بار بصحبت خواجه بزرگ رسیدم فرمودند اما تو در صحبت خواجه
علاء الدین خواهی بود بعد از آن من بولایت بدخشان افتادم و خواجه علاء الدین بعد از وفات خواجه
بزرگ بصغانیان آمدند و آنجا متوطن شدند پس کسی پیش من فرستاد که خواجه بزرگ فرموده بودند
که تو در صحبت ما خواهی بود پیش ایشان رفتم و مادام در حیات ایشان در صحبت ایشان بودم و خواجه

ناصر الدین عبید الله بصحبت ایشان رسیده اند فرمودند مرا داعیه خدمت مولانا یعقوب چرخی پیدا شد
متوجه ولایت صنعانیان شدم و بمشقت بسیار رسیدم چون بصحبت ایشان شدم بر روی ایشان اندک
بیاضی که موجب نفرت طبیعت میباشد بود با من در لباس درشت گوئی ظاهر شدند و درشت گفتند
که نزدیک بود که باطن من از ایشان منقطع شود مرا یاس تمام حاصل شد و مغموم شدم و بار دیگر بمجلس رسیدم
بر من محبوبی ظاهر کردند و لطف بسیار نمودند و درینوقت که خواجه این سخن میفرمودند در نظر این فقیر بصورت عزیزی
بر آمدند که مرا رابطه ارادت و محبت تمام بنسبت وی بود و چند گاه بود که از دنیا رفته بود و فی الحال خلع
آنصورت کردند مرا تصور آن شد که شاید آنصورت همین در خیال من بوده باشد بعد از آن از بعض همراهان
شنیدم که وی هم آنرا مشاهده کرده بودند و عقیده این فقیر آنست که آن خلع و لبس صورت بشعور
و اختیار ایشان بود و اثبات این معنی را که از خدمت مولانا یعقوب نقل کرده اند مولانا یعقوب
میفرمودند که طالب که بصحبت عزیزی می آید چون خواجه عبید الله میباید آمد چراغ مهیا ساخته و روغن
و فتیله آماده کرده همین کو کردی با آن میباید داشت رحمة الله علیه در پنجم صفر برحمت حق پیوست

ذکر آن محو جذبات جلال آن ربوده نفحات جمال آن خورشید ولایتش بنقاب آن ماه

هدایتش بحجاب آن غریق در شهود ذات مطلق قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبد الحق قدس سره در اخبار الاخیار
است مرید شیخ جلال پانی پتی است درویش صاحب تصرف و مظهر خوارق عادات و کرامات و صاحب شوق
و ذوق و سکر و حالت فقر و تجرید بوی داشت و نظر موثر و تصرفی غالب مولد او مقام ردولی است و مرقد او نیز در آنجاست
صاحب اخبار الاخیار و اقتباس الانوار از انوار العیون نقل می آرند و قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوهی در رساله ملفوظات
و مقالات ایشان می نویسند که شیخ العالم هفت ساله بود چون مادر او از برای نماز تهجد برخاستی وی نیز
برخاستی بطریقی که مادر را خبر نبودی و بزاویه خانه بنماز مشغول شدی چون مادر را خبر شدی بسبب
مهربانی که داشت منعش کردی محبت حق غالب بود با خود گفت که مادر رهزن است که مرا از عبادت حق
باز میدارد سر در عالم نهاد و در طلب حق در آمد و گویند که اندر آنچه وی بسفر بیرون آمد دوازده
ساله بود وی را برادری بود شیخ تقی الدین نام در دهلی سکونت داشت دانشمند بود در خدمت او آمد و قصد

تعلم کرد شیخ تقی الدین مرا چیزی از علم ظاهری آموخت و وی نمیخواند و میگفت که مرا علم معرفت حق باید آموزید مرا بآن
بلکه شما می آموزید کار نیست برادر او را در پیش افکند و بهلی برود گفت این بچه مرا بیخانه میگوید مرا علم آموزید و من آنچه
می آموزم در وی در نمیگیرد و شما او را پند بدهید تا مگر پند شما در وی کار کند ایشان نیز کتاب صرف پیش آورد و بدو
مرا بآن کار نیست مرا علم خدا بیاموزید که من جز او را دوست ندارم همه در حال و حیران بود و بعد از آن صحبت برادر نگفت
و بکار خود مشغول شد و هم در رساله مذکور است که برادر او شیخ تقی الدین خواست که او را تزویج کند چون از این قصه آگاه
شد پیش آنجا عزیمت رفت و گفت که من عزیم مرا و خر مزنید و قوله که بنده خدا را از جهت نیکی پرستد و از بلا او بگریزد آن
بنده خود باشد نه بنده خدا و هم در رساله مذکور نقلست که اندر آنچه وی در طلب حق میگشت بملازمت شیخ نور قطب العالم
با خود چیزی نداشت برگ گیاهی بر دست او پیش شیخ نور نهاد و گفت بابا صفاست شیخ نور فرمود ندا با عزت
ساعتی با وی ملاقات داشت و بی انکه یکدیگر را تکلم واقع شود برگشت و نام شیخ نور شیخ نور الحق است که ذکر
بالا گذشت و هم صاحب اخبار میگوید شیخ عبد القدوس در انوار العیون مینویسد که درویش چون صفا یابد گی ظهور حق
در وی بود پس غیر نماند وی از شیخ نور پرسید از این مرتبه بود و شیخ در جوابش عزت فرمود که در تنزل فروتر
از انست پس وی خبر مطلوب از شیخ نیافت و باز گشت انتهی کلامه از انجا در شهر بهار آمد در انجا دو دیوانه بود
یکی را شیخ علاؤ الدین میگفتند وی سر بر منهاد و دیگری را نیم لنگوتی که لته در پیش داشت و جانب بن آمد
بود وی از نشان بی نشانی از مقصود راه یافت و از افسردگی که از بی نشانی مقصود راه یافته بود در آمد
و نعره شد و در طلب پیغمبر را از انجا در شهر اوده رسید و با شیخ فتح الله وی ملاقات کرد و طریق شیخ طریق رندان
بود و مشرب وی عشق و محبت و صحبت بر نیاید با خود گفت احمد از زندگان خبر مقصود نیافتی باری در صحبت
مردگان باش تا مگر روی از ان علم بیابی چند سال در مقابر بیابان آنشهر با بادی باد می گردان میگشت باز
گفت اکنون میرم هم در زندگی در قبر دنیا خبری بدست خود کاوید و در آمد و مدت شش ماه در آن قبر مشغول
شد و هم در رساله مذکور نقلست که شیخ العالم قدس الله سره اندر ان آنچه بحرارت عطش بطلب آب میرفت
که کبریت احمر است در سینه او بحر اخضر است چنانچه گفت شعر پیره کبریت احمر آمده است + سینه او بحر اخضر
آمده است + از شوق وجد بحال فراق لا بزال مرگروه عالم میگردیدند زنشان بی آشیانه نمیافتند ناگاه در مقام پانی پت بپای حضرت شیخ

جلال الحق والدین حاصل شد نظر لاولیا حضرت شیخ جلال الدین شیخ العالم را ماذون حضرت صمدیت و مجاز
حضرت احدیت قبول فرمودند طاقیه از سر خود کشیده بر سر شیخ العالم نهادند و فرمودند که علم زان است او چندان کرم
که در تحریر نگنجد و در تقریر نیاید بعده شیخ العالم را بعضی سر یدان شیخ جلال مهمانی کردند و بعضی مخطورات هم آوردند
شیخ العالم را چون نظر بر مخطورات افتاد و حال تغیری نمودند و بعد از آن وقت طاقیه که از شیخ جلال یافته بود باز
گردانیدند و روان شدند و بیاوه نیاوندوراه گم کردند و در آنجا برزختی افتاد و دکس او دیدند بجانب آن دو کس رفته
پرسیدند که راه کدام است گفتند که راه بر در شیخ جلال الحق والدین گم کردی پرسیدند که همچنین است گفتند همچنین است
تا سه کرت سوال جواب شد و غائب شدند و دانستند که ایشان رسولان خدا اند در خود فرمودند که ای محمد
مقصود تو خبر بر در شیخ جلال نیست باز گشتند و توبه کردند در زیر پای شیخ خود افتادند شیخ ایشان را در کنار خود گرفته
و فرمودند که ای عبد الحق امروز تو مهمان من باشی شیخ العالم سر بزمین نهادند شیخ جلال خادم را فرمود که هر
هر جنس طعام که ممکن باشد و از هر جنس مخطورات که مستعمل باشد موجود کن بعده چون طعام موجود شد شیخ العالم را طلبیدند
و خادم را فرمودند که آنچه موجود کرده بیار الغرض از هر جنس طعام که موجود بود آوردند و بعضی مخطورات هم آوردند
و شیخ جلال الحق والدین از مطلع مقصود و مشهود و مسیر الی الله و مبرا فی وحدة الله شیخ العالم را فرمودند
که ای عبد الحق هر اوندی را که از حضرت احدیت او حداوانی بر آن آوند دست مزن و از وی اعتراض مکن
شیخ العالم را بحر و این اشاره نظر بر جمال احدیت حق افتاد و در دریای آن فی خلق السموات والارض واختلاف
اللیل والنهار جیرت در افتاد و انوار تجلی الله نور السموات والارض دل شیخ العالم را تاخت آورده تا شیخ العالم از خود
بیخود شدند و در عالم جیرت افتادند و مدتی در زاویه خانقاه شیخ جلال نشسته شب و روز گریستند و از اعلام
ماسوی الله بیزار بودند بعده شیخ جلال بر سر وقت شیخ العالم آمدند و فرمودند ای عبد الحق خیری اختیار کن
چون باز آمدی شیخ العالم از کمال مردو عطش باطن از دل سیر نشده هیچ اختیاری نیافتاد و میفرمودند تا عاقبت
نمیدانستم که چه خورم و از کجا و کرا بخورم و بکه روی آرم و از که اعتراض کنم و فارق پاک و ناپاک چون شوم چون
شیخ جلال کرامات و سرات میفرمودند شیخ العالم عرض کردند اگر قدری نان شما باقی مانده بخورد شیخ جلال
آن ریخ شا باقی شیخ العالم را خورانیدند و فرمودند ای عبد الحق خدائی پاک است و ملک را پاک سزاوار

پاک پاک را همیشه پاک دارد یعنی مشغول و متوجه بحضرت پاک باش و خود را و حال و نگاه خود را از ناپاک
پاک دار تا جز پاک هیچ نماند و نگاه بدانی و به معنی که در دو جهان جز حضرت پاک هیچ نیست و هرگز نباشد نگاه شیخ
العالم را تسکین باطن آمد الحمد لله علی ذلک یکی مرید از سلسله مریدان شیخ بدر الدین در ذکر ایشان کتابی
تصنیف نموده اند در آن مینویسد که شیخ بدر الدین خلیفه حضرت شیخ نصیر الدین محمود نزدیک موت خود شیخ احمد عبد الحق
را دولی امانت سپرد و فرمود که فرزندم شیخ نصیر الدین خورد سالست و هنوز که مستحق و قابل این امانت گردد برای
او نسلیم نماید بسبب گم شدن آن آخر کتاب نام و نشان کتاب و مصنف معلوم نگردید بعد فوت پدر خود بانجام راه پری
آنخدومزاده در هنگام طالبعلمی بر وصول آن امانت مامول بود که ناگاه درویشی بکبوت قلندرانه و لباس
مجردانه و چرمینه در بر و کلاه برسر نهاده بر خانقاه ایستاده و همراهش نگذاشتند بنحویکه نام و نشان او معلوم شود
و آنخدومزاده در عین سبق بود چون آن درویش را بر این هیئت دید از نور باطن فهمید که آنخداوندزاده و دائع
زود درخواسته و دید و مواجب تعظیم بجا آورده سر بسجود عزت بنشاند و بنشاخت و نظر بتحصیل امانت انداخت
چون ایشان را متوجه بجانب قلندر دید در سبق تاخیر فهمید گفت که بخوانید و بعد از فراغ باستماع کلمات متبرکات
تا مساغ پرداز بدین آنجنابرا مراعات جانبین میکوشید یعنی ظاهر بسوی سبق اشتغال داشت و باطن
التفات نظر بسوی آنخداوندزاده گماشت سخن کوشش تعلم انظاهر بین درویش را در خشم آورد و غصه غضب بجانب
جذبه جلالیت برد که شیخ احمد عبد الحق نظر تیز قهر امیز بر آن استاد انداخت هم در لحظه بعنای بجود ساخت
آن استاد فی الحال بر زمین افتاد و جان داد این خبر بمزاده رسانند و دیعت امانت سپرد و بدر خود بقین مبین گشت بتعلندر
برسید که ما را امید باشد و میشاید وصیت بدر بتفویض دائع یاد دارید ایشان گفتند آری میشاید که شما شیخ
عبد الحق ساکن ردولی هستید بجهت تسلیم امانت من تشریف آورده اید آنحضرت خوش دل گشتند و خشم را فرو نشاندند
بعد آنخدومزاده از برای امانت استاد التماس استفسار کرد شیخ احمد سر شک آب بروی آورد و آه و لا مانی الحال
بهوش آمد و برخاست و بر کرامت اولیا عقیده محکم ساخت بعد ازینمیان هر قسمی دائع امانت که سودع بود بمزاده
رسید و سپرد و بر دانی چهل سال در بلده دولی بخانقاه آنخدومزاده اقامت کرده آنچه دائع و امانت بود
بتدریج تفویض نمود و بعده لوطن خود مراجعت فرمود و نقلست چون شیخ احمد عبد الحق حق بجقدار سر

و دانشمند ما بطریقة العین از هوش برد غلغله کرامت و دبدبهٔ عظمت شیخ احمد در افواه عوام جهو افتاد
خلق بلده راپڑی و نواح آن بزیارت شیخ مخدوم درایستاد و افغانان دوشبان نیز بدیدارش مشرف گشتند
و نوجوانان بقطب خان که حاکم آنمقام بود التماس نمودند که اینجماعه را مرید شیخ احمد گرداند و چنین نیز
کرده کفت سودگر دبفرور آن برادر زادگان را باطبقهائی پر از زر نثار و دیگر نذر و نثار پیش آن مخدوم
برد و اظهار اعتقاد معروض نمود مخدوم فرمودند که بن برای سیر دن نعمت اینقدر زر نرسیده ام و من نیز از اینجا
خوشه برداشته ام شما را نشاید که از پیران آبائی و اجداد خود دست گردانید پس اینجماعه را همراه خود پیش شیخ
نصیر الدین برد و کلاه و مقراض آن پیر را اشارت کرد که بر سر اینها مقراض را بندد آنها را فرمود که شما خود
را زیر قدم مخدوم مراده انگلیسیه همچنان کردند و مخدوم مراده آنها را مرید ساختند و شیخ احمد بوطن خود متوجه گشتند
و نقل است در رساله مذکور شیخ المشائخ شیخ بدر الدین که خلیفهٔ شیخ صدر الدین حکیم بودند و با شیخ داؤد پدر شیخ العالم
و شیخ بدر الدین که سجاده ایشان اولاد در مقام پرناوه بود حالا در مقام راپڑی است توصل و قربتی
چیزی بود و محبت و مودت تمام داشتند و شیخ داؤد اکثر اوقات آنجائی بود الغرض شیخ بدر الدین وقت
سفر آخرت پسر خود شیخ نصیر الدین را که صغیر بود جامه و اجازت دادند و از جهت امانت باطنی حوالت بشیخ العالم
کردند و فرمودند که درویشی از بندوستان خواهد رسید نام او شیخ احمد است نعمت باطنی ترا نصیب از و خواهد شد
این نصیحت کردند و رحلت فرمودند بعده شیخ نصیر الدین بر سجاده پدر خود نشستند بعد ازان سبب غوغای مغلان
در راپڑی نرفتند و در آنجا از دانشمندی که علم بی پایان داشت علم تحصیل کردند شیخ نصیر الدین هم در آنجا
شده بود الغرض روزی شیخ العالم فرمودند که ای پختیار نکیه بندروان شوبه بینیم تا فرزندان شیخ نصیر الدین
چه میکنند شیخ العالم در راپڑی بر شیخ نصیر الدین رسیده ملاقات کردند بیکدیگر گرفتند و با شیخ نصیر الدین
در خواندن کتب مشغول شدند و سبق آغاز کردند حضرت شیخ العالم فرمودند ای شیخ نصیر الدین بدرت نکر
همین سبق خواندی و هم بدین علم مشغول نمودی شیخ نصیر الدین سخن بدر خود شیخ بدر الدین یاد آوردند و لحاظ
خود گفتند شاید این همان درویش باشد که پدر رحلت ما را حوالت او کرده بودند شیخ نصیر الدین
تعظیم تمام کرده پیش شیخ العالم باز تمام نشستند الف فرو نیه ساکنه شده بود ذکر درویشی آن پسندیده و جنت

بالا گذشت چون آن دانشمند بیرون آمد دستار و رگلوانداخته در پای شیخ العالم افتاد و گفت ای شیخ امروز آنچه از شما معلوم شد
هیچکاری از پنجهزار هاشتم و هیچ کتابی نمانده صورت ندیدم چنین عمر در تحصیل علم و شغل سیمانی صرف کردیم فاما در این
مقصود حقیقی راه نیافتم نگفتند امروز از دولت شما مشرف شدیم چون آن دانشمند را چنین حال شد شور در تمام شهر افتاد
که چنین شیخی کامل و اصل بحق سیده است بعد شیخ العالم چهار پای طلبیدند و در خانقاه شیخ نصیر الدین غلطیدند و شب تا روز
چهار پای غلطیده ماندند و چشم از باطن ظاهر نمیکشودند بعد از روز شیخ العالم برخاستند قطب خان حاکم آنمقام معتقد شد و چنان
بکارادت آورد باستماع خبر ارادت قطب خان در خانه شیخ نصیر الدین عزم او نمود پیش آمد بخدمت شیخ العالم عرض کرد که
پیر دستگیر در خانه شیخ نصیر الدین تم میشود چنانکه قطب خان میخواهد مرید پیر دستگیر شود این باتم در او نشناسد که چون این قطب خان
مرید شیخ احمد خواهد شد ما را که خواهد پرسید حضرت شیخ العالم فرمودند ای بختیار ایشان مگر مردار آنوزمن قطبخان بعد از نماز شام تم
مرید شدن آمد و یک اسپ فتوح آورد شیخ العالم فرمودند علی الصباح خواهی آمد و بختیار را فرمودند اسپ بفروش و زنهار تم
گاه از پرسان بختیار همچنان کرد باز علی الصباح چون قطبخان آمد حضرت شیخ العالم فرمودند ای قطبخان آنچه من میگویم
قبول خواهی کرد و عرض کرد هر چه حکم شود بر جان است در آنوقت شیخ نصیر الدین پیش وی حضرت بود مرقعه
خرقه دادن بود شیخ العالم فرمودند القطبخان مرید شیخ نصیر الدین شود وی اندکی سرنگون شد شیخ العالم
فرمودند القطبخان کلاه شیخ نصیر الدین کلاه این فقیر است فی الحال کلاه شیخ نصیر الدین برداشته قطبخان را داد و
را در امر مرید شیخ نصیر الدین کردند و فتوحی دیگر که او آورده بود شیخ نصیر الدین شیخ العالم را دادند این سبب بغایت
ظاهر باطن شیخ نصیر الدین شد که چون شیخ نصیر الدین را شیخ العالم اجازت دادند و کلاه ایشان را کلاه خود فرمودند
آنگاه شیخ نصیر الدین بر مانده فائده ولایت بر آمد و مقصود حقیقی بر سید و هم دنیا و دین را حوالت کردند الی
یومنا هذا در خانه شیخ نصیر الدین سیوم کرسی رسیده است دولت دنیا دی بسیار است و امید است که تا انقراض عالم
خواهد بود نقلست که شیخ العالم بیشتر اوقات این سخن میفرمودند که چرخ شاهی بر سر طفلان نامراد انست چنانچه
لکن کفر مر میان انسان عشاق صفت سرت وحدت می باشند و عاشقان اهل وحدت شاهان دو جهان اند
نیز فرمودند که کبر بر ماهید سخن خود و الله اعلم که مراد ایشان چیست که مرید ما را باید اعتقاد و صدق تمام در دل بگیرد
ما و زر دهم و سالها نگذرد تو انمصود بچه بود طاقت نیاورد و اسرار بیرون زد نقضی مرد انست که در ما و زر

میبرند و او رفع نمی آرند و میفرمودند که نظامی شاعر ما قصه بود که گفت ۵ صحبت نیکان ز جهانی نگذشت ۵
خوان عسل خانه زنبور گذشت ۵ زیرا که صحبت مصطفی صلی الله علیه وسلم چنانچه صحابه را بود همچنان در باب حال را
و محبانی ذوالجلال را اکنون هست حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوهی در مکتوب صد و شانزدهم مینویسند
شیخ احمد عبدالحق را این محبت در قرب بکمال بر دوام بود لیلاً و نهاراً حضرت مخدوم را همین نظام بود بکمال
بظاهر چنانکه می آرند حضرت مخدوم قریب پنجاه سال در مسجد جامع جمعه گذارند و جا را بدست میداوند در هر
وی میرسیدند مسجد جامع کدام طرف است و چون در راه میرفتند یکی پیش میشد و آواز بلند اسم حق میگفت و یاران
هر چند میگفتند تا بهمت آواز در محبوبیت باین بسا میرفتند و هم صاحب اخبار الاخیار می آرد که وی میگفت ذات
پاک حق بی نام و بی نشان است اما اگر اسمی از اسمای ذات پاک را اطلاق کنیم بهتر و بزرگتر از اسم حق نباشد که
معنی اسم حق سزاوار همه کمالات و نعوت ذات است پس اطلاق اسم حق بر ذات پاک را اطلاق بر وجه کمال
باشد و حضرت شیخ عبدالقدوس در رساله انوار العیون در توجیه این فعل بعضی سخنان موافق اصطلاح ایشان
گفته است و چنین گویند که اکثر مریدان او همین کلمه جان داده اند در خلقاه او از غیب همین آواز می شنیدند
شیخ جمال گوجری وی مریدی بود و داده با شیخ احمد عبدالحق مصاحبت داشت شیخ احمد گفته است که
گذر بانیده و سافرت کردم با هیچ مسلمانی ملاقات نشد الا در داده یک بچه را دیدم و اشارت شیخ
جمال گوجر کرد و هم تقلت که روان ایام که شیخ در داده بود سگ ماده همراه داشت وی بچه زائیده شیخ میفرمود
ولادت او کرد و همه اعیان و اکابر و امرا شهر را میهمان ساخت روز دیگر جمال گوجر شکایت کرد که
شما همه شهر را طلبیدید ما را نطلبیدید گفت جمال الدین میفرماید سگ بود سگانرا طلبیدیم که آلوده نباشد
جیفه و طعامهای کلاب تو از جمله آدمیانی تراچه طلبیم و هم از صاحب اخبار نقل است که در خانه داد بسری
بود عزیز نام و در وقتیکه متولد شد ذکر حق بر زبان راند بطوریکه همه حاضران آنذکر را از وی شنیدند
و خوارق عادات بسیار از وی ظاهر میشد روزی از وی خارقی ظاهر شده بود در مردم غوغا افتاد
فرمود که چه غوغاست در حضرت ما غوغا می نباید این بگفت و بیرون آمد و در گورستان رفت و مکانی را اختیار کرد
و گفت اینجا قبر عزیز باشد عزیز بعد از ان مرضی حادث شده در دو سه روز از دنیا عالم گذشت شیخ

بختیار مرید شیخ احمد عبدالحق است و محرم اسرار و احوال او در سفر و حضر با وی یکجا بود و از مریدان او
کم کسی بود که در عنایت و قرب شیخ مشارک او بود وی غلام سوداگری بود هر صباح در خدمت شیخ
آمدی و بایستادی بعد شش ماه نظر عنایت بحال او افتاد مست و بیخود شد و دران بیخودی بگستاخی
در آمد که احمد اینچنین نعمت داری و بندگان خدا را محروم میگذاری وی را قدری آب نوشانید
و از مستی بهوشیاری آورد فرمود بختیار بر مولی خود برو مولی چون حال او چنان دید او را آزاد کرد
و بختیار را آتش عشق و محبت چنان غالب شد که یکدم قرار نداشت گویند که شیخ شرف الدین پانی پتی در عالم اسرار
با شیخ احمد عبدالحق سفارش بختیار کرد و گفت احمد ترا هیچکس در عالم چنانکه توی نمیشناسد مگر بیچاره بختیار
از خان و مان دل برگرفت و از جونپور بردولی آمد و در خدمت شیخ مشغول شد و هر چه از صدق و معامله و خلوص
محبت بود بجا آورد و هم از اخبار نقل است که روزی شیخ احمد پسر خود را شیخ عارف بطلبیدن بختیار
بفرستاد شیخ عارف بر در او رفت و آواز داد وی میخواست که با زن خود مجامعت کند در اثنای آن بود
که دخول کند فی الحال زن را بگذاشت و بخدمت پیر بشتافت گویند که بختیار را شهوت جماع باکمال بود
و در قضاء آن بطاقت شاید که این طلب از جهت امتحان او بود تا در آنوقت مطاوعت کند یا نه و وی
روزی پیش شیخ آمد و گفت که قصد تجارت دارم چه فرمان میشود فرمود برو اما تا ماورای دریا مرو که تا دریا
ولایت این فقیر است گویند که وی هیچ نخوانده بود اما ببرکت صحبت شیخ بعلم معرفت عالم بود هر چه گفتی از
کتاب الله و سنت رسول الله بیرون نگفتی رحمه الله تعالی در اقتباس است سلسله نسبت حضرت شیخ احمد عبدالحق بچند
واسطه بامیر المؤمنین عمر رضی الله عنه منتهی میشود و جد وی شیخ داود قدس سره یکی از فرزندان عمر فاروق بن
خطاب رضی الله عنه با معدودی چند از مردم قبیله خود در حادثه هلاکو خان از ولایت بلخ بهندوستان رسید و علاء الدین
خلجی پادشاه دهلی تنخواه او را بصوبه اوده نموده بنابران در قصبه ردولی سکونت اختیار کرد شیخ داود نسبت
ارادت بشیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی داشت و تربیت از وی یافته بود اما شیخ داود حال خود را بکسوت اهل صورت
پنهان میداشت و هم صاحب اقتباس الانوار از انوار العیون مینویسد وی حضرت شیخ احمد میفرمود هر که در دایره
من گذر کند آتش دوزخ بر وی حرام باشد نزدیک صوفیه مراد از دایره مشرب این طایفه است و مراد از

آتش دوزخ شرک و فراقست یعنی هر که در حلقهٔ ارادت من در آید آتش دوزخ که مراد از شرک و فراقست از آن
نجات یابد پس یقین که واصلان حق را آتش شرک و فراق حرام است کمالات و تصرفات ولایت وی قدس الله
تعالی اسراره از احاطهٔ تحریر بیرون است چون درین مختصر گنجایش آن ندیدم زبان قلم را ساکت گردانیدم
وفاتش پانزدهم جمادی الثانی سنه سبع و ثلثین و ثمان مائة در زمان سلطان ابراهیم شرقی واقع شد والله اعلم رحمة
الله تعالی علیه **ذکر خواجه عبید الله** ادام الله تعالی برکات وجوده علی مفارق الطالبین در رشحات است
خواجه محمد النامی جد اعلی پدر حضرت ایشان بوده اند و در اصل از بغداد اند و بعضی گویند از خوارزم و شیخ عمر
باغستانی از ده باغستان بوده اند که از کوه پایهای تاشکند است وی شیخ جد اعلی مادری حضرت ایشانند
و نسبت شیخ بشانزده واسطه بعبد الله بن عمر بن خطاب میرسد رضی الله تعالی عنهما و از کبار اصحاب شیخ مجذوب
حسن بلغاری بوده اند ولادت حضرت ایشان در ماه رمضان سنه ست و ثمان مائة بوده است بعضی از عزیزان
و اعمام حضرت ایشان میفرمودند که بعد از ولادت حضرت ایشان تا والدهٔ ایشان از نفاس پاک نشده اند
و غسل نکرده ایشان پستان وی نگرفته اند و چهل روز شیر وی نمکیده حضرت ایشان میفرمودند که یکساله بوده
ام میخواستند که سر مرا تراشند سودی ساخته بودند که ناگاه فوت امیر تیمور در افتاده مردم برهم زده شده اند
چنانچه آشها که می پخته اند فرصت نشده است که آنرا بخورند دیگها خالی کرده اند و بکوه برآمده و دران
ایام آبای کرام حضرت ایشان در باغستان بوده اند حضرت ایشان را از سه چهار سالگی باز نسبت آگاهی بجناب
حق سبحانه حاصل بوده است میفرمودند که در طفولیت بمکتب آمد شد میکردم دل من همه وقت بحق سبحانه حاضر
و آگاه میبود و دران وقت مرا عقیده چنان بود که همه مردم عالم خرد و بزرگ برین وجه اند میفرمودند که تا
من بحد بلوغ شرعی نرسیدم ندانستم که مردم را غفلتی میباشد رشحه روزی حضرت ایشان در معنی آیت
انا اعطیناک الکوثر میفرمودند که در تفسیر این آیت چنین گفته اند که دادیم ترا کوثر یعنی شهود احدیت
در کثرت پس کسیکه این مشهد مقام اوست هر آئینه هر ذره از ذرات کائنات او را آئینه ایست که دران اجمال
وجه باقی مشاهده میکند بیان کیفیت ملاقات حضرت خواجه مولانا یعقوب چرخی حضرت ایشان میفرمودند که اول
که بهری رفتم بجبل دختران رسیدم بازرگانی بر در رباط نشسته بود فهم کردم که بطریق خواجگان قدس الله ارواحهم

نقشبندی

مشغول است پرسیدم که این طریقه از کدام عزیز بشما رسیده است گفت عزیزیست در هفتو که ایشان را مولانا یعقوب
چرخی میگویند بعد از آن بملازمت مولانا شتافتم چون بولایت جغانیان رسیدم بعضی در نواحی جغانیان
غیبت مولانا کردند بسبب شنیدن سخنش پریشان تمور عظیم در داعیه ملاقات بوی واقع شد آخر الامر با خود گفتم این مقدار
مسافت قطع کردی نیک نباشد که ملاقات نکنی چون رفتم و ایشان را دیدم بسیار التفات نمودند و چون
روز دیگر رسیدم بسیار بغضب و بخشونت پیش آمدند بخاطرم آمد که بسبب استماع آن غیبت است بعد از ساعتی
بلطف پیش آمدند و عنایت بسیار نمودند و دست دراز کردند که بیا بیعت کن طبیعت بر گرفتن دست ایشان
اقبال نکرد از آنجهت که بر پیشانی ایشان بیاضی بود مشابه مرضی که موجب نفرت طبیعت میشد ایشان کراهیت
طبیعت مرا دریافتند و دست خود را بتعجیل کشیدند و بطریق خلع و لبس تبدیل صورت خود نمودند و بصورتی
ظاهر شدند که اختیار از دست من رفت نزدیک شدم که بیخودانه بر خدمت مولانا چسپم باز ایشان دست خود
را دراز کردند و فرمودند که خواجه بهاء الدین دست من بودند و فرمودند که دست تو دست ماست هر که
دست تو گرفت دست ما گرفت دست خواجه بهاء الدین میگیرید بیتوقف دست مولانا یعقوب را
گرفتم بعد از تعلیم طریقه خواجگان بر وجه نفی و اثبات که آنرا وقوف عددی گویند مولانا فرمودند که آنچه
از حضرت خواجه بزرگ بما رسیده است اینست اگر شما بطریق جذبه طالبان را تربیت کنید اختیار شماراست بعضی
از اصحاب مولانا پرسیدند که طالبی این زمان نه طریقه گفتن چگونه بود فرمودند اختیار شماراست اگر
بجذبه تربیت کنید مولانا فرمودند که طالب اینچنین میباید که پیش مرشد آید مجموعه امور مهیا کرده بود همین
موقوف اجازت بود او را قوت هرچه گویند هست و هم صاحب رشحات میگوید حضرت ایشان میفرمودند
که مولانا انصاف میدادند میفرمودند طریقی که از خواجه بزرگ بما رسیده است ذکر است اگر کسی بطریق
جذبه میتواند تربیت کردن بسیار خوبست میباید کرد حضرت ایشان میفرمودند که چون از مولانا اجازت
خواستم طریقهای خواجگان قدس الله ارواحهم بتمامی بیان کردند و چون بطریق رابطه رسید فرمودند
در گفتن این طریقه دهشت نکنی و مستعدان برسانی رشحه میفرمودند که معنی لا اله الا الله پیش بعضی که الله اسم ذات است
من حیث هی آن تواند بود که لا اله نیست اله که عبارت از مرتبه الوهیت است یعنی ذات مع الصفات الا الله

گزرات بحث مصری عن الکل ایمنی را برا زخود دور نمی باید داشت زیرا که در زمان خلود ل از اغیار منهو
حرفات مقدس سیچ نیست و آئین بت مبتدیان خواجه عبد الخالق قدس سره سیر است فهم من فهم با
دور کردم اگر رده کسی است و در همین معنی میفرمودند که مبتدیان طریق خواجه بهاؤ الدین نقشبند قدس سره در
اول قدم چاشنی از غیب یابند حاصل بیت رشحه دفرمودند سر در کوچها میگردید کاری کنید که کسی
از شما نفعی گیرد بهر وجه که توانید خود را گم کنید و سعی نمائید که شهود واحدیت در کثرت حاصل شود
کتاب شمجانه از مکمالات و کلمات حضرت ایشان بسیار پرسیده حاجت به بیان نیست نوله که حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیه سبحانه لذاته بذاته الی عین العبد من اسم المکلم رو در بخالفت فرمودند اگر پرسند که تو چیست
چیست بگو تخلیص دل و تجرید او از آگاهی بغیر حق سبحانه اگر پرسند وحدت چیست بگو خلاصی دل از
از علم و شعور بوجود بغیر سبحانه اگر پرسند اتحاد چیست بگو استغراق در هستی حق سبحانه اگر پرسند
وصل چیست بگو نسیان بشهود نور وجود حق سبحانه اگر پرسند فصل چیست بگو جدا کردن سر از غیر
حق سبحانه اگر پرسند سکر چیست بگو ظاهر شدن حالی بر دل که نتواند که پوشیده دارد چیزی را که
پوشیدن انگیزد پیش از نجال و احیست و فاتش در سنه خمس و تسعین و تسعمائة واقع شد ذکر آن قبله
وصل و شهود آن فارغ از فتور مشیخت و نمود آن لسان حق و ترجمان معارف قطب دوران شیخ المشایخ
حضرت مخدوم شیخ عارف قدس سره در اخبار الاخیار است شیخ عارف پسر شیخ احمد عبد الحق است
و صاحب سجاده او موازنه چهل سال عمر یافت با هر طائفه سری داشت و همه کس از و راضی بودند هم
از وی نقلست که هر پسری که شیخ احمد را میشد تا پسر بود روزی شکوه شیخ شکایت کرد که از شما یک پسر
نصیب ما نشد هر پسری که می آید حق گریبان می آید و عنقریب برحمت حق میپیوندد شیخ گفت که یک فرزند
بر من هست تو خواهم داد اما بشرط آنکه او را هیچ نگوئی و در رضای او باشی بعد از چند گاه پسری متولد شد شیخ عارف نام نهاد
شیخ عارف را پسری است شیخ محمد نام و شیخ عبد القدوس میان شیخ محمد است رحمة الله علیهم اجمعین صاحب
اقتباس الانوار میگوید حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی انوار العیون میفرمایند هر که از این طائفه که نزد

حضرت شیخ عارف قدس سره می آید میدانست که وی در شهر به ماست و هر کسی که در مدت عمر یکبار ملاقات بوی حضرت کرده بود مسکنت کمی چنانچه حضرت شیخ عارف با من محبت میداشت و شفقت مینمود و هر هفته دو روز بدیدن وی میرفتم و هم وی گوید حضرت قطب عالم در انوار العیون بمن فرمایند که حضرت شیخ احمد عبد الحق با بلخانه گفت که این فقیر بدرگاه حق بسیار گستاخی کرده چند مرتبه رسولان حق بحجت من آمده اند من هر بار را بجواب دادم که ما را کار خیر بسر خود فارغ نمیشوم تا نمی آیم ایمان در گهوری هوشیار باش و گوش بمن و شیخ عارف را از غایت شفقت گهوری میگفتند پس روزی وی حضرت بشیخ نور الدین که خلیفه سید موسی بود و بخدمت ایشان نیز اخلاص داشت گفت که دختر خود را در عقد نکاح پسر من در آوری وی قبول کرد وی حضرت با جمعی مریدان بهمراه شیخ نور الدین جانب خانه وی روان شدند تا امروز از نیکار فارغ شویم چون بدر شیخ نور الدین رفتند نشستند وی امد رخانه رفت و تمام کیفیت با بلخانه خود باز گفت وی نیز قبول کرد چون انجمن بتقاضی شمس خسر شیخ نور الدین سید وی مرد و سگاه بود و این امر قبول نکرد و گفت ما را در دیار خود مناسبت خصوصا چنین درویشی که در یک کلبه آتش دارد و در یک کلبه آب وی حضرت بفراست دریافت که قاضی این امر قبول نمیکند و حاضر نمیشود و غیرتی در باطن حضرت ایشان راه یافت و تیر بجانب وی انداخت در حال قاضی را خون از شکم جاری شد و بیرون حضرت آورد و ندانست عار و عاخون از شکم وی میشد الغرض شیخ با بلخانه مشورت کرده بنسبت دختر خود با پسر حضرت مقرر کرد و در تفکر بود که چند روز مهلت میباید تا اسباب کار خیر دختر مهیا کرده رخصت کنند تا بر آن چند دختر از پیش وی حضرت آورد و گفت که مخدوم ما امید دختران مهلتی میخواهند ما نیز بخوانیم و خوشی کنیم وی حضرت از راه شفقت شش ماه مهلت داد و بخانقاه خویش متوجه گشت چون از کار خیر شیخ عارف فراغ گشت قاضی شمس را باز همان مرض عود کرد باز بخدمت حضرت آوردند و موی سید بیاد آمد بعد از چند روز قاضی وفات یافت و از حضرت شیخ عارف دو دختر و یک پسر محمد نام بود بوجود آمدند بقول صاحب الاسرار شیخ عارف بعد از نقل مدبر بزرگوار خود پنجاه سال خرقه سجاده گری نگاه داشته و امانت پیران خود را بخلف خود شیخ محمد سپرده در پرده شد اما نشانش بنظر نیامده و در رد دلی عرس ایشان هفدهم صفر معمول است شیخ پیاره از خلفای ایشانست و مرقدش قریب روضه وی است ذکر مولانا محمد زاهد رحمی رحمة الله علیه بر آنیه ضمیر

نقشبندی اویسی

این حقیر کرامات خواجگان نقشبندیه رحمهم الله بنقش بست که از احوال مولانا محمد زاهد و مولانا درویش محمد و مولانا
خواجگی امکنگی این کتاب را خالی نباید گذاشت و این فقیر مولف زبده المقامات که میگوید که عقیر احوال
این اکابر و خلفای آنها در کتاب نسمات القدس بعون الله تعالی بتفصیل مرقوم کرده مرا در آن اوردکه خلاصه
کتاب مذکور نمایم الغرض بجستجوی آن کمر سفر بر بستم و رفتم نشانی نیافتم بجز آنکه نایاب است و باز آمدم ناگاه
بعون الله تعالی عزیزی چند اوراق کهنه حاضر آورده و او الحمد لله منه و کرمه مصنف هر دو کتاب
مذکور بن خواجه محمد هاشم است او در کتاب نسمات قدس مینویسد بر دل اخلاص منزل همی آمد که احوال
اکابر متاخرین این سلسله شریفه را که بعد از روزگار صاحب نفحات الی یومنا هذا رهنمای طالبان حق موجود
اند از کتب و رسائل فراهم آورده کتابی مرتب گرداند فرزندان شیخ ما باستر ضای والد عالی مقدار این
حقیر را بجمع مقامات حضرت ایشان امر فرمودند بعنایت الله سبحانه آن کتاب باختتام نزدیک است اگرچه
احوال حضرت ایشان که بعد از اتمام این کتاب در مدت بعید الی یومنا هذا بظهور پیوست در مقامات بتفصیل
رقم نیافته بود اما این کتاب را خالی از اجمال آن خالی نگذاشت و هر نکته از نکات لطیفه و هر کلمه از کلمات شریفه
که درین کتاب رقم یافته بود آنرا بسمه تعبیر نموده و این کتاب را از نتیجه نسمات القدس من حدائق الانس نامور گردانید
چه هر نکته روح افزا که از انفاس نفیسه این زبده دلان رسیده نسیمی است از نسمات قدس که بریاض قلوب این سالکان
انس ورزیده وزد و روح الله سبحانه ارواح الطالبین بنسماتهم آغاز ذکر مولانا محمد زاهد وخشی وخش موضعی
است از مضافات مملکت حصار آنرا وخشوار نیز خوانند از بعض اصحاب و فرزندان حضرت مولانا بزرگ
خواجگی امکنگی قدس سره شنودم که مولانا محمد زاهد از اقربای حضرت مولانا معظم یعقوب چرخی رحمة الله
سبحانه بوده اند و بتعیین او کار و تسلیم اطوار اکابر این سلسله علیه از بعض اصحاب کار کرده حضرت مولانا یعقوب
که در آن حدود بوده اند گرفته وقت را بصفا معمور میدیده اند چون آوازه تربیت و ارشاد حضرت خواجه احرار
آویزه گوش روزگار شده مولانا محمد زاهد ذوق عزلت و قناعت را از سر گزیده متوجه آستان حضرت خواجه گردیده اند
بیت زاهد بخلوت و دامن پاکیده * چون از ریا دامن صحبت چیده * هکذا وجدت فی رسائل بعضهم رحمهم الله
تعالی گویند حضرت خواجه بمعرکه موضعی است قریب شهر سمرقند در آید و زیر بوده اند بر خاطر این ذره مستهام عبث این

استقبال وجه قرابت مولانا یعقوب علیه الرحمة می آید زیرا که شیوهٔ مرضیهٔ این طائفه علیه است که هر چند
بنهایت بزرگی برسند بجماعتی که این نسبت از برکات صحبت و خدمت ایشان یافته اند بیشتر فروتنی نمایند
و همچنین بفرزندان آنها بل بانها که یک گونه انتسابی ایشان را بآن جماعه بود کما فی الخبر الصحیح من احب شیئا
احب محبوباته و ما یشبهه و ما یتعلق به مناسب این معنی است آنکه حضرت ایشان ما قدس سره بتقریبی نگارش فرموده اند
نسمه در آنکه عالم را کسی عین او سبحانه داند و ازین راه واله و گرفتار عالم بود آنقدر محبت کاین نیست که از و داند
و مخلوق او تعالی شناسد و بمجرد این انتساب او را دوست دارد بیت بجهان خرم از آنم که جهان خرم از وست
خوشدلم از همه عالم که همه عالم از وست + بالجمله مولانا بدریافت خدمت آنحضرت هم آغوش سعادات و
کمالات گردیده وقائع سابقه و معاملات حاصله را بسمع شریف رسانیده و بزوائد فوائد این راه و حل
دقائق سیر الی الله و فی الله مجاز و ممتاز گردیده اند پس از روزی چند رخصت مراجعت یافته و بوطن
شتافته باختفا و استتار تمام گذرانیده اند امتثال امر حضرت خواجه را بمعدودی چند از طلاب تلقین ذکر
و فکر این طریقه فرموده تربیت نموده اند و در همان بلده سفر آخرت گزیده تربت ایشان نیز آنجاست
این فقیر از مولانا محمد سعید که ذکر احوال او عنقریب آید انشاء الله سبحانه شنیدم که گفت از حضرت مولانای
خود استماع دارم که فرمود آندم که سلطان محمود والی بدخشان و حصار بمحاربه برادر بزرگتر خویش متوجه
سمرقند میشد و حضرت خواجه احرار قدس سره در منع از آن کارزار باو نامه نوشته بودند و او نپذیرفته
رفته بود خدمت مولانا محمد زاهد رحمة الله را مکشوف گردیده که دست تصرف حضرت خواجه سپاه
سلطان محمود را بر شکست بناگاه ذکر آن واقعه مولانا را بر زبان آمد تمامی آنرا بحاکم وخش که از هوا
خواهان سلطان محمود بوده برسانیده آنحاکم انواع خشونت بمولانا نموده کتابتی مبنی بر شکایت آنجناب
بسلطان فرستاده در آمدن حامل آن نامه بسمرقند همان بوده و بر آمدن سلطان از آن بلده منهزما همان آنگاه آنحاکم
از ایشان عذر خواست و مرید شده بقولی در غره ربیع الاول سنه نهصد و سی و شش وفات یافت دومی
پسر دختر خواجه یعقوب چرخی بود و در جلد اول حضرات القدس ذکر وی مفصل مذکور است ذکر آن پیشوای
جمیع اهل کمال آن سیراب از رشحات ذوق و وصال آن گم گشته در بحر ذات حضرت شیخ محمد قدس سره

وی خلف راستین و خلیفه و سجاده نشین پدر بزرگوار خود شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق بود و [illegible] تعالی
اسرارهم و وی سر حلقه باده نوشان جام توحید و سر دفتر درویشان تجرید و تفرید در فقر و فنا و مشاهده ذات
مطلق استغراق تمام داشت و در اقتباس است که حضرت شیخ رکن الدین فرزند شیخ عبد القدوس گنگوهی در لطائف قدسی
میفرماید که ارادت پدر بزرگوار من چنان بود و میخواستند که جای دیگر بیعت کنند چون که حضرت شیخ محمد هم نسب
پدر مرا بود و لهذا التفات بوی نبود هر بار این خطره می آمدی و روح حضرت شیخ احمد عبد الحق حاضر میگشتی و
با پدرم میفرمودی که تو از آن مائی هیچ جا مرو و پدرم سکوت میکردی آخر چون این معامله ترقی یافت پدرم دانست
که بیشک از آن ایشان هستم اما بحسب ظاهر بیعت میباید کرد چون این خطره غالب شد روح حضرت شیخ بجسم ظاهر گشت
و گفت که هنوز ترا شبهه باقیست ما را مرده و دور میدانی هیچ جائی مرو که تو از آن مائی اگر خطره بیعت ظاهری داری
بنبیره من محمد بیعت کن بعد از آن پدرم مرید حضرت شیخ محمد شد وی تعظیم و احترام پدر مرا بسیار میکردند
و هم وی در لطائف قدسی میفرماید که پدر مرا بقید عیال مقید شدن اراده نبود حضرت شیخ محمد بجهد تمام عقد
نکاح پدرم با همشیره خود بست مادر حضرت شیخ محمد در خاطر داشت که دختر دوم خود را بشخصی دهم که حضرت
شیخ احمد بجانب او اشاره فرمایند بعد چندگاه پدر مرا در خواب دید که بحال سماع پایش شکسته شده است و حضرت
شیخ احمد میفرماید که ای ام کلثوم این فرزند را در کنار خود انداز و پرورش کن چون بیدار شد تعبیر خواب
چنان کرد پای شکسته از آنست که بر سجاده نشیند و بر در غیر حق نرود و درویش کامل گردد مراد از
پرورش آنست که دختر خود بوی تسلیم کنم و پدرم در آن ایام جامهای تمام خانه حضرت پیر دستگیر
خود را در روز جمعه میشست و هر فرزند که پیدا میشد بانگ در گوشش وی میگفت چون حکایت تزویج
در میان آمد پدرم عرض نمود ما کلوخ دست شما هستیم خواه بشکنید خواه بدارید حضرت شیخ محمد فرمود اگر
ارادت حقتعالی تزویج شما رفته باشد چنین محل کجا یابید که عجوزه خواهر من است و دختر شیخ عارف و شیخ احمد
است پس والد من سکوت کرد چون نبشته ازل بود شب کار خیر آمد پدرم در خانه بخدمت جاروب زنی و آب
کشی مشغول بود مردمان از آنجا گرفته بردند جامهای نوشهی پوشانیدند و زنان سرائیدن آغاز نمودند
پدرم را حال و وجد غالب آمد جامهای نوشهی پاره ساخت و گفت بیت طاقیم که با غیر خدا جفت نگردیم

زوجیت و شهوات بهارا نشناسیم + خلائق ام کلثوم مادر دختر را ملامت کردند و گفتند که دختر خود را چرا
بدیوانه میسپاری وی جواب داد که دوشته ازل چنان بود چه توان کرد و هم وی در لطائف قدسی مینویسد
که چون آخر عمر حضرت شیخ محمد را مرض موت پیش آمد پسر کلان خود شیخ الاولیا عرف بده را یاد کرد و در آن
ایام پیش پدر من در شاه آباد بود و کسب فضائل میکرد حاضران عرض کردند که در شاه آباد است پس روح
حضرت شیخ احمد باید رمن فرمود که فرزند شیخ بده را زود دوررو دلی بیان وی بموجب امر پدر بطن
حضرت شیخ احمد بسرعت تمام شیخ بده را بردولی آورد آنوقت حضرت شیخ محمد قدس سره در حالت
نزع بود گاهی در استغراق ذات احدیت بخود میشد باز چون هشیار میگشت میفرمود که سبحان الله فهم کردم
پدر بزرگوار من پرسید که چه فهم کردید گفت توحید مطلق فهم کردم باز چون وقت مفارقت روح قریب رسید
استغراق غلبه نمود و بدعا لیقدر من معرد شصت که اینوقت هوشیاری مردان خدا است پس فرمود که از
طرف انعم مباشید اکنون جز ذات حق در سینه ما منگنجد برخاست و بذوق تمام نشست و خرقه و جمیع امانات
پیران چشت قدس الله تعالی سرهم را بهم سپرد اعظم گذاشت و خود حضرت شیخ عارف تعلیم یافته بود حواله پدر من نمود
و آنچه گفتنی بود وصیت کرده جانشین خود گردانید باز پدر من التماس نمود که برفتن شما من غریب خواهم ماند مرا
طاقت مفارقت ذات بابرکات شما نیست فرمود که با ما تراجه اندیشه است تو را بحول الله تعالی مقام
تست هر کجا خواهی باش من از تو جدا نمیگردم و تربیت فرزند خود شیخ بده حواله تو کرده ام اگر خواهی که بمقام
مراجعت نمائی ترا از اسرار باطن کما ینبغی محروم ساخته و نعمت پیران بوی عطا کرده بنیابت خود در
من بگذاری چون حضرت شیخ محمد قدس سره این وصیت تمام کرد خوش و خرم بعالم بقا رحلت فرمود پدر من مخدوم
را نعمت باطن سپرده بنیابت خویش در آنجا نشاند و همصاحب التباس میگوید که در اکثر نسخه معتبر لطائف
قدسی دیده شد که شیخ محمد امانت پیران چشت معتقد گی حواله فرزند خود شیخ بده کرده در پرده شد و قابل قبول
صاحب مراة الاسرار است که حضرت مخدوم شیخ الاولیا عرف شیخ بده بعد از وفات پدر خود شیخ
محمد قائم مقام وی شد و بسنه وفات حضرت شیخ محمد هیچ جائی نظر در نیامده رحمة الله تعالی

ذکر مولانا درویش محمد رحمه الله تعالی مولانا درویش محمد خواهرزاده مولانا محمد زاهد بود

و والد و مرشد مولانا خواجگی امکنگی روح الله روحهم از علم ظاهر نیز بهره تمام داشتند عزیزی گفت
از ایشان رساله دیده ام در اثبات آنکه هستی حق سبحانه وجود مطلق است سخت نیکو و مولانا امیر علی هروی
رحمه الله تعالی در رساله خویش منقبت ایشان را چنین برنگاشته حضرت مولانای اعظم و قطب دائرة التوحید
فی العالم حضرت مولانا درویش محمد امکنگی ایشان کسب کمال در خدمت خال بزرگوار خویش نموده اند
و بعد از انتقال خال بزرگوار خویش نائب باستقلال ایشان بوده و پیش از خال گرامی بر شیوه خمول و
گمنامی میگذرانید گویند در بعضی قرای بلده کش که بشهر سبز مامور است به تعلیم اطفال اشتغال مینمود
بآیینی که هیچ فردی را بحال ایشان اطلاعی نمیبود مگر روزی یکی از مشایخ ترک را بدانجا عبور و مرور
واقع شده بمشام مکاشفت استشمام حال مولانا فرموده گفت ازینجا بوی مردی می آید و اشارتی
بمولانا نموده بیت تو گوئی مشک خوبی قوام آمد * که از صد پرده صیت عالم آمد * حضرت مولانا
خواجگی قدس سره میفرمودند که بیشتر باعث اشتهار والد بزرگوار ما آنشد که روزی درویشی نزد
ایشان مدحت بزرگی و حالت شیخ نور الدین محمد خوافی که از اکمل خلفای شیخ حاجی محمد جنوشانی
بود قدس سرهما مینمود مر ایشان را مخاطب ساخته فرمودند بابا این شیخ بسیار بزرگ ظاهر میشود اگر بدین حدود گذاری
کند بصحبتش رسید روزی چند نرفته بود که شیخ مذکور بآن نواحی تشریف آورد چون بسمع والد
ما رسید فرمود امشب جهت شیخ ماست و سر شیر آماده کنید تا فردا بمشیت الله سبحانه نزد او شویم
چنان کردند فردا بی تکلفانه با جامهای شوخگین با دو هدیه مذکور بمجلس شیخ در آمدیم شیخ نیز با طاقیه و
پیرهن بی تکلفانه نشسته بود والدم را سخت معانقه نمود پس عمامه و فرجی خویش طلب فرمود و در پوشید
و مراقب بنشست والد ما نیز تا نشسته بودند مراقب بودند بیت خلوت اینقوم اندر انجمن خواهد شدن
لب چو بربستند از هر جا سخن خواهد شدن * آنگاه والد ما رخصت خواستند شیخ قدمی چند مشایعت نمود
بتواضع تمام وداع فرمودند بعد از وداع ما شیخ از مردم آنجائی پرسیدند که طالبان این راه را بخدمت
این عزیز آمد شدی هست مردم گفتند آنمرد شیخ نیست فقیریست مکتبی میدارد پس شیخ نور الدین
فرمود سبحان الله مردم اینجا خوش نابینایان بوده اند که بخدمت اینچنین درویشان استفاده نمی جویند

بعد از استماع این سخن آمد شد. مردم مصدع اوقات والد ما شد و از آن سخت تنگدل بوده اند و بمصداق
کلام فاروق اعظم رضی الله عنه وابتغوا الرزق من خبایا الارض گشت و کار زراعتی داشتند و کارهای لازمه
آنرا خود میکردند در این مقام مولانا خواجگی از غایت انکسار و دید قصور حال فرموده اند پدران ما
همه مردم مسکین و فاضل بودند چون نوبت بما رسید فضیلت ماند و مسکنت و یکی از اجداد خویش را
حکایت کرده اند که عالم بوده متورع و معیل بوده و مزارع بسیار بود که در اثنای زمین راندن یا تخم نشاندن
بدرس طلبه علوم می پرداخته و تخم فوائد بر زمین دل ایشان می انداخته صبیه آن عزیز در عقد بزرگ زاده بود
که رعایت جانب تقوی نمینمود هرگز آن عزیز بخانه آن نرفتی و از شراب و طعام او تناول ننمودی تا روزی
که آن بزرگ زاده درگذشت آن روز بخانه او بنماز جنازه حاضر گشت حاشیه گلیم را گردانیده بر خاک نشست
و گفت ای فلان غفر الله لک معامله نکردی که توان در کنار گلیم نشست بعد از روزی چند جهت صبیه
خود لباسی فرستاد و گفت غسل بر آر و این لباس را پوشیده بخانه ما بیا تربت مولانا در اسفرار است که قریه ایست
از توابع کش بقولی نور نوزدهم محرم سنه نهصد و هفتاد در اسفرار سفر آخرت کردند خواجه میرک
گنبد سبزی رحمة الله از احفاد فخر الدین ابدال بود که از دودمان سیادت است رحمه الله و از
خلفای بزرگ خدمت مولانا درویش محمد قدس سره وله و حیرت و انکسار و خشیت تمام داشت در گنبد سبز
میبود که قریه ایست از قرای تابعه صغانیان و حصار شاداب همانجا از دنیا رفت و مدفنش آنجاست نیز از و بتبرک
خواجه محمد صابر او نیز از اصحاب صاحب مولانا درویش محمد بود و بآنجناب قرابت صوری نیز داشت و
سالهای بسیار بمولانا بسر برده بود رحمه الله سبحانه مولانا شیر محمد او نیز مولانا درویش را از یاران
قدیم بود و صاحب احوال عظیم شیخ صلوتی او را صلوتی از آن گفتندی که وی روزهای جمعه
ببازارها و دوکانها رفته بمردم اذان و اعلام صلوة کردی او نیز از اصحاب کبار مولانا درویش محمد بود و
صاحب نیستی و شکستگی تمام در سمرقند سکونت داشت چون مولانا خواجگی بسمرقند میشده اند بیشتر احوال بمنزل او
فرود می آمدند در السنه مردم آن دیار چنان مشهور بود که شیخ صلوتی صحبت دار خضر علیه السلام است موید
این معنی است آنکه عزیزی از مریدان منظور شیخ قاسم قالینی علیه الرحمه باین فقیر میگفت که روزی در خدمت شیخ خود

نقشبندی

نقشبندی

نقشبندی

امام چشتیه صابریه پیشوای قدوسیان

از پیش مسجد شیخ صلوتی میگذشتم شیخ صلوتی بر بام مسجد بود چون شیخ ما را بدید سلام کرد و گفت حضرت
خضر بشما سلام رسانیدند رحمهم الله سبحانه ذکر آن ساقی خمخانه اسرار آن سرشار باده
بی خمار آن غزال صحرای الوهیت آن شهباز هوای هویت آن شناسای رموز معراج آن قطب عالم شیخ
عبد القدوس اسماعیل الحنفی صفی گنگوهی خواجه محمد هاشم در کتاب زبدة المقامات که در احوال جزو کل
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی تالیف کرده است مینویسد قدس سره شیخ عبد القدوس قدس سره از
شیوخ مشهوره هندوستان است و از کبار ایشان از فرزندان شیخ صفی الدین است که در اصول و فروع
علوم از فحول محققین بود صاحب تصانیف مفیده مشهوره سکر و شورش قوی داشت و وجد و سماع
کثیر با وجود کثرت جذبات و وفور غلبات در اتباع سنت سنیه بغایت متقن بود و در التزام عزائم امور
دینیه سخت متمکن او را کتابیست مسمی بانوار العیون مرتب علی سبع فنون که در هر فن اسرار والا بر
صحائف املا آورده در فن نخستین بنگاشته که هر چند ارادت من بمخدوم شیخ محمد است لیکن پیشتر اخذ
فیوض مرا از باطن جد او شیخ احمد است قدس سرهما و ستائش او در آن فن بسیار فرموده و نیز آنجناب از درویش
قاسم اودهی که از بزرگان سلسله سهروردیه چشتیه است اجازت خلافت داشت و جز آن کتاب مذکور او را
رسائل و مکاتیب نیز هست در غایت زیبائی و دلربائی حضرت ایشان یعنی حضرت مجدد قدس الله سره
العالی از اواخر حال شیخ حکایت میکردند که ساعت بساعت غیب و بیخودی بر آنجناب مستولی میشد و استغراق
غلبه داشت یکی در آنحال از دستر آن پرسید فرمود دل را بذکر بسیار کوفتم اکنون سلطان ذکر زمان زمان
بر من غلبگی مینماید و مرا از من می رباید از فرزند شیخ احمد که ثالث بود می آرند که می گفته و برین نسبت خانواده
ماست که نخست فرزندان را بکمالات صوری آراسته سازند و آنگاه بمجاهدات و ریاضات انداخته بپایه قطبیت
رسانند از زبان درفشان حضرت ایشان قدس سره شنودم که در آن ایام که فرزندان شیخ در دهلی گرم تحصیل بودند
اگر ایشانرا اشتیاق دیدار پدر بزرگوار غلبه کردی بخدمتش نوشتندی که اگر امر عالی ورود یابد
بتقبیل آستانه مستسعد گردیم شیخ گفتی آمدن ایشان نزد ما موجب تسویف و تعطیل تحصیل علوم است ما را
نزد ایشان باید شد و با آنهمه کبر سن و ناتوانی خود بدهلی آمدی و شیخ را هفت پسر بود که هر یک در حال و قال

بمثل بوده و ایضا حضرت ایشان قدس سره از والد ماجد خود روایت کردند فرمود که چون شیخ ما عبد القدوس قدس سره از وطن خود بدهلی آمدی و خبر باکابر آنجا رسیدی بدیره او شدندی کذلک قوالان و مطربان نیز او را استقبال نمودندی و شیخ کثیر السماع بود و سماعش در غایه شورش و گرمی و منعمن سماع سخنان مستانه از وی سر میزد وقتی در دهلی در محفل عظیم که علما نیز حاضر بودند متواجد برخاست در میان محفل مصحف رنانا دانان گشتند چون اینگله بکرات در رقص بر زبان راند یکی از فحول علما حاضر بود برآشفته شده نام یکی از اعاظم علمای آنوقت را برده گفت چون انجماعت را نادان توان گفت که چون او نبی در میان ایشان بود و شیخ همچنان بشورش گفت من همانرا میگویم من همانرا میگویم باز آنعالم گفت شیخا چون مثل اوئی را نادان توان گفت که چون بآنعالم خبر رسید که از قطرات خون منصور نقش انا الحق ظاهر شد آن بزرگ دوات خود را بر زمین زد و گفت اگر حق است این چنین سیاهی که از دوات بیخبر نقش الله ظاهر گشت شیخ باز گرمتر از پیشتر بجوشید و گفت که زهی نادان که سیمای حق در جمادی ظاهر شود و در آن نه و هم حضرت ایشان قدس الله سره العزیز بدین مقرب فرمود یکبار شیخ بدهلی آمده بود شیخ حاجی عبد الوهاب بخاری که از اولاد سید جلال الدین بخاری بود صاحب علم و حال تفسیری نوشته بود نزد شیخ فرستاد شیخ بگشاد آیه تطهیر اهل بیت سرور کائنات علیه و علیهم الصلوات و التحیات برآمد که شیخ عبد الوهاب در حق ما نوشته بود اولاد نبی همه مامون الخاتمه اند و عاقبت شان علی الیقین بالخیر شیخ عبد القدوس بگلباران نوشت که هذا خلاف مذهب اهل السنة و الجماعة و کتاب را باز فرستاد و میان شیخ و زمانیان علمای آن بلاد مذاکرات بوقوع پیوست بالآخر مقرر آن شد که شیخ عبد القدوس گفت قدس الله سره انتهی شیخ عبد الحق محدث دهلوی در اخبار الاخیار مینویسد شیخ عبد القدوس قدس الله سره صاحب علم و عمل و ذوق و حالت و حلاوت و وجد و سماع وی اگرچه بظاهر دست بیعت از شیخ محمد گرفته است وی معتقد و عاشق شیخ احمد عبد الحق است و بروحانیت او مشغوف اورا کتابیست مسمی بانوار العیون مرتب ساخته من در رفیق اول مناقب شیخ احمد نوشته و اظهار اعتقاد و بندگی بادی بسیار نموده و شیخ عبد القدوس را مریدان و خلفا بسیار اند و از جمله مریدان او شیخ بهرو بود و در اوایل حال بحرفت

لنگر بزی مشغول بود و او آخر او را جذبهٔ الٰهی در گرفت و مسلمان شد و مرید شیخ عبد القدوس گشت و احوال
و ریاضات بمقتضی فطرت ذاتی در وی پیدا شد و از جملهٔ خلفاء وی شیخ عبد الغفور اعظم پوری بود
بزرگ بود و صاحب واقعات و کرامات گویند در خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوی تلقین نمود اللهم صل
علی محمد و آله بعدد اسمائک الحسنی رحمة اللہ علیہ شیخ عبد القدوس در رسالهٔ قدسیه در معنی گرسنگی میگوید
بدان الهمک اللہ تعالی که گرسنگی بر دو نوع است سفلی و علوی سفلی جمیع حیوانات راست
که چون روح حیوانی باطباع اینجهانی امتزاج یافت و بپیکر وجود در مرتبهٔ مرکبات که عبارت از کثافات اربعه
است سبب قیام وجود در مقام نمود و حرارت در باطن او بظهور پیوست و محتاج غذا گشت و تو آنرا
آتش گرسنگی خوانی و غذای او آب طعام و خاشاک دانی پس از عالم سفلی عروج نماید که از تجلیات و مظاهر
و مقام صور مختلف بهائم و علوی انسان جملهٔ خاص و عام راست که چون بحر محض بود از محض غیب این مقام خالی
از عالم جنبش بی جنبش و جنبید هویت حق ظهور یافت و در میدان حضرت احدیت تجلی شئونات که
عبارت از اللہ احد است و تجلی بسیار و انوار بیشمار بمه صفات کمالات از جمال و جلال از
کریمی و ستاری و جباری و قهاری و رزاقی و خلاقی و رحمانیت و ربوبیت هزار و هزار اینجا موج
بر اوج زد بر حسب استعداد مظاهر که لون الماء لون انائه نور اللہ و روح اضافی و نبی اللہ
و رسول اللہ و ولی اللہ و ائمه اسماء اوست بمظاهر مختلف جویش فانجاء کم من اللہ نور و کتاب است و این و
از مقام احدیت و اینمقام روح انسانی و عالم جبروت است و اینمقام قرب اوست و عالم معیت است
و اینمقام اگرچه تجلی است اما از سطوات مقام جوار فائده تمام نمیافت باز در مقام تجلی شئونات عالم
عقول پدید آمد و آنعالم ملکوت است و مقام روح نفسانی است و در اینمقام اگرچه فائده ظهور
که نفس معرفت است بظهور پیوست اما مقام تقدس و میدان تسبیح و تهلیل است و این نشان قیدها و
فتبارک الله مقام متکلم پس عشق انظر مذبر نگشت و فائده کمال معرفت که مقام عروج منتهی
بروح است بظهور نه پیوست باز در مقام تجلی شئونات عالم احسام پدید آمد اینجا ظهور تمام انجی
و عالم عشق موج بر اوج زد چنانکه کون جبروت حیرت افتاد و در اینجا نقطهٔ اول و آخر در منظر انسان

ظهور یافت و بعروج وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی که بحر محض وجود صرف بوده است بشتافت بدان سبب که
جوش سوز عشق مقام فَاَحْبَبْتُ که در کتم ذات سر بحر صفات در مرتبه محض وجود با خود داشت بیرون
انداخت معلومات را بعلم برد و علم را با معلومات در سر ذات که بحر صفاتست برد و ذات را بمجاز صفات
داشت و صفات را کسوت ذات ساخت وحدت در کثرت گردانید و کثرت را کسوت وحدت پوشانید
وحدت در کثرت و کثرت در وحدت و غلط در صحت و صحت در غلط و غائب در حاضر و حاضر در غائب
افتاد حسن و قبح بر دو قدم در صحرای وجود بر آراست اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی علم بر افراشت
فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ پیش همه داشت تا بدان سبب نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ
جوش بر آورد و شور و فغان در کون و مکان انداخت و مار از دیار عاشقان برخاست تا هر یکی
بر استعداد مظهر از نوعیت الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ بر جان و جهان تاخت و چنگ بدامن محبوب
و مطلوب خود زد و اینست معنی آن گرسنگی که در معده بشر در نهاد و بنیاد افتاده است و آن تیزتر
و گرمتر از آتش دوزخ است که گرسنگی کثیف را بلطیف رساند و مقید را بمطلق نشاند انسانیت
برحمانیت بر آید که از گرسنگی مردم بخدا تعالی تواند رسید و این خاصیت در حیوان دیگر ننهاده اند
اگرچه گرسنگی دارد که از مجرد سفلیات اند ملائکه و ارواح اگرچه از علویات اند اما آتش گرسنگی ندارند
لاجرم از مقام خود تجاوز نتوانند کرد این کار آتش است باز درد و محبت و عشق است اکنون بدانکه
گرسنگی را سه مقام است مقام اول را آتش گرسنگی خوانند که غذای آن آب و طعام است مقام دوم
را آتش درد و محبت و عشق خوانند که غذای آن خون جگر و خاشاک غیر است و مقام سیوم را آتش
محبوب و معشوق خوانند که غذای او حسن و جمال و اوصاف کمال است ان الله جمیل و یحب
الجمال بیت عاشق حسن خود است آن بی نظیر * حسن خود را خود تماشا میکند * انتهی در مکتوبی
مینویسد که یکی از مریدان او را از خواطر فاسده پرسیده در جواب نوشته هیهات پرسیده بودند از بلای
سخت و ابتلای عام که هیچ ولی و نبی نبوده که مبتلا بدان نبوده از آنجا که بشر بودند و گذر بدین
جسر مجازی داشتند اما فرق آنست که یکی را گاه گاه بطریق ابتلا و امتحان باشد و او بدان ماخوذ

داد مردان ما خود نگرد بلکه سبب قرب و علو همت اربود و یکی را از راه خسران منع گردند و او بدان
ما خود نگرد بلکه سبب بعد و حرمان ابدی او باشد چنانکه حال ما بدانست اینجا قیمت مردان و نامردان
ظاهر گردد کذلک یحرب رجال و للطعن و الشهادة رجال کل لقصته رجال آنکه تیغ زند و تیغ خورد دیگر است
و آنکه کاسه لیسد و ثرید خورد دیگر و نیز صاحب روضة المقامات مینویسد در اکثر مکاتیبش از انکسار و افتقار و خجلت
خاتمه کار سخن کرده جا بجا مینویسد حضرت ایشان قدس الله سره العالی از جناب او نقل کردند که با وجود علمیت
احوال در رعایت غرائم امور دینیه آنچنان بود که وقتی امام مسجد او پیدا نبود و برادر زاده او شیخ عبد النبی
فرا پیش آمد و امامت نمود میان آلذین قرن الامت از دو قفه ظاهر گردید شیخ نماز را باز گردانید و بخشم تمام گفت
احداث را منع نمایند که امامت نکنند و نماز مردم را فاسد نسازند ندانسته اند که موصول با صلاحکم
یک کلمه وارد که قطع آن درست نیست و وقفه میان آن بر دانه انتهی کلامه انشاء الله تعالی از زین دار
پرملال بسالیست که شیخ اجل مبین نسبت و ترجمه شریفش در قریه گنگوه است که بر ساحل دریای
جمن قریب کرنال است رحمه الله سبحانه انتهی مکتوب هفتاد و ششم بجانب کمال الدین قاضی عبد الرحمن
در بیان معنی آیه و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون مطالعه نمایند در این آیت معنی بسیار است و هر از شمار که
جامع تمام کتاب بانی و کلام سبحانی است اما آنچه در فهم تواند شد در قلم آمد یعنی عبادت کنند سر
بر زمین نهند و سر بر یقین دهند و زمین عبارت از مقام عدم است یعنی از وجود بعدم روند و فانی گردند
تا بحق رسند بغیر مشغول نگردند که لا غیر الا بالغیر و هو الاشارة با. شرک و الشرک بالغیر پس حقتعالی بعقول
واعیه بعد بیان فرمود که خود را از میان بردارید تا شرک بر خیزد با وجود حق موهوم نباشد و که لا شرک
نفی عموم شرک است بعموم اشیاء یعنی شرک تعلق بوجود غیر دارد پس غیر را بردارد هیچ چیز را
نشناسد وجود مدار تا از شرک نجات یابی و براه حق بدرگاه حق شتابی و موحد گردی و مومن شوی
آنگاه دانی که ما اعبد و الله چیست عبادت فرمود الله را و الله اسم ذات است جامع صفات در
این اسم هیچ وجود را اجز وجود حق جل و علا وجودی نیست که وجود تعلق صفات دارد و اینجا التفات
بصفات حرام است که چنیدن حظ و نصیب است و آن حجاب است و هوانا رست اگر آیت من الخطاب

الفقر هوالله ازین عبارات از نجا گفته اند که عبد الرحمن و عبد الرزاق در جهان بسیار بابی اما عبد الله
یکی نبابی که فانی از خود باقی بحق است او بخود نیست او بحق است پس او نیست حق است اذا تم الفقر
فهو الله ازو خبر میدهد همچنان الله دانی که چه گفته است و چه بسیار گفته میشود عرف من عرف رمزی
از بیان و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین گوش دار بقوله تعالی مخلصین له الدین مخلصین حال افتاده لاجرم
گوئی باز و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین شنیده است و اخلاص آنست که در عبادت عقیده و سر او را
و عبادت از ماسوی الله پاک دو در داری چون التفات بغیر و غیر نماند اخلاص درست آید و حال
عبادت را شاید له الدین خالص آید که چون مر خدائی راست دین هم چیز مر غیر خدا را است ما علی اهل یقین و اعبد
ربک حتی یاتیک الیقین همین امر است که در یقین جز حق روا نه و نیست دین و جز این دین هیچ نرانه و دین مر خدا را
لله ملک السموات والارض و ما بینهما بیان این میکند تا فهم کرا است خوش گفت این سخن تا تو می باشی صد و بینی همه
چون شوی فانی احد بینی همه مکتوب صد و پنجم بجانب شیخ جلال تبانیسری مسطور بود اذا تم الفقر فهو الله
تعالی مراد از کدام فقر است و هو عائد بسوی چیست مقر رخاطر خوی باد المراد بالفقر ههنا الانصاف
بالعبد و الاعتماد علی الله و الانقطاع عما سوی الله و السیر الی الله و السکون مع الله بلا علاقة
و الصبر عائد الی مفهوم الکلام و التقدیر اذا تم الفقر فالعبد تم به الفقر الله تعالی کما قال الله تعالی
و ان الی ربک المنتهی یعنی چون درویش در طلب حق در آید و کار بجائی رساند که از غیر حق بکلی انقطاع گردد و
مستغرق و محو شود نوری لاانتهائی بیند که کرانه ازل و ابد را محیط بود و هیچ کیف بدو راه نبرد آن نور
پاک حق سبحانه بود و لائی چه تابد آن نور است که ذره از ذرات عالم نیست که آن نور بان نیست و از آن
آگاه نیست وجود عالم از ان نور است و فناء عالم بدان نور است و آن نور حقیقت عالم و حقیقت آدم
است مصطفی صلی الله علیه وسلم در مقام صفا ایجاز نمود در حق عام من عرف نفسه فقد عرف ربه
و در حق خود خاص من رانی فقد رای الحق انا الحق منصور و سبحانی ما اعظم شانی طیفور ازین نور است عزیزان چون
فقر تمام شود غیر بکلی برخیزد و درویش در میان نماند اگرچه صورت بشری در میان بود اعتباری
ندارد و آنچه معنی است آن اعتبار دارد و العبرة للمعنی لا للصورة ایجا مصطفی صلی الله علیه وسلم

وقتی گفتی انی لست کاحدکم وقتی دیگر خود را بشر خواندی وانما انا بشر مثلکم گفتی وبصورت بشران
خلق با خلق ماندی وکسانی که مصطفی را صلی الله علیه وسلم بصورت بشر دیدند یعنی بشر دیدند
از حال ایشان منست وترانی ولا یبصرون الیک ولکنهم لا یبصرون ست وآنانکه مصطفی را صلی الله علیه وسلم
همان بشر دیدند وهمان بشر گفتند فقالوا ابشر یهدوننا فکفروا کاجرم چون درویش در پیش ایشان
نماند واز کون در گذرد خدا ماند جل جلاله خدا همیشه باشد اما درویش در پندار بود اکنون از آن
پندار بیرون آمد بدید بیقین دید دوست که وجود همان حق است وغیر عدم مطلق من الشجرة ان
یا موسی انی انا الله انجا دم زند وغیر بر هم زند فالمعنی ازانا تم الفقر فانی الفقیر فهو الله تعالی
لیس الفقیر بل هو الغنی والغنی هو الله فالمعنی الفقیر اذا تم فقره بالله فهو المتخلق باخلاق الله
وما من هو الا هو ولیس هو الا الله ولا سواه بخدائی خدای چون من بزرگ دیگر نیست
بسیار زر صراف او را بقیمت وحکم زر کیرد اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری اولیا را خدا داند
چنانکه باید دیگری ندانند کار تا جائی رساند که ملک مقرب در روح مطهر در حیرت افتد الانسان سری
وسفتی اینجا معلوم شود که چیست وهم حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس
در رین مکتوب مینویسند که این فقیر گوید نظم درویش نیست آنکه بخسبد خورد وچو خر
سر حق بود از روح پاک تر درویش هر چه هست تجلی وجود اوست از عرش بر تر است ز کرسی فراخ تر
درویش را مقام همه جز و کبریاست نبود بشر چه گنجد ازان وصف نامور درویش غوطه خورده بدریای فرد حق
درویش گشت فارغ از زهد و خشک تر درویش هست آنکه نبوده وناسوی دل در حضور دائم مرکان همیشه تر درویش
در عبادت دائم بروز و شب درویش نیست آنکه بخسبد خورد وچو خر در مکتوبی میفرمایند نه آنکه بنده
با چیز محض بود و نه آنکه بنده خدا شود ولیکن در صفا وخود خود جائی رسد که از وی خودی بر خیزد
وهیچ دوئی ما وی نیا میزد ومکتوب نود وپنجم بجانب قاضی عبد الرحمن مسطور است که معنی آیت ومن
یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله بیان فرمایند
مقرر باد هر که از خانه بنیت مهاجرت سوی شهر احدیت کند وشتاب حضرت صمدیت گردد ونبود در

راه بود که هزاران منازل راه بدرگاه بود که هرچند فنا و عدم پیش می آید و از مالوفات بشریت
بیرون می آید و سوی دوست حیران و سرگردان میرود و متعطش بجمال حبیب میگردد و اگر بکعبه
مقصود رسید و بمشاهده خدا و رسول مشرف گشت فقد وصل الحبیب الی الحبیب ندا در دادند و
بدولت ابدی بر تخت سرمدی اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ بنشاندند
و اگر درین مهاجرت پیش از وصول بکعبه مقصود از جهان رحلت نمود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ
ای تحقیق ظهور الله علیه علی ما هو مراده در مکتوبات حضرت قطب عالم اسرار و نکات بسیار دیده شد
این مختصر گنجایش آن ندارد که تحریر گردد صاحب مرآة الاسرار میگوید که حضرت قطب عالم بارشاد حضرت شیخ
احمد عبد الحق سیر سلوک تمام نموده بمرتبه تکمیل و ارشاد رسید حضرت شیخ احمد وی را در عالم روحانیت
فرمود ترا ولایت بالا دست دادم پس حضرت قطب عالم بعد از چند روز در سن ست و تسعین و ثمان مائة
در ابتدای زمان سکندر بن سلطان بهلول لودهی بموجب درخواست عمر خان کاشی که یکی از امرای
سلطان سکندر بود و بخدمت ایشان اعتقاد داشت معه فرزندان از رودولی نقل کرده در قصبه شاه آباد که
بنواحی دهلی بود سکونت نمود و شهرت بسیار یافت و مدت سی چند سال تا ایام سلطنت سکندر
و سلطان ابراهیم لودهی در شاه آباد اقامت داشت چون در سنه نهصد و شصت و دو ظهیر الدین محمد
بابر بادشاه از توران در هندوستان در آمد و تمام هندوستان را در تصرف خود آورد و بسبب
کثرت سکونت قوم افاغن قصبه شاه آباد را ویران و خراب ساخت در آنوقت حضرت قطب عالم با عیال
و اطفال در قصبه گنگوه متوطن گشت صاحب اقتباس میگوید حضرت شیخ رکن الدین فرزند حضرت قطب عالم
در لطائف قدسی میفرماید که چون والد بزرگ در شاه آباد آمدند برادر کلان شیخ حمید الدین ده یا
یازده ساله بود و بعد از یکسال در قصبه شاه آباد پنجم جمادی الاول در سنه سبع و ستین و ثمانمائة این فقیر
رکن الدین تولد شد و همه برادران من بجز شیخ حمید الدین در قصبه مذکور متولد شدند و شیخ حمید الدین در رودولی متولد
شدند و هم وی مینویسد که وی حضرت هرچند خارق عادات و کرامات بسیار داشت اما هیچگاه باختیار خود خارقی ظاهر نکرد

وگاهی بجهت شوق بعضی مخلصان چیزی ظاهر میکرد و هم وی مینویسد که مولانا چندن که اوستاد
این فقیر بودند و مرید حضرت قطب عالم بودند برای شستن جامها طرف آب گندی رفت ناگاه
عورتی صاحب جمال در نظر آمد قدم مولانا بلغزید خطره فاسد چنان شد که محل خلوتست با عورت فعل ناشایسته
واقع شود ناگاه حضرت والد را عصا در دست گرفته در عین دریا بالای آب ایستاده دید مولانا سرنگون
و شرمنده گردیدند چون مولانا پیش آمدند حضرت تبسم کرد و فرمود باک نیست پیران محافظ وقت اند صاحب
مرات مینویسد که حضرت قطب عالم زندگانی دراز یافت از وقت سلطنت بهلول لودهی تا زمان سلف
سلطنت نصیر الدین محمد همایون بر مسند ارشاد مقیم بود و سلاطین آنوقت بخدمت وی اخلاص تمام
داشتند چنانکه مکتوبات باسم محمد بابر بادشاه و محمد همایون نوشته بود موجود است محرر حروف گوید
دیدیم در پند و نصیحت نوشته اند و غرض خود هیچ در میان نیاورده اند حضرت شیخ رکن الدین در لطائف قدسی
میفرماید در سنه اربع و اربعین و تسعمائه یازدهم جمادی الآخر روز دوشنبه عرس حضرت شیخ احمد عبد الحق
بود همدران روز حضرت قطب العالم را تپ و لرزه پیدا شد روز جمعه فرصتی حاصل شد نماز جمعه ادا نمودند
بعد از نماز باز تپ شروع شد چهار روز دیگر باز تپ آمد روز سه شنبه وقت چاشت بتاریخ بست سیوم ماه مذکور
و سنه مسطور جان بمشاهده دوست سپرد لفظ شیخ اجل مخبر از سال وفات حضرت اوست و بقول صاحب
اخبار الاخیار و مرات اسرار در سنه خمس و اربعین و تسعمائه و مدت عمر وی رحمه الله تعالی هشتاد و چهار
سال بود از انجمله سی و پنجسال در رودولی کسب کمالات نمود و سی و پنجسال در شاه آباد اقامت داشت
و چهارده سال در مقام مرگ گنگوه ارشاد نمود و در پرده شد منقولست که در مرض موت هیچ تفاوت
در عبادت ظاهر نشد با آنکه محویت بر کمال بود در شبی بمقدار هفتاد کرات تجدید وضو کرد و تحیة الوضو ادا
کرد در آخر کار برای وضو اشارت فرمود و تحریمه دوگانه بست و رکوع و سجود باشارت کرد همان
ساعت جان بحق تسلیم کرد فرزند شیخ رکن الدین میگوید که بعد از غسل کفن پوشانیده این فقیر دست
بر سینه نهاد حرکت دل و جریان ذکر یافت چنانکه در حیات بود و هم وی گوید پدر بزرگ من اولیا
بودند تلاوت قرآن وظیفه داشتند و مسائل شرعی همیشه مطالعه میکردند و نماز اشراق و چاشت

نقشبندی حراری

وفی الزوال و تهجد فوت نکردندی و وقت وضو سخن دنیا نمیگفتند تا تمامی نماز فرض و سنت و نوافل
ادا می نمودند و صاحب شغل باطن و کشف بودند کرامات و کمالات و خوارق عادات حضرت قطب
العالم در کتاب مرآة الاسرار و اقتباس الانوار و لطائف قدسی و غیرها مشرح اند درین مختصر گنجایش
شرح و بیان آن نیست و علم و فضل از تصانیف وی حضرت مثل انوار العیون و رساله قدسیه و
مکتوبات و غیره پر ظاهر است ذکر حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس الله سره حضرت مولانا
خواجگی امکنگی رحمه الله اقتباس نور کمال و فروغ اکمال از بیضای باطن اذکای والد ماجد خویش
مولانا درویش محمد بود و جمال این نسبت از سیمای استعداد و هدایت و ارشاد او زیب و زینتی
دیگر یافت از بدایت حصول کمال تا مدت سی سال بر شیوه خجسته والد بزرگوار در تستر احوال
میکوشید اما چون حضرت حق سبحانه جهة تربیت طالبان خویش میخواست که او را از زاویه اولیای
عزلت با انجمن اولیای عشرت آرد در اواخر مامور بارشاد خلق شد مردمان از امرا و فقرا در خواب واقعه
وی را دیده بملازمتش شتافتند و از یمن صحبت او بسیار خفته دلان از خواب غفلت بیدار شدند سودائیان
این تجارت یوسف صحبتش را خریدار آمدند و بسیار فضلا در ربقه ارادتش در آمدند از جمله آن
فضلاست مولانا درویش محمد علیه الرحمة که از منظوران حضرت مولانا بود و صاحب تقوی و صفا
و از اعاظم تلامذه مولانا محمود گیلانی زیاده از چهل سال در بلده معظمه بلخ افاده علوم عقلی و
نقلی نمود و کتب معتبره تصنیف و تالیف نمود و در حدود هزار و بیست و پنج یا چهار از جهان در گذشت حضرت مخدومی
مولانا خواجگی را بر جاده عزیمت قدمی بس استوار بود و از اتیان رخصت بر کنار او را جز مسجد خانقاه نبود
از غایت تمکین در مجلس او رقص و سماع و خروش را راه نبود وقتی یکی از محبانش التماس نمود که چه باشد اگر
مثنوی مولوی رومی قدس سره مذکور محفل عالی میگردیده باشد فرمود هر روز از مشکوة حدیثی چند
مذکور مجلس میشود و شک نیست که ذکر احادیث نبویه علی قائلها الصلوة والتحیة به از حدیث دیگر است
یکی گفت گر سور خمس بعد از ادای صلوة خمس چهار را در مجلس شریف مقرر گردد میشاید فرمود چه لازم است که
جهرا مقرر گردد هر که خواهد بطور خویش سرا بخواند و به تصور احوال او بغایتی بود که روزی

یکی معروضداشت که راه مسجد بلندی دارد و از کبر سن ایشان را ضعف تن قویست اگر نماز عصر و مغرب
و عشا را بیک آمدن گذارده بمنزل تشریف برند انسب مینماید که در آمدن و رفتن تصدیع است فرمودند
در نمازهائی که میگذاریم همین آمدن و رفتن است چیزی دیگر مفهوم نمیشود نور این نسبت علیه و سیمای شکستگی
و فنا از جبهه اطوار ایشان هویدا بود و نور شگفتگی و تواضع بر همه مسلمانان از بوستان کردار ایشان
پیدا اگر مهمانی بمنزل شریف ایشان رسیدی با وجود کبر سن خود بنفس نفیس بخدمات او پرداختندی
و با آنکه از نحافت دستهای مبارک می لرزید خود نزد میهمان سفره آورده بینداختندی و بسیار بودی
که از حال مرکب و خدم میهمان نیز خود خبر میگرفتند بالجمله صاحب خلق عظیم بودند و بر جاده
طریقه خاصه حضرت خواجه بزرگ و خلفای ایشان مستقیم عمر شریف را بدین آئین بحدود
تسعین رسانیدند تا در شهور سال هزار و هشت بهشت بهشت خرامیدند پیش از انتقال ازین دار
فلان باندک ایام مکتوبی بحضرت خواجه ما قدس سره نوشته بودند که بعد از اظهار اشتیاق و اشتیاق
بسیار این دو بیت در آن مندرج بود بیت زمان تا زمان مرگ یاد آیدم + ندانم کنون تا چه پیش آیدم +
جدائی مبادا مرا از خدای + دگر هر چه پیش آیدم شایدم + بقولی در بیست و دوم شعبان برحمت حق
پیوست نسمه حضرت خواجه ما قدس سره در یکی از مکاتیب شریفه بتقریب دقائق منزل وجود و
عدم و وجود فنا نگارش فرموده اند جناب ارشاد مآبی مخدومی قبله گاهی مولانا خواجگی قدس
الله سره در اشارت بفنای اتم این بیت میخواندند بیت مدح و ذمت گر تفاوت میکند +
بتگری باشد که او بت میکند + میفرمودند تاثیر مدح و ذم باید که آن توجه و شکستگی را که بجناب
حق سبحانه است مزاحم نشود تا فنای اتم گویند بعد از نقل این کلام حضرت خواجه ما قدس سره
نوشته اند که ازینجا معنی آن سخن که از خواجه بزرگ قدس سره مرویست که وجود عدم بوجود بشریت
عود کند اما وجود فنا هرگز عود نکند مفهوم میشود نسمه دهم حضرت خواجه قدس سره در یکی از رسائل
خویش بتقریبی از خدمت مولانا بی خود نقل فرموده اند که آنجناب از والد شریف خود و نیز بیک
واسطه از مولانا اسمعیل رحمهم الله نقل کردند که در ذات بحت تجلی نیست من خوارقه یکی از

خوارق جهره مولانا قدس سره اشتهار کالشمس فی وسط النهار است نقرت بافتن باقی خان ابن بابا
دهمت آنجناب بپیر محمد خان و جنابین انکه بعد از موت عبد الله خان و پسرش والی ماوراء النهر
محمد خان شد که از اقربای خان مذکور بود چون تقسیم سلطان که از نسل عبد الله خان حاکم هرات بود از
ترا که شهادت یافت برادرش باقیخان مع پدر و جمعی برادر و برادر زادگان بماوراء النهر شتافت پیر محمد خان
حکومت سمرقند را بانجماعه تفویض نمود و بعد از روزی چند از انجماعه او را هراسی در خاطر آمد قصد
قتل و قمع آنها را با لشکر گران از بخارا بسمرقند شد انجماعه بسفارش حضرت مولانا التماس ترحم نمودند و
گفتند ما همه این سلاطین بیادران نژاد بسمرقند تنها ساخته ایم و اطاعت او اختیار نموده او
نیز با ما باین کفاف قلیل بسازد و مولانا بلشکر پیر محمد خان خود رفته انواع نصائح و التماسات نمودند و
چون ادبار نصیب روزگار او بود نپذیرفت مولانا بخشم تمام بازگشت و باقیخان را فرمودند تا فیروزمند از
عسکر خویش منید بیش و این کریمه برخواندند کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ و دست اعانت
بر پشت او نهادند و فوطه مبارک بر کمر او بست گفتند توکل بر خدای عز و جل کرده خود را بر لشکر و پسر ان
ماوراء النهر زن اسیار که با سلطان میدان از آنغایت و فشارت دل یافت و با آنکه لشکریان و سپاه چهار هزار
آن نمیرسید مستعد مقابله پنجاه هزار کس گردیده روان شد حضرت مولانا با جمعی از درویشان خویش
تا نای او رفته بر کناره شهر در کنیه مسجدی مستقبل و مراقب نشست و زمان زمان سر بر آسمان آورده میدیدند
خبر جمعیت تا آنکه خبر در رسید که باقیخان ظفر یافت و پیر محمد خان براه عدم شتافت و همه مردم ان اطراف
این را کرامت دانستند انگاه مولانا از انجا برخاسته بمنزل آمد و درویشی از مخلصان آنجناب باین فقیر
عتاب حکایت کرد که شبی حضرت مولانا بجائی سوار میرفت و من برسنه پای با چند از خادمان در عقب
میرفتم ناگاه خاری بر پائین بخلید در خاطر گذرانیدم اگر پای او را زی عنایت شدی چه نیکو بودی
حضرت مولانا بر آن مشرف شده فرمودند ای برادر تا خاری می پای نخلد گل محبت نیاید لمولوی بیت کنج
بی مار و کلی بی خار نیست * شادی بی غم درین بازار نیست * و نیز از کبار محبان و فرزندان مولانا شنودم
که سنن از طلبه علم چنانکه عادت آن طائفه است بنهانی بخدمت سیده اند کی را در دل آنبوده که اگر ایشان را

است فلان طعام بما ضیافت کنند و دیگری را در خاطر آنکه فلان میوه بیارند و ثالث را بطلبد آنکه در انجمن فلان
پسر صاحب جمال را حاضر سازند مولانا آنند و تن را که مرادات مشروعه داشته اند بمراد ایشان رسانیده نام
را تخصیص نموده فرموده اند که درویشان اگر حالات و کرامات یافته اند بمتابعت شرع یافته اند
از ایشان نامشروع نباید طلبید بعد ازان بعموم خطاب نموده فرمودند که امتحان را به نیت امر مشروع
هم نزد ایطائفه نرود ذکر حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد والد حضرت شیخ احمد مجدد قدس سرهما
صاحب بدة المقامات می آرد نسب حضرت مخدوم بعمر بن خطاب میرسد رضی الله عنه شیخ عبد الاحد
بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب الله بن امام رفیع الدین بن شیخ سلیمان
بن یوسف بن اسحاق بن عبد الله بن شعیب بن احمد بن یوسف بن فرخشاه بن نصیر الدین بن محمود بن
سلیمان بن مسعود بن عبد الله الواعظ الاصغر بن عبد الله الواعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن
ابراهیم بن ناصر بن عبد الله بن عمر بن خطاب رضی الله عنه شهاب الدین علی الملقب بفرخشاه الفارسی
الکابلی از اجله امراء اعاظم وزراء سلاطین غزنویه بوده و گویند که از سلاطین کابل بوده نخستین نزیل
هندوستان اوست که از غزنه و کابل بهار هند آمده و همدران کور ست که نسب عارف اکبر شیخ فرید الدین گنجشکر
قدس سره الانور نیز بوی باتصال میگردد و امام رفیع الدین مذکور جامع بوده میان علم ظاهر و باطن و
نسبت سید جلال الدین البخاری نموده و موجب اقامت بدیار هندوستان بوده حال آبادی سهسوان
و تعمیر قلعه و عمارات از کتاب مذکور باید جست مختصر انکه در زمان فیروز شاه اهل قریه براس در خدمت
جلال مخدوم جهانیان که فیروز شاه مرید وی بود التماس نمودند که بنا بر عشر رساند بعد مسافت بدهلی
شما گویند که شاه آبادی شهری و در آن نزدیکی نماید حضرت مخدوم را در غمخوان جوابی تحصیل علوم
ربانی بنا گاه بدیطولانی شوق این راه گریبان دل بگرفته بخدمت مطهر النفوس الشیخ عبد القدوس
قدس سره برد و آنجا بهمت ارادت او در آمده ملقبش انوکار و تعیین اطوار را گرفت چون از شیخ التماس
سکونت بر آن مکان و طلب مصاحبت آن درویشان نمود شیخ رضا بدان نداده فرمود قدم
غربت بتحصیل علوم دین و شریعت نهاده باز گرد و آنرا باتمام رسان انگاه بیا و بتحصیل اتمام

کمر همت بند که درویش بی‌علم را چندان نمکی نیست چون مخدوم این بشنود ملاحظه کبر سن شیخ نمود
و گفت ترسم که چون پس از اتمام علوم بدین عتبه علیه بشتابم این گرامی صحبت را در نیابم
شیخ فرمود چون مرا نیابی بفرزندم رکن الدین شو و از و بجو آنچه میجوئی حسب الامر بر سر تحصیل علم
مراجعت فرمود قضا را پیش از تمامی تحصیل مخدوم عمر گرامی شیخ او رخت بتمامی کشید پس حضرت
مخدوم بعد از فراغ علوم از منقول و مفهوم و پس از مراجعت سیر بعضی بلاد بحکم آن اشارت بشارت
همگی نزد شیخ رکن الدین شد او باشارت والد خویش و ملاحظه علو استعداد و طالب وفاکیش طریق
عنایت سپرد و نظرات تربیت درباره آنجناب بکار برد چون از فوائد خویش بهره ور گردانید خرقه
خلافت پوشانید از قادریه و چشتیه و بتلقین و تربیت طلاب امر فرمود و اجازت نامه بغایت عالی
در بلاغت معانی و فصاحت الفاظ بنوشت و آن نامه گرامی که نگارش نموده اند در کتاب مذکور مسطور است
آغاز آن اینست که گذارش مییابد بسم الله الرحمن الرحیم بشری لقد انجز الاقبال ما وعدا + و کوکب
المجد من افق العلی صعدا قطعه بشری ترا که دولت اقبال رو نمود + انجاز وعده کرد نقابی ز رخ گشود
در آسمان رفعت شمسی برآمده + نوری از آن بتافته اندر جهان نمود + الحمد لله الذی خلق آدم علی صورته و
کرمه بخلافته و اجری تلک السنة بین انبیائه و اولیائه کتبه فی سنه تسع و سبعین و تسعمائه وفات مخدوم در سنه
سبع بعد الالف الهجری واقع شد عمر شریفش هفتاد و هفت بود ذکر شیخ رکن الدین در کتاب
مذکور است فرزند دوم خلیفه اول حضرت شیخ عبد القدوس است که بعد از و بر سجاده ارشاد او نشست
و از سید ابراهیم الایرجی القادری نیز طریقه قادریه را اخذ نموده خرقه و خلافت یافت شیخ رکن الدین
صاحب احوال و اطوار علیه بود و تصانیف شایسته دارد از آنجمله است مرج البحرین محتوی بر اسرار علم
دینی و یقینی و نیز او را مکتوبات کثیر البرکات است در یکی از مکاتیب او بخط شریف حضرت مخدوم دیدم که بیکی از
محرمان راز نوشته و اما بنعمة ربک فحدث لله الحمد و المنة که در دیده شهود نمانده بجز خدا معهذا
جز افلاس و عجز پیش نه و جز حیرت و درماندگی کیش نه انتهی ع تشنه از دریا جدائی میکنیم + بر سر گنجی
گدائی میکنیم + شیخ رکن الدین را در حل بعضی کلمات سکریه والد خویش تحقیقات است نسمه از آنجمله است

چشتیه صابریه قدوسی

انکه والد ماجدش را روزی در اثنای سماع بر زبان رفته بود که خدای داند ما کجا شما را فرستیم
اگر گوئی خدای نداند شاید شیخ رکن الدین مینویسد مراد از علم الهی تعین علمیست اجمالی یا تفصیلی
که بوحدت و واحدیت معبر اند سیر شیخ ما در آنوقت فوق تعین علمی بوده عزیزی این بیان را در محفل
مجددین مذکور ساخت و فرمود ایکاش از شیخ رکن الدین خالی از تکلفی نیست زیرا که شیخ ابن عربی و تابعان
او رحمهم الله سیر فوق تعین علمی قائل نیند و شیخ عبد القدوس رحمه الله از تابعان شیخ عربی بودند و نیز نشان
قوس این تعین نیست که سکر از حال و قال برخیزد و شیخ رکن الدین در سنه ثلث و ثمانین و تسعمائه از جهان رخت بجهان
بسته مضجع او و سائر اخوانش در جنب والد بزرگوارست الا شیخ احمد پدر شیخ عبد الغنی شهید صاحب کتاب
سنن الهدی رحمه الله که در شاه آباد آسوده انتقال شیخ احمد در سنه اثنی و سبعین و تسعمائه بوده تاریخ
عبارت زبدة المقامات است صاحب اخبار الاخیار می آرد شیخ عبد القدوس را اولاد بسیار شد و پسران
همه عالم و متعبد و متدین بلباس مشائخ و از میان ایشان شیخ رکن الدین مردی متبرک بود و بشرف فقر و محبت موصوف
برتند والد خود قدم مینهاد و ذکر آمد و سیدان جاهدوا فی الله آنقتیل صمصام قتلوا فی
سبیل الله در مقام ذوق و شهود حضرت شیخ جلال الدین ابن محمود قدس سره صاحب زبدة المقامات میگوید
چون حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد را بحضرت شیخ فانی فی الله شیخ جلال نبانیسری رحمة الله بجهت محبت
هم پرگی صحبتهای ثنائیه و مجالس شگرف روی داده مجملی از احوال این بزرگ نیز لازم است شیخ جلال
نبانیسری از اعاظم خلفای حضرت شیخ عبد القدوس رحمهما الله و از علم ظاهر نیز بهره تمام داشت و استغراق
و استهلاک تمام ناگوینده بسیار بوده که برای افاقتش جهة ادای نماز مریدان آمده یا و از بلند حق حق حق
میگفته اند تا از سکر بصحو می آمد. حضرت ایشان از والد ماجد خود نقل کردند که میفرمودند ایام استغراق
حضرت شیخ جلال سر و زنا کشیده از انجهت اضطراب و شورش عظیم از خلائق برخاست گویند چون بعد از
شانزده روز اندکی بهوش آمد نظام که از اعاظم خلفای او بود از احوال تنگدل شده گفت مخدوما آنچه
حالست شیخ در آنحالت بجوش در و تمام این بیت برخواند ۵ تو می ز وجود خویش فانی + رفته ز حروف
در معانی + حضرت ایشان چون این حکایت را اینجا رسانیدند گریه در کلوی مبارک گره شد و قطرات بر رخسار مبارک

چشمه صمصام بر بسته قاطع

رد آن کشتج و معنی با نگسیار تمام سر فرو برند حضرت شیخ جلال را رسائل مفیده است تبرکا یک نسمه از رسا
ارشاد الطالبین و اکتفا میرود نسمه مینویسد که عشاق بر منازل کشف و کرامات توقف روا ندارند
و ازان مترقی شوند و مقید بچیزی نگردند بریده و رمیده از همه جهان باز و جهان تازه باشند و آن است که
ایشان از عبادت و زهد و تقوی و ریاضت احتراز کنند و اینها را ذمیمه ندانند بلکه جان کنند و خون خورند
و گم شوند و پیش از مرگ بمیرند و بحق رسند اینجا اکثر مدعیان اهل سلوک و جهال صوفیه راه خطا کرده اند و گمراه
شده اند العیاذ بالله من ذلک روی عن السلف رضی الله عنهم اجمعین انما حرموا الوصول لتضییعهم الاصول
و الاصول رعایة الشریعة و الطریقة و آنچه گفته اند تلاوة القرآن و الاشتغال بالعلوم الشرعیة امور حسنه
لکن بسیار از طلب ایشان آخر نسبت بزوائد نوافل گفته اند که کار طالب حق بعد از ادای فرائض و سنن رواتب
منحصر بشغل باطن است نه بکثرت نوافل و اعمال جوارح انتهی ایضا حضرت ایشان قدس سره سر حکایت
کرده اند از والد که فرمودند یکبار شیخ جلال رح پسر شیخ رکن الدین رفته بود چیزی گفت شیخ رکن الدین را کلام صاحب تعرف را که عارف
از رویت و مشاهده او سبحانه در دین فشاء چه بچشم سر و چه بچشم سر هیچ از ایقان بهره ندارد درمیان نهاد
شیخ جلال گفت امشخص مبنی بر سر اسرار است ای تو چیها شیخ رکن الدین را خاطر نشین نگشت حضرت ایشان
فرمودند که من از حضرت والد پرسیدم آخر شما و شیخ رکن الدین را چگونه توفیق داده فرمودند سالها کذ
بخاطر نگذرانده اما آنچه الحال بر دل می آید آنست که در مقام اتحاد همین یقین است و بس چنانچه هر کس انچه خواهد بیابد
چه شهود و اثنیت مطلوب و مشاهده مغایر میخواهد وی شیخ جلال عمر دراز یافت بعد از نود و پنجسالگی در
تسع و ثمانین و تسعمائة ماخرت شتافت و در بلدهٔ خود مضجع دارد صاحب اخبار الاخیار مینویسد شیخ جلال الدین
تهانیسری الکابلی مرید و خلیفهٔ شیخ عبد القدوس است از مشاهیر مشائخ وقت بود عالم بود و عامل و مستقیم و متحری
کامل از اول عمر تا آخر بطاعت و عبادت و درس و وعظ و ذکر و سماع و ذوق و حالت گذرانیده است
طویل القامة بود و بر حفظ آداب و نوافل و رعایت اوراد و اوقات تا آخر حیات مستقیم نقل کنند او را
بسیری فوت کرده بود و در آنجا گاه گاه در و مصیبت او داشت سماع نکرد تا آن در و مصیبت بمرد الهی
تحقیق نکرد و شریک نباشد اکثر مکتوب شیخ عبد القدوس نام اوست داود را نیز مکتوبات است بر طرز مکتوبات

پیریات رحمه الله فی رابع عشر من ذی الحجه سنه تسع وثمانین وتسعمائه وهو ابن خمس وتسعین سنه رحمة
الله علیه در اقتباس الانوار است حضرت شیخ جلال محبوب ترین خلفاء حضرت قطب العالم بود و اصلش
از بلخ بود و مسکن وی تهانیسر است و سلسله نسبت پدری و مادری وی بحضرت عمر فاروق منتهی میشود
رضی الله عنه و نام پدرش قاضی محمود بود و در سنه هفت سالگی قرآن حفظ کرده در هفده سالگی
اکثر علوم را تحصیل کرده فتوی میداد و سبب آمدن وی بخدمت حضرت قطب العالم از پیران بنقل
متواتر چنان منقول است که حاکمان قصبه تهانیسر مرید حضرت قطب عالم بودند چون وی حضرت
بطریق سیر در قصبه مذکور تشریف بردند خبر آمدنش بشیخ جلال رسید در آنوقت وی بدرس علوم ظاهری
اشتغال بکمال داشت و از سماع و سرود وغیره نفرتی تمام روزی از حاکمان که مرید حضرت بودند
پرسید که ما شنیده ام که پیر شما آمده است و برقص و سماع مشغول است ما میخواهیم که بوی ملاقی شده
وجه ارتکاب این امور منهیه بپرسیم اکنون آن پیر رقاص را سلام ما بگوئید آنها سلامش بخدمت حضرت
رسانیدند وی حضرت فرمود که شما سلام ما نیز برسانید و بگوئید که آن پیر رقاص خود میرقصد و
دیگران را میرقصاند روزی وی حضرت بشغل باطن مشغول بوده هاتفی غیب ندا در داد که جلال را آنچه
بخشیدم او را در حلقه خویش در آر و بجمال ما آشنا گردان حضرت قطب عالم در حال برخاست و بمدرسه
شیخ جلال بر آمد سلام کرد و بگوشه بنشست دید که طالبان علم گرد او حلقه زده نشسته اند چون شیخ جلال
از تدریس فارغ شد و طالبان رخصت شدند پس شیخ جلال بجانب حضرت قطب عالم متوجه شده پرسید که
میان فقیر شما از کجائید وی حضرت گفت که من همان فقیر رقاص ام و نظر حق بین بسویش انداخت بمجرد
نگاهی تمامی کتب علم ظاهری و نقوش غیر و غیریت را از باطن او بسوخت بر فور حال شیخ جلال
بگشت و دست بسته ایستاده شد و عرض نمود که این کتب نفیس حیف باشد که بسوزند وی حضرت فرمود
که از شرار ذات کتب علم صفات باقی نخواهد ماند و تو هنوز باین حرف سیاه تعلق داری باز تصرفی قوی
بر دل شیخ جلال کرد در حال وحدت حقیقی وی را رونما گشت و ظلمت کثرت از آئینه دل او برگشت و جمال
حق را در ذات وی حضرت آشکارا دید بی اختیار دست در دامن وی قدس سره محکم زد و لوازم بیعت صوری

و معنوی بجا آورد وی حضرت کلاه چهار ترکی از سر مبارک خویش فرود آورده بر سرش نهاده وی را
از تعلقات فارغ ساخت و بشغل نفی و اثبات تلقین کرده بخلوت و مجاهده اشارت کرد بعد مدت دراز رفته
رفته آواز و لرزه و بیهوشی در تمام اندامش که مقدمهٔ ظهور الهامات ذاتیه و صفاتیه اند استیلا نمود و بعد
از آن اندکی بیخودی هم سر کشید و حقیقت حال را بخدمت پیر دستگیر معروض داشت انتهی میگویم در چند مکتوبات
مثل اینچنین واردات و واقعات و حالات بخدمت حضرت شیخ قدس الله تعالی اسراره معروض داشته اند
حضرت شیخ قبله ما بندگان از استماع این خبرهای فرحت اثر شیخ جلال منفرح و منبسط گشته جوابات باصواب نوشته اند
و از اسرار شریعت و طریقت و حقیقت وی را جای اشارتا و باز جای صراحتا واقف گردانیده چنانچه
در جواب اوراد بالا مینویسند که در مشرب من یارانند میان دو سه سال باین دولت عظمی فائز میگشتند شما را
دیر کشید آری هر چند دیر است آهو بچنگ شیر است دیگ مردان دیر پخته می شود و خوش و خورم باد خوف را بخود
راه ندهند دلاور باشند در جای مینویسند همت در کار است و جای گویند مبارک باد و نیز در جواب شیخ
جلال مینویسند مسطور بود گاه وقت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَ
قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا میرسد اما یقین نمیگردد که وقت یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا
هست یا نیست مقرر باد چون وقت بر واقع است تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ساطع
هر چند پوشیده است جوشیده است عشق پوشیده نماند دیگ جوشیده نماند کف از دهن برفگند عاشق ناچار
و مزند در کار باش و اسرار باش و محرم کردگار باش ؎ محرم دولت نبود هر سری * بار مسیحا نکشد
هر خری * الخ و همصاحب اقتباس میگوید شیخ جلال حقیقت حال را بخدمت حضرت قطب عالم نوشته بود
وی حضرت نوشت از خلوت بیرون آید و خود را نزد ما رساند که کار تو تمام شد چون شرف قدمبوس
حاصل کرد همانوقت امانت پیران و خرقه و خلافت حواله کرد و نائب مطلق و خلیفه بر حق خویش گردانید و نقلست
چون جلال الدین محمد اکبر بادشاه روز دوشنبه دویم محرم سنه نهصد و هشتاد هجری بجهت دفع فتنه مرزا محمد حکیم برادرش
لشکر بجانب صوبه پنجاب کشید و منزل در تهانیسر واقع شد بخانقاه وی حضرت رفته ملازمت نمود و واقعات
و واردات و کمالات وی چندانست که درین مختصر نگنجد ذکر حضرت خواجه محمد الباقی بالله قدس الله تعالی

سره العزیز صاحب روضة المقامات میگوید والد بزرگوار خواجه محمد الباقی ماضی محمد السلام است که از ارباب
فضل و صفا بود و از نرمی ان حواره مصداق فلیلیگو اکثیر آولادت حضرت خواجه در بلده کابل بظهور پیوست
فی حدود سنه احدی و ثمانی و سبعین و تسعمائة در روزگار نصاب سپهر بزرگی از جبهه اطوار ایشان پیدا بود
گاه در آن ایام تمام روز در گوشه خزیده سر بگریبان خموشی میکشیده اند در تحصیل علوم رسمی شاگردی مجمع
علوم مولانا صادق حلوائی که از علمای ان ایام بود اختیار نموده بر خدمت مولانا ارکابل بماوراء النهر
شده اند و بانک روزگار از سمو فطرت بدرس آن علامه ایشان را مبین الاقران امتیازی پدید آمده و از
فضائل بهره تمام روزی گشته اگرچه از تحصیل علوم صوری بقیه مانده بود که بسلوک این راه آمده اند لیکن از
دکامی فطرت دانش ایشان مایه بلند داشته چنانکه یکی صادق القول گفت روزی حضرت خواجه در بدایت
ترک تحصیل علوم رسمیه آغاز هجوم جذبات الهیه بمحفل یکی از افاضل در آمدند تقریبی آن افاضل گفت اگر
خواجه روزی چند دیگر بر سر مطالعه علوم بودندی تا مولویت ایشان بکمال رسیدی چه زیبا بودی حضرت
خواجه فرمودند مرا از کمال مولویت نسبت که کتب متداوله مشکله را چنانکه حق آن باشد توان مطالعه
افاده نمود بلا دعوی گفته می آید که هر کتابی که حل آن خدید البصر و اشند و رسیلن آرند امید که تشفی تمام
حاصل آید الغرض حضرت خواجه را بهم در اوقات تحصیل علوم که روزگار ربائی بود جوش مناسبت این راه
کاه بصحبت باریافتگان محفل لی مع الله میرساند تا آنکه در بلاد ماوراء النهر که معدن این طایفه عزیز الوجود است
بسیاری از کبار مشائخ آنعهد را دریافته تردد بعضی بعروس توبه و انابت نیز هم آغوش گردیدند کما سیجی
بیانه منقولا عن کلامه الشریف بهر آنوقت در زمان گذار ایشان بهندوستان اوقات و بعض اقران
ایشان که در آنجا بار صاحب جاه بودند خبر خواهی صوری بر آن داشت که ایشان نیز در زمره ارباب عسکر بوند
اما از انجا که روزی ایشان دولت دین و تونگری متاع یقین بود سعی آنان بجایی نرسید سلطان جذبات
الهیه در کنف خلت خویش گرفت تا بر دیجائیکه برود و چون جلوه تقدیر همین خواست که نخست دل ایشان را یکی از
دلبران صوری گرفتاری فرا پیش آمد و پس از روزی چند میان ایشان و آنمحبوب ایشان دوری ضروری
بوقوع پیوست ع کان خیال بخردانه این دام نبود * و هم مقارن آن اوقات آلام مفارقت بعض کتب ارباب

محبت و معرفت بنظر ایشان در آمد بنا بید آن لشکر الهی مشوق حصول احوال این طایفه گریبان دل ایشان
بگرفت صاحب کتاب مذکور گوید درویشی باین دلریش گفت از زبان در افشان ایشان این چنین فرمودند بر سر مطالعه
کتابی از کتب اکابر بودیم که پرتو تجلی نمود و دمار از روزگار ما بر بود ند کشتهٔ بی شمار دحانیت حضرت خواجه بهاء الدین قدس
سره متعلقین ذکر و القاء جذبات خواجه ما در جست و جوی سالکان و مجذوبان سعیها بظهور رسانیدند و بسا پاک دلان زار
و آمدند بالجمله حضرت خواجه ما در جست و جوی سالکان و مجذوبان سعیها بظهور رسانیدند و بسا پاک دلان زار
بلا و یافته بهر گرفتند در سیاحت بصحبت یکی از عظمار مشایخ سلسله رسیده خواسته اند که اخذ طریقت وی نمایند
و تفصیل سلوک فرمایند استخاره نموده اند حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره العزیز ظاهر شده فرمودند
حاصل سلوک تفصیل آنست که تهذیب اخلاق حاصل گردد چون ایشان دولت میسر آمده تفصیل سلوک نمودن تحصیل
حاصل دانحضرت قدس سره خود از بدایت حال خویش چنین بگاشته اند که ابتدای توبه از معاصی در ملازمت خدمت
خواجه علیه الرحمه کرده شد بار دیگر توبه در ملازمت شیخ که در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانواده حضرت خواجه ما
بسوی بودند کرده شد بار دیگر بضبع و اختیار فقر در بندگی حضرت امیر عبد الله بلخی مدظله تجدید توبه رسید
مقرون بمصافحه آن بعضی بود غیر مترقب امید که برکات آن موجبت الی یوم القیام بماند القصه در خواب بشر فلان از
خواجه بهاء الدین قدس سره صورت توبه منعقد شد و سبل طریقه اهل الله بظهور رسید بحکم العزیز تعلق بکل خویش نهر
دستی می انداخت عاقبت بعضی از مخادیم فرمودند لکری که منتفع باو انحضرت رسالت پیر سید نتیجه مبدأ
تعطش آن رشحات که از بحار عزیز طریق ذکر و مراقبه اخذ کرده شود مدت دو سال در آن ذکر و مراقبه داوراد
العزیز مداومت نموده شد شنیده شده بود که در ظرف مدتی قریب بچهل سال سیدان لا الله قطع نکند بنزل الا الله
نخواهد رسید ساده لوحیها بر آن میداشت که مرور زمان را در ذکر غنیمت شمارد و بیها بصورت عبادت قناعت ننماید
هر چند که در بیان اشارات غیبیه در سلوک طریقه دیگر ظهور میکرد قدم استوار را از جا بر نمیداشت و در زمین کرم بذر
و ران امیطبقه تخم و فیها ما تشتهی الانفس میکاشت انشاء الله العزیز عاقبت دست کرم آن تخم را از جو بار مالا
علی آشت و لا اذن سمعت سیراب گرداند بالآخر بگنجینه رسیده شد و بملازمت حضرت شیخ بابای والی قدس الله
سره العالی انتفاق افتاد از برکات نظر شان بهره مند شده الحمد لله و المنه که آن نظرات تیز فتح باب قبول

قبول آمد چون حضرت شیخ از سلسله نقشبندیه نیز مجاز بودند و مستعد او طلاب متوجه ایشان ان
بزرگوار فتحات ربانیه از دریچه همان خانواده اقبال فرمودند بعد از انتقال آنحضرت بدار القرار غیبت
بهبود و حضرات خواجهها جلوه گر شده و ارواح طیبات ایشان در بشارت مؤمنین گرفتند و قلقینات فرزند و
دین توجه افشان آن نسبت را قوتی پیدا شده و دائره عنیت وسعتی پیدا کرده و راه روشن شده بطی
جمعیتی دست داد تا انکه بجذب عنایت ایشان بخدمت مخدومی حضرت مولانا خواجگی امکنگی
قدس سره رسیده شد و بطوع و رغبت خود دست در دست آورد و بطفیل آنحضرت دار و اخوا
نقشبندیه و خلفاء ایشان در سلک نیازمندان این درگاه در آمده شد انتهی کلامه الشریف قول صاحب
گناه کورست از فحوای این نبذه درفشان دارایان سرایت احوال که باندکی از ان لب کشودیم
چنان استفاده گردیده که حضرت خواجه ما اویسی بودند و تربیت از روحانیت حضرت رسالت صلی الله
علیه وسلم و حضرت خواجه بهاء الحق والدین و خلفای ایشان رضی الله عنهم یافته و بنظرات عنایات
آن بزرگواران کار را بانجام رسانیده بعد از حصول کمال چون از پیر طاهر خبر چاره نیست بماوراء النهر
رفته از خدمت مولانا خواجگی مجاز گشته اند و نیز قول صاحب کتاب مذکور است یکی از صاحبدلان صاحب
القول که آنوقت حاضر بوده باین حقیر حکایت کرد که من نیز از ان معتقدان مخصوص آن مقتدای انام
بودم روزی در میان نماز دیدم که حضرت خواجه را چنانکه رو بسوی قبله است همچنین رو بکعبه بسوی
مانیز در بامی نگرند از مشاهده این حالت بر من رعشه افتاد تا بگزاردن تمام نماز را باخر رسانیدم و از
دیده بودم معرض ضد آنچه تبسم نمودند و از افشای آن منع فرمودند با وجود حصول این حالات و
کمالات رجوع طلاب بآستانه بایشان حضرت خواجه از ین همت عالی و تفرید والا بر سر شیخیت و
تعلیم طریقت نیامدند و بسیار ماوراء النهر و بلخ و بدخشان شده تا غیر از انکه از ین سلسله بزرگ دیگری سلام
در آمده پا بر مسند ارشاد نهاده اند دریافته و بر زائد فوائد مستفیض گردیده تصحیح احوال حاصله فرمایند در ان
سیر صحبت مولانا اگه شهر غانی قدس سره نیز رسیده برخی از احوالات حاصله را بسمع ایشان رسانیده
از مولانا تحسینها دیده اند و از انجا متوجه سمرقند شده نماز راه بسوی بلخ و بدخشان نهاده دستار

مکتوبی برنگاشته اند که آن در مکتوبات ایشان مسطور است و اولش این بیت است بیت من از محیط
محبت نشان همی دیدم * که استخوان عزیزان بساحل افتاده است * و در اثنای آنکه متوجه بلدی
از بلاد ماوراء النهر بوده اند مولانا اعظم خواجگی امکنگی در واقعه بر ایشان ظاهر شده فرموده اند
ای فرزند چشم ما بر راه شماست حضرت خواجه را وقت بغایت خوش گشته و این بیت بر زبان رانده
ع میگذشتم ز غم آسوده که ناگه ز کمین * عالم آشوب نگاهی سر راهم بگرفت * چه مولانای
متبرک بزرگوار در آنوقت و دیار از کبار مشائخ این سلسله علیه نقشبندیه بوده اند و معمر بر طریقه
خاص خواجه بزرگ چون کوه مستقیم و نسبت ایشان بدو واسطه بحضرت خواجه احرار میرسد
وجه ارادت ایشان بوالد ماجد ایشان مولانا درویش محمد امکنگی بوده و ایشان را ارادت
بحال ذو الاحوال خود مولانا محمد زاهد وخشواری و ایشان را بحضرت قطب الاخیار خواجه احرار
رحمهم الله و هم صاحب کتاب مذکور میگوید و چون امید است که عنقریب احوال این اکابر و خلفای
آنها در کتاب نسمات القدس بعون الله تعالی بتفصیل مرقوم گردد اینجا بهمین مقدار اکتفا
نموده آمد بالجمله چون حضرت خواجه ما قدس سره بخدمت مولانای مذکور رسیده اند نهایت
عنایات دیده اند حضرت مولانا بعد از استماع احوال بلند ایشان سه شبانروز لیلاً و نهاراً
در خلوت با ایشان صحبت داشته اند و بر بعض زوائد فوائد اطلاع داده فرموده اند که کار شما بعنایت الله
سبحانه و بتربیت روحانیت اکابر این سلسله علیه بانجام رسیده شما را باید باز بهندوستان شوید که
این سلسله علیه آنجا از شما رونقی تمام پدیدار آید و مستفیدان عالیمقدار آنجا از یمن تربیت شما
بروی گرد آیند خواجه ما هر چند از راه انکسار و دید قصور احوال عذرها در میان نهاده اند
حضرت مولانا از الحاح باز نمانده اند و راه استخاره نیز موافق فرموده مولانا گشوده عزیزی از
اقربای مولانا که از حاضران آنوقت بوده گفت چون بعض یاران قدیم الخدمت صاحب النسبة حضرت
مولانا شدند که حضرت مولانا خواجه را درین چند روز مصحبت خلافت و اجازت کامله داده رخصت
کشور هندوستان فرمودند از غیرت بسوزیدند چون خبر شورش آنان بحضرت مولانا رسید فرمودند

که یاران ندانسته اند که کار این جوان را تمام کرده نزد ما فرستادند جز این نبود که نزد ما تصحیح احوال خود
نموده لاجرم هر که چنان آید چنین رود پس حضرت خواجه ما زلال آسا بطالع تشنگان بپایان هندوستان
متوجه آن گشاده بوستان گردیدند و زمانه بزبان حال مضمون این مقال را مترنم گشت ؎ شکر شکن
شوند همه طوطیان هند * زین قند پارسی که بنگاله میرود * چون بهندوستان رسیدند سالی در بلده لاهور
بماندند و بسا علماء آن بلده شیفته محبت ایشان شدند لیکن از آنجا که شهر دهلی بقعه ایست دار الاولیاء و
بیت الفقراء آنجا آمده در قلعه فیروزی که سر منزلیست بغایة دلکشا و مشرف بر دریا و مشتمل بر مسجدی
در نهایت عظمت و برکت و صفا سکونت اختیار نمودند و تا زمان ارتحال ازین دار ملال بجائی دیگر
انتقال نفرمودند صاحب زبدة المقامات کرامات و کمالات و کلمات حضرت ما خواجه الباقی از مردم
ثقات که آنها خود از حضرت خواجه دیده بودند و بگوش خود شنیده بر نگاشته اند چند انست که درین مختصر نگنجد
نسمه از انجمله است آنکه شیخ تاج الدین حکایت کردند که روزی در جماعت نماز در پهلو ایشان بودم
در میان نماز آثار گریه ایشان احساس نمودم بعد از نماز گریان بحجره رفتند من نیز بحجره در آمدم و همچنان
گریان یافتم بعد از ساعتی پرسیدم که سبب این گریه چه باشد گفتند ازین بگذر و ما را بدین درد بگذار
پس الحاح نمودم فرمودند در عین نماز که معراج مومن است روح من در طلب مطلب وراء الوراء عروج
نمود و در جستجوی آن چندانکه مقدور داشت این مرغ پر و بال زد بدستش هیچ نیامد ناچار حیران و گریان
خود را در قفص قالب انداخت در سنه هزار و دوازده بروز شنبه بست و پنجم جمادی الثانی پاسی
از روز مذکور مانده بود که جهرا بذکر اسم ذات مشغول شده اند و همچنان الله گویان بعمر چهل
سالگی جان بجان آفرین سپرده رضی الله تعالی عنه **ذکر خواجه محمد عبید الله** که بخواجه
کلان اشتهار دارند در رشحات است فرزند نخستین حضرت خواجه عبید الله احرار بودند و آراسته
بانواع اوصاف علوم ظاهری و باطنی و دانشمند و متبحر بودند و در علوم نقلی و عقلی درجه کمال
داشتند و در حقائق علوم کتاب و سنت هر وجهی دقیق النظر و حدید البصر بودند که هیچ دقیقه از نظر
حقیقت بین ایشان پوشیده نمیگشت و با وجود تبحر در علوم ظاهری از نسبت باطنی حضرت

نقشبندی احراری

ایشان بغایت بهره مند بودند و بعضی مخادیم که بر ملازمت ایشان مداومت کرده بودند از تقرفات
و خوارق عادات ایشان حکایت بسیار میکردند حضرت ایشان خدمت خواجه کلان را تعظیم بسیار میکردند و در
ازان که نسبت فرزندی بجا آرند تقریر میفرمودند ملازمت خواجه کلان رسیده بود و ایشان در ظهور شاهنگان
از سمرقند بجانب هندوستان فرار نموده رفتند و آنجا رحلت بدار القرار فرمودند بعد از فوت خواجه کلان را
تا شکنند آوردند و در جوار مزار شیخ ابوبکر قفال شاشی در زیر پای والده خود مدفون اند پوشیده
نماند که حضرت خواجه کلان را از صبیه سید تقی الدین محمد کرمانی پسر بود و صبیه بودند پسران خواجه نظام
الدین عبد الهادی و خواجه خاوند محمود و خواجه عبد الحق و حضرت خواجه کلان را بعد از صبیه حضرت سید
نسبتی دیگر بصبیه خواجه محمد پسر خواجه نظام الدین برادر خواجه عصام الدین که او از اولاد صاحب
هدایه بوده اند واقع شده بود از صبیه وی نیز سه پسر بود و صبیه پسران خواجه عبد العلیم و خواجه
عبد الشهید و خواجه ابو الفیض و نیز حضرت خواجه از ترکیه خاصه یک پسر دیگر بود خواجه محمد یوسف
رحمة الله علیهم خواجه کلان در سنه نهصد و یازده وفات یافت **ذکر خواجه عبد الحق صاحب**
سلسال ابرار میگوید خواجه عبد الحق بن خواجه عبد الله ملقب بخواجه کلان ابن خواجه عبید الله احرار
قدس الله سرهم صاحب حالات و مقامات بوده و خرقه از پدر و جد خود داشته و بزیارت حرمین شریفین
توفیق یافته و بهندوستان در عهد همایون بادشاه آمد مرزا کامران مرید او بود و از وی حضرت منقول است
که میگفت که چون بمکه رسیدیم بعزم طواف حرم شریف که میرفتم اذ خادمان آنجا بی ادبیها مشاهده
مینمود بخاطرم خلید که از اهل این مکان نه اینچنین درخورست روزی طواف بقدر صلوة میسر شد ناگاه
بگوشم آواز رسید که اینجماعه خانه زادان درگاه ما اند احتراز بهتر از اعتراض ایشان مشهور اند
محیی الدین احراری در سنه نهصد و پنجاه و نه در سمرقند وفات یافتند صاحب نسمات القدس در ذکر
مولانا خواجگی کاشانی بحکم شوق و شورش فراوان اقتضاء رفت و زمان و مکان و مناسب
حال بعضی امور دینی که بر خصلت متعلق است باین سلسله نقشبندیه الحاق نمود چنانکه استغفار که بر
سبیل حفید بعد از نماز عصر لازم محاسبه یومی این طریقه است آنرا بجهر آورد و بدرد و سوز و نیاز و گداز

تمام بآنکلام آواز برکشیدی اصحاب وی سر برهنه کرده ابیات پر درد میخواندند و نماز تهجد را
از انفراد بجماعت قرار دادند از بس تلوین و شورش وجد و سماع را که اکابر این طریقه بملاحظه اصل
عزیمت از آن دوری جسته بودند بتجویز و تعمل بر آن برگشاد چون یکی از فرزندان خواجه محمد عبد الله
که روایت مشهوره خواجه عبد الحق باشند بآنجناب در باب ارتکاب این رخصتها مشاجره نمود مولانا روح الله
روحه جز بکلمه المأمور معذور لب نگشود و نیز بمستی تمام گفت طریقه خواجگان ما طریقیست جامع صحو و سکر و
سکون و اضطراب و جهر و سر و رخصت و عزیمت همه در دست هم جهر خواجه علی رامیتنی و امیر سید کلال دارد و هم
خفیه خواجه بهاء الدین و خواجه احرار بعضی گویند بشورش تمام بمخدوم زاده گفت میخواهم در گوشه سوبکت
جانی داشته باشم که خلقی از و گرم باشند ایضاً منقولست که میفرموده اخفا نسبت بمبتدی و متوسط
است نسبت بمنتهی اظهار است لاجرم تا امروز منتسبان او بر همان طریقه وی اند حضرت مولانا در السنه
ایشان بمخدوم اعظم نامور اند ذکر خواجه محمد یحیی بن ابو الفیض بن خواجه کلان مذکور خرقه
از عم خود خواجه عبد الحق داشتند خداوند اخلاق رحمانیه و صفات ربانیه بوده در مصباح التواریخ
است محمد یحیی بن ابو الفیض صاحب کمال و عارف کامل بودند و در اخبار الاصفیا احوالش مسطور است
مفصل دوازدهم ربیع الاول در سنه تسع و تسعین و تسعمائه فوت کردند و بر کناره دریای جمن بیرون
بلده اکبرآباد مدفون گشتند ذکر امیر عبد الله احراری قطب وقت خود بودند و مرید خال خود
محمد یحیی بن ابو الفیض احراری بظاهر وضع نوکری اختیار نموده در زمان اکبر شاه بمنصب پانصدی
بودند و منصب و حکومت دهلی داشتند در آخر عمر بنظامت و صوبه داری برهانپور ممتاز بودند وفات
بست و دویم ذیقعده رو داد و قبر ایشان و قبر پیر وی خواجه محمد یحیی بر کناره شرقی دریای جمن
مقابل راج گهاٹ شهر اکبرآباد واقعست راقم بزیارت ایشان رفته بود دیدم که در تربت شرقی خواجه محمد
یحیی آسوده اند و در تربت غربی خواجه امیر عبد الله سر خود را مقابل سینه پیر خود نهاده استراحت مینمایند
و تربت سیوم نیز باین طرز است حال آن معلوم نیست و این طریقه دفن مسنون است چنانچه در روضه منوره
آنحضرت صلی الله علیه و سلم حضرت شیخین رضی الله عنهما مدفون هستند ذکر امیر ابو العلی اکبر

نقشبندی احراری

نقشبندی احراری

آبادی ابن سید ابوالوفا حسینی ابن عبدالسلام ابن عبدالملک ابن عبدالباسط ابن امیر تقی الدین
کرمانی قدس الله اسرارهم است که امیر تقی الدین از جمله سادات عظام واولیاء کرام سمرقند بود است
واز جانب مادری سبط خواجه فیضی بن ابوالفیض ابن خواجه محمد عبدالله ابن خواجه احرار است ودر سنه
تسعه ونود هجری ولادت ایشان در سرای تارتکه که از دهلی یکمنزل بجانب لاهور واقع است بظهور
آمد رحمه الله امیر عبدالسلام سبط خواجه محمد عبدالله بن خواجه احرار در زمان خلافت اکبر بادشاه از
سمرقند بهندوستان آمده در بلده فتحپور ببادشاه ملازمت حاصل نموده اقامت ورزید باز مراجعت
نموده بزیارت بیت الحرام رفته وهمانجا وفات یافت پسرش امیر ابوالوفا مذکور در بلده مذکور
وفات نمود نعش او را بدهلی برده متصل مدرسه لعل دروازه مدفون ساختند امیر ابوالعلی بعد وفات والد خود
بخدمت خواجه محمد فیضی بن ابوالفیض مذکور که پدر مادر ایشان بودند تربیت یافتند وخواجه موصوف
در عهد محمد اکبر بادشاه همراه راجه مانسنگه که متعین صوبه بنگاله بود بفوجداری بردوان قیام داشتند چون
خواجه موصوف شهید شدند راجه مان منصب سته صدی ذات وسه هزار سوار بنام ایشان
تفویض ساخت واکثر حضرت ایشان مسافر میبودند که بزرگان در خواب میفرمایند که آنچه وضع اختیار کردی
بر وضع ما باش بعد ازان یکی بزرگ سر مرا بدست خود تراشید دبزرگی قمیصی مرا پوشانید و
بزرگی دستار مغلی بدست خود گرفته نزد من آمد ودر خاطر نماند که بر سر من نهاده بالجمله در اوائل
سلطنت شبی جهانگیر بادشاه از تیراندازی وتکبه اندازیش که ایشان بضرب یکرکه ثانی لیمو نرا
میان مشعل وشاخه ربوده نهایت بچابکی برجست وپیاله شراب از دست ایشان بخورد واز دربار سرا
آمده واین بیت بخواند بیت این همه طمطراق کن فکون ☆ ذره نیست نزد اهل جنون ☆ چون بادشاه را ازین معنی خاطر
شد مکلفات یافات نموده گوشواره مروارید مصحوب میر عبدالحی مرحمت فرمود واضافه منصب عنایت کرد ایشان
اقبال نفرمودند پس آنچه مال ومتاع بود ملازمان خود را داده وترک هوا وحرص دنیا نموده باجمیر رفتند واز انجا
باکبرآباد آمده دست بیعت بعم بزرگوار خود امیر عبدالله که نیز خسر ایشان بودند داده بعد وفات حضرت
امیر ابوالعلی قدس الله اسرارهم بمسند ارشاد نشسته بیشتر بوجد وسماع می پرداخت وگاه گاهی قت استیلا جذبه

میخواندند این بیت بیت فیض روح القدس ار باز مدد فرماید * دیگران هم بکنند آنچه مسیحا کرد * و از
کشف و کرامات ایشان که در کتاب حجة العارفین تصنیف حیات الله احراری مسطور اند طرفه ترکی آنست
که روزی امیر ابو العلی با یاران نشسته بودند که ناگاه جوگی با قفس شارک وارد شد فرمودند که قفس را از جوگی
بیارند یاران همچنان کردند آنحضرت وضو ساخته دوگانه وضو ادا کرده قطره چند آب وضو بر آن
قفس زدند بمجرد آن شارک از قفس بر آمده بزنی زیبا و رعنا متمثل گردید چون استفسار حالش کردند
معلوم شد که دخترک هندوی بود و این جوگی برو مبتلا شده بقوت سحر او را شارک ساخته با خود میدانست
و در شب باز او را بر حالت اصلی آورده حظ نفسانی خود مینمود آنحضرت زن را فرمودند اگر ترا هوای
رفتن خانمان خود باشد رسانیده شود او گفت مقدر من چنین بود حالا میخواهم که در کنیزکی شما باشم بعد
از آن زن و جوگی هر دو مسلمان شدند والله اعلم بالصواب آنحضرت زن را بعقد نکاح جوگی دادند
و نام آن جوگی صوفی علی نهادند او هم یکی از اهل الله گردید قبر او در جوار مزار آنحضرت موجود است
و نوشته اند که امیر ابو العلی از مدتی عارضه سوزاک داشتند آخر الامر بغلبه و استیلاء آن صاحب فراش
شدند در چند روز پیش از رحلت طعام و آب ترک کرده بودند وفاتش بروز شنبه وقت صبح نهم صفر
سنه یکهزار و شصت و یک هجری بوقوع آمد مدت عمر شریف هفتاد و یک سال بود مزار لطیف
در اکبرآباد بیرون شهر بمسافت یک کروه بطرف شمال بر زمین سلطان گنج واقعست و چهار دیواری
وسیع دارد و هر سال بروز عرس زائران در آن مقام جمع می آیند و فیض میربایند تعویذ قبر شریف
از سنگ مرمر است و بر آن سبحان ربی الاعلی کنده است و بر طرف بالین یک لوح از سنگ مرمر نصب
است و بر آن اثبات تاریخ وفاتش تصنیف امیر فضل احراری منقوش است و قبر ایشان بغلط کج کنده
شده بود و ایشان را هم موافق همان دفن کردند چون بعده قبر را کشادند نعش شریف را موافق قطب
یافتند و نیز بجانب قبله چنان منحنی شده بودند که گویا ساجد شده اند این همه بیان در مصباح التواریخ
و تاریخ آفتاب نما نوشته است از رساله سید امیر ابو العلی است فنا سه است فنا فی الافعال فنا فی الصفات
فنا فی الذات و آن عبارتست از دیدن و دانستن سالک ذات خود را و تمام عالم را و ذات حق را پیش از این که

سید نیست که من منم عالم عالم است بتحقیق بداند و به بیند که حق است و یقین داند و تصور کند که حضرت حقتعالی
از مرتبه اطلاق نزول اجلال فرموده بدین صور و اشکال مختلفه و متنوعه ظاهر شده است و همه اوست و غیر او
موجود نیست فائده. رکن قول لا اله عبارتست از نفی کردن وهم ماسوا که متمکن شده است و الا الله عبارتست
از اثبات کردن وجود مطلق که همه جا ساریست انتهی گویند چون حضرت امیر ابو العلی در اجمیر بر مزار حضرت
خواجه بزرگ معین الحق والدین چشتی رسیدند قدس الله اسرارهما خواجه بزرگ ایشان را در معامله باطن توجه عینی
دادند و بر عمل رخصت سماع اجازت فرمودند و حضرت امیر اول فیض اندوز از روح خواجه بزرگ گشتند
و ثانی از عم بزرگ خود کیفیت حالت رقص و وجد در سماع بزرگان این سلسله بیتابی و بیقراری و شیفتگی و رو بشگفتگی
دارد و کیفیت نسبت ایشان از فیض چشتیه و نقشبندیه مرکب است مدار کار ایشان بپاس انفاس با پاس قلب که وقوف
قلبی از دست نرود است و نام سلسله هذا را بخیال آنکه حقوق نعمت طرفین تلف نشود ابو العلی تسمیه ساختند
راقم در سنه یکهزار و دو صد و شصت و یک در اکبرآباد رفته بود تا زمان توقف آنجا بر مزار پر انوار ایشان در هر روز جمعه میرسید
و فیض اندوز از نسبت باطن ایشان میگردید ذکر آن نسیم صبح وصال آن قسیم مقام و حال آن مخصوص
بعنایت رسول عربی آن متصرف ولایت شرقی و غربی آن متعلم مکتب خانه ام الکتاب آن معلم مدرسه یهدی الیه من انابه
آن مدرس ملک شریعت را نظام قطب دائره کائنات شیخ المشائخ بندگی نظام قدس سره بحر اسرار و معدن
حقائق و معارف بود عشقی کامل و شوقی وافر و وجدی صادق و حالتی قوی و همتی بلند داشت در اقتباس
الانوار است و وی قدس سره حنفی مذهب و چشتی مشرب و فاروقی نسب بود و برادرزاده و داماد و مرید و خلیفه و
جانشین حق قطب الاقطاب حضرت شیخ جلال الملة والدین تهانیسری بود بعد از وفات وی حضرت بر مسند ارشاد
متمکن گشت و نام پدر بزرگوارش شیخ عبد الشکور بود مسکن وی قصبه مذکور است و پدر وی حضرت نیز از شیخ جلال
خلافت داشت و چشمه علم لدنی چنان در باطن حضرت شیخ نظام قدس سره جوش زده بود که حقائق بلند و دقائق دلپسند بسیار
از زبانش سر میزد و وی حضرت از علم رسمی از اوستادان ظاهر هیچ نخوانده بود اما از مکتب خانه ازلی ربی علوم و نکات یاد
داشت که احاطه آن بعلم الهی است و تصانیف وی حضرت مثل دو شرح لمعات مکی و مدنی و رساله حقیه در بیان
هفت باطن وجوه قرآن و ریاض قدسی تفسیر دو جزو اخیر از قرآن و غیر ذلک هر یکی از اینها کنوز معارف مقتبسه

از مصباح ولایت است و وی قدس سره بسیار معانی و اسرار قدسی بر صفحهٔ ظهور نقش بسته اند و حقائق و معارف از مشکوة نبوت
و معادن حقائق مقتبسه ناشی از مقام کمالات نبوت است و حقائق و معارف شیخ ابن عربی ناشی از مرتبهٔ کمالات است و بنقل
متواتر از پیران این فقیر بثبوت پیوسته این قول نیز صاحب اقتباس است که چون حضرت شیخ نظام الدین ملخی قدس سره
شرف طواف کعبهٔ معظمه و زیارت روضهٔ منورهٔ آنحضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم دریافت شرح لمعات بمکه
تصنیف فرمود آنرا مسمی بمکی گردانید و شرح دویمی در مدینهٔ منوره تدوین نموده و این را موسوم بمدنی ساخت و در وقت
نوشتن این هر دو شرح وی حضرت در خلوت می نشست و خادمی را بر در خلوت خانه میگذاشت تا کسی را در آنجا راه
ندهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در عالم باطن لمعات را بوی تعلیم میفرمود و اسرار معانیش بروی واضح میساخت
و وی قدس سره آنچه از آنحضرت صلی الله علیه وسلم از حقائق و معانی لمعات تعلیم یافته بود آنرا کتابت نموده
و در شرح ساخت مکی و مدنی و گویند که بجانب سطری از آن لمعات که در وقت قرائت پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم
نزد وی بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم اشاره فرموده بودند آن سطر را وی قدس سره بآب زر احاطه کنانیده
بود آن نسخهٔ لمعات تا الی الآن نزد بعضی فرزندان وی قدس سره موجود است و هم صاحب اقتباس گوید و در
بعضی از کتب بنظر این فقیر چنان در آمده که یکی از مریدان حضرت شیخ نظام الدین قدس سره میفرماید که سخنان
حقائق و معارف که از زبان وی حضرت سر میزد مریدان و خلفاء آنرا مینوشتند و کتابی میساختند چرا که
وی حضرت امی بود و در معانی چنان استغراق داشت که حرفی نمیشناخت و چون مریدان وی معارف و اسرار
که از زبان وی قدس سره بر می آمدند در قالب عبارات و الفاظ در آوردند و پیش وی حضرت میخواندند و وی
حضرت جزو را از دست او شان گرفته بانگشت اشارت میکردند که ازین سطر تا آن سطر خط بکشند و باقی را
بخوانند چون مریدان حروف مشار الیه را خط بزدند و باقی را میخواندند اول بآخر ربط می یافت و عبارت مابین که بحکم وی
بر آن خط میزدند متعلق میبود وی حضرت بغایت صاحب ذوق بود و در وقت عروج در مشاهدات
ذات چنان بروی طاری گشته بود هر کس که منظور نظرش میگشت در اول وهله بشهود ذات فائز میشد و لهذا ملقب
بشیخ ولی تراش اشتهار یافته بود و چون حضرت شیخ نظام الدین در حلقهٔ ارادت حضرت جلال الدین تبانیسری
قدس سرهما در آمد بموجب امر پیر دستگیر شب و روز بذکر جهر نفی و اثبات و اسم ذات و بصوت بلند و با رعایت ملاحظه

و واسطه استغنای او زید روز بروز بر زجاجه نورانیه و ظلمانیه که کنایت از تعینات روحیه و جسدیه
از پیش بصیرت بصیرتش بر خاستن گرفت و انواع حالات و اقسام انوار بر دلش دارد میگشت و همه
گریبان چنین پاک ملتفت نمیگشتند و هر دم مشتاق و جویان حضرت لایتعین و لاکیف میبودند بنا بر آن بخدمت
دستگیر معروض داشت اگر حکم شود بموجب حضرت شیخ احمد عبد الحق در حجره را بخشت و گل مسدود ساخته
و خلوت شش ماه بنشینم تا مطلوب بسر آید یا در خلوت بمیرم حضرت شیخ جلال قدس سره تحسین کرده فرمود کار
طالبان همین است پس شغل سه پایه تلقین کرده خلوت فرمود و گفت نه بار اسم ذات در یکدم بخوانند و آهسته
آهسته ترقی نمایند هر روز در یکدم را گر زیاده میسر نیاید کم از دویست بار نگویند حضرت شیخ نظام قدس سره
در حجره را مسدود ساخته شغل مذکور را رفته رفته در یکدم سه صد و بروایتی چهار صد بار رسانیدند حضرت
شیخ نظام در وقت نشستن خلوت عرض کرد که نماز بجماعت از من فوت خواهد شد حضرت شیخ جلال
گفت گر گفته نماز مشغول شوی جماعت میسر خواهد آمد چون وی حضرت بوقت ادای فرض تکبیر نماز مشغول
میگشتند ملائک بصورت انسان متمثل گشته اقتدا بوی میکردند بعد از سلام نماز از وی غائب میگشتند الغرض
وی حضرت را چنان مرتبه گیر و تگیر مجاهده شدید پیش گرفت بعد از یکماه تجلی صوری بروی حضرت دار و گشت بعد
ازان حضرت شیخ جلال فرمود اکنون ترا حاجت خلوت نیست و برای ارشاد مریدان امر فرمود منقول است که حضرت
شیخ جلال الدین جمیع مریدان و خلفای خود را در حین حیات خود بحضرت شیخ نظام سپرد چون نوبت وی حضرت اشتهار
وصیت کمالاتش در عالم منتشر گشت نور الدین محمد جهانگیر بادشاه بر انجذبش اعتقاد پیدا شد و چون سلطان
خسرو بن جهانگیر بادشاه بتاریخ هشتم ذی الحجه در سن یکهزار و چهارده هجری در سال اول جلوس مرخود را
شاه از اکبر آباد براه تهانیسر گذر فرمود بجهت دیدن حضرت شیخ نظام قدس سره رفته بود بعضی حاسدان
گذاشته عرض شاه رسانیدند که حضرت شیخ نظام خسرو را تولید سلطنت داده است بنا بر آن اعتقاد نور الدین در
میدان بکفر و الحاد منجر گشت بجانب جمیع اولیاء حق سوخی او را نمود از وی حضرت نیز رنجیدگی پیدا
کرده حضرت از هندوستان عذر خواست و بدار الاسلام بلخ هجرت فرمود و در حقیقت برای ارشاد و تکمیل مردمان
انجا مسکن نموده و حین حیات خود امانت پیران و خرقه خلافت و سجادگی حواله نبیره حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس

بندگی حضرت شیخ ابو سعید گنگوهی نموده بجانب قصبهٔ گنگوه رخصت فرمود و بعد از چند مدت مرد
بفیض ولایت خویش مستفیض ساخته جانی مشاهدهٔ دوست درباخت و در پرده شد وفات وی حضرت
در سنه یکهزار و سی و پنج و بقولی هزار و سی و شش هشتم رجب روز جمعه در بلخ واقع شد و مرقد وی نیز در شهر مذکور
و اولاد وی بسیار بود همه بزرگ صالح و پسر کلان شیخ محمد سعید متقریبی از بلخ بهندوستان آمد و در قصبه
تهانیسر وطن قدیم اقامت گرفت چنانچه فرزندان او در آنقصبه الی الیوم موجود اند و مرقد شان نیز در انجاست
و برادرش شیخ عبد الحق در قصبه کرنال سکونت اختیار کرد و اولاد او نیز در آنقصبه الی الآن سکونت میدارند و مرقد
او نیز در کرنال است و بعضی از فرزندان حضرت شیخ نظام قدس سره بلکه اکثر از ایشان در بلخ هستند و نسخهٔ
رضیه بزرگوار خود و قیام میدارند صاحب خزینة الاصفیا از معارج الولایت مینویسد که شیخ نظام الدین
العمری التهانیسری التصنیفات بسیار اند چنانچه شرح سبع ابواب امام غزالی و شرح لمعات قدیم و جدید و تفسیر
نظامی و رساله حقیقت و رساله ملجیه و غیره از تصنیفات وی است و شیخ را در سلسله چشتیه مذهبی خاص و مشربی مخصوص
است که در هیچ تصوف تابع هیچکس نیست بلکه آنچه خاص بوی منکشف شده در کتب و رساله خویش بقلم آورده و وفات
شیخ در سنه یکهزار و بیست و چهار در بلخ واقع شد و از خلفاء اکبار ایشان ابو سعید شیخ گنگوهی است و شیخ سعید علی غواص
است که او خود در ویژه باب پسرش شیخ عبد الکریم از خلفاء وی اند و برادر مخزن الاسلام مدرجهٔ قطبیت و غوثیت
مینویسد و قتیکه حضرت شیخ ببالغ شد سید علی غواص مرید گردید بعد خدمت بسیار خلافت و خطاب غواصی یافت
و در عهد شاهجهان بادشاه در سنه هزار و چهل در ملک یوسفزیان وفات یافت از اولیاء کامل و مکمل بود
سماع بی مزامیر می شنید و بسیار بای فغانها میزد و شیخ جان ابدال است که طریقهٔ وی تا حال از
مولوی غلام مصطفی و زیر آبادی در لاهور جاریست **ذکر حضرت ایشان اعنی حضرت شیخ احمد**
سرهند و الف ثانی قدس الله تعالی سره العزیز صاحب زبدة المقامات مینویسد چون این قطب بانی مسلک الف
ثانی قدس الله سره ظهور یافت طلوع این آفتاب ولایت بدانچه از تقریر شریف حضرت ایشان که بتخمین بیست و سی سال
در نیز این بنده از معمران قرابتی ایشان شنوده چون ولادت پیر بزرگوار ایشان در حدود سنه احدی و تسعین
و تسعمائة وقوع یافته که کلمه خاتمه بیان آنسال سعادت قرین است و در بلده شریف سرهند بوده که تا ماکن معمور

مشهور و روح افزای مملکت هندوستان است و مرکز آن دیار برکت آثار و هم در ایام طفولیت
هر که ایشانرا میدید بمضمون کریمه یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار از حال و قال مستغنی
و حضرت شاه کمالی قادری انظار خاصه در حق ایشان مرعی میداشت تا گویند در ایام کودکی والده
از غایت بی آرامی ایشانرا بخدمت شاه برده التماس دعای صحت نمود حضرت او علیه الرحمه بخندید
و فرمودند تمام پسران را اندکه خاطر جمع دارید که این طفل عمر دراز خواهد یافت و عالم عامل و عارف کامل خواهد
شد چون حضرت ایشان بهفت هشت ساله بودند ایشانرا بمکتب بردند تا مدتی روز حفظ قرآن مجید نموده بتحصیل
علوم نزد والد خویش مشغول گشتند و بچند روزه فتحی تمام روی داده بیشتر علوم را نزد پدر بزرگوار
خود و اندکی را پیش بعضی علماء کبار آنروزگار خوانده و بعض کتب احادیث را نزد شیخ یعقوب
کشمیری علیه الرحمه گذرانیده بودند و نیز حضرت ایشان اجازه تفسیر واحدی را با جمیع مولفاتش
و نیز تفسیر بیضاوی را با جمیع مصنفاتش و صحیح بخاری را با جمیع مولفات او و حدیث مسلسل را
از عالم ربانی قاضی حبیب بدخشانی رحمة الله بروایت و اجازت یافته بودند و نیز قول صاحب
کتاب بدة المقامات است حضرت ایشان قدس سره از غایت کرم باین راقم محمد الهاشم بن محمد القاسم
النعمانی البدخشانی عفی عنهما اجازت دادند این کتب مذکوره را باحدیث مسطور در اول شهر
رجب سنه هزار سی و سه در بلده سرهند الحمد لله علی ذلک بعد از استماع شده حدیث مسلسل مذکور را
از حضرت ایشان محمد نام زاده خواجه محمد سعید سلمه الله بنکته زیبا اشاره نمود و آن این بود که
فرمودند در وصول حدیث رحم و یرحم مسلسلا بالاولیه بحضرت ایشان اینمانیست بانچه آنحضرت
و کمتوبی از مکاتیب رمزهائی دوخته بمن راقم مرتبه و معامله خود اشارت نموده اند فهم من فهم چون حضرت
ایشان از استفاده علوم معقول و منقول فروع و اصول فارغ شدند بخدمت مسند افاده رسیدند
و مدتها طلبه علوم را از برکات خویش بهره وافر گردانیده در آن ایام که ایشان باگره تشریف برده
بودند چون حج بر آن گذشت والد ماجد ایشان از شوق دیدار این فرزند ماجود کبریت احمر بعد مسافت باگره آمدند چون
والد ماجد ایشانرا با ایشان الفت تمام و بمحبت ایشان شغوف و مولع بودند قائی معلوم نمی شد که حضرت ایشان ازان

سفر مذکور بوطن مراجعت نموده ملتزم خدمت صحبت والد بزرگوار شدند و همگی اقتباس انوار آن بزرگوار
عالیمقدار گردیده و فوائد باطنیه کثیره از ایشان دیده چنانکه خود در رسائل و مکاتیب تصریح بآن نموده
اند از انجمله است آنکه در فقره نخستین از رساله مبدء و معاد نوشته اند که این درویش را مایه تعب و تربیت
بزرگوار خود حاصل شده بود و پدر بزرگوار او را این سعادت از شیخ خود عبد القدوس رحمهما الله سبحانه
و حضرت ایشان میفرمودند زمان احتضار والد بزرگوار حاضر بودم در آن سکرات و غمرات ناگاه بر زبان
مبارک راندند که سخن همانست که شیخ بزرگوار فرموده من مراد ایشان از شیخ حضرت شیخ ابن عربی دانسته استفهام
معروض داشتم که شیخ ابن العربی فرمودند نه شیخ ما شیخ عبد القدوس گفتم آن کلام کدام است بعد از ساعتی
خاموشی فرمودند آن سخن اینست که گفت حقیقت او سبحانه هستی مطلق است اما کسوت کونیه خاک در چشم محجوبان
می اندازد و دور و مهجور میسازد و بعد از آن معروض داشتم که مرا بر امری دلالت نمایند و وصیت فرمایند که
بر آن باشم فرمودند که ترا بر همین سخن وصیت میکنم و هم حضرت ایشان فرمودند که چون بارها حضرت والد
ما را بر زبان شریف میگذشت محبت اهل بیت حضرت خاتمیت علیه و علیهم الصلواة والتحیة را در حرز
ایمان و حسن خاتمه مدخلیتی عظیم است هنگام نزع ایشان من آنرا فرایاد ایشان دادم فرمودند الحمد لله
والمنة که سرشار آن محبتیم و غرق آن دریای نعمت ؎ الهی بحق بنی فاطمه * که بر قول ایمان کنی خاتمه *
حضرت حق سبحانه جناب مخدوم را مطابقا بشیخه عبد القدوس رحمهما الله هفت پسر عطا فرموده بود
حضرت ایشان فرزند چهارم اند حضرت ایشان را همیشه شوق طواف بیت و زیارت روضه رسول
صلی الله علیه وسلم بی آرام میداشت لیکن چون والد ایشان با کبر سن بر مسند حیات بودند ایشان را
از خدمت والد دوری گزیدن پسندیده نمی نمود تا آنکه در سنه سبع بعد الالف الهجری آن بزرگ
بسرای باقی انتقال فرمود و بعد از انتقال والد بزرگوار حضرت ایشان در سال هزار و هشت متوجه سفر
یثرب و بطحا شدند چون بدار الاولیای دهلی رسیدند مولانا حسن کشمیری که از فضلای آشنای
ایشان که از مخلصان حضرت خواجه باقی بالله بوده حضرت ایشان را دلالت بدریافت حضرت خواجه
باقی بالله نمود چنانکه آنعالی حضرت بآن عزیز بعد از جلوس بر سریر اکمال و ارشاد در شکر دلالت

باین نعمت در ضمن مکتوبی نگارش فرموده اند اینست فقیر در ادای شکر نعمت دلالت شما اعتراف بقصور
دارد و در مکافات آن احسان شما معترف بعجز این همه کار و بار مبتنی بر آن نعمت است و این دید و داد
مربوط باحسان بیمن توسل شما آن بخشیده اند که کم کسی چشیده از خواص عطایا آنقدر عطا فرموده اند
که اکثری را از عموم عطایا آنمقدار میسر نشده است احوال و مقامات و اذواق و مواجید و علوم
و معارف و تجلیات و ظهورات همه را زینهای راه عروج ساخته بمنازل قرب و وصول رسانیده اند
لفظ قرب و وصول از تنگی میدان عبارت اختیار کرده است و الا فلا قرب ثمه و لا وصول و لا عبارة
و لا اشارة و لا شهود و لا حلول و لا اتحاد و لا کیف و لا این و لا زمان و لا مکان و لا احاطه و لا میزان
و لا علم و لا معرفة و لا جهل و لا حیرة ؎ چگویم من از آن مرغی نشانه + که با عنقا بود هم آشیانه +
ز عنقا هست نامی پیش مردم + ز مرغ من بود آن نام هم گم + و آنحضرت بشوق تمام متوجه دریافت حضرت
خواجه شدند و گفتند توشه این راه حجاز به از آن چه باشد که ازین مقتدا ذکر و مراقبه این عزیزان نقشبندیه
را اخذ نموده بر آن باشم چون رفته بدست بوس حضرت خواجه مشرف شدند حضرت خواجه بشاشت
و مهربانی بسیار نموده از اراده ایشان پرسیدند عزمی که در پیش داشتند بعرض رسانیدند با آنکه شیوه
مرضیه خواجه نبوده که کسی را از طلاب دلالت بر اخذ طریقه خویش نمایند یا از مثل این سفر بسکونت خانقاه
خود اشاره فرمایند اما از عادت خویش تجاوز نموده فرمودند هر چند اراده سفر مبارک در پیش دارید اما چند روز
میتوان بفقرا صحبت داشت لا اقل ماهی یا هفته چه مانع است حسب الامر اختیار بودن هفته نموده
آن هفته بملازمت آنماه دو هفته میرسیدند و در روزی بر آن نرفته بود که از آثار تصرف و کشش حضرت خواجه
شوق انابت و اخذ طریقه حضرت خواجگان بزرگوار بر حضرت ایشان استیلا نموده آنرا بحضرت خواجه معروض داشته
اند چون حضرت خواجه شنیدند بی تأملی ایشان را در خلوتی طلبیده بذکر دل دلالت نمودند و توجهات عالیه بکار
برده که همدران لحظه دل ایشان گویا شده و آرام و حلاوت و التذاذ تمام روی نموده و یوما فیوما بل
آنا فآنا ترقیات عالیه بظهور پیوسته تا دیده اند آنچه دیده اند کما سیجیء بیانه من کلامه بشوق طواف خانه کعبه
میشدند در اثنای راه وصول بصاحبخانه میسر شد برای دریوزه ضیا از روضه منوره مصطفی

صلی الله علیه وسلم میرفتند در میان سفر اقتباس انوار ساکن آن روضهٔ مطهره محصل گشت بالجمله آنچه در دو سه ماه
بعنایت الله ازین نظر و تربیت خواجه باقی الله در حق حضرت ایشان بظهور رسیده مجملی از آن که هم حضرت
ایشان خود بتقریب تحریص طالبی بوی برنگاشته اند تبرکاً ایراد نموده می آید و آن اینست قوله این
درویش را چون هوس این راه پیدا شد عنایت خداوند جل و علا هادی کار او گشته بخدمت ولایت
پناه شیخنا و امامنا محمد الباقی قدس الله تعالی سره که یکی از خلفای کبار خانواده حضرت نقشبندیه قدس
الله تعالی اسرارهم بوده اند رسانید و ایشان درویش را ذکر اسم ذات جل سلطانه تعلیم نمودند و
بطریق معهود توجه نمودند تا التذاذ تمام در من پیدا شد و از کمال شوق گریه دست داد و بعد از یکروز
کیفیت بیخودی که نزد این اکابر آن معتبر است و مسمی است بغیبت رو نمود و در آن بیخودی یک دریای
محیط میدیدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایه در آن دریای یافتم و این بیخودی رفته رفته استیلای
پیدا کرد و به امتداد کشید و گاهی تا یک پهر روز میکشید و گاهی تا دو پهر و در بعضی اوقات استیعاب شب
مینمود و چون این قضیه را بحضرت ایشان رسانیدم فرمودند نحوی از فنا حاصل شده است و از ذکر گفتن
منع فرمودند و بنگاه داشت آن آگاهی امر نمودند بعد از دو روز صرافنا مصطلح حاصل شد بعرض رسانیدم فرمودند
بکار خود مشغول باش بعد از آن فنای فنا حاصل شد چون بعرض رسانیدم فرمودند که تمام عالم را یکی
می بینی و متصل مییابی عرض کردم که بلی فرمودند که معتبر در فنای فنا آنست که با وجود دیدن اتصال بی
شعوری حاصل شود در همان شب فنای فنا باین صفت حاصل شدم بعرض رسانید و حالتیکه بعد از فنا حاصل شده بود نیز بعرض رسانیدم
و گفتم که من علم خود را نسبت بحق سبحانه حضوری مییابم بعد از آن نوری که محیط همه اشیاست ظاهر
گشت و من آنرا حق دانستم جل و علا و آن نور رنگ سیاه داشت بعرض رسانیدم فرمودند که حق مشهود
است جل سلطانه اما در پرده نور و نیز فرمودند که انبساط که در آن نور مینماید در علم است بواسطه
تعلق ذات جل شانه باشیای متعدده که بالا و پست واقع شده اند منبسط مینماید نفی انبساط باید
کرد بعد از آن آن نور سیاه منبسط رو بانقباض آورد و تنگ شدن گرفت تا آنکه بنقطه کشید فرمودند
آن نقطه را هم نفی باید کرد و بحیرت باید آمد همچنان کردم آن نقطه موهوم هم از میان زائل شد و بحیرت انجامید

که در آن موطن شهود حق سبحانه خود بخود است چون بعرض رسانیدم فرمودند که همین حضور حضور نقشبندیه است
و نسبت نقشبندیه عبارت ازین حضور است و این حضور را حضور بی غیبت نیز میگویند و اندراج نهایت
در بدایت درین موطن صورت می بندد و حصول این نسبت مر طالب را درین طریق در رنگ اخذ کردن
طالب است در سلاسل دیگر اذکار و اوراد از پیر تا بران عمل نماید و بی مقصود برود و این درویش را این نسبت
عزیز الوجود بعد از دو ماه چند روز از ابتداء زمان تعلیم ذکر حاصل شده بود و بعد از تحقیق شدن این نسبت
فنای دیگر که آنرا فنای حقیقی میگویند حاصل گشت و دل را آنقدر وسعت پیدا شد که تمام عالم
از عرش تا مرکز زمین در جنب آن وسعت مقدار خردله قدری نبود بعد از آن خود را و هر فرد عالم را بلکه هر
ذره را حق میدیدم جل و علا بعد از آن هر ذره عالم را فرادی فرادی عین خود دیدم و خود را عین همه اینها
تا آنکه تمام عالم را در یک ذره گم یافتم بعد از آن خود را بلکه هر ذره را آنقدر منبسط و وسیع دیدم که تمام عالم
بلکه اضعاف عالم را در آن گنجائش باشد بلکه خود را و هر ذره را نوری یافتم منبسط که در هر ذره سیاریست
و صور و اشکال عالم در آن نور مضمحل و متلاشی بعد از آن خود را بلکه هر ذره را مقوم تمام عالم یافتم
چون بعرض رسانیدم فرمودند که مرتبه حق الیقین در توحید همین است و جمع الجمع عبارت ازین مقام است
بعد از آن صور و اشکال عالم را چنانکه اول حق می یافتم این زمان موهوم دیدم و هر ذره را حق می یافتم
بی تفاوت و بی تغیر همان ذره را موهوم یافتم بغایت حیرت دست داد و درین اثنا عبارت فصوص که از
پدر بزرگوار علیه الرحمه شنیده بودم بیادم آمد که فرموده است ان شئت قلت انه ای العالم حق و ان
شئت قلت انه خلق و ان شئت قلت انه حق من وجه و خلق من وجه و ان شئت قلت بالحیرة لعدم التمیز
بینهما این عبارت فی الجمله مسکن آن اضطراب گشت بعد از آن در ملازمت ایشان رفته عرض حال خود
کردم فرمودند که هنوز حضور تو صاف نشده است بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موهوم ظاهر شود
عبارت فصوص را که مشعر بعدم تمیز بود خواندم فرمودند که شیخ بیان حال کامل نکرده است عدم تمیز نسبت
ببعضی ثابت است حسب الامر بکار خود مشغول گشتم حضرت حق سبحانه و تعالی بمحض توجه شریف حضرت ایشان
بعد از دو روز تمیز در موجود و موهوم ظاهر گردانید تا موجود حقیقی را از موهوم متخیل ممتاز یافتم و صفات

و افعال و آنار که از موهوم صنایعند از حق سبحانه یافتم و این صفات و افعال را نیز موهوم محض یافتم و در
خارج جز یک ذات موجود ندیدم چون این حالت را بعرض اشرف رسانیدم فرمودند که مرتبه فرق بعد
الجمع همین است و نهایت سیر تا اینجا است پس از این آنچه در ریاضات استعداد هر کس نهاده اند ظاهر میشود
و ائمه را مشایخ طریقت مقام تکمیل گفته اند انتهی کلامه الشریف شرح تمام و کمال این اجمال آنکه چنانکه
بالا نامبرده شد وفات حضرت ایشان از اینجهان بفردوس الجنان در سال هزار و بست و چهار از هجری شده بود
و آفتاب عمر گرامی ایشان در برج پنجاه و شش سالگی بود و هم در زبدة المقامات است که حضرت محمد قبل از دو
سال وصال خود که سنه هزار و سی و دوم بود بزیارت روضه شریفه خواجه معین الدین چشتی قدس
سره رفته بودند مدتی محاذی صدر آن صدر الاولیا مراقب نشستند چون برآمدند فرمودند که حضرت
خواجه اعطاف و التفاتی بسیار نمودند و سخنان و اسرار در میان آمد و درینمیان بخاطر آن تفایض الانوار
آمده بدینتوسط حضرت ایشان مشرف شده فیروز پوش متبرکه حضرت خواجه را که قدس سره که در هر سال
یکبار تازه میکردند و آنقدمیه را یکی از مشایخ کبار بسفرستاده و از آنروز آن فیروز پوش فرد و تنها آورده تر
حضرت ایشان آورده معروض داشتند که بشما سزاوار این که باشد حضرت ایشان بادب تمام قبول نمودند
و آنرا بخادم سپرده آه سرد از دل کشیده بزبان آوردند و فرمودند که لباس از بن دندان دیگر بحضرت خواجه خود والا
آنرا بالطف نمودند برای تکفین بانگاه میباشم باش **ایضاً** شیخ طاهر لاهوری از کبار اصحاب حضرت ایشان است
بعرض قدس میرساند بعد از ان وصل عربانی آنکار اگشت مکالمه و محادثه نیز وقوع یافت بعد از ان جهل و
حیرت صرف روی نمود و حالانه وصل است و نه فقد و نه طلب است و نه غیر طلب هیچ حکم محکوم علیه نیست
نه اثبات و نه نفیا **ایضاً** هیچ حسن بیگ در یکی از رعائف بعضی اصطلاحات صوفیه را ایراد نموده مرقوم
پیچیده بود و در اخر آن نوشته که معارفی که این بی بضاعت را تسلی میدهد معارف شریعت است گویا
حکمی از احکام شرعیه دریچه ایست که موصل است بشهر مقصود و نشانه است از ان بشاه بی نشان در همین
بیت نصب العین است که ۵ ما بسفر میرویم عزم تماشا کراست * ما برادمیرویم کز همه عالم راست
حضرت ایشان را اعتراضات او سخت گران آمد و نوشتند که اعتراض شما از نافهمیدگیست

منها
حضرت ایشان در مبدا و معاد میفرمایند
که روزی در حلقوبا مداومت نمودم
که از جناب ربانی الهام شد و ما نقشنا
غیب سزاوار و غفرت لک ولمن تو سل
بوا سطتی و بغیر بوا سطة
الی یوم القیامه

زنهار این قسم سخن نگویند و از غیرت خداوندی بترسید و لاحظه بزرگان ضروریست اگر بر مجذوبات و
مخترعات دعویان سخن گویند گنجائش دارد اما آنچه مقرر قوم است و لابد راه آنجا سخن گفتن نامناسب منهیاست

ایضاً حضرت مجدد در جواب عریضه شیخ حمید بنگالی مینویسد میمانند که بعضی از اغلاط صوفیه اینست که هرگاه
سالک در مقامات عروج خود را فوق دیگران که افضلیت آنها ثابت است و بعضی مقام این سالک دون مقامات
آن بزرگوار نیست میباید بلکه اشتباه گاه است که نسبت با انبیاء واقع شود و عیاذاً بالله منشاء غلط جمعی را
که هر یکی انبیاء و اولیاء را اولاً عروج تا آن سما است که مبادی تعینات وجودیه انسانست و باین عروج اسم ولایت
تحقق میشود و ثانیاً عروج در آن سماست و از آن سما الی ما شاء الله تعالی اما با وجود این عروج مادامی
در منزل هر کدام انسانان همان سم است که مبدأ تعین وجودیست لهذا در مقامات عروج هر کدام انسانرا جویه
اگر در همان سما یا در جهه مکان طبیعی این بزرگواران در مراتب عروج همان سم است و عروج و هبوط از آن سما
بواسطه عروض عوارض است پس سالک بلند فطرت چون سیر از آن سما بلند تر واقع شود لاجرم از آن سما
نیز بالاتر خواهد رفت و آن توهم پیدا خواهد کرد عیاذاً بالله بعد از آن که آن توهم یقین سابق را زائل گرداند
و در فضیلت انبیاء و اولیاء اشتباه پیدا آرد این مقام انزل اقدام سالکان است و در اوقات سالکان
که اکابر از آن سما عروجات بی نهایت فرموده اند در فوق و فوق رسیده و نیز نمی داند که آن سما که مبدأ تعین
انسانست دار اینز در آنجا مکانی طبیعی هست که اوون آن سماست و انزل آنها چه فضیلت هر شخصی باعتبار
اسم اوست که مبدأ تعین او گشته بعضی جا بعد در وقت عروج چونکه از سما یکی مبدأ تعین بزخیه کبری بفوق گذشته اند و توهم
کرده بزخیه کبری درمیان حائل نمانده است و از بزخیه کبری رسالت پناه مراد داشته اند و در مقام
شیخ بسطام سیگوید لِوَائِی اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ از غلبه سکر نمیدانند که ارفعیت لوای او از لوای محمد
صلی الله علیه وسلم بلکه از انموذج لوای اوست علیه السلام که در نفس حقیقت اسم او شهره گشته
و همدرین جواب از فتوحات مکیه همین حقیقت مسطورست ایضاً مخدوم زاده خواجه محمد معصوم
فرمودند که ایشانرا در واقعه دیده پرسیدم که سوال منکر و نکیر چون گذشت فرمودند حق سبحانه
بجلال رحمت بخشت بن الهام فرمود که اگر تو اذن دهی این دو فرشته در قبر تو بیایند عرض کردم

فنبها
ایضاً شیخ البداد کردی بود و بقایا
معروف و عنیت و عنیت ان ان دیده از و
حکایت کردند که میگفت هرگاه
شبهات نیست الا اراده حق عزوجل کرا نرا
شبهات است حضرت ان ان و حل معنی
ان کلام فرمود که شیخ چیزی جز او نیست
چه حقایق و اعتبارات را غایت نیست
بندد وجود و اعتبارات را غایت نیست
بجلال راه وصول باو سبحانه کرا منتهی
بذات اقدس او کرد و در سیر آن اعتبار
چون سیر محبوبی و طی این اجمالی بعض غایات
از سیر صفات و شئونات بلند اند اجمالی هم
وجود و اعتبارات منظور کرد و سیر او بذات
بحث منتهی گرد و بعد از ان سیر
دست او در یک از ایمان ان نوعا پس سیر
که لا ینقطع ابد الابدین گفته اند و غایت ندارد
وصفات است که نقصانی

که الهی و مولائی این دو فرشته هم در حضرت تو باشند و میل این بنده مسکین بنشانید ابو متعال
نهایت رحمت در افت خود را شامل من داشته ایشان را پیش من نفرستاد بر سیدم که تضعف
قبر چون گذشت ذی بود مدکه اما اقل قلیل و گویا مولانا محمد هاشم خادم که از مخلصان قدیم
است حاضر است و بخدمت سر پا ایستاده میگوید ایشان اقل قلیل بر سبیل تواضع میگویند
والا این هم بسند دگر آن روح جسم و ولایت آن شمع قصر هدایت آن عروس از
همانجا
حجله معنی هادم لذات بل من مزید قطب ارشاد شیخ ابو سعید قدس سره در مرآت الاسرار است
که شیخ ابو سعید بن نور الحنفی نبیره حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی بود قدس الله اسرارهم
مادر وی دختر شیخ جلال الدین تهانیسری بود وی چند مدت جمال حال خود را در کسوت
سیاه گری پوشیده میداشت بعد ازان عشق غلبه کرد و معشوق جلوه داد ترک و تجرید کلی نموده
بخدمت شیخ جلال الدین تهانیسری پیوست و مرید شد و چون وی حضرت نهایت ضعیف
و پیر فانی شده بود بلکه انتقال بحق تعالی گشته کار خانه مشیخت را بر شیخ نظام الدین بگذاشت
و هم شیخ ابو سعید را بوی سپرد پیش حضرت شیخ ایشان را ذکر جهر بطریق نفی و اثبات تلقین نمود و امر
بمداومت لیلا و نهارا فرمود حضرت شیخ ابو سعید بحسب فرمان مرشد خویش شیخ نظام الدین تهانیسری
خود را شب و روز بذکر جهر مشغول میداشت بعد ازمدت مدید و مجاهدهٔ شدید و ریاضت مزید انوار
ملکوت و جبروت و جمال و جلال در او رونما گشتند وی چون همت عالی داشت سرمه مازاغ البصر
و ما طغی در چشم کشید بنمائی جمال ذات میخواست و بجانب این انوار اصلا ملتفت نمیشد و دم
هل من مزید میزد و طلب شهود لاکیف میداشت یعنی طالب نور ذات بود چون حضرت شیخ نظام الدین
سفر بلیخ رفتند و آنجا اقامت نمودند شیخ ابو سعید قدس سره شب و روز در مفارقت وی قرار و آرام
نداشت ذکر و شغل فراموش کرده در صحرا سر بسر دار میگشت شبی در روضه قطب العالم بندگی عبد القدوس
گنگوهی قدس سره از در مفارقت وی میگریست ناگاه ندا از قبر وی حضرت برآمد ابو سعید اگر طلب
خدا داری پیش نظام در بلخ برو که حامل نسبت ما در بوقت وی است حضرت شیخ ابو سعید تا سنه

صاحب تذکرة المقامات میگوید سید جمال کرار
از اولاد ای نگاه شیری مرا پیش آمد و خدمت تهانیسری
وبیت آن در نظر آمد و بخدمت ایشان رسید و فوت شد حضرت
حضرت ایشان در نظر آمد و بخدمت ایشان رسید و فوت شد
ایشان در نظر آمد و بخدمت ایشان رسید و فوت شد
شتابان رسید و فوت شد چون ازین معامله
بدان شیر فوت شد و فوت شد
سر دم حضرت ایشان را فتم
دران بیشه ایشان را فتم
میگوید صاحب مجدی در راه خود فوت شد
وقتی از انجمنی بجانب بیابانی در آمد فوت شد
که در راه سهو و لا بلا فوت شد
مرا با دکنی چون او ان شد از نسیان
در و بیرانه آنجا مقام تا بیان
بیدار شد و قصد ملاک من کرد
شب انجا از زبان آورد م
با بر کات سید اکبر از ایدن
با بهر ایشان خود از دست

خلاص یافتم انتهی

و روز در روضه حضرت بماند و هر شب همین ندا می شنید شب سیوم حضرت قطب العالم بصورت شخصی
متمثل شده نزد وی آمد و لیکن وی ندانست که کدام است حضرت قطب العالم با وی گفت من ترا در
بلخ برسانم پس دست وی بگرفت و بر اسپی سوار کرده بجانب بلخ روان شدند و در تمام منزل همراه
وی میبود چون منزل نزدیک میرسید پیشتر رفته مکانی دلکش مقرر کرده وی را فرود می آورد و در آن محل
فرشهای خوب و چشمهای جاری و درختان زیبا و مردمان خوش رو و اطعمه و شراب مهیا میافت و تمام
شب در آن مقام بخور می گذرانید و همگی ساکنان آنجا همه شب بخدمتش قیام میداشتند و همبرین طریق
تمامی راه قطع کرد چون بلخ از وی سه گروه ماند حضرت قطب العالم در معامله بشیخ نظام فرمود
که فرزندم شیخ ابوسعید بطلب حق پیش تو آمده است در تربیت سعی بلیغ نمائی و امانت او که با تست
حواله اش کنی تا نوعی از حق ما ادا کرده باشی و باستقبال وی بیرون روی و بتعظیم تمام آورده
تا سه روز موافق امر نبوی ضیافت بجا آری بعد از آن چندان بتعظیم پیش نیائی که تکبر و انانیت
او زیاده گردد و چنان ریاضت وی را فرمائی که نفس خوار و ذلیل گردد چرا که اندکی انانیت در وی
باقیست چون حضرت شیخ نظام را افاقت روی داد بموجب فرمان باطن حضرت قطب العالم شرائط
استقبال و تعظیم و ضیافت کما ینبغی بتقدیم رسانید چون شیخ ابوسعید را با شیخ نظام ملاقات شد
حضرت قطب العالم از نظر وی غائب گشت الغرض حضرت شیخ نظام بعد روز چهارم شیخ ابوسعید را
در خلوت برده تمامی مقوله حضرت قطب العالم با وی باز گفت و فرمود آن شخص که در روضه دست تو
گرفته و در همه راه انیس تو بوده و ترا بمن رسانید جد تو حضرت قطب العالم بود بعد از آن شیخ نظام
حضرت شیخ ابوسعید را شغل بهو کم و سه پایه تلقین فرمود و لیکن بورزش سه پایه تنها امر فرمود و گفت
که کشائش کار تو درین است دو سه روز در کردن این امر مشغول باش و بشغلی دیگر التفات منما بندگی
شیخ ابوسعید مدت دوازده سال شب و روز در ورزش این شغل مشغول بود شهود ذات لا کیف
روی ننمود وی بتجلیات صوریه و مثالیه مسرور نمیشد و جویان مقام قلندری بود چنانکه مصرع
قلندر آنکه فوق از وصل جوید پس از دوازده سال حقیقت حال پیش حضرت شیخ نظام عرض کرد

که معلوم شد که وصول ذاتی نصیب این بیچاره نیست و در کمال حضرت مرشد نقصانی نه این شغل را
حسب طاقت خود بنهایت رسانیده ام اکنون هرچه فرمان شود بر آن عمل نمایم حضرت شیخ نظام
فرمود باعث عدم وصول تو اعمال و اشتغال تست و ترا بعجب افگنده است اکنون دوای درد تو
آنست که نفس خود را بذلت در دهی پس سگی چند که فرزندان حضرت شیخ نظام برای شکار داشته
بودند باو سپرد و چون چند مدت ویرا در خدمت و محافظت سگان بگذاشت بسیار از عجب و غرورها
برخاست روزی حضرت ایشان بر بالاخانه نشسته بود باران بسیار باریده بود در کوچها و صحرا
گل و لای بسیار مینمود در آنحال شیخ ابوسعید سگان را بجانب صحرائی برد ناگاه سگان دیگر در آمدند
این سگان حمله کردند و دویدند بر آن و بندگی شیخ ابوسعید از قوت حمله آنان بیفتاد و ریسمان آنها
از دست نگذاشت کشان کشان در آن گل و لای پس آنها غیژیده میرفت و تمامی جسد و لباس وی از آن گل و
لای آغشته شده بود در آنوقت در دل وی گذشت که خداوندا یک بنده تو شیخ نظام است که همه
عالم خاکپای ویرا سرمه چشم خود ها میسازند و یک بنده من که بدین خواری گرفتارم همانساعت
از عنایت حق عمودی از نور سرخ از عرش تا ثری بروی جلوه گر گشت بعد از آن عمود نوری انبساط
گرفت تمام افراد عالم را محیط شد پس آن نور هم در آن آن بصورتی لطیف نورانی متمثل گشته بوی گفت
که موسی سوال رَبِّ اَرِنِی برای رویت من از من کرده بود که بزخم لَنْ تَرَانِی مجروح گشت و محمد مصطفی
صلی الله علیه وسلم در شب معراج ما را دید که در عالم کون آمده از آن بنور اِنِّی اَرَاهُ تعبیر فرمود و ترا
این دولت رایگان یعنی مفت نصیب شده غنیمت شمر حسرت مخور چون بندگی شیخ ابوسعید را در آن
خارستان گل و لای این گل بشگفت حضرت شیخ نظام که در آن حین بر بالاخانه خویش بود بر آن
امر مشرف شده بیاران خاص که در آنمحل شرف حضور داشتند خطاب کرده فرمود ببینید که پیرزاده
مرا بکدام عمل وصول حق حاصل گشت و در خارستان گل مقصود بشگفت و عشرت دو جهانی بدست
آمد پس بعضی مردم را فرستاد تا ویرا از آنجا برداشته در خانقاه آورده بر چارپائی بغلطانیدند
چون بندگی شیخ ابوسعید را افاقت رو داد تمام رویداد خویش پیش حضرت شیخ نظام بعرض رسانیدند

آنحضرت خیلی خوشوقت شده فرمود که خوض در شرب ولایت محمدی که ابتدای لاهوتست سبب کباد و التهاب
محمدی که آخر لاهوتست ولی مع الله مدت مجوز است هنوز بر اصل دست اکنون بهتر این سگان را بگذار و شغل سهود
سهود اشتغال نمائی بعد ازان بندگی شیخ ابو سعید باز باین شغل اشتغال ورزید و مدت بسیار جد و جهد بسیار
نمود چونکه آن لذت مشاهده مذکور در رگ و پی و استخوان وی سرایت تمام داشت و یرا از مقام ترقی شدن
نمیداد هر چند که سعی بسیار نمود پر تو این مقام که حضرت شیخ باین اشاره فرموده بود نرسید حقیقت حال بحضرت
وی معروض داشت آنحضرت فرمود که اکنون علاج مرض تو آنست که همه ریاضت را بگذاری و با آسایش و
آرام و سیر خوردن و شامیدن و غیر ذلک مشغول باشی اگر دوست بر جد و جهد تو رحم نفرموده
روی مطلوب اصلی که از انتهائی مقامات محمدیست ننموده شاید که بر کاهلی تو نظر کرده محض بر اه منو
ذاتی خویش بر تو این دربسته بگشاید پس بندگی شیخ ابو سعید بموجب فرمان پیر چنان کرد تا چند مدت
بر همینوال بگذرانید شبی شخصی چیزی از قسم سرود با لحن خوش میگفت آن در دل وی چنان اثر کرد
که دیرا از وی ربود و در آنزمان نوری از بوارق ذات بر دلش بتافت و منوه از جمال لی مع الله
جلوه نمود و هما نساعت از نظرش مستور گشت چون اندکی از انحال فرو شد بجناب حقتعالی عرض نمود
که خداوندا امکنه اینحالت و اقتدار تمام مرا بروی هر وقتی که دل بخواهد کی میسر آید فرمان شد وقتی که تو
بمیری چون وی حضرت بلا واسطه از معشوق حقیقی مامور گشت آنها بمرگ شده در حال برخاست و
بشغل سه پایه باشد و مد و شخت و نوش و جمیع شرایط دیگر بشدت تمام مشغول گشت و قصد کرد که
دم را هرگز نگذارد تا آنکه بمیرد چون بدینطریق بگذشت نور عالم اطلاق بحقیقت مطلقه خود
بروی ظهور نمود و خبث هستی او را تماما ساخت و سرا بی مع الله نقد وقت آمد و تقید مطلق گشت
و عبد رب چنانکه دیوانه مسعود قطب وقت حضرت شیخ مسعود قدس سره بآن اشارت کرده بیت

رفت ز مسعود یک جمله صفات بشر ✻ چونکه همه ذات بود باز بهان ذات شد ✻ و چون بر شیخ ابو سعید
سر عالم اطلاق ظاهر گشت و یرا از تقید رهانید و بر نگ طلاق اتصاف داد و عقل جزوی او را تاج
نمود و در آن هنگام بسبب بی اختیاری دم وی بقوت تمام رها شد و ضرب دم بیلوی مبارکش شکست

و تمام شکم وی از خون پر شد و آن حضرت دو شبانروز مغلوب الحال ماند در شب سیوم اندکی افاقتش روی
نمود دید که پهلوی وی شکسته است و تمامی شکمش پر از خون شکرانه حق بجا آورد و گفت الحمد لله که پهلویم در
راه دوست بشکست و جانم فدای او شد از جانب حق بیواسطه فرمان شد که ای ابوسعید چون تو جان خود را در راه ما
باخته اکنون من ترا از سر نو زنده میسازم و بر صحت میرسانم بگیر این دوا از دست من و دهن خود بگشا وی حضرت
دهن خود بگشاد دید که دست غیب دوا در حلقش بریخت چون آن دوا در شکم وی قرار گرفت بر فور تمامی خون
شکم رفت و پهلوی درست گشت و اندکی از اثر جراحت باقی مانده بود و از جانب حقتعالی بخوردن گوشت مرغ
مامور شد وی حضرت بامر حق چند روز گوشت مرغ خورد و صحت کلی یافت چون حضرت شیخ ابوسعید همه احوال
خود من و عن بخدمت حضرت ایشان عرض نمود آنحضرت فرمود که هنوز ملکه حضور تو صاف نشده است روزی چند
در مجاهده باش تا حقیقت سیر نزولی بر تو جلوه نماید چنانکه کیفیت سیر عروجی را مشاهده کردی در این مرتبه وی
حضرت وی را بمراقبه هوا امر فرمود چون وی در مراقبه هوا مشغول گشت جسم وی صفت روح گرفت
بلکه عین نور تنزهی گشت پس حضرت شیخ نظام قدس سره بندگی شیخ ابوسعید را قدس سره جمیع امانت پیران
با خرقه خلافت و اسم اعظم حواله نموده نائب کل و جانشین خویش گردانیده بجانب قصبه گنگوه که وطن آبا و
اجداد وی بود رخصت فرمود و در مرآت الاسرار است الغرض حضرت شیخ ابوسعید از خدمت
شیخ نظام قدس سرهما مرخص گشته در قصبه گنگوه آمده بر مسند سجادگی قرار گرفت لیکن خود را در لباس
گمنامی مستور میداشت چون حضرت شیخ محمد صادق بشرف بیعت مشرف گشت غلغله ولایت وی
در اطراف عالم افتاد و طالبان از هر دیار روی ارادت بر آستانه وی آوردند و جم غفیر از فیض
تربیت وی بهره وافر برداشته و تولا بوی نموده بدرجه تکمیل و ارشاد رسید و وی عمر دراز یافته بود
و در گنگوه مدفون گشت و سن وفات وی بنظر نیامده و وی پنج خلیفه داشت شیخ محمد صادق گنگوهی
شیخ ابراهیم رامپوری شیخ محب الله اله آبادی شیخ ابراهیم سهارنپوری شیخ خواجه پانی پتی رحمة الله علیه
و علیهم اجمعین **ذکر حضرت خواجه محمد معصوم رحمة الله تعالی علیه** صاحب
زبدة المقامات مینویسد خواجه محمد معصوم فرزند ثالث حضرت ایشانند ولادت ایشان در

حدود سنه هزار و یازدهم شهر شوال هجری بوده حضرت ایشان قدس الله سره العزیز میفرمودند
قدوم میمنت لزوم محمد معصوم یعنی ولادت او ما را بس مبارک و همایون آمد که بعد از تولد او بچند
ماه بملازمت حضرت خواجه خود مشرف شدیم و دیدیم آنچه دیدیم وقت دیگر تعریف علو استعداد این
فرزند ارجمند نموده فرمودند که از محمدی المشربانست و نیز آنحضرت در مکتوبی بنگاشته اند که از فرزند
محمد معصوم چه نویسید که وی بالذات قابل این دولت است یعنی نسبت خاصه محمدیه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة و نیز بر زبان شریف راندند که از اقتضای علو استعداد او بود که در ایام
سالگی بجامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذاتی و حرف توحید لب کشود و میگفت من آسمانم
و من زمینم و من فلانم و من فلانم دیوار حق است بیت چون زلیخا کز سپندان تا بعود * نام جمله
پیر یوسف کرده بود * آنگاه فرمودند درین طریق پیر و جوان برابرند و نساء و صبیان در وصول
انوار فیوض متساوی ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم حضرت ایشان همیشه
بنا بر مشاهده بلندی استعداد و آثار رشد و رشاد که ازین فرزند در ایام طفولیت و صغر سن مشاهده
مینمود نظر عنایت شامل حال او میداشتند و منتظر ظهور کمالات خفیه که در همگی استعداد مودع میبود
و میفرمودند که چون علم مبداء حالست از تحصیل آن چاره نبود ازینجهت بتحصیل علوم از معقول
و منقول نیز دلالت مینمودند و از کتب دقیقه علمیه بقراة صفحه صفحه و ورق ورق امر کرده میفرمودند
بابا زود از تحصیل این علوم فارغ شوید که ما را با شما کارهای عظیم است تا بتوجه شریف آنحضرت
این نور دیده ولایت نیز چون برادران بزرگ خویش در شانزده سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت
و اگرچه در ضمن تحصیل قال در تحصیل حال و تنویر بال نیز گرم میبود اما بعد از فراغ از آن بهمگی خود
متوجه این گردید تا بعنایت الله سبحانه از احوال و اسرار خاصه والد بزرگوار خود رضی الله عنه بهره
فراوان گرفت بل مخلصان امیدوارند که بحکم واقعه که این مخدوم زاده دیده اند و از والد بزرگوار در
تعبیر آن اشارتی بمرتبه قطبیت یافته باین مرتبه والا برسند و آن واقعه اینست که بعرض اشرف حضرت ایشان
رسانیده اند که من از خود نوری یافتم که تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در هر ذره از ذرات عالم ساری

است چون آفتاب اگر آن فرود رود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت داده فرمودند که تو طیب
وقت خویش میشوی و این سخن را از من یاد دار و محمد بن کثیر کثیر مولف کتاب مذکور گوید مخفی نماند
که این مخلد و مزاوده را غایة الاطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چه آن بعارفی که
گردیده و چه غیر آن از اسرار خاصه که در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنوده اند و بعضی را از آنها
در بیاض خاصه خود تسوید فرموده چون باین بنده نظر عنایتی داشتند و محرم سید انستند اکثر آنها را
بخشیده بودند و بعضی را اجازت فرمودند و بعض ازان در احوال حضرت ایشان بسمت تحریر یافت و
برخی از آنها چنانست که اشعار ابرنی نماید از بعض آخر که تو آن اظهار نمود و این برکات بیحگانه تبرکا بمنصه
تحریر می آید ب ا مراد از روضه بودن قبر که در حدیث آمده القبر روضة من ریاض الجنة آنست که جمعی و
مسافتی که میان آن بقعه قبر و جنت بوده مرتفع میگردد و هیچ حجابی و مانعی میان آن هر دو مقام
نمیماند گویا آن بقعه فنا و بقائی بجنت پیدا میکند فافهم و هذا معنی قوله صلی الله علیه وسلم ما بین
قبری و منبری روضة من ریاض الجنة این قسم روضه اخص خواص است و دیگر انرا از نور ایمان
اگر پرتوی از جنت در آن بقعه نابد میشاید ب ۲ حیاتی که بنشاء دنیوی تعلق دارد دو چیز میطلبد حس و
حرکت و حیاتی که ببرزخ متعلق است مختص حس است بی آنکه بادی حرکتی بود حق سبحانه حکیم مطلق است
و موافق هر محل حیاتی داده است و برزخ از حس چاره نیست تا تالم و تلذذ صورت بندد حرکت هیچ در کار نیست ب ۳
علم که عبارت از انکشاف است دو قسم است قسمی است که با انکشاف احاطه بود و قسم دیگر آنکه محض انکشاف باشد
علمی که بمکن تعلق گیرد داخل قسم اول است و علمی که بواجب متعلق شود از قسم ثانی است و این علم را
ادراک بسیط گویند و نشان عدم احاطه آنست که کیفیت در درک ندر آید و رویة اخروی
مسائل قسم ثانی از علم است که آنجا محض انکشاف است بی آنکه کیفیتی معلوم شود و چگونه معلوم شود که
در آن حضرت کیفیتی نیست تعالی شانه ب ۴ در مقام رضا که فوق مقام حب است دو اعتبار است اعتبار
اول رضای حق است از عبد و اعتبار دوم رضای عبد است از حق عز شانه اعتبار ثانی فوق اعتبار
اول است چه اول رضای حق است بعد ازان رضای عبد کما قال سبحانه رضی الله عنهم و رضوا عنه

ب ۵ روزی حضرت ایشان کریمهٔ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ را خوانده فرمودند علمای کرام ازین
استنساخ استنساخ ملک مراد میدارند و اسناد را مجازی میگویند اما مرا روزی در حین تکرار این آیه بر دل
گذشت که آیا در آنکه او تعالی استنساخ را بخود نسبت داده حقیقی خواهد بود متوجه شدم مشهود گشت که در آن
مرتبه استنساخی ورای استنساخ ملک ثابت است مخدومزاده گویند من معروض داشتم که آیا استنساخ آن مرتبه
مخصوص بعض اشخاص است یا عام است فرمودند مخصوص بمخصوصان است که میان او تعالی و ایشان
اموری میگذرد که نمیخواهد که ملک را بران اطلاع دهد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ سر آنکه او تعالی از بعض خاصان خویش کراماً کاتبین را دور میدارد
مینماید که همین باشد رحمة الله علیه در مفتاح التواریخ است میلادش در سنه سبع والف و عمرش اثنی و سبعین و
وفاتش در سنه تسع و سبعین الف است ذکر آن مرمجروحان تیغ فراق را حکیم حاذق
قطب وحدت شیخ المشائخ بندگی شیخ محمد صادق بن شیخ فتح الله گنگوهی الحنفی قدس سره وی برادر
زاده و خلیفه مطلق و جانشین برحق قطب الاقطاب بندگی شیخ ابوسعید گنگوهی الحنفی بوده در ذوق
سماع و بدرد و سوز عشق نظیری نداشت در اقتباس الانوار است سبب ارادت آوردن شیخ محمد صادق
در خدمت شیخ ابوسعید بنقل متواتر از پیران ما چنان به ثبوت پیوسته که چون شیخ ابوسعید از خدمت شیخ
نظام رخصت گرفته در قصبهٔ گنگوه آمده بر مسند ارشاد بنشست ولیکن خود را از اغیار پوشیده میداشت در
آن ایام شیخ محمد صادق نوجوان بود و جمال با کمال داشت روز عید جامهای فاخره پوشیده
بسلام عم بزرگوار خود بندگی ابوسعید بیامد وی حضرت بحاضران مجلس خود فرمود که نور ولایت خود
را در جبین این پسر که تابان می بینم و همدران ساعت دل وی را بکمند جذبهٔ باطن کشیده در حال در دل
شیخ محمد صادق ارادت پدید آمد و بخدمت وی حضرت ارادت آورد وی حضرت او را بشغل نفی
و اثبات و اسم ذات امر نمود پس وی بموجب امر وی حضرت شب و روز بورزش ذکر مشغول
گشت چون مادر و پدر وی قدس سره بر این امر اطلاع یافتند گفتند شیخ ابوسعید پسر ما را همچو خود
از کار دنیا بیکار و معطل میگرداند چون این خبر بشیخ ابوسعید رسید وی حضرت بشیخ محمد صادق گفت

چشتیه صابریه قدوسی

که پدر و مادر تو چنین میگویند ارادت تو چیست وی گفت که بنده را چه اختیار ارادهٔ من آنست
که حضرت پیر دستگیر بآن اشارت نمایند و من جزوات با برکات شما چیزی دیگر از دنیوی و اخروی نمیخواهم
بلکه رویت حقتعالی اگر هم بصورت حضرت پیر دستگیر خواهد شد خواهم دید والا آنرا نیز نمیخواهم انتهی قول
مثل قول حضرت گنجشکر است که فرموده اند اگر خدا تعالی مرا در روز قیامت جمال باکمال خود بصورت
پیر من خواهد نمود خواهم دید والا چشم بد آنسو نخواهم کشود و همچنین حضرت سلطان المشائخ فرموده اند
چنانچه مولوی محمد اسمعیل شهید رحمة الله علیه باستر ضائی جناب مخدوم سید احمد صاحب قدس الله
سره کلام ایشانرا بزبان فارسی در آورده کتابی پرداخت و موسوم بصراط المستقیم ساخت در هدایت
ثالثه کتاب مذکور که در بیان حب عشقی است مینویسند افاده سیوم از جمله آن شدت تعلق قلب است بشیخ
خود استقلالاً یعنی نه بآن ملاحظه که این شخص نامور از فیض حضرت حقسبحانه و واسطه هدایت او است
بلکه بحیثیتی که متعلق عشق همان میگردد چنانچه یکی از اکابر بهمین طریق فرموده اگر حق جل و علا در غیر کسوت
مرشد من تجلی فرماید هرآئینه مرا با والتفات در کار نیست انتهی راقم گوید مصنف در اینجا طریق ثالث وصول
الی الله تعلیم میفرمایند که آن فقط ربط القلب بشیخ خود است بقول مولانا شاه ولی الله که طرق الوصول
الی الله ثلثة و ثالثها الرابطة بشیخه و بقول حضرت مجدد ذکر تنهائی رابطه موصل نیست و رابطه تنهائی
التزام ذکر موصل است بتفصیل این سخن در مسئله تصور شیخ گذشت انتهی المعرض حین حضرت شیخ ابو سعید
قدس سره دانست که شیخ محمد صادق در اعتقاد و محبت صادق است و در طلب مولی مستحکم و راسخ
فرمودند با شیخ محمد صادق از مادر و پدر خود آزادی درخواه تا ترا حق خود بخشند و در راه خدا واگذارند
پس بندگی شیخ محمد صادق بموجب امر پیر دستگیر بخدمت مادر و پدر رفته استرضا و شان نموده از حق آنها
ذمه خود فارغ ساخته بالکلیه بمجاهده و ریاضت مشغول گشت چون مدت او راد سعی و مشاهده گذشت
و واقعات ملکوتیه و جبروتیه بروی ظهور نمودند چون حوصله وسیع و همتش بلند افتاده بود بجانب این
تجلیات التفات ننمود و جویای مشهود حضرت لاکیف و لامثال بود روزی از دردنا یافت مطلوب
حقیقی پیش پیر روشن ضمیر حضرت شیخ ابو سعید قدس الله سره شکایت کرد و گفت مرا شغل بهم میرسد و سعی

منها
مولوی محمد اسمعیل شهید رحمة الله علیه در اینجا
باستر ضائی جناب مخدوم سید احمد صاحب قدس الله سره
کلام ایشانرا بزبان فارسی در آورده کتابی پرداخت
و موسوم بصراط المستقیم ساخت در هدایت
ثالثه کتاب مذکور که در بیان حب عشقی است
مینویسند افاده سیوم از جمله آن شدت تعلق قلب است
بشیخ خود استقلالاً یعنی نه بآن ملاحظه که این شخص
نامور از فیض حضرت حقسبحانه و واسطه هدایت او است
بلکه بحیثیتی که متعلق عشق همان میگردد چنانچه یکی
از اکابر بهمین طریق فرموده اگر حق جل و علا در غیر کسوت
مرشد من تجلی فرماید هرآئینه مرا با والتفات در کار نیست
انتهی راقم گوید مصنف در اینجا طریق ثالث وصول
الی الله تعلیم میفرمایند که آن فقط ربط القلب بشیخ
خود است بقول مولانا شاه ولی الله که طرق الوصول
الی الله ثلثة و ثالثها الرابطة بشیخه و بقول حضرت مجدد
ذکر تنهائی رابطه موصل نیست و رابطه تنهائی
التزام ذکر موصل است بتفصیل این سخن در مسئله
تصور شیخ گذشت انتهی المعرض حین حضرت شیخ ابو سعید
قدس سره دانست که شیخ محمد صادق در اعتقاد و محبت
صادق است و در طلب مولی مستحکم و راسخ
فرمودند با شیخ محمد صادق از مادر و پدر خود آزادی
درخواه تا ترا حق خود بخشند و در راه خدا واگذارند
پس بندگی شیخ محمد صادق بموجب امر پیر دستگیر
بخدمت مادر و پدر رفته استرضا و شان نموده از حق آنها
ذمه خود فارغ ساخته بالکلیه بمجاهده و ریاضت
مشغول گشت چون مدت او راد سعی و مشاهده گذشت
و واقعات ملکوتیه و جبروتیه بروی ظهور نمودند چون
حوصله وسیع و همتش بلند افتاده بود بجانب این
تجلیات التفات ننمود و جویای مشهود حضرت لاکیف
و لامثال بود روزی از دردنا یافت مطلوب
حقیقی پیش پیر روشن ضمیر حضرت شیخ ابو سعید
قدس الله سره شکایت کرد و گفت مرا شغل بهم میرسد و سعی

تلقین فرمایند شاید که باین دو کلید سعادت استعداد من بگشاید و جمال مطلوب روی نماید بندگی
شیخ ابوسعید فرمود که بابا محمد صادق هر محنتی که در راه خدا کشیده ام همه آنرا بنام تو کردم
انشاء الله تعالی ترا روزی فتح باب مطلوب حقیقی خواهد شد پس حضرت شیخ ویرا شغل هو یکم و
سه پایه و امثال ذلک عین تلقین فرمود و گفت چند مدت سه پایه را بکار بردبار محنت و مجاهده بر
خود بند پس حضرت شیخ محمد صادق در ورزش سه پایه لیلاً و نهاراً اشتغال نمود و از حرارت طلب مطلوب
یکدم نمی آسود که ناگاه سلطان عشق بر دلش بتاخت و جلوهٔ نسبت محبوبی نقد وقت وی گشت
و از رسوم بشریت و صفات انانیت در وی چیزی باقی نگذاشت چون حضرت شیخ محمد صادق
باذن شیخ ابوسعید قدس الله سرهما بر مسند سجادگی قرار گرفت صیت ولایتش از قاف تا قاف
رسید نور هدایتش عالم را محیط گشت خلائق روی نیاز بر آستانهٔ وی حضرت آورد و خلقی کثیر
بفیض تربیت وی بمرتبهٔ تکمیل و ارشاد رسید و بیشتر عزیزان بدلالت حضرت رسالت پناه صلی الله
علیه وسلم بخدمت رسیده شرف بیعت یافتند و بمرتبهٔ هدایت و ارشاد رسیدند و وی حضرت شیخ
محمد صادق میگویند که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم ردای نور بمن عطا فرمود و گفت این ردا
معشوقیست و کبریا در خلافت و نیابت مطلقهٔ من است حق این نیکو نگاه داری که مثمر دوام شهود ذاتی محض
مقام مشیخت و ارشاد که از لوازم کمال نبوت است همین ردا است و حضرت مرتضی علی کرم الله وجهه تیغی از نور
خالص بمن بخشید و گفت که این تیغ صورت تصرفات ولایت مطلقه است که بتو دادم و روحانیت شیخ
ابوسعید آئینه از نور سرخ و سفید در غایت صفا لمعان مرا عنایت نمود و فرمود که این آئینه
صورت عالم کلی است که بتو مرحمت نمودم و واردات و واقعات و کیفیات کشفیات بندگی شیخ محمد صادق
و ترکیب ورزش شغل هو یکم و سه پایه در اقتباس الانوار مفصل مرقوم است این مختصر گنجائش آن
ندارد محمود ابن محمد عالم مقولات سید السادات حضرت شیخ ابراهیم الحسنی الچشتی القدوسی
مرادآبادی را قدس سره در قید کتابت داد و رساله کشف الاسرار نام نهاد مولف رساله مذکور مینویسد مقوله
چهاردهم میفرمودند که وقتی در آنمدت شیخ آدم بنوری غفر الله له در قصبه پائل بطریق سیر آمده بود فقیر

همراه ایشان بود روزی در آن قصبه در مسجدی همراه یاران ایشان نشسته بودم که یکایک مردی
که نور هدایت و اثر ولایت جبین مبارک او مبین بود و از لباس جنت اساس حلهای بهشت بادی آمد
با جمال کمال منور بنور عنایات ایزد متعال چون آفتاب که از مطلع انوار بر آید از عروج هوا نورانی نمودار شد که
مثل شهاب ثاقب از هوا می آمد تا بر در آن مسجد از هوا فرود آمد توجه بمن فرمود از دیدن جمال با کمال آن آفتاب
معانی مست و مدهوش شدم هر چند نزدیکتر می آمد حال من متغیر میشد تا که جمیع عالم از نظرم پوشیده شد مگر آن روی
زیبایش بعد از ان بخطاب دلکش و کلام جان بخش مرا مخاطب ساخت که فلانی تو در اینجا چرا نشسته تو
ازان مائی اینجای تو نیست برخیز و بیا همراه ما شو چنانکه گوید بیت در دیر راز دم من زدرون ندا بر آمد
که بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی + گفتم شما کیستند فرمودند چشتی ام گفتم اسم شریف حضرت چیست فرمودند
ناظر محمد و در ظاهر نام آنحضرت محمد صادق بود لیکن هر ولی دو نام دارد یکی در ظاهر نزد خلق و دوم در باطن
عند الله نام آنحضرت ناظر محمد بهمان نام خود را بستود چونکه بعد ادراک شرف ملازمت آنحضرت روزی در
یاران مذکور بود که مقرر است که هر ولی را نام میباشد یکی در ظاهر نزد خلق و دوم در باطن عند الله و
نمیدانم که نام حضرت پیر در باطن چیست پس ماری در وقت خلوت با آنحضرت بهمین عبارت التماس
نمود و سوال کرد که نام حضرت در باطن چیست فرمودند ناظر محمد پس بحکم آن محبوب ربانی برخاستم
تا همراه آنحضرت شوم چون آنحضرت روح پاک منزه از قید آب و گل بود چنانچه از هوا آمده بود همان
طور باز بهوا عروج نمود و برفت و من چون مقید بقید آب و گل بودم نتوانستم که چون پروانه بر شمع
جمال آن آفتاب معانی پرواز نمایم و همراه آنحضرت در هوا در آیم قدمی چند بر زمین عقب آنحضرت
برفتم چون بدر مسجد رسیدم چوبی که بر در مسجد برای دفع چهارپایان و غیره نهاده بودند بر آن چوب
زور از سینه میکردم و هوش نداشتم که آنرا از دست دور کنم یا بزیر و بالای او شده بروم یاران
چون این معامله دیدند دانستند که بیخبر است دویده مرا بگرفتند و همدران مسجد بنشاندند بعد ساعتی که
بهوش باز آمدم چنان هوشیاری روی نمود که گوئی آن جذبه در عمرم نبود جز گریه و زاری روی
نمود و در آرزوی دریافت ملازمت آن دریای معانی مثل ماهی بیتاب تا دیم از شیخ آدم تحصت

شده بهر جا و بهر شهر در طلب آن ذات پاک دویدم بعد چند روز رفته رفته در قصبه گنگوه رسیدم
در سواد قصبه شریف شخصی را بزراعت خود ایستاده دیدم از آن کس پرسیدم که درین شهر کسی درویش
صاحب کرامت هست گفت آری درویشی هست بسیار بزرگ اهل نعمت هست خدا رسیده بلکه دیگران را
بخدا رساننده باز پرسیدم در کدام سلسله است گفت چشتی است ازین خبر خوش شدم باز پرسیدم که چیزی از
کرامت ایشان شنیده باشی گفت روزی حضرت ایشان با جماعه یاران بسیر صحرا و شکار سوار شده
بودند گذر بر سر این فقیر بر همین زراعت افتاد سلام گفتم جواب سلام دادند و فرمودند که فلانی تو هم همراه
ما بیا گفتم حضرت سلامت من زراعت خود را قدری آب دهانیده ام و قدری زراعت باقی را آب
میرسانم فرمودند آنقدر زراعت را که آب نداده اند خشک بگذارید و آب ندهید بنام ما بگذارید انشاء الله
العزیز وقت برداشتن غله زمین را که آب نداده اند از زمین آب داده دو چند خواهد شد آخرش در رکاب
آنحضرت شدم و باز از آن وقت آنرا آب ندادم وقت برداشتن غله زراعت آب نا داده از غله زمین آب
داده دو چند شد پس از آنجا روی سوی خانقاه آنحضرت آوردیم چون بر در خانقاه علیا رسیدیم دیدیم
بهمان شمائل که در قصبه پائل دیده بودیم بهمان اوصاف نشسته اند چون نظر بر آن جمال با کمال انداختم مژده دریافت
دولت دیدار خوش وقت شدیم و بمجرد دیدن بشناختم و چون ذره رقص کنان بپای بوس آن آفتاب
هدایت و ولایت بشتافتم همونوقت این فقیر را برای تلقین ذکر و شغل در خلوت طلبیدند وضو تازه کرده در خدمت
آنحضرت حاضر شدیم بشفقت و مهربانی تمام فرمود که فلانی در خاندان ما اول طالب حق را سه روز روزه
میفرمایند اگر تواند طی کند والا باندک افطار نماید و در هر روز کلمه تهلیل و استغفار و درود سه هزار گانه بار بخواند
بعد سیوم روز آخر شب غسل نموده پیش مرشد بیاید تا مرشد او را در خلوت پیش خود با ادب بنشاند و بذکر که ملائم
حال او مرشد داند تلقین فرماید ما شما را همه بخشیدیم و نیز در ذکر نفی و اثبات اول معنی شریعت میفرماید بعد
که پاره استعداد بهم میرسد معنی طریقت میفرمایند بعد از آن بهمین دستور معنی حقیقت اجازت میدهند
ما شما را در اول مرتبه بر هر سه معنی اجازت دادیم بعده بذکر جهر مشغول کردند تا مدت دوازده
سال در آن خانقاه اقامت ورزیدیم و بتلقین و ارشاد مرشد و مربی کامل و مکمل بواسطه آن ذات عالی

صفات سلوک طریق نمودیم روز بروز سال بسال از عنایت حضرت ذوالجلال و از توجه پیر صاحب
کمال دری از دریای حقائق و معارف بالی بر خود گشودیم تا که بانتهائی عرفان رسیدیم و بشرف جامه
پیران مشرف شدیم **ایضاً مقول** همین بنده هم من مقولات شیخ ابراهیم مرادآبادی سفیر مودند که روزی
وقت مغرب یاران حلقه ذکر ساختند فقیر نیز داخل ذکر بود که ناگاه آواز سرد و جگر دوز شنیدم مست و
مدهوش شدم و برخاستم و بر سر آتش رسیدم و بهر دو دست آتش بر سر خود میریختم اما یکسر موی من
نسوخت حضرت ایشان مرا از میان واقعه غیرت در گرفت و در غضب شدند فرمودند آنچه ناکردنیست میکنند و هیچ
ناگفتنی است مانده است اگر آنهم بگوئید فی الفور متهم شرع شدیم و من در حق ایشان بسیار سرعت نمودیم و ندیدم
استعداد برداشت وقت ندارد این فرمودند و باز رفتند و بعد از رفتن آنحضرت آن حال از من فرو شد
مدت چهار ماه آنحال عود نکرد دانستم که حضرت ایشان از من سلب کردند از میان واقعه نزدیک هلاکت
رسیدم روزی حضرت محمد مراد شیخ داؤد چون حال من متغیر دید پرسید که سید ابراهیم چهره تو متغیر
مینماید باعث چیست گفتم حضرت سلامت از آنوقت که آتش بر خود میریختم وقت خاص از من رفته
است معلوم میشود که حضرت پیر آنوقت مرا سلب کرده اند فرمودند آری چنین است که آنحضرت
سلب کرده اند گفتم حضرت سلامت در خاطرم می آید که بر درختی بلند رفته خود را بر زمین زدم
و یا در چاهی و یا غاری افگنم تا هلاک شوم فرمودند مان فلانی چنین کار نکنی صبر باید کرد من بسفارش
شما بخدمت حضرت پیر میکنم تا وقتی صاحبزاده التماس نمود که حضرت سلامت فلانی عرض میکنند از
آنوقت که بی اعتدالی نمودم از کرانی خاطر شریف، وقت خاص مرتبه جبروت الهی از من رفته است
یقین است که حضرت پیر سلب کرده اند فرمودند آری شیخ داؤد چنین است صاحبزاده التماس نمود
که حضرت نعمت داده باز میستاند فرمودند باباچه کنم که او تاب بی وقت ندارد سر الهی را فاش میکنند
از بخت پیران ما قدس سره تا مدت دوازده سال بلکه زیاده ازین مجاهدات و ریاضات شاقه
فرموده اند تا وسعت حوصله و استعداد برداشت وقت و حفظ مراتب حاصل آید انگاه بر حال
طالب متوجه میشوند و اسرار و انوار الهی باو می بخشند من در حق ایشان بسیار رشتائی کردیم محمد مراد

باز التماس نمود که حضرت طالب صادق است مبادا خود را هلاک کند فرمودند بابا در حق طالب دریغ نداریم
لیکن طالب را استعداد و ضبط حال و حفظ مراتب ضروریست که احکام شرع شریف برجا ماند و از روی صاحب شرع
شرمنده نشوم شیخ داود التماس نمود که حضرت سلامت هرگاه چنین مرتبه عالیه عطا میفرمایند استعداد دادن
چقدر کار است هم مرحمت فرمایند چون صاحبزاده مبالغه نمودند حضرت پیر مهربان شدند و فرمودند که شیخ
داود رحمت باد و برخوردار باش که در باب فقرا حسبة لله چنین مبالغ باید شد خوب برای خاطر شما امروز
وقت نماز مغرب بیرون می آیم ما را یاد خواهید دهانید انشاء الله العزیز سید ابراهیم بمقصد خود خواهد رسید
چون وقت مغرب شد مخدومزاده التماس نمود حضرت قطبی غوثی فرمود سید ابراهیم را بطلبید شخصی
پیش من آمد و گفت شما را حضرت پیر میطلبند بمجرد شنیدن نام آنحضرت برخاستم و بخدمت آنحضرت
رسیدم بدیدن این فقیر فرمودند فلانی است گفتم آری حضرت بسختی و زجر تمام فرمودند تو جائی که نشسته
بودی همان جا باش بجای خود باز آمدم در همان ساعت شخصی بسرعت باز رسید و گفت شما را حضرت پیر میطلبند
بخدمت حاضر شدم باز همانطور بسختی و زجر تمام فرمودند برو جائیکه نشسته بودی همانجا بنشین باز رفتم
همان دم باز مردی رسید و گفت شما را حضرت پیر طلب میکنند مرتبه سیوم چون بخدمت رسیدم
از لطف و مهربانگی تمام بسوی من نگریستند و فرمودند فلانی بنشین بمجرد قصد نشستن که هنوز زانوی
بر زمین نرسیده بودند که همانوقت رفته باز آمد و مرغ جانم بهوای مشاهده جمال حقیقت بپرواز آمد و به
جهان تازه بکوی دوست سرفراز آمد شب در آنحال مستغرق ماندم وقت سحر از آن معامله باز
آمدم صاحبزاده فرمود هان فلانی چه خبر است گفتم حمد بیحد خدا را و شکر پیران را که وقت رفته
بر من باز آمد ایضاً مقوله بست و سیوم میفرمود که وقتی حضرت پیر در قصبه تانوته برای زیارت
بزرگی که روزهای عرس بودند تشریف برده بودند فقیر نیز همراه رکاب سعادت بود و مجلس سماع
برپا شد قوالان سرود کردند و سازها نواختند از شنیدن آوازهای خوش گوناگون از خود رفتم و بدست
پیوستم و در تواجد در آمدم مست و مدهوش شدم و راز بازار نهادم من عرف الله کل لسانه در کار گشت
از غلبه آنحال حفظ ظاهر نماند و نگاهداشت تربیت شرع شریف بر من گران آمد نعره سبحانی ما اعظم

شانی زدم بعد بتنزل دفت که هوشیاری افاقت تمام روی نمود حضرت پیر فرمودند که فلانی
بیارید بخدمت آنحضرت حاضر شدم فرمودند فلانی لاف کلان و بزرگ زده بودید باری بگویید
شما را چه حال روی داده بود واقعه روی داد را بخدمت بیان نمودم بسیار خوش شدند فرمودند
مبارک باد اینمرتبه حیرت اعلی است که تشبیه فی التنزیه و تنزیه فی التشبیه در میان است و مقام حق الحقیقة
است که آلهی ارنا الاشیاء کما هی سوال ازین مقام است مزید باد و هل من مزید باد اما صوفی را باید که در
افاقت ملاحظه حفظ مراتب نگاه داشت آداب شرع شریف میکرده باشد تا آن ملاحظه در اوقات
مشاهده انوار اسرار آلهی بکار آید که راز در باز انخهد و خود را ضبط نماید که تا از کلمات شطحیات مامون
و مصون باشد که کتمان اسرار آلهی بر سالک عارف لازم و واجب است تا راز سلطان در گوش عوام
نامحرم نا اهل نیافتد که موجب فتنه و فساد است لهذا قالوا من وضع الحکمة بغیر اهله فقد ظلم گفتم حضرت
سلامت در آنوقت من خود نبودم و از خود و از عالم خبر نداشتم که وحدت سایر کثرت آمده و وحدت
صرف جلوه گر بود چگونه نگاهداشت اینمعنی نمایم فرمودند آری چنین است امید واریم که از عنایت
آلهی بتدریج استعداد اینمعنی خواهد شد که در عین رفت حفظ مراتب کما ینبغی میسر خواهد آمد رزقنا الله
و جمیع الطالبین وفات بندگی شیخ محمد صادق قدس الله سره بتاریخ بیزدهم محرم الحرام واقع شده
وفاتش معلوم نیست و مرقد مقدس وی حضرت در قصبه گنگوه است و در مفتاح التواریخ است
شیخ محمد صادق صاحب صدق و یقین و خداوند استقامت و تمکین بوده پیوسته در تربیت مریدان بر صفا
در سنه اثنی و خمسین و الف در گذشت و هشت خلیفه داشت اول شیخ داؤد که فرزند رشید بود دوم شیخ محمد
خلف خورد از محتشمان صوفیه منتسبه بود و خلفا بسیار داشت سیوم شیخ ابراهیم مراد آبادی که مقولات
او در ذکر وی حضرت نوشته ام و چهارم شیخ عبد السبحان سهارنپوریست و پنجم شیخ عبد الجلیل آله
آبادی است و ششم شیخ جمال ساکن موضع کاچهوه است و هفتم شیخ مبارک مرید بندگی شیخ ابو سعید بود
و تربیت و خلافت ازوی حضرت یافته است و هشتم شیخ یوسف است و او نیز مرید بندگی شیخ ابو سعید
بود و تربیت و خلافت ازوی حضرت میر داشت و شیخ نظام تهانیسری را دیده بود قدس الله تعالی اسرارهم

ذکر آن در خلوت گفت کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف لا احب الآفلین مانند خلیل الله

شیخ المشائخ مندگی شیخ داؤد قدس الله سره چون بندگی شیخ محمد صادق جمیع امانت پیران باسم اعظم و خرقه خلافت و سجادگی و نیابت مطلق حواله فرزند خود بندگی شیخ داؤد نموده جانشین خویش گردانید به تربیت مریدان و طالبان امر فرموده دست خود را ازین کار بکشید صاحب اقتباس الانوار میگوید صاحب مراة الاسرار احوال جمیع مشائخ سلسله قدس الله اسرارهم خلفا و فرزندان شیخ عبد القدوس قدس الله سره در مرات الاسرار بسبیل اجمال نوشته و چون وی کتاب مذکور در وقت صاحب قران ثانی محمد شاهجهان بادشاه تصنیف نمود بندگی شیخ داؤد قدس سره از آنوقت گرفته تا زمان محمد عالمگیر اورنگ زیب مسند ارشاد متمکن بوده بنابر آن از احوالات وی قدس سره در کتاب مرات الاسرار بنظر نیوسیده لهذا بنویسید که الحال شیخ داؤد بن شیخ محمد صادق صورة و معنی قائم مقام پدر عالیقدر خود است جعلهما الله ذات بارکات او را بجای اباواجداد نسلا بعد نسل بسیار سلامت دارد پس صاحب مراة احوال بندگی شیخ داؤد قدس سره را از نیقدر که مذکور شد زیاده نوشته و هم صاحب اقتباس الانوار بنویسید روزی بندگی شیخ محمد صادق قدس سره در نماز فجر در قعده اخری تشهد میخواند انگشت شهادت را برداشت و نور از انگشت مبارکش طلوع نموده از مشرق تا مغرب محیط شده در همه عالم گردیده باز نور انگشت وی آمده مستور گشت بعد ازان دیوار شق شده از میانش روحانیت حضرت صلی الله علیه وسلم رونما گشته فرمود این نور که دیدی نور ولایت فرزند تو شیخ داؤد است که سلسله هدایت وی از شرق تا مغرب فراگیرد و همه عالم از نور ولایت او منور گردد و وی سجاده نشین تو باشد باید که در تربیتش سعی بلیغ نمائی بندگی شیخ محمد صادق بموجب اشاره آنحضرت صلی الله علیه وسلم از آنوقت متوجه تربیتش بوده و در لحظه لحظه مراد را بجانب ترقیات جذبه و ولایت میفرمود تا که در اندک مدت او را بمرتبه کمال و تکمیل رسانیدند و شیخ داؤد قدس سره راه هر منزلی که روی مینمود وی حضرت از غایت وسعت حوصله و بلندی مشرب بر آن قناعت نمیکرد و دلیل دار لا احب الآفلین گفته قدم در طلب مشاهده ذات بیشتر می نهاد و توجهت وجهی للذی فطر السموات را لازم حال خود نموده تعویل بر مزید نیرد و فریاد لا اتم من المشرکین می برآورد و ذات خود را در ریاضت

پیشتیصاحب بزم قدوسی

و مجاهده و اذکار و اشغال موجب تلقین پیر عالیقدر خویش مصروف میفرمود چنانچه ابتدائی رورد وقت
صبح تا یکپاس مذکر جهر بطریق نفی و اثبات و اسم ذات اشتغال می ورزید بعد ازان تا نصف نهار در
حبس دم با نفی و اثبات و شغل بوقلمون مشغول میشد و وقت نیمروز چهار گهڑی قیلوله مینمود و چون
از خواب بیدار میشد نماز ظهر ادا کرده در حجره در آمده تا نماز عصر بشغل سه پایه و سیر وجود اشتغال میفرمود
بعد از نماز عصر تا مغرب بشغل صلوة وسطی قیام مینمود از نماز مغرب تا عشا بخدمت پیر دستگیر پدر روشن
ضمیر اخذ علوم لدنیه و معارف غیبیه مینمود و چون از عشا فارغ میشد باطهارت مستقبل قبله سر بجانب
شمال و پا بسوی جنوب نموده در انتظار شهود مطلق پنج یا شش گهڑی میغلطید بعد ازان بخاسته طهارت
کامله کرده چهار رکعت نماز تهجد ادا نموده بشغل سه پایه تا صبحدم مشغول میماند و اکثر اوقات از نیمشب کم و
بیش دم را حبس میفرمود و در وقت صبح میگذاشت دی حضرت در یکدم سه پایه را بطریقی که در وی اسم
ذات نه بار گفته دانه تسبیح می اندازند تا سیصد نوبت میرسانید که حیات وجودش با مل گشته عین بحر ذات
لاکنار گشته و تقیید باطلاق میپیوست و گاهی چون نیمروز استراحت میفرمود تا وقتیکه خواب مستولی نمیشد
خود را بشغل غوثیه مشغول میداشت و هم صاحب اقتباس الانوار گوید و می آرند که بندگی شیخ داود
قدس سره که در عهد صاحب قران ثانی محمد شاهجهان در دهلی برای زیارت پیران چشت تشریف
آورده بودند و مرشدی و مخدومی حضرت شیخ سوندها قدس سره از دهلی شریف تشریف آورده
و بتقریب ملاقات محمد شاهجهان اتفاق افتاد و از انحضرت پرسید در طرق و سلاسل مشائخ کدامی
سلسله بهتر است و دران مجلس سریر آرای حضرت شیخ احمد سرهندی نقشبندی شیخ ابو سعید قدس سره هم
نیز حاضر بود حضرت شیخ داود قدس سره مرسوال سلطانرا بطریقی جواب داد که در همه طرق افضلیت
طریقه خویش ثابت ساخت بس از ان گفت همه کرم عاشق شمع اند ولیکن از ترس جان تاب سوختن ندارند
و پروانه در محبت دی چنان بی اختیار است که وجود خود در میان نمی بیند و بمجرد شهود شمع ذات خود را
فدای او میگرداند و بشرف اتحاد و یگانگی مشرف میشود بخلاف کرمان دیگر که بوی یگانگیت و
اتحاد بشام جان شان نمیرسد یعنی سالکان چونکه در قید حفظ جان گرفتار اند بتجلیات صوری

و معنویه قناعت میدارند بخلاف عارفی که پروانه وار هستی خود را در شعشعه انوار شمع ذات بحت سوخته
عین نور میگردد بلکه او نمیماند بمجرد استماع این جواب محمد شاهجهان را رقتی در گرفت و گفت الحق هم چنین است
که حضرت ایشان میفرمایند صاحب رساله کشف الاسرار مینویسد در مقوله سی و دوم ۳۲ است
که میفرمودند حضرت شیخ ابراهیم مراد آبادی وقتی در میان مخدوم زاده حضرت شیخ داؤد و شیخ یوسف که از یاران
آنحضرت و عارف ربانی بوده در راه سلوک خیلی مجاهده مذاکره واقع شد مخدوم زاده میفرمود که
اول قدم مرتبه ملکوت الهی که بر سالک کشف میشود از عرش تا فرش جمیع موجودات و کل کائنات را وجود واحد
میداند و می بیند غیر و غیریت در نظر وی بالکلیه مرتفع میگردد و نیز کشف بر آفاق و انفس معاً در یک آن واقع میشود
چون شیخ یوسف را باین نوع مرتبه ملکوت مکشوف نشده بود چرا که هر سالک را بوجهی دیگر موافق
استعداد وی این مراتب مکشوف میشوند در خاطر ایشان محال مینمود قبول نمیکردند که اینقدر چگونه شود آخر
بعد رد و بدل بسیار اتفاق برین فقیر افتاد که آنچه فلانی گوید ما را قبول است که او کاشف و عارف این مراتب
است چون وقتی شیخ یوسف و ما یکجا شدیم شیخ یوسف گفت فلانی شنیده که شیخ داؤد چه میگوید گفتم بفرمائید
گفت میگوید که اول قدم مرتبه ملکوت الهی بر سالک کشف میشود از عرش تا فرش جمیع موجودات و کل
کائنات را وجود واحد میداند و می بیند گفتم راست میگویند گفت شما از کجا میگوئید گفتم از خود میگویم که
عالم ملکوت بر من بدین نوع مکشوف گشته و بخدمت حضرت پیر گذرانیدیم حضرت ایشان قبول داشتند
و پسند فرمودند که این سخن حق است باز گفت خوب این خود باشد اما کشف آفاق چگونه شود این خود
ممکن نیست و از جمله محالات است گفتم این را از زبان حضرت مخدوم زاده بشنوم آنگاه چیزی بگویم که
بر من این کشف نشده است چون مخدوم زاده شیخ داؤد و ما یکجا شدیم از صاحبزاده پرسیدیم که شیخ
یوسف چنان میگوید که مخدوم زاده میفرمایند که کشف آفاق در یک آن معاً واقع میشود اینچه طور است
فرمودند این نوع خاص حضرت پیر دستگیر است که بر حضرت ایشان شده است و دیگر کس را از یاران نشده
است و محال عقلی است گفتم حضرت چه طور شده بود بیان نمائید فرمودند که اول کشف انفس روی
داد و بعد از آن انفس آفاق بوجود آمد و بر آن نیز علم و شهود وحدت وجود حاصل بود در آنحال

کشف انفس نیز آفاق بود پس کشف آفاق معاد ریک آن واقع شد گفتم راست میفرمایید ممکن هست
لیکن بغایت نادر و نازک وقت است هر کس قابل این نیست که برو وارد شود اما واقع اول در
خاطر شیخ یوسف نیامد و قبول نکرد پس خبر این مذاکره بحضرت پیر رسید وقتیکه از دولتخانه بیرون آمدند پرسیدند
که در میان شیخ یوسف و شیخ داود چه مذاکره بود عرض کردم که حضرت سلامت شیخ داود چنین میگویند
فرمودند شیخ یوسف چه میگوید گفتم قبول نمیکند پس رخ بشیخ یوسف آوردند و فرمودند شیخ یوسف تو
درین چه اشکال داری گفت حضرت درین اشکال تمام است هیژده هزار عالم از عرش تا فرش چگونه یک
وجود نماید این واقعه در فهم من نمی آید فرمودند این مراتب اسرار الهی مدرک عقل و فهم نیستند تعلق بکشف و مشاهده
دارند و گرنه در فهم علما و فضلا که زیرکان و دانایان روزگار اند می آمد تو خود یکمردی هستی فهم تو چه کار کند شیخ یوسف
گفت حضرت سلامت مثالی درین عالم برین واقع باید تا بدان فهم بگشاید فرمودند مثال این واقعه از
من بشنو مثلا این درختی است که از یک تخم برآمده و برین درخت هزاران شاخهاست و بر آن شاخها هزاران برگ است
و هزاران هزاران برگها و در هر برگها هزاران گل است و از هزاران گل هزاران ثمر برآمده اند پس این همه
شاخها و برگها و گلها و ثمرها هر یک را علیحده درخت نمیگویند بلکه مجموعه این را یک درخت میگویند بهمین
طور وحدت وجود است که از یک وجود هزاران اشکال و صور غیبی و اعیانی برآمده اند و در حال کشف
این حقیقت در نظر سالک همه راجع باصل خود میشود و غیر بینی و غیر دانی کلی از نظر وی مرتفع و منقطع
میگردد چنانچه گوید بیت اینست کمال مرد در راه یقین * در هر چه نظر کند خدا را بیند * پس از آن فرمودند
فلانی تو بگو واقع اول از مرتبه ملکوت را بهمان نهج که گذشته بود بیان نمودم شیخ یوسف اعتراض
کرد و گفت در آنوقت رنگ کونی هم در میان بود یا نه گفتم آری بود اما مغلوب رنگ حقیقت بود گفت
به بینند حضرت سلامت میگوید رنگ کونی در میان بود این چگونه شود حضرت پیر فرمودند
همچنین است که در کشف ملکوت رنگ کونی باقی میماند اما مغلوب و اگر رنگ کونی نماند و بالکلیه برخیزد
پس آن ملکوت نبود بلکه جبروت بود چنانچه ما در کتاب شهودیه خود در بیان این مرتبه نوشته ایم که تا
مجاز در میان است و از پوست نگذشته و بیواسطه لفظ بمعنی نه پیوسته حروف بنور معنی منور نموده

در مرتبه توقف نشاید چون خلیل الله لا احب الآفلین باید باز فرمودند پس ترا این مرتبه چون کشف شده
بود گفت حضرت سلامت برنگ تعین غیبی بصورت نسا که در غایت حسن و لطافت شده بود فرمودند
بیشتر بگو مرتبه جبروت چگونه کشف شده بود گفت همون تعین غیبی بصورت نسا که در مرتبه اولی زیاده تر بود فرمودند
پس حقائق اشیا بر تو مکشوف نشده که طریق خاص و یافت پیران ماست چنانچه برادرم شیخ ابراهیم را شده
است این کشف تو نه داخل وقت واقع است و نه داخل واقع بلکه داخل مراقبه است تو اسما هم
خوانده بودی گفت آری حضرت سلامت خوانده بودم فرمودند پس این یافت اسما است
نه یافت ذکر که ذکر یافت خاص دارد که بیان نمودیم ترا باید که از سر نو ذکر کنی و سلوک کنی که قسم خاص
از معرفت که کشف حقائق اشیا است حاصل آید که عرفان همونست و حال عبارت از وست پس
فرمودند فلانی یعنی شیخ یوسف واقعه لاهوت بگو چگونه بتو رو نموده بود گفت حضرت سلامت
چنانچه قطره بدریا میرسد و میان دریا قطره نمیماند بلکه قطره عین دریا میشود فرمودند این خود باری هست
مقوله سی و سیوم همدرین معنی حضرت شیخ ابراهیم میفرمودند که وقتی شیخ یوسف باین فقیر گفت
واقعه لاهوت بر شما چه نوع واقع شده بود گفتم چنانچه دریای عظیم در قطره جوش زند و از آن سر بر
آورد و آن قطره نماند محو و متلاشی شود همه دریا بیکران گردد چنانچه فرمایند بیت جوش زد در
قطره دریا غلغله در هم فتاد * چون نه افتد غلغله بحری بجوشد در حباب * شیخ یوسف این واقعه را قبول نکرد
چون بخدمت حضرت پیر گذرانیدم حضرت ایشان قبول کردند و پسند نمودند بشیخ یوسف گفتم شما بگوئید
بر من خود چنین شده بود گفت بر من چنین شده بود چنانچه قطره بدریا رسد و بدریا گم شود دریا گردد
چنانچه گویند بیت چو قطره گشت اندر بحر ناچیز * ز بحرش کی بود امکان تمیز * گفتم هر دو صحیح باشند
گفت همچنین نیست تا که رد بدل بسیار شد بآواز بلند حضرت پیر مخدوم زاده شیخ داود را فرمودند مطلب
هر دو فهمیده بیائید صاحبزاده مطلب ما هر دو فهمید در خدمت حضرت پیر رسیده التماس نمود که شیخ
ابراهیم میگوید که بر من چنین شده است شیخ یوسف قبول نمیکند و میگوید که بر من چنین شده است فرمودند یا با شما بروید
و بگوئید که شما هر دو راست میگوئید که این هر دو وجه میشود اگر شیخ قبول نکند و سند خواهد شما بگوئید که ما از حضرت قطبی جدی

قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس الله سره سند داریم پس این هر دو دوهره بخوانید
دوهره هیرت هیرت هی سکهی هون دهن کئی هرائی + پڑیا بون سمندر مون سوکت هیری
جائی + اینحال شیخ یوسف است و دیگر دوهره هیرت هیرت هی سکهی هون دین کئی هرائی +
سمندر سما نا بون مون سوکت هیرا جائی اینحال شیخ ابراهیم است اما تفاوت بسیار دارد که اول
مرتبه عاشقی است و ثانی مرتبه معشوقیت و آن سیر الی الله است و این سیر فی الله است چنانچه بزرگی
میفرماید بیت نزد مردان نیست کامل هر که در دریا برفت + عین دریا هر که شد میدان که مرد کامل است
پس صاحبزاده شیخ داود بموجب امر آنحضرت تمامی احوال و قصه را بیان نمود باز شیخ یوسف قبول نکرد
و گفت هر دو چگونه راست گو باشیم از دو مخاصم یکی خود خلاف گو میباشد باز چون مخدومزاده
هر دو دوهره حضرت قطب العالم را خواند شیخ یوسف خاموش ماند وفات وی شیخ داود بتاریخ ششم ماه
واقع شد ولیکن عرس وی اولاد دختر آنحضرت بتاریخ نوزدهم شعبان میکنند و مرقدش در قصبه گنگوه است
و سنه وفات وی معلوم نیست ذکر محمد نقشبند فرزند دوم حضرت عروة الوثقی محمد معصوم اند لقب
ایشان شرف الدین و حجة الله و کنیت ابو القاسم است ولادت ایشان بست و هفتم رمضان روز جمعه سنه یکهزار
و سی و چهار واقع شد حضرت مجدد بحضرت ایشان میفرمودند که فرزند تو در کمالات الهی برابر من خواهد شد
فرزند اکبر حضرت مجدد خازن الرحمة محمد سعید میفرمودند چنین معلوم میشود که فرزند در ظاهر و باطن مثل پدر
و جد خود با کمال خواهد شد و قبل از بلوغ تحصیل علوم ظاهر بخدمت والد خود فراغ یافتند در اسرار فقه و حدیث
پایه اجتهاد داشتند خصوصاً در تفسیر معانی غریبه بیان مینمودند و سلوک باطن و تمام نسبت طریقه احمدیه از والد
خود حاصل کرده اند والد ایشان میفرمودند هرگاه ایشان نزد من می آیند دل بی اختیار بتعظیم ایشان
میخواهد یکبار بوالد خود معروض داشتند درین روزها بالهامات غریبه و خطابات عجیبه سرفراز مینمایند انت
من اولیائی و انت من عبادی الصالحین و انت من الذین لا خوف علیهم و لا هم یحزنون والد ایشان
فرموده اند که آنحضرت صلی الله علیه و سلم ما را بخلعتی مرصع و تاجی مکلل سرفراز فرموده اند و آن خلعت قطبیت
ارشاد و قیومیت بود الحمد لله که آن خلعت بشما نیز مرحمت شد و قطبیت ارشاد و منصب قیومیت بشما مبارکباد

الحق که آنحضرت حجة الله نقشبند بکمالات عالیه ممتاز بوده‌اند و بسعادت زیارت حرمین شریفین مشرف
شده اند و مردم آن دیار و هندوستان از فیوض ایشان منتفع گردیدند در سنه هزار و یکصد و چهارده وفات
یافتند تاریخ قطب ارشاد و معدن الخیر ذکر شیخ سیف الدین فرزند پنجم حضرت عروة الوثقی محمد معصوم
اند ولادت ایشان سنه هزار و پنجاه و پنج واقع شد بعلم و عمل آراسته در عنفوان شباب کامل و مکمل بودند
تحصیل علوم متداوله نموده از والد خود استفاده جمیع مقامات احمدیه نمودند و بعنایات رسالت پناه بدرجه
قطبیت فائز گردیده باجازت والد و باشارهای غیبی در بلده دهلی تشریف آورده اند محمد اورنگ زیب و
شاهزادگان و امرا را بخدمت ایشان ارادتی پیدا شد در امر معروف و نهی منکر کوشش بلیغ داشتند
حضرت ایشان ایشان را بلقب محتسب الامة سرفراز ساختند و ایشان را شوکت ظاهر نیز بسیار بود
امرا و سلاطین قدرت نداشتند که بحضور ایشان بنشینند بآداب تمام دست بسته استاده میبودند و لباسهای
فاخره نیز میپوشیدند یکی را در دل انکاری آمده که ایشان تکبر بسیار دارند ایشان باشراف باطن
فرمودند تکبر باطل کبریای اوست جل جلاله یکهزار و چهارصد کس را موافق رغبت و فرمائش هر یک از
خانقاه ایشان هر روز دو وقت طعام عنایت میشد در سنه هزار و نود و پنج وفات یافتند و در
بلده سهرند مدفون گشتند در مقامات مظهری است شبی حضرت سیف الدین برای تهجد برخاستند آواز
نی بگوش ایشان رسید بیتابانه بیخود افتادند ضربی بدست مبارک ایشان آمد فرمودند مردم ما را بیدرد
میگویند بیدرد ایشانند که بر تاثیر سماع صبر مینمایند نقلست که یکی از مردان شیخ در مجلس سماع رسید و آواز
سماع بگوش وی آمد تاب نیاورده بنشست و شورش را ضبط کرد فی الحال قلب وی بشکافت و بمرد شیخ باستماع
این خبر فرمود که سماع مهلک است لهذا علمای دین سماع را حرام تصور کرده اند نقلست در خانقاه ایشان
هر روز چهارصد کس درویش بجهت استفاده جمع آمده بودند موافق فرمائش هر یک طعام ها پخته میشد
و با وجود اینهمه تنعم سالکان بمقام بلند میرسیدند که مدار این طریق بر همت مرشد است یکی از ارباب این طریقه
خواست که تقلیل غذا نماید شیخ فرمود که در این طریقه حاجت تقلیل غذا نیست که بزرگان ما بنای کار
بر دوام وقوف قلبی و صحبت مرشد نهاده اند ثمره زهد و مجاهدات شاقه خرق عادات و تصرفات است

وحاصل دوام ذکر و توجه الی الله و اتباع سنت و کثرت انوار و برکات عوام ظاهر بین را نظر بر ظهور
خرق عادات بود و خواص معنی آگاه را مراد تصفیه قلبی و نسبت مع الله باشد و همین است در خزینة الاصفیا
و هم درین است که طعام دولتمندان بخوردی و چون در مجلس اجلاس کردی منتظرانه نشستی بطوریکه
عاشق منتظر آمدن معشوق میباشد و اگر احدی از اهل محفل نام الله بر زبان آوردی بفور سماعت
شیخ مدهوش گشتی و بر زمین مانند مرغ نیمبسمل بغلطیدی در سنه یکهزار و نود و هشت وفات یافت
ذکر محمد زبیر فرزند اکبر حضرت ابو العلی پسر حضرت محمد نقشبند در وقت خود آفتاب طریقه احمدیه
بودند ولادت ایشان بروز دوشنبه پنجم ذیقعده سنه یکهزار و نود و سه واقع شد لقب ایشان شمس الدین
و کنیت ابو البرکات و اسم مبارک محمد زبیر در ایام خوردی انوار ولایت از جبین ایشان درخشان
بود درین عمر استغراق قوی داشتند حافظ کلام الله عالم کثیر العبادت سلوک باطن از جد خود
محمد نقشبند نموده بتوجهات علیه آنحضرت در کمالات باطنی ختم المشائخ اولاد امجاد حضرت
مجدد شده اند و فیوض طریقه مجددیه در عالم بواسطه ایشان شائع شد و ایشان در وقت خود
قطب ارشاد بودند طالبی بخدمت ایشان عرض نمود میخواهم که تمام نسبت خاندان احمدیه در یکتوجه بمن
عنایت فرمایند ایشان فرمودند این معمول نیست و تحمل بار نسبت الهی که واقع می آید تاب بشر کم است
وی درین الحاح کرد ایشان بتوجه تمام نسبت عالیه خود بر و القا فرمودند تاب نیاورد بحق پیوست بیماری
از اصحاب ایشان در حالت نزع بود او را در ضمن خود گرفتند شفا یافت روز موت ایشان وی
نیز مرد که قیم حیاتش روح ایشان بود وفات ایشان در سالی که از قیوم اقطاب قدم رحلت نمود مبین
است روز چهارشنبه چهارم ذیقعده واقع شد و عمر پنجاه و نه و مدت ارشاد سی و هشت سال بود حافظ
محمد محسن در رساله مقامات مظهری است حافظ محمد محسن که اولاد شیخ عبد الحق محدث و از خلفاء
خواجه محمد معصوم اند و نیز از حضرت سید نور محمد در آن رساله نقلست که فرمودند روزی بزیارت
مزار پیر خود حافظ محمد محسن رفتیم مراقبه نمودیم در غیبت بیخودی مشاهده کردیم که بدن شریف درست
است مگر پوست کف پائی و کفن آنجا خاک اثر کرده بود وجه آن از ایشان باستفسار آمد

نقشبندیه مجددیه

نقشبندیه مجددیه

فرمودند شما را معلوم خواهد بود که سنگ بیگانه بلی اول ما در جائی وضو نموده بودیم که هرگاه مالک خ
حواله او خواهیم نمود یکبار قدم بر آن گذاشته بودیم از شومی این عمل خاک اثر کرده است الخ هر کرا در تقوی
قدم بشیر است تربت ولایت او بشیر وفات ایشان یازدهم ذیقعده سنه هزار و صد و سی و پنج هجری است

ذکر سید السادات حضرت سید نور محمد بداونی رحمة الله علیه و رساله مقامات مظهریه

عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن فقیه کامل عارف مکمل کسب سلوک طریقه احمدیه از شیخ سیف الدین نموده
و بخدمت حافظ محمد محسن رحمة الله علیهم رسیده سالها بتحصیل فیوض صحبت کرده بکمالات متعدده مقامات
ارجمند مشرف شده اند مستغرق فردی داشتند تا پانزده سال ایشان را هیچ افاقت نبوده مگر در وقت ادا
نماز در آنحال تخفیفی راه می یافت باز مغلوب الاحوال میشدند در آخر حال ایشان را افاقتی پیدا آمد بکمال ورع
و تقوی و اتباع سنت امتیاز داشتند و در متابعت ادب و عادات مصطفی صلی الله علیه وسلم
نهایت اهتمام میفرمودند کتاب سیر و اخلاق نبوی همواره پیش خود داشته موافق العمل می آوردند کمیا
خلاف سنت بایی راست در بیت الخلا نهادند تا سه روز احوال باطن قبضی روی نمود باز تضرع بسیار
به بسط مبدل گشت و لقمه احتیاط نیک مینمودند بدست مبارک خود قوت چند روزه پخته وقت سفر
گر سنگی پاره ازان خورده بمراقبه می پرداختند از کثرت مراقبه پشت ایشان خم شده بود میفرمودند بسی
سال است که تعلق طبیعت بکیفیت غذا نمانده در وقت حاجت آنچه میسر میشود بتجویز هم ایشان اتمام دو
نانخورش مرغبت داشته از کمال تقوی یکی از فرزندان خود را روغن دیگی فشکر عطا مینمودند طعام افتیار
نمیکردند که اکثر ان از ظلمت شبهه خالی نیست یکبار طعامی از خانه دنیا داری بخدمت ایشان آمده
بود فرمودند در بن طبلت معلوم میشود این قول صاحب رساله مذکور است یعنی مرزا صاحب را فرمودند
و از روی نوازش حضرت ایشان را فرمودند شما نیز درین طعام غور نمائید آنحضرت متوجه شده
عرض کردند یعنی مرزا صاحب طعام از روی حلال است مگر بسبب نیت ریا عفونتی دران راه یافته
و نیز صاحب رساله مقامات مظهری گوید که مرزا مظهر جانجانا رحمة الله میفرمودند که مکشوفات ایشان بسیار
صحیح و مطابق واقع بود بلکه توان گفت که ما مردم را بدیده سر انچنان محسوس نمیشود که ایشان را بچشم دل

معاشه میگشت و تصرفات قوی داشتند برای برآمد حاجات مخلصان همت میگماشتند که همراه
از طبق توجه شریف تخلف نمودی اگر کتابی از خانه اهل دنیا بعاریت می طلبیدند تا سه روز مطالعه
آن نمی نمودند مسفر مودند ظلمت صحبت آنها غلاف دار برآن پیچیده است بعد از زوال ظلمت که از بر
صحبت مبارک زائل می شد مطالعه آن مسفر مودند قوله حضرت ایشان ما یعنی مرزا جانجانان رحمة الله
را انجذبت ایشان محبت قوی بود بمجرد ذکر نام ایشان چشم پر آب میشدند مسفر مودند افسوس که غربتان
زیارت حضرت سید نکردند اگر ایشان را میدیدند بقدرت کامله الهی ایمان تازه مینمودند که خلق این
چنین باب کمال قادر است رضی الله تعالی عنه در یازدهم ذیقعده سنه هزار و صد و سی و پنج رفت از دنیا
و کر آن کاشف اسرار عاشق پیشه دردگار خلاصه روزگار زبده ابرار قدوة الکاملین
شب زنده دار صائم النهار سید عالی نامدار عالی وقار بندگی حضرت سید ابو المعالی المنتهی قدس الله
تعالی سره انبهته موضعی است از مضافات سهارنپور صاحب انتساب الانوار می گوید که وی ارادت
بخدمت بندگی شیخ محمد صادق گنگوهی قدس سره داشت و تربیت از وی زنداز جمله وی حضرت شیخ
داؤد یافته بود و در وجد سماع توغل بسیار داشت و در مجاهده و ریاضت مستقیم بوده در فقر و فنا یگانه
روزگار و در خلق و تواضع عدیم المثال و در عشق حقیقی و مجازی بیهمتا بود و بمظاهر جمله فردانگی تمام داشت
و عمری دراز یافته و تمام مدت عمر خویش را بر جهر و استغراق باطن گذرانید و همدران قلعه است که وقتی کس سر
و تنی همراه نمیشکرد و در وهی که آنجا زراعت نیشکر و غیره کاشت نمیمودند رفته بود وقت شب در موضعی که شیر
نیشکر و آن کمی شنیدند رمانده بعد نیمشب تجدد اداکرده بر دیوار احاطه آن موضع نشسته بود و در زیر نظر
آهنی بر دیگدان نهاده بود و شیره نیشکر در آن جوش میدادند اتفاقا در آن وقت راننده نرگاوان کولهو
چیزی بزبان هندی باو از خوش سگفت و آن الفاظ اینست ✽ تون جلیا جاگیدارا ✽ تیری کهیتی
نلا کی کارا ✽ آدهی رات اندهیری ✽ جوگی کیسی بهیری ✽ بمجرد استماع آن صوت وی حضرت را عالم
شوق و ذوق در گرفت و نعره هو برآورد و از دیوار در ظرف نیشکر بیفتاد و مردمان از هر طرف دویده
وی حضرت را از آن بیرون کشیدند دیدند که هیچ از اندام مبارکش نسوخته بود چون بهوش آمد آن مقام

در حیرت ماندند و بصدق تمام در حلقهٔ ارادت وی حضرت در آمدند وی قدس سره شهرت بسیار
یافت و در تربیت مریدان اشتهار تمام دارد مرقد منوری حضرت در اینجا زیارت گاه مردم خاص و عام است
مولوی محمد اکرم براسی در اقتباس الانوار احوالات حضرات چشتی تا حضرت شیخ داؤد گنگوهی بخوبی
از احوال خلیفه وی حضرت سید ابو المعالی نوشته اند چونکه مولوی ممدوح در سلک سلسلهٔ حضرت شیخ
منسلک بودند لهذا اکثر احوال ایشان و مریدان ایشان را بتفصیل نوشته اند لهذا اکثر احوال ایشان و مریدان ایشان
منعطف ساختیم لهذا اکثر از مریدان واقف معارف بالله حضرت خواجه عبد الله در ذکر احوال حضرت
سید ابو المعالی و حضرت سید محمد سعید نرندی عرف میران شاه بهیکه سید محمد سالم و
حضرت محمد اعظم و حضرت حافظ محمد موسی و خلفائی حافظ صاحب و مریدان صاحب مجال
ماذون و مامون وی رحمة الله علیهم رساله مرتب ساخت و حواله بعض کتاب بزبانی بعض ثقات میکند چنانکه
مینویسد صاحب فوائد الفواد و سید لطف الله جالندری بزبانی صاحبزاده میان محمد باقر
قدس سره ما میفرمایند که حضرت مرشدنا جنابعالی سید ابو المعالی را همسایه بود نهایت بد مزاج که بغیر تحقیر
اسم عالی بزبان نمی آورد همنشینان بارگاه عالی عرض کرده اراده ادب و تادیب نمودند مخدوم علی
اجازت نداده مدتی همچنین گذشت تا خر الامر اجل او را در ربود باستماع این واقعه وی حضرت گریه کردند
و تاسف خوردند و فرمودند اشتاهیدند بنده عرض کرد برای آن شقی حضرت چنان غم والم میگیرند فرمودند
که دامن انبیاء و اولیاء را ملوث میساخت پس زائل شدن آن بغیر چنین کسان ممکن نیست حالا وی مثل
گاذر بر دارنده و صاف کننده چرک و آلودگی جامه این فقیر بود اکنون انداع را که توان زد و پس از انقراض
گفتند ایضاً و در آن تقلت بزبانی شیخ داؤد شیخ موسی ساکن سیوان و از شاه غلام محمد مکرر استماع
گردیده که زبانی حضرت مرشدنا آفاق را محویت رو داده بود و از بنیا عالم خبر نبود تا مدت سه ماه یاد و ماه
اکل و شرب نفرمودند و در وقت نماز خادمان جوش مبارکش را جنبانیده آگاه میساختند وی حضرت
میفرمودند که ما را خبری نیست وضو بکنانید و بر نماز ایستاده نمائید مدتی همچنین گذشت بعده حالتی
روی داد هرگاه که وقت نماز میرسید از خود آگاه گردیده وضو نموده نماز ادا میکردند بارها چنان

استفسار انجمعنی کردند که پیش ازین درین عالم ظاهر و وقت نماز از خاطر مبارک محو بود اکنون آگاهی نجا
فرمودند الحال نماز صورت گرفته پیش نظر من حاضر میشود فرض میگوید ما فرض خدایم و سنت خبر میدهد
که من سنت رسول علیه السلام ام بموجب فرائض و سنن نماز ادا مینمایم چندی بدین حالت بگذشت آخر محو
و استغراق بدرجه اتم رو داد تا دم واپسین از عالم اطلاع نداشتند از رساله مذکور ذکر نقاده

خاندان مصطفوی سلاله دودمان مرتضوی آن عنقای وادی توحید شهباز میدان
تجرید غواص بحر تفرید حضرت محمد سعید بن سید ندیم ف میران سید شاه بهیکه حسینی چشتی صابری رحمة الله
در رساله مذکور صاحب نزهة السالکین مولوی سید علیم الله جالندری که یکی از خلفای میر انجی ا
میگوید سید محمد سعید بن سید یوسف بن سید قطب الدین بن سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید محمد
بن سید شاه نظام الدین بن سید شاه عزیز الدین بن سید شاه تاج الدین بن سید شاه عز الدین بن سید بهاء
بن سید شاه عثمان بن سید سلیمان کفارکش بن سید مخدوم سالار لشکر بن سید احمد زاهد بن سید
حمزه بن سید ابا بکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد نخته بن سید احمد نخته بن سید علی زهیر کاکی بن سید
حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسی رضا بن سید حسین اصغر بن سید علی اوسط
زین العابدین بن سید امیر المومنین حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت مرتضی علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه آبا و اجداد میر انجی در موضع سیوانه کلان در دیهات قصبه کهرام شریف است و کهرام از مضافات
شهر سرمنهد است سکونت میشه اند قصبه و پرگنه مذکور در دولت دهلی عهد کرد بن دوازده هزار سوار سید احمد
زاهد بن سید حمزه ترمذی مرسپهر خود زید را باشاره آنحضرت صلی الله علیه وسلم و آمدن زید بهندوستان
باشاره آنحضرت صلی الله علیه وسلم و مقرر کردن محل سکونت سیانه را به نشان دادن آنحضرت صلی الله علیه وسلم
و جنگ کردن با سیانه نام برهمن که رئیس کفار و حاکم سیانه بود و شهید شدن زید بر موضع سیانه
و بعد ازان تاراج کردن سیانه را سید شاه سلیمان باشاره آنحضرت صلعم و سیوانه نام نهادن آنمقام
را در رساله مذکور مفصل مرقوم است القصه آبا و اجداد حضرت میر انجی در سیوانه سکونت داشتند و والد
بزرگوار وی حضرت ازدست معاندان شهید شده الده شریف وی حضرت بی بی ملکو نام سبب

برادری حضرت میرانجی را بسن هفت سالگی از سیوانه همراه گرفته در قصبه کهرام سکونت اختیار کرد
حضرت میرانجی را برای تعلیم علم ظاهر بمکتبی نشاندند و وی حضرت را بمقتضای همسالگی با هندو بچه الفت
پیدا شد کودکان این معنی را دریافته وی را ملامت میکردند و میگفتند که با فقیر بچه الفت مناسب نیست و وی حضرت
بمقتضای غیرت طپانچه بروی آن بچه زدند که دو مروارید از گوشواره او شکست چون آخوند برین
ماجرا خبر یافت بسبب طمع دنیاوی دست پیر دستگیر سالکان بادیه طریقت را گرفته از مکتب بیرون کرد
وی باقتضای صغر سن با طفلان ببازی مشغول شد چند مدت بهمبرین گذشت تا روزی حضرت
شاه جلال برادر شاه فاضل مجذوب از فرزندان شاه قمیص قادری که برای تعلیم مریدان در کهرام تشریف آوردند
قریب دیوار قصبه مذکور دید که کودکان بازی میکنند و وی حضرت نیز در میان اینها بودند شاه جلال ایستاده
یکیک را استفسار مینمود چون نوبت بحضرت رسید پرسید که این فرزند کیست گفتند که فرزند سید یوسف
است بمجرد شنیدن این دست بر دوش وی حضرت نهاده بشفقت تمام فرمود که ای صاحبزاده این ایام
بازی نیست وقت شغل خواندن و نوشتن است در جواب گفت پیش ازین میخواندم چکنم که آخوند مرا از مکتب بیرون
کرد شاه جلال گفت که امروز برای شما مقام میکنم و آخوند را در تعلیم تو تاکید نمایم وقت شب چهار کس را از مریدان
خود فرمود که از خبرگیری خورد و نوش و پوشش و خرج کاغذ وغیره و مواجب آخوند صاحبزاده قصور نسازند و
بتاکید تعلیم وی تغافل ننمایند و بعده وی حضرت را طلبیده همراه خود طعام خورانیده قدری طعام آورده
فرمود که این را پیش والده خود ببرید وی حضرت گفت رزاق وی حقتعالی است شاه جلال علی الصباح
شیرینی و کاغذ و لباس همراه خود گرفته و وی حضرت را از خواب بیدار ساخته دست و روی شویانیده
و لباس پوشانیده پیش آخوند بردند و فرمودند که نزد شما بسفارش آمده ایم آخوند گفت هرچه فرمائید بدل
و جان قبول است لیکن در باب سید شاه بهیکه سفارش نفرمائید حضرت شاه جلال بجلال آمد و گفت تو مردود
هستی که از فرموده پیر انکار نمودی آخوند بلرزید و بمعذرت پیش آمد و گفت بنده را چه مجال انکار
هرچه فرمائید عین سعادت خود میدانم آنگاه شاه جلال با آخوند فرمود که پیش تو قرآن مجید و گلستان
و بوستان خواهد خواند و خلیفه مکتب خواهد شد و در گوش او گفت که این سید زاده قطب زمان است باید

که خدمت او بواجبی بجا آری و در تعلیم تغافل روا ندارد ازینجا وقت آخوند بگوشش تعلیم میدهی
حضرت مشغول گشت تا مدت قریب شش ماه کلام الله و هر دو کتاب مذکور خوانده بخلافت منصوب
شده و بعد چند روز برای تعلیم اطفال مکتبی علیحده مقرر ساخت چونکه قریب ایام جوانی تا
شخصی از ساکنان کهرام عمدهٔ فوجداری یافته روانه الفنج میشد حضرت میرانجی را برای تعلیم پسر خود
همراه برد چون در آنموضع رسیدند شوق معرفت آلهی در باطن وی حضرت ظهور نموده در الفنج در دیشان
هرات مذهب را که میدید طالب میگردید چون فوجدار مذکور را بمعنی اطلاع یافت گمان برد که شاید همراه دریشان
شده بروند مادر شرمندگی بروی والدهٔ ایشان پیش آمد وی حضرت را بکهرام رسانید درویشی بنوای شاه
قاسم نام در موضع ملوی که از کهرام پانزده گروه است سکونت میداشت میرانجی در آنجا رفته قریب یکسال بخدمت او
ماندند و همیشه گلخن آماده میساختند روزی شاه قاسم برای سقف خانه خود شهتیر تراشیده بود قاسم و دو
درویش را گفت شهتیر برداشته بیارید درویشان آنرا برداشتن نتوانستند وی حضرت میرانجی آنرا برداشته
بر دیوارهای خانه نهادند و شهتیر قدری کم بود بسرکت ایشان برابر آمد چون درویشان تصرف ایشان
دیدند کلاه و خرقه پیش شاه قاسم بر زمین زدند و گفتند که این فقیر همیشه گلخن میکشید و از کلمات بینوائی خبر ندارد
بوی را اینچنین تصرف دادند و ما تا حال محروم ماندیم ما را هم صاحب تصرف گردانید او گفت که قاسم حقیقی حقیقتاً
است این خود سید زاده است و آباء و اجداد ایشان صاحب کمال بوده اند مرا درین دخلی نیست در آن ایام پیر شاه
قاسم در آنجا بود گفت ای قاسم ما یان همچون حوض صغیریم و میرانجی چون دریای عظیم است از ما و شما سیرابی او
نخواهد شد باید که او را رخصت دهند تا بجای دیگر طلب نماید و بمطلوب رسد شاه قاسم بحکم پیر وی حضرت را
رخصت فرمود حضرت میرانجی فرمودند که چند مدت بخدمت شما ماندم الحال جواب سید بهید باید که اینقدر عنایت
فرمایند که در پیش کدام بزرگی بروم اتفاقاً شاه بهاول از طالبان حضرت شاه ابو المعالی در آنجا حاضر بود بالفور
گفت ترا نزد کاملی برم که بمطلوب میرساند لیکن مرید پیر شناسی باید حضرت میرانجی فرمودند که پیر را نیز پیر
شناسی باید الغرض همانوقت شاه بهاول و میرانجی از موضع ملوی برآمده اینچه شریف که مسکن عالی
شاه ابو المعالی بود روانه شدند چون قریب اینچه رسیدند شاه بهاول اینچه را بخدمت عالی رسید

جنابعالی فرمودند که رفیق را کجا گذاشته ای گفت پشت سر می آید میرانجی که بجهة کشتی پس مانده بود در بعضی مواضع
گروه می آمد شاه بهلول از خدمت شریف برخاسته میرانجی را از انتظار راه همراه خود گرفته بخدمت حضور پر نور
برد حضرت میرانجی پیش از ملازمت عالی در میان راه بشاه بهلول فرمودند که پیر من بطرف پائین جائی نشسته اند
چون رو برو شدند جنابعالی فرمودند که بیا میران من رفیق تو کجاست یعنی حقه میرانجی عرض کردند او را
گذاشتم و از انوقت ترک صحبتش نمودم بعد از ان تلقین ذکر فرمودند رخصت مراجعت دادند بموجب حکم رخصت شاه
تا به ملوی رسیدند و انجا بیهوش شدند و تا سه روز بیهوش ماندند و کف از دهن میرفتند و چون بهوش آمدند
از انجا بکهرام رسیدند و در مسجد محمد فاضل قانون گو سکونت کردند محمد فاضل برای وی حضرت هر روز
طعام لطیف میفرستادند و از خوردن طعام لذیذ امتناع در عبادت و ریاضت فتور روی داد بعده در مسجدی
که الحال نزدیک مزار شریف است اقامت اختیار کردند و مردی را فرمودند که مرا در عبای خود داخل گردان
و طعام هر چه باشد هر روز برای من بیاری طعام تو از انجهة اختیار کرده ام که کسب تو از وجه حلال است او
سعادت خود دانسته قبول کرد و یکتای نان هر روز مقرر کرد اما بعد شش روز با هفت روز یکنان با
تر کرده میخوردند تا صفای قلب بدرجه اتم روی نمود تا روزی حضرت جنابعالی در انبهة بر فرش حشیش یعنی
کاه نشسته و فرش شانه میکردند یکبار موی بر حشیش افتاد حضرت میرانجی بکهرام بودند دیدند که یکموی از ریش سر چیده
شده بر حشیش افتاده است همان زمان دانه انبهة شده بحضور رسیدند و عرض نمودند که فلان روز یکموی محاسن
شریف بر فرش حشیش افتاده است حضرت جنابعالی میرانجی را همراه گرفته فرمودند آن موی کجاست حضرت میرانجی
از انجا برداشته بنظر گذرانید مرشد عالی از انجا که شیخ کامل و مکمل بودند و استعداد مرشد بکمال مندی یافتند گمان
بردند مبادا که چیزی یکشود قات توقف کنند فرمودند که میران این فقر غنیمت است فقر چیزی دیگر است چون حکیم حاذق
باطن بر انواع معالجات باطن اختیار کلی داشت مگر براین اکتفا کرد تا سه روز یکمرتبه مرغن بریان سیاه خورانید
تا صفای قلب بدرجه رسید و شب انقلاب خفا بر وی خود انداخت بعد از ان مرید سعید را رخصت کردند و خود
خدا مشغول باش وی حضرت باز بکهرام رسیده در یاد حق مستغرق گشت بعد چند مدت رقعه جنابعالی مشعر طلب
رسید چون میرانجی را بسبب کثرت مجاهده ریاضت و قلت طعام و منام ضعف شده بود در جواب نوشت

که الحال طاقت رفتن ندارم در عرصه چند بخدمت شریف حاضر خواهم شد چون حامل رقعه را روانه کردند
نفس خود را ملامت نمودند چرا بر نوشته پیر عمل نکردی و توقف نمودی بعد از آن سعاً پس حامل رقعه
روانه شدند و در عرصه دو پاس نزدیک غروب آفتاب در انبهه رسیدند جنابعالی پرسیدند که کدام روز
از کهرام روانه شدی عرض نمودند امروز قریب دو پاس روز از رقعه شریف مشرف شدم بسبب ضعف
کمال جواب نوشتم و قاصد را روانه ساختم بعد از آن نفس خود را ملامت کردم و بعرصه دو پاس
بحضور رسیدم باز پرسیدند که دریای جیحون بچه طور عبور نمودی گفتند که بر روی آب گذر کردم
و پاپوش هم تر نشد پس در همین جواب و سوال رخصت کردند و فرمودند که میران رعایت اسباب ضرور است
بعد از آن میرانجی در چند روز بکهرام رسیدند و بر کشتی عبور نمودند و بکار خود مشغول شدند و در وقت
شب یک تخته بر چاه انداخته و بر آن نشسته یاد حق میکردند و بنفس میفرمودند اگر در خواب خواهی رفت
و چاه خواهی افتاد و از کوچها پارچه کهنه جمع کرده بشب پاک میکردند و بروز میپوشیدند و روزی مینمودند
مدتی بر این گذرانیدند و چون جنابعالی وقت رخصت فرمودند که میران تو تکلیف آمدن اینجا نخواهی کشید
که من نزد تو خواهم رسید بنابر آن میرانجی باز بزیارت نرفتند حضرت جنابعالی بموجب وعده خود تشریف بردند
و پیراهن و کلاه و جامه و چادر عطا فرمودند میرانجی عرض کردند که بنده لیاقت این لباس ندارد و فرمودند
من میگویم و تو عذر در میان می آری حضرت میرانجی برای امتثال امر عالی شاه ابو المعالی پوشیده کورنش
بجا آورد بعد از آن از حجره برون آوردند و به تشریف خلافت مشرف ساختند حضرت مرشدنا و
مولانا و سیدنا میفرمودند سقف حجره شریف حضرت شاه ابو المعالی قدس سره کهنه شده بود
مریدان بر سقف میرفتند میگرفتند درست نمیشد حضرت فرمودند اینکار بغیر از میران درست نخواهد شد
میرانجی در آنوقت در چله بودند چون پروانه طلبی از بارگاه شاه گردید حسب الطلب بیرون چله آمده
بحضور حاضر شدند حکم دادند که ترا برای سقف کوبی حجره طلب داشتیم حسب الامر میرانجی بر سقف حجره
رفتند گیاه از آن دور کرده و گل انداخته و آب پاشیده در کوفتن آن مشغول شدند در هر ضرب که کوبه
بر سقف میزدند مقامی مکشوف میگشت در رساله مذکور است صاحب نزهة الارواح سید علیه الرحمه

حسنی فاضل جالندری که اجل خلیفه وی حضرت است میگوید که چون قریب پانزده سالگی
رسیدم بخواندن مطول بخدمت سید کبیر مشغول شدم و دل از تدریس علوم رسمی سیر شده بود
بنابر آن بمطالعه کتاب عوارف مشغول میبودم میخواستم که بخدمت شیخی رسم که در طریقه سهروردیه
بود و اکثر معتبرین دلالت بر مشایخ چشتیه مینمودند عموماً بر حضرت پیر دستگیر الغرض در جمعی تذبذب
خاطر میبود که شبی در خواب دیدم که خوب رو پیش من آمد و گفت حضرت شیخ فرید گنجشکر مرا پیش و فرستاده اند
و فرموده اند که بیاد حق اشتغال نمائی و تغافل مکن چون بیدار شدم دریافتم که مشایخ چشتیه مرا
بطریقه خود میکشند و آبا و اجداد من نیز درین سلسله ارادت دارند عزم کردم که در طریقه چشتیه بیعت
خواهم کرد پرسیدم که درین زمان در سلسله چشتیه کدام شیخی است اکثر بل همه میگفتند که درین ایام
مثل سید بهیکه ندیده ایم و مناقب ایشان مذکور میساختند از استماع این سخنان کشش دل جانب
پیر دستگیر قوت میگرفت تا شبی در خواب دیدم که من و سید عابد فرزند سید ابراهیم مرحومین یکجا نشسته
ایم ناگاه وی را گفتم که من و تو برای زیارت سید بهیکه علیه الرحمه برویم گفت باشد پس روان شدیم
تا بصحرائی وسیع رسیدیم و حضرت پیر دستگیر در آن صحرا بر چارپائی نشسته اند و سر بجانب مغرب و ما
هر دو از جانب غربی آمده بمفاصله هفتاد ذرعه تخمیناً از چارپائی لحظه ایستاده بجانب مشرق
روان شدیم چون قدری مسافت رفتیم سید عابد گفتیم که درویش را گردیده باز زیارت کنیم
که هنوز سیری حاصل نشده پس باز گردیم و بمقام نخستین رسیده بمقابل چارپائی ایستادیم ناگاه حضرت
پیر دستگیر دست مبارک همچو برق خاطف دراز کرده دست راست من گرفته بسوی خود کشید تا سینه من
بپایه چارپائی رسید حضرت پیر دستگیر فرمودند که این کوزه بگیر و وضو ساز وضو ساختن آغاز کردم
و دیدم که وقت نماز عصر قریب است و وضو تمام کردم ناگاه از خواب برآمدم و دیدم که وقت فجر است برخاسته
وضو ساختم و بمسجد رفته نماز بجماعت گذاردم و پیش از آن هر چند سعی کردم که یکبار نماز فجر در وقت
گذارم میسر نمیشد از آن روز از برکت حضرت پیر دستگیر بجماعت نماز فجر میرسیدم و وقت قضا نمیشد
بنده بعد ادای رسم بیعت بحضور نشسته بود و شیخ محمد شاه کرمانی که از اکابر مریدان حضرت پیر دستگیر بود

بم در مجلس حاضر بود از حضرت سوال کرد که این بیت خواجه شیراز علیه الرحمة **بیت** بزیر دلق مرقع چه دامها دارند ۴ دراز دستی این کوتاه آستینان بین ۴ چه معنی دارد و دراز دستی درویشان چیست فرمودند که دستهای درویشان دراز میباشد و بدور میرسند که فاضل جالندری این معنی را خوب دیده و دانسته است و از روی کرم تعبیر این فقیر بفاضل جالندری نمودند و تفصیل آن بیان کردند که این را کجا طاقت آن بود که یکقدم براه رود مرا او را کشیده و بدست خود برشته آورده ام چون ارادهٔ قدم بازدن کردی من قدم او را بیشتری انداختم و اشارت بآن کشیدن کردم که در خواب بود در آن کرده این کس را بجانب خود کشیده بودند و بآن پیدا شدن بساط که این درمانده را در راه حادث شده بود از شنیدن این سوال و جواب متبسم شدم که آنچه در خواب بیداری گذشته از احاطهٔ علم و قدرت حضرت که متخلق باخلاق الله اند بیرون نیست **ایضاً** نقل است و تیز در مجلس شریف فرمودند که آیه کریمه لا یمسه الا المطهرون در میان آمد یکی از علماء در آنجا نشسته بود گفت که در اینجا اخبار معنی انشا است و معنی آنست که پاکان نمیکنند قرآن اگر پاکان بینی از حدث اصغر و اکبر حضرت فرمودند که اخبار را بر انشا حمل کردن چه ضرور است اگر نمیکنند قرآن را او را دیگران میکنند و بسا اوقات دیده شده است که کسانی که پاک انداز آلایشهای بشری را حقیر و اهانت ساخته فرمودند که فاضل جالندری ایا این معنی که گفته ام بموجب صیغه و ترکیب درست است و فرمودند که این علم صیغه و ترکیب و دیگر علوم نخوانده ام اما وقتی که در گفتگو در می آیم ارواح پیران من مدد میشوند و تلقین مینمایند بیان سیدین بشرف ارادت و تلقین سید علیم الله فاضل طولی دارد لیکن برخی ازان واجب دانسته و خلاصه کرده نگاشته ام کرامات و خوارق عادات و واقعات و کشوفات مقامات و شوق و ذوق و درد و عشق و ترک تجرید و سیر الی الله و سیر فی الله و رسانیدن طالبان الی الله دری حضرت میران سید شاه بیک بطور و اظهر من الشمس است عمر شریف بهشاد و پنج رسیده بود وفات دی حضرت بروز دوشنبه پنجم رمضان سال یکهزار و سیصد و یک بود از هجری در رساله مذکور است و در کتاب بدایع الفواد سید لطف الله جالندری مینویسد حضرت جهانگیر بادشاه خلیفه شاه محمد باقر فرزند ارجمند حضرت سید شاه ابو المعالی دوم حضرت شاه نظام الدین خلیفه شاه محمد باقر نور الله مرقده بالا رحمة الله علیهم سیوم سید فاضل چهارم سید عبد المومن پنجم شیخ نعمت الله ششم میان شاه اورنگ سهیل

علم حدیث و غیره از شیخ خود نموده در قصبه بورهانپور بشاه دستر شد و اشتغال سید داشت و قبرش هم همانجاست
هفتم خواجه مظفر مخاطب بخطاب نواب رشید الدوله مظفر خان بهادر وزیر عالمگیر بادشاه بود قبرش نیز
مسجد ساخته انسان است هشتم شیخ امان الله بشاه باجازت پیر در سرهند اقامت ورزیده بارشاد و تلقین
اشتغال میداشت و قبرش نیز همانجاست نهم سید جواد دهم میان اله بنده یازدهم سید شاه محمد نهم دوازدهم
سید مرتضی کروپری سیزدهم سید غلام الدین چهاردهم میان محمد شاه پانزدهم حاجی بیت الله شانزدهم
میان شاه شجاع هفدهم میان کرمعلی هیجدهم میان محمد حیات نوزدهم خواجه عبد الله بستم میان
عبد الرحمن بست یکم میان عنایت الله پیر اخون بقصد اسم شریف حضرت عبد الکریم بست دوم میان غلام محمد
بست سیوم میان معین خان بست چهارم مولوی غلام حسین بست پنجم میان شیخ محمد بست ششم میان
افضل بست هفتم میان محمد اعظم بست هشتم شیخ چهجو بست نهم میان محمد طاهر سی ام میان محمد افضل
سی و یکم میان محمد پیر جیوی دوم میان الله بخش سی و سیوم سید علیم الله فاضل جالندری سی و چهارم
محمد اشرف و بعضی از قوم هندو مومن بودند چنانچه بابا بهولا ناهند دلاور هر زمان جمعه بری سی و پنجم
صوفی صدیق سی و ششم میان محمد مراد سی و هفتم میان محمد جیون سی و هشتم میان محمد ناصر سی نهم میان
محمد انور چهلم میان محمد موسی چهل یکم شاه لطف الله جالندری چهل و دوم حضرت سید محمد سالم ترمذی
روپری چون میر ابخی وفات یافتند بعده درویشان دائره که مسکن می حضرت بود گفتند بدائره سادات
سیوانه که مولدی بود بهمراه اقربای وی شده گفتند بسیوانه برند و شیخ امان الله دو گفت
درویشان جمع شده بارد سار کهرام مشورت نموده کهرام که وطن وی بود دفن کردند بعده یکسال بعد
عرس خلیفه اول سید محمد باقر بر آن شد که تابوت را بدائره برند درویشان بمشوره راجع ساخته فرمودند
شود هر چه اشاره شود بعمل آید صاحبزاده سید محمد باقر از شیخ امان الله پرسیدند که شما را چه معلوم شد عرض کرد که
بنفر حکم شد که جای ما مرجع شاد پیر دستگیر همین بست اما المهور مادر دائره تا قیام قیامت خواهد ماند
یا نفاق گنبد تعمیر ساخته گران بدوه کاملان و زبده عارفان آل نبی و اولاد علی سید محمد سالم ترمذی جیل
دوم خلفاء امیر بخی رضی الله عنهما در سیوانه مذکور ست و مولد و موطن بخیرت قصبه دیراست مرد و علیه حضرت مرزا شاهرخ

و از حل و نسل سادات است خلف رشید سید محمد رضا بن سید ابو محمد بن سید فتح الله بن سید عبد الفتاح
بن سید عبد الجلیل بن سید عابد بن سید حاجی محمد حسین بن سید ابو سعید بن سید محمد عارف
بن سید امیر بده بن سید محمود بن سید محمد که از ترمذ خوروک سادات میباشند و ترمذ کلان
از توابع بخارا است در روپر ساکن شدند بن سید احمد بن سید سعید بن سید صلاح الدین
بن سید جعفر بن سید جمال الدین بن سید عیسی بن سید موسی بن سید حامد بن سید محمد بن سید حسن
بن سید شهاب الدین بن سید موسی بن سید جعفر بن امام عبد الله بن سید امام محمد باقر
بن سید امام علی اوسط زین العابدین بن امیر المومنین امام حسین بن امیر المومنین علی مرتضی کرم الله
وجهه **نقلست** زبانی حاجی محمد حیات که سید محمد اعظم از سید محمد سالم رحمة الله علیهما سوال
نمود که حضرت شیخ را اختیار است بهر صورتی که خواهد رو نماید این سخن راست است فرمودند راست
است و دست راست بر روی خود مالید بعمر خورد سالگی نمودار شدند و باز دست مالید بعمر جوان
و باز دست مالید چنانکه بود ریش سفید نمودار شدند و پیشانی جناب سید محمد اعظم بوسید و فرمود
که کسی درین زمان نیست که اینچنین سخن را استفسار نماید الحمد لله که ترا حوصله شدنی است **نقلست**
چون شوق و ذوق محبت الهی و درد عشق در دل وی پیدا شد بخدمت میرانجی رسید و بیعت کرد و مجاهدات
و ریاضات بسیار کشید و در یاد حق چنان مستغرق شدند که تنها از خانمان جدا شده تا عرصه دوازده سال
پوشیده بودند و در فراق ایشان والدین وی از کثرت گریه نابینا شدند میرانجی چون این حال
دیدند از نور باطن دریافته آن حضرت را از کناره دریای شور باز آوردند و روانه روپر نمودند
چشم والدین ایشان بینا شدند و شادی ایشان بعمل آوردند وی حضرت انتظار مهمان بسیار
میکشیدند مراعات و خاطرداری با مهمان بغایت میکردند خلیفه اول وی حضرت سید محمد اعظم
دوم خلیفه حاجی محمد حیات آهنگر ساکن موضع منسوجه وفات وی حضرت در هزار و یکصد و هفتاد
و پنج تاریخ و همانش شمع چشتیان مرقد شریف در روپر شریف قریب روضه حضرت سید یسین صاحب
که شاه ولایت آن دیار هستند و جد مادری وی حضرت بودند از مسجد بسمت شمال است رحمه الله

نقشبندی مجددی

تعالی علیهما ذکر مرزا جان جانان مظهر شهید قدس الله سره در مکتوب اول
من جمله مکتوبات خویش حضرت شمس الدین حبیب الله جناب مرزا جان جانان مظهر شهید قدس الله
سره میفرمایند برخوردارا مکرر التماس تحریر نسب و حسب از فقیر کرده اند چون فائده معتد بها بران مترتب
نبود تغافل می نمودم اکنون که سماجت از حد گذشت مجملی محرر میشود دریابند که بحقیقت سرمایه وجود
فقیر در آغاز کف آبی ست و در انجام مشت خاکی و در عالم اعتبار نسب این خاکسار به بست و هشت
واسطه بتوسط محمد بن حنیفه به شیر بیشه کبریا علی مرتضی علیه التحیة والثناء میرسد امیر کمال الدین نام
یکی از اجداد فقیر در سنه هشتصد هجری بتقریبی از بلده طایف در مملکت ترکستان افتاد
و با صبیه یکی از حاکمان آن حدودش که سردار الوس قافشالان بود وصلت دست داد چون او را
پسری نبود بعد فوتش حکومت آن ناحیه تعلق باولاد ایشان گرفت وقتیکه همایون بادشاه
ممالک هندوستان را از دست افاغنه شور مستخلص گردانید از آن خاندان دو برادر مجنون خان
و بابا خان نام را که به واسطه با میر مذکور میرسند همراه آورد احوال این هر دو در تواریخ اکبری
مسطور است و نسب مادری این بزرگان بخانواده امیر صاحب قران میرسد و نسب فقیر بچهار
واسطه به بابا خان منتهی میگردد و پدرم بجرم خان مذکور که در عهد اکبری مصدر بغی شده بود بعار کم
منصبی گرفتار ماند و عمری در خدمت اورنگ زیب بادشاه گذرانیده آخر بدولت ترک دنیا معزز
و مفتخر گردید و در خدمت بزرگی از خلفای طریقه قادریه استفاده نموده در سال هزار و صد و سی
هجری انتقال ازین عالم فرمود و در سال هزار و صد و سیزده ولادت فقیر اتفاق افتاد و در عمر شانزده
سالگی گرد یتیمی بر رویم نشست و در سال بست کمر همت بسته دست از دنیا برداشت و پای سعی
از سر ساخته در راه فقر گذاشت علوم متعارف در عهد پدر خوانده بود و کتب حدیث در خدمت
حضرت حاجی محمد افضل سیالکوتی تلمیذ شیخ المحدثین شیخ عبدالله ابن سالم مکی گذرانیده و قران مجید را
از حافظ عبدالرسول دهلوی تلمیذ شیخ القرا شیخ عبدالخالق مستوفی سند کرده و ذکر طریقه نقشبندیه
با خرقه و اجازت مطلقه از جناب حضرت سید السادات سید نور محمد بداونی رضی الله تعالی عنه

که بدو واسطه بحضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی الله عنه میرسند گرفت و عمری در خدمت ایشان
بسر برده بعد وفات شان از مشایخ متعدده این طریقه استفاده نموده آخر بر آستانه فیض نشانه
حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سندی رضی الله تعالی عنه که ایشان نیز بدو واسطه بحضرت مجدد
میرسند جبهه نیاز سود مدتی خدمت ایشان کرده خرقه و اجازت طریقه قادریه و سهروردیه و چشتیه
حاصل نمود و تا امروز که هزار و صد و هشتاد و پنج هجری است بحکم این حضرات از سی سال بتربیت
طالبان خدا مشغول است خدا خاتمه بخیر گرداناد آمین والسلام حضرت شاه غلام علی صاحب در رساله
مقامات مظهری مینویسند میفرمودند بزیارت میر هاشم جالیسری رسیده ایم میگفتند پیر ما پنجهزار
ختم کلام الله مینمودند میر هاشم را الهام شد که وقت شما قریب شده مدفن شما خطه کشمیر است
بطی ارض در کشمیر رفته انتقال کردند رحمة الله علیه همچنین صحبت بسیاری از بزرگان دریافته بنظر
عنایت ایشان رسیده اند در مفتاح التواریخ است میر غلام علی آزاد میگوید که مولانا رومی
پانصد سال پیشتر فرموده و کرامتش دانموده **بیت** جان در اول مظهر درگاه شد
جان جان خود مظهر الله شد ؛ عمر شریف قریب بصد رسیده بود **ایضا** مکتوب سوم
پرسیده بودند که بزرگی میگوید که صوفی تا خود را از کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر است
اینمعنی چگونه راست آید که صوفی البته مومن است مخدوما بمذهب حضرات مجددیه حقائق ممکنات
مرکب اند از اعدام اضافیه و ظلال صفات حقیقیه یعنی آن اعدام بنابر تقابل اسما و صفات
در علم الهی ثبوتی پیدا کرد و مرایای انوار اسما و صفات گشته مبادی تعینات عالم گردیده اند
و در خارج ظلی که ظل خارج حقیقی است بصنع خداوندی بوجود ظلی موجود شده بنابراین شرکت
مصدر آثار از خیر و شر شده اند از جهة عدم ذاتی کسب شر مینمایند و از جهة وجود ظلی کسب
خیر مخفی نیست که در عالم حس هرگاه شخصی بر مرآة تمثلی از انوار شمس نظر میکند بملاحظه اولی همان
انوار را می بیند نه مرآة را چرا که مرآة در شعشعان انوار مخفی و مستور گشته است و هرگاه بذات
نگاه کند بلحاظ اول همین تعین ذاتی خود را خواهد دید نه انوار را چرا که نظر او بر ظاهر است پس نظر

صوفی بر مظاهر شریفه و حسنیه بر جهة وجود که دران مظاهر است و مصدر خیر شده است می افتد
و چون در خود نظر میکند نگاه او جهة عدم که ذاتی اوست و منشاء شر است خواهد افتاد و خود را
از خیر و کمال مطلقاً عاری خواهد دید و خیر کمال عاریتی را که از جهة وجود کسب کرده از آن خود نخواهد
یافت ناچار خود را از کافر و دیگر اشیاء حسیه بدتر خواهد فهمید از اینجا معلوم شد که مقصود قائل
این قول آنست که صوفی کامل خیر و کمال را اصلا منسوب بخود نمینماید و مستعار میداند و همین است معنی
فناء تام و حاصل شهود صحیح و اگر صوفی را نظر بر جهة وجود و انوار مستعار خود می افتد و جهة
مرائیت او که عدم است مستور مینماید از و دعوی انا المشمس سر بر میزند و همین است سر انا الحق گفتن
حسین بن منصور رحمة الله علیه اگرچه آنجناب در دید خود معذور بود اما دران دید خطا کرد و از غلبه
سکر در جهة وجود و جهت عدم تمیز نتوانست و بسیاری از سالکان این راه را اینچنین اغلاط واقع
میشود الا من عصمه الله تعالی ببرکت حبیبه صلی الله علیه وسلم حالات با کرامات حضرت ایشان
از رساله مقامات و رساله معمولات و مکتوبات مظهری ظاهر و اظهر من الشمس میگردند حاجت بتقریر
و تحریر نیست تاریخ وفات عاشق حمیدا مات شهیدا و تقریب واقع وفات در دیوان خود میفرمایند
بیت بلوح تربت من یافتند از غیب تحریری ؛ که این مقتول را جز بیگناهی نیست تقصیری
حضرت حاجی رفیع الدین خان یکی از روسائی و بزرگان این شهر مرادآباد بوده اند و بسبب
شیخ فاروقی و صاحب تصانیف و محقق بودند مولانا شاه عبد العزیز دهلوی قدس سره
اکثر جواب خط ایشان مینوشته بودند چنانچه مجموعه آنها پر از مسایل رساله است مسمی به
اسوله و اجوبه و بسیار مشایخ صوفیه و بزرگان دین را دیده بودند و صحبت یافته و شوق زیارت
حرمین شریفین داشتند آنحضرت صلی الله علیه وسلم را بخواب دیدند و باشاره آنحضرت بشرف
زیارت حرمین شریفین مشرف شدند و هر مکان و هر مقام را تحقیق ساخته و خانه کعبه را
پیموده در سفر الحرمین نوشته اند در پانزدهم ذی الحجه سنه یکهزار و دو صد و بیست و سه وفات
یافت ایشان در رساله تذکره مینویسند مرزا جانجانان اوصاف او از علم و عمل و انصاف

عاشق

آداب شریعت و طریقت و فصاحت لسان و بلاغت بیان محتاج تحریر نیست و با فقیر بسیار مهربانی
و شفقت میفرمودند هرگاه بمرادآباد آمدی غریب خانه را بقدوم خود مشرف میساختی و یکبار هم
اینجا اقامت فرمود و مضمون این چند بیت حمد و مناجات و نعت وی در مفتتح مثنوی که شروع
نموده بود تازه است ؎ خدا در انتظار حمد ما نیست ؛ محمد چشم بر راه ثنا نیست ؛ خدا مدح
آفرین مصطفی بس ؛ محمد خادم حمد خدا بس ؛ مناجاتی اگر باید بیان کرد ؛ به بیتی هم
کفایت میتوان کرد ؛ محمد از تو میخواهم خدا را ؛ خدایا از تو عشق مصطفی را ؛ دگر لب وا
مکن مظهر فضولیست ؛ سخن ز اندازه افزون تر فضولیست ؛ شب عاشورا از سال هزار و یکصد و نود
و پنج بر دست بعضی از غوات لشکر نجف خان مقتول شد و آخر همان سال نجف خان هم زنده
نماند و در سال دوم و سوم تمامی توابع و حواشی وی به تنگنای عدم ره سپر شدند و
یکی از آنها ساکن دیار و نافخ نار نماند ؎ با صاف دلان هر که در افتاد بر افتاد ذکر شاه
قطب الدین ایشان مرید و خلیفه شیخ محمد زبیر خان خواجه محمد نقشبند وی فرزند دلبند
خواجه محمد معصوم و وی فرزند ارجمند ثالث حضرت شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی اند و در
تذکره مذکور است پیش از آن با والد خود در سلسله دیگر نیز انتساب داشت عالم بود و به کتب
حدیث بیشتر اشتغال داشت و به اکثر زبانها سخن میگفت و دایم الاوقات زبان وی بتلاوت
قرآن یا خواندن درود مشغول می بود و جز بضرورت آیندگان از ذکر بیکار نمیماند گاهی در سرهند
می بود بر سر روضه پیر خود شیخ محمد زبیر و گاهی در شاه جهان آباد در جوار قبر خواجه محمد باقی بالله
و از دنیا و اهل آن آزاد میزیست و با تکلف آشنا نبود آخر الامر در سال هزار و یکصد و هفتاد
و سه که احمد شاه درانی دتا مرهته را قتل نموده شهر دهلی را غارت کرد با مردم شهر که پیش از وقوع
فتنه بر آمده بودند به کمهیر رفت و از آنجا روانه حرمین شریفین شد زادهما الله شرفا و بعد از
حصول سعادت حج بیت الله رو بمدینه سکینه علی صاحبها الصلواة والسلام نهاد و سعادت زیارت
سید انام علیه الصلوة والسلام حاصل نمود و بعد از چند روز فوت کرد و در بقیع برابر قبر خواجه

محمد پارسا مدفون شد و این هر دو قبر بر سمت گنج شمالی و غربی قبر امام المسلمین حسن مجتبی علیه
و علی آبائه السلام واقع اند و به دو لوح سنگ رخام که بر بالین هر دو قبر منصوب است از دیگر قبور
ممتاز است اول ملاقات من با وی در سال هزار و یکصد و شصت و هشت هنگام مراجعت
از لاهور در سرهند شده بعد از آن در دهلی و کمپهر بارها بخدمتش میرسیدم و در بقیع زیارت
قبر وی کردم و حافظ جمال که در رامپور بود و مردم بسیار با وی رابطه ارادت و حسن
عقیدت داشتند خلیفه شاه قطب الدین بود و در هزار و دو صد و نه فوت شده و در رامپور
مدفون است رحمة الله علی جمیع عباده الصالحین **ذکر سید علیم الله فاضل جالندری**
در تذکره مذکور است مرید و خلیفه حضرت میران سید شاه بهیکه چشتی است و از علوم
شریعت و آداب طریقت قسطی کامل و نصیبی وافر دارد و فقیر یکبار بملاقات وی رسیده
است و از آیندگان جالندهر شنیده میشود که تا حال تحریر زنده است و سن شریفش
قریب بصد رسیده و مردم بسیار بوی ارادت دارند سلمه الله تعالی و هم در تذکره
مذکور است و سید بهیکه از اولیای کامل و عارفان عهد خود بود و حالی قوی داشت
و توجه وی را در مسترشدان اثری بلیغ بود و خوارق بسیار از وی بظهور می آمد رحمة الله علیه
و قبر وی در کهرام است یزار و یتبرک و یکی از مریدان سید بهیکه محمد نعیم است که در تهیکه
که دیهی است هر چند گروه غربت تهانیسر اقامت داشت مردی بود صاحب شوق و وجد
و حالی و مکان وی در آنجا بسیار لطیف و منزه و مصفا و دلنشین بود و بعض تبرکات
شیخ وی در آنجا بود که زیارت نموده شده در جام جهان نما چنین است ذکر شاه محمد نعیم
که پدرش قاضی جونپور بود بعد وفات پدر بتلاش قضای موروثی در دهلی آمد و
با شاه بهیکه ملاقی شد شاه فرمود که قضا فانی است سعی بخیر باقی باید کرد پس
دست ارادت بدامن شاه زد و بریاضت مشغول گشت تا بمقصود رسید و نعره ها میزد
و از خود میرفت انتهی و دیگر از خلفای سید بهیکه شاه عنایت است که در بهلولپور که آبادی است

چشتیه صابریه قدوسی
داخل شجره نیست

بر کنار دریای ستلج یکروزه راه از سرہند سکونت داشت و بنده در تذکره مذکور است اخوند فقیر نام وی شیخ عبدالکریم است از احفاد شیخ عبدالقدوس گنگوہی است به روہ یعنی افغانستان رفته وطن گزید و وی در انجا از کتم عدم بوجه وجود آمد و به اقتضای استعداد جبلی در وطن و هم در ہندوستان تحصیل علوم نمود و در پشاور و بلاد ہندوستان و بغداد و دیگر بلاد عرب سیاحت کرد و با مشایخ و فقرای ان عصر ملاقات نموده در بہلولپور که قصبه ایست متصل سرہند شاه عنایت را که خلیفه سید بہیکه چشتی بود دید و مرید شد گویند سید بہیکه شاه عنایت را از آمدن وی خبر داده بود و تسبیح و ناسدان خود سپرده که کربوی خواہی رسانید و شاه عنایت سالها انتظار وی می بود و چون رسید بشناخت و امانت سید بہیکه بوی حواله کرد و وی ریاضات شاقه کشیده و آخر الامر در بریلی و رامپور اقامت ورزید و متاہل شد و مردم بسیار به حسن عقیدت بروی رجوع کردند و استفاضه علوم ظاہر و باطن مینمودند و بقدر استعداد خود از خدمتش فیض می ربودند و وی بر طریقه سلف صالح به سادگی و بی تکلفی زیست میکرد و اصلا با تکلف آشنا نبود و گویند در توجه وی تاثیری بود بہر حال ہر که متوجه شده اثر آن زود بروی ظاہر شدی فقیر را باوجود بار در مراد اباد ملاقات شده در دوم ماه شعبان سال ششم از صد سیزدہم وفات یافت رحمة الله علیه و بعد وی خلفای وی طریقه افاده و افاضه را جاری میدارند مکاتب الحروف میگوید نوشته دیدیم حضرت شیخ عبدالکریم عرف اخوند فقیر و صاحب جیو میفرمایند از مشایخ چشتیه ملاقات کردم لیکن خلیفه حضرت سید شاه بہیکه چنانچه میان فاخر الهه و میان لطف الهه و ملا سید علیم الهه و بی بی سلیمه و جز ایشان و یکی استاد شاه بہیکه که نام وی حسن بود ملاقات کردم و شاه بہیکه ملاقات بحضرت شاه ابو المعالی بدست میان حسن کرده و ہر دو خلیفه حضرت شاه ابو المعالی بوده اند و تعلیم شاه بہیکه انعوان حسن یافته فقیر از ہمه دعا و اجازت نموده است رحمة الله علیهم بقل ہذا از ثقات دوستان و والد بگو اخذ

شنیدم و صاحب زاده حضرت غلام حسین فرزند ارجمند اخوند صاحب با حافظ شاه علی حسین
مرید خود که ذکر هر دو شان خواهد آمد میفرمودند که چون پدرم بخدمت حضرت شاه منور الله باد
رسیدند و حضرت شاه منور کمان هر دو ابروی خود که از بس درازی عمر فرو هشته بود برداشته
دو ناوک نظر از سینه ایشان گذرانیدند و فرمودند که ای اخوند دیر کشید دو شغل تعلیم فرمودند
و کلاه که بزبان هندی انرا ٹوپ میگویند مرحمت فرمودند چنانچه معمول کبار است و فرمودند که
روزی شیخ عبد القادر جیلی را قدس سره وضو می کنانیدم خطره گذشت که آب حیات
خورم تا عمرم دراز شود شیخ محی الدین گیلی فرمودند که باقی مانده آب وضوء من کم از آب حیات
نیست چند قطره ازان آب خوردم عمرم بابا اخوند تا این زمان دراز گردید از کمال ورزش نقش
اسم ذات بر محل قلب ایشان سوراخی شده بود بینی گرفته آب میچشیدند تا ازان سوراخ
بیرون نیاید حضرت شاه دوله گجراتی که خلیفه غوث الاعظم بودند ایشانرا همراه خود گرفته بخدمت
غوث الاعظم آوردند و ایشان خود را در خدمت غوث الاعظم مشغول داشتند طلاب سلسله
اخوند فقیر یک شجره طریقه قادریه بنام ایشان نزد خود میدارند و طریقه ایشان تعلیم میفرمایند و قبر ایشان
در الهآباد متصل خسرو باغ است الحمد لله شجره قادریه هم درین کتاب باتمام رسید ذکر آن

زبده ارباب ریاضات و مجاهدات نامتناهی و عارف اسرار و معارف الهی مرشد اعظم سید محمد اعظم رحمة الله علیه

ایشان مرید و خلیفه عم بزرگوار
خود سید محمد سالم بود مولد و موطن و مدفن وی روپر شریف است که لطیف و دل
نشین شهریست بر کنار دریای ستلج بسمت شرق واقع است و گرد آن کوهها بسیار و سنگهای
سفید بی شمار و قریب ان شمله و سپاٹو واقع است در رساله مذکوره بالا است چون از علم ظاهر
و اکثر تصنیفات آن تسلی خاطر عاطر نمی شد غلبه شوق و ذوق عشق الهی در سینه وی استیلا گرفت
بخدمت عم بزرگوار خود طریقه بیعت بجا آورده مجاهدات بسیار و ریاضات بیشمار کردند تا در
اندک مدت از برکت توجه پیر و مرشد از جمله خلفاء اعظم سید محمد سالم سید محمد اعظم از پیر ابن

چشتیه صابریه قدوسی

و دستار بشرف خلافت مشرف شدند و بر مسند ارشاد متمکن گشتند و تا زیست خود را بر کسی بلند
ندانستند و داخل عادت بود که اکثر اوقات بر در مسجد نشسته بودند اگر کسی مردم برادری یا غیر آن
برای نمک و روغن تلخ و ترکاری وغیره بگفتی فوراً از بازار خریده بیاوردی و هیچ عزت حسب و نسب
خود خیال نکردی و عادتی بود که بوقت خوردن طعام قدری آب در نانخورش می انداختند
اگر کسی باعث آن می پرسید میفرمودند نانخورش خود را بگهار ساخته ام خود خورم دیگری را ندهم
نقلست مریدی دعوت کرده بود و نمک در طعام انداختن فراموش کرد وی حضرت
معه درویشان طعام خوردند و باز آمدند چون صاحب دعوت را معلوم شد منفعل شده بخدمت
شریف عذرها کردن گرفت وی حضرت فرمودند که من فرق لذت نمک و مرچ تفهیمیده ام وفات
وی حضرت در هزار و دو صد و بست و هفت واقع شد بعده چهار خلفا سلسله وی جاری
داشتند اول مرشد مرشد ما حضرت حافظ محمد موسی دوم سید بهیکه بن غلام محمد
بن سید محمد سالم سوم سید خواجه بخش ساکن ناله گده چهارم صاحب زاده وی حضرت
محمد بخش رحمة الله علیهم **ذکر شیخ کلیم الله جهان آبادی** ایشان ابن شیخ حاجی
نور الله بن شیخ احمد بن حامد صدیقی بودند و صاحب مناقب المحبوبین مذکور از مخبر الاولیا مینویسد
که نام پدر ایشان شیخ طیب بود و اصلش لاهور و در علم نحو و هندسه مهارت تمام داشت
در قران شاه جهان در دهلی آمده سکونت ورزید و آبا و اجداد ایشان از خجند بودند که در
ترکستان است و ایشان از اصحاب و اجله خلفاء شیخ یحیی مدنی بودند تاریخ ولادت خود ایشان
در رقعات کلیمی بلفظ غنی نوشته مبین کرده اند که در بست و چهارم جمادی الثانی سنه یکهزار
و شصت بوده است و عمر شریف ایشان بهشتاد و هشت رسیده بود و صاحب تذکره مذکور
می گویند شیخ کلیم الله از کبار مشایخ زمان خود بود و از علوم ظاهر خصوصاً تفسیر و حدیث نصیبی
وافی داشت تفسیری نوشته مسمی بکلیمی مردم بسیار از وی مستفید بودند و خوارق عادات
از وی بظهور می آمد مرزا جانجانان مظهر رحمة الله علیه با فقیر نقل کردند که روزی من بملاقات

شیخ رفتم صحیح بخاری را درس میگفت و آن حدیث مذکور می شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
فرموده است امروز شیطان را دیدم که بقصد وسوسه انداختن مردم آمده بود خواستم او را
بستونی از ستونهای مسجد بربندم تا کودکان مدینه با وی بازی کنند دعای سلیمان یاد آوردم
که رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ترجمه گفت سلیمان علیه السلام ای پروردگار عطا کن
مرا آن پادشاهی که راست نیاید هیچکس را غیر از من از وی دست بداشتم مرزا گفتند بخاطر
من گذشت آیا شیخ بر بیان معنی الفاظ حدیث کفایت خواهد کرد یا فایده دیگر از آن استنباط
خواهد نمود و آن فایده از کدام علم خواهد بود این خطره بخاطر گذشته بود شیخ رو بجانب من کرد
و گفت از اینجا فایده از علوم صوفیه مستنبط می شود و آن آنست که اگر شخصی بر شخصی بوجهی
تصرف کرده باشد شیخ دیگر را باید که بملاحظه شیخ اول درین شخص تصرف نکند گویند ایشان
قریب ایام فوت خود از شاهجهان آباد این بیت بخلیفه خود خواجه مصطفی که مزارش در مراد آباد
است نوشت **بیت** اگر بسیر چمن میروی قدم بردار ؛ که همچو رنگ حنا میرود بهار از دست
وی ازین بیت بر قرب اجل شیخ پی برده همان زمان از مراد آباد روانه شد شیخ را زنده
یافت و چند روز در خدمت وی ماند و بدستور وی بمراد آباد باز آمد انتهی ان شاء الله تعالی
ذکرش خواهد آمد و بوقت انتقال این بیت میخواندند **بیت** غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است
بخلوتی که منم یاد دوست بی ادبی ست ؛ در روز سه شنبه بست چهارم ربیع الاول سنه
هزار و یکصد و چهل و دو رحلت کردند **ذکر شیخ نظام الدین** صاحب مناقب مذکور
از مرآت ضیائی مینویسد که نسب ایشان بحضرت شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدین سهروردی
می رسد و ساکن قصبه کاکوری و بقولی مکراون که از مضافات بلده لکهنو است بودند و بزرگان
ایشان از ولایت آمده در آنجا سکونت اختیار کردند و هم وی از مخبر الاولیا مینویسد که موطن
و مولد ایشان قصبه مکراون بود که متصل انبه صوبه اوده است چون شهره علم و تدریس
شیخ کلیم الله جهان آبادی بسمع ایشان رسید برای طلب علم ظاهری در شاهجهان آباد

چشتیه نظامیه

تشریف آورده بخدمت شیخ کلیم الله حاضر آمدند چند مدت در انجا تحصیل علم ظاهر کردند بعد فراغ
علم ظاهر به اقتضای سعادت جبلی و استعداد ازلی برای تحصیل علم باطن از شیخ کلیم الله
الشریف بیعت مشرف شدند و استفاده علم باطن نمودند و از فیض صحبت وی مستفیض
گشتند و کارکرده خلافت یافت چون بولایت ملک دکهن مامور شدند در شهر اورنگ آباد
قیام داشتند و صاحب آثار الصنادید میگوید که شیخ نظام الدین از اورنگ آباد تشریف
آورده و از شیخ کلیم الله خلافت یافته باز در اورنگ آباد تشریف برند انتهی و این سجع
ایشانست در رعایت دلها کوش نظام دین بدنیا مفروش و ایشان مجمع علوم ظاهر و باطن
و از اهل وجد و سماع و صاحب ذوق و شوق بود و مردم بسیار از ایشان مستفید شدند
چون عمر شریفه بهشتاد و دو رسید پیغام اجل در رسید در آخر شب سه شنبه دوازدهم
و نیقعده بعد شش ماه انتقال شیخ خود سنه یکهزار و یکصد و چهل و دو وفات یافتند و در اورنگ آباد
مدفون گشتند و چهار پسر در عقب گذاشتند اول محمد اسمعیل دوم مولانا فخر الدین سوم
غلام معین الدین چهارم غلام کلیم الله رحمة الله علیهم ذکر مولانا فخر الدین ایشان ثانی فرزند
ارجمند نظام الدین اورنگ آبادی بودند و نسب مادری ایشان بسید محمد گیسو دراز میرسد
ولادت ایشان در اورنگ آباد سنه هزار و یکصد و بست و شش بوده است و تحصیل علوم
ظاهر و باطن از پدر بزرگوار خود نمودند و در عمر شانزده سالگی پدر بزرگوار ایشان ایشانرا بنعمت خلافت
عنایت فرموده فوت کردند و صاحب آثار الصنادید میگوید بعد فوت والد خود دل برداشته
شده و در اجمیر شریف تشریف آوردند چند روز در انجا قیام داشتند بعد ازان در سنه احد
جلوس احمد شاهی مطابق سنه یکهزار و یکصد و شصت هجری نبوی در دهلی تشریف آوردند
و از ذات فایض البرکات خود خلق را فیض علم ظاهر و باطن رسانیدند و از رساله مرجیه و فخر الحسن
تالیفات ایشان علم و فضل ایشان بر ظاهرست انتهی ایشان در همین رساله فخر الحسن ثبوت
ملاقات خواجه حسن بصری با علی کرم الله وجهه نوشته اند و عمر شریف بهشتاد و سه رسیده بود

بقولی ؎ بود سالی که فرخ و میمون ٭ شصت و پنج هزار صد افزون ٭ فخر دین با قدوم
سعد و سعید ٭ دهلی کهنه را نوا بخشید ٭ کرد آن مرد مکه در او چو وطن ٭ گشت دهلی
چو چشم ما روشن ٭ در همین سن بعد شش ماه در پاک پتن تشریف بردند و در تذکره مذکور است
مولوی فخر الدین امروز مظهر آیات و مجمع کمالات ظاهر و باطن ذات بابرکات اوست و آنچه حق سبحانه و
تعالی از علم کامل و عمل شامل و اخلاق سنیه و شمایل مرضیه در وی جمع نموده اول دلیل است
بر فضل و کمال وی و درجات اکثر طالبان حق درین زمان بسوی اوست و خلق بسیار با وی
انتساب دارند و فیض ظاهر و باطن میربایند کریم کارساز سایه بلند پایه او را بر مفارق طالبان
و سالکان مبسوط دارد و مرید والد خود است شیخ نظام الدین که مرید شیخ کلیم الله است و بخلافت
وی در اورنگ آباد قیام داشت و دران ملک مردم بسیار مرید و معتقد وی بودند گویند شیخ
کلیم الله بشیخ نظام الدین بولادت مولوی فخر الدین بشارت داده بود و گفته که ترا پسری
چنین و چنان به عرصه وجود خواهد آمد و عالمی از وی مستفیض خواهد شد این فقیر یکبار در شاهجهان آباد
بخدمتش رسیده و بدولت لقای وی فایز گردیده و بعد ازان اکثر مکاتیب بجانب احقر ارقام میفرمایند
بعد تحریر این سطور بست و ششم جمادی الثانی سال هزار و یکصد و نود و نه ازین دار فانی
به عالم جاودانی رحلت کرد رحمة الله علیه تاریخ خورشید دو جهانی **ذکر آن کاشف**
اسرار ناسوتی و واقف عالم روحانی و ملکوتی عارف
مقام جبروتی دانای کلام ربانی حافظ آیات قرآنی
حضرت حافظ محمد موسی چشتی صابری مانکپوری
رحمة الله علیه مرید و خلیفه سید محمد اعظم بود چونکه از تحصیل علم ضروری فارغ شدند
بعبادات ظاهری در فرایض و سنن و نوافل وغیره شغل میداشتند چون شور و درد عشق ازلی که
ذات وی نهاده بود شور نمود بنابران بتلاش درویشی برخاست بعد جست و جو بسیار
در قصبه رویر شریفه رسیده بالهام غیبی بخدمت سید محمد اعظم حاضر شدند و بشرف بیعت

چشتیه صابریه قدوسی

بر دست وی حضرت مشرف گردیدند و ریاضت شاقه و مجاهده کامله ورزیدند بعد ازان حضرت
پیر و مرشد خرقه خلافت عطا کردند و فرمودند که حافظ جیو تمام مریدان من حواله شما اند حضرت
مرشدنا مولانا میفرمودند چون حضرت سید محمد اعظم فوت شدند حافظ جی از حجره برون نیامد
مریدان دیگر و اقربا جنازه را برای نماز آوردند حافظ جی نماز جنازه ادا کرده باز بحجره رفتند
مردمان گفتند حافظ جی از پیر محبت نداشتند بعد ازین نقل فرمود که روزی حافظ جی میفرمودند
که مولوی جیو قبر پیر سینه مرید است نادانان چه دانند بعد از طی مراتب سلوک با چندین مریدان در
مانکپور اقامت ورزیدند و بر هدایت خلق الله کمر همت بستند و پیش ازین اکثر مجرد در خلوت
می بودند و نمود خود را تا دم واپسین بی بود میدانستند و کلام تکلف و تعریف در حق
خود از کسی پسند و دوست نداشتند چنانچه مرشدنا و مولانا سید امانت علی قدس الله تعالی
سره و سید غلام معین الدین حیدرآبادی که در انجا بشاه خاموش مشهور اند سلمه الله تعالی
به تشریف آوری حافظ صاحب در امروهه باهم مشورت کردند باز با خود گفتند که ساکنان
این دیار بکلام تکلفانه پیش آیند و حضرت ناخوش شوند در حق ما خوب نخواهد شد لاچار
باز ماندند و وی حضرت حافظ صاحب مهمان را خاص طالبان حق را دوست میداشتند و با آنها خلق
عظیم و کلام دل نشین میفرمودند اکثر طالبان خدا قریب و بعید نزدیک وی حضرت می آمدند
اول آنها را ذکر جهر تعلیم میفرمودند و هم مرشدنا و مولانا میفرمودند که حافظ صاحب بصحت الفاظ
کلمه نفی و اثبات و اسم ذات و بمواضعات آن بملاحظه و معنی و بمد و شد و تحت و فوق
کوشش بلیغ می نمودند بعد بقدر استعداد طالب اسرار دقیق و کلام توحید و ذکر مجرد از الفاظ
و فکر و تشبیه و تنزیه تلقین میفرمودند و هم صرف همت قلبی و توجه فکر علی حسب مراتب او میکردند
و می انداختند و هم در حلقه ذکر جهر بر آواز ذاکران القای نسبت میکردند و او از هر یک مرید را
می شناختند اگر کسی در حلقه صبح و شام حاضر نبودی چون درویشان بعد نماز اشراق برای
قدم بوسی حاضر می آمدند پرسیدی فلانی تو کجا بودی که بحلقه ذکر معمولی حاضر نبودی

اگر محبت قوی بعرض نرسانیدی بفیر وختی ویا خانقاه بیرون کردی وفتوحات بسیار می آمد اگر
از خورد ولونش وپوشش درویشان باقی ماندی بمسکینان وبیوگان قریب وبعید رامیفرستادند
حکایات کشف وکرامت وی حضرت بسیار اند این مختصر گنجائش آنها ندارد مولانا میفرمودند حضرت
حافظ صاحب بتعلق نسبت باطنی بروحانیت میر انجی بسیار داشتند چنانچه روزی گفت میر انجی
این کار نشده **نقلست** سگی بردر خانقاه قیام داشت یک حصه طعام اورا مقرر شد وآن
سوای حصه خود بر طعام دیگر خانقاه نظر نمیکرد بعد چند روز در ماه کانک از درِ خانقاه غایب شد
حضرت پرسیدند که کلوا کجاست عرض کردند که ایام سگان است همراه ماده سگان میگردد واز سگان جنگ میکند
فرمودند اکنون در اینجا آمدن نمیتواند بعد چند روز حاضر شد فرمودند که میان کلوا از اینجا بروید
که به ماده غیر خراب شدی واز سگان جنگ کردی وزخمی شدی او از انجا بشرمندگی روان شد
بعد دیری فرمودند که میان کلورا به بینید که کجا رفت هرچند تلاش کردند نیافتند بوقت شام
درویشی دید که بر لب تالاب در گلابه سر را خزیده مرده افتاده است بخدمت عرض کردند فرمودند
که در پارچه سفید بپیچید دفن کنند در باغ دفن کردند والله اعلم بالصواب وفات حافظ صاحب روز
یکشنبه بوقت نماز ظهر بتاریخ شانزدهم رمضان در هزار ودو صد وچهل وهفت سال
هجری واقع شد سنه ۱۲۴۷ قریب مرض وفات اشاره بطرف حضرت مرشدنا ومولانا
سید حضرت مولوی امانت علی قدس سره وحضرت سید غلام معین الدین سلمه الله وحضرت
عبد الله شاه تهانیسری سلمه الله وحضرت شاه جی جان الله شاه خانپوری رحمه الله وحضرت
حاجی مسکین شاه رحمه الله فرموده بودند که در اینجا بنشینند حضرات ایشان بسبب تجرید وتفرید قبول
آن نکردند بعد انکار ایشان روزی مرشدنا ومولانا سید امانت علی فرمودند که مولوی جیو برای
پیر شاه چیزی بگنیم مولانا عرض کردند حضرت سلامت بسیار خوب است اخر الامر همه در وبال
اصلاح یکدیگر عرض کردند که اسباب خانقاه وتذر ونیاز حواله پیر شاه فرمایند که بدهند چون
که او در مرض موت خدمت بسیار کرده بود وحسن عقیدت اظهار نموده بود بدین سخن راضی شدند

واجازت دادند بعد وفات وی حضرت درویشان دستار بستند و بر مسند نشاندند و ندر
دادند مولانا میفرمودند که حافظ صاحب دل او را افتاب کرده بود پس ازین ازانکار
آن اشاره افسوس نمودم مولانا میفرمودند روزی حافظ صاحب بطرف پیر شاه صرف
همت میکردند نظر حافظ صاحب بسبب ضعف پیری نمانده بود من استه برابر پیر شاه نشستم
ونسبت را از درمیان بخود میکشیدم بعد ساعتی گفتند که پیر شاه همراه تو کسی دیگر است
گفت حضرت جی مولوی جی هستند بپاس خاطر من خاموش شدند مولانا هم صرف آن
همت از طالبان دریغ نمی داشتند لیکن انبی نصیبی در حفظ آن از ما کوششی نیست رحمة الله

چشتیه صابریه

علیه ذکر خواجه محب الله الهه بادی صاحب مقاصد العارفین مینویسند قدوة العارفین
امام المحققین دریای معارف تحقیق باران شر الیف تدقیق محرم اسرار قدم مظهر آثار نون
والقلم کاتب الهامات الهی قلمدی لوح رموزات درگاهی قطب زمانیان وجهانیان شیخ کبیر
خواجه محب الله الهه آبادی قدس سره چون بامر مرشد حقیقی سلطان الکاملین شیخ کبار شاه ابو سعید
ابن نور الحقی گنگوهی متوسل شدند آنحضرت تلقین فرموده روزی چند حکم مجره کردند وبعد
چندی فرمودند ای محب الله بیا ترا بخدا رسانیدم وولایت پورب بتو ارزانی داشتم عزیزان
دیگر ملول خاطر شده عرض کردند که حضرت مایان را مدتی است بار محنت میکشیم وهرگز بر بلل
وصال نمیرسیم وگاهی در حق مایان چنان نفرمودند واین مرد جدید ولذت ریاضت ناچشیده را
در طرفة العین چندین نعمت ارزانی داشتند فرمودند که محب الله کسی است که در یک دست
چراغ و بیک دست آتش آورده همین که دم زدیم وروشن شد ذلک فضل
الله یؤتیه من یشاء مارا درین کار چه تاخیر که خدا تعالی بجلدی کرده ای صاحب هوش
پیر پرستی مشکل است بهر افعال واقوال تابع او می باید بود که متابعت وی متابعت خداست
ومن اتی الله بقلب سلیم اول اینجا است بر قول وفعل او اعتراض نباید کرد او طبیب حاذق وحکیم
صادق است وفعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة پیر در خلد معرفت است هر که بر استی در آن در آید

سیر باغ کند کج رفتار را دران رأیت مولوی رومی ای علی از جملهٔ طاعات راه
برگزین تو سایهٔ لطف اله ؛ چون گرفتی پیر هین تسلیم شو ؛ همچو موسی زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضر ای بی نفاق ؛ تا نگوید رو ترا هذا فراق ؛ گرچه کشتی بشکند تو دم مزن
ور که طفلی را کشد تو مو مکن ؛ دست او را حق چو دست خویش خواند ؛ پس یدالله فوق ایدیهم براند
و باید دانست ریاضت هر یک بحسب استعداد وی است هر که را بشدت مجاهده کشود کار است
محنت تمام بروی واجب و هر که را بنقطه تجلی یار است وی را بحرفی حصول بیشمار فرد هر آنکس که یزدان
پرستی کنند ؛ بآواز دولا به مستی کنند ؛ مستعد را دور افگندن ظلم است و نامستعد را
پیش کشیدن جهل اما پیران جاهل برعکس آن روند و یا همه طلبا را بیک نوع تلقین کنند اعوذ بالله
منها انتهی شیخ کبیر موصوف در سنه ۱۰۵۸ ثمان و خمسین و الف وفات یافت صاحب اقتباس
انوار میفرماید خلیفه سوم بندگی شیخ ابو سعید گنگوهی قدس سره شیخ المشایخ شیخ
محب الله صدیقی صدرپوری است و از اجلهٔ خلفای آنحضرت بود صاحب مراة الاسرار مینویسد چون
شیخ محب الله از تحصیل علوم نقلی و عقلی فارغ شد او را طلب حق پدید آمد از غایت سوز طلب
در دهلی رفته بآستانه حضرت قطب الدین بختیار کاکی استخاره نمود آنحضرت در معاینه بوی
فرمود که بالفعل سلسله شیخ صابر علی گرم است و بجانب شیخ ابو سعید اشارت فرمود
بنابر آن بخدمت شیخ رفت و بشرف بیعت مشرف گشت بعد از آن حضرت ابو سعید
مر خادم خود را که مجاهد نام داشت فرمود که به بین که استعداد محب الله بولایت کدام نبی
مناسبت میدارد تا موافق آن مناسبت تربیتش کرده آید چنان معلومش گشت که
که استعدادش را مناسبتی با ولایت موسوی واقع است وی کیفیت حال بخدمت باز گفت
پس حضرت شیخ ابو سعید محب الله را شغل نفی و اثبات و اسم ذات با نگاه داشت صورت خویش
تلقین فرمود و در اربعین نشاند وی را اندران از صفای باطن مقدمات غامضه بوجه احسن واضح
گشتند و تجلیات ملکوتیه و جبروتیه نقد وقت وی شدند و تجلی ذات لاکیف وی را در تعین اربعین

میسر نگشت و حال آنکه شیخ محب الله خواهان و جویان همین تجلی بود چون از اربعین برآمده تمامی واقعات
خود پیش حضرت شیخ اظهار کرد آنحضرت خواست که ویرا خرقه خلافت عطا نماید در دل شیخ
محب الله گذشت که هنوزش بشهود ذات منکشف که مقصود حقیقی طالبان این راه است نرسیده ام
پیر من کدام حالت مرا لائق خلافت تصور کرده بمن خلافت میدهند چه سالک بحصول تجلیات
صوری و معنوی که تعلق بملکوت و جبروت دارند لائق نمیشود چیزیکه بحصولش شایان این امر
میگردد آن را حاصل نشده است و مطلوب من همان چیز است که عبارت از شهود حضرت
لاکیف است مخفی نماند که خلافت مشائخ درینولا مروج هفت نوع است بعضی از آن مقبول
و بعضی از آن مجهول چنانچه ذکر کرده می آید خلافت اول اصالةً دوم اجازةً سوم اجماعاً چهارم
وارثاً پنجم حکماً ششم تکلفاً هفتم اویسیه اصالةً آنکه بزرگی بامر الهی شخصی را خلیفه خود گیرد و
جانشین خود گرداند این نوع خلافت را صوفیان باصفا خلافت الهی نیز میگویند و اجازةً آنکه برضا و رغبت
خود خلیفه گیرد چنانچه رسم جمهور مشائخ است و این نوع را خلافت رضائی نیز نامند و اجماعاً آنکه
قوم بعد فوت پیر وارثی یا مریدی را خلافت دهند و این را قبرائی گویند و این نزد مشائخ
روا نیست و وارثاً آنکه شخص ازین جهان رفت و خلیفه را بجای خود نگذاشت مگر وارثی که شایان
این امر نبود این را مشائخ منظور نداشته اند و اگر حیاناً آن شیخ او را در باطن امر فرمایند روا بود
که نزد صوفیان امر باطن جائز است و حکماً آنکه بعد فوت بزرگی حاکم خلیفه نماید این را بر حکم
اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ جائز مینمایند و تکلفاً باسفارش جماعت
یا به تکلف باشد این روا نباشد اویسیه آنکه از روح بزرگی تربیت و خلافت یابد این را
بزرگان ما تقدم روا داشته اند و محققان گفته اند چون سالک بفنا فی الرسول و جبروت
برسد نیز جائز است که بوی خلافت عطا فرمایند چنانکه بندگی شیخ ابوسعید مر شیخ محب الله را
اجازت فرموده اند بتکمیل دیگران باوجود این چون در دلش خطور کرد که مرید لائق خلافت
بعد وصول بمرتبه لاهوت میشود و من بآن مرتبه نرسیده ام شیخ من کدامی کمال در من

مشاهده کرده مرا خلافت میدهند حضرت شیخ ابو سعید بر خطورهٔ وی مشرف شد در حال خرقهٔ
خلافت بوی پوشانیده دست بفاتحه برداشت و توجه باطن در کار وی کرد بمجرد دست برداشتن
آنحضرت تجلی منکشف بر دل شیخ محب الله جلوه کرد و بیهوش شیخ محب الله بفرماید در آمد و گفت
یا حضرت بس کن که مرا زیاده ازین استعداد و حوصلهٔ این مشاهده نیست پس آنحضرت توجهی باو فرمود
که مرتبهٔ صحت عقل و تمکین بروی باز آمد و مغلوب الحال نگشت پس شیخ محب الله از دست حضرت شیخ
ابو سعید گنگوهی الحنفی قدس سره خرقهٔ خلافت پیران چشت جنت سرشت پوشیده بموجب
اجازتش باز در قصبهٔ صدپور آمد که وطن قدیم وی بود اما بودن آنجا مناسب احوال فقیر خود
ندید بعد از مدت بقدم توکل و تجرید از خانه بر آمد و بجهت دریافت سعادت زیارت حضرت
شیخ مخدوم عبد الحق در رود ولی بیامد این فقیر در انجا بود و از راه دوستی در منزل فقیر
فرود آمد صحبت گرم و مصفا واقع شد و اطوار پسندیده او را مشاهده نموده بسیار
محظوظ شدم پس از چند روز از جانب حضرت مخدوم بشارت رخصت یافت باتفاق
یکدیگر از رود ولی روانه شده بنجانه رسیدیم چند روز بسبب الفت و محبت یگانگی در فقیر خاطر
توقف واقع شد دران سفر سید عبد الحکیم ساکن شهر بلیه آباد رفیق او بخدمت وی کسب فضائل
می نمود پس از انجا متوجه بجانب شهر الهآباد گردید در شهر مذکور سکونت اختیار نمود و انجا
شهرت بسیار یافت و در اوائل حال چند مدت فقر و فاقه پیش آمد اما استقامت نیکو
ورزید آخر کشایش شد در میان حقائق و معارف دستگاه تمام بهم رسانید و سخن وی اثر بخش
گردید اکثر علماء فحول که از مشرب ارباب توحید انکار داشتند بفیض او تربیت یافته مشرب
خاص اختیار نمودند چنانچه کمال او در تصانیفش مثل اسوله و اجوبه بعضی از سوالات او را شکوه
کرازوی استفسار نموده بود هویدا است و آن این است سوال کدام علم است که او حجاب اکبر گفته
است جواب فی الحقیقه علم و عالم و معلوم یکی است پس هر علمیکه مخالف تحقیق این باشد حجاب اکبر
است بلکه سبب تفرقهٔ ابد و مانع وصول بمقصود سوال طالب فانی گردد و مطلوب حواب مرتبهٔ فنا

طالب و مطلوب هر دو فانی میشوند در یکدیگر و در مرتبهٔ بقا هر دو بصفات یکدیگر باقی میگردند چنانچه
عارفی میفرموده مصرع ما برنگ یار گشتیم یار رنگ ما گرفت ✦ سوال در عشق و درد تفرقه چیست
جواب عشق عبارت از میل عاشق است بجانب مشاهدهٔ محبوب و درد عبارت از سوز و فراق است
درین حالت وصال پس موجب ترقی در دوست اگر کسی را درد نبود او را ترقی ممکن نیست سوال
نماز بیخطر کے حاصل شود جواب این نماز وقتی دست دهد که شغل باطن بر مصلی مستولی شده
نقش غیر از لوح دلش محو سازد و جز عشق چیزی دیگر منظور و مخطور وی نبود الغرض حضرت
شیخ محب الله عارفی صاحب اسرار و فارغ از خواطر اغیار و محافظ دقائق طریقت و آداب شریعت
بود چنانچه از اجوبهٔ وی که بالا مسطور افتاده معلوم میشود پس کسیکه بر وی طعن میکند و نسبت الحاد
و زندقه مینماید آن از علم نبی بهره است که سخن وی قدس سره در فهمش نمی آید و بر کمال وی
همین دلیل بس است که مرید بندگی شیخ ابو سعید بود و بنظر فیض خاص آنحضرت اختصاص یافته صاحب
مرآة اسرار مینویسد که حضرت شیخ محب الله قریب بست سال در الهآباد بر سجادهٔ ارشاد مستقیم
بود عالمی کثیر از حسن تربیت وی بمرتبهٔ هدایت و ارشاد رسید و بتاریخ نهم ماه رجب روز پنجشنبه
برابر غروب آفتاب در سنه یکهزار و پنجاه و هشت هجری بعالم بقا خرامید و در شهر مذکور مدفون گشت
یک پسر خورد سال شیخ تاج الدین نام عقب گذاشته بود و تا حال معلوم این فقیر نشده که
از شیخ تاج الدین نسلے باقی مانده رحمة الله تعالے علیه و باید دانست مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در
یکے از استفتاء مینویسند هرگاه که مذهب شیخ محب الله آبادی که ظاهرش قدم در وادی
الحاد میزند شیوع تمام بالکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سرهندی را بر رد وی کار آورد
و علوم غریبه را بر ایشان القا فرمود من تعدیل الحاد انتهی کلامه الشریف گوییم چنانکه شاهصاحب
در استفتاء دیگر میفرمایند و علماء متکلمین را انکار این مسئله یکی از دو وجه است اول آنکه بر این مسئله
بسبب کمال دقت و باریکی شبهات نقلیه و عقلیه بسیار وارد می شود در نظر آنها حل آن
شبهات متعین نشد ناچار بانکار پیش آمدند دوم آنکه این مسئله از علم اسرار است انتهی

وچنانکه شیخ عبدالحق محدث دهلوی سخن حضرت مجدد را در فهم نیاورد و ندبانکار پیش آمد وچنانکه میان
شیخ ابراهیم مراد آبادی و شیخ داؤد گنگوهی و شیخ یوسف در کشف وحدت وجود خلاف افتاد شیخ یوسف
کشف ابراهیم و شیخ داؤد قبول نکرد و شیخ محمد صادق بیان کشف این هر سه بزرگوار را شنیده
کشف شیخ ابراهیم و شیخ داؤد را قبول کردند و شیخ یوسف را فرمودند که تو هنوز خواندهٔ بودی که این
یافت هنوز است ترا باید که از سر نو سلوک کنی انتهی ذکر شیخ داؤد گنگوهی و شیخ ابراهیم مفصل درین کتاب
مذکور است شاید انکار شاهجهانی جناب شیخ ازین قبیله باشند و مولانا عبدالعلی بحرالعلوم در شرح مثنوی
مولانا رومی نظیر از قول ایشان هم می آرند و آن این است که علم و مشاهده فوق حال است چنانکه شیخ
محب السنه قدس سره مصرح است بآن انتهی ذکر شیخ عیسی شاه عضدالدین در مقاصد العارفین ذکر جد خود مینویسد
شیخ عیسی قدس سره جد فقیر صاحب سخاوت و نقاوت بوده شبها تا سحر شب به بیداری و اشغال میگذاشت و
خاصه در شب جمعه و شب دوشنبه بسیاری آورده و هر فقیری که استفسار حاجت میکرد
میگفتی که اولا و من برادر حقیقی رسند و خود را در طریقه ارباب نیاز اعتقاد شیخی اول حال سکونت جد
در قریه بسیت که اورا اگرچه نامند متصل خیرآباد تولد قبلهٔ حقیقی شیخ محمدی همانجا بوده و تولد برادر دوم عارف
شیخ عبدالجلیل نیز همانجا بوده بعد مبعوثت و اشواق اکابر قصبهٔ هرگام توطن قصبهٔ مذکور را دارد و میخواست
که بنیاد عمارت بزرگی بنشاند شاه کالو اولیا بنیاد نهاد گفت که دو قطب از اولاد تو پیدا شوند تولد والد
بزرگ شیخ حامد و شیخ عبدالخالق که عم حقیقی است دران قصبه بوده سیوم در سوم صفر سنه یکهزار و پنجاه و چهار
وفات یافت و قبرش دران قصبه واقع است ذکر شیخ محمدی اکبرآبادی رحمه صاحب
مقاصد العارفین مینویسد تولد شیخ در چهار دهم شوال سنه یکهزار و بست و یک بوده تاریخ ولادت
آفتاب پیدا شد + ذرها در هوایش شیدا شد + سال تاریخ جلوه اش بوجود + قدوهٔ الکاملین هویدا شد
ایشان تا ایام بلوغ بلهو و لعب اشتغال داشتند والد بزرگوارش شیخ عیسی هرگاهی مانع بازی و لعب
میشد اصلا اثر پذیر نمیشد تا آنکه روزی در زمرهٔ عیاشان بیراهه تحمل نیاورده هر دو دست گرفته تنبیه نمود
و بس خاوند شور و شغب و فتنه انگیزی محرک رگ غیرت ایشان گردید از خانه بیرون آمده بتحصیل علوم عربی و کسب

علوم محققان اهل هند پرداختند بتائیدات الهی در مرور ایام بدرجهٔ حصول کمال رسیدند و بعد تحصیل علوم ظاهری
بوصول علم باطن برگماشتند درینحال ملازمت شیخ کبیر محب الله الهآبادی و خلیفهٔ شیخ ابوسعید ابن نور الحنفی گنگوهی را
قدس سرهما دریافتند و بدست ارادت دامن خدمت شیخ محکم گرفته دست ارادت بدست ایشان دادند و
بیمن صحبت شیخ بمدارج اعلی رسیدند و چارده سال بصحبت شیخ حاضر بودند خدمتی که شایان باشد بتقدیم رسانیدند
روزی شیخ بکمال التفات فرمودند که محب الله اگر پیر خود را ندیدی محمدی را بدین کمال که دارد یافتی ارادت بوی
آوردی زهی طالع مرید که پیر در حق او چنین فرماید در ایام مشاق و جهاد حظوظ نفس یک لخت ترک نموده
در ایام تحصیل صحبت شیخ یکبار بملازمت والد بزرگ رسیدند باز بخدمت شیخ حاضر آمدند بار دیگر بملازمت پدر اتفاق نشد
بعد وفات والد بوطن رسیده اند و جماعه را بفیض قبول رسانیدند چون تفویض ولایت اکبرآباد بنام ایشان بود بالضرور
عازم اکبرآباد شدند و درینجا توطن اختیار کردند چون خاطر شیخ باشتیاق ملازمت ارباب کمال بی اختیاری
داشت بملاقات بعضی از بزرگان قدم در سیر نهادند بهر شهری که میگذشت ملاقات اهل حال را مقدم میداشت
رفته رفته بمرادآباد نزول فرمودند درینجا دریافت گردید که میر عبدالحکیم از خلفاء شیخ عبدالمجید در امروهه سکونت
دارد بپای شوق توجه بامروهه فرموده بعد زیارت مزار سید شرف الدین شاه ولایت امروهی ملاقات فیمابین
بظهور پیوست و باهم محظوظ لذائذ معنی شدند و از جماعه هر که ارادت آورد قبول فرموده باز رجوع باکبرآباد نمودند
بعد چندی دیگر بار اراده اینصوب کرده ارادت آوران را سرفراز ساخته متوجه اکبرآباد شدند بعد مدت چند بار سوم
باز اتفاق سیر افتاد و خبر واقعه امیر امروهه باعث عزم امروهه گردید این مرتبه درینجا بر حسب درخواست جمیع اکابر که
ارادت داشتند التماس کتخدائی و توطن گزیدن امروهه قبول خاطر افتاد شیخ فیض الله برادر حقیقی سجاده نشین
شاه عبدالمجید که از اولاد محمد ابن حنفیه بود دو دختر داشت یکی از آن هر دو گوهر بسلک مناکحت ایشان کشید بعد مرور
ایام والد فقیر یعنی شیخ حامد برادر شیخ محمدی که بخرکشی اشتغال داشت در امروهه رسیده قدمبوس شیخ گشت
دختر دوم شیخ فیض الله منسوب بایشان گشت از آن روز اتفاق سکونت در امروهه افتاد و من بعده گاه باکبرآباد استقامت
میفرمودند و گاه گاهی بسیر زیارت بزرگان کمر می بستند چون آفتاب آن فلک معرفت از مطلع عنایت ازلی بر اوج
اشتهار میتافت در دل حاسدان خار خار مینمود آخر الامر بادشاه اورنگ زیب عالمگیر را بتواتر افترای اخبار مخالفان

ر شورغوغای بدینان بران متوجه گردانیدند که حکم نافذ شد بزیارت حرمین شریفین گشت بر حکم ضرورت احرام زیارت
خانه کعبه بستند چنانچه در سنه یکهزار و نود حج میسر آمده الحمد لله علی ذلک بعد ادای حج باز بعزاجعت این ملک
گردند بعد رسیدن ایشان بهندوستان باز غوغای عام آن طایفه مخالفان از سر نو سر بفلک کشید تا انکه یکی
از بر جمن ایشان فرصود مستی در قلعه اورنگ آباد بحبس ماندند آخر در سوم رجب سنه یکهزار و بیست و هفت هجری جهان
فانی را بدرود کردند و تابوت ایشان بموجب امر بمکان تفویض ولایت اکبرابادرسانیدند و دفن کردند شعر

تاریخ گفت بگوش دل من کس از غیب ❊ قطب زمان رفت سوی لامکان ❊ ذکر شاه عضد الدین

ایشان در کتابت کور میبوسیدند کراین بنده جرعه نوش جام آن ساقی خاص و عام پیر مرشد حقیقی شیخ محمدی است
و در دیباچه ان است اما بعد میگوید فقیر عضد الدین محمد امروهی ابن شیخ حاجی ابن شیخ عیسی هرگامی که چون والد گرامی مرا
در خدمت شریف مجلس عالی قبله گاه ارشاد پناه شیخ محمدی ابن شیخ عیسی هرگامی بیشتر ایام صحبت حاصل بود انچه
معانی عالیه از زبان انقبله ظاهر میشد بر آئینه صافی ضمیر پدر بزرگوار و دیگر آئینه داران محفل ان آفتاب معرفت عکس
انجلا میگرفت بعد وفات شیخ والدم سطوری چند در تحقیق بعضی مقدمات صوفیه نوشته بود در سنه یکهزار و یکصد
و یازده باین کمترین حواله فرمود تا بعبارت منضبط انمقدمات را واضح نماید این کمترین بحکم وَقُضِيَ الْأَمْرُ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا لاچار آمده عزم بران گماشت که بزبان قلم آرد اگرچه از شرح آنمقدمات پیش اصحاب معرفت ارباب حالات
اجمالی میورزد تا نشاید که خاطری مقدس روی توجه ازین بی نقش برشک برگرداند لیکن باوجود پاس ادب روزی برین
فقیر این معنی پرمعانی فایض شده حق سبحانه تعالی هریکی را ازین گروه درویشان بوصفی برانگیخته و بهر دلی بادهٔ
معنی ریخته کسی سرود سترش گویا کسی زمزمهٔ آرزش جویا یکی در جوش خروش و دیگری نبریز بار تحمل لب خاموش
و نبده و نیز ازین زمره مستور است و باخفایی را مامور موید معنوی انیمعنی است که در هنگام طالب علمی شبی در واقعه
قدمبوسی آنحضرت صلی الله علیه وسلم میسر شد و آن اینست دیدم که آنجناب در بامی تشریف فرموده اند و دریافت
شد که از مدت شش ماه دران باغ تشریف میدارند پابوس حاصل کرده بگوشه بنشستم و از انکه درین مدت شش ماه
محروم زیارت ماندم بانفعال کمال سر در پیش انداختم در اثنای این حال روی مبارک بجانب من کرده
فرمودند که ملا شدی ازین باعث بقدم بوس ما نیامدی که علت مانع انیمعنی گشت ازین عتاب آنجنابرا متاثر گشته

چشمه صابریه

آخر عذر این تقصیر خواستم چون از آن خواب بیدار شدم همان دم در خود حالتی دیگر یافتم دلم از تحصیل علم متوحش و متفکر
گردید اگر گاهی به تحریض طلبا سبق کتابی را مطالعه میکردم مدعای حرفی نمی گشود پس دانستم که آنسرور صلی الله علیه وسلم
معنی از مشاغلت علوم ظاهری و مذاکره آن منع فرموده چون تحصیل این علم در دلم قرار نگرفت ناچار فکر آنرا گذاشتم
هر چند مردم ترغیب میفرمودند در دلم هیچ اثر از آن نمی شد لیکن پیش کسی کشف این اسرار نیاوردم و بالطاف
آن کوشیدم از میامن این واقعه دو علم بر من مکشوف گشت که اظهار آن باعث عتاب آنجناب است و برهان
این سالم بر حالم مسلم هرگاه که رازی از رازهای مخفیه خطاءً از زبانم جسته سهم عتاب بر هدف دلم نشسته و در
کتم اسرار براحتی عظیم و لذتی جسیم پیوسته آخر الامر چون والد مرا تاکید فرمود ناچار در سنه یکهزار و یکصد و پانزده
کتابت کردم و مقاصد العارفین نام نهادم و در سنه یکهزار و یکصد و بست و چهارم اختتام یافت انتهی
و در فصل خامس مسئله اولی کتاب مذکور میفرمایند که تقسیم وجود بر طور محققین آنست ذات بلا اعتبار که بهیچ وجه متصور
و مشار نیست چون برنگی از الوان صفات مخصوص شود متصور بلکه محسوس گردد و لهذا محققان سعی معرفت
در کنه ذات منع کرده اند الا بوجهی که حکم اتصاف بصفتی بران جایز بود پس بحقیقت علم ذات معدوم است
و آنچه بوجه ذاتیه درک میکنند بنفس الامر ادراک صفتی است از صفات او و علم او عجز از علم اوست صدیق اکبر
رضی الله عنه فرموده اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ و هم مرتضی علی کرم الله وجهه میفرماید کمال الاخلاص نفی
الصفات و آن علم از خود جاهل شدن است و حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم نیز مشیر این مقام است
که مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ و چنانچه کنه ذات معلوم نیست کنه صفات هم معلوم نیست چه محدود امور غیر
متناهیه را کی درک تواند کرد و در علم الهی ذات و صفات هر دو ازلاً و ابداً حاضر اند پس معرفت ذات نباشد
مگر باعتبار صفات و لهذا پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فرموده رَأَیْتُ رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَةِ الصَّبِیِّ وَعَلٰی صُوْرَةِ النِّسَاءِ و کمل اولیا
در ارشاد سالکان ذات را بصفات بیان فرموده اند و فرعون هر چند که با موسی علیه السلام سوال از ذات میکرد
او جواب از صفات میفرمودند و آنچه معلوم میشود بحواس ظاهره یا باطنه صفتی از صفات اوست و ذات هرگز معلوم
نه چه اگر من حیث الاطلاق بیان کنی هم منجمله قیود اوست حافظ عنقا شکار کس نشود دام باز چین ؛
کانجا همیشه باد بدست است دام را ؛ فعلیک بالتامل فی الصفات این کشف اخبار پیشتر آورده اند و از اینجا است

که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فرموده من عرف الله طال لسانه ای صاحب هوش تا که با خود میمانی با دراک آن
هرگز نتوانی رسید از خود نیست شو و بهستی او هست تا بهمه رنگ در آی نظم گر تو خواهی که بکف جام می برگیری
پیر میخانه بجو اول و آن در گیری خدمت میکده را لازم خود کن تا چند لذت و بوی خمی در دهن و سر گیری
ساقیان هر طرفت ساغر می تازه دهند هر زمان میکشی و باز مکرر گیری مست افتی و بهوش آورت روح
القدس فکر عالی نظر و همت برتر گیری وانگهی حل معمای جهان در خود کن چون بخود ذره صفت قبه خضر گیری
و گمان نبری که چون معلوم نیست موجود نیست چه عدم علم موجب عدم وجود نباشد و نیز توهم نکنی که چون
معلوم نبود معبود نبود چه عبادت را علم کلی ضرور نیست چنانچه در خبر است ان تعبد ربک کانک تراه وان لم تکن
تراه فانه یراک بدانکه عبادت در حقیقت شستن نقش غیر است از لوح دل و متخلق شدن باخلاق الله
تا که سالک در شست و شو است همه طاعتش از رویت اوست چون حجاب غیر از میان برخاست باقی ماند و دید دوست
و بهر صورتیکه وهم تو پندارد نخواهی پرست شاید که مغایرت با طریق اصفیا باشد چه مسلک اصفیا صراط مستقیم است
و در غیر ایشان خطر عظیم و آنچه در فهم تو در نیاید بر هیچکس زبان طعن مگشا که سکوت اگر بمنزل نرساند سلامت دارد
چنانچه پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم در جواب شخصی که سوال از نجات میکرد فرموده احفظ علیک لسانک بدانکه مطلق الوجود که
آنرا وجود محض و بیرنگ گویند تارة و ظاهر و نور و شاهد تارة گویند معرا است از قیود اطلاق و تعین بلکه از قید محض و بیرنگی
و تجرید و تنزیه نیز معرا است و آنرا دو جهت است جهتی بسوی تجرید و تنزیه که عبارت از نفی صفات است از آن حضرت
تعالی و تقدس در اینجا ذات بلا اعتبار و بحت خوانند و جهتی بسوی ظهور و تقیید که تکیف و تلون اشارات از وست
و در اینجا وجود مطلق گویند و باعث تقیید وجود بقید اطلاق در این صورت عموم ثبات و ترجیح و وسعت مراتب
باشد وجود مطلق را هم دو جهت است جهتی کلیه و بدان اعتبار حقیقت و ماهیت و کل گویند و جزئیه که بدان
واسطه جزو مظهر نامند و ظهور مطلق بر چهار وجه است قوة و فعلا و اجمالا و تفصیلا وجود مطلق بجمیع جهات و وجود حاضر
است در هر حقیقت و مظهر و در هر کل و جز پس در هر حقیقت مظهریست و در هر مظهر حقیقتی و هر جز کلی است و هر کل جز و هر حقیقتی
و مظهری یا از جانب مبدا می آیند و یا بسوی معاد میروند و در اول هر حقیقت اجمال مظاهر است من حیث هی و
مظاهر تفصیل وی و در عکس بر عکس آن و هر جز قوة کل است و در هر کل فعلا اجزا و در عکس هر کل قوة جز است

هر جزء فعلا کل وجمع مذاهر حقیقتی و مظهر بر اظلی است که بواسطه عروض تعینات و تقییدات در توهم پیدا شده و انرا وجود
ظلی خوانند پس بمقابل حقیقت بحقیقتی است و مقابل مظهر مظهری کل را کل و جزء را جزء و حقیقت چون پیدا شود ثانی محو گردد
و ثانی چون ظهور کند اول پوشیده شود ؛ و در فصلی میفرمایند در تجلیات اسماء الهی اول قسمت کنم تجلی را بر چهار قسم
و بیان کنم چهار مقدمه قبل از شروع بمقصود تا بر سالک انکشاف تمام تجلی کند و در ادراک محتاج دیگر کتب نشود اول
تقسیم اول تجلی یا ضمنی است و آن در چیزی و مجلی باشد که اثر متجلی فیه نامند و یا فنی آن بچیزی باشد که اثر متجلی
به خوانند تقسیم دوم تجلی عینی یا ما اثر است و انرا حقیقی گویند و یا تاثیر و انرا تجلی فعلی نامیم تقسیم سوم تجلی یا بصورت
و اثر مخصوص است که حاصل است خواه آن صورت شخصی بود خواه نوعی و جنسی و یا آثار مختلفه و ان عالم را تقسیم چهارم
تجلی یا آفاقی است که خارج نفس باشد و یا انفسی که در نفس است مقدمه اول هر اسم در تجلی حقیقی عین آن اثر است
که متجلی بدان شده و آن صورت حقیقت و مظهر اوست و در فعلی عین آن تاثیر دوم جمله اسماء و صفات مخصوص
بیک نوع تجلی نیستند بلکه در همین مراتب و مظاهر متجلی اند باختلاف انواع تجلی سوم تجلی اکثر اسماء در انفس مخالف تجلی آن
اسماء است در آفاق بحسب اثر و تاثیر خصوص و عموم عند التحقیق چهارم تجلی اسم فعل من حیث الفعل در انفس هم
بفعل است فقط بدانکه تجلی صفات سلبیه در خارج نیست شدن باشیا است از قید هستی و در انفس کمال تنزه
از غل و غش و رفع وجود موهوم از میان چو سالک هر قدری که مجاهده کند بقدر تنزه صفتی از ین صفات بروی
متجلی شود و مطابق آن ظهور آثار و تبدیل احوال گردد و این تجلی نوعی فناست که بحسب استعداد سالک را دست
دهد خواه باعتبار صفات باشد خواه بحسب ذات مثلا اگر صفت قهاریت تجلی کند سالک را بوجوه و دلایل که باعث شود در
افعال فاسده و اعمال باطله بوند فانی شود و اثر او که اخلاق حسنه باشند دست دهد مخصوص و ممتاز عالم گردد
و اگر صمدیت تجلی کند سالک را فنا از صور و دو عالم که نتیجه عبارت ازوست حاصل شود و آئینه جمال ملک و ملکوت خود
او گردد و این درجه اوسط از درجات ولایت است و چون قدوس تجلی کند سالک از خود و از هر عالم و عالمیان
فانی شود و از هستی هیچ اثری در وی نماند و این مقام لاهوت است هر که بدین مرتبه رسد همگین موجودات
جبروتی و ملکوتی در خود مشاهده کند و هیچ حجاب باقی نماند و حصر نکنی که این صفات در غیر انسان متجلی نشود نمی بینی
که صفای آئینه و نبات اندر ولیت رنگ و نقل مثلا حقیقت تجلی فنا در تراب است و لهذا مظهر مثال و مصدر کمال

حلاوت اند تأمل و چون حقایق این جمله صفات یک حقیقتی است در حقیقت و امتیاز بمراتب قوة و ضعف حقایق
تجلیات اینها نیز یک است و امتیاز باعتبار ارتفاع رذایل ضعیفه و قویه و ادنی این رذایل آزاریدن غیر است بفعل
یا بقول چنانچه سرقه و قتل النفس و قذف و امثال آن و آزاریدن خویش چنانکه زنا و شرب خمر و قمار و کذب
و بد گفتن بجناب خدا تقدس و تعالی و اعلی آن اثبات هستی ماسوا است پیش وی تعالی و تجلی اسماء الذات در خارج
بعین حقیقت محمدیه باشد و آنرا عالم اجمال خوانند و چون این اسماء بر سالک تجلی کنند مرتبه جمع الجمع او را حاصل شود
و آن بودن و دانستن و دریافتن و شناختن و اثبات کردن خویش است بعینیت ذاتیه بحسب تعین اولی بحیثیتی
که غیر از علم سالک برخیزد و همه الوان بلون واحد نمایند و تفصیل مراتب باجمال مبدل شود تا سالک عالم جبروت را
در خود مشاهده نماید پس مشاهده جبروت که اقصی مرتبه علم است حقیقت تجلی اسم علی باشد و تبدیل تفصیل باجمال از
تجلی اسم حی است و آن عروج است از منزل قیومیت بمنزل حیات و نمود وحدت الوان که رفع تعینات
کذائی است تجلی اسم بدیع و اثبات بعین ذات بحیثیت مذکور تجلی فرد است شناختن و دریافتن و دانستن و بودن
از تجلی اسم اول و آله و هو واحد است پس کمال انکشاف وحدت بودن محض است بی عروض جهات تا کان فی
هباء لا تحته هواء و لا فوقه هواء بقدر حال او شود و گمان نبری که تجلی این اسماء بغیر انسان حاصل نیست چه همگی ذرات
کائنات متجلی فیه اند بدین اسماء چنانچه گفتیم که وجود مطلق با جمله مراتب حاضر است در هر مظهر کلی و جزئی پس هر مظهر
آئینه کلی است و صورت نوعیه وی که بدان ممتاز است از ماسوای خویش و مثل او معدوم است و و اعتبار
دارد اعتباری اجمالی و اعتباری تفصیلی و صاحب بصیرت بسبب آن صورت من جهة الاجمال همان
وی صورت را بیند بحیثیتی که غیر او مندرج بود تحت او اجمالاً و من جهة التفصیل انتقال کند بجمله ذات کائنات
تفصیلاً چنانچه صاحب نظر صورت زید را دید و دانسته که این زید است فقط و یا بملاحظه در آن صورت
انتقال نموده بسوی احوالی که عارض اند زید را در ازمنه ثلثه و از آن احوال بسوی هیات افلاک که موثر اند
بدان احوال و از هیات بسوی آثار آخری و انتقال تفصیلی یا تام است که ملاحظه اندک باشد و حاصل پیش و آن
مخصوص بکشف بصری است چنانکه در اولیا و انبیا که بیک نظر اسرار مشتی معلوم میکنند و یا ناقص که
بر خلاف اوست و آن مخصوص است بعلم صورت که عبارت از علم اشکال و هیئه و خواص نجوم است پس صورت هر ذره

از ذرات کاینات با عتبار اجمال تجلی احد است و غیره اسماء الذات و با عتبار تفصیل تجلی اسم واحد است و مابقی
اسماء الکل متثال تا لا تحصی و درین باب تائید واضح و سند لایح بیت شیخ سعدی است قدس سره فرد
برگ درختان سبز در نظر هوشیار ☆ هر ورقی دفتریست معرفت کردگار ☆ ای صاحب هوش هوشیار باش
تا هر شبی ترا رسول حضرت شود و پیک غیب هر صورت ذالک الکتاب فیه لاریب بخوانی میدانی فراموش کن تا انچه نمیدانی
بدانی و انچه میشناسی نشناس تو که در درس علم الانسان ما لم یعلم میخوانی بحث از خویش مکن تا تحقیق معلم
عدالت نشنیده استفاده نمائی کلام سوی تو بیند بهمت عالی کوش باقی اختیار مختار است غرض اگر بتفصیل نام
ترسی ناقص را از دست مده و اگر بعین الیقین نرسی از پایه علم الیقین مجو که العلم افضل الامور کلها گوینده وقتی ایشان
با حاضران محفل عملکان خود نشسته بودند که کرفشی از بالای دیوار آواز کرد که زود جم از چندروز مجبوس است نظر
بخلاص آن باید گماشت ایشان بجانب وی متوجه شدند درین اثنای پارچه فروشی بسته تنها تنها بدوش بسته حاضر
ایشان با نکشاف آن امر کردند چون بسته را بکشاد از دست خود هر تنها تنها را علحده علحده زیر و بالا کرده دید که نامه
کرفشی از ان بر آمده بجانب دیوار کریخت و باز وجه مادهٔ خود در پیوست فرمودند که از کشاد بسته مدعا چنین بود
کلبسته را بکشاده خود دانشی حاجی رفیع الدین خانصاحب در تذکره مینویسد شیخ عضد الدین ساکن امروهه از ابنای برادران
شیخ محمدی است عالم بود بعلوم شریعت و دیگر فنون غریبه و متصف بود بورع و تقوی و زهد و قناعت
و توکل و با وجود عیال و اطفال قدم از دایرهٔ توکل بیرون ننهاد و هر چند حکام وقت خواستند برای وی وظیفه
مقرر دهند اصلا روا نداشت و مدت عمر بفقر و فاقه گذرانید و در تعبیر رویا بسیار مهارت داشت و حکایات
عجیبه وی درین باب بسیار است و سال یکهزار و یکصد و شصت و نه در امروهه بخدمتش رفتم بتقریبی ذکری که میرفت
با من گفت که برین جماعه افغانان که درین ملک تسلط دارند و ماه پیاکن لغت خواهد رسید گفتم کدام پیاکن گفت
این را نمیدانم که پیاکن امسال یا بعد چند سال گفتم از دست کدام کس گفت از دست مرهٹه گفتم ما مردان کی سالها
این بلاد یم از شر کفار چگونه ایمن ما نیم گفت آمدن مرهٹه ناگزیر شدنی است و خدا عزوجل قادر است که شما را
محفوظ دارد و اتفاقا بعد وفات شیخ در سال هشتاد و پنج که سنه هیده و دیگر سردلران مرهٹه خاه عالم پادشاه
را همراه گرفته بمقابله ضابطه خان آمدند نیچر و در پیاکن گذشته بود که ضابطه خان فرار نموده و در یکهروز الیکن

از تصرف افغانان بدر رفت و حافظ حقیقی بموجب اخبار شیخ ما را مع توابع مامون داشت روزی بخدمتش التماس
تعلیم فن تعبیر نمودم فرمود این علم موقوف بر تعلیم نیست زیرا که اقسام آن غیر محصور است و باحاطه تعلیم نمی آید بلکه موقوف
است بر کشف عالم مثال هرگاه کسی را آن عالم منکشف گردد تعبیر رؤیا بر وفق صواب میتوان کرد گفتم تعبیر رؤیای سید
بر چه نهج بود فرمود گاهی چنان می باشد که خواب را بر معبر اظهار نمایند و آن زمان در خاطر وی آیتی و حدیثی گذرد
و بحسب مضمون آن تعبیر کند انتهی در بیست هفتم رجب سنه یکهزار و یکصد و هفتاد و دو وفات یافت سال تاریخ
او چو پرسیدم گفت هاتف که شد بامر خدا

ذکر شیخ عبد الهادی

صاحب تذکره مذکور میگوید شیخ
عبد الهادی قریشی امروهی مرید شاه عضد الدین است متصف بود بصفات صلاح و تقوی و مردم را با وی
حسن عقیدت بود با من بسیار مهربان بود انتهی نزهت علی مرید ایشان در کتابی که نام تاریخی آن مفتاح الخزاین است
می نویسند که از زبان والد ایشان شیخ محمد حافظ که از اعیان رؤساء اعظم اکابر محله قریشیان امروهه اند منقول است
که شاه عبد الهادی از سنین چهار ساله عمر داشتند که روزی حضرت شیخ محمدی بتقریب ضیافت بخانه والد ایشان
تشریف میداشتند بعد انفراغ تناول طعام وقت نماز رسیده بود حضرت شیخ برخاستند و وضو نموده برای
ادای صلواة متوجه شدند و در بصارت ظاهری شیخ خللی عارض شده بود و بسبب استغراق تمام سمت قبله را از دست
دادند ایشان با وجود صغر سن دست آن رهنمای کعبه مقصود گرفته متوجه قبله ساختند همان وقت بر زبان حضرت
شیخ گذشت که شیخ محمد حافظ خلف الصدق شما مقتدای عصر گردد و عالمی را در طریق حق دستگیری نماید از
برکات آن انفاس متبرک که در حق ایشان از زبان الهام ترجمان وی حضرت بر آمد آثار رشد و تهذیب
اخلاق و علامات حسن توفیقات از آن زمان واضح و لایح گردید و از همان وقت همت بر ترک و تجرید و وحشت
از خلق و انس بحق نمودار گشت آخر الامر بعد ایامی معدود والد بزرگوار ایشان را در مکتب بتحصیل علوم صوری
که حصول علم معنوی را مقدمه ایست قوی پیش معلمی فرستادند ایشان را از باب تعلیم و تلمذ تا مفرح القلوب
و دو باب گلستان اتفاق تحصیل افتاد روزی اتفاقا طفلان بخانه خود و معلم بحاجتی رفته بودند جز ایشان
در آنجا احدی نبود ناگاه درویشی بطور سایلان پدید آمد و هراسی بر دل ایشان پیدا شد آن درویش چیزی
از جنس خوردنی از دهان بر آورده بایشان داد که این را بخور ایشان از روی خوف بی تامل بحلق فرو بردند

وان درویش از نظر غایب گردید بمجردی که آن از خلق فرو رفت وحشتی و نفرتی تمام از مردم در ذات ایشان
پیدا آمد چنانکه بصحرا رفتند و از آشنا و بیگانه تنفر نمودند و فارغ البال بعبادت و ریاضت مطلوب مشغول گشتند
تا آنکه وقت آن رسید که مرادات دلی و مقاصد ما فی الضمیر اصلی بظهور گراید روزی در حالت سیر صحرا با درویشی که
تیم شاه نام در لباس دریوزه گران در نواحی امروهه قیام داشت ملاقات شد چنانچه شاه تیم از ایشان فرمود
که مرا الهام شده که عبد الهادی را با خود داری ایشان بهمراهی اوشان روانه شدند چون در جای وقت نماز دیگر رسید
ایشان در نماز اشتغال نمودند در حالت نماز انوار بر دل ایشان طاری شد و استغراق تا دیری واقع شد چندی
بخدمت شاه تیم ماندند و فیض صحبت اوشان بذوق و شوق برداشتند و در جست و جوی محبوب جز صحرا
نوردی کاری نداشتند چون ایشان از باده طلب سرشار بودند شاه تیم اسم خود و اسمای پیران خود که تیم شاه
و هومن شاه مسکین و هومن شاه غریب و هومن شاه مجنون حرائی و هومن شاه ذاکر سودائی و هومن شاه نظام الدین
بلخی با ایشان بیاد داده فرمود که شجره مرشدان من با شجره شاه عضد الدین بعد این پنج اسم واحد است شما
از شاه عضد الدین بیعت کنید و استفاضه نمائید که بمطلوب خود رسید ایشان از بس بیخودی از جسم و جان
خود خبر نداشتند چنانچه جامه همه پاره پاره شده در آن حالت بامروهه رسیده بخدمت شاه عضد الدین فایز شده دست بیعت
دادند و مرید شدند شبی در اوایل حال قریب نصف شب بپامالی مشغول شده عرض کردند که جاذبه رحمت الهی
در رسد و ما را از من برهاند فرمودند که بابا بار علایق بر دوش داری و در فقر و ترک مانند فقیر خود را از کار
رفتگان انگاری التماس نمودند که غایت تمنای دلی بنده آنست که الله تعالی مرا مثل سگان کوی حضرت
گرداند نه آنکه برابر حضرت دارد این کلمات در دل حضرت جا کرد از کمال عنایت بکلمات حقایق نواختند
و خلیفه برحق و نایب مطلق خود ساختند انتهی کمالات و خوارق عادات شاه عبد الهادی در کتاب مذکور
مفصل مرقوم است این مختصر گنجایش آن ندارد صاحب تصرفات باطنه و اهل همت و توجه قوی بودند خطر
ماسوا بر قلب شریف ایشان کم گذشتی روزی خطره بر دل ایشان خطور کرده بحکم قادر برحق فی الفور
مطابق آن بظهور پیوست چنانچه مرشدنا با راقم میفرمودند که یکی را از مریدان خود دو راس جاموش برای
کار زراعت خریده داده بودند و جاموشان کشتهای مردمان را میخوردند چون مزارعان شکایت این حال

پیش شاه صاحب بردند بجواب آن فرمودند که فردا من همراه شان بچراگاه خواهم رفت روز دوم هرگاه
جاموشان در کشت زاری در افتادند شاه صاحب بسبب ضعف پیری نتوانستند باز داشت آنگاه خیال نمودند
که اگر کسی شکایت خواهد نمود خواهم گفت که راسان دیگر بخوردند بمجرد این خیال دو راس جاموش از عالم غیب پیدا شدند
و مطابق خطره آنجناب بظهور رسید و از کمال صفائی باطن بر ضمیر منیر وی خطرات مردم منکشف می شدند چنانچه شخصی
از ثقات با راقم نقل میکرد که روزی زنان پای کوبی وی میکردند حضرت شاه مکمل که ذکر شریفش عنقریب خواهد آمد
در آنجا حاضر بودند خطره در دل شاه مکمل گذشت که زنان نامحرم پای کوبی حضرت میکنند مجرد آن بنشستند و
فرمودند که میان مکمل اگر آتش بر بدن من نهند اثر نخواهد کرد و من همان روز نگهبانی شما کرده بودم و ترا از آن واقعه
باز داشتم و هم آن ناقل زبانی شاه مکمل میگفت که میفرمودند که بعد بست سال آن واقعه حضرت شاه عبد الهادی
بر من طعن زدند و هم آن ناقل میگفت که روزی بر شاه مکمل واقعه مانند واقعه حضرت یوسف علیه السلام
گذشته بود تاریخ وفات حضرت شیخ عبد الهادی روز جمعه چهارم رمضان المبارک سنه یکهزار و یکصد و نود بود

ذکر حضرت شیخ عبد الباری ابن شیخ ظهور الله و نبیره شاه عبد الهادی چشتی صابری امروهی از روسای
شیوخ صدیقی امروهه بودند گویند که جد بزرگوارش ویرا و برادر ثانی وی شاه دوست محمد را از پسر خود شیخ ظهور الله طلبیده
در پرورش و تربیت خویش میداشتند و از دوست محمد مجاهده و ریاضت شاقه می گرفتند و لباس رنگین می پوشانیدند
و وی حضرت را بمجاهدات و ریاضات سهل تر امر میفرمودند و لباس فاخره زیب بدن وی مینمودند که طبیعت عبد الباری
بس نازک است تحمل ریاضات شاقه نمیگردد و وی هر دو حضرات از عمر ده دوازده سالگی بخدمت جد امجد خود تا مدت
حیاتش حاضر بوده انتساب نسبت چشتیه بهشتیه کرده سلوک آن طریقه عالیه باتمام رسانیدند و بعد انتقال جد بزرگوار
خود شاه عبد الباری ظاهر خود را بلباس نوع بنوع آراسته میداشتند و باطن خود را از شهود بی رنگی در کثرت رنگ برنگ
مشغول و سجاده نشین جد امجد خود گشتند و از همت و قوت نسبت عشقیه چشتیه سینه خلفای خود را پر شور و پر زور
ساختند حسن صورت و نیک سیرتش مشایخانه بود در یازدهم شعبان بروز جمعه سن یکهزار و دو صد و بست و شش
واصل حق شدند و یک پسر شاه رحمان بخش در عقب گذاشتند و خلفاء وی حاجی سید شاه عبد الرحیم و سید حاتم علی شاه
و حاجی خیر الدین و حافظ گلن شاه راقم ویرا دیده بود مرد بزرگ و مجرد بود و شیخ محمد منیر و امین الله شاه و حافظ عبد الکریم

چشتیه صابریه

بودند و هم مزار پر انوار وی در قرب جوار مزار جدش واقع است حافظ شاه علی حسین میگفتند که روزی در محل
پیرم شاه غلام حسین ابن اخوند فقیر میفرمودند که یک چوب شامیانه شکسته دیدیم و نیز همان وقت خبر انتقال حافظ
عبد الکریم مذکور رسید و شاه دوست محمد بعد انتقال جد خود در قریه براهی آزادانه و مجردانه باستقامت ظاهر
و باطن قیام میداشت و جسم ظاهرش بلباس رنگارنگ و از شورش عشق سینه بیکینه اش پر شور و رنگین بود و
صایم الدهر و قایم اللیل بودند و از صاحب سماع و اهل وجد بودند و در عین حال و رقص واردات خندیدن بروی
طاری می شد حضرت شاه عبد الهادی در قریه مذکور اکثر تشریف میداشتند بنابران شاه دوست محمد
سکونت در انجا اختیار کردند و هر سال عرس وی حضرت در انجا میکردند و آزادان و درویشان را و صلحا و فقرا را
جمع نموده طعام میدادند و سماع غنا برسم پیران میکردند درینولا شاه غلام مصطفی برسم قدیم عرس شاه دوست محمد
در انجا میکنند و عرس حضرت شاه عبد الهادی بشمول دیگر اولادش با فروهه بر مزار وی میکنند شاه دوست محمد
پسری نداشتند در هیزدهم ذیقعده سن یکهزار و دو صد و بیست و هشت واصل حق گشتند و چهار خلیفه در عقب گذاشتند
سید امیر علی شاه و شیخ فتح محمد و حبیب شاه که این همه در قرب جوار مزارش در موضع براهی مدفون اند و امام بخش در قصبه
کنور شاه رحمان بخش در عمر ده دوازده سالگی مرید پدر بزرگوار خود شاه عبد الباری شده بودند بعد انتقال پدرش
تعلیم طریقه اب و جد از عم خود شاه دوست محمد و خلیفه پدر خود سید حاتم علی شاه یافتند راقم بزیارتش مشرف
شده بود مرد بزرگ و خوش اوقات بودند و در آخر عمر سکر و سهو بروی غالب بود و هم در آن حال حیات
خود را در مشغولی نماز و اوراد بسر بردند در بست و هشتم محرم سن یکهزار و دو صد و هشتاد برحمت حق پیوستند
درینولا پسرش شاه غلام مصطفی سجاده نشین وی هستند و در عمل اعمال و در علم پر کردن تعویذ نقشهای
نصیبی وافر میدارند و در طریقه پدری و جدی مردم را تعلیم و تلقین می نمایند و هر سال عرس آبا و کرام در امروهه
باجتماع فقرا میکنند سلمه الله تعالی **ذکر** حضرت حاجی عبد الرحیم از سادات رده یعنی افغانستان بودند باقتضا
استعداد جبلی از وطن خود در هندوستان بطلب مولی تشریف آوردند اول انتساب نسبت باطن طریقه عالیه
قادریه از شاه رحم علی که از احفاد حضرت شاه قمیص ساده هوری که یکی از کاملان هندوستان بودند میداشتند
راقم بزیارت مزار شاه رحم علی که در قصبه پنجلاسا است مشرف بوده بعده حاجی صاحب بمقتضای این

دلارام در بر دلارام جوی ٭ لب از تشنگی خشک بر طرف جوئی ٭ نسبت عشقیه چشتیه که خاص طریقه چشتیه است از حضرت شاه
عبد الباری مرید و نبیره شاه عبد الهادی صابری امروهی تحصیل نمودند و بعد انتقال ایشان مصداق این بیت بود ؎
چو دیده و بدیدار گردد دلیر ٭ نگردد چو مصحفی از دجله سیر ٭ بیعت جهاد با طریقت با جناب سید احمد صاحب
کردند حضرت حاجی مولوی محمد قاسم در مجلسی با راقم نقل میفرمودند که چون هر دو ذات بابرکات بعد فراغ
مراقبه باهم می نشستند اثر همت قویه ایشان بر جناب سید احمد صاحب خنده های قهقهه که خاص اثر نسبت چشتیه است
ظاهر می شد و اثر توجه جناب سید بر ایشان غلبه سکر رو میداد رحمة الله علیهم و هم مولوی صاحب موصوف با راقم و با دو سه
از اهل علم نقل میفرمودند که عبد الله خان رئیس پنجلاسا مرید عقیدت کیش شاه رحم علی قدس سره برای دردزه
قند سیاه دم میکردند و قبل از تولد مولود که پسر خواهد آمد یا دختر خبر میدادند چون کیفیت آن خبر از وی می پرسیدند
میگفتند که مرشد من مرا صورت دختر و پسر معاینه میکنانند راقم وی را دیده بود مرد بزرگ و خوش اوقات بودند
ازینجا تصرف ارواح بزرگان در عالم مثال ثابت میشود که صورت مثالیه را معاینه میکنانند حاجی شاه عبد الرحیم
در بست هفتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و شش همراه جناب سید احمد و مولوی محمد اسمعیل مرحوم و مغفور در جهاد
سکهان شهید شدند رحمة الله علیه ذکر حضرت میانجی نور محمد مولد و موطن و مدفن ایشان قصبه جهنجهانه است
و نسبت طریقت از حاجی عبد الرحیم شهید میداشتند و از اولاد و احفاد حضرت شاه عبد الرزاق جهنجهانوی
بودند و از اهل تجرید و تفرید و بکمال تجرد خود را و نسبت باطن بر چهار طرق که از حاجی صاحب بایشان رسیده
بود اخفا میکردند و بر اتباع سنت آنحضرت صلی الله علیه وسلم حریص بودند چنانچه سی سال تکبیر اولی قضا نکردند
و اهل نسبت و صاحب همت قویه بودند و در قصبه لهاری به تعلیم اطفال اشتغال مینمودند بطوری که کسی را بر حال ایشان
اطلاعی نمی بود مگر خواب حاجی امداد الله صاحب باعث اشتهار ایشان شد و آن اینست چونکه شورش طلب مولی
در سینه حاجی امداد الله سلمه الله جوش زد و ارادت با درویشان در آوردند شبی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
اشاره ارادت آوردن بایشان کردند و باز شبی دیگر جد حاجی صاحب نیز اشاره بایشان کردند حاجی صاحب
بدریافت مقام و نشان ایشان متردد و متحیر بودند روزی بوساطت شخصی سر ارادت بر آستانه ایشان
نهادند بمجرد مشرف شدن بشمایل شریف ایشان دریافتند که آن اشاره سراج منیر بی نظیر صلی الله علیه وسلم و بعد

برایشان بود سر نیاز بر زمین نهادند و دست خود در دست حق پرست پیر دستگیر دادند و خود را چون
مرده بدست غسال سپردند و خط بندگی بر جبین خود نوشته پیشکش کردند و اتباع امر ایشان بر خود
لازم و واجب دانستند چون کمر همت در طلب حق و پیر پرستی چست بستند و شیخ ایشان را به استعداد
کامل طالب صادق یافتند بعد تعلیم ظاهر و تلقین باطن باگاهی یاد داشت آگاه کردند و بکلمة الحق
اشاره کردند و نائب مطلق خود نموده اجازت بتلقین طالبان راه حق دادند رحمة الله تعالی علیه
در چهارم رمضان سنه یکهزار و دو صد و پنجاه و نه در جوار حق پیوستند ذکر حضرت حاجی امداد الله
صاحب از رؤسای شیوخ فاروقی قصبه تهانه بهون هستند مرید با اخلاص و خلیفه خاص حضرت میانجی
نور محمد قدس سره منها اند حاجی مولوی محمد قاسم صاحب با راقم نقل فرمودند که شخصی گفت که جبه آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم که در لهاری و جلال آباد است حاجی امداد الله صاحب را پوشیده بخواب دیدم تعبیر آن پیر
ظاهر است که ایشان بلباس شریعت و آداب طریقت آراسته و پیراسته اند و طالبان را باتباع سنت و
علوم شریعت و آداب طریقت تعلیم و تلقین میفرمایند و خدمت خود از عالم و سید روا ندارند و از کسر نفسی خود
تعظیم ظاهری از مریدان نپسندند و بتعظیم باطن امر فرمایند باید که دل خود را پیش پیر از خطرات نگاه دارد و
از خطره بد بجانب پیر سینه خود را مصفی راقم گوید تا نسبت شیخ اندران راه کند و امر شیخ بر خود لازم
و واجب داند نه عمل برین قول که خذ ما صفا و دع ما کدر کند و در آداب طریقت آنکه شیخ هر چه فرماید صفا است
و اگر حرکات و سکنات شیخ در فهم مرید نگذرد بر قصه حضرت موسی و خضر علیهما السلام قیاس کند شعر بمی سجاده
رنگین کن گرت پیر مغان گوید * که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها * و شرط پیر در کتب قوم مرقوم است
تا اینجا نظر مولوی صاحب موصوف بر عبارت و بیان افتاده است و باز هم مولوی صاحب از حاجی صاحب نقل
میفرمودند طالبی با بزرگی عرض کرد چندان ریاضتها کشیدم بمقصود نرسیدم آن بزرگ گفت ازین زندگانی
مردن به طالب صادق بود سنگ برداشت خواهد که بر سر زند مطلوب رد نمود و آواز داد که بگوئید آن رهزن را
که طالبان ما را هلاک میکند آن طالب وارد خود را بآن بزرگ چنانکه بود بیان نمود آن بزرگ رقص میکرد
و میگفت این شعر * بدم گفتی و خورسندم عفاک الله نکو گفتی * جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خا را انتهی

(مولوی محمد قاسم

میدان ارادت آن طالب سبیع بود چنانکه شعر شیخ سعدی رحمة الله تعالی علیه است ؎ دست میدان ارادت بیار + تا بزند مرد سخنگو گوی ؎ ولوله عشق و محبت حاجیصاحب و جوش سینه پر شور و سوز جگر سوز و الم جانداز و گداز دل غمناک از رساله درد و غمناک ایشان متشرح میگردد و گاهی از سینه بسینه ایشان بحر توحید نیز جوش میزد و موجزن میشد چنانچه میفرمایند ؎ سنو یار و عجب قصه ہمارا + بیان کرتا ہون جو مین غم کا مارا + مرا اک

دکر ایک ہی دلکیا دل	ہوا تیغ نگہ سے کسکی بسمل	اٹھا کر زلف رخ اپنا دکہایا	بلا مین عشق کی مجکو پہنسایا
ہوا مین ظاہر کردن سوز جگر کو	کردن شرمندہ دزخکی شرر کو	لگی ایسی ستمگر سے مری لو	نہین الفت کی جسکی دلمین کچہہ بو
خدا کیوں اسطرح اب تو کرم کر	نہ بوجہ عاجز پہ تو آنا ستم کر	مین ہون صورت سے مرد و غم دکہایا	دلی پیارے نہ تجکو رحم آیا
ہو تو نزدیک سے میرے مجسمی ہی یار	غضب ہی تسپہ بہی نما ہو شوار	ہی مجمین اور تجمین ربط ایسا	روان ہو وے بدنمین خون جیسا
جی کسکی ہی سہرپون انتظاری	یہہ کیسی ہی ترپ اور بیقراری	قریب آنا ہوا اور پہر دور ایسا	نہین کہلتا ہی یہہ راز کیسا
یہہ برداد و رٹک للہ کرتو	مجہی اس سبد سے آگاہ کرتو		

حالا حاجیصاحب در مکہ معظمہ بر کوہ صفا با اوقات صفا در رباط قیام میدارند سلمہ اللہ تعالی ذکر حضرت حافظ محمد ضامن صاحب تھانوی رحمة الله تعالی علیہ حضرت حافظ صاحب خلیفہ ماذون نائی میانجیو نور محمد صاحب اند کہ ذکر شریفش بالا گذشتہ حافظ صاحب با وجود تاہل اوقات شریف را مجردانہ میگذرانیدند و ہیچ تعلق بدنیا و مافیہا نداشتند و گاہی از حاجی امداد اللہ صاحب جدائی روا نمیداشتند و ہر دو صاحبان در مسجدی بتہانہ بہون بر یکجا عمر شریف گذرانیدند از کثرت ذکر و مجاہدہ ہر وقت عالم استغراق بر ایشان طاری بودی و کرامات و خرق عادات ازان حضرت اکثر بظہور رسیدہ اند و بسا مردمان و مریضان از برکت دعای ایشان بمطلب خود شان رسیدہ اند و مشہور بود کہ حضرت صاحب خدمت بودند چنانچہ اکثر یاران جناب چشم دید خود بیان میفرمایند کہ در ایام معرکہ آرائی کابل بوقت وقایع لاہور معرکہ کابل بچشم خود دیدہ اند و سکنای لاہور شبیہ قریب بخضرت را گر والا آمدہ میدیدند و چون روز و وقت و تاریخ را مطابقت کردند معلوم شد کہ روز یکہ حضرت در لاہور تشریف میداشتند در ان روز در پشاور و دیگر جاہا ہمانوقت دیدہ شدہ بودند در ماہ محرم ۱۲۹۷ شرف شہادت کبری چشیدند ذکر خواجہ نور محمد مرید خلیفہ مولانا فخر الدین عارف بودند اہل حقیقت و عالم علم

شریعت و طریقت و رهنمای سلوک چشتیه مرجع طلاب طریقه نظامیه فخریه بودند در مناقب المحبوبین است نام ایشان
بهبل است مولانا بنور محمد ملقب فرمودند نام پدر ایشان هندال است که از قوم کهرل بودند قوم کهرل از قوم پنوار
بود و پنوار از اجداد ایشان بود تولد ایشان در شب چهاردهم رمضان سنه هزار و یکصد و چهل و دو در قریه چوتاله بوده
که از مهار بطرف شرق سه کروه است والد ایشان در مهار استقامت ورزید که از مضافات بهاولپور است و
ایشان بعمر پنج شش سالگی پیش حافظ محمد مسعود مهاری حفظ قرآن کردند و چون بسن تمیز رسیدند و در بلده لاهور
و غیره طالب علمی کردند بعد از آن در دهلی آمده تحصیل علم ظاهر کردند پس از شنیدن تشریف آوری مولانا در دهلی بخدمت
اوشان رسیده چیزی از ظاهر خواندند و برای تحصیل علم باطن بروز عرس سلطان المشائخ دست بیعت بدست حق
پرست مولانا دادند اول کسیکه مولانا در دهلی پیر دستگیر شدند ایشان بودند بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنیه بشرف خلافت
مشرف گردیدند مولانا سی و چهار سال تخمینا در دهلی بقید حیات قیام داشتند و ایشان شش ماه بوطن خود در مهار و
شش ماه در حضر و سفر بخدمت مولانا حاضر میبودند و در اول سفر پاک پتن ایشان نیز همراه بودند مولانا کمال
نظر عنایت بر ایشان مبذول میداشتند چنانچه حافظ شرف الدین را مرید ایشان کنانیده فرمودند بیعت ایشان
بیعت منست روزی شخصی از ایشان پرسید که علما تعظیم کفار نمیکنند و اهل الله تعظیم هر مومن و کافر میکنند
و حالانکه در شریعت و حقیقت مخالفت نیست فرمودند که نظر علما بر کفر ایشان می افتد و نظر اهل الله بر مظهریت
و حقیقت اوشان می افتد نه من حیث الکفر فرمودند بسیار کسانرا خطرات تعلق زن و فرزند و زراعت و تماشا
مزاحم میشود باید که اسباب خطرات را ترک کند فرمودند باید که کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن و کم با خلق اختلاط
نمودن اختیار کند و فرمودند اگر سالکی خود را همیشه بخدمت پیر خود نو آمده می بیند و هر روز را روز اول داند
کارش بسر انجام رسد و اگر روز دوم را روز دوم دانست در تباهی افتاد و فرمودند ولی را احوال ماضی و مستقبل بشرط
توجه معلوم میشود و فرمودند که انسان کامل جان عالم است و فوت شدن او فنای تمام عالم روزی ذکر در مسئله
نفی وجود بود فرمودند سلطان باهو در ابتدای حال بر پسر زمیداری عاشق بود و نی خانه بر در سرای
او ساخته بود و در آنجا میماند شبی وقت نیمشب شوق دیدن محبوب خود شد و او در خانه خود خفته بود
و دروازه خانه محبوب او بسته بود آخر لاچار شده آن نی خانه خود را آتش داد تا همه کسان از خانها بیرون آمدند

آن پسر هم از خانه بیرون آمد تا ایشان آن محبوب خود را دیدند و بدیدار او تمتع حاصل کردند و گاهی این بیت میخواندند
بیت مگو که پیر شدی ذوق عاشقیت نماند ✤ شراب کهنه ما مستی دگر دارد ✤ و گاهی میفرمودند ✤ تا مست
نگردی نکشی بار غم عشق ✤ آری شتر مست کشد بار گران را ✤ مریدان ایشان را قبلهٔ عالم میخواندند عمر ایشان
بشصت و سه سال رسیده بود در سوم ذی الحجه سنه هزار و دو صد و پنج وفات یافتند و در قریه که از مهار بسمت جنوب
کروه است مدفون گشتند و سه فرزند در عقب گذاشتند اکبر نور الصمد ثانی نور احمد اصغر نور حسن نور الصمد مرید مولانا
بود و نور احمد مرید پدر خود بود و نور حسن مرید قاضی عاقل محمد بودند و هم صاحب کتاب مذکور میگوید ثقات راوی اند
میان صابر بخش چشتی صابری فرمودند که قریب انتقال مولانا من و مشائخ دهلی بخدمت مولانا رسیدیم و پرسیدیم
که کدام از خلفاء شما بجای شما باشد فرمودند قبل ازین خواجه نور محمد را قائم مقام خود گردانیدم و هم برسم ظاهر
ایشان را بنشانید **ذکر خواجه سلیمان** مرید و خلیفه خواجه نور محمد در زمان خود شیخ وقت و امام طریقه نظامیه فخریه
بودند و مرجع خلائق خاص و عام اکثر طلاب راه خدا بخدمت ایشان میرسیدند و تعلیم راه طریقت و حقیقت مییافتند
و در اسرار و کمالات سلوک چشتیه بهشتیه پی میبردند و از فیض صحبت ایشان مستفیض میگردیدند و بسکونت ایشان
ملک سنگر و قریه توسه شریف و بزرگ گردید و بر زبان خاص و عام مشهور و معروف در مناقب المحبوبین است نام
پدر ایشان زکریا خان بن عبد الوهاب خان بود مولد و موطن ایشان قریه گڑگوجی در کوه درگ که آن از
توسه سی کروه بطرف مغرب واقعست و ایشان بعمر چهار سالگی یتیم گردیدند چون سعادت ازلی و تائید ایزدی
همراه ایشان بود در عمر دوازده یازده سالگی بشوق طالب علمی در توسه آمدند و علم فارسی خوانده تحصیل
علم عربی تا بقطبی رسانیدند خواجه نور محمد بتفحص آنکه شیخ ایشان را فرموده بودند که شاهبازی در دام تو خواهد
افتاد در توسه و غیره تشریف می آوردند و مرید بسیار میکردند آخر کار بعد تجسس سالها سال بشهر اوچ در خانقاه
سید جلال شاه سلیمان را در دام بیعت خود گرفتار کرده مسخر ساختند و برای خدمت شیخ فرستادند در آنوقت عمر
ایشان شانزده ساله بود بعد انتقال مولانا در دهلی رسیدند و تا چهل روز بر مزار مولانا معتکف بوده پس از فاتحه
چهلم باز بخدمت پیر دستگیر خود در مهار رسیدند شیخ ایشان را ریاضات و مجاهدات و ذکر جهر و مشغولی پاس
انفاس و وقوف قلبی تعلیم فرمودند و ایشان همه شب ذکر جهر بآواز بلند میکردند و بعد نصف نهار

چشتیه نظامیه

برای سبق کتب سلوک و حقایق و معارف مثل آداب الطالبین و فقرات و لوایح و عشره کامله و فصوص الحکم و غیره بخدمت
شیخ خود می رفتند شیخ ایشان را باجازت آنحضرت صلی الله علیه وسلم خلافت دادند و ایشان باشاره جناب
رسالت مآب قبول نمودند و ایشان اهل سماع و صاحب شوق و ذوق بودند و هم صاحب کتاب مذکور روایت میکند
که گاهی در رقص و وجد با درد عشق و گداز جگر و سوز دل خون از چشم می باریدند و گاهی در مشاهده دوست چشم
گشاده حیران می ماندند و تا دیری چشم بسوی آسمان وا کرده افتاده می بودند شیخ ایشان را سکونت توسه
فرمودند و گفتند که راه کوه و رگ دشوار گذار است و دزدان آن دیار مسافران را غارت میکنند طالبان راه
خدا را در آنجا رسیدن مشکل است پس حسب الحکم شیخ ساکن توسه شدند بسیار مردم ملک سنگر و قصبه توسه عقیدت
با ایشان میداشتند و مرید می شدند و علمای آن دیار نیز حلقه بگوش ایشان می گردیدند و تحصیل علوم باطنی میکردند
و ایشان را اندر عمر هشتاد و چهار سال بجز مشغولی الی الله و هدایت خلق الله کاری نبود در هفتم صفر پنجشنبه سنه هزار
و دو صد و شصت و هفت رخت سفر بستند و در توسه مدفون گشتند ماده تاریخ ع بگفت او آفتاب چشتیان بود
درین زمان نبیره ایشان میان الله بخش بر مسند ارشاد ایشان نشسته اند طالبان را ارشاد میکنند و از
آیندگان و روندگان [illegible] معلوم گردید که کریم النفس و خوش اخلاق اند **ذکر صدر الدین راجو قتال بخاری**
در اخبار الاخیار است واقعه ارادت و خلافت از پدر خود سید کبیر داشت و از برادر خود مخدوم جهانیان سید جلال الدین
بخاری نیز دارد و بعد از وی بر سجاده خلافت نشست و مخدوم جهانیان بر زبان مبارک میراند که حق سبحانه
تعالی ما را بخلق مشغول داشت و شیخ راجو را بخود و وی پیوسته در عالم استغراق بودی و با خلق انبساط
و اختلاط نکردی کذا فی التاریخ المحمدی و بیشتر پیوند مردم بسلسله ارادت مخدوم بواسطه اوست و بعضی
بوساطت پسر او شیخ ناصر الدین محمود نیز میرسند بزرگ بود و صاحب تصرف قبر او در اچه است و وفات او در سنه
ذکر شیخ سارنگ در اوایل حال از امرای نامدار سلطان فیروز شاه بود و بلده سارنگپور که از بلاد
مشهور هندوستانست آبادان کرده اوست در آخر قدم سلوک بطریقی که مخصوص اهل وصول است نهاد
در اول بخدمت شیخ قوام الدین خلیفه مخدوم جهانیان که در تربیت مریدان مقام عالی داشت و مقبره او
در لکهنو است افتاد و مرید شد و طریقه شغل باطن و ذکر خفی از وی تلقی نمود و بعد از آن بزیارت حرمین مشرف شد

چشتیه نظامیه

چشتیه نظامیه

و مدتی در حلقهٔ صحبت شیخ یوسف ایرجی که از شیوخ وقت بود در آمد و از وی استفاده علوم طریقت نموده در آخر
شیخ راجو قتال خرقه و امانتهاء دیگر را که از پیران طریقت بدیشان رسیده بود جمله را بی سابقه طلب بخانهٔ شیخ سارنگ
فرستاد شیخ سارنگ آنرا باز گردانید فرستاد تا او را در اینجا چه نیت دست داده باشد بندگی شیخ بار دیگر پیش او
باز فرستاد شیخ حسام الدین برزگی بود که بسلسلهٔ سهروردیه تعلق داشت موکد اینحال شد و شیخ سارنگ را
بر قبول آن ترغیب نمود بعد از آن شیخ آنرا قبول کرد و بآن سعادتهای غیبی مشرف شد وفات در سنه

ذکر شیخ مینا وی صاحب ولایت دیار لکهنو است نام او شیخ محمد است از صغر سن در سایهٔ عنایت شیخ
قوام الدین پرورش یافته بعد از آن مرید شیخ سارنگ گشته و کار کرده ذکر ایشان در اخبار الاخیار مفصل مرقوم است
و طوالت دارد این مختصر گنجایش آن ندارد و قبر ایشان در لکهنو است یزار و یتبرک به **شیخ سعد الدین**
بدهن خیرابادی مرید شیخ مینا است بزرگ بود حافظ حدود شریعت و آداب طریقت همتی عالی داشت
موصوف بود بتبرک و تجرید او را نیز بر طریقهٔ پیر خود حضور بود و مولع بود بوجد و سماع عالم بود بعلوم شریعت
و طریقت در علم نحو و فقه و اصول تصنیفات دارد مثل شرح مصباح و کافیه و حسامی و بزدوی و امثال آن
و بر رسالهٔ مکیه شرح نوشته است مسمی بمجمع السلوک بر طرز خزانهٔ جلالی که از ملفوظات مخدوم جهانیان است
بسی از ملفوظات و حالات شیخ مینا را در وی درج کرده و در وقتی که از وی مناقب چند میگوید قال شیخی
شیخ مینا ادام الله فینا و هر جا که می گوید قال شیخ شیخی مراد او از وی شیخ قوام الدین لکهنوی است وی در علم ظاهر
شاگرد مولانا اعظم است که از فقهاء علماء عصر بود و پیر او شیخ مینا نیز پیش مولانا کتاب عوارف المعارف میخواند
و وقتها بخدمت پیر عرض میکرد که معلوم بندگی مخدوم است که طبع بنده بتصحیح الفاظ این کتاب کافی است و درک
معانی خود خاصه احوال شریف ایشان است اکنون ملازمت درس معانی از برای چیست فرمودی که بابانه
دیانت است که با وجود علم ترک تعلیم کنند و بعلم خود اکتفا نمایند و او را مریدان بسیار اند چنانچه شیخ صفی بزرگ بود
و صاحب ذوق و حالت و بر قدم پیر حضور و محو داشت و شیخ مبارک سندیله که باحکام شریعت و آداب طریقت
موصوف بود او مرید شیخ سعد خیرابادی بود و از شیخ سالار مرید شیخ بهاء الدین جونپوری نیز تربیت یافته بود
وفات او روز شنبه سید شیخ صفی مردی بود از انباله و باوصاف درویشان موصوف و باحوال ایشان

[illegible] بنڈلکل کالج متصل
[illegible] روڈ

محقق و در لباس فاخر مستور مرید شیخ مبارک سندیلوی بود از مریدان شیخ سعد خیرآبادی شیخ الله دیا خیرآبادی است کرامات
سن عمر بود در سنگامی شیر والی عهد دین دیار تشریف آورده بود بغایت تعظیم و تکریم مخصوص گشته و آثار عظمت کرامت
تردی بظهور رسیده و همین سال که نهصد و پنجاه و یک هجری است از عالم رفت رحمة الله علیه **ذکر میر عبد الواحد** بلگرامی ایشان
از احفاد سید نورالله گان مارهره اند در کتاب کاشف الاستار رشیدی حمزه کرمانی از اولاد اوست مینویسد که در اوایل حال مرید شیخ
صفی الدین شاهی پوری بود و وی او را بتوجه خاص و التفات مخصوص میداشت چون شیخ صفی از این عالم جلت فرمود او
شانزده سال بود بعد از واقعه شیخ مخدوم مریدی شیخ حسین سالک سکندره که بدو منزل از دهلی است ترتیبهای فراوان یافت
و تصنیفات و تالیفات بسیار داشت چنانکه رساله حل شبهات بطور سوال و جواب رساله منظوم در بیان معانی مصطلحات
سلوک و شرح نزهة الارواح و کتاب سبایل در سلوک و عقاید و شرح کافیه بطور تعلیقات و غیره است مصنف در کتاب مذکور اکثر عبارت
از تصانیف وی آورده است علم و فضل وی از ان پر ظاهر است و نسب وی بستی و هفت واسطه بسید زید شهید ابن امام زین العابدین
رضی الله عنهم میرسد و اسماء ایشان حضرت در کتابی که مرقوم اند و همدران کتاب است حاجی الحرمین شیخ علی از اولاد اله و آثار
الکرام می نویسد وقتی عصار رمضان سنه خمس و ثلثین و مایه و الف مولف اوراق در دهلی خدمت شاه کلیم الله چشتی قدس سره
را زیارت کرد ذکر میر عبد الواحد قدس سره در میان آمد شیخ مناقب و مآثر میر بیان کرد و فرمود شبی در مدینه منوره صلعم
در بستر خواب گشتم در واقعه می بینم که من در صحن جنة البقیع بر وجه معاد مجلس اقدس رسالت پناه با ارباب شدیم جمعی از اصحاب کرام و اولیاء
امت حاضر اند در اینجا شخصی است که حضرت بالوالت تبسم شیرین کرده حرفها میزنند و التفات تمام دارند چون مجلس برخاست
از سید مدینه الله استفسار کردم که این شخص کیست که حضرت بالوالتفات باین مرتبه دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی است
و باعث مزید احترام او این است که رسایل تصنیف او در جناب صلے الله علیه وسلم مقبول افتاده انتهی و همدرین کتاب
است نماز بر چهار نوع است نماز عوام عادت است **مصرع** هزار سال عبادت کند نمازی نیست ؎
همین نشستن بر خاستنت بهست نماز ؎ دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چه سود ؎ لا صلوة الا بحضور القلب و نماز کاملان
عبادت بحکم صلوا کما رأیتمونی و نماز کامل نماز دایمی است که در خواب و بیداری منافی نیست بلکه لحظه و لحوظه
در کوی خرابات کسی را کنیاز است ؎ هشیاری و مستیش همین نماز است ؎ **مصرع** نماز عاشقان ترک وجود است ؎ و نماز کاملان نماز است و آن سه قیام و قعده و تکبیر و نیت ؎ همه محو است

در عین معیت ؛ بلکه کامل را نماز نیست با جماعت که شرح آن با یمائی توان کرد که هر مقام خمس که خطرات اطوار وجود است کامل
در هر جا ساجد و مسجود است این نماز محمود است درینجا معنی صلوا خمسکم نمودار شد که در هر پنج مقام مقامی دارد انتهی و همدرانست
الکلمة لفظ ای ملفوظة علی السنتنا و ملحوظة بقلوبنا و محظوظة بها بواطننا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانهای
ما ملفوظ است و در مرتبه تصدیق بر دلهای ما ملحوظ و در مرتبه احوال باطنهای ما از و محظوظ مصنف رحمة الله علیه
اکتفا بذکر مرتبه اقرار کرده و معطوف محذوف فرو گذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام است و جریان تکالیف احکام منوط
و مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت مصنف است که میگوید وضع لمعنی مفرد نهاده شده است
یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمه توحید بر رقاب و نواصی عباد بجهة تحصیل معنی فرد که مجرد است از کفر و نفاق
و معاصی پس لفظ مفرد قرینه حذف است زیرا که افراد سه مرتبه دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی فالافراد
من الکفر فی رتبة الاقرار والافراد من النفاق فی رتبة التصدیق والافراد من المعاصی فی رتبة الاحوال لان من لقی ربه
تعالی موحدا یبدل الله سیئاته حسنات وهی اسم و آن کلمه توحید سه نوع است یکی اسم چه اقرار و تصدیق فقط اسم
توحید و صورت اوست و فعل دوم فعل توحید و عمل اوست و آن دریافت احوال است و حرف سوم حرف توحید است
و این توحید عظمی است که از استعداد انسانی بر طرف است و از علامات آن هر توحید مذکور بی نشان و بی کیف است که علامة
الحروف خلوه من علامات الاسم والفعل انتهی رحلت آنجناب سوم رمضان سنه یکهزار و هفده اتفاق افتاد رحمة الله علیه چهار
پسر در عقب گذاشته اولی میر عبد الجلیل ثانی سید فیروز ثالث سید یحیی رابع سید طیب ذکر میر عبد الجلیل میر عبد الجلیل
بن میر عبد الواحد از قبیله اول است تولد ایشان در بلگرام اول وقت ظهر روز پنجشنبه بستم رجب سنه اثنین و سبعین و تسعمائه
اتفاق افتاد آنحضرت صاحب جذبه قویه بوده اند و کیفیات عالی داشته اند از ابتدا اوان صبا تا نشو و نما بحضور والد
بزرگوار خود تربیت یافت تا که در ایام شباب جاذبه الهی رو داد و دست از همه کشیده سر بصحرا نهاد و دوازده سال بر قدم
تجرید اقصای عالم را سیاحت کرد و از معلم خطیب فیض بهار بود و اکثر اوقات در صحرا بسیر میبرد و عریان میگردید و برگ درختان
میخورد و بعد انقضای چند سال در موسم عرس شاه مدار که مرقد منور شاه از بلگرام بر یک منزل است بر سر کوچه که در آنجا خواهر
خانه داشت اتفاق افتاد در حالت بیخودی اتفاقا محاذی خانه خواهر نفرزد خواهر آواز او شناخت و گفت این آواز عبد الجلیل است
و بی اختیار تا دهلیز خانه آمد و برادر را در آغوش گرفت هر چند خواست که کناره کشد لیکن برعایت صله رحم بخانه خواهر رفت و آخر شب

[illegible]

بازنجوا گرفت بعد دو سال گذشت دو بر تلی که بچهار گروه انهار بهره است افتاد در انجا مردمی نورانی بنظر آمد که شیر در برنج میخوراند
سیفرما بحکم ولایت مارهره تبو حواله شده است در اینجا استقامت نمادر نیمش و زیر خان قانونگوئی مارهره در خواب دید صاحب
ولایت اینجا از نیطرف می آید با فضلاء و فقرای مارهره باستقبال شتابید و آنحضرت از انجا قصد شهر نموده بود که در اثنای راه
بشرف قدم بوس مستفیض گشتند و هر دو زن مرید شدند و کان فالک فی سنه تسعه و عشر و الف چنانچه چهل سال بعد ایشان
خلایق پیرو اعتقاد آنحضرت را مدرفع آسیب و غیره دست قدرت بسیار بوده سکونت ما در و ایشان در شهر مارهره
از زمانه آنحضرت است و سال الیشان هشتم صفر سنه تسع و خمسین و الف اتفاق افتاد مزار انور در مارهره است مفصل
این خلاصه در کتاب مذکور مرقوم است و ایشان سه پسر داشت **ذکر میر سید اولیس** سید اولیس پسر خورد و معتمد
سعادتمند میر عبد الجلیل است و در صغر سن بیاد مولی موافق بود و براه عجز و انکسار میرفت هیچ خودنمائی و خودپسندی
پیرامون دامن حال او نمیگشت و هیچ سایر ارام خود را مپسند کرده باو نمیدیدند هیچ موذی هم روا دار نمیشد و این هر سه نیز
صوفیان تبتل ابدال است و کسی که بجور و جفا با و پیش می آمد بمقابله آن تکلف میفرمود اگر برای تعمیر فرود و معمار مطلب
وقت شدت گرما و سرما انهارا از فرود و محنت موقوف میداشت و اجرت تمام و کمال حواله مینمود امیری از امرای عالمگیر
شخصی بر جاگیر خویش فرستاد و آن حاکم بر گاه که بمنزل رسید دست تظلم دراز کرد و فقیری از فقرای میر سید اولیس رحمه الله علیه
گرشاه رهبر نام داشت با جماعه ایمه و اران نزد آن ظالم رفت آن مستجمع غفلت بر تخت نشسته بود گفته فقیر هیچ
بقبول نکرد و همچنین مخمور باده سفاهت ماند و ایمه و اران را بیرون کرد و با فقیر تاسز اگفت شاه رهبر بغضب رفته چوب دستی
که بدست داشت چیزی بر جوفانده اشارت بتخت کرد که پایه و از نم یا تخت را مکرر این حرف گفت آن چوب بر پایه
تخت زد و بیرون آمد آن ظالم حیران ماند بعد سه چهار روز خبر رسید که امیر صاحب جاگیر آن مکان فلان روز از اسپ
بیفتاد و بمرد و جاگیر در ضبط آمد و شرمنده و غربا از دست آنحاکم خلاصی یافتند راقم گوید عمل آن چوب دستی در کتاب کاشف الاسرار
مرقوم است وصال آنحضرت در بلگرام در بیستم رجب سنه سبع و تسعین و الف اتفاق افتاد و مزار الیشان در بلگرام است
سر راه بس مجردانه خفته رحمة الله علیه **ذکر میر سید محمد السرمذی** الکالپوی قدس سره در کاشف الاسرار
است اصل الیشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آبا کرام او در مقام جالند هر سکونت داشته اند والد ماجد
انجناب میر ابو سعید از وطن برآمده در کالپی طرح اقامت ریخته و تحصیل نحو بدست شیخ یونس نموده تتمه کتب نحو بدست متوالی

عمر جا جموی و اکثر در حلقه درس شیخ جمال اولیا گذرانیده مدتی در فضیلت صوری رتبه حاصل نمودند و فاتحه فراغ از شیخ جمال اولیا گرفتند و هم با شیخ موصوف مرید شیخ مخدوم جهانیان و وی مرید شیخ بهاء الدین و وی شیخ سالار بده و وی شیخ بهاء الدین جونپوری و وی شیخ محمد عیسی و وی شیخ فتح الله اودهی و وی شیخ صدر الدین حکیم و وی خلیفه شیخ نصیر الدین محمود رحمة الله علیهم در طریقه چشتیه عالیه بیعت کردند و اجازت سلاسل ابلیه قادریه و چشتیه و سهروردیه و دیگر اذکار یافتند و از آنجا که از شیخ سلسال ربیعه مدار رسیده بود همه را تسلیم نمودند و از انجا سعادت دست بوسی و کالپی پای اقامت افشردند یکمرتبه سفر جالندهر و سرهند آمد چون باکبرآباد رسیدند امیر ابو العلا احرازی قدس سره ملاقات کردند و باین مجلس اقدس مشغول شدند و درین اثنا از حضرت امیر قهقهه سرزد بخاطر حضرت سید راه یافت که درویش و قهقهه چه آئین است امیر ابو العلا از صدر مجلس جانب ایشان نگاهی کردند و فرمودند بر بنیدل ایشان مثنوی پسبان کز بنیدل زاید مستی و شوق و قهقهه گفتند که قهقهه ما از نجا است قریب بود که در بند حضرت سید عشه افتد بزودی تشریع خود در نگاه داشتند و متوجه جالندهر شدند و در سعادت و در هر منزل امیر ابو العلا را مشیکه پالکی سواری ایشان را جانب خود میکشند تا گریه بعد رسیدن اکبرآباد بتمام طریقه علیه نقشبندیه نمودند حضرت امیر باکمال التفات طریقه را تلقین نمودند حضرت سید بکالپی آمده سالها به آن مشغولی نمودند و بعد ده سال بار دیگر بخدمت امیر قدس سره رسیدند چهار ماه در صحبت اقدس کسب فیض نمودند و از جمله سفارش والا سفر احمد آباد است که بمنشی خواجه بزرگ قدس سره ضرور افتاد و درین سفر خلف الصدق ایشان میر سید احمد در رکاب سعادت بود چون بدیار خواجه بزرگ مشرف گشتند اندک بیهوشی او را دست داد حضرت خواجه بزرگ در آنزمان دو تا برگ تنبول عنایت فرمودند چون بافاقت آمدند آن دو تا برگ تنبول در دست داشت در انجا حافظ قرآن بود سنگر سماع اولیا بحضور حضرت پیر صاحب حاضر بود معنی آنشهر بدین آنحضرت آمد این ابیات مثنوی را ترنم کرد و نظم گفت حق اندر سفر هر جا روی ۴ باید اول طالب مردی شوی ۴ تصفیه کن کاین سفر دریان بود ۴ در تبع آید لوا نزاع دان ۴ هر که کار و قصد گندم بایدش ۴ کاه خود اندر تبع می آیدش ۴ قصد کعبه کن چو رفت حج بود ۴ چون که رفتی کعبه هم دیده شود ۴ قصد معراج دیدار است بود ۴ در تبع عرش و ملائک هم نمود بمجرد برآمدن نغمه دوست از زبان آنمغنی نعره مستانه از دهان آنحضرت برجست و بطریقیکه معهود ایشان بود که چون نعره میزدند در حاضران سرایت میکرد و بر اکثر مردم بیهوشی غالب میشد و می افتادند

با بحر یکه اگر کسی افتاد گانرا دستگیری میکرد آدمی هم افتاد دهم دستگیر فتاد دوم از شراب افتادگی مست میشد الغرض
بجوشیدن آن نعره مستانه اول همان حافظ بیهوش افتاد و بعد ازان دیگر بیهوش شدند و تا تیر نعره آنحضرت مشهور است
حتی که اثر نعره آنحضرت در چار پایان نیز دیده شد و اسپ گاوان اثر میکرد و عام با دل بریان دیده بیان میماندند در هر
مجلس یک دو دل با دو سه مال از شک جان ریش میشدند و در اواخر عمر عیسوی الشهد بود و در مقام طیبت کبیری متمکن و عیسوی
الشهد بودن عبارت ازین است که چنانچه احیاء موتا از عیسی علیه السلام واقع میشد احیاء قلوب این شیخ مصفی واقع
شود و از مصنفات شریف تفسیر سورهٔ فاتحه و رسائل بعبارت عربی و رساله تحقیق روح و اسرار توحید و ارشاد
السالکین و رساله اقتصاد و عقائد صوفیه و رساله عمل معمول و رساله واردات آنحضرت مذهب صحت وجود
شهید است یکروز زجمعه بکمبوی بلیش مبارک جدا شده بر شانه آنحضرت افتاده بود و شاه محمد افضل الله آبادی عرض
کردند اگر اجازت شود و نمیوی بردارم فرمودند بهتر شاه افضل آن موی را بدست خود داشته حاضران اصلا
دادند همه جمع آمدند و از موی مبارک آواز هم شنیدند و بر حاضران حالتی طاری شد در ششم شعبان روز
دوشنبه سنه احد و اربعین و الف انتقال فرمودند و در کالپی مدفون گشتند میر غلام علی آزاد گفته
تاریخ فوت عالم یگانه آفاق ✤ میر سید محمد دلبستان ✤ گفت تاریخ رحلتش آزاد ✤ رفت
قطب زمان بسوی جنان ✤ شیخ محمد افضل الله آبادی که سر حلقه خلفاء میر صاحب است نسبت بحضرت
عباس رضی الله تعالی عنه منتهی میشود فضائل صوری و معنوی میداشت و در عمر بست و پنجسالگی بسعادت
ارادت میر صاحب سید محمد فائز گشت و باجازت و خلافت مستعد گردید طالبان مشتاق از فروغش چراغ
دل افروختند صاحب تصانیف عربی و فارسی بود و پانزدهم ذی الحجه روز جمعه سنه اربع و عشرین و مائة
و الف وفات یافت در الله آباد مدفون گشت فخر سید احمد بن سید محمد الکالپوی قدس الله تعالی سرهما
ولایت محمدیه جامل رایت احمدیه از عنفوان جوانی در نشو و نما فروغ رشد و نور ولایت از جبین همایون میتابید
فیاض تعالی شانه جمال صوری و کمال معنوی هر دو باهم ارزانی داشته جمیع صفات رضیه و سمات مرضیه سیما
شیمهٔ بذل و ایثار و مروت و در عنصر لطیف ودیعت گذاشته بعد تحصیل علوم صوری دست بیعت بوالد شریفش داده
دادند و در عمر بست و چهار سالگی بر مسند حضرت والد خود قدس سره نشستند و مجلس ارشاد و تلقین گرمی ساختند

حق تعالی حظی وافر از اعتبار و اشتهار ارزانی فرمود و سده کسنیه را قبله حاجات و مجمع و شریف ساخت باد
این دقیقه از دقایق فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند و چون آفتاب عالمتاب پرتو التفات بر هر کس یکسان داشته
و با وصف احتراز از حضرت والد ایشان در حین حیات پدر خود بسماع و سرود علانیه می پرداختند و توجه آنجناب را
بسیار اثر بود بر هر کسی که نگاه توجه میکردند بیخود میشد می افتاد یکی از مخلصان جامه دوخته بر سبیل نیاز آورد و
الحاح کرد که بلباس آن نوازش فرمایند وقت نماز جمعه پوشیده متوجه نماز گشتند بعد نماز حضرت شاه علیم الله
نقش بندی بطول آستین اعتراض فرمودند و حضرت شاه مذکور مقراض همراه میداشتند کسی که بروت کلان میداشت
درویشان همراهی ایشان از ان مقراض بروت را میگرفتند چنانچه در نجابر آستین قضیه نمودند آنجناب آستین خود را بدست
ایشان داد و آستین ایشان بدست خود گرفتند و آستین شاه علیم الله القصه یاد نمودار شد که باعث انفعال
ان گردید و آستین آنجناب تا بند دست بود و در نوزدهم صفر سنه اربع و ثمانین و مائه و الف سفر آخرت نمودند و
کالیکی استراحت فرمودند و پسر در عقب گذاشتند شاه فضل الله و سلطان مقصود و سلطان مسعود
شاه فضل الله قدس سره فرزند و جانشین حضرت شیخ احمد جامع دانش صوری و معنوی و حامل سفر ظاهری
و باطنی ملکی بود بصورت بشر عنصر گرامی راست مجسم بود ذوق و شوق از هر موتر او میکرد و بذل و کرم
و سایر صفات رضیه بمرتبه اتم داشته اند وقتی چهار شخص رسیدند و عرض کردند که دلهای ما از قساوت حکم
سنگ سخت میدارد در عمر گاهی نم از چشمهای ما نه برآمده نام آنحضرت شنیده از مسافت بعید رسیده
ایم آنجناب بران وقت خط بوطن خود جالنه هر می نوشتند و خط طولانی بود ازان خط دست گذاشته
چنان توجه فرمودند که هر چهار بسمل وار میطپیدند و عکس تجلی چهره مبارک بر ستونهای ایوان که از قلعی سنگ بود
همچو آینه بودند ناضج گرفت و انها تا دو پاس در حالت بیخودی و شورش و بیکا ماندند بعد افاقت بیعت بجا آوردند
آنجناب در چهاردهم ذی قعده سنه احد عشر و مائه و الف وفات یافتند ذکر شیخ محمد یحیی المعروف
بشیخ خوب الله برادر زاده حقیقی و داماد و سجاده نشین شیخ محمد افضل الهابادی است قدس الله اسرارهما
بحر مواج علوم شریعت و طریقت بمعنی جواهر سیراب در دامن دریوزه گران کوچه طلب میریخت او را قبولی
عظیم پیدا گشت و خارق عادات بسیار سر زد و کتب و رسایل کثیره تصنیف کرد خصوصا مکتوبات السنه

منها جمع خرینه الاصفیا بنویسید سکرانیان
بعد ادای نماز فرض متصل سلام مرتبه بار
کلمه توحید بآواز بلند گفتن

چشمه زلال
البحر المعانی

در چهار مجلد برهانی است جلی بر علو فطرت و کمال فکر در یازدهم جمادی الاولی شب دوشنبه سنه اربع و اربعین و مائة
والف در جوار رحمت آسود **ذکر شیخ محمد فاخر** بمصداق مَنْ عَزَّ بَزَّ شارب زیب سجاده ابوین و فرع آسمان
سمای اصلین طیبین است صاحب صفات رضیه و مناقب مرضیه تشرع بدرجه کمال داشت بسیار کشاده دست
و شگفته پیشانی بود فتوح و ذخیره نمی ساخت و بیگانه را با حسان بی دریغ می نواخت جوهر فهم و ذکاء
اولیس عالی افتاده بود و در مقدمات غامضه علمی بسرعت تمام ترقی رسید در یازدهم ذی الحجه روز یکشنبه سنه
اربع و ستین و مائة والف رحلت نمود و در برهان پور آسود صاحب کاشف الاستار گوید در اینجا نیز بحضور
حضرت ابوی قدس سره معه فرزند قطب الدین تشریف آورده بود یعنی در ماهره دانش قدسی صفات بود
راقم گوید طریقه ایشان از مرید ایشان شیخ بدر الدین کمال و از مرید ایشان بخاه غلام جیلانی و از مرید ایشان شیخ اسمعیل
مهی جاریست **ذکر شاه برکت الله الملقب بصاحب البرکات** حضرت اویس را سه پسر بودند
انجناب پسر اولین است شاه باز نیست آسایش بسیار تا انتهی دیگر تا نیست میدانش عرض احلی صدر مسند
ارشاد و هدایت جامع فتوت و خصایص ولایت اگرچه پدر ایشان بوقت رحلت خود اجازت سجاده نشینی
و دیگر اعمال خانواده خویش عنایت فرموده بودند و اما شاه بان اکتفا نکرده دست بیعت بسید مرتضی بن سید
عبد النبی ابن سید طیب داده ریاضات شاقه کشید خلافت سلاسل قادریه و چشتیه و سهروردیه اخذ کرده
و از سید غلام مصطفی بن سید فیروز بن سید عبد الواحد بلگرامی و از سید شاه لدّه بلگرامی خلافت یافت باید دانست
که اباء و اجداد آنحضرت همه در خاندان چشتیه مرید بوده اند چون ایشان را از طفولیت بسبب بشارت عشق بخانواده
خویش پیدا شده بود لهذا در سلسله قادریه مرید شدند و از خدمت دیگر اولیا نیز اخذ فیض نموده و در هر فریق سایر
و دایر گشتند و خود را در تعب ریاضات انداخته روز از شب و شب از روز ممتاز نداشتند و سال کامل بر مقدار
تعب دو فلوس برنج افطار میفرمودند با وجود این غذا القوت روحی سر و پا برهنه سر بصحرا میبردند بهر حال انجناب
در وقت سلوک با مشایخ و قت خود ران هر شهر و دیار تجسس مطلوب میفرمودند و در طلب مقصود از هر کسی هر گز
عار و ناموس پیرزادگی بر خود روا نمیدانستند و از هر خرمنی خوشه اخذ میفرمودند درین زمان از جناب قادریه
حضرت غوث الاعظم قدس سره مدام فیض روحی ممد و معاون بوده است و بواسطه فیوضات باطنی

از آنجناب حاصل میشد درین عرصه آواز تربیت طالبان و رهنمائی گمراهان صاحبان کالپی قدس الله اسرارهم بگوش
حق نیوش میرسید عزم جزم آنجا نموده بخدمت قبلهٔ آفاق هادی عشاق حضرت سید شاه فضل الله صاحب قدس الله
روحه رو نمودند آن قدوهٔ زمان مقدم ایشان را گرامی داشته فرمود که ذات شما در همه امور صوری و معنوی
معمور است و سلوک شما بانتها رسید مرخص شوید و بخانه خود قیام دارید حاجت تعلیم و تعلم نیست یکدو
مقدمات این سبیل که از معظمات این راه بودند عنایت فرموده اجازت سلاسل خمسه قادریه و چشتیه و نقشبندیه
و سهروردیه و مداریه معه سند خلافت با دیگر اعمال نوازش فرموده زیاده از دو روز حکم استقامت نفرمودند
و از غایت عنایت بر زبان راندند که جائی که ذات بابرکات شما استقامت داشته طالبان آنجا را آمدن
باین صوب حاجت نیست و از آنجا مرخص شده در مارهره تشریف آوردند و سی سال از مقام خود حرکت نفرمودند
الا بندرت بارشاد سالکان پرداختند و همین سلسله صاحبان کالپی را جاری ساختند و با پسران و اقربا و مریدان
قدیم سلسله قدیم آبا و اجداد خود نیز مرحمت میشد احوال ذکر و شغل و حالات ریاضات و مشاهدات
و تاثیرات و عملیات و خرق عادات و تصرفات و ذکر اسرار و نکات از تصنیفات و حال ظاهریه و باطنیه
آنجناب در کتاب کاشف الاستار مفصل مرقوم است تولد آنجناب در بست و ششم جمادی الثانی سنه سبعین و الف
واقع شد و بعد عمر هفتاد و یکسال و چند ماه در شب دهم محرم الحرام قریب صبح سنه اثنین و اربعین و مائة
و الف بفردوس اعلی شتافت و مزار شریف با گنبد عالی و دیگر عمارت سنگین اولاد آنجناب در مارهره ساخت
راقم بزیارت مزار آنجناب مشرف شده است **ذکر شاه آل محمد قدس سره** ابن شاه برکت الله
پدر بزرگوار صاحب کاشف الاستار تولد ایشان در بلگرام در هژدهم رمضان سنه یکهزار و یکصد و یازده ظهور
یافت چنانچه پدر ایشان بلفظ ظهور تاریخ تولد ایشان یافته اند و چنانچه سجع خاتم ایشان است مصرع
ظهور آل محمد ز برکت الله ؛ صاحب البرکات را با ایشان عنایتی خاص و محبتی وافر بود و تمام عمر زیر سایه
فیض پایه والد بزرگوار فیضیار بوده هیچگونه روادار جدائی ایشان نبود چنانچه گاهی در نماز جماعت در مسجد
اتفاق میشد آنحضرت میفرمودند که امروز حلاوت نماز نیافتم آنجناب نیز بحدی مصروف بودند که بالاتر
از بیان است هژده سال بریاضات تن داده اند از آنجمله سه سال کامل در اعتکاف خلوت گزین بوده

چشتیه نظامیه قادریه

و افطار بنان جوین میفرمودند درین زمان اعمال اوراد و مراقبه و اشغال و اذکار از هر طریقه جاری ماند و فیوضات
و انوار تجلیات لا تعد و لا تحصی دست داد آخر الامر بحبس نفس پرداختند و این شغل را بدرجه کمال رسانیده اند
درین ضمن تا سه ماه بقدر فلوس آب خورده اند و نان باجره خشک استعمال نموده اند و سلوک تمام ساخته اند
لیکن حرارت بمزاج چنان مشتعل شده که قریب بحمی دق رسیده از تدبیر حکیم عطاء الله مزاج وهاج باعتدال
گرائید درین وقت صحت از تربیت سالکان غافل نبوده اند قول مصنف و حضرت جدی قدس سره
تمام خدمت طالبان و سالکان حواله فرمودند و ایشان بالکلیه درین امر مستغرق بوده با آراستگی ظاهر
و باطن فقیران و مریدان پرداختند قاعده حضرت جدی چنین بود که اگر طالبی می آمد و استدعاء طریقه
میکرد چیزی از شغل مشغول ساخته میفرمودند که اگر طلب میداری در صحرا برو و این کسب را سرانجام بده و
در خانه خود جائی میدادند جناب ابوی سلوک و جذبه نیز طالبان را ارشاد میکردند چنانچه حضرت جدی طالبی
را که میرسید چیزی گفته میفرمودند که نزد سید آل محمد برو و میفرمودند که سید آل محمد خیلی بار را از سر ما سبک
گردانیده و ما را راحت بخشیده جناب اقدس با آراستگی ظاهر شریعت و بتهذیب اخلاق مراتب باطن
و قیام طالبان در حضور و باریابی سالکان این شهر و اطراف کوشیده سرانجام آن میدادند و شب و روز مصروف
تعلیم و تربیت بوده اند و مبتدی ناخوانده را الف با شروع کتابیده با سبق باطنی همراز می نمودند غلغله این
فیض عام در حوالی شهر و نواح و اطراف منتشر گردید فوج فوج سالکان و دنیا داران میرسیدند و بمقصد
خود می آرامیدند جناب اقدس از سیمای سالک میدانست که این عزیز را فلان شغل کارگر خواهد بود و بفلان
طریقه بمنزل مقصود خواهد رسید بهمان شغل او را مشغول میساخت در کتاب مذکور ذکر خلفاء ایشان
و مریدان و کشف و کرامات و تعلیم طلاب و تعلیم ذکر و فکر و شغل و اعمال مفصل مرقوم است در روز دوشنبه
آخر شب شانزدهم رمضان سنه یکهزار و یکصد و شصت و چهار انتقال فرمود و متصل روضه پدر بزرگوار خود
بطرف شرقی آسوده **ذکر شاه حمزه** شاه حمزه فرزند ارجمند شاه آل محمد و مصنف کتاب کاشف الاستار
بودند در آن کتاب مذکور مینویسند تولد این فقیر چهاردهم ربیع الثانی در سنه احد و ثلثین و مائة و الف است چون
عمر بچهار و سی رسیده جناب عالی ازین عالم رحلت فرمود از آن وقت بر این مکان نشسته است قریب

چشتیه نظامیه قادریه

سی و چهار سال میشود که درینخانه استقامت میدارد سال فقیر بشصت و هفت کشیده منتظر لطیفه غیبی میباشد
و اکثر این رباعی میخواند رباعی گر گوهر طاعتی نسفتم هرگز ٭ ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز ٭ نومید نیم
ز آستان کرمت ٭ زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز ٭ عمری بحسرت گذرانیده ام و جای بحیرت در باخته
ام نه فلوسی از دکان یغما در گره نه پشیزی نه یک کف جو از خرمن رایگان حاصل نه قفیزی با وجود
این افلاس جهانیان قطب زمان میگویند و عالمیان غوث ارشاد میخوانند من هم با این زمره عوام و خواص
در ساخته ام و ماتم خود داشته ام ای دل تو بکجا میروی و کدام راه می پوئی ؎ توی سرمایه دنیا و
دین دیگر چه میخواهی ٭ دو عالم گر درو سازی همان حاصل کنی خود را ٭ ز نومیدی شکایت میکنی چشم
از که میداری ٭ کریمی هم مقرر کن اگر سایل کنی خود را ٭ استغفر الله لا حول و لا قوة الا بالله این فقیر
سه پسر دارد و تحسین ملقب باچهی صاحب مسمی بسید آل احمد دیگر معروف بستهری صاحب مسمی بسید آل برکات
سوم مشهور بسچی صاحب مسمی بآل حسین سلمهم الله تعالی حق تعالی در عمر ایشان برکت دهد و به راز خویش آشنا
سازد بحق محمد و آله و بدانکه میر سید محمد صغری که از اجداد سادات بلگرام و با فقراند در وقت با راجه انجا
سری نام که کافر متعصب بود در بلگرام متوطن گردیدند در سنه اربع و عشر و ستمائه بدستوری سلطان
شمس الدین التمش غازیان اسلام راجه را با اقارب و عیال و سپاه بقتل رسانیده تاریخ این فتح خداداد
است و بعد سی و یک سال سید موصوف در چهاردهم شعبان سنه خمس و اربعین و ستمائه بعالم قدس
خرامید آن مرج البحرین و فضایل صوری و معنوی مرید خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی بودند
حضرت شاه حمزه وصیت نامه هذا از ایام وصال پیش از ششماه نوشته در قلمدان مخفی داشته بودند
و آن اینست **وصیت نامه** بالا بلند عشوه گری سرو ناز من ٭ کوتاه کرد قصه عمر دراز من
معلوم بندهای خدا سلمهم الله باد که فقیر را سفر آخرت در پیش آمد آنچه حضرت جدی قدس سره آخر رساله
چهار انواع ارقام فرموده اند اینجماعه را بسند است حتی الوسع در آن ساعی باشند و با نامرادی بسازند
و ازین جانب اجازت خلافت سلاسل خمسه مقرر دانند دادیم و باسماء اربعین و بشمخ و دعاء یمانی
و سور قرآنی و دیگر ادعیه و اذکار و اشغال بمشافهه و غیر مشافهه مجاز و ماذون بوده اند و هستند

و اقتنا بشان شریعت غرا آنچه از دست آید لازم دانند و دست طمع باستین قناعت پیچند و بلا بد اکتفا نمایند اگرچه
الضرورات تبیح المحظورات نیز گفته اند و بکتب سلف و حقایق و اوراد مشغول باشند و کمر سعی در طریقه انیقه این طایفه
از دل و جان استوار بر بندند و شیمه کریمه اغماض عین در امورات دنیوی لازم شناسند ؎ از آن روید گل و خار
اندرین باغ ٭ که هم طاوس در باغ است و هم زاغ ٭ اگر بینی بد و نیکی مزن دم ٭ که هم ابلیس می باید هم
آدم ٭ دنیا گذشتنی و گذاشتنی است لهذا با همه کس پرداختنی است و اگر کسی از اهل او تعالی بنظر او
آید دست شما و دامن او لیکن درین زمان اهلیت این امر مفقود و جنسیت موجود و بچرب زبانی و شیرین
لسانی کسی فریفته نشوند که این طایفه در هر وقت اعز من الکبریت الاحمر بوده اند و فاتحه سالیانه هرگز بتکلف
نکنند بلکه نه نمایند که حکم چنین است بعد بست سال روشن خواهد شد حالا مسئله اجل در حل و کاری ازین اهم در پیش
پس ازین دعاهای به بیگانه و خویش فقط گویند بعد بست سال جاگیر ایشان در ضبط انگریزان آمد بعده از فضل
الهی واگذاشت گردید **تتمه** ؎ دیگر مگو نصیحت حافظ که ره نیافت ٭ گم گشته که باده تلخش بکام رفت
غزل وقت آن آمد که عزم لامکان برپا کنم ٭ این جهان و آنجهان را درهم و شیدا کنم ٭ وقت آن آمد
که از یاران تن باشم جدا ٭ عزم سوی دوستان عالم بالا کنم ٭ نغمه فروا الی الله سیر آهنگی نمود ٭ با رفیقان علا آهنگ
آن صحرا کنم ٭ نقطه آخر باول می رسانم ای فلان ٭ دوره قوسین را اقرب باو ادنی کنم ٭ بعد وهمی را
بقرب وسوسه سازم بهم ٭ این خیالات توهم را بخود رسوا کنم ٭ نفی در اثبات و اثباتست در نفی کذا ٭
لا و الا را بهم آریم تا لالا کنم ٭ رخش خود از لا و الا بر جهانم این زمان ٭ زان طرف بیداء امکان خیمه
برپا کنم ٭ صورة تن از هیولای قفس آرم برون ٭ طایر قله نشین را ماده عنقا کنم ٭ بیخود آتا با خدای
خویش گردم همعنان ٭ بیخود آشو از خدا تا با خدا یکتا کنم ٭ ساز تن را بشکنم و این پردهای جان درم
با صداهای هویت طنطنه در نا کنم ٭ همزه قطعی بوصل جان کنم عینی نما ٭ دوره ها مرکز الهه را یغما کنم ٭
انتهی در چهاردهم محرم سنه یکهزار و یکصد و نود و هشت برحمت حق پیوست **ذکر اچهی صاحب**
اسم شریف سید آل احمد مرید و سجاده نشین پدر بزرگوار خود حضرت شاه حمزه بودند و شیخ المشایخ وقت
خود مشایخ آن زمان آوازه بزرگی و مشیخت ایشان شنیده بخدمت ایشان می آمدند چنانچه

حضرت شیخ غلام حسین صاحبزاده اخوند فقیر صاحب قدس الله اسرارهما چون بملازمت ایشان رسیدند بعد دریافت
عرض مدعا کمال تعظیم و تکریم ایشان بر خود لازم دانسته در فیض صحبت خود در آوردند و تعلیم اسماء اربعین و
دعا یمانی و دیگر اعمال و اشغال و ذکر و فکر نموده در پنج طریقه قادریه و چشتیه نظامیه و سهروردیه و مداریه و نقشبندیه
ابو العلائی که از مشایخ خود رسیده بود مجاز و ماذون ساختند فرمودند که صاحبزاده ایشان فرستاده
حضرت غوث الثقلین اند و پسند خاطر ایشانرا ملحوظ میداشتند الغرض بر کمال بزرگی و اخلاق ایشان و بر تعظیم
و تواضع فقرا و علما و مسافران اتفاق است گویند پدر بزرگوار ایشان در حیات خود بریاضات و مجاهدات
و بشب خیزی و بر خواندن نماز معکوس ایشانرا کوشش بلیغ میفرمودند و هر روز دریافت آن می نمودند اگر
در تعداد شغل و ذکر و بیداری شب از پسر ثانی خود در ایشان زیادتی می یافتند همراه خود طعام میخورانیدند
والا اوشانرا ازین شفقت معزز و ممتاز میفرمودند و میگویند ایشان تا دوازده سال خود را در چاهی آویخته
نماز معکوس خوانده بودند و در پایه مبارک ایشان نشان رس نمودار بود **وصیت نامه ایشان**
بندهای خدا سلمهم الله تعالی آنچه حضرت ابوی رحمة الله در وصیت نامه رقم فرموده اند بران مواظبت نمایند
و طریقه بیعت بجز خاندان خود چه از پدر و چه از برادر و چه از خلفاء خاندان خود از جای دیگر نکنند چرا که سلک
صحیح است ؎ باغ مرا چه حاجت سرو صنوبر است ؛ شمشاد خانه بر در ما از که کمتر است ؛ فایده
و استفاده را مضایقه نیست ع متاع نیک از هر دوکان که باشد ؛ و در آداب مسجد و خانقاه و
درگاه بکوشند و از بایست ملحوظ و از نابایست محفوظ دارند که عمده کار شریعت است ؎ خلاف
پیمبر کسی ره گزید ؛ که هرگز بمنزل نخواهد رسید ؛ و در خدمت صادر وارد و در تعظیم و تکریم مشایخ
و فقرا و علما و فضلا بکوشند و آنچه از دست ایشان آید رطب و یابس بحرمت تمام متواضع شوند
اگر ازین معنی از ایشان کسی راضی نخواهد شد مواخذه بر ایشان نیست و علم و عمل در پیش دارند کار نیست دیگر هیچ
زیاده ازین دعاها به بیگانه و خویش و کار ازین اهم در پیش والسلام و فاتحه سالیانه بتکلف نکنند بر یک
کاسه شربت یا بر یک نان جوین بکنند و خدمت دارد صادر بصدق دل کنند من خدم خدم و بر مذهب
حنفیه قایم باشند و رسم تعزیت از سه روز زیاده ننمایند و روشنی و چراغان بعمل نیارند چرا که این

عاجی تکلف روا ندارد و در تکلف در شرع روا نیست در هفتدهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و سی و پنج
برحمت حق پیوستند و در قصبه مارهره قریب آب و جد خود مدفون گشتند و هیچ پسر در عقب نگذاشتند
ذکر ستهر لصاحب اسم شریف سید آل برکات مرید و ماذون از پدر خود شاه حمزه و از برادر کلان
خود سید آل احمد بودند بعد انتقال برادر موصوف بر مسند ارشاد ایشان نشستند و بر تقوی طهارت و بر
طریقه آبا و اجداد خود مشهور و معروف بودند و روپیه را از دست نمی گرفتند و مس نمی کردند و اگر ناگاه
اتفاق مس آن افتادی دست را میشوئیدند حافظ نصیر الدین بطلب خدا قصد قدم بوسی ایشان
کرد چون قریب مارهره رسید راه گم کرد پیر ضعیفی را دیده راه پرسید آن پیر این را تا بدروازه ایشان رسانید
گم شد چون بملازمت ایشان مشرف شد دید که آن پیر ره بر ایشان هستند و ایشان بودند بعد رهنمونی
باطن ایشان فرمودند بطرف گوالیار برو و در انجا باش حافظ صاحب مذکور هم در انجا جا نداد و قدم
بیرون ننهاد و ایشان حضرت در علم ظاهر و باطن نصیبی وافر و حظی کامل میداشتند در بست هفتم رمضان
سنه یکهزار و دو صد و پنجاه یک انتقال کردند و در احاطه روضه جد امجد خود مدفون گشتند سید آل رسول
ولد ایشان مرید عم بزرگوار خود سید آل احمد هستند تا حال بر مسند آبا و اجداد خود نشسته اند و طریقه
اسلاف خود جاری میدارند عالم اند و سند حدیث شریف از مولانا شاه عبد العزیز گرفته اند و در اخلاق
حمیده و صفات سنجیده نظیری ندارند وقتی بزیارات بزرگان مارهره رفته بودم چون در خانقاه
صاحب البرکات رسیدم شیخی را دیدم که آثار بزرگی و مشیخت از سیمای ایشان هویداست تسلیم نموده
نشستم بعد دریافت حال بنده در یک حجره آن خانقاه جای دادند و بکمال شفقت بزرگانه و کریمانه
سرفراز فرمودند سلمه الله تعالی سید صاحب عالم از اولاد صاحب البرکات که بخورد سرکار نام دارند
شیخ کریم النفس و بابرکت و صاحب جود و کرم هستند چون در خانقاه تشریف آوردند بملازمت
خود بنده راه معزز و ممتاز فرمودند بعد دریافت احوالم بسیار شفقت و مهربانی مبذول فرمودند
و حسب معمول خود نام و نشان بنده در دفتر خود نوشتند سلمه الله تعالی بعد تحریر هذا در دوم محرم
سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و هشت بجوار رحمت حق پیوست ذکر میر سید دوست محمد

ایشان از خلاصه مسترشدان و عمده خلفاء حضرت امیر ابو العلا قدس الله اسرارهما بودند حضرت امیر را هرچه نعمها
از روحانیت ائمه اطهار و خواجه معین الحق والدین چشتی قدس الله سره رسیده بود بالکل ایشانرا عنایت فرموده
بار امانت ولایت و ارشاد تفویض نمودند نقلست وطن اصلی ایشان برهان پور است تحصیل علوم ظاهر
در دهلی کردند بعد فراغ علم بطلب خدا در ملک بنگاله تشریف برده در خدمت مشایخ آن دیار حاضر می بودند
چونکه استعداد ایشان عالی بود بی مقصود خود نیافتند بعد تلاش بسیار از شخصی تعریف حضرت امیر شنیده
قصد اکبرآباد کردند چون شهر کالپی درمیان راه آمد از انجا یک کوزه مصری برای نذر حضرت امیر خرید
نمودند و در شهر اکبرآباد رسیده بخدمت حضرت امیر حاضر شدند در انوقت حضرت امیر از نماز ظهر
فراغت یافته در صحن مسجد با یاران نشسته بودند ایشان تسلیم بجا آورده آن کوزه مصری پیش
نظر گذرانیدند حضرت امیر نام ایشان پرسیده فرمودند نزد فقیر بچکار آمده اید ایشان عرض کردند
نام خاکسار دوست محمد است و شهره فیض و کرم حضرت شنیده از ملک بنگاله بطلب خدا حاضر
آمدیم حضرت امیر تبسم نموده و قدری مصری ازان خورده و باقی تقسیم کرده فرمودند که ایشان دهن مرا
شیرین کردند لازم است که من هم دهن ایشانرا شیرین کنم پس ایشانرا توجه عینی دادند و از بادهٔ وحدت
مست و مدهوش کردند چون ایشان بهوش آمدند نماز عصر و مغرب قضا ادا کردند و صبح آن بیعت کردند
حضرت امیر خرقه و خلافت و شجره طریقت عطا کرده فرمودند در شهر برهان پور بروید و طلاب خدا را ره
نمائید ایشان عرض کردند حضرت از قدم بوسی خود جلد جدا نفرمایند چون اجازت اقامت یافتند در یک
سال بخدمت حضرت امیر از نعلین برداری و پایه کوبی و مگس رانی فیضها اندوخته و بطرف برهان پور رخصت
گرفته در ملک دکهن فیض باطن جاری کردند و مشهور و معروف دران ملک گردیدند و پیم کهانی در فراق
مرشد خود گفتند در بست و ششم جمادی الثانی روز جمعه سنه یکهزار و نود برحمت حق پیوستند عمر شریف بسال
چهار و نود رسیده بود و مزار شریف در اورنگ آباد در تکیه مسافر شاه یا محمود شاه واقع است این هر دو
از خلفاء ایشان بودند و مسند نشین انجا ذکر شاه محمد فرهاد خلیفه سوم سید دوست محمد
قدس الله اسرارهما بودند مولد ایشان شهر دهلی است والد ایشان یکی از امرای بادشاهی و صوبه دار

ابو العلائی

برهان پور بودند گاهی گاهی معه فرزند محمد فرهاد بخدمت حضرت سید حاضر می بودند در آن زمان عمر حضرت شاه محمد فرهاد
دوازده یا سیزده ساله بود چون رابطه محبت در دل ایشان جای گرفت سوای همراهی پدر خود بخدمت حضرت
سید حاضر آمده فیض صحبت می ربودند چون ازین حال پدر ایشان واقف گردید با حضرت سید عرض کردند که من
بجز این فرزند دیگری ندارم و ایشان از آمدن اینجا از کار دنیا بیکار خواهد گردید حضرت سید فرمودند که ما و شما
هر دو ایشانرا مانع آییم تا درینجا نیاید چون منع کردند تیر عشق که در توده سینه ایشان غرق شده بود بیرون
نیامد چون پدر ایشان باز بار دیگر عرض مذکور ذکر کردند حضرت سید فرمودند شما میخواهید که در حضور بادشاه
دست بسته ایستاده گردد و خدا میخواهد که بادشاه بحضور ایشان ایستاده باشد آخر کار پدر ایشان را اجازت
داد و منع نکرد بعد چندی ایشان در حلقه ارادت حضرت سید در آمدند و بیعت کردند و خرقه و خلافت
یافتند و تا حیات شیخ خود آستانه شیخ را نگذاشتند و شیخ قریب انتقال خود ایشانرا وصیت فرمودند
که بعد ما در شهر دهلی باش و طلاب خدا را تعلیم نمای چون ایشان بعد انتقال شیخ خود در دهلی تشریف آوردند
انس و جن شهره فیض عام ایشان شنیده دویده آمدند و مرید شدند و فیض نسبت عالیه ابو العلائیه
فرهادیه برداشتند و ایشان در آخر عمر بکمال کثرت استغراق تنزیه از تکلیفات عالم تشبیه بالکل مبرا شدند
و چنان محویت غلبه نموده بود که خود را بر مسند می بستند مریدان می پرسیدند حضرت چه می جویند میفرمودند
فرهاد کجا رفت اکنون درینجا بود و چون حاجت بشریت فراموش میکردند مریدان یاد میدهانیدند در آن وقت
از توجه غیبی ایشان مردمان بیخود می افتادند و از فیض صحبت و تربیت ایشان بمقام معرفت می رسیدند
در بست پنجم جمادی الثانی سنه یکهزار و یکصد و سی و پنج وفات یافتند مزار شریف بشهر دهلی در مغل پور کهنه
واقع است و از اعظم و عمده خلفاء ایشان یکی مولانا برهان الدین خدانما بودند و دیگر میر سید اسد الله که اعظم
و اکمل خلیفه ایشان حضرت شاه محمد منعم قدس الله سره بودند و خلیفه اعظم و مرشد زاده حضرت مولانا
برهان الدین خدانما حضرت شاه رکن الدین عشق بودند و ایشانرا از حضرت شاه منعم هم اجازت
و خلافت بود و خلیفه حضرت شاه رکن الدین عشق حضرت سید خواجه شاه ابو البرکات بودند و خلیفه
حضرت شاه محمد منعم حضرت شاه حسن علی بودند و خلیفه حضرت شاه حسن علی حضرت حکیم شاه فرحت الله

حسن صورت کریم چکی بودند و حضرت شاه قمرالدین حسین عظیم ابادی خلیفه اعظم حضرت سید خواجه شاه ابوالبرکات
بودند و نیز از حضرت شاه فرحت الله فرقه و خلافت یافته بودند و مولد و موطن و مدفن ایشان عظیم اباد است ذکر

حاجی سید عطا حسین عظیم ابادی

ایشان مرید و خلیفه و خواهرزاده شاه قمرالدین حسین بودند صاحب ذوق و شوق و اهل وجد و حال بودند در غلبه شورش عشق و محبت حرمین شریفین ذکر می انگیزد ان ترک وطن
به برکات انمقام شریف خاطر گزیدند و متی سبدرا در آخر عمر جوانی و اغاز پیری بجهت دوستی مشفقی خلیقی
خوش خوی اتفاق اقامت اکبر اباد افتاده بود دران زمان حاجی صاحب از حجاز در انجا تشریف شریف اورده
بودند شنیدم که درویشی ابوالعلائی از سفر حج در یک شهر رونق افروز گردیدند و هر مکان مکارم اخلاق
مجمع حسنات منشی غلام غوث صاحب که نسبت و محبت با فرقه فقرا و فضلا میدارند فروکش انداز انکه باداب
فیض آیات حضرت امیر ابوالعلا قدس السر محبتی دارم ملازمت ایشان رفتم چون رسم ملاقات میانه ما بین
گردید چنان اشفاق و اخلاق مبذول فرمودند که هر روز خدمت ایشان میرسیدم تا انکه التفات و تعلق فرمودند
بر مرید گردیدم روزی فرمودند که هر چه فرد و تواز طریقه چشتیه صابریه خبری باشد ما را بدهی و انچه که نزد ما از طریقه
ابوالعلائی موجود است بگیری گفتم جناب هر چه عنایت فرمایند و تعلیم نمایند مرا قبول است لیکن من لیاقت
تعلیم و تعلم آن ندارم العذر در ماه جمادی الثانی سنه یکهزار و دو صد و شصت و سه از کار و افکار و اشغال ۱۲۶۳
و مراقبات طریقه عالیه ابوالعلائیه اجازت و دلائل الخیرات و ترکیب توجه داون هر چهار طرق و شناخت کیفیت
نسبت هر چهار طرق و شناخت مادهٔ جذبی و سلوکی طالب معه شجره و اجازت نامه بوشته دادند و فهمانیدند
چنانچه مجموعه آن رساله است اجازت نامه خادم الفقرا عبد الرزاق المشتهر عطا حسین فانی ابن سید سلطان
احمد بن سید شاه غلام حسین بن سید ابوالعلائی المنعمی قدس الله سرها مظهر البیان است اما الطریقیه باللفظ
فلان مرادابادی زاد الله عرفانه این فقیر صحت اعراب الفاظ و عبارات و اسناد و ترتیب دلائل الخیرات نمود
و خاکسار از شیخ السید محمد ابن سید عبد الرحمن شریف الحسنی الملقب صاحب دلائل الخیرات مغربی القادری مقیم
حال مدینه المنوره فی روضه رسول الله صلی الله علیه وسلم احصه آل مولف دلائل الخیرات ایشان از شیخ
السید محمد ابن احمد الله غزی الشریف الحسنی ایشان از شیخ ابو البرکات العلمی ایشان از محمد ابن احمد

ابن الحاج ایشان از شیخ سید احمد المقری ایشان از سید عبد القادر الفاسی ایشان از سید احمد ابن ابی العباس
الصمعی ایشان از سملالی ایشان از سید عبد العزیز تباعی ایشان از مؤلف سید محمد ابن سلیمان الجزولی الشریف
الحسنی مغربی صحیح نمودند و اجازت حصول کردند فقیر نیز فلان ممدوح را اجازت داد و ایضاً برادر طریقت فلان
مرادآبادی بعد تعلیم ذکر و شغل و مراقبه از فقیر سلسله قطبی الچشتیه ابو العلائیه المنعمیه المقمریه حاصل کردند الحال باذن الله
ماذون گردانیده شد و آنچه از مرشدان رسیده است بدین مامور کردم هر کسیکه بارادت صادق برای
حصول این طریقه عالیه طالب آید بطور تعلیم این سلسله تعلیم نمایند بشرط معتقد اهل السنة والجماعة و مشغول
باوامر الهی و نفور از مناهی و تارک غذای ماهی باشند و در حین شب دوگانه صلواة العشق معمول دارند الله تعالی
بر جاده مستقیم داشته عاقبت بخیر گرداند بعد از آن بوطن اصلی خود عظیم آباد تشریف بردند تا حال احوال حیات و
ممات ایشان معلوم نیست

ذکر آن سید السادات منبع حسنات حضرت میانصاحب شاه محمد حسین رحمة الله علیه

اسم شریف شاه غلام حسین بود ولیکن میانصاحب در شجره خود
را محمد حسین می نوشتند مرید و خلیفه حضرت شیخ عبد الکریم عرف اخوند فقیر و صاحب جیو بودند و عالم بودند
بعلم شریعت و طریقت و از اهل تقوی و ورع و صاحب صبر و توکل پدر راقم ارادت بایشان میداشتند میان حضرت
ظهور الحسن ادهمی فاروقی که یکی از بزرگان این شهر و مرید میانصاحب بودند بشراکت خانصاحب علی محمد خان ادهمی
فاروقی که از روسای این شهر و مرید میانصاحب بودند رساله در احوال میانصاحب نوشته اند در آن مینویسند
که محمد اشرف علی صاحب والد سیدی و مرشدی از سادات صحیح النسب شهر ترمذ اند حضرت سیدی و مرشدی
میفرمودند والد این فقیر در اوایل حال مجذوب بودند و از باعث بعض وجوه وطن خود گذاشته در شاه جهان آباد
متوطن شدند و تولد فقیر هم در آن شهر اتفاق افتاد هرگاه که قریب بر چهارده سالگی رسیدم همراه والد خود روانه
شده بعد طی منازل در هوڈل پلول رسیدم شاه قطب الدین خلیفه محمد زبیر بن محمد نقشبند که یکی از مقبولان
الهی ساکن آن خطه بودند بخدمت شان حاضر شدم والد این فقیر از ایشان بیعت کردند حسب اتفاق شاه موصوف
یکروز از راه کمال نوازش بطرف من متوجه شده فرمودند که شما هم یکی از مقبولان درگاه الهی خواهید شد همان
وقت این فقیر را نیز دریافت گردید که دعای شان در حق من باجابت انجامید و در اوایل حال از والد خود علوم

ظاهر و ریاضت و مجاهدات و اشغال باطن حاصل نمودم بعد مراجعت آنجا بزیارت حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی
مشرف گشته استقامت ورزیدم بعده همراه والد خود وارد شهر اجمیر شریف شده در حجره که مقابل مزار متبرک
سلطان هند حضرت خواجه معین الحق والدین بود قریب شش سال اقامت گزیدم هم در آنجا والدین فقیر ازین
عالم رخت سفر بربسته در آن شهر مدفون گشتند بعد فوت والد مرحوم بر خاطر این فقیر نهایت رنج و الم طاری
شد راقم گوید در سنه یک هزار و دو صد و پنجاه از طرف ٹونک روانه اجمیر شریف گشتم در میان راه با یکی از خادمان درگاه
خدمت علی نام ملاقی شدم از وطن خاکسار پرسید گفتم مرادآباد گفت شاه غلام حسین را میدانی گفتم پسر آنحضرت
ام گفت من شاگردم یکبار در آن شهر از ملاقات شان مشرف شدم بخاطر تمام پیش آمدند چون باجمیر شریف رسیدم و بشرف
زیارت خواجه بزرگ قدس سره مشرف شدم پرسیدم از میان خدمت علی مذکور که درینجا حجره بود اقامت آنحضرت
گفت تا حال موجود است و بنده را همراه خود گرفته از زیارت حجره شریف مشرف گردانید دیدم که بحجره بر دروازه
شرق روی مسجد اکبری بجانب جنوب است و مقابل آن روضه شریف سلطان هند خواجه معین الحق والدین
که آستانه ایست سجده گاه عشق واقع است پس از آن باولیا مسجد که آن فقط چبوتره ایست نشان داده و قریب
آن روضه شریف بجانب جنوب مایل بگوشه غرب واقع است گفت که آنحضرت درینجا می نشستند باز آمدیم بسر مطلب
قوله که شبی برویت حضرت خواجه بزرگ مشرف شده بلا واسطه از آنجناب سعادت بیعت حصول ساختم
بعد بیداری عجایب تاثیر بر خود یافتم از آن روز بر حال این فقیر حضرت خواجه بزرگ نهایت نظر الطاف میداشتند
چنانچه پسر متولی زیارت شریف مریض و قریب مرگ رسیده بود پدر مریض این فقیر را در مکان خود طلبیده
درخواست شفای پسر خود نمود این فقیر متوجه جناب خواجه صاحب شده سلب مرض مریض کرد در حال شفا یافت
هنگام استقامت آنجا اکثر طریق اشغال و اعمال و طلسمات از والد خود و دیگر درویشان اخذ نمود بعد چند مدت باشارت
حضرت خواجه بزرگ بسمت این دیار رخت سفر بربستم وقتی که در شاهجهان پور آمدم بخانه شاه نور محمد نامی درویشی
که مرید حضرت شیخ عبدالکریم بودند فروکش شدم درویش موصوف کمالات حضرت شیخ بر زبان خود آوردند
باستماع آن نهایت راغب ملازمت شیخ گردیدم بعد چند روز بشهر رامپور رسیده بحجره حافظ عبدالرحمن
که مرید حضرت شیخ بودند استقامت کردم روزی همراه حافظ صاحب شرف اندوز ملازمت حضرت شیخ شدم

همانمدم از راه کمال نوازش بحافظ صاحب فرمودند که این درویش را در حجره خود جا دهید و این فقیر هر روز
در خدمت شیخ حاضر میشد روزی در وقت تنهائی کلمات چند بطریق تلقین ارشاد فرمودند همان وقت
از توجه انجناب ذکر کلمه لا اله الا الله از قلب من جاری شد و در صحبت اول مرتبه فنا فی الشیخ نقاب از چهره
خویش نکشود و بعد چندی ارشاد شد که بعد نماز عصر در وقت مراقبه حاضر شده باشند پس بفرموده شیخ
در وقت مراقبه حاضر می آمدم و متصل آنجناب می نشستم بعده امر شد که وقت شب کتاب حدیث شریف
از من فقیر نیز مطالعه میکرده باشند چنانچه بموجب ارشاد بجا آوردم و در حضور آن جناب تاثیر بر خود
می یافتم شبی حضرت شیخ در وقت تنهائی متوجه بطرف این فقیر شده فرمودند که اکثر اشغال
نامی چشتیه و قادریه و نقشبندیه که از پیران ما بما رسیده اند در عرصه قلیل بشما خواهم آموخت
چنانچه در عرصه دو سال ایفائی وعده فرمودند روزی برای آموختن شغلی که از ان کشف امور
غیب حاصل میشد تعلیم فرمودند عرض کردم که من طالب خدا هستم از این شغلی کاری ندارم
از استماع این کلام نهایت راضی شده برای مطالعه کتاب ارشاد الطالبین که در آن اشغالهای
بسیار مندرج اند اجازت دادند روزی بحضور حضرت شیخ در مراقبه بودم که آنجناب
یکایک سر از مراقبه برداشته فرمودند اجازت دعائی سیفی میدهم و درین امر اشاره از جانب
پیران چشت می یابم عرض کردم که عوض دعا مذکور کسی شغل باطن ارشاد فرمایند از راه کمال
سرور مخاطب شده فرمودند که من فقیرے خود را بتو دادم و در حق من دعا فرمودند
بعد یک روز طریق یک شغل بیان نموده ارشاد کردند که بر حسین منصور حلاج در چهل
سال از استعمال این شغل حال غلبه کرد و بر شما در دوازده سال غلبه خواهد نمود مگر
درین امر خفا ضرور است و در افشاء مفسده ها بسیار و نیز درین راه علم ظاهری
لازم است روزی حضرت شیخ طریق نوشتن یک نقش تعلیم نمودند که حامل این نقش بر رویت
جناب رسالتمآب صلی الله علیه وسلم مشرف میشود و بعضی یاران خود را نوشته دادم آنها در حالت
تزع بر رویت مبارک مشرف شدند بعده امر کردند که سبق کسب به پسران من میداده باشند بموجب فرمود

بعمل می آوردم و آنحضرت از توجه باطن بمن استفاده میرسانیدند و اکثر اوقات بر زبان
می آوردند که اراده من بطرف ولایت است شما هم همراه این فقیر خواهید رفت بعد چند
روز ازین دار فنا تشریف فرمائی دار البقا شدند آن زمان فهمیدم که مراد ازین سفر خبر دهی
وفات خود بود این فقیر بعد چندی در شهر امروهه رفته بمزار شاه عبد الهادی صاحب چهل روز
استقامت کرد پسته در شهر مراد آباد آمده در مقام بغیا فروکش گردیدم مؤلف رساله
حضرت محمد ظهور الحسن رحمه الله مینویسد کاتب الحروف در مقام بغیا بسعادت قدمبوسی مشرف گشت
چون نظر بر جمال باکمال آنحضرت افتاد عجب حالتی روی داد که در تحریر نیاید و اکثر
اوقات بخدمت حاضر میشدم روزی کلمات چند بطریق تلقین ارشاد فرمودند بعد چندی
استخاره بموجب فرموده آنحضرت کردم که چند صوفیان بطریق حلقه ذکر جهر میگویند و من
متصل آن ایستاده ام شخصی دست راست من گرفته در حلقه برد ناگاه دیدم که آنحضرت
در آن تشریف دارند و میفرمایند که دست گیرنده شما حضرت شیخ عبد الکریم اند که شما را در زمره
خود جا دادند وقت صباح بخدمت آنحضرت حاضر شدم تبسم کردند پس از آن حالات شب عرض کردم
پس از آن وقت محبت آنحضرت غلبه کرد و بعد چند روز الفاظ تعلیم ارشاد فرمودند کلام اول همین بود
که اتباع شرع شریف در ظاهر و باطن بقدر استطاعت خود بجا آرند که هیچگاه ترک آن نشود زیرا که
هر قدر که در اتباع شریعت خلل راه خواهد یافت همانقدر از مرتبه طریقت دور خواهند افتاد بموجب
آیه کریمه قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ دوم سینه خود را از حسد و کینه و حب دنیا
و جاه پاک کنید و شب و روز از یاد خدا غافل نشوید سوم تقوی و دیانت و حلم و تواضع و اکرام بر غربا و
دوستی مقبولان الهی بر خود لازم گیرید چهارم ذکر پاس انفاس پنجم ذکر نفی و اثبات ششم اصل
معنی کلمه هفتم بتفصیل کلمه و معنی آن چنانچه بظاهر در شریعت نماز وغیره فرض است و در طریقت نزد
صوفیان خود را فانی کردن فرض عین است راقم گوید والد بزرگوار میفرمودند چنان خلق عظیم
با مریدان خود میفرمودند که کسی را بکاری برای نفس خود تکلیف ندادند و میفرمودند احسان این دوستان

ست که نزد ما می آیند و هم والد میفرمودند اگر گاهی تختهٔ تعلیم نه بردیم میفرمودند چه جرمانه تجویز
نموده آید که تختهٔ تعلیم نیاورده آید و هم والد میفرمودند بسبب حسن خلق و کلام شیرین
ما را لائق صحبت کسی نگذاشتند والد بزرگوار وقت ذکر حضرت ایشان چشم پر آب میشدند
وفات وی حضرت هشتم ربیع الثانی در سنه هزار و دو صد و بست و هشت واقع شده و در محله
بغیا منمحلات مراد آباد مدفون گشت

ذکر حضرت شاه عبد الله المشتهر بشاه غلام علی رحمة الله علیه

صاحبزاده مولوی عبد الغنی فرزند ثانی شاه ابو سعید رساله در ذکر
حضرت شاه غلام علی و پدر و برادر خود تالیف نموده اند رحمة الله علیهم در آن مینویسد که ارشاد
حضرت ایشان در عین حیات خود بحدی شده که شاید در مشائخ ما سبق در بعض افراد اگر شده
باشد بعید نمی نماید از اقصای روم و شام تا بحد چین و از مشرق تا مغرب خلفای حضرت ایشان
در عین حیات منتشر شده اند آری مشک آنست که خود بوید نه آنکه عطار گوید ولادت شریف
حضرت ایشان در سن هزار و یکصد و پنجاه و هشت در قصبه بٹاله ضلع پنجاب بظهور آمد تاریخ ولادت
شریفش از مظهر جود بر می آید نسب شریف به حضرت مرتضی علی کرم الله وجهه میرسد والد شریف شاه
عبد اللطیف مردی مرتاض و مجاهد بوده اند کریلها جوش داده میخوردند و در صحرا رفته ذکر جهر
می نمودند پیر ایشان شاه ناصر الدین قادری بودند مزار پیر ایشان و نیز مزار ایشان در جیش پوره
عقب عیدگاه محمد شاهی در حضرت دهلی واقع است از نسبت چشتیه و شطاریه نیز حظی داشتند
چهل روز کامل خواب نکردند و بشب اندک میخوردند و نیت روزه هم برای رعونت نفس نمیکردند قبل
ولادت آنحضرت حضرت اسد الله الغالب را بخواب دیدند فرموده اند نام پسر خود را بنام من نهید بعد
تولد ایشان علی نام نهادند چون حضرت ایشان بسن تمیز رسیدند تادیباً خود را غلام علی مشهور ساختند
والده شریف بزرگی را بخواب دیدند که فرمودند نامش عبد القادر نهید مؤلف رساله گوید شاید آن
بزرگ حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه باشند عم آنحضرت که مرد بزرگ بودند و در
یک ماه قرآن مجید حفظ نمودند بحکم رسول خدا صلی الله علیه وسلم عبد الله نام نهادند والد آنحضرت برای

اخذ بیعت از پیر خود که صحبت دار حضرت علیه السلام بودند آنحضرت را از وطن طلبیدند از قضای الهی
آن بزرگ در شب سیزدهم ازین که یازدهم رجب بود انتقال فرمودند والد ماجد فرمودند ما برای بیعت
طلبیده بودیم تقدیر نبود الحال هر جاکه بودی بشام شمار سد اخذ طریقه کنید بزرگان که در دهلی در آنوقت
متعین بودند آنها را دریافتند حضرت ضیاء الله وشاه عبد العدل هر دو خلیفه حضرت خواجه عزیز خواجه
میر درد و فرزند خواجه ناصر و مولوی فخر الدین شاه نانو و شاه غلام ساعات چشتی و دیگر اعزا را در
یافتند و در سنه هزار یکصد و شصت که عمر شریف بست و دو ساله بود در خانقاه شریف شهید رسیدند
قول حسب الحاله ۵ از برای سجده عشق آستانی یافتم ۵ سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم ۵ غرض بیعت نمودند
فرمودند جائیکه ذوق وشوق باشد آنجا بیعت کنید اینجا سنگ بی نمک میدان است عرض نمودند مرا همین
منظور است فرمودند مبارک است پس بیعت ساختند حضرت ایشان در احوال خود نوشته اند بعد حصول
مناسبتی بعلم حدیث و تفسیر بیعت در خاندان قادریه بدست مبارک حضرت شهید نمودم تلقین در طریقه
نقشبندیه مجددیه فرمودند پانزده سال در حلقه ذکر و مراقبه شرف سعادت یافتم بعده این کمینه
را باجازت مطلقه نوازختند در اول ارادت تردد داشتم که شغل در طریقه نقشبندیه بسیکنم رضای حضرت
غوث الاعظم باشد یا نه دیدم که حضرت غوث الثقلین در مکانی تشریف دارند و محاذی آن مکان
مکانی است که حضرت شاه نقشبند تشریف میدارند رحمة الله علیه میخواهم که نزد حضرت نقشبند
حاضر شوم فرمودند مقصود خدا است بروید مضایقه نیست میفرمودند درین طریق چار چیز ضرور است
دست شکسته پا شکسته دینی درست یقینی درست و مرتبه تعشق بجناب سرور کائنات داشتند
هرگاه نام شریف میگرفتند بیتاب میشدند یکبار خادم قدم شریف بترک آب آورد و گفت سایه رسول
خدا صلی الله علیه وسلم بر ذات ایشان باشد از شنیدن این کلام بیتاب شدند و بر
بر روی پیشانی آن خادم دادند فرمودند که من که باشم که سایه رسول خدا بر من باشد
و آن خادم را بنواختند میفرمودند من صورت حضرت خواجه نقشبند و حضرت مجدد معائنه می
بینم یکبار یک پهلو شل شد استمداد از روح مجدد نمودم همون وقت صورت شریف

ایشان را معلق در هوا دیدم کل آن بیماری سلب نمودند میفرمودند گزک اکابر چشتیه که سرمستان
ذوق محبت اند سماع و سرود است که دل را بگانگ شوق می آرد و پرده از چهره یار خرق میسازد و
گزک ما متوسلان سلسله نقشبندیه که بادهٔ نوشان جام مودت ایم حدیث و درود است که قلب را
گوناگون اذواق می بخشد میفرمودند که در کمالات وصل عریانی میشود بدان مقام نصیب سالک
بجز یاس و محرومی نیست هرچند وصول هست حصول نیست میفرمودند چنانکه طلب حلال فرض
است بر مومنان همچنین ترک حلال فرض است بر عارفان مؤلف گوید عمل صوفیان بر عزیمت است
میفرمودند صوفی دنیا و آخرت را پس پشت انداخته متوجه مولی گشته للمولوی ؎ ملت عاشق
ز ملتها جداست ٭ عاشقان را مذهب و ملت خداست ٭ میفرمودند زوال عین آنست که سالک
انا گفتن نتواند چنانکه خواجه احرار رضی الله عنه فرمودند انا الحق گفتن آسان است و انا را زائل
کردن مشکل است میفرمودند کفر لقب آنست که امتیاز برخیزد و بجز ذات حق هیچ در نظر نماند
منصور حلاج گوید ؎ کفرت بدین الله والکفر واجب ٭ لدی و عند المسلمین قبیح ٭ بروز شنبه
بیست و دوم صفر بعد اشراق در سنه هزار و دو صد و چهل در استغراق مشاهده حق ازین
دار پر ملال انتقال فرمود

ذکر حضرت حافظ کامگار خانصاحب رحمة الله علیه

مرید و خلیفه حضرت شاه محمد حسین سرهندی بود حضرت محمد ظهور الحسن در رساله خود والد
میان صاحب را سید محمد اشرف نام ترمذی و تولد حضرت ایشان به شاهجهان آباد مینویسد
شاید والد میانصاحب یا آبا و اجداد وی حضرت از ترمذ آمده سکونت سرهند اختیار کرده
باشد و تولد وی حضرت در شاهجهان آباد باشد مگر در بودن آنحضرت از سادات ترمذ
هرگز شکی نیست مرا تحقیق این امر در ذکر وی حضرت بایستی لیکن بعد تحریر ذکر آن حضرت
شجرهٔ منظومه معه تاریخ فوت حضرات چشتیه تصنیف خاص و بدستخط خاص آنحضرت نوشته
دیدم که دران مینویسند تمام شد شجره طیبه پیران چشت اهل بهشت قدس الله اسرارهم رضی
الله تعالی عنهم اجمعین راقم افقر احقر گنه گار محمد حسین سرهندی قدوسی پیش از عصر

بفرمایش حافظ عبدالرحمن صاحب حافظ کامگار خان صاحب در قوم خود خانزاده اند در اصطلاح افغانان
خان بمد الف سردار قوم و قریه را گویند و جد وی نامدار خان رئیس و سردار پنجتار بود پدر وی منیر خان
در هندوستان آمده سکونت ملک کتهیر ورزید حافظ صاحب موصوف به تقوی و طهارت بودند
و در اتباع شرع شریف رعایت کما حقه داشتند میان صاحب در مرض وفات حافظ صاحب را
طلبیده اجازت دادند و فرمودند که از اشارهٔ پیران اجازت داده ام نه فقط از جانب خود حافظ
صاحب را اکثر اوقات محویت و استغراق غالب بودی اتفاق است که در مجلس سماع نمی رفتند
در ایام عرس شیخ خود در مجلس سماع حاضر نشدند و در مسجد که قریب روضه پیر وی است نشسته
بودند قوالان می سرائیدند بر شعری ذوق و شوق افتاد و جد و رقص کنان از مجلس برآمدند بعد افاقه
فوراً باز بمسجد رفتند و نشستند روزی شیخ محمد حسین که یکی از مریدان راسخ الاعتقاد میان صاحب
بودند از راقم فرمودند که حافظ صاحب در مسجد محله خود نماز عصر گذرانیدند و من در گوشه صحن
مسجد این شعر بالحان خوش خواندم که ع وهی جو دیتا هی دکهلائی مسجد اور مندر مین و حافظ جی
در رقص آمدند بعد افاقه مرا گفتند که اینچنین شعر در مسجد گفتن شما را نشاید که نامشروع اند تا دبا جواب
ندادم و قبول نمودم بست و چهارم صفر در سنه هزار و دو صد و بست و نه ازین دار فانی بدیار
جاودانی رخت سفر بست زیر دیوار شرقی روضه پیر خود مدفون گشت ذکر آن عالم علوم
عقلی و نقلی و عارف اسرار خفی و جلی سید السند مولوی محمد امانت علی
حسینی چشتی صابری قدوسی رحمة الله علیه مرید و از اجله خلفای حافظ محمد موسی
مانکپوری رحمة الله علیه بودند و از ابتدای عنفوان جوانی از لهو و لعب محترز بودند و بتحصیل علوم
ظاهری و پرهیزگاری مصروف اول آداب شریعت و طریقت از صحبت حضرت شاه غلام حسین عرف محمد حسین
خلیفه حضرت اخوند فقیر صاحب دریافته بودند بعد وفات وی حضرت فیض صحبت حافظ کامگار خان
صاحب که خلیفه حضرت شاه غلام حسین بود برداشته بودند رحمة الله علیهم و از برکت صحبت این هر دو
بزرگوار کامل آگاهی خاطر و محویت سکر رو نموده بود که بعد یکسال از فوت پیر خود حافظ کامگار خان

صاحب رخت سفر بستند بعد ازان حضرت مولانا به اقتضای استعداد جبلی در تحصیل علوم باطن کمر همت بستند بهر جوانب
و اطراف که خبر درویش می یافتند میشتافتند مگر از کسی حصول مدعا نگردید ناچار بشاهجهان آباد تشریف
برده بتحصیل علوم ظاهر مصروف شدند و در اکثر اوقات در عین مطالعه کتاب بملاحظه مقصود مستغرق
می بودند که از پرتوی صحبت آن هر دو بزرگ چشتیه حال استغراق غالب شده بود بهمین حال از علم ظاهر
فراغت یافته باز بطلب مطلوب اصلی متوجه گردیدند حافظ بانکی صاحب رحمه الله که یکی از دوستان
مولانا و مرید مجاز و ماذون حضرت حافظ موسی رحمة الله علیه بودند چون طلب فقیر در ایشان بکمال یافتند
همراه ایشان شده بخدمت حافظ صاحب رحمه الله در مانکپور رسیده مشرف گردیدند و ایشان را بحضور
حافظ صاحب حاضر کردند چون حافظ صاحب استعداد ایشان کامل دیدند در طریقه خود داخل کردند
و تعلیم فرمودند و مولانا و مرشدنا مجاهده و ریاضت در ذکر جهر بسیار کردند چنانچه زکواة یک ضربی
چند بار دادند روزی از راقم میفرمودند چون نفس در ذکر نمودن سستی کردی یا خواب آوردی
گوشت جسم خود را از دست خود می مالیدم تا خواب دفع گردد بعد ازان حافظ صاحب رحمة الله علیه
خلافت دادند و بر جمله مریدان و خلفا ممتاز ساختند چنانکه یک تخت در حجره شریف برابر چارپای
خود برای نشستن ایشان نهادند و همیشه بر آن می نشانیدند و میفرمودند که مولوی جیو از ارادت
شما نزد اینجانب ما را فخر است حضرت ایشان از برکت صحبت وی حضرت یافتند آنچه یافتند و
رسیدند بمقامی که رسیدند حضرت مولانا و مرشدنا در زمانه خود امام چشتیه و پیشرو اهل شریعت
و طریقت و حقیقت بودند اما لباس و رسوم متصوفه نمیداشتند و با اهل رسوم مشابه بودند که مجاهدات و ریاضات
را عزیز میداشتند و از اهل تصوف بودند که معاملات ایشان درست و صدق و صفا بود و صاحب
مقام بودند که ایمان حقیقی و هر عبادتی که بر خود مقرر کردند تا لب گور آنرا فوت نکردند و هم صاحب حال
بودند که از حق بدل پیوند میداشتند از خود فانی بودند و التصوف کله آداب و اخلاق و حقیقة و اخلاص و حال و لا
رسم و اصل مشرب ایشان عشق و ترک ماسوی الله بود و در حقائق و معارف بیان شافی میفرمودند روزی پرسیدم
که حضرت این شعر چه معنی دارد که ؎ علم حق در علم صوفی گم شود ۰ این سخن کی باور مردم شود ۰ فرمودند من

میگویم فعل حق در فعل صوفی گم نشود دویی در تصوف اشارات نیز لطیف بود روزی بطرف راقم متوجه
شده فرمودند لا اشاره بود بر غیب فنا خود و بر کل موجودات یعنی عدم هم نیست روزی فرمودند
که بین العدمین عدم اگر درین قدرش یک نقطه باقی نماند واز غلبت خود از خود بخود نظر ندارد و بحیرت افتاد که
در آن جا حضور خود بخود است و در تعلیم نیز کلام مختصر میفرمودند تا طالب در تفرقه نیفتد روزی سوال کردم
فرمودند نمی بینید یعنی به بینید و این اشاره بحضور کرد از انچه همه عالمها در حضور اند و این حضور حضور من غیبت است
و این ورزش سخت مشکل است و احوال این گنهگار رو در هوا نفس گرفتار بموجب این بیت ست

تهی دستان قسمت را چه سود از زهر کامل ؟ که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را و توجه مرشدنا
در حق دیوان اثری قوی داشت روزی عباس خان مرحوم که یکی از رؤسای این شهر بود از راقم میگفتند
چون مرید مولانا شدم پیش وی برای توجه گرفتن نشستم این خطره در دلم آمد که این چه حمق کردی
که مرید شدی و این اثنا جنبشی در بدنم پیدا شد و هم گمان بردم که از خود جنبش میکنم و بعده انجنبش غلبه کرد
اکنون فهم کردم که این از خود نیست بلکه از کسی دیگر است بعد ازان هوشم رفت چون بهوش آمدم دیدم
که بالینی پیش من نهاده است شاید که سر من بسبب جنبش بسیار بر زمین مضرب میخورد که حضرت مولانا بالین
نهاده اند روزی حضرت ایشان اندر خانه راقم نشسته بودند کسی گفت که عباس خان بر در ایستاده اند
حضرت بیرون تشریف آوردند دیدم که عباس خان سر خود را بر قدم مبارک حضرت نهاده جد میکردند
و می گریستند غفر الله لی و له شنیدم چون مولانا از وطن مراجعت نموده بصحبت حافظ صاحب در ماکپور
فائز میبودند و در ملازمت میرسیدند حافظ صاحب میفرمودند که مولوی جی بعد مدت چند ماه آمده اید
چون مدت ایام ماضی را بعرض میرسانیدند فرمودند که اکنون مولوی جی بعد چنین مدت غیبت شما امروز
کلام شما ظاهر است چون حضرت ایشان را قابل فهم کلام خود میدانستند کلام میفرمودند حضرت مرشدنا بر طریقه سلف
صالحین بودند و هرگز با تکلف آشنا نبودند انچه از فتوح آمدی بر مهمانان و طالبان که اتفاق بایشان داشتند خرچ میکردند و در
تهیدستان را دیگر مسکینان را پوشیده میدادند و جائداد آبای خود را بر فرزندان گذاشته بودند اکثر ایام بر مزار پیر خود میگذرانیدند و چون
اتفاقا بوطن می آمدند برادر ارادتمند نیز تشریف آوردنی میفرمودند عزیزترین را مشرف میساختند و فقرا و طالبان که همراه ایشان

بودی قرص خورد نوش آنها از تنزد خود کردی و کسی را باز نداوی و تکلیف بکسی نمودی اگر کسی را جبرا تمام بطعام دعوت کردی ازا قبول کردی و طالب خدا و فقیر را دوست داشتی و بر درماندگان رحم خوردی و بر قدر طاقت خود دستگیری کردی در رسی و سفارش حاجتمندان مینمودی و بکمال شفقت تیمارداری بیماران کردی و وایی در منعان از نزد خود یا از جای دیگر بکوشش تمام میرسانیده دادی و در کار خیر خلق خدا و دگار شدی مشرک و کافر را دوست نداشتی و در وقت کلام تعین خود را متعین بلفظ ما و من نفرمودندی در کلام توحید و توحید را پسندکردی و گاهی در بیان سخن توحید همت نسبت مستتر شد از ابوجود و رقص در آوردی و طالبان را بقدر استعداد انها القا نسبت نمودی و اکثر بیداران حال از درد عشق شوق و ذوق حق پیدا شد و کسی از چاشنی عشق و سعادتی محویت مستغرق بودی و در توبه ایشان حضرت فنا بر طالب نیز طاری شدی هر که واماند و ایشان حضرت مخلصان خود را از تعلیم امور مذکور خالی نگذاشته اند ۵ بدان انور از تو گیرم و پوشش نیست مرچه حاصل تا نگوشش نیست و مشرب وی حضرت وجود یه بود و نماز پنج وقت با جماعت در مسجد با خشوع و حضور ادا نمودندی و اشراق و چاشت و دیگر نوافل هم بسیار ادا نمودی و نماز جماعت تا دم موت فوت نکردند از احوالات مولانا و مرشدنا قلم از تحریر و زبان از تقریر عاجز است و از عالم ناسوت بعالم ملکوت در سنه یکهزار و دو و سی و هشتاد هجری در ماه ذیقعده تاریخ نوزدهم رخت سفر بستند و در امروهه که مولد و موطن وی حضرت بود مدفون گشتند و سه فرزند در عقب گذاشتند **ذکر صاحبزاده مولوی محمد انوار الحق** فرزند اکبر حضرت مولانا و سیدنا محمد امانت علی رحمة الله علیه مرید و سجاده نشین پدر بزرگوار خود هستند بعد حصول علم ضروری در تحصیل فن طبابت به تکمیل رسیده اند و خلق عظیم و کرم عمیم بر خلق و خادمان پدر بزرگوار خود مبذول میدارند خلاق ازل ایشان را بر خلق عظیم خلق کرده و از روز ازل در نهاد شان نهاده و از برکت صحبت پدر بزرگوارش نیز از پیدایش در ذات شان تمکن شده رؤسای این شهر و قصبات و قریات معالجه خود با ایشان می آیند و رجوع مینمایند و شفا می یابند و صحبت می ربایند و پدر بزرگوارش سپرده ایشان را باشاره توجه خاص از کدورات اکبر و کینه و حسد و بغض صاف و پاک گردانیده بعبادت حق و ذکر و فکر تعلیم ساخته بر قوت نسبت خود بحکم وحدت و عرفان خود پرداخته از سر حکمت الهی در پیدایش انسان مراد بقوله تعالی کما خلقت الجن والانس الا لیعبدون و مراد از عرفان من لیعبدون لیعرفون است ایشان را

آگاهی دادند و ایشان بطهارت لباس و بدن و اندام احتیاط تمام مینمایند و بنهایت نفاست مزاج
از آلودگی خس و خاشاک فرش و مکان را پاک و صاف میدارند و پدر بزرگوارش نیز لطیف المزاج بودند
چنانچه گفته اند الولد سر لابیه و نماز نیز مثل پدر بزرگوار خود با آهستگی و آراستگی و حضور میگذارند وقتی راقم
و ایشان در قصبه گنگوه شریف بخدمت حضرت مولانا و مرشدنا حاضر بودیم من و ایشان بر مزار حضرت قطب عالم
عبد القدوس رحمة الله علیه مراقب می بودیم روزی از من حضرت مرشدنا فرمودند که انوار و تو بر مزار حضرت قطب العالم مراقب میبود عرض نمودم بلی حضرت سلامت
بلکه ایشان را علم آمدن نسبت نیز میشود از استماع این معنی خوش شدند و مزید کردند و در حلقه درویشان نشانیده توجه میدادند و از ارادت آوردن ایشان
بسیار محظوظ بود و گاهی از راه شفقت پدری ایشان را انوار میفرمودند و میفرمودند تخم در سینه ایشان
نهاده ایم سرسبز خواهد شد مخلصان امید میدارند انشاء الله تعالی آن تخم شجر طور پر نور خواهد گردید
صاحبزاده ثانی را نیز بارادتش مرید نمودند و سر نهانی از اسرار حق در سینه فرزند ارجمند خود حافظ
اسرار الحق نهان کردند اندران حال حال ایشان متغیر و متبدل شد **صاحبزاده ثالث** فرزند دلبند
اظهار الحق را از خرد سالگی در سفر و حضر همراه خود میداشتند و تعلیم میکردند ایشان هم مرید پدر بزرگوار
خود اند و ایشان هر سه حضرات مثل پیرزادگان دیگر زعم پیرزادگی ندارند و بر هیچ چیز مستر شدن
والد بزرگوار خود طمع ندارند و تکلیف ندهند و بندگان پدر بزرگوار خود را از اهل علم ظاهر و باطن و فقرا و غربا
تعظیم و تکریم میکنند و از کمال بنده نوازی خود را بر اینها فخر نه نهند و نیز تعظیم خود از اینها نخواهند **خلفاء**
مولانا و مرشدنا سید نجابت علی ساکن شاه آباد را در هر پنج وقت نماز از برکت صحبت ایشان
حضرت وجد و حال طاری میشدی حضرت مرشدنا میفرمودند آن وجد و حال ایشان از کثرت ورزش
شغل درود شریف پیدا شده بودی و در زمانه حیات حضرت مولانا سفر آخرة قبول کردند رحمة الله علیه
امام شاه ساکن امروهه مولانا و مرشدنا میفرمودند هر شغلی که انرا تعلیم میکردم واردات آن شغل
بروی زود ظاهر میشدی او نیز در حیات حضرت مولانا فوت کردند رحمه الله تعالی **سید عنایت علی**
ساکن کهنر مرد صالح و بزرگ و کامل الاعتقاد بودند حالات و واردات ایشان معلوم نیست رحمة الله علیه
سعادت الله شاه ساکن امروهه بر اکثر احوال مولانا واقفیت دارند و از قدیمان خدام صادق اعتقاد اند

وقت توجه قوی دارند مولانا در بودن ذهن سلیم ایشان میفرمودند هر کلام باریک و تعلیم دقیق در ذهن او
می آید سلمه الله تعالی بعبده تحریر یافت در سنه هزاره و صد و هشتاد و هشت فوت کردند عبدالرحیم خادم و
خدمتگار حضرت مولانا است وقتی مولانا در مانکپور تشریف مریض شده بودند خادمان بسیار زنگانی
ایشان منقطع کرده بودند دران حال عمامه و کرته ویرا دادند و حاجی عبدالله شاه را که خلیفه محمد و مناحافظ
صاحب اند و بروزش اشتغالها قادر و بر تعلیم انتهای باطن واقف اند فرمودند اگر عبدالرحیم آینده راطلب تعلیم
باطن از شما نماید تعلیم نمایند و حضرت عبدالله شاه کلاه طلب کرده نداز دست خود بر سرش نهادند و فرمودند
که این کلاه کلاه خواجگان چشتیه است که شما را داده میشود و چشم پر آب شدند تاثیری بود که همه حاضران
میگریستند راقم نیز بالین مولای و مرشدی حیران استاده بود میان سعادت الله شاه مذکور عرض نمودند
فلان بر بالین حضرت ایستاده بسیار نام بنده گرفته فرمودند آنچه فرمودند دوران مرض تا سه روز کلام کم کرده
بودند واز سردار صاحب حضرت بهادر علیشاه که برای عیادت حضرت تشریف آورده بودند میفرمودند
در قائم بودن کیفیت قلب شکر خدا است و باز فرمودند تا سه روز از شخصی دراثبات توحید کلام و گفت و
گو در میان ماند آخر الامر فضل خدا شد یعنی بفضل الهی حضرت غالب آمدند و آن مغلوب شد غلام حیدر خان
در سفر و حضر از خرد سالگی بخدمت حضرت حاضر ماندند گاه گاه از ایشان مزاح میکردند کسی را تعلیم
نمیکنند بخیل نیست اما فلانست تجرد و تنهائی را دوست میدارد سلمه الله تعالی در سفر کشمیر عبدالکریم
و غلام حیدر هر دو بخدمت حضرت حاضر بودند تالیف بیرون حضرت مرشدنا در کشمیر منظور نظر ملاقات
خصوصا شیخ احمد قدس سره بود میفرمودند حضرت شیخ احمد عالم باعمل بودند و متقی و صاحب ورع و معرض
از دنیا و اهل آن و نسبت بی علمی در صحبت وی حضرت پیدا میشد می رسول شاه کشمیری
اهل حال و صاحب جذب بودند شنیدم که در کشمیر مریدان ایشان اند و حلقه گرفته ذکر جهر میکنند
حضرت مولانا میفرمودند رسول شاه ما را بخانه خود برده بود تا سه روز در آنجا ماندیم خانه او نه کرده از
مکان حضرت شیخ احمد رحمه الله است و وی معتقد شیخ احمد بود من او را معتقد شیخ گردانیدم شنیدم
بعد مراجعت حضرت مولانا از کشمیر رسول شاه باز در مانکپور بخدمت حاضر شده بودند و بعد ازان فیض

صحبت برداشته و رخصت یافته بخانه خود رفتند اکنون میگویند که مفقود الخبر است یا فوت گردید سید السند
حافظ سید عبد الغنی ساکن کشمیر هستند نصیبی از تحصیل علوم متداوله میدارند و تحصیل سلوک نقشبندیه از آبا و
اجداد خود میداشتند و ارشاد و مسترشدان را میکنند از آنجا که ولوله شوق و محبت الهی غالب و طلب کامل
بود مرتبه پیری و فقیری خود و جاه و زعم پیرزادگی از سر بدر کرده خاک بر سرش ریخته از رسول شاه طریقه
چشتیه اخذ کردند چون حضرت مولانا بکشمیر رسیدند به استرضاء رسول شاه باز بر دست مولانا
بیعت کردند و در سلسله چشت اهل بهشت داخل شدند و از فیض صحبت شان مستفیض گشتند وقتی مراجعت
مولانا از کشمیر فرزند سید احمد خود را بخدمتش همراه میکردند مولانا فرمودند که این خرد سالست بعد چند سال
باید فرستاد چنانچه فرزند مذکور در مرض موت حضرت مولانا رسید حضرت فرزندان خود را فرمودند این
بزرگ زاده است خاطرش ملحوظ دارند در حیات حضرت مولانا اکثر خطوط پدرش باشتیاق ملازمت می آمدند
بعد فوت مولانا رحمة الله علیه با حسن عقیدت و ارادت تاریخ انتقالش منظوم نوشته اینست ؎

وا دریغا شد ز دنیا پیشوای اهل جود	واصلان را مقصد جان عارفان را کعبه بود
سید صوری و معنی مولوی معنوی	رهبر اهل کمال و مهتر اهل شهود
مظهر انوار حق و موجب اظهار حق	مخزن اسرار حق و ماحی کفر و جحود
چون امین گنج اسرار نبی بود و علی	زان مرکب هر دو اسم پاک زو نامش نمود
فیضجو را کن منور یا اله العالمین	هادی راه زمان او از کمال جود بود
گفت هاتف سال وصلش بشمر از روی کمال	قطب جمله کائنات و سید السادات بود ۱۲۸۰

محمد حسن ولد مولوی رحمت علی رحمه الله ساکن مرادآباد با حسن عقیدت بشیخ خود پای استقامت در کوچه اعتقاد بکمال تمام محکم نهاده اند
و در آخر شب ذکر جهر از آن روزیکه تعلیم یافته اند تا حال فوت نکرده اند و سماع را دوست میدارند و جد و رقص بسیار میکنند
مولانا احمد حسن ساکن مرادآباد بن مولوی حسن امام بن مولوی شریعت الله رحمهما الله وطن اصلی ایشان کهر مختصر است شیخ صدیقی اند
عالم معقول و منقول و محدث اند و در علم توحید مخصوص و مهذب الاخلاق و محب الفقرا هستند اکثر طالبعلمان از ایشان مستفیض
میگردند و بعضی از برکت تدریسش تحصیل علوم فراغت یافته درس مینمایند چون ایشان میل بفقر و درویشی میداشتند سر ارادت

بر آستانه حضرت مولانا مرشدنا نهادند چونکه حضرت مولانا بر ایشان کمال شفقت و مهربانی مبذول میداشتند
بتعلیم ذکر و فکر بلند سرفراز ساختند و کلام محققان از ایشان بیان میفرمودند و از سخن محقق مستفیض میگردند
و سخن لطیف و نکات دقیق و قول تحقیق و حقائق و معارف و توحید اکثر از ایشان میفرمودند و در مرض انتقال
باجازت سلاسل خود ممتاز گردانیدند افسوس صد افسوس بعد تحریر هذا در هیجدهم ماه صفر سن یکهزار و دو صد و هشتاد و
هشت سفر آخرت کردند رحمة الله علیه **مولوی عبد العزیز ساکن امروهه** جوان صالح و خوش اخلاق و صاحب شوق
و ذوق اند تحصیل علوم ظاهر از مولانا احمد حسن موصوف میدارند و فیض باطن از ملازمت مولانا و مرشدنا قدس
سره برداشته اند و مولانا چون غایت محبت و اطاعت و صلاحیت ظاهر و باطن در ایشان دیدند ایشان را نیز اجازت
داده اند سلمه الله تعالی مولانا و مرشدنا بعد انتقال حافظ محمد موسی صاحب قدس سره اکثر پیر بهائیان را اجازت مرید
کردن و نام خدا تعلیم فرموده اند و اکثر از ایشان هر کلامی و بیانی مشکل که از زبان درفشان حافظ صاحب میشنیدند
و یا تعلیم می یافتند از مولانا و مرشدنا تحقیق آن می نمودند و می فهمیدند **ذکر سردار صاحب بهادر علیشاه**
مرید و خلیفه و جانشین حضرت نور علیشاه وی مرید حضرت محمد عمر و وی مرید حضرت خواجه عبد الله و وی خلیفه حضرت سید
شاه بهیکه قدس سره هستند و در بهیکه که دهی است بر ده گروه غربیه از تهانیسر بر مقام دائره شریف که مسکن
سید شاه بهیکه بود اقامت میدارند و بر مسند عالی اوشان نشسته اند و بعض تبرکات آنحضرت در آنجا میدارند
و با حسن اخلاق درویشان کثیر را بمعمول سابق جمع میدارند و آمدنی ده مذکور با حسن تدبیر بر آنجمله درویشان و
مهمانان صرف مینمایند و بر ذات خود بجز ضروریات صرف بیجا روا ندارند و مهذب الاخلاق و محب الفقرا
و مساکین و مهمان دوست هستند و اهل تمکین اند که در امور متردده از حالی بحالی نمی گردند و بر حال خود مستقیم میمانند
مولانا میفرمودند قلب میان بهادر علیشاه در هموم و غموم بحال خود میماند چنین قلب لائق فقیر است و ایشان نیز
از فیض صحبت مولانا مستفیض گشته اند و تعلیم یافته اند و مشکوة شریف خوانده اند و اکثر امور بدعات آنجا
از فهمائش مولانا دفع کرده اند و صاحب شوق و ذوق و وجد اند راقم دو سه مرتبه بزیارت و قدمبوسی ایشان بهره اندوز
شده است الله تعالی ایشان را بر سر چشتیان این زمان سایه گستر و سلامت با کرامت داراد **ذکر سید معین الدین**
مرید و خلیفه حضرت حافظ صاحب محمد موسی رحمة الله علیه و از سادات بدر هستند بدر بلده ایست بر چهار منزل شهر حیدرآباد دکن

به اقتضای استعداد جبلی و غلبهٔ شوق و محبت الهی بتحصیل علوم باطن غربت سفر اختیار کردند و طریقهٔ زهد و توکل
و صبر و قناعت پیش گرفته در اجمیر شریف رسیدند و از آنجا بخدمت حافظ صاحب حاضر آمدند چون حافظ صاحب
آثار فقر از وی ظاهر و باهر و ویرا متصف به زهد و قناعت دیدند در کنف حفظ خود در آوردند و تعلیم ظاهر و باطن
کردند و ایشان نفس سرکش را خود بفقر و فاقه و محنت شاقه شکست داده و گوشه گرفته بتعلیم شیخ خود را مشغول
میداشتند و مجاهدات و ریاضات و فقر و فقرا را دوست و فقیری و درویشی از بشرهٔ ایشان ظاهر و لائح میگردید
و کلام کم میگفتند و در حلقهٔ درویشان بوده ذکر جهر میکردند و بعد انتقال شیخ خود اقامت در امروهه میداشتند
و گاهی در مرادآباد آمده بمسجد رزهر که بر کنارهٔ دریا واقع است سکونت میکردند و اکثر در گوشهٔ عزلت و
تنهائی میبودند من هم بخدمتش میرفتم بعد چند سال بقصد زیارت حرمین شریفین از امروهه برآمد و بمنزل مقصود
رسیده از کلام دنیا خاموش شدند پس از آنجا مراجعت بوطن اصلی خود کردند و در حیدرآباد مذکور اقامت ورزیدند
و بعد مدت دراز بزیارت شیخ خود فیض اندوز شدند و بعد از آن در امروهه تشریف آوردند و دیهی برای خرج و
صرف خانقاه شیخ خود و درویشان آنجا خریده و وقف کرده باز بحیدرآباد تشریف بردند و از خطوط و آیندگان
حیدرآباد شنیده میشود که تا تحریر زنده هستند و فتوحات آنجا بر مسکینان و مسافران صرف مینمایند و مردمان
امیر و غریب آنجا بر ایشان جمع می آیند و شاه خاموش میگویند و ایشان اشعار در حقائق و معارف میفرمایند
الله تعالی سایهٔ بلند پایهٔ ایشان را بر مفارق طالبان و مسکینان مبسوط دارد در امروهه بمکان مسکن ایشان
میان بنی بخش نشسته اند و طریقه اش جاری میدارند بعد تحریر هذا چهارم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و هشت
فوت کردند و در مرادآباد بمسجد مذکور میان محمد شاه مرید میان امیر داد که از اینجا رفته در حیدرآباد زیر قدم پیر خود
داد و مدفون گشت نشسته اند و مرید کثیر میکنند **ذکر حاجی غلام علیشاه** مرید و مجاز حضرت
حافظ محمد موسی رحمة الله بودند در امروهه بمسجد چله میماندند و طالبان را تعلیم ذکر جهر میکردند و اکثر جوانان
امروهه ارادت بوی می آوردند و لباس خود بخاک رنگ کرده در حلقهٔ درویشانش داخل بوده ذکر جهر میکردند
در آن زمان از برکت صحبت ایشان از در و دیوار مسجد آواز الله الله می آمد و در هر کوچه و بازار امروهه ذکر لا اله الا
الله شنیده میشدی سن وفاتش یکهزار و دو صد و پنجاه و دو سوم جمادی الاول عقب مسجد مذکور در باغچه مدفون

چشتیه صابریه قدوسی

گشت در مسجد مذکور کریم شاه بر جای ایشان نشسته بودند و بعد فوت وی احمد شاه نشسته اند **ذکر احمد علیشاه**
مرید حضرت حافظ صاحب موصوف هستند مجاز و ماذون اند و ساکن امروهه و شیخ عباسی زائر و حاجی الحرمین
شریفین هستند با وجود اهل و عیال آزاد و مجرد و بی تکلف زیست میکنند و صحرا و جنگل را دوست میدارند
و تحصیل علم ضروری هم میدارند سلمه الله تعالی **ذکر مولوی امام الدین** مرید و خلیفه حضرت
شاه غلام علی و سید السند از اولاد خواجه مودود چشتی و عالم بودند و متقی و متوکل و مولد و موطن
و مدفن ایشان امروهه است بعد نماز فجر از مراقبه و اشراق فراغت یافته از تفسیر و حدیث و فقه و غیره
درس میکردند و بروز جمعه وعظ میفرمودند و بعد ظهر باز طالب علمان را سبق میدادند و پس از عصر مسترشدان را
تسلیم علم باطن مینمودند و توجه میدادند با وجود اهل و عیال بر فقر و فاقه میگذرانیدند و بر کسی
اظهار حال نمی نمودند راقم از زیارتش مشرف شده بود و وفاتش در سنه یکهزار و دو صد و پنجاه و شش
و ششم ذیقعده ۱۲۵۶ واقع شد مولوی کریم بخش فرزند ایشان مرد بزرگ و صالح اند و از تحصیل
علوم فراغت یافته اند شاه جی امین الله شاه مرید و مجاز و ماذون از مولوی امام الدین رحمه الله بودند
بعد تحصیل علم ضروری اشتغال بشغل و اشغال و بمطالعه کتب تصوف مثل مکتوبات حضرت مجدد الف
ثانی و فصوص حکم میداشتند هر که وی را دیدی دانستی که مرد فقیر و بزرگ است از راقم کمال الفت میداشتند
رحمة الله علیه حافظ مهربان علی مرید و مجاز و ماذون حضرت مولوی امام الدین و از سادات امروهه و
اولاد حضرت شاه ولایت آنجا هستند و بر علوم دینی و کتب متداوله و بر ذکر و شغل طریقه خود بکمال
تمام و بر مطالعه کتب سلوک صوفیه رحمة الله علیهم واقفیت و اشتغال تام میدارند از سیمائی نورانی ایشان
بزرگی و صالحیت ظاهر و باهر میشود سلمه الله **مولوی عبد الحی** رحمه الله مرید و خلیفه حضرت شاه غلام
علی بودند رحمة الله علیه در امروهه مسجدی میماندند روز و شب اوقات خود را بشغل و مراقبه و تلاوت کلام الله میگذرانیدند
و برای ملاقات کسی نمی رفتند و از دنیا و اهل آن میگریختند و هر که بخدمتش میرفتی در صحن مسجد یک دو کلام فرموده
یکایک ایستاده سلام علیک گفته اندرون مسجد میرفتند روزی من در وقت خرد سالگی بخدمتش رفته بودم ایشان یک
دو کلام فرمودند که بگو ای خدا عبد الحی را به بخش من گفتم

چشتیه صابریه قدسی

نقشبندی مجددی

نقشبندی مجددی

ای خدا مولوی صاحب را بخش فرمودند که بگو ای خدا عبد الحی را بخش من گفتم ای خدا مولوی صاحب را
بخش باز فرمودند نه چنین بگو ای خدا عبد الحی را بخش من بدل گفتم تا آنکه فرموده ایشان بگوئی ترا
نگذارند ناچار گفتم ای خدا عبد الحی را بخش و دران صحن مسجد درخت امرود بود مرا چند دانه امرود ازان
چیده دادند سن وفاتش معلوم نگردید در صحن حجره بمسجد مدفون گشتند **ذکر حاجی عبد الله شاه**
ایشان از اجله خلفا و حضرت حافظ موسی قدس سره هستند حافظ صاحب آخر عمر طالب را بی تعلیم تفویض ایشان
میفرمودند ایشان اریکه نشین تفرید تارک ماسوا مشغول مشاهده قوی النسبه اند ثقات راوی اند که
روزی بحال انقباض که گاهی بر درویشان طاری میشود از بلندی مسجد که در خانقاه شیخ ایشان واقع است
خود را بصحن آن که پخته است سرنگون انداختند بعونه تعالی آسیبی نرسید شبیر علی خانصاحب که اعظم رئیس
مرادآباد و از اولاد و احفاد حضرت شیخ ابراهیم ادهم بلخی قدس الله سره هستند و تحصیل علم ظاهر هم میدارند و از
مدت مدید بتلاش درویشی که مانند گذشتگان مرشد کامل و مکمل باشد بودند بیاوری طالع سنه یکهزار و
دو صد و هشتاد و شش در تهانیسر رسیدند ایشان را جامع اوصاف ظاهری و باطن یافتند و مع شیخ نجیب الله
که آنهم بهمین تفحص بود سعادت اندوز بیعت گشتند چنانچه خانصاحب موصوف در ذکر ایشان چنان نوشته اند که مینویسم
هو هذا که خاکسار تهانیسر رسیدم و شکل مثالی ایشان مولانا سید ناسید مولوی محمد امانتعلی قدس سره بصورت مبارک
حضرت حاجی عبد الله شاه صاحب بمصداق تتجافی جنوبهم عن المضاجع منطبق افتاد شیخ نجیب الله خواست که مشرف بیعت
شود آرزوی او عرض نمودم آنوقت قبول نشد اصرار خلاف ادب بود بقیام گاه مراجعت نمودم وجه توقف خود بشیخ
نجیب الله گفتم که مرشد ذی قوت باطنی و ذی شان ظاهری میخواهم و ایشان مسکین هستند و این نیز گفتم که بشرط
غلبه حب ایشان بر انس شاه امام علی رحمه الله بیعت خواهم کرد من بعد بخدمت ایشان برفتم آیه کریمه که در مذمت دنیا
نازلست خواندند و نه فهمیدنم را فهمیده اوراق جوابات حضرت شاه مدار رحمه الله که بر طبق سوالات ملک العلما
قاضی شهاب الدین دولت آبادی رحمه الله نرفته بودند بغرض خواندن بدستم دادند این حدیث که
اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین بنظرم در آمد آندم فهمیدم که بر حضرت
ایشان قیل و قال ما منکشف گردید لهذا هدایت میفرمایند عصر آن روز که بخدمت رفتیم مراقب یافتم

بقاعده سه بار نشستیم در همین حلقه حضرت شاه امام علی رحمه الله و بعض دیگر که نقش کالحجر بود محو و مستوک گردید در کار
خود متحیر و هم مسرور بودم که ایشان حضرت سر برداشته فرمودند وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا بالجمله مسرت من بحدی
گشتم کشف و هیبت و الا را سر آیم که دم بیعت بشیخ نجیب الله اشاره بترک حقه فرمودند همانوقت نفرت تامه
حقه تقلب او پیدا گردید و در روی که بتاخیر حقه سر میزد پس از ترک آن هنوز اثر درد در خود نمی یابند
روزی حضرت بهادر ملیشاه سلمه الله فرمودند که بسیار درویش دیدم و دور دور رسیدم چنان
باخدا و بیخودی مرتاض قوی التسبیه ندیدام طالبان خدا را چنین مرشد باید مگر بسبب قلت
طالبان صادق بسلسله بیعت چنان کم کرده اند گویا منقطع ساخته اند زهی قسمت کسیکه بزمره خدا
داخل فرمایند بعد سعادت اندوزی تعلیم صلب باطن بعرض خدمت مترددبودم که درخواب گلبانگ مولانا
موصوف قدس سره بگوشم رسید که کار شما تمام گردید من بحجره مصروف توجه بسوی شما میباشم
صباح که بخدمت حضرت ایشان رفتم به تبسم فرمودند اراده وطن است برو ید حضرت ایشان
سلمه الله و مولانا رحمه الله که از جناب حافظ صاحب قدس سره خلافت یافته اند بوجه غلبه محبت از
جانبین مغایرت برخاسته ازینجاست که حضرت ایشان بشجره نام حضرت مولانا رحمه الله نوشته
داده اند و حضرت مولانا توجه حضرت ایشان را منسوب بخود فرمودند چه حضرت ایشان برای نماز پنجگانه
بیرون حجره میخرامند اکثر اوقات اندرون حجره متوجه و مشغول بحق میباشند هم بتصفیه قلوب بتفیضان توجه می فرمایند میگویند
که از بست سال عقب مبارک شما ئی بستر نشده چند فقره مبین حال این هادی زمان مینویسم
اگر دام دل آگاه دیخواه جمال شاه عبد الله دیخواه حجاب تیرگی چو پیش آید ده نور رخ چراغ راه دیخواه
جان من ایمان من بحر توحید اهل تفرید غفلت گداز عرفان طراز شباب ایمان بهار امکان باخدا
شمع هدی چراغ یکی فروز حجاب دوئی سوز ظلمت کثرت بر انداز نور وحدت نما مفتی حکم شریعت
مرشد طور حقیقت مظهر شان جمالی عالم علم عالی مشرف خطرات جنان مزیل تعلقات
این و آن ذی عزم بلند خاکساری پسند پاکی همت بر افلاک چنین نیاز بر خاک ره نورد
میدان حیرت یکه تاز عرصه لاهوت مهیند باد کرد مغیض تموره و دبر جیل تماشائش بسفر

در وطن اصلی خویش بجلوت و در انجمن خویش بتفکر پرداخت و بطبع سلیم و تعلیم مستقیم تا اوج انتهای تسلیم بالا گرفت و بمصداق الی الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح بر پایه اکمل و اعلی رسید و اندر مقام اتم و اعلی آرمید انتهی بعد تحریر هذا بست و ششم ذیقعده سنه ۱۱۹۸ بجوار حق پیوستند

ذکر شاه صهبا بخش صاحب آثار الصنادید میگوید زبده مقبولان بارگاه الهی سید صابر علی معروف بسید صابر بخش چشتی صفای سادات عظام و زبده اهل خاندان چشت بودند والد ایشان سید شاه نصیر الدین چشتی ابن شاه غلام سادات چشتی ابن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خان برادر حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی بودند هر چند ایشان از صحبت اکثر مشائخ معاصر خود کسب فیض باطن کردند لیکن کمال طریقت و حقیقت از وسیله صحبت جد امجد خود شاه غلام سادات حاصل نموده سجاده نشین اوشان گردیدند و سلسله خاندان طریقه ایشان اینست که شاه غلام سادات خلیفه شاه محمد نصیر دی خلیفه شیخ محمد چشتی و وی خلیفه شیخ ابراهیم رامپوری که از مضافات سهارنپور است و وی خلیفه شیخ ابو سعید گنگوهی بودند والد ایشان باستر ضای پدر خود بر مسند خلافت متمکن شده بهدایت و ارشاد طریقه باطن مصروف گشتند قضارا وی در حین حیات پدر خود سفر آخرت اختیار کردند بعد انتقال وی جد ایشان ایشانرا بر مسند خلافت فرزند خود نشانیدند و هم جانشین خود ساختند و صرف لنگر و انعقاد مجالس عرس و خدمت مساکین و خبر گیری صادر و وارد تفویض ایشان کردند و بیان سخاوت و طاعت و عبادت ایشان از تحریر قلم بیرون است انتهی ایشان سکونت دهلی طریقه چشتیه مشرب وجودیه مذهب حنفیه و متابعت شریعت محمدیه صلی الله علیه وسلم میداشتند و از انست که عمر شریف بشصت و سه رسیده بود در چهاردهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و سی و هفت بجوار حق پیوستند و در خانقاه که خود برای درود مساکین تعمیر ساخته بودند مدفون گشتند و آن خانقاه قریب شهر مذکور و در باگنج واقع است

ذکر فرزندان اخوند فقیر صاحب رحمة الله علیهم

پسر کلان صاحبزاده نور الدین از شکم جاریه بود و تعلیم باطن از پدر بزرگوار خود یافته بودند در کار و بار بازاری بیوگان و محتاجان سرگرم بود اگر کسی بیوه یا محتاج سودائی خریده دیرا که برائی او می آوردی پسند نکردی کرات و مرات واپس کردی و بار آوردی و ملال بر خاطر شریفش پسند نداشتی و خود از تکلیف دادنش رنج نبردی و ذکر هر از بسیار خوش آوازی

کردی در اقسم در سن بی تمیزی از دیدارش مشرف شده بود رحمة الله علیه در ماه رجب سنه یکهزار
و دو صد و پنجاه و دو وفات یافت صاحبزادهٔ ثانی غلام شاه و صاحبزادهٔ ثالث غلام حسین
قدس سرهما از بی بی صاحبه بودند ازین جهت مردمان هر دو ایشانرا کلان و خرد میگویند صاحبزاده غلام شاه
را پدر بزرگوار وی برای تعلیم ظاهر بحضرت شاه غلام حسین که خلیفه وی بود سپرد که ذکر ایشان بالا گذشت
روزی صاحبزاده غلام شاه باشاره استاد موصوف از پدر بزرگوار خود طلب نام خدا عرض نمود پدرش
فرمود ترا کسی فهمایش کرده است خوب بیا و بنشین انگشت شفقت بر قلب پسرش نهاده اسم ذات تعلیم
کرد صاحبزادهٔ موصوف در زمان فوت پدر بزرگوار خود هشت یا نه ساله بود بعد انتقال پدر بزرگوار وی
همه مسترشدان وی را بر مسند پدرش نشاندند و جانشین ساختند راقم از زیارت ایشان نیز مشرف شده
بود جوان خوشرو و در ظاهر و باطن متشرع و در کمال و جمال بصورت مشائخ بودند و بمصداق حدیث
شریف که اهل الجنة بله در غایت سادگی حافظ محمد علی مرد بزرگ و صادق بود از راقم میگفتند روزی
در آخر شب سه کرات بخواب دیدم که رئیس رامپور فوت کرد و دیدم که اهل و عیال والی رامپور مضطر اند
و در صبح آن برای نماز فجر در مسجد در آمدم شنیدم که صاحبزاده غلام شاه انتقال کرد رحمة الله علیه وی
حضرت در زمانه نواب احمد علیخان غفر الله تعالی هفتم جمادی الثانی سنه یکهزار و دو صد و چهل و چهار
وفات یافت صاحبزادهٔ ثالث حضرت غلام حسین قدس سره جمال صورت و کمال معنی داشت
چون در مجلس مشائخین می نشستی همه کس وی را می دیدند و همه مشائخ و امیر و رئیس شهر رامپور ایشانرا
تعظیم و تکریم بلیغ میکردند ایشان بعد تحصیل علم ظاهر ضروری انتساب نسبت باطن طریقه چشتیه
صابریه قدوسیه از خلفاء پدر بزرگوار خود حاصل نمود یعنی حافظ عبد الرحمن و صاحبزاده عبد القدوس
و حافظ محمد و ملا دریا خان و اخوند شاه زمان و با بعض اجازت از حضرت شاه غلام حسین بعد
در سنه هزار و دو صد و بست و نه برای زیارت بزرگان در دهلی رفته بود در انجا از مولانا شاه
عبد العزیز اجازت تلاوت قرآن و دلائل خیرات حاصل نمود و از مولانا شاه عبد القادر برادر
مولانا شاه عبد العزیز قدس سرهما طریقه نقشبندیه اخذ کرد و میان صابر بخش ایشانرا امثال طریقه

چشتیه و قادریه وغیره نوشته داد و ند بعد ازان بقصبه باره رفتند و از سید احمد عرف اچهی میان
طریقه قادریه و اجازت دعای سیفی و اعمال وغیره دریافتند پس ازان بمثل پدر بزرگوار خود بر مسند
ارشاد نشستند صاحب سماع بود گاهی در رقص و وجد می آمدند دران حال رنگ چهره مبارکش متغیر شدی
واز دست خود سینه خود را می مالیدی و پیراهن را چاک کردی در آن وقت بر حاضران مجلس تاثیری قوی
و صاحب خلق بود و سعی مخلصان خود از امیر و امرا و معتقدان خویش دریغ نداشتی اگر او کار براری آن
مسکین نکردی از و ناخوش شدی و در امارت او خیال نکردی و دم منفعت خود را از و ملحوظ نه نمودی
رحمة الله علیه و مریدان او حضرت ذوق و شوق بسیار داشتند و آنکه زنده اند نیز میدارند بر ارادت مهربانی
و شفقت نمودی از انجهت که پدر بزرگوار من از ایشان مجاز بود و اجازت دعای سیفی و اعمال دیگر یافته
بود چنانکه بعد از انتقال شیخ خود حجت از ایشان داشتند صاحبزاده موصوف اکثر تشریف بمراد آباد
آوردی و بعد یکسال در ایام عرس حضرت شاه غلام حسین رحمة الله می آمدند و قضا نمی کردند مشرب
ایشان چشتیه بود نوزدهم رمضان سنه یکهزار و صد و پنجاه و نه وفات یافت حکایتی بیاد دارم که
امیر خان مرید حضرت اخوند فقیر رحمة الله علیه بود پدر او که یکی از رؤسای رام پور بود در حاضر بودن حضرت
صاحب الدعا عالم آمدی یا و بار نماندی آخر کارش قید نمود و یا بزنجیر کرد و بعد چندی قسم گرفته وی را
رهائی داد بار نجدمت اخوند صاحب حاضر آمد گرات و مرات چنین و چنان شد کسی او را گفت قسم میخوری
و باز می آئی جواب داد که قسم عاشق اعتباری ندارد رحمة الله صاحبزاده رابع اخوند صاحب غلام رسول
از بی بی صاحبه دیگر بودند خانه نشین و مجرد و آزاد میبودند رحمة الله علیه ذکر حضرت شاه درگاهی
رامپوری مرید و خلیفه حضرت شاه حافظ جمال الله دی مرید و خلیفه حضرت شاه قطب الدین که ذکر ایشان
بالا گذشت وی مرید و خلیفه خواجه محمد زبیر بودند رحمة الله علیهم حضرت صاحبزاده مولوی عبد الغنی
در رساله مذکور مینویسد حضرت شاه درگاهی استغراق بحدی داشتند که وقت نماز مردمان آگاه میکردند
و مادرزاد ولی بودند در تخت نهر اله ضلع پنجاب سنه یکهزار و صد شصت و دو هجری متولد شدند تاریخ ولادت
مصلح نفس ست متعبدانی عمر در ایام طفولیت ایشان غیبه بر سید الناس بر آمدند و در صحرا میگشتند

چون لب بتکبیر رسیدند قدری افاقه بهم رسید ربع جز کلام الله شریف از کسی خواندند و نماز صبح کردند
باز مغلوب شدند و بر برگ درختان قناعت می نمودند مگر وقت نماز افاقه میشد باز بیهوش میشدند
و اند طریقه و بیعت در طریقه قادریه از حافظ جمال الله نمودند ملاقات از اغنیا نمی فرمودند اگر کسی
بوقت خواب ایشان رسیده در چاه و ایشان بسته میرفت بوی بکارت ایشان را می آمد و رفته در دیگ
اند اختند بطریقی که در مجلس بنا بدگرات یکی از مخلصان ایشان را شیر پیش آمد ایشان را یاد کرد و علما بکه بیخبر را
ز دند گر بخت شخصی را فرموده خانه ات بسوزد و بسوخت تاریخ وفات ایشان مات قطب الدوری عن امر الله
مزار ایشان در بلده رامپور واقع است ذکر شاه ابو سعید رحمه الله در رساله مذکور نوشته است مولانا
حضرت شاه ابو سعید بن حضرت صفی القدر بن حضرت عزیز القدر بن حضرت عیسی بن حضرت سیف الدین
بن حضرت خواجه محمد معصوم ابن حضرت مجدد الف ثانی رضی الله عنهم ولادت شریف در دوم ذیقعده سنه ۹۲ الهجری
یکهزار و یکصد و نود و شش در بلده مصطفی آباد عرف رامپور لطیفپور آمده محل شریف ایشان از ابتدای
عمر بر سلاح ماثور گشته میفرمودند که دماغ اهل عمر در بلده لکهنو گذرواقع شده در وشی بود که اکثر سر برهنه
میماند شب مگر بوقت آمدن شد من سر عورت خود میکرد و کسی پرسید که ترا چه شد چون ایشان را
می بینی سر میکنی گفت وقتی باشد که ایشان را منصبی حاصل شود که مرجع اقارب خود کردند فوقع کما
قال در عمر ده سالگی تقریباً قرآن شریف حفظ فرمودند و بعده تجوید از قاری نسیم علیه الرحمه حاصل
نمودند میفرمودند بعض لفظ قرآن من در حرم محترم شنوده بودند و بعض لفظ قرآن شریف از ملائکه علیهم السلام حاصل نموده و از حضرت شاه عبد العزیز
محدث حاصل نموده در حین تحصیل علم الرافضه طلبی پیدا شد الحق نسبت الدماغ خوب آورد و بعده صحبت الدماغ خوب باجازات ایشان و حضرت شاه
درگاهی رسیدند شاه بر حال ایشان عنایت فرادان فرمودند در چند روز اجازت و خلافت دادند
ایشان را شورش مبدء کمال پیدا شد و مریدان بسیار جمع آمدند و در حلقه بیهوشی و وجد بسیار میرسیدند
و صیحه نعره های عظیم برپا میشد چونکه در نسبت مجددیه این امور مرتفع میشوند و بهر رزاقی و رتاقی نسبت
ندارند مثل صحابه کرام در کمال آسودگی و آسودگی عمر بسر میبردند و سماع ایشان قرآن و حضور ایشان
نماز و شیوه ایشان امر بالمعروف و نهی عن المنکر میگردد و عالمان صحابا شهید علیه الرحمه بر این مسئوال

یافتند و نیز حضرت ایشانرا در رامپور دیده بودند الغرض ایشان خود را بدهلی رسانیدند ایشان مکتوبی بقاضی
ثناءالله پانی پتی صاحب در مقدمهٔ خدا طلبی فرستادند او شان جوابش بکمال تعظیم نوشتند و
مصلحت دیدند که حضرت شاه غلام علی ببریلی نسبت پس ایشان بخدمت حضرت رسیدند و مقبول درگاه شدند و هنوز حضرت شاه در گاهی
زنده بودند میفرمودند اگر مثل حضرت ایشان شرعی بادخوت زیاد تبلیغ شدی بسیار بودی لیکن حضرت ایشان چنین حمایت
میفرمودند که هرگز آسیب بمن نرسید و ایشان در محبت پیر اول خود راسخ بودند چنانچه شخصی غیبت
حضرت شاه درگاهی در مجلس حضرت ایشان نمود ایشان از غضب آمدند و طمانچه او را زدند و نیز حضرت
ایشان بر اشخاص ضعفا ناک شده فرمودند غیبت بزرگان طریقه تا میکنی میفرمودند اول او شانرا از من
کدورتی بود لیکن آخر بار که برامپور رفتم زائل شد پس ایشان بمن صاحب رساله مذکور
مینویسند چون حضرت ایشانرا مرض آخر لاحق گشت حضرت والد در لکهنؤ بودند خطوط مکرر در طلب
ایشان فرستادند مقصود همین بود که بر جای بنشانند من جمله تها یک مکتوب مرقوم میشود
درین ولا این فقیر را مرض خارش و ضعف بجدی رسیده که طاقت نشستن نماند در چنین وقت آمدن
شما بسیار مناسب بست جلد تر خود را برسانند می بینم که منصب آخر مقامات این خاندان بشما متعلق شد
و در بیماری سابق دیده بودیم که شما بر چهارپائی نشسته اید و قیومیت بشما عطا کردند سوائے
شما قابل توجهات غریبه و عجیبه بسی نسبت معلوم نمایند مقامات که در طریقهٔ امام ربانی رضی الله عنه
مقرر بست الحمد لله حضرت حافظ ابو سعید صاحب سلمه الله با نمقامات مناسبتی بهم رسانیده اند
پس میگویم دست ایشان که بهتر از دست من بست دست من بست بیعت بخدمت ایشان که اقوی
و زلیه بسنجاست بیعت من بست الله تعالی مبارک فرماید الغرض بحکم حضرت ایشان آنحضرت بجای حضرت
ایشان نشستند تا نه سال تقریباً بهدایت طالبان فرمودند و تلخی و سختی و فقر و فاقه بسیار چشیدند
در سال یکهزار و دو صد چهل و نه عزم حرمین شریفین نمودند دوم یا سوم ذیحجه در بلد الحرام داخل
شدند و نیز شروع مرض در شهر محرم رو داد و در ینحال بعد فراغت از زیارت حرمین شریفین
رجوع بجانب وطن فرمودند و بست و دوم رمضان به بلده ٹونک داخل شدند بین الظهر و عصر یوم

عید الفطر روز شنبه انتقال فرمودند تابوت شریفش را نقل بدهلی کردند بعد چهل روز نعش مبارک از صندوق
برآورده در لحد نهادند چنان معلوم میشد که همین وقت غسل داده اند و هیچ تغیر نبود و پنبه که در زیر بود
نهایت خوش بود داشت مردم تبرک بردند قریب تربت حضرت ایشان مدفون شدند تاریخ وفات در
مولوی خلیل احمد گفته اند ؎ امام و مرشد ما شاه بوسعید سعید ۰ بروز عید چو شد واصل جناب خدا ۰ دل
شکسته و مغموم گفت تاریخش ۰ ستون محکم دین نبی فتاد ز پا ۱۲۵۰ میان محمد اصغر که قاسم طعام لنگر ایشان
بودند با راقم میگفتند که وقتی مرا قبضی شده بود از حضرت مرشد عرض نمودم فرمودند که در بازار برو و
خوانچه کسی برنخست عرض کردم که این از من نخواهد شد بعده از توجه حضرت پیر القبض ببسط مبدل گردید ؎
به می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها ۰ راقم در آن زمان در
ٹونک بود بوقت شب از زیارت ایشان مشرف گشته بود و صاحبزاده ثانی ایشان مولوی عبد الغنی که همراه
ایشان بود بعد فوت پدر بزرگوار خود چند ماه در آنجا ماندند راقم اکثر بخدمت وی حضرت حاضر شدی
و وی از جهت هم سنه گی با راقم الفت بکمال داشتی

ذکر شاه احمد سعید رحمة الله علیه

در رساله مذکور برادر وی است فرزند اکبر حضرت شاه ابوسعید هستند ولادت ایشان در سنه یکهزار
و دو صد و هفتده رو داد تاریخ ولادت مظهر یزدان بحسن تربیت والد ماجد خود حفظ کلام شریف فرمودند
و علوم عقلیه از مولوی فضل امام و مفتی شرف الدین و غیرهما خواندند و حدیث شریف از تلامیذ حضرت شاه
عبد العزیز رحمة الله مثل رشید الدین خان وغیره خواندند و سلوک طریقه مجددیه از حضرت ایشان یعنی حضرت شاه
غلام علی و والد خود حاصل نموده باجازت و خلافت مشرف گشتند مردمانرا از علم ظاهر و باطن بهره رسانیدند
حضرت ایشان در احوال ایشان در رساله خود چنین نوشته اند احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بعلم و عمل
و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفه قریب است بوالد ماجد خود انتهی کلامه الشریف و نیز حضرت ایشان
در مکتوبی ارقام فرمودند الله تعالی شما هر چهار کس را سلامت دارد که ارتباط مودت بهتر از قرابت است
حضرت ابوسعید اسعدهم الله سبحانه احمد سعید جعله الله تعالی محمودا رؤف احمد رأف الله به بشارت الله جعله
الله مبشرا بقبوله الله تعالی در عمر این چهار بزرگ برکت عطا نماید و موجب رواج طریقه فرماید و کثر امثالهم

امین انتهی الیشان اجداد ثالث والد قائم مقام خیرین شدند طالبان از هند و خراسان رو بایشان آوردند
حسب حوصله خود فوائد بردند خلفای ایشان در اصلاح قندهار و غزنین بشهره تمام دارند رحمة الله علیهم
شیخ سیف الدین پسر پنجم خواجه محمد معصوم ابن حضرت مجدد وجد بزرگوار ایشان اند راقم بزیارت کبار ہند ملی
رفته بشرف پابوس ایشان مشرف شده است بعد دریافت احوال عنایت کریمانه صرف همت فرمودند و کیفیت
نسبت ایشان مشکون بفیض و حرارت تسبیب یافته نیشد حضرت ایشان را بیشتر محویت غالب بود می خلق ایشان
کم باشغول هستند و در حقیقت باحق مصروف بودند در ربیع الاول روز شنبه سنه یکهزار و صد و هفتاد و هفت
در مدینه منوره بجوار حق پیوستند مرقد شریف بشصت سال سپید بود بر مزار ایشان دست غیب سال جلوه نمود

ذکر حضرت محمد ظهور الحسن رح

سید حضرت شاه غلام حسین مرادابادی مولد اصل شیخ فاروقی بودند بر قلیل جا باندک خود قناعت نموده
خانه نشینی اختیار کردند بی تکلف و آزاد و ملبست میگردند کار ضروری خود از دست خود میکردند کسی را تعلق
بهم نشین و تکلیف نمیدادند عمر شریف قریب نود رسیده بود کلمه نفی و اثبات با حبس دم تا وقت موقوف میکردند
بعد حافظ کامگار خان رحمه الله باهتمام عرس شیخ خود ایشان میکردند و بنای روضه و عمارات خانقاه شیخ خود
از طرف علیمحمد خان نمودند که مرید راسخ الاعتقاد حضرت شاه بودند ایشان از حسن تدبیر خود می ساخته است و خیر خواهی با
مخلصان و دوستان حاضر و غائب یکسان بودند احوال حضرت شاه غلام حسین قدس سره که بالاجمال نگاشته ام
اکثر از رساله تصنیف ایشان است رقم اجازت و دعای آیتی و اعمال غیره از ایشان دارند پدر بزرگوار خود یافته است
و ایشان از آباء و اجداد خود دارند شیخ خود و در آباء و اجداد ایشان نسلا بعد نسل اجازت لعمل و طریقه و دعای
خوانی بوده تا زمان ایشان جاری ماند اکنون بروایت ایشان خرقه گردید تاریخ بست چهارم رجب در سنه یکهزار
صد و هفتاد و هفت زیر دیوار شرقی احاطه روضه پیر خود مدفون گشتند

ذکر حافظ محمد مسعود

مرید حضرت شاه غلام حسین بودند در ابتدای ایام جوانی بخدمت حضرت شاه رسیده بودند از آن ایام مرید و
بخدمت شاه حاضر بودن بر خود لازم و واجب گردانیدند بعد انتقال شاه خود تا پنجاه سال تقریبا که بین الظهر و
العصر سر اردات بر بستر شاه می نهادند آن علت معهوده خود را قضا نکردند تا آنکه زیر دیوار غربی احاطه روضه
شاه بخش خود را نهادند روزی شاه جی عبد الله شاه از وی حضرت پرسیدند که حافظ صاحب برین مزار پر

چشتیه صابریه قادریه

انوار بارادهٔ خود می آیند یا از اشارهٔ حضرت ایشان فرمودند که روزی حاضر نشده بودم در خواب فرمودند
که حافظ جی دیروز کاری پیش شده باشد که نیامدید شرمسار شده سرنگون شدم و گاهی اگر در مسئله مرا تردد میباشد
در خواب فهمانیدن آن میفرمایند و وی حافظ صاحب همیشه برین استقامت میداشتند فتویها و رسائل مسائل و
دیگر مسائل ضروریه جمع مینمودند چنانچه فرزند ارجمند ایشان مولوی محمد نور که فارغ التحصیل اند آن همه را فراهم
آورده جلدها ساخته نزد خود میدارند و حضرت حافظ جی بعد نماز فجر دعا حرز امانی وغیره میخواندند پس از آن
در نوشت و خواند مسائل و یا در کار ضروریه خانه مشغول میبودند بعده از طعام فراغت یافته قیلوله نموده
و نماز ظهر ادا ساخته بر مزار حضرت شیخ خود میرفتند و نماز عصر در آن مسجد که بر مزار پیر ایشانست و یا در مسجد
محلهٔ خود میخواندند و بعد از نماز مغرب قدری طعام میخوردند و پس از نماز عشا درود شریف میخواندند
وی حضرت این سه اعمال در حیات خود هرگز ترک ننمودند خواندن دعا و درود شریف و رفتن بر مزار پیر
اگر بعد صحت کسی بیماری طاقت آمد شد مسجد داشتی بر مزار پیر خود ضرور رفتی تا آنکه بتاریخ چهاردهم شوال
بروز جمعه نماز ظهر ادا کرده رو بقبله نموده در سنه یکهزار و دو صد و شصت و شش رخت سفر بستند و در زیر
دیوار غربی احاطهٔ روضهٔ شیخ خود مدفون گشتند رحمة الله علیه **ذکر شاه جی عبد الله شاه** مرید و خادم
خاص با اخلاص حضرت شاه غلام حسین رحمة الله علیه بودند از عمر خرد سالگی ایام طفلی و جوانی بخدمت حضرت
قدس سره بسر بردند بعد انتقال وی حضرت خاک آستانهٔ وی بر روی خود می مالیدند و دست طمع از همه کشیده
و پای خود را از گردیدن درها شکسته و دروازهٔ خانقاه شیخ خود را باستقامت تمام محکم گرفته بنشستند
و از برکت صحبت شیخ خود اتباع شرع شریف بدل بسیار میداشتند و علما و فقرا شریعت و طریقت را بتعظیم
پیش می آمدند و طالبان را دستگیری میکردند و تعلیم ذکر و فکر میفرمودند و مدت عمر در تجرد گذرانیدند و
عجز و انکسار بسیار میکردند و در مجلس سماع به وجد و شوق مغلوب می بودند و هر روز در ورزش ذکر و شغل
مشغول میشدند چون در آخر عمر رسیدند مرض موت رو نمود در عین مرض برای نماز جماعت از حجره در مسجد
شریف که داخل خانقاه شیخ وی است در آمدند اکثر نماز عشا را ادا کرده و استراحت نموده بیدار می بودند
بعد از آن میفرمودند مرا برای نماز عشا بیدار نساختند مریدان عرض مینمودند که نماز عشا حضرت ادا کرده اند

چون مریدان بر شب ایشان را بدین حال دیدند باهم گفتند حضرت ایشان را بدین حال مشغول بگذارانید و خاموش
باشید چنانچه مکرر دیده که نماز عشا میگذارند چون منعف بسیار ایشان را اگر دید مریدان بار بحجره آوردند
شبی در ذکر الهی مشغول بود که روح پرواز نمود تاریخ دوازدهم شعبان در سنه یکهزار و دو صد و هفتاد
و شش زیر خاک دهلیز دروازه خانقاه پیر خود سر نیاز نهاد و مدفون گشت **ذکر شاه جی حسام الدین شاه**
مرید حضرت شاه غلام حسین بود در اوائل عمر جوانی بخدمت حضرت شاه رسیده بودند از انروز از برکت
صحبت ایشان حضرت بر دل وی دنیا سرد شده بود و روز و شب در صحرا اشتغال از ذکر جهر بسیار داشت
و محب الفقرا و مساکین و مهمان بود چنانچه اکثر فقرا و صاحب مرتبه و اهل خدمت برای ملاقات بر خانه وی می آمدند
و وی تعلق خاطر و عشق و محبت بشیخ خود کما حقه داشت و بعد انتقال شیخ دیر انسبت باطن با شیخ خود بسیار
بود و شیخ نیز توجه خاطر بطرف وی بکمال تمام میداشت چنانچه اکثر امور دینی و دنیاوی در معامله باطن
دیر از شیخ خود بمکشوف میبودند وقتی که والدم همراه مولانا و مرشدنا برای ملاقات وی تشریف می برد
بودند والد بعد مراجعت میفرمودند که چون بر خانه وی رسیدیم و ملاقات کردیم فرمود که امشب میان صاحب
یعنی پیر ایشان فرموده اند که شاه جی توشه موجود تیار دارید کسانیکه لائق خوردن توشه اند می آیند و بحضرت
بر حال راقم بجهت والد شفقت بزرگانه میفرمودند روزی بخدمت وی نشسته بودم تذکره بزرگان
بمیان آمد فرمودند شبی در ساون رفته پرسیدم که سر کریم کجا رفته اند کسی گفت که جهاز مولوی غلام حیلانی
بلاسپور در گرداب با دخالف افتاده است برای برآوردن آن رفته اند و باز فرمودند که جانوران انجا
پیر کریم پیر کریم میگویند من بمقتضای صغر سن و بیفهمی خود بدل گفتم شاید شاه جی صاحب در زندگی آن بزرگ
برای ملاقات وی لسبلون رفته باشند و در یک شب چگونه رفتند و آن بزرگ تنها چگونه جهاز را
برآورد و شاید مردمان کثیر را همراه خود برده باشند و سمندر ایجاد و راست شاید مدت بعیده را البطور باد قطع
کرده رفته باشند و شاه جی هم باین طور لسبلون رفته باشند الحمد لله کلام کامل با دروغ ندانستم
بعد از چند مدت شنیدم شخصی در رامپور آمده گفت که جهاز مولوی غلام حیلانی غرق شد چون این سخن
بسمع وی حضرت رسید فرمودند این شخص گریخته آمده است بخوف مبلغان که ترد وی میرفت شاید

پیشینه صاحب وی

مبلغا من بفقر و فاقه در تحت تصرف فاقه ایشان در آیند و جهار ایشانرا پیران ایشان از طوفان هلاکت بر آورده
اند قریب است که می آیند چون مولوی صاحب بر مکان خود تشریف آوردند ملا اخوند امام الدین رحمه الله برای ملاقات وی
رفتند واقعه مذکور را آنچه شاه جی صاحب فرموده بودند پیش وی بیان نمودند مولوی صاحب فرمودند راست و چنین است
که آن شخص گریخته بود و از توجه پیران نجات یافتم حکایات مکاشفات شاه جی بسیار اند بتاریخ هشتم محرم
الحرام سنه ۱۲۵۰ در موضع بهت پوره مدفون گشت که مولد و موطن وی است و از رامپور بر ذه کروه و قریب
قصبه بلاسپور واقع است **ذکر ملا اخوند امام الدین** مرید اخوند فقیر صاحب بودند و از اخوند
صاحب تعلیم ذکر و فکر ابتدا و انتها یافته بودند و در راحت رسانیدن خلق خدا کوشش میکردند
سبق علم فقه طالب علمانرا میدادند روزی مولانا و مرشدنا میفرمودند در تعریف و ذکر ایشان که
روزی بیان یک فکر پیش ملا صاحب کردم فرمودند این فکر از ادنای فکر ما است در میان ایشان و مولانا
محبت و ارتباط کمال و تمام بود شاید که مولانا از ایشان کتابی در علم فقه خوانده باشند و بر راقم بجهت
والد نظر رحمت می انداختند بلکه از راه شفقت یک فکر نیز تعلیم فرمودند و شاه جی ایشانرا بر مکان خود می
بردند و بزرگ خود میدانستند و تعظیم و تکریم میکردند و ایشان نیز غیریت نمی داشتند مثل پسر خود
میدانستند و ایشان همیشه غمخواری خلق میکردند چنانچه نعلین های کهنه از مردمان گرفته و دوخت کنانیده
در موسم گرما مردم پا برهنه را میدادند رحمة الله علیهم **ذکر خلیفه قادر بخش** مرید حضرت شاه غلام حسین
بود در فن تیر اندازی کمالی داشت ازینجهت او را خلیفه میگفتند در رابطه ملکه راسخه پیدا کرده بود تا آنکه
دیگرانرا نیز مشاهده صورت شیخ خود می کنانید و در ظاهر صورت مشابه رسول شاهیان بود و الفاظ و
کلمات از خود اختراع و وضع ساخته مریدانرا تعلیم میکرد و پیر او نه اجازت مرید کردن داده بود و نه
آن الفاظ تعلیم کرده بود والدم میگفتند که میان صاحب میفرمودند خلیفه را نام خدا تعلیم کرده ام چنانکه
دیگرانرا و دیگر نه و خلیفه شیخ خود را سجده و طواف میکرد و مریدان او هم میکردند و حضرت شیخ
او را فهمائش و زجر میکردند و مریدان او هم میکردند از حرکت خود باز نمی آمدند وقتی خلیفه در مرادآباد
آمده بودند والدم را از رفتن پیش او منع کردند و من پوشیده از والد پیش او رفتم و نشستم بزرگی

نزد او نشسته بودند گفتند که این پسر فلانست او مرا برادرزاده گفته پرسان احوال مزاج والا شدند بعد ساعتی
برخاستم و رفتم روزی مرا والد برای کاری فرستاده بودند گذرم بران مکان افتاد که او در انجا فروکش بود
دیدیم که تنها نشسته اند او را سلام نکردن مروت ندانستم لاچار سلام کردم و نشستم بعد یک لحظه مرا گفت که ای
برادرزاده بعد هر پنج وقت نماز ده مرتبه درود شریف خوانده باشید و بعد ازان ده بار این کلمات
بخوانید آن اینست میم ماموم بضم اول موم بفتح اول و بعده اینها را معکوس کنید موم موم ما میم و من
پیش او آنرا یاد کردم و بدل گفتم ای عم من این ها را نخواهم خواند و او بعد ازین پس از چند سال فوت کرد
و در کرت پور که وطن اصلی او بود مدفون گشت و او را و مریدان او را مردمان لوشه هو میگویند از انکه مریدان او
این الفاظ بسیار میخوانند لالت هو لوشه هو بدوح هو میم هو هو هو هو و مریدان او خود را خلیفه شاهی میگویانند و مریدان
او در اکثر شهر بطرف پورب دکهن پراگنده اند و در مرادآباد نیستند و زیاده ازین احوال او بسیار است لائق
بیان نیست نعوذ بالله من شر الشیطان **ذکر عبد الرحیم شاه سلمه الله تعالی** مرید و جانشین شاه جی عبد الله شاه
اند و بلکه ویرا شاه جی قائم مقام در حیات خود کرده بودند و بعد فوت شاه جی میان محمد ظهور الحسن رحمهما الله ویرا
بجای شاه جی نشاندند و پیکا بر سرش بستند جوان صالح و خوش اخلاق اند و اوقات خود را در ذکر و ورد
میگذارند و در اهتمام عرس شاه جی و حضرت شاه غلام حسین قدس سرهما و در آرایش و شکست ریخت خانقاه
و مسجد خود را مصروف میدارند چونکه میان محمد ظهور الحسن و شاه جی در حیات خود این کارها او را سپرد کرده بودند
وصول مبلغان خرج عرس بر دست وی نهاده بودند چون در عمر خرد سالگی بخدمت شاه جی آمده بودند تا
حال بر در خانقاه شیخین خود سر نیاز نهاده مثل شیخ خود زیست بتوکل میکنند و در اهل دنیا نمی روند سلمه الله تعالی
ذکر غلام حسین خان عرف فقیر شاه رحمه الله مرید و خلیفه صاحبزاده حضرت غلام حسین بودند
که ذکر شریفش بالا گذشت حضرت فقیر شاه از احفاد نواب دوندیا خان بڑیچ بودند قوم بڑیچ در قوم دیگر افغان
معزز و ممتاز است از انکه اولاد یکی از بزرگی ایشان است قبای خاص از تن دور انداخته خرقه فقر در بر
کشید چون صاحبزاده شیخ وی ایشان را در کمال مجاهده و ریاضت دیدند بروز عرس اخوند فقیر پدر خود
در میان فقرا بعطاء خلافت و کلاه خرقه خود مشرف ساخته ملقب بفقیر شاه گردانید راقم نیز همان روز

در انجا حاضر بود وی در عنفوان جوانی بخوبروی و خوبصورتی مشهور بودند و در ایام پیری و فقیری با حسن و
جمال درویشی همشبیه صورت شیخ خویش بودند در حین جوانی لباس فاخرهٔ خود را بخاک رنگ کرده رسم درویشان را
بجا آورده میپوشیدند و مریدان را نیز همان لباس درویشی از نزد خود خریده میپوشانیدند بلکه بعضی مریدان را
طعام نیز بر ذمه خود مقرر میکردند و در حلقهٔ مریدان سر حلقه بوده ذکر جهر بآواز بلند و لحن خوش تعلیم میدادند و
میکردند بتاریخ سیزدهم شوال سنه یکهزار و دوصد و هفتاد رخت سفر بست و در مرادآباد بمحله کاغذیان
که وی در انجا خانقاهی ساخته بود مدفون گشت **ذکر حافظ علی حسین شاه** مرید صاحبزاده حضرت
غلام حسین و پسر اولی حضرت فقیر شاه و مجاز و ماذون از خلیفهٔ پیر خود محمود خان و جانشین پدر بزرگوار خود هستند
سلمه الله تعالی جوان صالح و خوش خلق اند و مریدان پدر بزرگوار وی بر ایشان جمع می آیند و تعلیم و تلقین ذکر
و شغل و اوراد و وظیفه مییابند و ایشان خود نیز دستگیری طالبان میکنند و دعای حرز امانی و چهل اسماء و اوراد
دیگر باهتمام تمام میخوانند و ورزش ذکر و فکر طریقهٔ قادریه و چشتیه مینمایند و بر اعمال حب و جن وغیره واقفیت
میدارند و خلق را از ان فیض میرسانند و در خانقاه پدر بزرگوار خود مسجد و حجره و روضه پدر خود تعمیر کرده اند
و عرس وی میکنند و آینده و روندگان عرس را طعام میخورانند و سماع را دوست میدارند و رقص و وجد میکنند و گاهی
در قصبهٔ مارهره تشریف شریف می برند مردمان و پیرزادگان آنجا تعظیم و تکریم ایشان میکنند سلمه الله تعالی
ذکر صاحبزاده مولانا عبد الغنی فرزند ثانی شاه ابو سعید رحمه الله انتساب نسبت باطن از پدر بزرگوار
خود دارند و در تقوی و طهارت مشهور و معروف هستند شمه از ان اینست از نوکر نصاری هدیه و ضیافت قبول
نمیکردند و انبه که در بازار فروخت میشوند نمیخوردند که فروشندگان انرا از مالکان باغ به بیع فاسد خرید
مینمایند و در آداب شریعت و طریقت و حفظ حقیقت مثل آباء کرام و پیران عظام خود موصوف اند و بر احوال
شریعت و طریقت اهل تمکین اند و در حقیقت استقامت احوال خود بحق میدارند و بهمراهی پدر بزرگوار خود حصول
سعادت حج بیت الله الحرام و سعادت زیارت سید انام علیه الصلوة و السلام حاصل نموده هنگام مراجعت بدهلی
که وطن ایشانست همراه رکاب پدر بزرگوار خود که در مکه بیمار شده بودند در بلدهٔ لونگ رسیدند از انجا که
پدر بزرگوار وی استعداد جبلی ایشانرا در آراستگی ظاهر و باطن شان عظیم دیدند که ظهور این سلسله از قابلیت

کامل ایشان خواهد شد نسبت نقشبندیه مجددیه در نهاد ایشان نهاده در روز انتقال باجازت
سلسله خاص خود مشرف گردانیده فوت کردند چنانچه صاحبزادهٔ موصوف در رسالهٔ خود مینویسد روز عید
سکرات موت شروع شدند وصیت دلپذیر باین نالائق باتباع سنت و اجتناب از اهل دنیا فرمودند و فرمودند
اگر بر در اهل دنیا خواهی رفت ذلیل خواهی شد والا ایشان چون سگان بر دروازهٔ تو خواهند غلطید و فرمودند هرچه
ما را از اشتغال و اوراد رسیده ترا اجازت دادیم بعد انتقال والد خود چند ماه در ٹونک اقامت داشتند و راقم
نیز در آن زمان در ٹونک بود اکثر بملازمت ایشان میرسیدم و در هر پنج وقت نماز در جامع مسجد ملاقی شدیم و در آن وقت
سبزهٔ عذار ایشان نو رسیده بود چون ایشان را نوشتن خط بنام برادر کلان خود منظور بودی برای خط نوشتن
مرا میطلبیدند و بعد مدت دراز در دهلی رسیده بخدمتش رفتم بر مسند ارشاد نشسته دیدم بعد ملاقات مرا
بشناختند و معانقه و مصافحه کردند و اخلاق نموده در خانقاه جا دادند و ضیافت کردند چند روز
در آنجا ماندم اوقات ایشان را در شغل تعلیم علم ظاهر و باطن یافتم چنانچه بعد نماز فجر مراقبه میکردند و پس
از اشراق از توجه دادن مریدان فراغت یافته درس کتب حدیث شریف می نمودند و بعد از قیلوله
و نماز ظهر تدریس علم فقه وغیره میکردند و پس از آن نماز عصر ادا ساخته باز طالبان خدا را تعلیم باطن و
القائی نسبت میکردند و از کلام دنیا و اهل آن اجتناب میداشتند یاد دارم مرا نصیحت کرده بودند که از
صحبت مشائخ این زمان بر مزار بزرگان رفتن و نشستن بهتر است در سن یکهزار و دو صد و هفتاد و چهار
در وقت آشوب دهلی هجرت بحرمین شریفین نمودند و در مدینهٔ منوره بزیارت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
فیض اندوز هستند و پیش سیدنا و شفیعنا صلی الله علیه وسلم تعلیم ظاهر و باطن مینمایند و شریف روضهٔ مطهرهٔ
حبیب الله صلی الله علیه وسلم در برابر مسجد مقدس حجره برای اقامت ایشان داده اند سلمه الله تعالی احوال
مسترشدان ایشان معلوم نیست اما یکی از مریدان احسن مولوی محمد احسن حافظ قرآن واعظ خوش بیان عالم فروع
و اصول و دانندهٔ باریکی دلائل معقول و مدرس علم معانی و کلام و درس کنندهٔ بفصاحت و بلاغت تمام
و مفسر کلام الله و محدث حدیث رسول الله و جامع جمیع علوم مترجم احیاء العلوم و متصف باخلاق حسن
هستند که شیخ صدیقی و صاحب مطبع صدیقی ساکن نانوته اند حالا سکونت در بانس بریلی میدارند و تحصیل علوم ظاهر

شاه جهان آباد حاصل کرده بودند پس ایشان چون جوش علم باطن در سینه بیکینه ایشان شورش آورد
استلاشی در دلیشی گردیدند بهمت خود را در میدان خدمت و سلسله درویش تا خلفند آخر کار بخدمت مناجیه
مولانا عبد الغنی موصوف رسیدند و مقصود خود را عرض داشتند او شان فرمودند طالب را باید که اعتقاد خود را
راسخ نموده بخدمت درویشی رسد تا فائدهٔ تمام حاصل آید والا بغیر این حاصلی نباشد بعد اظهار اخلاص ایشان را
استخاره از شاه ساختند و ایشان حسب الامر باستخاره پرداختند بعد از ان ارادت راسخ خود را بخدمت
او شان عرض کردند و دست ارادت باصدق عقیدت در دست حق پرست او شان دادند و بسلسلهٔ طریقت
گردیدند و از برکت صحبت ایشان بر علمی که علم ماسوا حجاب اکبر است علم یافتند و از تعلیم توجه خاص از اسم مسمی پی بردند
بعد شریف بردن او شان بحرمین شریفین ایشان در سن یکهزار و دو صد و شصت و سوم بر در ستانهٔ بیت
الله السلام احرام بسته سجده کردند و پیشانی سودند و از شوق و ذوق طواف نموده و عمره آورده و از غلبهٔ شوق
لبیک گویان بوادی عرفات رسیدند حج ادا کردند پس ازان بمدینه منوره حاضر شده بر در علیهٔ باب السلام
سید خیر الانام علیه الصلوة والسلام بوسه دادند و به نیاز تمام آداب کورنش و سلام بجا آوردند و بمصداق
حدیث شریف مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی بزیارت سید کائنات علیه الصلوة والتحیات مشرف
انور گشتند و در مسجد مقدس نماز باجماعت ادا کردند و باز دران مقام شریف در صحبت شیخ خود از کیفیت
نسبت لطیف اثر بلیغ برداشتند و اجازت یافتند و ماذون گردیدند بعده از انمقام مراجعت نمودند
حالا بر مسکن خود رونق افروز هستند سلمه الله تعالی دیگر مرید با اعتقاد شیخ محمد حسین عرف شیخ و مخلص مولوی تمنا
حسین شهر هستند بتعلیم باطن شیخ را وسیلهٔ نجات خود دانسته در ورزش آن مشغول اند و آزاد و مجرد و در گوشهٔ
تنهائی زیست میکنند و اوقات مستعار خود را در تلاوت کلام الله و مطالعهٔ کتب فقه وغیره میگذارند
در فن شاعری بزبان فارسی دارد و نظیری ندارند و صاحب دیوان فارسی و اردو هستند چنانچه چند بیت از ان
قصیده که در مدح شیخ خود نوشته اند درینجا نقل کرده میشود و قصیده ۵ چرا باشد که گستایم بجان جان
جانانش ۵ که در اغوش پر در دست جان جان جانانش ۵ بود بولانگه برق تجلی چون دل یابش ۵ فروغ
شعله طور است تاب داغ پنهانش ۵ بود تا سینهٔ او مشرق انوار سبحانی ۵ هلال خور نماید تکمه در گریبانش

برغم اهل عالم بر حریم فیض عام او شب و ضو رست منع بازگشتن کار دربانش • عبای جبهه آن شاه رنگ میزان
گسیر و • لصبت احتین فشاندن آید بسکه دامانش • او نگذاشت کلکم را وگرنه پاک بنوشتی • سلیمانی
نماید مور هم برخوان احسانش • ملک صورت ملک سیرت ملک فرصت ملک عفت • مراد از مردم چشم است
میخوانم چو انسانش • بود چون سینهٔ او قلزم عشق حقیقی را • سراو میتوان گفتن جناب بحر عرفانش • باسحان
وجود حق شکر ریز شهود آمد • بباغستان عرفان نغمه سنج طوطی جانش • فروزد آتش عشق حقیقی باطنش زیبان
که باشد سینه اش تنور و جوش شوق طوفانش • بیاد حق بود از بسکه در شوق فراموشی • نگارستان
عالم یک طراز لوح نسیانش • سرم گر رتبهٔ نعلین او میشد شرف می سودم • بپای حضرت عبد الغنی پاک دامانش
خدا همتی یا شاه بفشا کافری دارم • که ننگ کافری دارد اگر خوانم مسلمانش • خدارا رحمتی بر ماندگان آی
قبلهٔ عالم تمنا بر درت تا مد بدل خون گشت از نالش ذکر مولوی عبد الرشید صاحب ابن مولوی عبد الغنی صاحب رحمة الله علیه

اکبر و فرزند رشید حضرت شاه احمد سعید رحمة الله علیه و مرید و جانشین پدر بزرگوار خود میباشند بعد حصول نعمت
الله و تحصیل علوم ظاهری و فراغ علم دینی پدر بزرگوارش ایشانرا بتحصیل تعلیم باطن در کنف حمایت خود داشتند
و او کار و افکار و اشتغال طریقهٔ خود و طرق دیگر تعلیم نمودند و طی لطائف ستهٔ و سیر مراتب سلوک و عبور
دوائر سبعهٔ عشر کنانیده که خلافت طریقهٔ نقشبندیه مجددیه مشروطه بانست در حیات خود چون آثار شایستگی
و شایستگی ظاهر و باطن در ایشان ملاحظه کردند و یافتند در سلسلهٔ خاص خود و سلاسل دیگر که اسناد
انها از پیران عظام خود میداشتند ایشانرا اجازت و خلافت دادند و نائب مطلق خود گردانیدند
و نصیحت بدوام ذکر الله و وصیت باتباع سنت و اجتناب اهل بدعت و دنیا فرمودند و قبل صاحبزاده موصوف
بمجدد حرم بزرگوار قرابتی خود مولوی ارشاد حسین صاحب که ذکر شریفش عنقریب خواهد آمد در بلدهٔ مصطفی آباد
عرف رامپور که وطن اصلی جد بزرگوار ایشان است تشریف شریف آورده بودند نواب حامی دین محمد
کلب علیخان بها در رئیس بلدهٔ مذکور در عهد ولیعهدی بجد بتحصیل علوم ظاهر خیالی و طلبی داشتند که تحصیل
علم باطن که عرفان تام و ایمان کامل بران متوقف است از دلشیی اخذ نمایند درین حال اوازهٔ تشریف آوری ایشان
بسمع ایشان رسید به نیاز تمام و کمال توسل مولانا موصوف سراراده بر آستانهٔ فیض نشانه ایشان نهاده

ولادت شنبه ۱۲ محرم

صاحبزادهٔ موصوف از انجا که در آداب طریقت ارشاد طریقهٔ باطن بر امیر و غریب موقوف نیست ایشان را
در سلک سلسلهٔ نقشبندیه منسلک کرده و رهنمائی سلوک طریقهٔ مجددیه نموده طریق تحصیل آن طریقه تعلیم ساختند
ولادت ایشان در دوم جمادی الاخری سنه یکهزار و دو صد و سی و هفت در بلدهٔ لکهنو واقع گردید و در آن زمانه که در
دهلی تشریف میداشتند ارادهٔ زیارت حرمین شریفین کردند وقت وداع ایشان پدر بزرگوار ایشان تا
دروازهٔ شهر برآمده اند و نیز خرقه و عمامهٔ حضرت شاه غلام علی رحمة الله بایشان پوشانیدند و در مکاتیب بنام
اعزه بجهت ایشان ارقام فرمودند که فرزندی اعزی ارشدی بانظر متوجه گشته است هر کس را که شوق مریدی
باشد از ایشان مرید شود که دست ایشان دست من است پس صاحب ذوق و شوق و آه و ناله و حال و وجد اند
و دائم مشتاق سکونت مدینه شریف بودند و دعاها مینمودند تا آنکه از دهلی در ماه صفر سنه یکهزار و دو صد
و هفتاد و چهار همراه پدر بزرگوار خود بتمنای خود فائز گردیدند در کوچهٔ مطلوب سکونت میدارند شعر حسب
حال ایشان بیادم آمد اینست ؎ کرا دماغ که از کوی یار برخیزد نشسته ایم که از ما غبار برخیزد
مولوی محمد مظهر برادر ایشان در مقامات احمدیه سعیدیه مینویسند حضرت پدر بزرگوار در مرض خود حوالهٔ توجه مریدین
بایشان نموده اند و در حیات پدر بزرگوار در حرم شریف بجای وی توجهات صبح و شام می نمودند زیاده
ازین کدام فضیلت خواهد بود راقم در دهلی انوار بزرگی از جبین ایشان ظاهر و باهر دیده است نواب صاحب ممدوح
و موصوف بکمال حسن عقیدت سعادت دارین خود دانسته نذرانه بخدمت ایشان هر سال ارسال میدارند
بعد تحریر هذا در سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و هفت برحمت حق پیوستند و در مکهٔ معظمه مدفون گشتند عمر
شریف به پنجاه و یک رسیده بود مادهٔ تاریخ هفتدهم ذوالحجه ۱۲۸۷ ذکر مولوی ارشاد حسین
حافظ آیات قرآنی واقف اسرار ربانی مفسر کلام رب العالمین محدث حدیث سید المسلمین مدرس فقه و اصول
فهمندهٔ دقائق معقول عالم اند متقی و متورع اکثر اوقات خود را بدرس و تدریس میگذارند و عمل بر عزیمت و غایت
اتباع سنت میدارند و طلاب بر کمال استعداد علمی ایشان متفق اند و اکثر طلبهٔ علم از تدریسش مستفیض
میشوند و علم و فضل ایشان از کتابت انتصار الحق که در رد کتاب معیار الحق تصنیف کرده اند پر ظاهر است
و انتساب نسبت باطن از حضرت شاه احمد سعید رحمة الله میدارند و بان جناب قرابت

حاشیه
ناوانا از زبان دانای خود نمید اندر خلافت
طرفی نقشبندیه موقوف بر عروج ولایت
کبر است موضع
وشمنی با اهل دل جز دشمنی با خویش نیست
شعر گر خدا خواهد پرده کس درد
میلش اندر طاعت یاران برد

صوری نیز میدارند و بصرف همت آن جناب طایر روح ایشان پرواز بعرج معانی که در آن شهود حق تعالی
است میدارد و ایشان از وی اقتباس انوار و برکات حاصل نموده بتصفیه باطن و تزکیه نفس با وجود حصول
مراتب سلوک تا حال اشتغال میدارند وقتی مولانا موصوف عازم حرم محترم شدند و از محال مخوفه بسلامت
گذشته بشرف استانه بوسی خانه کعبه فائز گردیدند و حج ادا نموده بملازمت حضرت رسالت پناه مستسعد
گشتند و احرام آن حریم اکرم خیر الانام بستند چون بآن مقام شریف رسیدند بسعادت خدمت
شیخ خود فیض اندوز گردیدند و از برکت صحبت او شان برکات و انوار و کیفیات آنمقام شریف حاصل
کردند چون قصد مراجعت از آن مقام کردند شیخ ایشان را خلافت و نیابت خود فرمودند تا طالبان از صحبت
گرامی ایشان بهره ور باشند پس از آن مقام رخصت یافته براهپور که وطن ایشان است رسیدند حالا بر مسند ارشاد
مثل اباؤ اجداد خود نشسته اند و مرجع طلاب علم شریعت و طریقت هستند در پیش بلدهٔ مذکور تعظیم و تکریم
ایشان سعادت دارین خود میدانند مولوی محمد مظهر در رسالهٔ مذکور مینویسد مولوی محمد ارشاد حسین سلمه الله تعالی
از اکابر اصحاب و اجلهٔ خلفاء حضرت ایشان اند یعنی شاه احمد سعید و نسب ایشان بواسطه شاه محمد یحیی
بحضرت مجدد میرسد و حضرت ایشان مدح خوش اعتقادی ایشان مثل ظاهر بسیار میفرمودند بالطافها
بی نهایت و نظرهای مخصوصه که فقیر هم رشکی بر دسر بلندی می بخشیدند و ادراک هم خوب دارند
و قوی النسبة اند صاحب زادهٔ المقامات مذکور مینویسد شاه محمد یحیی طال الله عمره و اصغر اولاد حضرت
مجدد است این مخدوم زاده را شاه از ان لقب شد که شاه سکندر قادری نظر عنایت و طفولیت شامل حال
این صاحبزاده بر خوردار داشت و بشیوهٔ القاب اجداد و امجاد خود این قرة العین را شاه خوانده بود و وجه
تسمیهٔ ایشان بیحیی آن بود که پیش از ولادت آن مخدوم زاده حضرت ایشان را علم شد که در خانه
تو پسر آید یحیی اسمش نام ترا زنده دارد و چون متولد شد بآن نام مسمی گردید و همواره از سیمای فطرت
و علو استعداد آن قرة العین را بامره ولایت خبر میدادند تا آنکه این نورسیده بسن تربیت حضرت ایشان رسید
هشت و نه سالگی خط قرآن مجید نموده و در آن سن کودکی از تحصیل علم رغبتی و محبتی دیده می شد و
استادش را بالبداهه میگفت که از هیچ طفل اینسن ندیده و نشنیده روزی فرمودند بخاطر آمد

که محمد یحیی نیز چون برادران خود ازین نسبت بهره ور گردد اما چه باید کرد که او طفل و معامله اجل ما بس
نزدیک این گفتند و از بس شفقت آب در چشم مبارک جمع شد بعد از انتقال حضرت ایشان و پس از تمامی
حفظ قرآن به یمن تربیت برادران بزرگوار تحصیل علوم چه معقول و چه منقول بآخر رسانیدند و حلیه ایشان از
قامت و رفتار و چشم دلبر و بوالد بزرگوار خویش شباهت تمام دارد و از دلائل قبول آن مخدوم
زاده آنست که نبیره حضرت باقی بالله دختر خواجه کلان خواجه محمد عبید الله سلمه الله تعالی
و ابقاه در حباله نکاح آن گوهر صدف ولایت منسلک گردیده است انتهی و در رساله
مذکور است محمد اورنگ زیب بخدمت ایشان می رسید و استفاده مینمود بلکه بسیار دیهات
نیاز ایشان کرده دو مرتبه شرف زیارت حرمین شریفین دریافته اند ولادت شاه
محمد یحیی در سنه یکهزار و بست و چهار رو داد و وفات در سنه هزار و نود و شش واقع شد

نقشبندیه مجددیه

ذکر نعیم شاه مرید و خلیفه شاه درگاهی که ذکر شریفش بالا گذشت
بودند رحمة الله علیهما و مولد و موطن و مدفن ایشان رامپور است عالم بودند متقی و متوکل با وجود
کثرت اهل و عیال بر دروازه اهل دنیا نمی رفتند و در تعلیم ظاهر و باطن خود را مشغول میداشتند
و اکثر نواب احمد علیخان رئیس بلده مذکور مشائخ و فقرا را دعوت میکردند و ایشان را هم سواری می
فرستادند و عرض تشریف آوری میداشتند ایشان گاهی در آنجا تشریف نمی بردند و گاهی شکایت
فقر و فاقه خود بر زبان نمی آوردند و در مرض موت بحال بیهوشی در وقت نماز بهوش می آمدند
و نماز ادا میکردند در یازدهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت وفات یافتند و پیش
دروازه خود در صحن حجره مسجد مدفون شدند

نقشبندیه مجددیه

ذکر معظم خان عرف وی فقیرچی مرید سید غلام حسین
عرب بودند و وی خلیفه مرزا مظهر جانجانان و عمر دراز یافته بودند و ساکن رامپور و متادب بادب شریعت
و طریقت بودند و در وقت جوانی سوداگری اسپان میکردند و در عهد پیری و فقیری گیاه کندیده میفروختند
و کار براری خلق الله میکردند چنانچه بیرون شهر رفته پشته هیزم وغیره مسکینان بر سر خود
نهاده تا بدروازه شهر می رسانیدند و چون ضعف پیری بکمال رسید خانه نشین شدند

و در مرض فتق و سوزاک ملحق گردیدند روزی بباطن فرمودند که هر سنگ ریزه که از محل قارورہ بیرون می آید مرالذتی می فزاید و هیچ جا بذار را امید ادویه نیست اثر بزرگی و انوار طاعت در ریاضت از شجره وی هویدا بود و هر شغل و ذکر که از شیخ خود تعلیم یافته بودند ورزش بکمال و تمام بران میداشتند و دوازده اشغال هم بر ایشان ظاهر می شدند وقتی بباطن فرمودند که مولوی سید حسین محدث را نصیحتی کرده بودم شب در خواب آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که معلم تو بهتر کسی اولاد ما را نصیحت میکنی وقتی مولانا در رامپور تشریف میداشتند برای ملاقات ایشان تشریف بردند و ایشان بمجرد مت شریف حاضر بود بعد ملاقات صوری هر دو بزرگوار معنی مشغول شدند ظاهر بباطن توجه فرمودند و تا دیر و راز سر بجیب مراقبه فرو برده ماندند چون هر دو بزرگوار سر بر داشتند ایشان با مولانا گفتند که پیش شما با وجود ضعف و کبر سن در سینه من شور و فغان پیدا میشود و میخواهم که لغزان لغزان نعم پس از مراجعت آنجا مولانا کمال لطافت و قوت نسبت ایشان باز بیان فرمودند و فاتش دویست و پنج جمادی الاولی سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت واقع شد و بیرون شهر مذکور مدفون گشت **مولوی جمال الدین** وطن اصلی ایشان لاهور بود سید بودند و علم بعلوم عقلی و نقلی و کتب و حدیث باشتراک شاه عبدالعزیز از پدر و ی مولانا شاه ولی الله محدث دهلی خواندند و انتساب نسبت باطن از مولانا فخر الدین که ذکر شریفش بالا گذشت میداشتند و مرجع خلائق خاص و عام در وقت خود بودند شیخ ایشان بطرف رامپور ایشان را رخصت کردند و فرمودند که در انجا باش چون ایشان وارد آنجا آمدند و سکونت کردند اکثر امیر و غریب در بیرون شهر مذکور مرید و معتقد ایشان شدند و بفضل و کمال ایشان همه متفق بودند و بکارم اخلاق متصف چنانچه برای تعلیم هر کس و ناکس بمیخانه مستعد و این قلندری بود نه بمحض اتباع سنت شیخ خود اول مرتبه که راقم بعهد حیات ایشان برامپور رفته بود در ماه ذیقعده سنه الفی ملحق جوانی سنجوست ایشان نرسیده بود و در سنه ۱۲۷۱ و پنجم جمادی الاول سنه یکهزار و دو صد و چهل و دو وفات یافتند و قریب در وازه بیرون شهر مذکور مدفون گشتند یزار و دیگر **مولوی نیاز احمد** از اهل و نسل علوی و مولد شریف سهرند بود و بعمر هفده سالگی از علم ظاهر فراغ یافته بعمر نوزده سالگی مرید مولانا فخر الدین شده گویند تعلیم باطن از

خود یافته بحکم شیخ خود از دهلی تشریف آورده بحکومت بریلی اختیار کردند و در طریقه قادریه از سید عبد الله
بلگرامی که قبرش در رامپور است بیعت کردند گویند اکثر اوقات محویت بر ایشان غالب بود
کلام توحید بسیار میفرمودند که کسی کم درین زمان گفته است چنانچه اشعار ایشان نیز از کلام توحید پر است
حاجت به بیان نیست گویند پنجاه سال با مریدان شب بخفتند و مجاهدات و ریاضات بسیار کشیدند
و آنچنان نقاره فقر زدند که آوازش از هندوستان در گذشته در کابل و قندهار و هرات و بخارا و بدخشان
رسید مولانا و مرشد ما نقل فرمودند که یکی از اهل تشیعه مجلسی آراست و همه مشائخ بریلی را بدیدن رفض ایشان
بتقریبی مجلس ساخت قبل ازین همه مشائخ پیش ایشان آمدند و تکلیف رفض مجلس او ندایشان انکار فرمودند گفتند
اگر شما تشریف نخواهید برد مایان نخواهیم رفت لاچار عرض آنها قبول فرموده و تیغ باطن خود را آب داده
داخل مجلس شدند چون مجلس از نغمهای مغنیان گرم شد و مومنیان در جوش و خروش در آمدند و نالهای
پرسوز بر آسمان رسانیدند ایشان بر دوش هر کدام دست خود نهاده این شعر خواندند ؎ بگوش گل چه
سخن گفته که خندان است * البته لب بچه فرموده که نالان است یا انکس بر زینو قبت دی و غلطیدی شور و غوغا در
مجلس افتاد و مدعیان پشیمان شده برخاستند و گریختند گویند مریدان و خلفای ایشان در ممالک مذکور بالا
بودند و هستند و نیز بعضی در دیار یورپ اند و از اهل ذوق و شوق هستند چون بعمر هفتاد و هفت رسیدند
در ششم جمادی الثانی سنه ۱۲۱۰ هزار و دویست و پنجاه و فات یافتند و در خانقاه خود مدفون گشتند حالا
فرزندان ایشان بر جای ایشان شیخ نظام الدین نشسته اند و طریقه ایشان جاری میدارند و ذکر شاه محمد
وی از خلفای اخوند فقیر صاحب بود که ذکر شریفش بالا گذشت راقم در سن تمیز از دیدار وی مشرف بود
است فقیر چشیته صابریه از شیفته روی هوید امیگردید گوئی مصداق این شعر بود ؎ میتوانند داشت
نهان عشق زمردم لیکن * زردی رنگ رخ و خشکی لب را چه علاج سوای قوت باطنیه قوت ظاهری نیز میدانستند
که حکایات زور آوری وی در دین دیار مشهور است روزی راقم در جایی ایستاده بود میر رد علی پهلوان
که کمال قوتش در ین شهر مشهور است ذکر طاقت و قوت وی بیان مینمود که بازمایش قوتش دست خود
پیشش بردم وی ساعد مرا در دو انگشت سبابه و وسطی گرفته تا سه گرفت آن نتوانستم

منها سی و سال در [illegible] بوده

والوقت شمشیر [illegible]

[illegible] ذکر خواجه قطر

گفتم میان صاحب گذارید و ستم شکسته میشود انتهی گویم آری کمال قوت باطنی وی در پرده
طاقت ظاهری اظهار کرامت می نمود در یازدهم جمادی الاول عشر پنجم صد سیزدهم وفات یافتند و در
موضع پیپلی که بطرف شمال از رامپور ده کروه است مدفون گشتند **ذکر بهوری میل** نام وی کمال الدین است
و عرف بهوری میان مرید و خلیفه شاه درگاهی بود که ذکرش بالا گذشت و در محبت و عقیدت شیخ در وقت
خود نظیری نداشتند و تعمیر روضه شیخ خود وی ساخته اند و هر سال عرس اوشان میکردند و در
شغل و اشغال تا دم مرگ خود را مشغول داشتند و از بزرگان غلام جیلانی خان رساله دار بودند که یکی
از اعظم روسای رامپور بوده است و وی ترک دنیا کرده فقر اختیار کردند در چهارم رمضان سنه یکهزار
و دو صد و هشتاد و چهار وفات یافتند **ذکر اخوندیار محمد** از اولاد عباس بن علی کرم الله وجهه بودند و مرید
و خلیفه شاه درگاهی بودند و اهل وجد و سماع و وجد میکردند و معترض را جواب می دادند که من اجازت
سماع از شاه صاحب میدارم مولد و موطن وی پنجاب بود در سوم رمضان و عشر ششم صد سیزدهم
وفات یافتند و در احاطه مزار شیخ خود مدفون گشتند **ذکر حاجی سعادت علی**
از اصل و نسل سادات نوگانوان بودند در خرد سالگی پدر و مادرش وی را همراه خود بمکه معظمه بردند باز وقت
مراجعت بوطن در میان راه پدرش وی را تنها گذاشته فوت کردند و مادر او قبل از رسیدن مکه
در راه فوت شده بود وی همراه دیگر کسان هموطن در قصبه مذکور رسیدند اقربای وی از مذهب
شیعه بود چون سعادت ازلی مددگار او بود وطن را گذاشته در مرادآباد تشریف آورده بمسجد محمد
سید خان قیام نموده چیزی از علم صرف و نحو خواندند بعد دو سه سال در بلده رامپور رفته تحصیل
علم ظاهری ضروری کردند و هم در آنوقت طالبعلمی بخدمت میان نعیم شاه صاحب که ذکر شریف بالا
گذشت رسیدند و مرید شدند بعد روزی چند تجرید و تفرید را دوست داشته در خلوت و جلوت
تحصیل علم باطن مینمودند و هم درینحال تکلیفات و ریاضات و مجاهدات بسیار کشیدند اما دروازه
و دامن شیخ را نگذاشتند و در ضربات و مراقبات خود را مشغول میداشتند تا آنکه شیخ وی را اجازت
و خلافت دادند بعد انتقال شیخ چند کس را ارشاد کردند و بعضی را اجازت دادند و علم ادراک

نسبت زنده و موتی خوب می فهمیدند و بر در اهل دنیا نمی گردیدند تا آنکه عمر خود را در حجره مسجد شیخ خود
گذاردند و بعد متاهل شدن چند سال در سنه ۱۰۶۳ ماه رمضان سنه هزار و دو صد و هفتاد و هشت فوت
کردند و زیر قدم شیخ خود مدفون گشتند و یک پسر در عقب گذاشتند و بارادتم بسیار مهربان بودند
هرگاه بمراد آباد آمدندی بمسجد مذکور فروکش شدندی و از مودت سابقه هم سنگی که با من بود و غریبانه
را القدوم خود مشرف میساختندی ذکر محمد عبد الصمد المشتهر بمست خان در ابتدای حال
در فرقه سپاهیان نوکری میکردند و بظاهر لباس برطرز پیادگان بودند و در باطن سینه شور عشق
حقیقی میداشتند و در پرده لطلب مقصود اصلی ریاضات و مجاهدات میکشیدند و صحبت
سالکان و مجذوبان می بردداشتند لیکن در حست وجوی درویش سالک کامل میبودند الغرض نام نامی
نامدار خان رحمة الله علیه شنیده بخدمتش در پنجاب رسیدند که سلسله ایشان ۳۰ واسطه بحافظ
جمال الله رحمة الله علیه رامپوری می رسد چونکه خانصاحب موصوف را حاجت ریاضات و مجاهدات
نبود شیخ در اول دهله بتصرف همت لنسبت نقشبندیه مجددیه مودد اتش متمکن ساخته بارشاد و استرشدان
اجازت و خلافت داده رخصت کردند و ایشان از انجا رخصت یافته در بلده کوئل و سادات باد
وغیره و در اتروالی که مسکن و مدفن ایشانست بتعلیم ظاهر و باطن مشغول گشتند و در باطن خود تاثیر
داشتند که چند کس از شرک توبه کردند و ببرکت فیض صحبت ایشان موحد گردیدند و مشرف
باسلام شدند و تا حال بر تعلیم ظاهر و باطن اهل دجان مشغول اند و ایشان حالی قوی
داشتند و قوت توجه ایشان در مسترشدان اثری بلیغ داشت تا انکه یکی از علمای محول مود
شاگردان خود را برای ازمودن اثر توجه نزد ایشان فرستادند و ایشان بخبر مذکور هر دو را مرید کردند و
توجه عادیه چون ایشان ببرکت فیض توجه ایشان آگاهی بعلم باطن یافتند چند روز اخلاص جبلی خانه ایشان نهادند
و معتقد و مطیع ایشان شدند تا انکه فیما بین استاد و شاگردان نوعی شکر رنجی افتاد استاد موصوف
متقی و متورع بودند و بحکم اطیعوا الله و اطیعوا الرسول رجوع کردند و هستی خود را بکمال شوریدگی
عشق فنا کردند و متاع فانی خود را فروخته و توشه متاع باقی را خرید کردند رحمة الله علیه

لفتنه نبدی مجددیه

و از مریدان خانصاحب یکی مولوی حسین شاه بخاری تخلص بت شکن بودند کمالات ایشان از کتاب
خلعت الهنود که در رد کتاب اندرمن تالیف کرده اند پر ظاهر است حاجت بیان نیست درین سال سن
یکهزار و دو صد و هشتاد و پنج وقت تحریر هذا شنیده شد که ایشان در بلده بهوپال فوت شدند خان
صاحب موصوف با راقم بسیار مهربانی و شفقت میفرمودند اول ملاقات من با وی در شهر اکبرآباد و باز
هنگام مراجعت اکبرآباد در بلده کول شده و بعده اوشان بمرادآباد آمده غریبخانه را بقدوم خود مشرف
ساختند روزی از من فرمودند پیش ازین فقیری بودم یعنی قبل از پیری و مریدی و در گوشم آوازی آمد
که برخیز وقت نماز فجر است سید قربان علی و سید فضل حق هر دو برادر ساکن اترولی از خردسالگی
خادم خوش عقیدت ایشان هستند و باعث تزوج ایشان و سکونت قصبه اترولی این هر دو برادر شدند
و خانصاحب در مرض موت سید قربان علی را طلبیدند و پیش خود نشانده صرف همت کردند و خلافت
و خرقه داده قائم مقام خود ساختند و همدران مرض سنه یکهزار و دو صد و هشتاد فوت کردند و در قصبه مذکور
مدفون شدند و دو فرزند ارجمند در عقب گذاشتند رباعی تاریخ تصنیف مولوی سید حسین شاه مذکور
که بر مزار شریفش کنده است اینست رباعی این زنده جاوید که اندر لحد است ٭ از نور یقین هادی دین تا ابد است
سال سفر و اسم شریفش گویم ٭ مست احدی جناب عبد الصمد است ٭ و دیگر از آن تاریخ تصنیف سید
فضل حق که انهم بر مزار شریفش کنده است سه بیت از آن نوشته می آید ٭ روز یکشنبه بتاریخ
سوم وقت زوال ٭ در محرم شد ازین دار فنا سوی ارم ٭ در فراق صوری آن قدوه اهل وفا ٭
بود طالب هر یکی در رنج و اندوه و الم ٭ بهر تاریخش سر هاتف فرو گردید و گفت ٭ کعبه اهل طریقت قبله اهل کرم
بعد فوت ایشان اتفاقا در اکبرآباد رفته بودم و سید قربان علی آنزمان در آنجا بودند از جهت معرفت
سابقه بملاقاتش رفتم و ایشان را سینه بریان و دیده گریان دیدم و نعرهای آه آه پر درد او شنیدم
هل من مزید باد و سلمه الله تعالی ذکر خلیل احمد خان صاحب ساکن شاهجهانپور نسبت باطن و تعلیم درود
شریف صلوة تنجینا از آنحضرت صلی الله علیه و سلم میداشتند و طی سلوک خود از خواندن آن درود
نمودند و از اهل فنا و بقا بودند و طالبان را درود مذکور تعلیم می فرمودند و بر محل اجابت دعائی که در آن

درود مقرر است بملاحظهٔ معنی لا موجود الا الله اشاره میفرمودند حضرت مولانا سید محمد حسن ساکن قصبهٔ سهسوان
مرید و خلیفهٔ ایشان فرمودند با آنکه امی بودند آنچنان کلام توحید بیان فرمودندی که مستمعان حیران شدندی
و هم بار دیگر نقل فرمودند که وقتی ایشان در رامپور بودند تشریف داشتند مولوی غلام جیلانی که یکی از علمای فحول رامپور بودند
بملازمت ایشان باد و فرمودند که چیزی بیان حدیث شریف فرمائید وی سکوت نمودند و هیچ بیان نتوانستند گویا که علم وی سلب شده است پس ایشان
بیان حدیث فرمودند بعده وی مرید ایشان شدند و در بعضی اوقات از کمال غلبهٔ توحید اسم ذات الله عز و جل
ایشان گفتن نتوانستند و در آن زمانه که جناب سید احمد از دهلی در شاهجهانپور تشریف بردند مولوی محمد
اسمعیل و آنجناب برای ملاقات ایشان آمدند در میان کلام گفتن نام ذات پاک ایشان را ضرور افتاد ناصر احمد خان را
که پسر اکبر ایشان بودند اشاره فرمودند یعنی نام ذات پاک را بگویند مولوی محمد اسمعیل گفتند که رسالت پناه
اسم ذات میخواندند و شما گفتن نتوانستند ناصر احمد خان گفتند مولانا ولایت و نبوت را برابر میکنید پس مولانا
ساکن شدند و هیچ نگفتند و مرزا امام الدین بیگ در شهر اکبرآباد بار دیگر نقل کردند که وقتی در شاهجهانپور نوکر بودم
روزی من بخدمت ایشان رفتم و طلب فیوض باطن بخدمت ایشان عرض داشتم فرمودند فردا بیائید فردا
رفتم از من معانقه کردند کیفیت آن به بیان نمی آید و هم درین حال بی قصد خیال مولانا فخر الدین بخاطر من گذشت
این خطره بخاطر گذشته بود که خانصاحب موصوف مرا بگذاشته فرمودند که شما در طریقهٔ مولانا مرید هستید
گفتم پدر من در طریقهٔ ایشان مرید اند فرمودند قریب بود که کار شما بانجام رسد اما صورت مولانا پیش من حاضر
آمد مرا از آن صورت شرم آمد در سیزدهم صفر برحمت حق پیوستند مولانا محمد حسن موصوف خلیفهٔ ایشان از اهل شوق
و ذوق بودند و صحبت مولانا شاه عبد العزیز یافته و مظهر اخلاق حسن بودند و از تدریس و تحقیق مثنوی مولانا
رومی و نصیبی وافر داشتند و اکثر اوقات اشعار آن بر یاد میخواندند و حظی از آن بر میداشتند و مستمعان را در
سوز و گداز می انداختند راقم در اکبرآباد از برکت صحبت وی مستفیض شده است و اجازت درود مذکور یافته
وی در هفدهم شعبان سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت وفات یافتند و در شهر اکبرآباد مدفون گشتند
ناصر احمد خان مرید و خلیفهٔ پدر خود خلیل احمد خانصاحب موصوف بودند راقم در شاهجهانپور بخدمت
ایشان رسیده دید که لباس درویشانه نداشتند و آثار بزرگی بر ناصیهٔ وی هویدا پس از

ملازمت باسن سعادت نشانه نموده التعای نسبت کردند لیکن آن بیرون از تحریر و تقریر است دو روز در خدمت ماندم در
وقت صبح و شام از برکت صحبت خود مرا مستفیض میساختند و اخلاق میکردند چون ویرا جذبی و حالتی پیدا میشد
کلمات توحیدانه میفرمودند یکبار در اثنای سخن اسم ذات خواندن شروع نمودند و دران تغیر حال بانوار بلند
فرمودند تا آن نام که در تکبیر اولی میگویند با انکه امی بود لیکن همان مطلب و مضمون اشعار مثنوی مولانا رومی
میخواندند و ترجمه آن میگفتند و اشاره بان میکردند وقت رخصت مرا اجازت داده دستار مذکور دادند
و بحصول اجابت آن ملاحظه و واسطه جناب رسالت پناه کماحقه تعلیم فرموده رخصت کردند پس از دو سال ازین
دار الفنا رحلت اورده بودند در دهم جمادی الاول سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت هم در انجا وفات یافته
و قریب جامع مسجد نو وزیر دیوار عظمت الله خان که خلیفه وی از اهل شوق و ذوق و برادر زنوجه وی بود
مدفون گشتند رحمة الله تعالی علیهم و نعم دران زمان در شاهجهانپور بخدمت مولوی عبد الحق
خلیفه حضرت شاه غلام علی مجددی رحمة الله علیهما دهلوی رسیدم چون تسلیم ادا نموده نشستم مستر شدلن
بیباک وی پیش از کلام از وی اشاره نمودند یعنی این نظان است که بخدمت ناصر احمد خان نار مراد باد
آمده بهت داشتم که قبل ازین انیان خبر آمدن تو بخدمت خالصاحب شما را رسانیده اند و ازان جا
که در اهل شبر وجودیه و مشهودیه باهم اختلافیست وی حضرت چند کلمات به نسبت خالصاحب فرمودند
که بر من گران آمد بعد از ساعتی وی حضرت بر لطیفه صرمن صرف همت کردند و از سروری که داشت
فرمودند مرد بزرگ و صاحب نسبت نقشبندیه و اهل طریقت مجددیه بودند و عمر دراز و صحبتهای
بسیار یافته رحمة الله تعالی علیهما در هفتدهم محرم سنه هزار و دو صد و هشتاد و چهار
برحمت حق پیوستند و در بلده مذکور مدفون گشتند حیف صد حیف ۵ حریفان باده ها خورده
هستی خم خانها کردند و رفتند ذکر سید احمد صاحب عاکف انتخاب از اولاد شاه علم الله ساکن رای بریلی بودند گویند
شاه علم الله بدر یافت انکه رسالت پناه در جهیز فاطمه زهرا رضی الله عنها سنگ سیاه زیرین داده بودند یا
بالا بمدینه رفته بودند وقتی راقم در سهارنپور بخدمت مولائی و مرشدی حاضر بود حکیم معین الدین ساکن شهر مذکور
که پائے وی مفلوج و خشک بود مرید و خلیفه سید احمد صاحب بودند وی مولانا را مدعو کردند من دران مجلس رخصت

همراه مولانا حاضر بودم حکیم صاحب زبانی سید صاحب نقل کردند که فرمودند جدم دعائی کرده بودند
که الهی اولاد مرا چنین دنیا مذهبی که ترا یاد ندارند و فرمودند که روزی من مراقب نشسته بودم اهلخانه مرا
طلب داشتند گمان بردم که شاید برای خرچ روزینه طلب میدارند در دل گفتم که دعای جدی
آنچنان باجابت رسید که از افلاس دنیا ما را فرصت عبادت میسر نمی آید بخانه نرفتم و بر مزار آنجد رفته مراقب شدم دیدم
که جسم جدم نصف از قبر بیرون برآمد و رو بقبله دست برداشته در حق من دعا فرمودند از آنروز الله تعالی افلاس
دنیا از من برداشت انتهی در اوائل حال جناب سید احمد در غلبه شوق طالبعلمی از رای بریلی در دهلی تشریف آوردند
و در مسجد اکبرآبادی آمده بخدمت شاه عبدالقادر حاضر شدند و چیزی از علم صرف و نحو خواندند اما غلبه شوق در تحصیل
علم باطن بیشتر بود پس بخدمت شاه عبدالعزیز رحمه الله رسیدند و مرید شدند و وی مرید پدر خود شاه ولی الله و وی
مرید پدر خود شاه عبدالرحیم بودند احوال فضل و کمال این هر سه بزرگوار از تصنیفات ایشان اظهر من الشمس است
حاجت به بیان نیست و در قول جمیل شاه ولی الله موصوفست شیخ الاجل شاه عبدالرحیم صحب سهو شیوخا
کثیرا اجلهم ثلثة اولهم خواجه خرد صحب الشیخ احمد السهرندی والشیخ الهداد و خواجه حسام الدین صحبوا خواجه محمد باقی و ثانیهم
السید عبیدالله صحب الشیخ آدم البنوری صحب الشیخ احمد السهرندی صحب خواجه محمد باقی و ثالثهم الخلیفة ابوالقاسم
صحب ملا ولی محمد صحب الامیر ابا العلا بعد چند مدت آنجناب سفر کردند و از خدمت خدا آشنایان فیض باطن
حاصل کردند پس از آن در لشکر نواب امیر خان بهادر رفتند بعده ترک دنیا کرده مجاهدات و ریاضات بسیار
نموده تکمیل باطن کردند و باز در دهلی تشریف آوردند مولوی محمد اسمعیل و مولوی عبدالحی باتفاق بخدمت
آنجناب امتحانا عرضه داشتند که حضور قلب در نماز چگونه شود آنجناب بر امتحان ایشان واقف شده تبسم نمودند و فرمودند
که امشب در حجره دو رکعت نماز در پس من بگذارید پس ایشان نماز بگذاردند بعد از آن هر دو را دو رکعت نماز جدا
جدا خواندن فرمودند چون ایشان نیت نماز بستند از پرتو صحبت و توجه باطن آنجناب تمام شب در استغراق
ماندند صبح آن معتقد گشته هر دو مرید آنجناب شدند بعد چندی آنجناب قصد حج کردند و ایشان را همراه خود
گرفتند چون در مرادآباد تشریف آوردند راقم خرد سال بود صور و شمائل ایشان و آنجناب در حفظ
نمانده پس از آنجا از راه کلکته در بیت الله رسیدند بعد از مراجعت خانه کعبه قصد جهاد نموده باز از راه مذکور در

هندوستان تشریف آوردند و مسلمانان هندوستان را بر تحریص جهاد و تعلیم ظاهر نموده بنفیر عام کردند و نیز بتحریر
مکتوب مریدان و جذب معتقدان نمودند و آنچنان همت باطن برخلوص و عام گماشتند که مسلمانان دیار هند برادر بلاد و امصار
مادر و پدر را و پدر را پسر و دختر را از زوج زوجه را گذاشته همراه آنجناب شدند پس از آنجناب بعوق جوق از راه سند
بطرف ملک افغانان در سواحل و بنیر و پنجتار رسیدند و بر اطاعت خدا و رسول جان و مال خود را فی سبیل الله فدا کردند
و مبلغان کثیر در کثیر آمدند و فرستادند چنانچه در ماه صفر سنه یکهزار و دو صد و چهل و سه هجری مسلمانان بلده مراد آباد
مبلغ سه هزار و هفتاد و هفت روپیه و هشت آنه بخدمت آنجناب ارسال داشتند و از جواب خط هندوی آنجناب
معلوم گردید که اول هندوی مسلمانان مراد آباد رسید قصه تهور و دلیری غازیان در جنگ با کفار سکهان در ولایت
خراسان و هندوستان مشهور و معروف است طوالت دارد و بنمختصر گفتگایش آن نیارد آخر کار سکهان ناهنجار و کفار
فجار باغوای و رهبری بعضی افغانان بد عهد و بیوفا و تبه کار روی میدان بجنگال نگلی و سمه بر سر غازیان از
بالای کوه تاخت آوردند و غازیان شجاعت شعار را شهید ساختند و مولوی محمد اسمعیل داد شجاعت داده
شهید گشتند و مولوی عبد الحی قبل ازین معرکه در راه کابل بعارضه نقرس و لرزه فوت شده بودند و احوال
شهید شدن یار جانی ما غلام نجناب سید احمد مذکور بالا هیچ کس را یقین نیست بعضی از معتقدان آنجناب و شخصی
که پس پشت آنجناب همدران معرکه ایستاده بود معلوم گردید که از ضرب بندوق که بر رکبه ان جناب
در ین جنگ رسیده بود همدرین میدان جنگ نشسته دیدند و السلام و گویند شخصی افغان از قوم کدوزن
بر پشت خود سوار کرده بر عوان معرکه و بسمت هفتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و
شش واقع شد مسئله در خاتمه کتاب صراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
بر جبین ایشان یعنی سید احمد صاحب ظاهر بود تا آنکه حضرت ایشان را بمولانا الشیخ عبد الحی
و طریقه نقشبندیه بیعت حاصل شد و ازین حصول سعیت و توجهات او شان معاملات
بس شگرف روی نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت بر احسن وجوه
جلوه گر دید اول و افضل آن معاملات آنست که حضرت ایشان جناب رسالت
مآب را بمنام دیدند و آن جناب سه خرما بدست مبارک خود حضرت ایشان را خود انیدند

بوصفی که یک یک خرما بدست مبارک خود گرفته در دهن حضرت ایشان می نهادند بعد از آنکه بیدار شدند
در نفس خود اثر از آن رویای حقه ظاهر یافتند و همین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد بعد از آن
روزی علی مرتضی کرم الله وجهه و فاطمة الزهرا رضی الله عنها را بخواب دیدند پس علی مرتضی حضرت ایشان را بدست خود
غسل دادند و شست و شو کردند مثل شست و شو کردن آباء مر اطفال خود را جناب سیده لباسی پس فاخره
بدست خود ایشان را پوشانیدند پس بسبب همین واقعه کمالات نبوت نهایت جلوه گر گردید و عنایت رحمانی و تربیت
یزدانی بلا واسطه احدی متکفل حال ایشان شد تا آنکه روزی حضرت جل و علا دست راست ایشان را بدست قدرت
خاص خود گرفته و چیزی را از امور قدسیه پیش روی ایشان کرده فرمود که ترا اینچنین داده ام و چیزهای دیگر
خواهم داد و حضرت ایشان را نسبت طرق ثلثه یعنی چشتیه و قادریه و نقشبندیه حاصل شده اما به نسبت
قادریه و نقشبندیه پس بیانش آنکه بسبب بیعت یمن توجهات آنجناب هدایت مآب روح مقدس جناب
غوث الثقلین و جناب خواجه بهاؤ الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردیده تا قریب یکماه فی الجمله
تنازعی در مابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشان مانده زیرا که هر واحد ازین هر دو امام تقاضای
جذب ایشان بتمامه بسوی خود میفرمودند تا آنکه بعد انقراض زمانه تنازع و وقوع مصالحت بر شراکت
روزی هر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوه گر شدند و تا قریب یکپاس هر دو امام بر نفس نفیس
ایشان توجه قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا آنکه در همان یکپاس حصول نسبت هر دو طریقه نصیبه
ایشان گردید و اما نسبت چشتیه پس بیانش آنکه روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت
خواجه خواجگان خواجه قطب الدین بختیار کاکی قدس سره العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد
مبارک ایشان مراقب نشستند درین اثنا بروح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب
بر حضرت ایشان توجهی بس قوی فرمودند که بسبب آن توجه ابتدای حصول نسبت چشتیه متحقق
شد بعد مرور مدتی ازین واقعه روزی در مسجد اکبرآبادی واقعه بلده دهلی در جماعت از مستفیدان
خود نشسته بودند چنانچه کاتب الحروف هم در سلک عتبه بوسان محفل هدایت منزل منسلک بود
همه حضار آن محفل سر بجیب مراقبه فرو برده بودند و حضرت ایشان بر همه مستفیدان توجه میفرمودند

بعد الفراغ محفل ملائکه مانس بکاتب الحروف متوجه شده فرمودند که امروز حق جل وعلا بعض عنایت خود
بلا واسطه احدی اختتام نسبت چشتیه بمارزانی داشت من بعد آن در تلقین وتعلیم طریقه چشتیه بازوی
همت شد وند انتهی وقطب الدین شاه ولی الله ولد شیخ ابوالعنیق شاه عبدالرحیم فاروقی بودند ونسب ایشان از طرف
مادر بامام موسی کاظم میرسد میگویند خواجه قطب الدین بختیار کاکی در معامله باطن بدر ایشان زاده مودند تر السیر خواهد شد
اورا قطب الدین نام کهنی در سنه یکهزار وهفتصد وهفتاد وچهار وفات یافتند وغلام حلیم نام تاریخی مولانا
شاه عبدالعزیز در سنه یکهزار ودویست ویک شنبه هفتم وفات یافتند ذکر شاه بغدادی
اسم شریف سید عبدالله است وایشان سجاده نشین بغداد بودند وانتساب بسبب باطن ونسب ظاهر ایشان
ببیازده واسطه بسید حضرت عبدالعزیز بغدادی فرزند حضرت غوث الاعظم قدس الله سرهما میرسد
مزار سید عبدالعزیز در قصبه اگره است که از بغداد سه فرسنگ است گویند از قضای الهی ایشان انتقال
کرده بودند از فراق آن فرزند ارجمند غربت سفر اختیار کرده از بغداد در هندوستان تشریف آورده اند واهل طریقه ایشان میگویند چون در شاهجهان آباد رسیدند مولانا فخر الدین در مظهر جانجانان
وظفر علی شاه وشاه آبادانی ومیران نانو ومیر فتح علی کمال تعظیم وتکریم نموده پالکی ایشان را بر
دوش نهادند واهل طریقه اخوند فقیر صاحب میگویند که ایشان هم پالکی شاه بغدادی را بردوش نهاده
وحضرت شاه بغدادی حلقه ذکر از مریدان ایشان شنیده فرمودند که اخوند با شما این طرز حلقه را
از اهل طریقه ما شنیده گرفته اید قدس الله سرارهم وگویند تصرفی داشتند که در هر شهر وقریه که
حی فتند رئیس وغریب آن شهر پالکی ایشان را بردوش نهاده نذرانه پیش می آوردند چون در اجمیر
رسیدند نواب فیض الله خان غفر الله رئیس شهر مذکور سعادت دارین خود دانسته تکلف اقامت
شهر خود گردیدند ده آغاپور ایشان را جاگیر دادند وزیاده ازین هم ایشان را فتوحات غیبیه کثیره در
کشمیر رسید تا حرم بر فقر او مسافرین میگویند وثقات راوی اند که بکمال توجه ومناسبت روح غوث
پاک اکثر امور دنیوی واخروی از آنحضرت بایشان منکشف میشد ند بحدیکه بر کشف ظاهر آن مجاز باشند
چنانچه نقل مشهور است که تشمیر جمعه کلان میبردند در روزی در الهام ومکاشفه ویا از جذبه غوث ایشان را

معلوم گردید که عمارت مسجد ہذا خواہد انجامید و ز و واز خلوت خانہ بیرون آمدند و معماران را دیدند و ایشان را فرمودند آنا باباکہ بمکیہ کلام ایشان بود زود فرود آئید چون ہمہ معماران و فرودیان فرود آمدند ہمہ عمارت آن مسجد در حال ہیئتا دبعد ازان از سر نو آن مسجد تعمیر ساختند چنانچہ در احاطہ پختہ مقبرہ ایشان در شہر مذکور تا حال ایستادہ است تاریخ انتقال جناب سید قطب معظم چراغ دودمان عترت اعظم جنابتر ارواح پاکش دادر روز سہ شنبہ دہ و چہار از محرم سنہ ۳ خلیفہ داشتند اول خلیفہ مولوی امجد علی کہ ذکر شریفش خواہد آمد دوم مولوی نیاز احمد بریلوی سوم شمس الضحی اکبرابادی

ذکر مولوی امجد علی

سید السند محب العترۃ والعترا شیخ المشائخ طریقہ قادری مولوی امجد علی ابن مولوی سید احمد جعفری خلیفہ الاعظم سید عبد اللہ بغدادی بودند اہل طریقہ ایشان میگویند کہ بارشاد جناب محبوب سبحانی سید عبد اللہ برای تعلیم ایشان از بغداد در ہند تشریف آوردند و نسب ایشان بہ بست و پنج واسطہ بسید اسحاق بن امام جعفر صادق علیہ السلام میرسد شیخ عبد الحق محدث دہلوی در رسالہ مذکور بالا مینویسد کہ نسل جعفر صادق رضی اللہ عنہ از پنج تن آزاد دہلی باقی ماندہ انتہی از انجملہ یکی سید اسحق ہم ہست مولد و موطن و مدفن ایشان اکبرابادست در دوم ربیع الاول سنہ یکہزار و دو صد و سی و فات یافتند و در مدرسہ قدیم واقع اکبرابادہ مدفون گشتند و اکبر و اعظم خلیفہ ایشان داماد ایشان حکیم نور الدین بودند و حالا دو نبیرہ ایشان اول سید امیر علیشاہ دنیادار و امیر و ثانی سید مظفر علی شاہ فقیر باعزاز و اکرام تمام در اکبراباد سکونت میدارند سلمہا اللہ تعالی و سید مظفر علی شاہ طریقہ قادریہ جد خود و حضرتیہ نظامیہ از شیخ نظام الدین سلمہ اللہ بسپر حضرت مولوی نیاز احمد بریلوی رحمہ اللہ حاصل نمودہ و اجازت و خلافت یافتہ طلاب را تعلیم و تلقین میفرمایند و نیز صرف ہمت بران میگمارند راقم وقت اقامت اکبراباد گاہ گاہ در مجلس ایشان میرفت و از اخلاق ایشان مسرت اندوز میگشت

ذکر حکیم نور الدین

ایشان از اجل سادات سید بودند و مرجع خلائق خاص و عام و اکثر مردوزن معتقد ایشان بودند مولد و موطن و مدفن ایشان شہر اکبرابادست و در طریقہ قادریہ مرید و خلیفہ خسر خود مولوی سید امجد علی بودند و ہمی مرید و خلیفہ سید عبد اللہ بغدادی بودند کہ در کمالات ایشان گفت و گو شد در حلیہ اوصاف اخلاق حمیدہ و قول و فعل سنجیدہ میدیدہ میشنیدند اگر از کسی اتفاقا خطائی یا عمل قصوری در حق ایشان سرزد و یا بمقام آن نمی پرداخت بلکہ عوض آن بر خود رسانیدن کوشش

بلیغ می نمودند آری مصداق این شعر شیخ سعدی رحمة الله علیه بودند ۵ شنیدم که مردان راه خدا ۵ دل دشمنان
هم نکردند تنگ ۵ راقم باین صفت ایشان را دیده است و راحت نفس خود را مقدم بر راحت دوستان و مخلصان
پسند نمی داشتند و برای تعظیم هر شخص بر میخاستند و علما و فقرا را دوست میداشتند و چون
یکی ازین فرقه را نزد خود آینده میدیدند تا از در دیوان خانه استقبالش مینمودند و بر بالای مسند خود
جا میدادند و بالین برای او میگذاشتند و بوقت رخصتش همراه او تا بدروازه میرفتند و در آخر عمر مسند
و تکیه ترک کردند و بساط پنبه را در دیوان خانه خود فرش ساختند چون بار دیگر از مراد آباد اکبرآباد بتقریبی رفتم
بملازمت ایشان رسیدم با من فرمودند شرم دارم که من بر مسند تکیه زده نشینم و خلق خدا بر فرش نشینند
لهذا بساط هذا گسترانیدم اکثر مرد و زن مرید ایشان میشدند و خاص هر سال در ماه ربیع الثانی در سلسله
قادریه بسیار مردمان و زنان می آمدند و مرید ایشان میشدند و ایشان در ضبط اوقات و صفای معاملات
نظیر خود نداشتند چنانچه بعد ادای نماز تهجد تا وقت صبح مشغول بحق می بودند و بعد ادای نماز فجر از درود و
وظائف مثل حرز یمانی وغیره فراغت یافته و نماز اشراق خوانده با دوستان و همنشینان همکلام میشدند
و بعد گذشتن یکپاس روز طعام تناول میفرمودند و بعضی مخلصان نیز درینوقت آمد و رفت میداشتند با اینها
نیز بشفقت می پرداختند و بعد زوال معاً از نماز ظهر فراغت یافته استراحت میفرمودند پس از باقی ماندن
یکپاس روز از خواب بیدار بوده و از طهارت و وضو فراغت یافته می نشستند بعضی کسان که معمول نشست و
برخاست آنان اینوقت بود نماز عصر بجماعت با ایشان ادا مینمودند و ایشان نماز مغرب بجماعت در مسجد ادا
ساخته باز بمکان خود مراجعت نموده بعد یک دو ساعت از ورزش وغیره فرصت یافته برای تناول طعام
اندرون مکان می رفتند من بعد بیرون تشریف آورده مریدان و معتقدان را تعلیم و تلقین علم باطن میکردند
روزی با راقم فرمودند که وقت هذا برای اینها نگاه داشته ام بعد از آن نماز عشا بجماعت خوانده و از اوراد
فراغت یافته بخواب میرفتند تسخیری و تصرفی داشتند هر که امیر و غریب از شهر دیگر در بلده اکبرآباد میرسید لازم میدانست
که در مجلس ایشان حاضر شود راقم قریب دو سال گاهی ترک آن اوقات ایشان ندیده میگویند که فرزند اکبر ایشان سید
شیر علی جوان خوش رو قابل و لائق و اهل علم بود فوت کرد و ایشان اندران روز انتقالش معمولات خود هرگز ترک

انگردند و بقضا و رضای الهی صبر کردند جزع فزع را در خود راه ندادند در سبت و سوم صفر روز جمعه وقت
چاشت سنه یکهزار و دو صد و هفتاد و هفت رخت سفر آخرت بر بستند و یک فرزند حسین علی در عقب
گذاشتند و همین فرزند دلبند ایشان سید علی هر که اخلاص با فرقهٔ فقرا و اخلاق با مخلصان و محبان میدارد
و جانشین پدر بزرگوار خود هستند و در اجرای طریقهٔ ایشان مشغول اند و اجرائی طریقهٔ سادات قادریه
و صفات در معاملات ظاهریه و باطنیه مثل پدر بزرگوار خود میدارند و با عزاز و اکرام تمام اوقات پدر بزرگوار
خود شب و روز رونق افزوز مجالس میشوند طریقهٔ و سنت پدر پیرا فروز میگذارند و پدر و بزرگ در حیات خود
ایشانرا خلافت و اجازت داده اند و علاوه ازین اثار نسبت زهد زاهدان و نخمور می چشم شب خیزان
از چشم و روی ایشان پیدا و هویدا است و آیات شان و شوکت سیادت از شره و جبین ایشان ظاهر و
آشکار اسلمه الله تعالی از قتل مرد پیرا دیدیم که لباس مانند مردمان عالم میپوشید و ریش متیرا شده و بهره از
علم ندارد و کار و کلام خلاف عقل و نقل میکند چند چنان مردم هتراف و خوانده و ثروت و نیاوعزت
ظاهر تر میدارند مرید و معتقدان مرد اند مرشنیدیم که او را قطب الاقطاب میگویند و میدانند و میخوانند که او قطبیت
رسیده چنانچه بعضی بعضی را ازان کسان قطبیت داده است و آنمرد صورت پیری ضعیف مرد مانرا مینماید و
مردگانرا در قبله نیز مینماید چنانچه شوهران بیوگانرا نیز مینماید بالتحقیق است که انهارا یا انهانرا دیکی نیز میکنماید
و میگوید این مرشد من است و مرتبهٔ بالا از غوث میدارد و ملائکه را التعلیم میکند و در شب برات حساب ازان
میگیرد و از کرامات تبین اعمال نامه مردم گرفته می بیند و در وغ بر گردن قابل که آن پیر را خلیفهٔ مولانا فخر الدین
میگوید الغرض و نفس اندوستان را هم بدیدن آن پیر معتقد آنمرد شده بودند و بعد دیدن آن پیر با
من بیان مینمودند شبی با جمعه رئیس در حجره آنمرد نشسته بودیم ناگاه آن مرد گفت که شاه جیو می
آیند بیرون روید بیرون روید بیرون آمدیم بعده چون در حجره رفتیم دیدیم پیر ضعیف را که بر سینه
ریش دراز گلیم کشیده غلطیده است چون آن پیر سخن گفتن آغاز کرد بعض کلام او ما نمیدیدیم و بعض کلام ازان
مرد نمیشنیده جواب و زبان او می داد بعده پس آن پیر از حجره بیرون آمدیم و میرفتم ناگاه دیدیم که آن
پیر گلیم انداخته بر سینه غائب گردید و شخصی ازان خاندان مذکور که قطب مقیمه سکونت و وطن خود است

بذریعهٔ عرائض در روزنامچه خبر بقصبهٔ ولایت خود آن مرد رامیرساند که درین پنج از ینقدر اطفال پیدا شدند و دران تاریخ ازینقدر مردند و دران شب مذکور از گفتهٔ آن مرد نقشه قصبهٔ مذکور ولایت خود پیش آن پیر خواند که درین ولایتی طفل حرامی پیدا شدند و هفت ده جمل ساقط گردیدند و این قبل مشهور است که آن شخص بذریعهٔ عرضی از قصبهٔ ولایت خود بتبدیلی گرفته بشهر دیگر رفته بود و بعد چند سال از انجا تبدیلی خواسته و قصبهٔ مذکور باز آمد احوال کارگذاری آنجا معلوم مینمود که چندان اطفال حرامی و حلالی زائیدند و شنیدیم که ازین روزنامچها و نقشجات دفتری جمع نموده است و واقفان مقامات سلوک میگویند که انکشاف عالم از تزکیهٔ نفس و صفای قلب حاصل آید و این قطب را انکشاف عالم از عرائض و روزنامچهای مریدی میگیرد و دوم بانتظام عالم را بنقشجات آن مرید میکند و گویند کسی را گناه پنج ساله و کسی را ده ساله آینده را معاف میکنند و مردم خاص و عام ازین امورات متعجب اند و زبان طعن دراز میکنند و پس ظاهر است که آن خلاف قول و فعل متقدمین و متاخرین است و الله اعلم نقل است بزرگی محقق بارا قصبه بیان فرمودند که شخصی بود در جمیع مردم خاص و عام بعد مرگ او پسرش چنان بیان مینمود که پدرم قریب مرگ عمل معمولی خود مرا وصیت کرد و گفت که چون در پایهٔ خانه روی معمول خودداری که سورهٔ فاتحه را معکوس بخوانی و بر گلوهنهای دم کرده محل غایط خود را صاف کنی این رجوع مخلوقات که بر تست بر تو خواهد شد چون در پایهٔ خانه سورهٔ مذکور را معکوس خواندم مردی را دیدم گفتم تو کیستی گفت فلانم که تو مرا طلبیدی پس بخوف خدای عزوجل از ان گلوهنهای دم کرده استنجا نکردم نعوذ بالله منها همچنین گمراه اکثر اند و خود را فقیر میگویانند و مردم نادان آنها را کامل میدانند نقل است شنیدیم از والد بزرگوار خود علیم الدین شاه ساکن بنیره با بزرگی و فقیری مشهور پیری معتقد بود مردمان ذی علم و اشراف مرید و معتقد او بودند مرسوم بود که در موسم مجلس فاتحه خوانی میکرد و خود حیات خود قبری کنده بود در ان می نشست معلوم نیست دران چه میکرد و نقل است مولانا محمد صاحب ساکن بهسوان بارا نقل فرمودند که برادرم و شخصی از دوستان با هر دو مرید و معتقد علیم الدین شاه بودند روزی آن شخص مذکور با گفت آنچه که حضرت فکر را تعلیم کرده اند در ورزش آن مشغول ام اما مرا هیچ گشودی میگردد و گفت تنها بیا را با تو نکته خواهم گفت چون آن هر دو پیر و مرید تنها شدند پیر گفت آن السلام که ترا در شجره نوشته دادیم آن همه را قابل لعن باید دانست مرید گفت بجا است همین نکته را

مانده بود که مرا هیچ انکشاف نگردیده است چون آن شخص مرید او باز بسهسوان آمده آنچه که از پیر او گوه
خورده بود با برادرم بیان نمود از استماع اینحال بعد هژده سال اعتقاد برادرم از آن پیر بشکست انتهی یکی از دوستان
پدر بزرگوارم احسان علیشاه صاحب از اهل علم و بزرگ و متقی بودند و در چاندپور سکونت میداشتند روزی حضرت
مولانا و مرشدنا فرمودند که احسان علیشاه نسبتی دارند الا آن از سینهٔ فقیر نیست وقتی بجهت قدمبوسی حضرت
مرشدی مرا اتفاق سفر مانکپور شریف افتاده بود در منزل چاندپور بخدمت ایشان رسیدم در آن زمان روشنی هر دو
عین ایشان زائل گردیده بود تسلیم نموده گفتم این فلانم پس شفقت بزرگانه فرموده مرا مدعو نمودند هر چند که انکار
کردم قبول نکردند در آنحال پرسیدم که حضرت از کدام بزرگ بیعت میدارند فرمودند که از امام الدین شاه
لیکن پس از آن ظاهر گردید که او رافضی بود بعده نزدیک یک دو فقیر رفتیم اما چسپیدگی دل نگردید اکنون آن
تسبیحات طریقهٔ سهروردیه که او مرا تعلیم کرده بود میخوانیم و میکنیم در باب نسبت ایشان آنچه که حضرت مولائی فرموده
بودند همچنان بود آن نسبت ایشان از برکت آن تسبیحات بود مولانا رومی فرمایند ؎ سالها باید که سر
آدمی آشکارا گردد از بیش و کمی **ذکر پیری و مریدی** آن هر دو را دیدیم خانه نشین بودند و متوکل و بظاهر مرتکب فسق
و فجور نبودند و هر دو متزوج بودند پیر اولاد داشت و مرید نداشت و صورت و لباس مانند مشائخ و علما می
داشتند و طعام قلیل میخوردند و نفس را بفقر و فاقه گوشمالی میدادند و بفکر و ملاحظه تنزیه شغل میداشتند و هر دو
تارک صلوة بودند و استعمال آب نمیکردند ندانیم که محل بول و غائط می شوئیدند یا نمی شوئیدند مرید چیزی
از علم ظاهر میدانست و بسیار مقرر بود و قرآن مجید را بخار سینه پیغمبر میگفت و این حروف و الفاظ و آیات قرآن مکتوب
را کلام الهی نمیدانست و میگفت در کشمیر پارچه حیض زنان را کوفته کاغذ میسازند و بر آن خود مینویسند و میگویند
این کلام الله است نعوذ بالله منها روزی پرسیدیم از وی که جوگیان بریاضات و مجاهدات بطور خود بر منزل قرب الهی
رسیده یا نه گفت هر که بر طریقه دین خود طی سلوک کند بمقام وصول میرسد نعوذ بالله قائل آن در شریعت و طریقت
محمدی صلی الله علیه و سلم گمراه است باید دانست که مقصود هر پیغمبر یکی است اما طریقهٔ حصول آن مقصود هر نبی را جدا
جدا است چون پیغمبر ما خاتم انبیا اند لهذا طریقهٔ حصول آن مقصود پیغمبر ما ناسخ و خاتم طرق پیغمبران است پس اگر
کسی احتمال حصول آن مقصود در طریقهٔ دیگران داند کافر گردد **ذکر طریقهٔ خلیفه** توابع وی ریش میتراشند

و تہ بند می بندند و گلیم میپوشند و بعضی ازان سوای شراب قلیان وغیرہ میکشند و
و تارک صوم و صلوٰۃ اند و الفاظ اختراعی خلیفہ را تعلیم باطن در حق خود میدانند و آن اینست
الہو لت لا لت لی لت ہو لی لت لا لت لو لت ہو میم ہو میم ہو میم ہو بدوح ہو پیر و قبور را
طواف و سجدہ میکنند و خود را خلیفہ شاہی میگویانند و مردم آنہا را نوشہ شاہی میگویند خلیفہ
را دیدہ بودم زیادہ ازین الفاظ دیگر مثل نوشہ ہو وغیرہ در ذکر خلیفہ آوردہ ام نعوذ باللہ من شر بدعات
الشیطان **ذکر خلیفہ رسول شاہ** تابعان او موئی ریش و برہنہ دایر و میتراشند و پارچہ
سفید مانند کلاہ آزادان بر سر می نہند و تہ بند می بندند و خاکستر بتن در روی مے مالند
و سکرات شراب وغیرہ مینوشند و قال توحید وجودی بحال بیشتر میدارند و بعضی ازان قلت طعام
و ترک منام نیز میکنند و تارک صلوٰۃ اند و ہیچ اعمال ظاہر نمیکنند وقتی مرا ہمراہ حاجی عطا حسین
صاحب ابو العلائی برای زیارت کبار بسفر دہلی افتاد چون بدہلی رسیدیم بر بالائی خانہ مکان
اشنا و حاجیصاحب تا سلسلہ چہار روز ماندیم و در ان مکان یک صفحہ بقدر چہار انگشت از جائی دیگر بلند
بود حاجیصاحب بران مینشستند روزی ناگاہ بقصد در دلم خطرہ گذشت کہ ریش خود ببراشم باجا حیصاحب
بیان نمودم گفتند بلی ہمچنین در دلم گذشتہ بود این خوابگاہ من نشستگاہ خلیفہ رسول شاہ است و این
ہمہ مکان نشست و برخاست مریدان اوست و با آنکہ در آنزمان او زندہ نبود یکی از مریدان او ہم در انجا
نبود نعوذ باللہ منہا و من اثر الشیطان و نائبہ و توابعہ ؛

باب پنجم در ذکر پیشوایان طریقہ شطاریہ ذکر و احوال اکابر شطاریہ در کتب مذکور بالا دیدہ شد اما صاحب
اخبار الاخیار و اقتباس الانوار حال شیخ عبد اللہ شطار چنان مینویسند اول کسی کہ این سلسلہ در ملک ہند رواج
آمد شیخ عبد اللہ شطاریہ بود وی از اولاد شیخ شہاب الدین سہروردی است اورا رسالہ ایست مشہور در بیان طریق شطاریہ
و اذکار و اشغال و مراقبات و در اول رسالہ نسب خود تا شیخ شہاب الدین سہروردی نیز
ذکر میکنند و سلسلہ ارادت وی از پنج واسطہ بشیخ نجم الدین کبری میرسد سلوت شوکت ظاہر و باطن
داشت مرشد وقت خود بود و در تلقین اذکار و اشغال کہ مخصوص سلسلہ شطاریہ است متعین و منفرد

پیروی وقت رخصت نمودن هندوستان وصیت کرده بود هر جا که میرسی کوس معرفت آشکارا گردانی
که کسی که طالب خدا باشد بیائید تا ارشاد نمایم و پیش هر مشائخ که بروی بادی خواهی گفت که
اگر شما چیزی دارید بمن اظهار نمائید والا آنچه ما داریم در ینج وقت پس دی باصوفیان بسیار در
خلق بشمار از ولایت روان گشت در هر شهر و قصبه که میرسید مثل ملوک خیمها برپا کرده فرود
می آمد و موافق وصیت و حکم پیر خود در هر شهر که میرسید نقاره میزد و ندا میداد که طالبی هست
که بیاید تا او را بخدا راه نمایم و با هر فرقه سلوک مینمود چون در مجلس می نشست هر سو نگاه مینکرد
و میگفت که اینجا تخمه سیاه که عبارت از طالب علماء هر شهر باشد اعتقاد با شما نباشد تا سخن ما
گفته شود و چون رفته رفته منزل دی در باغ شهر مانکپور واقع شد شهرت گرفت حضرت مخدوم
حسام الدین مانکپوری در ماجی سید حامد شه و شاه سیدوی هر سه بزرگ یکجا نشسته بودند
بودند مخدوم حسام الدین از کمال بردباری فرمود که شیخ عبد الله مسافر است و من مقیم
مناسب آنست که من بدیدن شیخ روم پس در حال برخاست با هر دو یار مذکور روان گشت چون شیخ
عبد الله از آمدن ایشان آگاه شد از خیمه برآمد و گفت میترسم که مبادا دامن آتش فقر بر اورم شیخ حسام الدین
خیمه و بساط من بسوزد پس ملاقات کرده باهم گرد سایه درختی نشستند بعد از ساعتی شیخ عبد الله
موافق رسم خود اظهار نمود که توجه کرده چیزی مرا بفرمائید که طالبم والا آنچه من از پیران خود یافته
ام حاضر است مخدوم شیخ حسام الدین از کمال استغنا و قرنی جواب کرد که من آن قسم چیزی ندارم
که بخدمت شما اظهار نمایم و آنچه از پیران خود یافته ام از مطالعه آن فارغ نشده ام که چیزی دیگر از شما
بیاموزم شیخ عبد الله والا جواب پسندیده مخدوم حالی خوش شد و گفت الحمد لله در هندوستان
یک عارف کامل را دیدم که همای همتش از کونین در گذشته است بعد ازان شیخ عبد الله چون بمانکپور رفت
اکثر مردمان تربیت یافته او بودند تربیت یافته مردی بزرگ بود نفسی بابرکت داشت و تلقین
او را اثری کامل بود چنانچه درین ملک اکثر سلسله والی الآن جاریست گویند که چون طالبی پیش
او می آمد برای امتحان عقل و هوش او زمان بامان تهور تش برای او سیفر ستاد و کسی را بروی

برهیگماشت مایه بیند که دمی زان بانان خرش سایر خورد یا یکی ازان باقیماند اگر برابر خورد یا زان اول بیش
نراست و بجوشیاری او میباحث و چیزی از طریق ذکر باطن بسیر مسود و اگر میبیند که یکی از دیگری
باقیمانده این دلیل بر عدم ضبط احوال و بیخبری او میکند و چیزی از جنس دعوات و اوراد و آنچه
بظاهر تعلق داشته باشد می آموخت و صاحب مراة الاسرار میگوید اول کسی که در سلسله
نقشبندیان موسوم بلقب شطار گشت شیخ عبد الله بود و معنی لفظ شطار تیز رو است و در اصطلاح
صوفیه علم شطار شغل باطنی را گویند که از کسب آن فنا فی الله و بقا بالله حاصل میشود و چون شیخ عبد الله
آن شغل علم شطار را کما حقه عمل مینمود بآن صفت موصوف گشت از آنزمان پیروی شیخ محمد عارف
او را مخاطب بلقب شیخ عبد الله شطار گردانیدند از آنوقت سلسله شطاریه انتشار یافت و مریدان
او را بهمین لقب مشهور شدند و شیخ محمد غوث گوالیاری از اکمل خلفای سلسله وی است و وفات
شیخ عبد الله شطار در بهنه و قبر او در آن قلعه مزور است رحمة الله علیه شیخ بدهن شطاری
از اولاد شیخ عبد الله شطاریست در زمان سلطان سکندر کوس مشیخت و ارشاد و تربیت میزد
و بر طریقه شطاریان تلقین میکرد ذکر سلسله حسینیه بخاریه مینویسند که مشایخ جمیع فرق صوفیه
حضرت علی کرم الله وجهه اند بتخصیص مشایخ سلسله سادات اند سید المتاخرین کبار ازین
سلسله سادات بخاریه و مشایخ منسوب مقاماتش حضرت سید جلال مخدوم جهانیان بخاری شد
آنقدر خوارق عادات ازوی صادر شده که هیچ یکی ازین طائفه متاخران ظاهر نشد و بر اجازت
و اجازت او صحیح و چند مشایخ اهل ارشاد رسیده بود و ظاهر تربیت و ارشاد تمام از شیخ رکن الدین الوالعلم
بن شیخ بهاء الدین ذکریا سهروردی و از شیخ نصیر الدین محمود چشتی چراغ دهلی یافته و در
خاندان وی همین دو سلسله جاری اند و سلوم خانواده سادات اهل بیت نیز جاریست و نسبت
اهل بیت شستگی نفس و بیزاری لذت اوست و حقیقت هر نسبت کیفیتی است که حلول کننده است
در نفس ناطقه از قسم تشبیه بفرشتگان باید دید عالم جبروت ذکر اکابر سلسله نداد در کتب مذکوره صدر
این کتاب بنظر نیامد اما صاحب اخبار الاخیار ذکر مخدوم جهانیان میکند سید جلال الدین بخاری

لقب او مخدوم جهانیان است جامع است میان علم و ولایت و سیادت او مرید شیخ رکن الدین
ابو الفتح قریشی است و خلیفه شیخ نصیر الدین محمود با امام عبد الله یافعی رحمة الله علیه در مکه معظمه
صحبت داشته در خزانه جلالی که از ملفوظات اوست از وی بسیار نقل میکند سیاحت بسیار کرده
و از بسیاری اولیا نعمت و برکت یافته و مشهور است که وی هر کرا معانقه کردی نعمتی که آنکس داشت
بستدی یعنی چندان توجه و خدمت کردی که آنکس بی اختیار میشد در دادن هر نعمتی که داشت
و در تاریخ محمدی مینویسد که وی اول خرقه از عم خود شیخ صدر الدین بخاری پوشید و کلاه ارادت
و خرقه تبرک از شیخ الاسلام سید المحدثین شیخ عفیف الدین عبد الله المطری در حرم شریف
نبوی علیه السلام والتحیة پوشید و مدت دو سال در صحبت او ملازم بود و کتاب عوارف و دیگر
کتب سلوک پیش او تلمذ نمود و اخذ طریقت کرد و تلقین ذکر یافت و شیخ عفیف الدین فرمود که مقراض
راندن شما موقوف است در گازرون چون سید بگازرون رسید شیخ امام الدین برادر شیخ الاسلام
امین الحق والدین گفت که شیخ امین الدین در وقت رحلت مرا وصیت کرده است که سید جلال بخاری
قصد ملاقات من کرده از اچه و ملتان می آمد شیطان در اثناء راه او را دروغ باز نموده
که امین الدین از سرای مستعار بدار القرار خرامید سید جلال بخاری طرف مکه مبارک رفته است وقت
مراجعت در گازرون خواهد رسید او را سلام من برسانی و سجاده و مقراض من بدو دهی و
مجاز و خلیفه من گردانی شیخ امام الدین همچنین کرد سید السادات از آن پیر باجازه انواع
استفاده کرد و بازگشت و از شیخ الاسلام رکن الحق والدین خرقه تبرک پوشید و در عهد محمد تغلق
بمنصب شیخ الاسلامی و مسند خانقاه محمدی و سیوستانی با مضافات مخصوص گشت و بعد از آن
گاه ترک همه کرده سفر کعبه مبارک اختیار کرد و او خلیفه چهارده خانواده بود و در عهد سلطان
فیروز کرات از اچه در حضرت دهلی آمد و فیروز مراسم اعتقاد و اخلاص آنچه باید بجای آورد
انتهی مخدوم جهانیان را با حضرت علیه قادریه محبت است و وی سوای سلسله مذکور سهروردیه
میگوید که من فلان را دیده ام و وی شیخ شهاب الدین سهروردی را و وی شیخ عبد القادر

جیلانی را نقل است که وی روزی نشسته بود آتش از جائی برخاست مشتی خاک برگرفت و نام
شیخ محیی الدین عبد القادر را بآواز بلند برخواند و خاک بجانب آتش انداخت فی الحال آتش
بست شد. ولادت مخدوم شب برات سنه سبع وسبعمائة وفات او روز عید قربان سنه خمس و
ثمانین وسبعمائة مدت عمر هفتاد و هشت گویند امیر سید علی همدانی با وی ملاقی شده اند
سلسله از ابدیه منشاء این سلسله از خواجه بدر الدین نامیست وی مرید و خلیفه فخر الدین زاد
است و وی خلیفه خواجه شهاب الدین در اخبار الاخیار است شیخ شهاب الدین حق گوئی
پسر فخر الدین زادست او را حق گو از آن لقب است که سلطان محمد بن تغلق حکم کرد که مرا محمد
عادل گویند او از نیمعنی بحضور او ابا کرد و گفت ما ظالما نرا عادل نتوانیم گفت سلطان محمد
او را از قلعه دهلی در زیر انداخت قبر او هم در زیر قلعه است و اصل این سلسله از شیخ ابو اسحاق
گازرونست و ذکر کبار این سلسله بنظر نیامده سلسله صفویه منشاء این سلسله از شیخ صفی
الدین اسحاق است و اصل این سلسله از شیخ ابو نجیب سهروردی و جنید بغدادیست ذکر کبار
این سلسله سوائی ذکر شیخ ابو نجیب و جنید در کتب مذکور نیامده چنانچه گذشت لیکن صاحب اخبار
الاخیار ذکر جلال الدین تبریزی که پیر شیخ زاهد ابراهیم گیلانی است و وی پیر شیخ صفی الدین
اسحاق صفویست مینویسد شیخ جلال الدین تبریزی قدس سره از اکمل مشائخ است در فوائد
الفواد نقل از سلطان المشائخ میکنند که شیخ جلال الدین تبریزی مرید شیخ ابو سعید تبریزی بود
از وفات پیر در خدمت شیخ شهاب الدین سهروردی اقتدا و خدمتهائی کرده که هیچ بنده و مریدی
میسر نشود و گویند که شیخ شهاب الدین هر سال بسفر حج رفتی چون پیر شده بود و ضعیف نوشته که
برای او میبایستند خندان بر مزاج او موافق نبوده است شیخ جلال الدین تبریزی نوعی کرده بود
که دیگدانی دو دیگی بر سر کرده میبرد و آتشی در ان کرده چنانچه سر او نسوزد تا چون شیخ طعام
طعام گرم پیش بردی و وی با خواجه قطب الدین و شیخ بهاء الدین مودت داشت گویند شیخ
جلال الدین تبریزی و شیخ بهاء الدین زکریا با هم سیاحت بسیار کرده اند تا وقتیکه بشهر

که شیخ فرید الدین عطار در آنجا بود رسیدند شیخ بهاؤ الدین را روش چنان بود که چون بمنزل
میرسید بعبادت مشغول میشد و شیخ جلال الدین بسیر شهر می برآمد شیخ فرید الدین عطار را دید
که نشسته است محو انوار کمالات او شد چون بخوابگاه باز آمد شیخ بهاؤ الدین را گفت که امروز
شاه بازی را دیدم که از خود رفتم شیخ بهاؤ الدین فرمود که جمال با کمال پیر یاد کردی گفت
که با وجود او از هیچ چیز یاد نیامد از آن تاریخ باز در میان شیخ جلال الدین و شیخ بهاء الدین
مفارقت افتاد و نیز از فوائد الفواد نقل میکنند که شیخ جلال الدین تبریز مکتوبی بجانب شیخ بهاء الدین
زکریا فرستاده است و در آنجا نوشته مَنْ اَحَبَّ اَفْخَاذَ النِّسَاءِ لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا و نوشته است که
هر که دل بر صنعت بندد گوئی صَارَ عَبْدَ الدُّنْیَا و نیز از جوامع الکلم که از ملفوظات سید محمد گیسو دراز
است مینویسد که شیخ فرید الدین گنجشکر کودک بود و شیخ جلال تبریزی بدیدن او آمد و اناری
بدست او داد او صائم بود آخر بخلق قسمت کرد و یکدانه افتاده ماند وقت افطار هم بدان دانه روزه
بگشاد آن روز مزید و ترقی بالاتر یافت با خود گفت که اگر آن تمام انار میخوردم چه فائده ها می بود
چون بخواجه قطب الدین پیوست این حکایت کرد خواجه فرمود بابا فرید هر چه بود همدران یکدانه
بود که برای تو داشته بود و نیز از سیر الاولیا مینویسد که در اثنا آنکه میان شیخ فرید گنجشکر و شیخ
جلال تبریزی مکالمه میرفت شیخ فرید بغایت جامه پاره داشت هر بار باد میزد و شیخ بدان
پیراهن محل ازار پاره میپوشید شیخ جلال دریافت فرمود که درویشی در بخارا بتعلیم مشغول
بود هفت سال ازار در تن داشت فوطه داشت خاطر جمع دارند تا چه شود سلطان المشائخ می
فرمود که شیخ جلال تبریزی ازین درویش مراد نفس خود داشت قبر شیخ جلال الدین تبریزی در
بنگاله است یزار و یتبرک به رحمة الله علیه و علیهم **سلسلهٔ عیدروس** ذکر اکابر این سلسله
در کتب مذکوره زیاده ازین بنظر نیامده الملقب بعیدروس نام او سید عبد الله است از خانواده
سهروردیه نیز خرقه خلافت داشت و سلسله نسب او بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه منتهی
میشود و کلمات حقائق و خوارق عادات از وی بظهور می آمد سلسله او در دیار عرب و عدن و

گجرات احمدآباد بسیار مشهور است شیخ علم الله و شیخ بهاؤالدین محمد خراسانی درین سلسله بودند
سلسله قلندریه چند فرقه اند از هر سلسله که خود را منسوب بمشرب قلندریه گردانیده اند چنانچه محمد قلندر
میفرماید بیت ما ز دریائیم دریا هم ز ماست * این سخن داند کسی کو آشناست * دیگر شاه قلندر
و شاه حسین بلخی و شیخ شمس الدین تبریزی و مولانا روم و شیخ فخرالدین عراقی و حافظ شیرازی
بسیار از شاه بازان هر سلسله قلندر مشرب بوده اند و ابدالان اکثر در همین مشرب میباشند
و همیشه در آراستگی باطن میکوشند و در نفحات است که بخدمت مولوی روم جماعتی التماس امامت
کرد شیخ صدرالدین قونوی نیز در آنجماعت بود مولانا رومی گفت ما مردم ابدال ایم هر جا که میرسیم
می نشینیم و میخوریم امامت را اهل تصوف و تمکین لائق اند اشارت بشیخ صدرالدین کرد تا امام شد
اکثر خواجگان چشت ابدال بوده اند و سر حلقه چشتیان خواجه احمد ابدال بودند و در اخبار الاخیار
است شاه خضر مشرب قلندریه داشت اصل او روم است و کرامات و خوارق عادات بسیار
از وی بوجود می آمد هر چند که رسم انابت و بیعت از وی بظهور نیامده بود چون بهندوستان تشریف
آورد در آنزمان شیخ الاسلام خواجه قطب الدین بختیار اوشی بر صدر حیات بود توجه انابت بخدمت
او آورد و خواجه کلاه و خرقه را هم بمنزل او فرستاد و رخصت کرد بعد از آن او را بجانب جونپور
اتفاق سفر افتاد و چون در سرهرپور رسید شاه قطب مرید او شد شاه خضر بعد از عطای خلافت
بشاه قطب متوجه روم شد و الی الآن در هندوستان سلسله او برپاست سلسله او قلندریه چشتیه
است انتهی رحمة الله علیه صاحب اقتباس الانوار میگوید بعد خلافت خواجه وی تغیر لباس قلندریه
نداد و در بعضی از رسائل سلسله قلندریه مینویسد که شاه خضر رومی نسبت باطن از عبدالعزیز مکی
علمدار رسالت پناه صلی الله علیه وسلم یافته و وی را اسرار باطن از آنحضرت صلی الله علیه وسلم رسیده
معروف در مشایخ این سلسله همین است والله اعلم شاه نجم الدین قلندر و شاه قطب مینادل از
مریدان اوست شیخ محمود قلندر لکهنوی و شیخ عبدالرحمن لاهرپوری درین سلسله بودند و این
سلسله را چشتیه قلندریه گویند شیخ علاؤالدین علی احمد صابر و خلیفه او شمس الدین ترک و میر سید محمد

گیسو دراز و میر سید جعفر مکی که از خلفاء نصیر الدین محمود چراغ دهلی اند و مسعود بک خلیفه شیخ
رکن الدین سهروردی و قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی همین مشرب عالیقدر
داشتند رحمة الله علیهم و شاه نعمت الله ولی در رساله قلندریه آورده است که صوفی منتهی چون بمقصد
رسد قلندر گردد و ذکر قلندر حق است کز و همه عالم مستحق است و دین قلندر دانا که او بر همه عالم توانا
فنا قلندر تقریر که بشارت میدهد بتوحید علم قلندر سهو و عمل قلندر محو و راه قلندر عشق است العشق
هو الله و هم از لطائف قدسی که تصنیف شیخ رکن الدین ابن شیخ عبد القدوس گنگوهی است مینویسد
و وی از عوارف المعارف نقل مینمایند که فرمود قلندریه را که طیب قلب و سرور دل در حضور حق و مشاهده
دوست پیش آمده است سکر حال و مستی باطن ایشان را مالک شده است بنابر آن ایشان در قلت
اعمال ظاهری از نوافل و آداب و در تناول لذات مباحات دنیاوی برخصت شرع باک نمی دارند
و بر سر در حضور باطن خود اکتفا کرده اند اما فرائض را ترک نمیسازند و هم در لطائف قدسی شیخ رکن الدین
از پدر خود نقل مینمایند که فرمود شیخ الشیوخ رعایت کرده که حفظ فرائض در قلندریه فرموده اما قلندریه
را دیده ایم که در ترک فرائض باک نداشتند چنانچه راقم در مکتوب پنجاه و پنج صد حضرت ایشان دیده است که
میفرمایند این درویش از زبان شیخ حسین سرهرپوری مرید سید نجم الدین مرید شیخ ما سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا و خلیفه سید خضر کهپرو هاری قلندر خراسانی شنیده است که بعضی مردان
بودند و هستند و خواهند بود که سالهاست که در طهارت مشغول اند چون از طهارت فارغ شوند
در نماز در آیند الوضوء انفصال و الصلوة اتصال سر این سخن است و ایشان ظاهر نماز
نمی گذارند و در ترک صلوة بظاهر هیچ التفات نمی آورند روزی این درویش بحضرت استاد
خود شیخ محمد فخر الدین جونپوری نبیره شیخ ما شیخ فرید گنجشکر عرضداشت که شیخ حسین نماز نمیگذارند
شیخ فرموده اند با نگویم که شیخ حسین نماز نمیگذارد و شیخ حسین یک برگستانی در راه خدا تعالی است
ایشان راه قلندر دارند و ما راه تصوف انتهی و هم از لطائف قدسی مینویسد که میگویند عزیز من
ترک فرائض از قلندریه من حیث الظاهر از آنست که حقتعالی ایشان را مرتبه روحی عطا فرموده است

وقدرت داده که بتجدد ارواح در یک حال و یکوقت خود چند جا بنمایند پس اگرچه در وقتی و مقامی ترک فرائض از
ایشان دیده میشود تواند بود که همدر آنوقت در مقامی دیگر فرائض بجا آورده باشند و یا از آنست که در عقل شان
که مناط تکلیف است خللی پدید آمده است معتوه شده اند و بر معتوه تکلیف شرعیه نیست چنانچه بر مجنون نیست
پس ایشان هم برخصت شرع غیر مکلف شده اند اگرچه من حیث الظاهر در بعضی امور هوشیاری در ایشان دیده میشود
چون عقل که مناط تکلیف است ندارند غیر مکلف اند سلسله مداریه منشاء این سلسله از حضرت بدیع الدین
مدار است عمر شریفش یکصد و بست و دو و ولادت در سنه هفتصد و شانزده و وفاتش سیزدهم جمادی الاول
بروز جمعه در سنه هشتصد و چهل واقع شد در اخبار الاخیار است شاه بدیع الدین مدار غرابت احوال
و عجائب اطوار از وی نقل میکنند گویند که وی در مقام صمدیت که از مقامات سالکان است بود تا
دوازده سال طعام نخورده و لباسی که یکبار پوشیده بار دیگر احتیاج بتجدید غسل او نشده اکثر احوال
برقع بر رو کشیده بودی گویند که هر کرا نظر بر جمال او افتادی بی اختیار سجود کردی سلسله او بسبب
کبر سن یا جهتی دیگر به پنج و شش واسطه بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم می پیوندد و بعضی مداریان
بیواسطه او را بحضرت منتسب دارند قاضی شهاب الدین دولت آبادی در عهد او بود و بعضی چیزهائی دیگر
اصلی ندارد و در اقتباس الانوار است که در رساله ایمان محمودی که تصنیف شیخ محمود مرید شاه مدار است
می آرد مدار ابن ابو اسحاق شامی در ملت موسی علیه السلام و از فرزندان هارون علیه السلام
و شاگرد حذیفه شامی بود و توریت و زبور و انجیل را درس میگفت و ویرا مدار از آن گویند که قطب مدار
وقت خود بود و ویرا تکمیل و ارشاد از روح امیر المومنین علی کرم الله وجهه حاصل گشته و بعضی
نسبت ارادت ویرا بسوی طیفور شامی لاحق میکنند و این راست نمی آید چرا که در زمان طیفور
شامی و بدیع الدین مدار تفاوت بسیار است انتهی باید دانست که از ذکر بزرگان خانواده
چهارده و سیزده کتاب هذا پر است و ذکر اکابر دو سلاسل مذکوره که ازین سیزده اند در کتب مذکور
بالا یافته نشد لهذا در آوردن آن درین کتاب متعذر ماند و اسماء کبار آن سلاسل در بیان
خانواده گذشت ذکر آن بزرگان که در مراد آباد مدفون اند منها محمود ابن عالم که مرید شیخ ابراهیم

شیخ ابراهیم حاجی

مراد آبادیست در کشف الاسرار که مقولات ایشان در آن جمع کرده است مینویسد سید السادات منبع البرکات
شیخ المشائخ حضرت سید ابراهیم حسینی الچشتی مرید و خلیفه شیخ محمد صادق گنگوهی است از وطن و مولد
خود که سبزوار است بی اطلاع پدر خود برای تحصیل علم ظاهر بهندوستان تشریف آوردند
و در ضلع پشاور در چند روز سبق خوانی فرمودند مقوله حضرت شیخ میفرمودند حضرت ابوی
سید عبد الباری در پشاور بجای سکونت من تشریف آوردند و بر معاودت وطن مبالغه فرمودند همراه
پدر روانه وطن شدیم یکسال و چند ماه در سبزوار بخدمت پدر حاضر بودیم و چیزی از علم ظاهر تحصیل
نمودیم بعد مدت مذکور والدین این فقیر برحمت حق پیوستند و در همان ایام از قوم و برادران
پوشیده باراده تحصیل علم از خانه برآمدیم و راه بخارا گرفتیم در راه شخصی گفت ای جوان
کجا میروی گفتم به بخارا و قصد تحصیل علم دارم گفت که راه بخارا از برف بند شده است در
ملک هندوستان رفته تحصیل علم نمائی از آنجا رو بطرف پشاور آوردیم و علم صرف خواندیم پس از آن
در لاهور تعلیم علم گرفتیم بعد از مدت چند در سلطان پور از شیخ نور محمد نبیره درویزه چشتی علم نحو
و فقه میخواندم بعد روزی چند درویش با جامهای رنگین آمدند پرسیدم پارچها چرا رنگین
کرده اند گفتند ما درویش ایم گفتم درویش کرا میگویند گفتند آنکه ترک عادت کند و بر عادت ادای
احکام دین مستقیم باشد و از نواهی احتراز نماید گفتم هر مسلمان بحسب طاقت بجا می آرد پس امتیاز
میان درویش و غیر آن چیست گفتند بلکه درویش آنکه با وجود استقامت بر اعمال ظاهر شریعت
ازینجهان قدم فراتر نهاده در طلب مشاهده ذات پاک بذکر و فکر بواسطه مرشد کامل در آید تا شهود
بالله و وصول الی الله رو نماید که منتهای جمیع مقاصد است گفتم درین زمان کسی اوستاد این علم
هست گفتند عالم خدا از بزرگان معمور است از انجمله شیخ آدم که مرشد ماست و در تلقین این علم مستثنی
است بعد چندی در قصبه بنور بخدمت شان حاضر شدم اول نصیحت آغاز کردند که در سلسله
ما خواجگان نقشبندیه ذکر جهر و حبس دم نمیکنند که یکایک بی اختیار از زبانم ذکر جهر برآمد و از استیلا
ذکر استیلا مذکور حاصل آید و فنا از خود و بقا بالله روی نمود و علم یقین بر هستی قرار گرفت در

تو احد آمد شخصی بمن گفت نصیحت شیخ را نه شنیده یکبیک ترا چه شد مگر وسوسه شیطان بتو راه یافت
چون در آنحال از خود خبر نداشتم و علم حقیقت بر علم هستی مجاز غلبه نمود علم هستی ظاهر را از نظر مرتفع ساخته
بجز حق معلوم و مشهود نبود نگاه داشت آداب شرع نتوانستم نعره انا الله زدم شیخ آدم غفر الله له این کلمات
را شنیده آنکس را زجر فرمود که هرگز تو و دیگر کس متعرض حال او نشوی که مغلوب الحال است و از
خود خبر ندارد و مبادا راز در بازار نهد بعد از آن تمام شب در آنحال مستغرق بودم چون باز آمدم
شیخ غفر الله له مرا گفت آن کلمه که از زبان شما در آنحال جذبه بر آمده بود و در آنحال هیچ تغیری و تبدیلی
بر این هستی ظاهر شما روی داده بود یا بر همین هستی ظاهر آن علم قرار گرفته بود گفتم هیچ تغیری و تبدیلی روی
نداده بود بر همین هستی ظاهر آن علم قرار گرفته مرا از خود بربوده بود گفت بسیار خوب شد که تغیری بر این هستی راه
نیافت و الا سد راه شما میشد چنانچه بایزید قدس الله سره درین مرتبه تغیری بدین هستی ظاهر رو نموده
بود تا سی سال فتح باب مرتبه دیگر نشده بود بعد از سی سال مرتبه دیگر گشود و میفرمودند که وقتی همراه
شیخ آدم غفر الله له در مسجدی با یاران نشسته بودیم که یکایک مردی با جمال کمال منور از هوا نمودار شد
تا که بر در آن مسجد از هوا فرود آمد و توجه بمن فرمود از دیدن جمال آن مست و مدهوش شدم بعد از آن
مرا بخطاب مخاطب ساخت که فلانی تو در اینجا چرا نشسته تو از آن مائی اینجائی تو نیست برخیز و بیا
همراه ما شو گفتم شما کیستید فرمود من چشتی ام گفتم اسم شریف چیست فرمودند ناظر محمد و در ظاهر نام
آنحضرت محمد صادق بود چون بهوش آمدم از شیخ آدم رخصت شده در طلب آن ذات دویدم بعد چند روز
بر در خانقاه علیا رسیدم چون نظر بر آن جمال انداختم بشناختم و خود را قربان ساختم همو توقف
مرا تلقین کردند تا مدت دوازده سال در آن خانقاه مسکن ورزیدم تا که بانتهاء عرفان رسیدم و بشرف
جامه پیران مشرف شدیم تفصیل این خلاصه در رساله مذکور مرقوم است و چیزی ازین بیان در ذکر
پیر ایشان بالا گذشت و میفرمودند چون آنحضرت پس پرده شد تا مدت شش ماه در خانقاه قرار
گرفتم بعد مدت مذکور در دلم گذشت که بمکه و مدینه منوره بروم حکم شد که مرد هنوز کار کرد نیست
بعده مصلحت کردم که بملک خود بروم صاحبزاده شیخ داود فرمودند شما در هندوستان اقامت گزینید

گفتم قبول داریم هرجا که فرمایند اقامت گیریم فرمودند شما از طرف حق حکم گیرید شبی درین باب مناجات
کردم حکم شد که به بینید چون نظر کردم دیدم که شهریست نوآباد که خانهای او و قلعه از گل خام است و بکناره
دریا باغی است و در آن باغ چاه است و من بر کناره آنچاه ایستاده ام جائی بلند است از انجا تمامی مکان
شهر و کوچها و بازار و مسجد بنظر می آیند از دیدن آنجا دلم خوش میشود و آرام میگیرد چون صبح شد بخدمت
صاحبزاده التماس کردم که ما را جائی اقامت در واقعه نموده است اما نام و طرف او نمیدانم
پس از مخدومزاده رخصت گرفتم سه کس از یاران همراه من دادند پس از انجا راهی شدیم رفته رفته
در شهر امروهه آمده بدیهه بهوانی متهولی که قریب مرادآباد است رسیدیم بشب خوابم در ربود ده مذکور
حالا نا آباد است دیدم خلفاء اربعه و پیر دستگیر اشاره بسوی مرادآباد کردند پس رخ بسوی
مرادآباد آوردیم چون داخل شهر شدیم روز جمعه بود در جامع مسجد رسیده نماز جمعه ادا نمودیم بعد
فراغ نماز در خاطر آمده که آن باغ و چاه و کوچهای شهر و قلعه باید دید که در کنگوه بمن نموده بودند
پس از جامع مسجد برآمدم و در باغ رسیده بر همان چاه استاده شدیم و گفتیم صدق الله و رسوله الرؤیا
خوش شدیم و شیرینی طلبیده بروح پیران فاتحه خوانده بر همان چاه در لال باغ تا یکماه اقامت
گرفتیم شبی وقت سحر بر کناره دریا که متصل باغ است از مشربه طهارت میکردیم جای بلند بود در آن وقت آواز
مولود از محل رستم خان مرحوم بگوشم افتاد که بالحان خوش میگفتند مصرعه از خار خار عشق تو در سینه
دارم خارها ٭ از شنیدن این مصرعه جوش در سر و سوز در سینه ام افتاد دستم از مشربه بلغزید مصرعه دیگر
نگفتند اگر میگفتند از انجائی بلند در دریا می افتادم بعد ساعتی آن جوش و سوز فرو شد در دل گفتم
که مکان پرخطر است روز دیگر ازینجا خواهم افتاد چونکه مولود اندرون محل رستم خان اکثر سرود میکردند
و ازینجا آواز شنیده میشد پس از انجا برخاسته در باغ دولتخان مرحوم آمدم در انجا یک مکان ساخته
تا شش ماه گذرانیدیم روزی شخصی از مخلصان ما گفت من نسبت شما در شهر امروهه بخانه مردم
اشراف و سادات کرده ام مرا ناخوش آمد گفتم چه کردی پس بحکم پروردگار کتخدا شدم تفصیل این خلاصه
در رساله مذکور باید جست میگویند شاه برخوردار که قبرش در بلده رامپور است از خلفاء ایشان بودند راقم گوید

که آنچاه که قریب محل رستم خان مرحوم است که شیخ موصوف بر آن قیام گرفتند تا تحریر هذا اندرون دریا
ایستاده است بعد یکسال از آن در موسم برشکال از سیل دریا منهدم گردید من از جد بزرگوار خود شنیده ام
که آنچاه لال باغ است و نیز چاه دیگر بطرف شمال آنچاه هم اندرون دریا ایستاده است و هم جدم میفرمودند که این چاه
باغ دیگر است زمین را ازین چاه ملحق دیده بودیم وفات شیخ موصوف در بیست و سیم جمادی الثانی سنه یکهزار و هشتاد
و یک واقع شد تاریخ مرجع اولیا است ابراهیم بوده است و در روضه که بسمت جنوبی اندرون شهر مذکور است
مدفون گشتند میگویند که آنرا در حیات ایشان مریدی تعمیر ساخته بود و حوالی آن اولاد ایشان سکونت میدارند
ازینجهت محله پیرزادگان مشهور است ذکر شیخ علاء الدین میگویند که صاحب ولایت شهر مراد آباد اند
و قبل از آبادی شهر مذکور بیابانی بود که ایشان در آنجا سکونت میداشتند تا حال از برکت ایشان در آن بیابان
شهر مذکور آباد است و میگویند از خلفا خواجه معین الدین چشتی اند و عرس ایشان در شب شب برات میگردد و قبر ایشان
بطرف جنوب شهر مذکور قریب محله پیرزادگان بطرف غرب واقع است ذکر شاه محمد مکمل اسم با مسمی نام
والد ایشان محمد افضل متوطن ضلع ایمن آباد در عهد محمد شاه بادشاه بتلاش معاش در دهلی آمده بسرکار
نواب میر احمد خان صوبه کشمیر بمواجب سی روپیه ماهواری ملازم گردیده بکشمیر بود روزی درویش مجذوب
وارد گردید و طعام طلب نمود محمد افضل ما حضری که بود پیش آورد و زوجه او از آن مجذوب سوال اولاد
نمود مجذوب بعد تناول طعام گفت که کاغذی و قلم و دواتی بیار حاضر آوردند اول پنجاه روپیه بعده
یکصد روپیه من بعد یکصد و پنجاه روپیه سه مد دستخط کرد و گفت چهار دختر و دو فرزند یکی از آن دنیادار و
دیگری فقیر کامل و صاحب اسرار خواهد بود بعد چند مدتی سند صوبه داری مراد آباد بنام نواب مرقومه از
حضور سلطان عنایت شد چون اتفاق مداخلت نواب بمراد آباد افتاد محمد افضل را به نیابت خود ممتاز فرمود
و مبلغ یکصد و پنجاه و بقولی سه صد روپیه مشاهره اش مقرر نمود و بموجب فرموده آن مجذوب چهار دختر و
بقولی پنج هم در مراد آباد بخانه محمد افضل تولد شدند و دو پسر نیز همدرین شهر بمکانات قلعه رستم خان
بوجود آمدند کلان تر از آن محمد علی دنیادار و خورد تر شاه محمد مکمل صاحب اسرار غرض که شاه محمد مکمل
از بدو شعور با وجود ثروت ظاهری پدری مطلقاً بامور دنیوی متوجه نشده محترز میبود و همیشه بخدمت فقرا اتر مان

گویند چشتیه بودند

چشتیه صابریه

خواه سالک خواه مجذوب مثل شاه عضد الدین و شاه عبد الهادی و شاه یتیم و شاه ساده
مجذوب شاه فیض الله و منگن شاه و خورم شاه مست اعتقاد و آمد رفت داشته استفاضه فقر مینمود
چون شیخ محمد افضل بر حکومت امروهه مقرر شد بشرف بیعت شاه عضد الدین مشرف گردید شاه
محمد مکمل در آن ایام بسن پانزده سالگی بودند روزی والد وی با خود بخدمت شاه عضد الدین
بردند عرض نمودند که این نیز بسلسله آنجناب منسلک گردد محمد مکمل عرض نمودند که سفارش من
بشاه عبد الهادی باید فرمود حضرت تبسم نموده فرمودند که من هم لائق شما هستم عرض کردند که حضرت
خود مرشد من و او شانند لیکن جاذبه خاطر من بدانطرف بسیار است وقتی آنحضرت در باره محمد مکمل
ارشاد کردند آنوقت بزبان شاه عبد الهادی گذشت کسی که در شریعت راسخ نیست در طریقت چگونه
ثابت خواهد بود بعد حضرت شاه عضد الدین فرمودند که این ابا بسبب سفارش منست بعد از ان
آنحضرت محمد مکمل را بیکصد رکعت نوافل تلقین ساختند بطوریکه در رکعت اول سوره علق بخواند و در سجده
تصور کند که سر بر پای حضرت احدیت است و ثقات راوی اند با وجود پاس احکام شرع مذهب
ملامتیه در نداند داشتند که زنان فاحشه را خرج معمولی او میدادند و میگفتند که امشب نزد کسی نروی
و در حق فلان کسی مشغول بدعا مانی و منبع شرع در بیع و شرا نیز بودند چنانچه گوسپند خود را برای
فروخت چند روز در بازار بردند و با مشتریان میگفتند که این گوسپند شیر خود را خود مینوشد کسی آنرا
نخریدی آخر مخلصی خریده برد و وفاتش در هفتم رجب سنه یکهزار و دو صد و بست واقع شد
و در احاطه پخته قبر میر احمد خان مذکور که عقب مسجد عیدگاه مراد آباد واقع است مدفون گشتند برابر قبر
پدر خود در گوشه جنوبی و غربی احاطه مذکور تاریخ آنکه بیاد خدا محو سراپاش سوز + داشت زبان
دلش ذکر خفی و جلی + سالک راه خدا صابر رنج و بلا + واقف راز نبی کاشف سر علی +
بر سر میدان رزم نفس زبردست را + داد بسی حال مال از ره زور یلی + هر که شدی پیش او با دل پر آرزو
در نفسی میشود مشکل او منجلی + سال وفاتش کرم چونکه بجست از سروش + گفت که رحلت شود شاه مکمل ولی +
پسرش حضرت غلام نبی نیز در حیاتش شش ماه در حالت جذب و شش ماه در حالت سلوک میماندند در حال

جذب مطلق برهنه میبودند بعروج مقامی بودند که در آن فرصتی نباشد و تمیز هیچ چیز نبود چه جای ستر
پوشی پیرزاده پدرش شاه موج مجذوب ابن شاه عضد الدین فرموده بودند با پدر وی که فرزندی
در خانه تو متولد بود شش ماه برای تو و شش ماه برای ما بود و در حال سلوک مقید بلباس و صوم
و صلوة میبودند و کشف و کرامات نیز از وی ظاهر میبود راقم در خورد سالگی وی را در هر دو حال دیده
بود میگویند در حالت جذب از خانه خود و شهر مذکور گم گشتند هنوز از احوال وی هیچ خبر نرسیده
ذکر شاه قطب میگویند در سلسله قادریه و بنسب سید بودند و در عهد افغانان در شهر مراد آباد تشریف
آوردند چنانچه قریب مزار ایشان مسجد و چاه تعمیر نواب دوندیا خان مرحوم است وفاتش در چهاردهم جمادی
الاولی واقع شد زیاده ازین معلوم نشد قبر ایشان در احاطه پخته بطرف گوشه غربی و جنوبی شهر
مراد آباد دو نیم فرسنگ از آبادی واقع است ذکر شاه جمال حاجی رفیع الدین خانصاحب در تذکره
مینویسند جمال الله مرید عم خود است فتح الله داود شاه قطب عم دیگرش مریدان پدر وی اند محمد عاشق
و سلسله ارادت ایشان بشاه عبد الرزاق جهنجهانوی قادری میرسد از اول عمر مجرد بود و از علم ظاهر بقدر
ضرور نصیبی داشت و بقناعت و توکل و تشرع و تورع متصف بود ابتدا تا آخر که عمرش بهفتاد رسیده بود
از مسکن خود کم بر آمده و جز بمسجد جای دیگر نرفته و زهد بمرتبه بر وی غالب بود که در تمام عمر یکوقت بدست
خود پخته میخورد و از الوان طعام احتراز تمام داشت بلکه بر یک لون تا مدتها بسر میبرد و تا آنکه حکام
وقت با وی رجوع داشتند لیکن از کسی چیزی نگرفته مگر از مریدان خود و عم خود که اکثر آنها محترفه اند آنقدر
که بر آنها دشوار نباشد قبول میکرد و بر همان قناعت داشت آخر عمر از چند سال که ماده فالج بر زبانش
ریخته فهم کلامش متغیر بل متعذر بود ششم رمضان سال نود و چهارم از مائه ثانی عشر وفات یافت
راقم گوید مصنف رساله خیر البیان مینویسد اما بعد جمال محمد مزکی بن عبد الرزاق العلوی الرازی
الجهنجهانوی مینماید که بعضی تصرفات که از حضرت شاه العالمین ابو عبد الله شاه عبد الرزاق
جهنجهانوی بوقوع می آمد از مبادی ایام ثلث ثانی ربیع الثانی که یازدهم یوم الاربعاء و سال بست و چهار
و هزار از هجری شروع کردم و تا ده سال درین رساله که نامش خیر البیان است جمع ساختم و در سنه

قادریه

قادریه

شاه حسین بخار

هشتصد و هشتاد و شش شاه العالمین ابو عبد الله شاه عبد الرزاق بر صفحه هستی جلوه گری فرمود حضرت شاه
اعظم ابو حامد خیالی محمد حسن ابن حسن طاهر بدانچه ملهم و ماذون الهی بود و آنچه در سیر سلوک از چهل و یک
مشایخ نعمت رسیده بود همه را بحضرت شاه العالمین بیکام و زبان تلقین فرمود بعده کلاه با شجره
قادریه مرحمت فرمودند و هم از سلسله سهروردیه و شطاریه و اویسیه و چشتیه مجاز ساختند و بعد
از آن شیخ امیر محمد مودود لاری خرقه خلافت قادریه مرحمت فرمود بعد از ایشان میر سید
اسمعیل خرقه قادریه عطا فرمود و همدران آوان حضرت راجی سید نور مانکپوری از طرف سلسله
جامه عطا فرمود و حضرت غوث الثقلین حضرت شاه العالمین را بخطاب فرزند مخاطب ساختند
و رضا ندادند که بسلسله دیگر مشایخ متوجه شوند ازینجهت شاه العالمین در نسخه صحائف المعرفت
همین شجره قادریه داخل ساختند و بسلسله های دیگر هرگز التفات نکرده اند چون پسر کلان خود را که
جمال العارفین ابو البرکات بندگی شاه محمد نام داشتند صاحب مقام خود ساختند و در مثال او اجازت
از اجازت مشایخ قادریه از چند جائی که بحضرت شاه العالمین رسیده بود و از طرف مشایخ اویسیه
و چشتیه کمال الحق شیخ حسین طاهر کمال میر سند نیز نوشته اند چنانچه جمال العالمین بندگی شاه محمد را
پنج پسر بودند آنجناب همان مثال را بفرزند اعظم خود ابو الفتح شیخ مکرم از اجازت خود نوشته
مرحمت فرموده بودند و شیخ مکرم ابو الفتح را غیر از اولاد دختر در جهان نماند آنجناب همان مثال را
از جانب خود نوشته با اجازت از خاندان قادریه و دیگر خانوادهای اویسیه و چشتیه و سهروردیه
و طبقاتیه برادر حقیقی ولی النعمی ام قطب الزمان ابو الکرم شیخ مزکی محمد سلمه الله تعالی که
امروز زیر سایه ذات شریف است عنایت کرده و قائم مقام خود ساختند اشعار شجره
براه معرفت از جفت طاق است * که شاه العالمین عبد الرزاق است * محمد زو شده فرزند نامی
ابو البرکات کنیت گرامی * کسی کو بود بی همتا درین سطح * ز اهل الله شد مکرم ابو الفتح
بر آن سجاده اکنون مستقیم است * مزکی شیخ کان شاه کریم است * ابو الکرم آمده آن قطب دوران
گلی بشگفته از گلزار جیلان * خدایا چون ضعیف و ناتوانست * جمال الله یکی از بندگانست

در اخبار الاخیار است شاه عبد الرزاق مرید و خلیفه شیخ محمد حسن است وی از مشائخ قادریه است و از وی
خوارق و کرامات بسیار نقل میکنند بسیار صاحب کمال بود و حال طافح داشت و در اوائل تحصیل علم
کرده بعد از آن مشرب عشق و محبت بر وی غالب آمد و از مجاهده بمرتبه مشاهده رسید گویند
او را با حضرت علیه قادریه نسبتی بکمال بود و بیواسطه ماذون و مشار میشد و او را در صبر بر شدائد
و تحمل بلا قدمی راسخ بود وفات شاه عبد الرزاق در سنه تسع و اربعین و تسعمائة بوده است
و محمد حسن پسر بن طاهر است از جانب پدر چشتی است لیکن ارتباط او بسلسله قادریه بر همه غالب است
و گاهی شعر میگفت چون از خلوت بر آمدی هندوان دیده تعجب کردی و تکبیر بر آوردی و مسلمانان
هم و مریدان او را شاه خیالی میگویند در هفتم رجب سنه نهصد و چهل و چهار وفات یافت ذکر
شاه بولاقی خلیفه حفیظ الله مرید مولینا رستم علی صاحب رامپوری که بیک واسطه مرید حضرت شاه صاحب
بودند در بیت المعرفت مینویسد نام نامی شاه بولاقی لقب گرامی بولن کنیت سامی بولا خلف
اشرف خواجه احمد بن ناصر علی متوطن قصبه شیرکوت قوم باحلیم و ایشان با سالار مسعود غازی نسبت
یک جدی دارند مگر ایشان بباحلیم و اوشان بسالار مشهور اند گویند در اجداد ایشان دو برادر
بودند بادشاه آنوقت یکی را باحلیم و دیگری را سالار خطاب بخشید در اولاد هر دو همین خطاب
جاری ماند چنانچه مشهور است هفتاد سالار و هفتاد و دو باحلیم بوده اند هر دو قوم از اولاد حضرت جعفر طیار اند
نقل است که روزی در مجلس شریف ذکر سماع بیان آمد فرمود که مذهب فقیر لارد و لاکد است و ایشان
مرید سید محمد باقر اند که سلسله اش از بست واسطه با سید عبد الرزاق میرسد که فرزند پنجم غوث
الثقلین اند ولادتش در سنه پانصد و بست و هشت است و تاریخ وفاتش ماتم عالم پس محمد باقر بحکم سرور
عالم صلی الله علیه وسلم و بموجب امر مبرم حضرت غوث الاعظم صرف برائی تلقین حضرت شاه
بولاقی از بغداد در هند رونق افزا گردیدند و نعمت ظاهر و باطن موافق هر دو امر بحضرت شاه بولاقی
بخشیده باز بصوب مرغوب بغداد تشریف بردند حاجی رفیع الدین خانصاحب در تذکره مینویسند
شاه بولاقی از کاملان وقت خود بود در ابتدا سیاحت بسیار کرده بود شاه لال نام درویشی در جنگل

قادریه

وا مرکج کلاه نشست همدر بهر حاجت بخدمتش رسید و آنچه از نفیس ما طرن نفیس بود
بود و بخدمتش حاضر شد بعد برادر آباد آمد و توطن گزید و هم در مراد آباد وفات یافت رحمه الله علیه
و قبر وی معروف است زیارت و تبرک به گویند از بسکه تواضع و کسر نفس و تخریب ظاهر بروی غالب بود
با ما بیرون شهر رفتی و هر اراده دیدی که پشتاره هیزم یا کاه یا باری دیگر می آورد آن بار را بر گردن خود
نهادی و تا خانه آنکس رسانیدی یکبار مردی سپاهی او را به بیگار گرفت و بار خود بر گردن او نهاد
و تا منزل همراه برد و او را کسیل کرد او هرگز از حال خود اظهار نکرد و روز دیگر وقت کوچ خود پیش آن
سپاهی رفت و بار او برداشت و بمنزل رسانید و همچنین هر روز بگاه می آمد و بار را بمنزل میرسانید تا
آنکه بلاهور رسید روزی برای سواری دراز گوش نگاه داشتی و بر همان سوار شدی و هر گز تکلف را
بخود راه ندادی و آنهائکه او را دیده اند خوارق عادات از وی نقل میکنند پسر کلان او شاه الهام
را فقیر دیده بود مردی بود با ذوق و شوق و حسن اخلاق **ایضاً** در بیت المعرفت است ولادت
شریف در یکهزار و چهل و سه هجری عمر شریف نود و شش سال وفات شریف بعد نماز صبح
دوشنبه بست و هفتم صفر در سال یکهزار و یکصد و سی و نه هجری در عهد محمد شاه بادشاه ماده تاریخ
سال تاریخ او گفتا خود مرشد مرشدنا **نقل است** که چون مردمان در تلاش مقام مقبره شریف
متردد شدند شیخ شهباز گفت که روزی من همراه حضرت بودم تا آنکه از مراد آباد بطرف مغرب
بفاصله یک گروه از آبادی تشریف بردند در آنجا بر کناره دریای رام گنگ تکیه فقیری بود چون
حضرت را دید آن فقیر بستر خود را بر دوش نهاده روان شد پرسیدم گفت امانت بزرگی است تا این
امین بودم یکین آمد مکان گذاشتم و حضرت در حین حیات اکثر در آنجا میرفتند و تعریف وسعت و اوضاع
و دلکشائی آن مکان بیان میفرمودند کرامات و کمالات ایشان در کتاب مذکور مفصل مرقوم اند این مختصر
گنجائش آن ندارد آنمکان مذکور بطرف گوشه غربی و شمالی شهر مراد آباد واقع است مزار پر انوار
در آنجا در احاطه پخته الملقب بشمس است **شیخ شهباز** مرید شاه بولاقی بود قبر وی بطرف شمالی
شهر مراد آباد و بر کناره دریای شهر واقع است حضرت حافظ محمد امین صاحب اخلاص خلیفه حاجی

۹۱۰۴

۹۱۱۳۹

۱۰۶۱ھ

قبر مکان گنبدان منقل
مسجد حاجی تعریف

حضرت شاه بولاقی بودند و با وجود تعلق اولاد مرد آزاد و از اهل ارشاد بودند و مولدش قصبه کاندله
بود و مسکن و مدفن وی قصبه نهتور است و بر کمالات و بزرگی وی اتفاق چنانچه در تذکره مذکور است که
حافظ محمد امین مرید شاه بولاقی است در ابتدا چاکری میکرد و در لباس سپاه گری بذکر
خداوند تعالی مشغول میبود بالآخر از غلبه حال ترک تعلق کرد و بتمامی بروی سبحانه اقبال نمود و الیوم
طالبان حق برای استفاده و استفاضه با وی رجوع دارند و تمامی همت وی از ابتدا بر افاده
و نفع رسانیدن بخلق الله معروف است هر کسی را که حاجتی از وی شوکتی و حاکمی پیش آمد و بوی
رجوع نمود اگرچه آن با وی آشنا نباشد البته بخانه او رفت و شفاعت صاحب حاجت کرد
تا ممکن در اسعاف مرام و انجاح مراد وی سعی فرمود و یکبار شخصی او را از نهتور که مسکن اوست
تا اله آباد زیاده از پانزده روز راه است برد و وی نه با این شخص آشنا بود نه با آنکس که در اله آباد
بود لیکن چون همتش مقصود بر رضای حق سبحانه تعالی بود بی مضائقه تا اله آباد رفت و در
قضای حاجت محتاج سعی نمود و درین ایام که سن وی از نود تجاوز کرده و ضعف بر بدن مستولی شده
در نهتور بیاد حق مشغول میباشد و از چند سال بمراد آباد هم که سابق هر سال بزیارت پیر خود
می آمد نمی آید مگر درین ایام تحریر این اوراق آمده بود و خانه فقیر را هم بقدوم خود مشرف ساخته
انتهی در نهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و یک برحمت حق پیوست و تاریخ سال انتقال وی
رضی الله عنه است **ذکر حضرت شاه غلام احمد صاحب** پسر ثالث و مرید و جانشین
حافظ محمد امین ممدوح بودند بعد انتقال حافظ صاحب مسترشدانش خرقه وی بوی پوشانیدند
سلوک باطنی از پدر خود حاصل نموده بودند و همت و نسبت و توجه قویه میداشتند و تصرفات از وی بظهور
می آمدند اگرچه لباس صوفیانه نداشتند و از مرد ثقه شنیدم که چندان تحصیل علم ظاهر نداشتند و از
کلام وی علم وهبی مفهوم میشد چنانچه عبارت و معنا و فصوص از دیگری شنیده مطلبش بیان
میفرمودند و هم آثار بزرگی و فقیری از ناصیه وی هویدا بود و بطریقه پدر بزرگوار خود بتقریب
عرس حضرت شاه بولاقی بمراد آباد تشریف می آوردند و بر مزار شاه ممدوح فروکش میبودند راقم

حافظ محمد امین صاحب

درخورد سالگی بزیارتش مشرف شده بود و سلسله پدر بزرگوار خود جاری میداشتند در سنه هفتم محرم یکهزار و دو صد و سی و شش فوت گشتند و در نهلو مدفون شدند تاریخ سال خویش قطب عالم خلد است

ذکر حضرت شاه غلام مولی ابن شاه کریم الله ابن شاه رحمت الله ابن حضرت شاه بولاقی بودند سلسله و طریقه جد امجد خود از خال خویش شاه غلام احمد اخذ نمودند و هم اندران ماذون و مجاز بودند صاحب اوقات و خوش اخلاق و قرآن خوان بودند طریقه رشد و ارشاد جاری میداشتند و بسیار کس از وی فیض میبردند و در خانقاه خود وارد و صادر را طعام میدادند گویا که لنگر خانه وی حضرت سفره عام بود چه از دشمن چه از دوست دریغ نمیداشتند چنانچه در ایام ضد هندی در لنگر خانه وی حضرت دوست و دشمن می آمدند طعام میخوردند و میرفتند و وی حضرت با کسی حاجتی و کاری نداشتند و مولد و مسکن و موطنش قصبه سواره بود هر سال در ایام عرس جد امجد خود در مراد آباد تشریف می آوردند راقم بزیارت وی حضرت مشرف گشت در دوم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و هفتاد و شش بر حمت حق پیوستند و در جزیره اندی من مدفون گشتند در ایام ضد هندی بحریم انگه دشمنان حاکم را مدارات میکردند طعام میدادند معتقد خیر خواه باعث گرفتاری و رسانیدن وی حضرت در جزیره مذکور شده بود که قصه آن مشهور و معروف است و وی حضرت اندران قید مطلق از قیودات تعلقات و مقید در رضا و قضا، مولی بودند گویا که این هر دو شعر بر آن حال وی حضرت مصدق بودند بیت خون نکرده ایم و کسی را نکشته ایم + جرم ما همین که عاشق روی نکوی تست بیت بحریم عشق توام میکشند و غوغا + تو نیز بر بام که خوش تماشا ئیست + تاریخ زین دار فنا چو رحلت نمود + گفت خلد برین مقام و مسکن + تاریخ وصال او مجرد گفت + ماوای جهان غلام مولی + رحمة الله علیهم فرزند دلبند وی حضرت محمد عاشق جوان صالح و خلیق و صاحب همت مثل پدر بزرگوار خود اند الیوم در امور سکونت میدارند و طریق آداب و عبد خود سلوک میکنند و رعایت سلسله و طریقه اوشان ملحوظ میدارند و تعلیم آنداران مینمایند سلمه الله تعالی شاه محمد حسین فرزند ارجمند ایشان بطرف شمالی راندرون شهر مراد آباد

در بغیر

که ذکر شریف بالا گذشت واقع است **ذکر شاه چپ** مجرد و از همه آزاد بودند تجرید و تفرید را
دوست میداشتند و حافظ قرآن مجید بودند شخصی از پدر خود که شاگرد برادر دی حافظ نور محمد بود
دیرا هم دیده بود مارا قم میگفت که قوم دی شیخ و اصلش لاهور بود و پدر دی ثروت دنیا دی میداشت
و پسری نداشت درویشی باید روی گفت در خانه تو چهار پسر متولد شوند لیکن باید پسر اول مارا دهی
و نامش غلام رسول خواهی نهاد پدر دی قبول و وعده کرد همچنان شد که آن درویش گفته بود چون دی
که پسر اول بود بسن تمیز رسیدند باپدر خود گفتند درویش بموجب وعده شما مرا میطلبد پدرش با پسر دیگر
حافظ نور محمد دیرا رخصت کرد چون دی در مراد آباد رسیدند بخدمت درویشی که بمحله کاغذیان
میماند آمدند آن درویش گفت نام تو غلام شاه نهاده اند و من ترا غلام رسول خواهم گفت بعد چند روز
آن درویش گفت نزد ما چیزی نیست اما کلاه و خرقه بتو دادم باید که بعد من آنرا خواهی پوشید چون
پس از وفاتش آن کلاه بر سر و خرقه در بر کردند خاموش شدند و ازان بعد کلام الهی بر یاد میخواندند
و از کسی کلام نمیگرفتند لیکن با برادرش کوروخود کلام ضروری میگفتند آنها که دیرا دیده بودند بر بزرگی
و فقیری او متفق بودند و راقم از جد و پدر خود هم تعریف او شنیده بود قبرش پائین قبر پیر دی
بطرف شرقی شهر مراد آباد بر کنارهٔ دریا و محلهٔ کاغذیان قریب مقبرهٔ میان فقیر شاه که ذکرش بالا گذشت
واقع است و هر کس بر آن واقفیت ندارد و چند کس ازان واقف اند **ذکر شاه لطف الله حاجی**
رفیع الدین خانصاحب در تذکره مینویسند شاه لطف الله از خلفاء پیر محمد لکهنویست که او در علوم ظاهر
شاگرد مولوی عبد القادر و در طریقت مرید عبد الله سیاح است در تجرید و ورع و توکل و قناعت
قدمی راسخ داشت منازل اربعه تصنیف اوست وفات او بعد هزار و یکصد آخر عهد اورنگ زیب
و شاه لطف الله در اصل از فرزندان شاه عبد المجید است که قبر او در امروهه است برای طلب علم بلکهنو
رفت و در خدمت شاه پیر محمد بتحصیل علوم نمود و مرید شد و کار کرد و خلافت یافت مولانا عبد القادر
قریب وقت رحلت خود بشاه پیر محمد گفت اگر همراه شما جوانی نماند و تارک دنیا آمده باشد بطلبید شاه
مذکور دیرا حاضر کرد و بعلاقه مجبی که شاه پیر محمد را با فرزندان مولانا عبد القادر بود شاه لطف الله

ضروری دریا از بیرون مقام دور افتاده بمحله کاغذیان و مکان کاغذی را نام موضع نیز گویند در سرخانه
بزرده و قبر کاغذی خوب احاطه خانقاه در قبر در خفت بر گرد مو جود است

بتحریک غفران پناه ملا عصمت الله بمراد آباد آمد و سکونت ورزید و درینجا او را فرزندان بوجود
آمدند و هم در مراد آباد برحمت حق پیوست چنین شنیده شد که در ایامی که ملا عصمت الله در لشکر عالمگیر
بادشاه در دکهن بود نواب عظمت الله خان بحکومت مراد آباد مامور بود روزی شاه لطف الله
بملاقات نواب و برادر کلان وی مولوی محمد شاکر آمد در اثنای سخن گفتن دست برداشت
و گفت فاتحه خوانید که مولوی عصمت الله اینوقت از دنیا رحلت کرد همین زمان روح ایشان
از پیش من گذشت و گفت من ازینجهان درگذشتم حاضران مجلس ازین سخن سراسیمه شدند لیکن
چون عقیدت بروی کمال داشتند از متابعت چاره ندیدند و فاتحه خواندند و چون بعد روزی
بسیار خبر آمد و بآنوقت که شاه لطف الله گفته دویم رجب سال هزار و یکصد و سیزده بود چون مقابله
نموده مطابق یافتند و وی در اول که بمراد آباد آمد چندی بتوکل بسر برد و وظیفه معین نداشت
آخر الامر ملا عصمت الله در ایام حکومت خود مبالغه کرده چند صد جریب زمین برای مصرف
وی مقرر کرد و وی بمقتضای لا رد و لا کد آنرا قبول نمود و بگرفتن سند آن مقید نشد بعد از آن
چون محمد امین خان بحکومت اینجا منصوب شد و املاک سکنه این بلاد را قرق نمود هر یکی بقصد
استخلاص آن جد و جهد میکرد و سود نداشت و شاه لطف الله اصلا در استخلاص زمین خود سعی
نکرد و حرف شکایت بزبان نراند بعض معتقدان وی درینباب با وی گفتند گفت عامل
سابق با ما آشنا بود و از طرف خود آن زمین را بما داد الحال که دیگری بجای وی آمد و با ما تعارف
ندارد اگر قرق نماید کدام ظلم از وی بر ما رفته که جای شکایت باشد آخر کار رضا و تسلیم وی کار
کرد محمد امین خان بعد دریافت حال خود بخانه وی آمد و عذر خواست و تمامه غله حاصل آن زمین
را بر عرابها سرکار خود بار کرده بخانه اش رسانید و بعد وی چند سال پسر وی شاه عزیز الله
که عالم و صالح و متورع بود جانشین وی ماند و شاه عبد الله که شعر میگفت و طلب تخلص میکرد
راقم گوید این شعر او دست بدست والد بزرگوار نوشته دیدم شعر نامه اعمال ما چون لائقی همراه نیست
گر بمیرم بنده بنویس بر پیشانیم * انتهی پسر کلان شاه لطف الله بود الحال خاندان شاه پیر محمد لکهنوی

متعرض شد و کسی نماند که بر طریقهٔ اسلاف خود باشد و وفات شاه پیر محمد بعد هزار و یکصد آخر
عهد اورنگ زیب است راقم گوید وفات شاه لطف الله در بیست و هفتم جمادی الاول واقع شد
قبرش اندرون شهر مراد آباد بطرف جنوبی قریب مقبرهٔ اصالت خان واقع است و اولادش
قریب قبر وی سکونت میدارند **ذکر سلطان قطب الدین** میگویند که از امیران ملک مصر
بود و میگویند قبل از آبادی شهر مراد آباد با کفار مشرکین دیهات اینجا غزا کرده شهید گشت و شهدای
اصحاب وی درین شهر چند جا مدفون اند و ویرا سلطان پیر غیب هم میخوانند ازینجهت محله پیر غیب مشهور
است عرس وی در چهاردهم رجب بوقت نصف شب میشود و قبرش در محله مذکور اندرون شهر واقع است
و گرد او احاطه پخته تعمیر است **ذکر شاه منیر** مجذوب بودند میگویند خوش خوراک و خوش پوشاک و لطیف
مزاج و متوطن شاهجهان آباد بودند و در شهر مراد آباد سکونت میداشتند و کشف ایشان اکثر صحیح
افتادی چنانچه جد بزرگوارم میفرمودند که وقتی بتقریب دعوت مکلف ایشان بودم چون در مکان
تشریف آوردند فرمودند مکان پخته خواهد شد چون بعد مدت دراز جد بزرگوارم آن مکان را پخته
تعمیر ساختند فرمودند که بعد شصت سال فرمودهٔ حضرت شاه منیر بظهور آمد ظاهر است گاهی اولیا
را واقعات کشف میگردد و در ظهور آن تعداد ماه و سال منکشف نمیگردد وفات ایشان در نهم ربیع
الثانی واقع شد و قبر ایشان قریب مکان قاضی شهر مراد آباد است **ذکر خلیفه نظر محمد** تیرانداز
یکه تاز بود و ساکن شهر مراد آباد در گورستان تاریکی قبری دیده بود از آن بعد ترک تعلقات کرد و مرید
شاه عضد الدین مذکور گردید با وجود اهل و عیال قدم بقناعت و توکل راسخ داشت کسی بر فقر و فاقه
وی مطلع نگردیدی صاحب ذوق و شوق بود و در مجلس سماع نعرهای پر درد بسیار زدی و اشک
ریزان بودی و در یاد حق چنان مشغول بود که مشغولی از بشرهٔ او ظاهر و هویدا میگردید آنها که ویرا میدید
بر بزرگی و فقر او مقر بود آخر عمر که ماده فالج بر دست و پا و زبانش ریخته زبان از کلام متعذر ماند
قبل موت از نصف شب زبانش بذکر کلمهٔ لا اله الا الله تا صبح جاری گردید و همدران حال فوت کرد اکثر
در عمر شباب خود بزیارتش مشرف میشدم و بوقت غسل موت هم ویرا دیده بودم زعفرانی چهره اش

بود در دویم ماه شعبان سنه نامعلوم وفات یافت و در محله اندرون لال باغ مراد آباد پیش دروازه خود
مدفون گشت **ذکر خواجه مصطفی** حاجی رفیع الدین خانصاحب در تذکره مینویسند خواجه
مصطفی از اولاد خواجه بزرگ بهاؤالدین نقشبند است از دولتمند زاده کلان لاهور بود هم در جوانی
سببی بهم رسید که دل او از دنیا سرد شد و در خدمت شیخ کلیم الله که در آن ایام در لاهور بود مستفید شد
و باجازت وی از شاهجهان آباد بمراد آباد آمد سکونت ورزید فقیر در صغر سن وی را دیده است
بسی صورت نورانی داشت گویند شیخ کلیم الله قریب ایام فوت خود از شاهجهان آباد این بیت بوی نوشت
بیت اگر بسیر چمن میروی قدم بردار * که همچو رنگ حنا میرود بهار از دست * وی ازین بیت بر
قرب اجل وی پی برده همان زمان از مراد آباد روانه شد و شیخ را زنده یافت و چند روز در خدمت
وی ماند و بدستور وی بمراد آباد باز آمد و پس از آنکه عمر دراز یافته بود در سال هزار و یکصد و پنجاه و
شش وفات یافت و در صحن مسجد که خود بنا کرده مدفون شد شیخ عبدالرحیم مرید و خلیفه وی
پس از وی جانشین وی شد و زیاده بر چهل سال بخانه خود نشست و بزهد و قناعت و رضا و
تسلیم گذرانید و با وجود عیال کثیر التجا بکسی نبرد و وظیفه و ادرار قبول نکرد و با مثنوی مولانا روم
و کلام مشایخ اشتغال داشت در ماه ربیع الثانی سال سیوم از صد سیزدهم وفات یافت انتهی
قبر خواجه مصطفی و مسجد وی اندرون شهر مراد آباد در محله مغل پور مشهور و معروف است و قبر
شاه عبدالرحیم هم برابر قبر وی است **ذکر سید غلام قلندر** سید بودند و مرید در طریقه
قلندریه و سلسله وی بچند واسطه بعبدالله علمدار میرسد فرخ سیر باد برای لنگر و مصرف فقرا
وی پنج دیهات جاگیر مقرر کرده بود چنانچه تا حال آن جاگیر بر اولاد وی جاریست و عمر دراز یافته
در عهد نواب دوندیا خان زنده بود در ماه جمادی الثانی وفات یافت قبرش در مراد آباد بمحله قانون
گویان واقع است رحمة الله علیهم اجمعین **ذکر سماع شیخ محدث** در باب العیدین شرح مشکوة
مینویسند و عن عائشة رضی الله عنها قالت ان ابا بکر دخل علیها و عندها جاریتان فی ایام منی گفت
عائشه که ابوبکر در آمد بر وی و نزد وی دو دخترک بودند از دخترکان انصار در روزهای منا

۲۹ صفر سنه ۱۱۵۶ ه

که روز عید اضحی و ایام تشریق اند تدففان و تضربان یعنی سرود میکردند و دف میزدند و تضربان
گویا تاکید تدففان است و بعض گفته اند که تضربان بمعنی ترقصان است یعنی رقص میکردند از ضراب
ارض بمعنی پی سپر کردن آن و دف بضم دال و فتح نیز آمده و دف زدن وی سه قول است
بعض مباح دارند و بعض حرام علی الاطلاق و صحیح آنست که در عرائس و دلائم و آنچه در حکم آنست
مباح است و فی روایة تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث و در روایتی آمده است
که سرود میکردند دو جاریه باشعاری که گفتگو کرده بودند میان یکدیگر تفاخر میکردند بدان از
اشعار حرب و شجاعت انصار چنانکه عادت شجاعانست بعاث نام موضعی است یا قلعه پس این
زنان آن اشعار میخواندند و آن در وصف حرب و شجاعت بود نه ذکر فواحش و منکرات که حرام است
ذکر آنها و در روایتی از صحیح بخاری بعد از تغنیان گفتند و لیستا بمغنیتین یعنی غنا میکردند
و ذات آنها مغنی نبود که غنا حرفت آنها باشد و غنا را خوب تواند گفت و مشهور و معروف بدان
باشند بلکه دختران بودند از اهل خانه چنانکه در خانها چیزی میگویند و النبی صلی الله علیه وسلم
متغش بثوبه و آنحضرت صلی الله علیه وسلم پوشیده و پیچیده بود خود را بجامه خود فنهرهما ابوبکر
پس منع کرد و زجر نمود آن دو جاریه را ابوبکر و در صحیح بخاری آمده که گفت ابوبکر آیا مزمار شیطان
میزنید نزد پیغمبر و مزمار آلتی که میزند آنرا اهل غنا مثل نی و رباب و دف و مانند آن و اضافت
بشیطان بجهت آن کرد که وی مشغول میگرداند دلها را بلهو و لعب باز میدارد از یاد خدا فکشف
النبی صلی الله علیه وسلم عن وجهه فقال دعهما یا ابابکر فانها ایام عید پس گفت بگذار ایشان را ای ابوبکر
زیرا که این ایام عید است اکل و شرب و ایام ضیافت و فرح و سرور در آن اگرچه تدفیف و تغنی باشد مباح است
و در روایتی چنین از مسلم آمده است یا ابابکر ان لکل قوم عیدا و هذا عیدنا متفق علیه بدانکه این حدیث
است که تمسک میکنند بدان اهل سماع در اباحت غنا و شنیدن آن و آنچه از این حدیث
بنظر انصاف بیشوب تعصب و اعتساف متبادر میگردد آنست که ابوبکر صدیق انکار کرد
تغنی و تدفیف را و منع و زجر کرد از آن بجهت آنچه مقرر بود نزد وی از حرمت و کراهت آن

وگمان برد که منع ناکردن آنحضرت صلی الله علیه وسلم ازان از جهت عدم علم بود بدان جهت
نوم یا غفلت یا میخواست که منع کند و فرصت آن نشد و ندانست که آنحضرت آنرا تقریر نموده و روا
داشته است درین روز چیزی ازان را و لهذا فرمود فانها ایام عید و ابوبکر را باین فرق و تفصیل علم
نبود پس دلالت کرد حدیث بر اباحت مقداری ازان در روز عید و غیر آن از مواضعی که مباح است
در وی فرح و سرور و شک نیست که این در ماده مخصوص بر وجه مخصوص است و ازینجا اباحت علی
الاطلاق لازم نیاید مگر بقیاس بر آن و آن جائز است مگر بر تقدیر عدم نص در منع و آن محل نزاع است
و انصاف آنست که نصی قطعی بر حرمت آن علی الاطلاق چنانچه بر حرمت زنا و شرب خمر آمده ثابت
نشده است و بتحقیق تصریح کرده اند بعضی از متاخرین محدثین که حدیثی در حرمت غنا صحیح نشده است
و بعضی علما گفته اند که یافته نشده است دلیلی قطعی نه بر حرمت آن و نه بر اباحت آن و اصل در اشیا
اباحت است و با وجود آن شک نیست که دوام اعتیاد بدان و استدامت آن بر خلاف طریقه اتباع است
و فقها را درین باب تشدید و تعصب بسیار است مگر مقصود ایشان حسم ماده و سد ذرائع است و صحیح
آنست که قول امام اعظم بکراهت آنست والله اعلم و هم شیخ محدث در شرح مشکوة مینویسند عن عائشة
رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلنوا هذا النکاح آشکارا کنید این عقد
شرعی را که نکاح است واجعلوه فی المساجد و بگردانید آنرا در مسجد واضربوا علیه بالدفوف
و بزنید بر آن دفها رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب عن عائشة رضی الله عنها قالت
زفت امرأة الی رجل من الانصار فرستاده شد زنی که نو عروس بود بسوی مردی از انصار
و زفاف عروس را بشوهر فرستادن فقال نبی الله پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ما کان
معکم لهو آیا نیست همراه شما لهو فان الانصار یعجبهم اللهو زیرا که بدرستی که انصار خوش می آید
ایشانرا لهو مراد بلهو سرود است و لهو اصل بمعنی بازیست از انجا نیز اباحت سرود در عروسی
و زفاف معلوم میشود و زیاده برین آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم خوش داشتن از انصار
ما مسلم و مقرر داشت و از ظاهر عبارت مفهوم میشود که خوش داشتن ایشان را دائمی بود و عادت

بود فافهم رواه البخاری وعن عائشة رضی الله عنها قالت کانت عندی جاریة من الانصار زوجتها
بود نزد من دختری از انصار که تزویج کردم و بزنی دادم او را فقال رسول الله پس گفت پیغمبر خدا
یا عائشة الا تغنین ای عائشه آیا سرود نمیکنی یعنی نمیفرمائی که سرود کنند فان هذا الحی من الانصار
یحبون الغناء زیرا که این قبیله از انصار دوست میدارند سرود را رواه ابن حبان فی صحیحه روایت کرد این را ابن حبان
بحائی مهمله و تشدید موحده که از ائمه حدیث است در صحیح خود و هم شیخ محدث در شرح مشکوة
مینویسند عن ابی امامة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم وامرنی عز وجل بمحق المعازف وامر کرد مرا
پروردگار من عز وجل بباطل کردن و پاک گردانیدن و کاهانیدن معازف بعین مهمله
و زای و فا جمع معزف بعین مهمله و زای و فا آلت سرود یعنی چغانه زننده و در قاموس گفته
معازف ملاهی مانند عود و طنبور جمع عزف یا معزف بر وزن منبر عزیف ریاح آوازهای آن
و در مختصر نهایه گفته عزف لغت بمعازف و آن دفوف و جز آن از آنچه زده میشود و بعضی گفته
اند که هر لغت عزف است والمزامیر جمع مزمار آلت غنا و زمر و تزمیر کردن بقصب و قصبه را که بدان
غنا کنند زمارة و زمار گویند و تصحیح کرده است نووی حرمت آنرا و غزالی میل بجواز آن کرده
و این حدیث دلالت بر حرمت آن دارد چه اینها در قدیم الزمان از رسوم و عادت اهل فسق
و بطالت بودند و فقها گفته که غنا بآلات مطربه حرام است و بمجرد صوت مکروه است و از
زنان اجنبیه سخت تر است کراهت آن و تحقیق و تفصیل این مسئله در موضع خود است انتهی
در نغمه عشاق است واضح باد که اجناس ساز از چهار قسم بیرون نیست یکی آنکه تار داشته باشد
مثل بین و طنبور و رباب و قانون و امثال آن دوم تار نداشته باشد و مجلد بود از چرم مثل
طبل و نقاره و مردنگ و دائره و دف و دف جلاجل دار و امثال آن سیوم آنکه تار و چرم هر دو
نداشته باشد و دو ساز را بهم زنند و بنوازند مثل صنج و حجیره و گیونگر و دارغنون چهارم آنکه لوله
کشش دم بدهان نوازند مثل نی و شبانه و سرنا و قرنا و نفیری و امثال آن و در تفسیر معازف
و مزامیر و اوتار از قدیم اهل علم و لغت مختلف بوده اند اتفاق آنها بر امر واحد ثابت نشده

است که آن قطعاً حرام باشد و در حرمت مطلق با جنس خاص مزامیر نص قطعی وارد نشده
لهذا وقوع اختلاف در حل و حرمت استماع مزامیر ثابت است شیخ عبد الحق محدث دهلوی در شرح
سفر السعادت مینویسد متن در باب ذم سماع حدیثی صحیح وارد نشده شرح مراد خصوص سماع
غناست یا عام تر از غناء و مزامیر است و در ذم هر یکی از ان احادیث وارد شده خطب از
امیر المومنین علی رضی الله عنه آورده نهی عن ضرب الدف و لعب الصنج و ضرب الزمارة و
و از ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقلة و از دیلمی در مسند از انس
این لفظ آورده الغناء و اللهو ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب الخ و سخاوی
در مقاصد حسنه گفته و لا یصح بجنین در کتاب مذکور احادیث مسطور اند و زیر بعض حدیث ضعیف
و زیر بعض موضوع مرقوم است قوله این احادیث است که در ذم دف و مزامیر و ملاهی وارد شده
و امثال آن احادیث دیگر نیز آمده و شاید که تو بگوئی شک نیست که در ین بیان احادیث است
که محدثین حکم بر ضعف آن کرده اند و تصریح بصحت آن ننموده و بعضی از ان قبیل است که بعدم صحت این
حکم کرده اند چنانچه در ضمن بیان اشارتی بدان کرده شد مدعائی مصنف آنست که حدیثی صحیح
در ینباب نیامده اگر آنرا واری بیار تا حقیقت حال معلوم شود بدانکه بعد از قطع نظر از انکه حدیث
ضعیف متعدد طرق بمرتبه حسن رسد و حسن بمرتبه صحیح در ینباب حدیث چار تین است که بعضی
مردم آنرا در اثبات اباحت نیز بیارند و انصاف آنست که مدلول وی ذم است مگر در بعضی
ایام مثل ایام عید و مانند آن و الفاظ آن چنانکه در صحیح بخاری و مسلم آمده اینست که عائشه
میگوید رضی الله عنها که در آمد بر من رسول الله صلی الله علیه وسلم و نزد من دو جاریه
بودند که تغنی میکردند بغناء بعاث پس بر بهلو افتاد آنحضرت بر جامه خواب و بگردانید روی
مبارک خود را پس در آمد ابو بکر رضی الله عنه پس منع کرد مرا و گفت مزمار شیطان را نزد
پیغمبر خدا و امیداری پس آنحضرت روی مبارک بما ابو بکر آورد و گفت بگذار این دختگان را
چون ابو بکر غافل شد در روایت دیگر آنکه گفت آمد ابو بکر بر عائشه و نزد وی دو جاریه بودند که غنا میکردند در ایام

منی و دف میزدند الخ و آنحضرت فرمود بگذار ایشان را یا ابابکر که ایام عید است و آن ایام منا بود اینها
همه روایات بخاری و مسلم اند اکنون باید دید که چون ابوبکر صدیق غنا را مزمار شیطان گفت و آنحضرت
صلی الله علیه وسلم او را برین تعزیر کرد و نگفت که اینچنین مگو این مزمار شیطان نیست و حرام نیست
بلکه چه گفت منع مکن یا ابابکر ایشان را ازین که امروز عید است یعنی این حکم را که حرمت تغنی و تدفیف است مطلق
مدان و عام خیال مکن و روز عید از لهو و سرور اینقدر جائز باشد خصوصا دختر کان و خورد
سالان را اگر تغنی کنند و اشعار که در آن فحش و ذکر نساء و امثال آن نباشد بخوانند و این تخصیص را
ابوبکر صدیق چون تقریب نیفتاده بود و سابقه بیان از جانب شارع نیافته نمیدانست اکنون بتقریب
وقوع این قضیه معلوم کرد و نیز آنحضرت خود بشنیدن آن مقید نشد و ابوبکر را نیز بر آن ترغیب ننمود
بلکه تغافل زد و برخصتی در این باب اشارتی فرمود پس نهایت آن چه باین حدیث ثابت شود
اباحت و رخصت آن در بعضی احیان مثل ایام عید و مانند آن یا بودن او حرام و مزمار شیطان
در غیر این اوقات و اینمعنی نزد انصاف ظاهر است از حدیث کما لا یخفی و حدیث صوتان
ملعونان فی الدنیا والآخرة مزمار عند نعمة و رنة عند مصیبة که گذشت نیز بقول سیوطی
صحیح است دیگر حدیث معازف که در صحیح بخاری آمده که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم
که در امت من اقوام پیدا آیند که استحلال کنند حر را بکسر حاء مهمله بمعنی فرج که مراد از آن
اینجا زناست و حریر را و معازف را یعنی آلات ملاهی را که مزامیر است پس اگر استماع معازف
و آلات ملاهی حرام نباشد اطلاق استحلال بر آن و ذکر او با حر و حریر چه معنی دارد در
اتصال اسناد این حدیث ابن حزم ظاهری را که از علماء متاخرین محدثین است بجهت تعصبی
که درین باب دارد سخن است و شرح تحقیق این مقام تفصیلی طلبد و موقوف بود بر بیان
انتهی هم بعد تشریح و تحقیق این حدیث شارح گوید پس این حدیث صحیح باشد از جهت ثبوت
اتصال و تمامه علماء محدثین برین اند الا ابن حزم که ایشان گفته که اتصال این حدیث معلوم
نیست زیرا که بخاری قال هشام گفت نه حدثنا و از قال هشام سماع این حدیث از وی صریحا

معلوم نگردد و انتهی و هم بعد تصحیح این حدیث شارح گوید اکنون شاید که تو گوئی که پس ترا چه اعتقاد است بدانکه از کسی که براه انصاف و احتیاط رود و از کدر تعصب مکابره صاف بود در مسئله که در وی نزاع و خلاف راه دارد باشد یا قطع نظر از راجح مرجوح خبر سکوت و توقف صحت نبندد و در این مسئله هم میان فقها و مشائخ نزاع است و هم میان مشائخ طریقت بیکدیگر اختلافست و هر که تتبع احادیث و اقوال فقها و سلف کند داند که متعارف و مشهور میان ایشان حرمت و کراهت آن بوده و غایت توجیه و تطبیق آنست که آنرا مفید و معلل بطریق لهو و لعب بدارند بقرینه آنکه این فعل در آن زمان متعارف و شعار اهل فسق و فجور بود و چون بعد ازان جماعه از ارباب دیانت و ذوق و وجدان بود بحسب تصرفات تاثیری که سماع غنا در نفوس و قلوب دارد و آثارت مکامن و بواطن مواجید و احوال کند در آن افتادند و لهو و لعب گرد سراپرده افعال و احوال ایشان بحال نداردان خارج بوده باشد و بالجمله آنچه در اینجا سنقح میگردد اینست که بر حرمت سماع علی الاطلاق دلیلی قطعی از ضروریات دین ثابت نشده و عمل و اعتیاد و اختلاف طریقه اتباع و هر که آن را بطریق علم و بحث در احادیث و آثار و اقوال اثبات کند محل گفتگو است و از هر که بطریق سکر و غلبه شوق و سطوت حال صادر شود معذور و هر چه از مردم اهل ادب و تورع بی ملاحظه و مبالات آید منکر و الله اعلم و در مدارج النبوت بدانکه در این مسئله اختلاف بسیار آمده قدما و حدیثاً و قولاً و فعلاً بعضی باباحت متوقف و متردد مانده و گفته که نه اینکار کنیم و نه انکار کنیم و بدانکه سماعی که مشار الیه است بقول حق سبحانه الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ و بقول وی تعالی وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ در عوارف میگوید که این سماع است که متفق علیه است حقانیت او و مخالف نیست در وی و هر کس از اهل ایمان و این سماع متجلب رحمت است از پروردگار کریم و اختلاف در سماع شعار رقصاندست بالحان مطربه موسیقیه و در اینجاست کثرت اقوال و تباین احوال بعضی آنرا منکر باشند و بفسق و فجور ملحق دارند و بعضی بدان مولع و آنرا حق و اضح شمارند و هر دو طائفه در

طرفین تفریط و افراط انتهی ایضاً بالجمله درینجا سه طریقه است یکی مذهب فقها است و ایشان انکار میکنند
اشد انکار و سلوک میکنند راه تعصب و عناد و الحاق میکنند فعل آنرا بذنوب و کبایر و اعتقاد آنرا بکفر
و زندقه و الحاد و این افراط است و خروج است از طریقهٔ اعتدال و انصاف و نمی باید بر آن جرأت
کرد خصوصاً در موضع خلاف دوم طریقه محدثین است و ایشان میگویند که ثابت نشده است در تحریم
آن حدیث صحیح و نص صریح بلکه هرچه وارد شده است درینباب از احادیث یا موضوع است
یا مطعون و همچنین آیات قرآنی اگرچه تفسیر کرده اند آنرا بعضی مفسرین بچیزی که دلالت میکند
بر حرمت غنا اما آنرا تاویلات و محامل دیگر هم هست که ذکر کرده اند غیر ایشان از علماء و چون
ثابت نگردد حرمت ثابت شود حل و اباحت بدلالت قول وی سبحانه و احل لکم الطیبات و بعضی
گویند ثابت نشده است نه بر حرمت و نه اباحت آن دلیل قطعی شرعی پس مسئله مبنی گردد بر اصل
در اشیاء که حظر است یا اباحت سیوم ساده صوفیه و مذهب ایشان درینباب مختلف و افعال
متجذب آمده و بعضی اجتناب کرده و بعضی مباشرت نموده و باید که انکار ایشان اشد باشد
و اجتناب و تشدید اقوی باشد زیرا که مذهب ایشان اخذ بعزیمت و احتیاط در افعال و اقوال است
در جمیع اوقات و احوال و لیکن بر بعضی از ایشان غالب آمده ولع و شوق و سکر و محبت و صفح حال
و وجد و هیجان و حکم ایشان حکم واله و سکران است و میگویند که اصح و اشهر از امام مالک و
و شافعی و ابوحنیفه و احمد رحمهما الله قول بکراهیت است و اطلاق حرام نیز آمده و گفته اند قائلان
باباحت که روایت کرده شده است غنا و سماع آن از جماعه کثیر از اکابر صحابه که در ایشان
چندی از عشره مبشره اند جم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علمای
دین که از ارباب زهد و تقوی و علم و عبادت بودند نقل کرده شده است درینباب از ایشان
روایات و حکایات که کفایت است در آن و بی شک معلوم گردد که ائمهٔ دین و اکابر اهل یقین
مختلف بودند در آن اما عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما سماع غنا از وی مستفیض و مشهور است
و نقل کرده است آنرا هر که امعان کرده است درین مسئله از فقها و حفاظ و ارباب تواریخ و این

عبد البر در استیعاب گفته نشنیدم وی تغنا باسی بود امیر المومنین در آنزمان عم وی علی
ابن ابیطالب و میرفت وی رضی الله عنه در خانه جمیله که از مغنیات بود و سوگند خورده
بود که تغنی نکند برای هیچ کسی مگر در خانه خود پس تغنی کرد برای وی و بخواست که بیاید در خانه
وی رضی الله عنه و بشنواند او را و کفارت دهد از یمین خود پس منع کرد وی رضی الله عنه
او را ازان و گفته اند که بودند مر عبد الله بن جعفر را جواری که تغنی میکردند و خود میشنیدند
برای وی و آورده اند که سعید بن المسیب که افضل تابعین است وزوه میشد بوی مثل دروغ
می شنید غنا را و مستلذ میشد بسماع آن و همچنین سالم بن عبد الله بن عمر و قاضی شریح می شنید
غنا از کنیزکان با جلالت قدر کبر سن وی و سعید بن جبیر که از اعاظم تابعین است شنیدند از
جاریه که تغنی میکرد و دف میزد و همچنین عبد الملک بن جریج که از علماء و حفاظ و فقهاء و عباد و که
اجماع است بر عدالت و جلالت وی که می شنید غنا را و میدهد لحان بار او ابراهیم بن سعد
مروی بود امام عصر خود در فقه و روایت و نمی شنوانید طلبه را حدیث تا نمی شنوانید ایشان را
غنا و نقوی داود در مجلس رشید تجلیل غنا و حکایت کرد و از صاحب تذکره که پرسیده شد امام ابو حنیفه
و سفیان ثوری از غنا پس گفتند هر دو نیست غنا از کبائر و نه از اسوء صغائر و نقل کرده اند
که امام ابو حنیفه را همسایه بود که هر شب تغنی میکرد و امام گوش میداشت به تغنی او
الی آخره چون گوش داشت امام تغنای او و نهی نکرد او را دلالت کرد بر اباحت نزد وی و استماع وی هر شب
بآن ورع و تقوی که داشت حمل نتوان کرد مگر بر اباحت و گرفته نشده است تحریم مگر از مقتضای فعل وی و قول
نص قول وی و حکایت کرده نشده است از امام ابو یوسف که حاضر شد مجلس رشید را یعنی و در وی غنا پس شنید و منکر نیست
از سماع پس گفت و ریا نمی اهل علم را و بلا خود که منکر نیستند آنرا و نمی شنیدند ازان و گفت منکر
نمیشود آنرا مگر عامی یا جاهل یا عراقی غلیظ الطبع و پرسیدند از ابراهیم بن سعد الزهری حوال مالک پس گفت
خبر داده مرا که وی دعوتی بود در دین پس بدعوت رسانید و دعوت او که تغنی میکردند و لعب میکردند
با او و بود با مالک وی مر کنیزکی را تغنی میدهد و الله اعلم و آنچه نقل کرده شده است از یک

رحمه الله که گفت نمیشنوند آنرا مگر فاسقان محمول است بر غنائی که مقترن است بوی منکر جمعا بین
القول والفعل و اما امام شافعی رحمه الله گفته است غزالی که تحریم غنا مذهب او نیست و تتبع کردم چندین
از مصنفات وی را ندیدم او را نصی تحریم وی و نه اوستاد ابو منصور بغدادی گفته که مذهب وی اباحت
سماع است و روایت کرده است ابو منصور بغدادی از یونس بن عبد الاعلی که شافعی استصحاب کرد
مرا بسوی مجلسی که در وی قینه بود که تغنی میکرد و چون فارغ شد قینه گفت آیا خوش کردی تو
این را گفتم نه گفت اگر راست میگوئی نیست ترا حس صحیح یعنی خوش داشتن غنا علامت سلامت
طبع و حس است و ناخوش داشتن آن نشان اعوجاج طبیعت و نقصان حس و ازینجا معلوم میشود که دلیل
شرعی بر حرمت و کراهت آن نیست اگر آن بودی خوش داشتن طبع آنرا چه فائده کردی در تاثیر نغمه
هیچکس را سخن نیست و بالجمله بتحقیق صحیح شده است از قول و فعل شافعی چیزیکه صریح است در اباحت
نیست نص در تحریم پس تحریم از جهت عارض باشد نه از جهت معنی که در ذات غنا است اما امام احمد
بن حنبل صحیح شده است روایت که وی شده است غنا را نزد پسر خودش که نام وی صالح
است روایت است از ابو العباس فرغانی که میگفت شنیدم صالح بن احمد بن حنبل را که میگفت بودم
من که دوست میداشتم سماع را و بود پدر من که ناخوش میداشت آنرا پس وعده کردم ابن جناده را
که باشد که نزد من بنشینی پس باشید نزد من تا دانستم که خواب کرد پدر من پس شروع کرد ابن جناده در تغنی
پس شنیدم آواز پائی را بر بام پس بر آمدم بالای بام و دیدم پدر خود را بالای بام که می شنود غنا را
و دامن در زیر بغل او است و وی میخرامد بالای بام گویا که رقص میکند و مثل این قصه از عبد الله بن
احمد بن حنبل نیز منقول است این دلالت دارد بر اباحت سماع نزد وی رحمه الله و آنچه منقول است از وی
مخالف این محمول است بر غنائی مذموم مقترن بفحش و منکر و حکایت کرده اند از داود طائی که وی حاضر
میشد سماع را و راست میشد پشت او در سماع بعد از آنکه منحنی شده بود از کبر سن و بود وی رحمه الله عالم
فقیه حنفی تلمیذ امام اعظم ابو حنیفه کوفی و رساله است درین باب تصنیف کرده ابن طاهر و نقل کرده اجماع
صحابه و تابعین را بر آن و وثوق کرده باسانیدی که دارد و روایت کرده است یونس بن عبد الاعلی

که پرسیدم از شافعی از اباحت سماع را پس گفت نمیدانم هیچ یکی را از علما حجاز که مکروه
دارد سماع را مگر آنچه در او صاف است و گفت یحیی ابن معین که از اعاظم علما حدیث
است که می آمدیم با یوسف ماجشون را پس تحدیث میکرد ما را در خانه و جواری او میزد
معزفه را در خانه دیگر و ایشان علماء ثقات از اهل حدیث اند که مخرج اند در صحاح و گفته اند
عبد العزیز بن سلمه ماجشون که مفتی اهل مدینه بود و روایت می کنند ائمه از وی و
تخریج کرده اند از وی در صحیحین رخصت می کردی در عود و بعضی حنفیه گفته لا باس
در اعیاد و سائر اوقات سرور مباحه و اختیار کرده است آنرا از علماء متقین شیخ الاسلام
ابو محمد بن عبد السلام و صاحب وی شیخ محمد بن دقیق العید و گفته است صاحب
امتاع که بتحقیق بودند صوفیه جماعه از اهل فقه و حدیث و معرفت بانواع علوم شرعیه
مثل استاد ابو القاسم قشیری و شیخ ابو طالب مکی و شیخ شهاب الدین سهروردی ذکر
کرده اند ایشان در رسائل و تصانیف از آنچه دلالت میکند بر اباحت سماع قولاً و فعلاً
و بود جنید رضی الله عنه فقیه که فتوی میداد بر مذهب ابو ثور و حکایت کرده است از وی
قشیری و سهروردی و غیرهما که وی گفت نزول میکند رحمت برین طائفه در سه موضع
نزد اکل زیرا که نمی خورند مگر نزد فاقه و نزد محاورت و مکالمت زیرا که تکلم می کنند در مقامات
صدیقین و انبیا و مرسلین و نزد سماع زیرا که ایشان میشنوند بوجد و شهود حق و حکایت کرده
از علما جماعه صحابه درین باب حکایات که اکثر آنها مذکور اند در کتب قوم بدانکه صاحب
امتاع ذکر کرده است در سماع سه قول را حرمت و کراهت و اباحت و ذکر کرده دلائل
هر مذهب را و ترجیح کرد مذهب اباحت را چنانکه مدعای اوست و جواب داد از استدلال
و تمسکات و حرمت و کراهت و اطناب کرد در اثبات مذهب اباحت و اثبات کرد آنرا
کتاب و سنت و اجماع و قیاس و وجه قیاس آنکه چون ثابت شد در سنت صحیحه جواز تغنی بقرآن
پس در شعر نیز جائز باشد بجامع آنکه تغنی در قرآن اثارت میکند حزن و شوق و استجلاب

مینماید خشوع وخضوع را واین در اشعاری که مشوق اند بطاعات ومناجات وزهد در دنیا
ورغبت در آخرت ومثمر مزید محبت الهی تعالی وتقدس ومتابعت حضرت رسالت پناهی
صلی الله علیه وسلم نیز جایز باشد وصاحب استماع در آلات ومزامیر سخن کرده وگفته
که معروف مذهب ایمه اربعه حرمت مزامیر است وباوجود آن از بعضی علما ومذهب شافعی
واصحاب ظواهر وغزالی وامثال وی خلافها نقل کرده وانواع آلات ومزامیر ذکر کرده
اما دف مختلف فیه است بعضی مطلق مباح گفته وبعضی مطلق حرام داشته وبعضی فرق کرده
در جلایل واراروغیر آن وصواب اباحت اوست در نکاح وبعضی اعلان آن بدف مستحب داشته
ودر شبانه که بعنی نی است نیز اختلافها ذکر کرده دیگر از مزامیر عود است که انرا بربط نیز گویند
وتارها دارد که آنها را زیر وبم گویند ودر وی نیز اختلاف ها ذکر کرده وگفته که معروف در
مذهب اربعه آنست که زدن آن وشنیدن آن حرام است ورفته اند طائفه از علماء بجواز آن و
حکایت کرده شده است که در آمد عبد الله بن عمر بر عبد الله بن جعفر پس یافت نزد وی
جاریه را که میزد وعود پس گفت عبد الله بن جعفر مر عبد الله بن عمر را ایا می بینی درین باسی
لا باس لهذا ونقل کرده اند سماع آنرا از عبد الله بن الزبیر ومعویه بن ابو سفیان وعمرو بن
العاص وحسان بن ثابت واز غیر صحابه عبد الرحمن بن حسان وخارجه بن زید که از فقهاء
سبعه مدینه است ونقل کرده است اوستاد ابو منصور از زهری وسعید بن المسیب وعطا و
بن ابی رباح وشعبی وعبد الله بن ابی عتیق واکثر فقهای مدینه مطهره وحکایت کرده است
جمیلی از عبد العزیز بن ماجشون که وی رخصت میکرد در عود وابراهیم بن سعد فتوی داد
باباحت سماع وعود وصاحب استماع همین عود را اصل ساخته ومزامیر دیگر را بر آن قیاس
کرده وبالجمله وی درین باب از وسعت وخلاعت خالی نیست واجتماع آلات ومزامیر را
نقل کرده وگفته اختلافست در میان قائلین بتحریم که آن کبیره است یا صغیره ومتاخرین
از شافعی بر انند که صغیره است این چند کلمه از کتاب مذکور نقل کرده شده والعهدة علیه

وحقیقت حال و منشاء اختلاف آن بنماید که سرود شنیدن و آلات مزامیر زمان در زمان
قدیم کار و بار بعیدان و لاابالیان و فاسقان و شراب خواران بود لهذا در حدیث صحیح
آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود فرستاده شده ام من و امر کرده شده ام من که
محو کنم معارف را که نام آلات و مزامیر لاهی است و نهی کنم از شرب خمر و زنا و در اصل
نام غنا لهو است و ذکر وی در باب ملاهی میکنند و بعد از محو و محق آثار این امور و رفع از آله
این منکرات چون آن رسم و عادت نماند مسلمانان و صالحان و پارسایان نیز در آن افتادند
و از آن محظوظ گشتند بی ملابست بفسق و منکرات و مخالطت با اهل فسق و فجور و جماعه دیگر
چون دیدند که این عادت فساقان است و مشابهتی بحال ایشان دارد و خوف آنکه مبادا امری
باینجانب کشد اجتناب نمودند و آنکه محدثان گویند که نهی از شارع به ثبوت نه پیوسته و هیچ
حدیثی درین باب بصحت نرسیده بعد تقریر آنکه دائره صحت باصطلاح این طائفه تنگ است
مراد آن خواهد بود که نهی آن علی الاطلاق و تحریم آن لذاته ثابت نشده چنانکه از خمر و زنا و امثال
آن و آنکه بعضی از اهل ظواهر گفته اند که هیچ حدیثی وارد نشده این سخن خالی از مکابره نیست
و مثال این حال قضیه ظروف و اوانی است که آنها را حنتم و مزفت و نقیر و دباء نام است که
در وقت اباحت خمر استعمال آن میکردند و شراب در آن می خوردند و چون شراب حرام شد
و استعمال این اوانی و خوردن شربات دیگر در آن چندگاه حرام ساختند از برای محو و قمع
آثار آن و چون حرمت خمر ثابت و مقرر شد و اجتناب بقمع و قلع آثار و علامات آن نماند فتنه
منع و نهی از ان اوانی نیز نماند و باوجود آن علماء و ائمه دین دو فرقه شدند جمعی بمنع بر
از استعمال آن اوانی و قومی بجواز کما ذکر فی موضعه و در ما نحن فیه نیز مانند این دو فرقه آمدند
قومی بنظر عادت شریف قدیم که این صورت نشان اهل فسق است منع و رسم احتیاط را
گرفته ایستادند و جمعی نظر بمعنی و حقیقت حال انداختند که اگر بملابست فسق و منکرات
حرام و اگر نه چنین است مباح و الله اعلم و علمه احکم بعد ازان بتعصبی و تشددی در میان

آمد هم مانعان افراط کردند و مرتکبان آنرا مطلقا منسوب بفسق و کفر و زندقه داشتند و هم مبیحان
بر رغم آنها آنرا طاعت صرف و عبادت محض گرفتند و تمامه اوقات را مشمول آن و مشغول
آن بدان ساختند و مجمعها و معرکها گرفتند و هر دو طائفه فرق میان اهل و نااهل نکردند
و سررشته انصاف که معنی آن نصف لی و نصف لک است از دست دادند و طریقه
ادب که حقیقت آن نگاهداشت حد هر چیزی است نگاه نداشتند و منشا اختلاف آنست
که جمعی را نظر بر تاثیر و تصرف نغمه در بواطن افتاد و از جا رفتند و قومی را جواز و عدم جواز
فقهی در نظر آمد بر جای خود ایستادند و شیخ ابن عربی میگوید که نشان تاثیر قرآن در باطن
آنست که بغناء و بغیر غنا یکسان باشد و آنکه بنغمه تاثیر کند تاثیر قرآن نیست این تاثیر نغمه است
این سخن خالی از تکلف نیست نغمه حلیه و زیور قرآنست چنانچه در حدیث آمده است که زینوا القرآن
باصواتکم و یکسان بودن هر دو حال خارج از دائره امکان است مگر کسی که شهود و مکشوف
مجرد ذات و صفت الهی باشد فائده صاحب امتاع گفت که چون بنا کرد ابن زبیر کعبه را
بنا میکردند آنرا فرس و روم و تغنی میکردند بالحان خود و شنیدند آنرا مغنیان عرب و
نقل کردند آنرا بعربی و نخست کسی که ابتدا کرد طویس بود و گویند که پیش از نقل این غناء
موسیقی در عرب انواع حسن صوت بود مثل نصب و نشید اعراب و حدا و رکبانی و این اقسام
همه مباح اند خلاف نیست هیچ یکی را در آن و بر این اقسام حمل میکنند نه بر غناء موسیقی
آنها که قائل اند بحرمت آنچه منقولست از صحابه و تابعین و غیرهم از اسلاف چنانکه از
سیاق اخبار و آثار ظاهر میگردد و نعم از بعضی صحابه مثل عبدالله بن جعفر و غیره سماع
غناء موسیقی نیز از جواری مرویست و میگویند که وی رضی الله عنه از مغنیات نیز
می شنید و در معنی اقسام غنا همه یکی است و راجع بصوت حسن است و تفاوتی نیست
نعم در قراءت قرآن تفاوت میکند که در غناء موسیقی تمطیط و تغیر بسیار است این همه
گفته شد و لیکن در تغنی و استماع آن از حیثیت اتباع سید رسل صلی الله علیه و سلم

واقتضای اصحاب و اتباع آنحضرت که بطریق تقرب و تعبد بران اجماع میکرده ما
خلجان باقی است جواب بمانست که محل و مقام آنحضرت متعالی است دیگر انداء او ضاع
و مشارب مختلف افتاده بر بعضی جانب تورع و اتقا غالب آمده و احتیاط دامنگیر
وقت شده و ذوق و جمعیت در عبادت و طاعات دست داده و بر بعضی مکر
و مستی غلبه کرده و ذوق و شوق ایشان در سماع افتاده مدعا آنست امری است
مختلف فیه و در امری مختلف فیه عیب یکدیگر نباید کرد و هر یکی را بحال خود باید گذاشت
و بگذار علم این را بخدای عزوجل و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب و صلی
الله و سلم علی سید الخلق محمد و آله و اصحابه و اتباعه اجمعین هداة طریق الحق و محیی علوم
الدین و در کشف المحجوب است یکی از اصحاب ابو سعید الخدری رضی الله عنه را
کرده که گفت رضی الله عنه کُنتُ فِی عِصابَةٍ فِیها ضُعفاءُ المهاجرین و ان بعضهم لیستتر
بعضا من العُری و قارئ یقرأ علینا و نحن نستمع لقراءته قال فجاء رسول الله صلی الله علیه و
السلام حتی قام علینا فلما رآه القارئ سکت قال سلم فقال ما ذا کنتم تصنعون فقلنا یا رسول
الله کان قارئ یقرأ علینا و نحن نستمع لقراءته فقال النبی علیه السلام الحمد لله الذی جعل
فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معهم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال هیئة بکذا
فتحلق القوم فلم یعرف رسول الله علیه السلام منهم احدا قال و کانوا ضعفاء المهاجرین فجعل النبی
صلی الله علیه و سلم البشر و قال لیک المهاجرین بالنور التام یوم القیامة تدخلون الجنة
قبل اغنیائکم بنصف یوم کان مقدار ذلک خمس مائة عام من باگردی بودیم از فقراء مهاجرین
که ایشان بعضی از اندام خود پوشیده بودند بعضی دیگر از برهنگی و قاری بر ما میخواند و ما
استماع میکردیم قرأت و بر اینحضرت علیه السلام باید و بر سر ما ایستاد چون قاری را دید خاموش گشت
پیغمبر علیه السلام بر ما سلام کرد و گفت شما اندرچه کار بودید گفتیم یا رسول الله قاری میخواند و ما
استماع میکردیم قرآن خواندن او را آنگاه گفت پیغمبر علیه السلام الحمد لله که اندر امت

من گروهی آفرید که مرا بفرمود تا اندر صحبت ایشان صبر کنم آنگاه اندر میان بنشست چون یکی از ما ناخود
را برابر کرد پس حلقه کردند این گروه و کس اندر میان آن حلقه پیغمبر را علیه السلام از ایشان باز نمی
شناخت آنگاه مر ایشان را گفت بشارت مر شما را باد ای درویشان مهاجریه بفیروزی تمام اندر
روز قیامت که اندر آیند به بهشت پیش از توانگران به نیم روز و آن پانصد سال باشد و این خبر را بچند روایت
مختلف بیارند اما اختلاف اندر عبارت است معنی همه درست و یکی است انتهی و قال الشیخ العارف
بالله الشیخ شهاب الدین السهروردی فی العوارف اخبرنا ابو زرعة طاهر عن والده ابی الفضل
الحافظ المقدسی قال اخبرنا ابو منصور محمد بن عبد الملک المظفری السرخسی قال انبانا ابو علی الفضل
بن منصور بن نصر الکاغذی السمرقندی اجازة قال حدثنا الهیثم بن کلیب قال حدثنا ابو بکر عمار
بن اسحاق قال حدثنا سعید بن عامر عن عبد العزیز بن صهیب عن انس رضی الله عنه قال کنا
عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ نزل علیه جبرئیل فقال یا رسول الله ان فقراء امتک
یدخلون الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم وهو خمسمائة عام ففرح بها رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال افیکم من ینشدنا شیئا فقال بدوی نعم یا رسول الله فقال هات فانشا البدوی شعر
قد لسعت حیة الهوی کبدی + الخ ترجمه از مار غمت گزیده دارم جگری + کو را نکند هیچ فسونی اثری
جز دوست که شیفته عشق ویم + افسون و علاج من چه داند دگری + فتواجد رسول الله
صلی الله علیه وسلم پس وجد کرد پیغمبر خدا و رقص کرد اصحاب وی همراه وی تا که افتاد چادر
از دوش مبارک وی پس وقتی که فارغ شدند رفتند هر کسی طرف خانه خود گفت معاویه ابن
ابو سفیان چه نیکو است لعب تو یا رسول الله پس گفت پیغمبر خدا مه یعنی چنین کلام مکن یا
معاویه نیست بزرگ آنکس که نجنبد وقت شنیدن ذکر دوست ثم قسم رداء رسول الله
صلی الله علیه وسلم پس تقسیم کردند ردای مبارک را کسانیکه حاضر بودند با چهار صد پارچه انتهی ان شاء الله تعالی این حدیث
بتمام و کمال از کتاب مرقق القلوب عنقریب خواهد آمد در جواب سوال منشی مرزا جان مولانا
شاه عبد العزیز دهلوی می نویسند استماع غنا مجرد از مزامیر و ملاهی در مذهب حنفی رحمة الله

علیه روایات مختلف دارد اصح آنست که جائز نیست و دف هم جائز است و احادیث کثیره
موید این روایات است انتهی و احادیث صحیحه مثبته سماع آنحضرت صلی الله علیه وسلم و سماع
صحابه کرام بحضور علیه السلام در کتب صحاح دوازده یافته اند و مختلفه بسیار اند الاول
عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه وسلم مر ببعض ازقة المدینة که پیغمبر خدا بگذشت
بسوی بعضی کوچهای مدینه فاذا هو بجوار یضربن بدفهن پس ناگاه رسید بدختران که
میزدند دف را ویتغنین و سرود میکردند و میگفتند شعر نحن جوار من بنی النجار * یا حبذا
محمد من جار * ای خوشا حال محمد را صلی الله علیه وسلم از جهت همسایه فقال النبی صلی
الله علیه وسلم انی احبکن پس فرمود پیغمبر خدا که من دوست میدارم شما را اخرجه ابن ماجه
قزوینی که از ثقات محدثین است الثانی عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی
صلی الله علیه وسلم فدخل حین بنی علی مرویست از ربیع دختر معوذ پسر عفراء که از انصار بود
گفت آمد پیغمبر خدا پس در آمد وقتی که بناء بر من واقع شد یعنی بعد از شب زفاف فجلس علی
فراشی کمجلسک منی پس نشست بر بستر من مانند نشستن تو بقرب من فجعلت جویریات
لنا یضربن بالدف پس دخترکان که از ما بودند دف زدن شروع کردند و یندبن من قتل من
آبائی یوم بدر و ندبه میکردند کسانرا که کشته شده بودند از پدران ما روز بدر و در آن ندبه
اشعار اخیر بود که بدان تشجیع میکردند بر قتال اذ قالت احدیهن چون گفت یکی از ایشان
وفینا نبی یعلم ما فی غد و در میان ما پیغمبریست که میداند چیزی را که فردا باشد فقال علیه السلام
دعی هذا وقولی الذی کنت تقولین بگذار این سخن را و بگو آنچه میگفتی قبل یعنی بسماع که بدان
می پرداختی مشغول باش اخرجه البخاری فی کتاب النکاح و این حدیث نیز صریحا دلالت
غنا میکند الثالث عن عائشة رضی الله عنها قالت زفت امراة الی رجل من الانصار الخ
تشریح این حدیث از شرح مشکوة گذشت و از لفظ لهو که درین حدیث است معلوم میشود
که اطلاق لهو بر غناء حلال صحیح است الرابع عن ابن عباس قال انکحت عائشة قریبة لها

من الانصار فجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اهدیتم الفتاة قالوا نعم نکاح کرده داد
زنی را عائشه از اهل قرابت خود که از انصار بود پس آمد پیغمبر صلی الله علیه وسلم پس فرمود
فرستادید آن دوشیزه را یعنی خانه زوج مردمان گفتند آری قال ارسلتم معها من
یغنی قالت لا فرمود فرستادید با او کسی را که تغنی کند عائشه گفت که نه قال رسول
صلی الله علیه وسلم ان الانصار قوم فیهم غزل فلو بعثتم معها من یقول اتیناکم اتیناکم
فحیانا وحیاکم فرمود پیغمبر صلی الله علیه وسلم بدستی که انصار قومی اند که در ایشان غزل
بسیار است یعنی غزلهای شعار مطربه بسیار میباشد پس کاش میفرستادید صحب آن عروس
شخصی را که میگفت داد او میکرد این مضمون که بطریق تهنیت و مبارکبادی گفته میشد
آمدیم بشما آمدیم پس زنده دارد ما را خدا تعالی و زنده دارد شما را اخرجه ابن ماجه فی
کتاب النکاح الخامس عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ما غنمت
فلانة جنیة کانت عندنا مروست از عائشه صدیقه رضی الله عنها بدرستی که پیغمبر خدا صلی
الله علیه وسلم فرمود چه حال فلان زن را که جنیه بود نزد عائشه پرورش میافت نقالت
اهدیناها الی زوجها عائشه گفت که عروس ساخته فرستاده ام او را بطرف زوج او قال فهل
بعثتم معها جاریة تقرب بالدف وتغنی فرمود پس آیا فرستادید صحب آن دختری که میزد
دف و می سرود قالت عائشة ما تقول قال اتیناکم اتیناکم الحدیث عائشه رضی الله عنها
گفت که چه میگفت یعنی آن سرود را فرمود که میگفت اتیناکم اتیناکم یعنی آن کلمات که بالا گذشت
اخرجه الحافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وهب القشیری فی کتاب اقتناص
الشوارد بسنده وابن حدیث متقارب الالفاظ والمعنی باحادیث سابقه است کما لم یخفی
یا عائشة ابشری بزین فانها لا تلبث ان تموت قال فاتیته بنی فلان فخیرتین ان تقیم عندهما ای عائشه
ابا می شناسی این زن را پس گفت عائشه نه ای پیغمبر خدا فرمود این مغنیه فلان قوم است
دوست میداری که بسراید برای تو پس سراید برای او نقال النبی صلی الله علیه وسلم

قد نفخ الشیطان فی منخریها پس فرمود پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم که دم کرد شیطان
در سوراخهای بینی او صاحب نغمه اعشاق گوید مراد از نفخ شیطان در منخرهایش کنایه از تکبر
و اعجاب نفس وی است که آن زن بوقت سرائیدن خود در حالت کمال طرب و غلبه و سرور
راه تکبر و اعجاب نفس که از عمل شیطان است سلوک نمود و ظاهر است که اینحالت اگر بحالت
قرآن خواندن و ذکر و تسبیح کردن عارض شود ممتنع است و در حدیث آمده است اعوذ بالله
من الشیطان الرجیم من نفخه و نفسه و همزه و تفسیر نفخ تکبر آمده است از امیر المومنین فاروق اعظم
رضی الله عنه ذکر البخاری و اگر اینجمله اخیر دلالت بر حرمت غنا کند منافی صدر حدیث
خواهد شد که مفید حلت است فتنبه و لا تکن من الغافلین رواه النسائی السابع عن بریدة بن الحصیب
الاسلمی رضی الله عنه قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بعض مغازیه فلما انصرف
جاءته جاریة سوداء فقالت یا رسول الله انی کنت نذرت ان ردک الله سالما ان اضرب بین
یدیک بالدف و اتغنی از بریده بن الحصیب الاسلمی که از مشاهیر صحابه است گفت بیرون
آمد آنحضرت در بعضی غزوات خود پس آن هنگامی که برگشت آنحضرت از غزا آمد آنحضرت را
زنی سیاه حبشیه بود یا رنگش سیاه بود پس گفت آن زن بدرستی که نذر کرده ام اگر
باز گرداند ترا خدا تعالی از سفر بسلامت که بزنم پیش تو دف را و سرود گویم بجهت
شادمانی کردن بقدوم تو و سلامت تو نذر پیمان بستن بخدا است فقال رسول الله پس
گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ان کنت نذرت فاضربی اگر هستی تو نذر کرده پس بزن
دف را و الا فلا و اگر نذر نه کرده پس مزن بدانکه علما را در دف زدن اختلافست بعضی
مباح داشته اند مطلقا و بعضی مکروه گفته مطلقا و بعضی مباح داشته اند در عرائس و اعیاد
و مانند آن از سرورهای مشروع و مذهب صحیح و مختار همین است و بعضی آنچه جلاجل
دارد و ندارد فرقی نهاده اند که اول مکروه است باتفاق و این حدیث دلیل اباحت
ضرب دف است زیرا که آنحضرت صلی الله علیه وسلم امر کرد بوفای نذر و وفا واجب است

و تقرر شده است که نذر نمی شده است مگر بچیزی که از جنس طاعت و قربت است و این مذهب
جمهور ائمه است و نزد حنفیه کافی است بودن آن مباح و نذر بامر مباح جائز است و اما نذر بمعصیت
جائز نیست باتفاق پس دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دف بلکه بر بودن او مستحب و در
ما نحن فیه هم همچنین است زیرا که سرور بمقدم شریف رسول خدا صلی الله علیه و سلم
و سلامت وی قربت و عبادت است گروهی بر آنکه سماع اصوات نسا
بغنا مباح است اگر خالی باشد از فتنه کذا قالوا و آنحضرت صلی الله علیه و سلم تعرض نکرد
بذکر تغنی و همین فرمود که اگر نذر کرده بزدن دف بزن یا بجهت آنکه تغنی در ذکر تابع دف
بود چون حکم دف ذکر کردند حکم وی نیز معلوم شد یا بجهت آنکه تغنی مباح است شبهه
که هست در دف است فرمود اگر او را نیز نذر کرده بکن فافهم فجعلت تضرب پس گشت
آن زن که میزد دف را فدخل ابوبکر وهی تضرب پس در آمد ابوبکر رضی الله عنه و حال آنکه
آن زن دف میزد ثم دخل علی وهی تضرب بعد از آن در آمد علی رضی الله عنه و آن زن
دف میزد ثم دخل عثمان وهی تضرب پستر در آمد عثمان رضی الله عنه و وی میزد دف ثم
دخل عمر بعد از آن در آمد عمر رضی الله عنه فالقت الدف تحت استها پس انداخت آن
زن دف را زیر و بر خود ثم قعدت علیها پستر نشست بر دف و پنهان کرد فقال
رسول الله پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر
بدرستی که شیطان هر آینه میترسد از تو ای عمر انی کنت جالسا وهی تضرب بدرستی
من بودم نشسته و وی میزد دف فدخل ابوبکر وهی تضرب ثم دخل علی وهی تضرب ثم دخل
عثمان وهی تضرب فلما دخلت انت یا عمر القت الدف پس وقتیکه در آمدی تو انداخت
وی دف را رواه الترمذی و قال هذا حدیث حسن صحیح غریب اشکال درین حدیث آنست
که چگونه تقریر کرد آنحضرت فعل آن زن را نخست بلکه امر کرد او را بدان و همچنین نزد دخول
ابوبکر و علی و عثمان و نام کرد آنرا در آخر شیطان جواب میگویند که چون اعتقاد کرد آن

زن برگشتن رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسلامت نعمتی از خدا بموجب شکرگذاری و سرور
و شادمانی و در واقع همچنین است امر کرد او را بوفای نذر وی و بیرون آمد دف زدن از صفت
لهو بصفت حقانیت و از کراهت باستحباب ولیکن حاصل میشد بادنی و اقل آن و چون زیاده از حد
تجاوز کرد و بحد مکروه کشید و موافق افتاد وقت آمدن عمر گفت آنحضرت آنچه گفت و اشارت
کرد بمنع زیادت و استکثار از آن و کردن آن بی ضرورت و صریحا منع نکرد تا بحد تحریم نکشد و اما
ترک کردن آنحضرت دو جاریه را که در ایام منی پیش عائشه رضی الله عنها دف میزدند و تغنی میکردند
و عدم تحدید آن بیک حدی و آن ظاهر در استمرار است از جهت بودن ایام عید پس حالات متفاوتند
بعضی اقتضای استمرار میکنند و بعضی نمیکنند زیاده ذکر کرد این کلام را تورپشتی و نقل کرده است
از وی طیبی والله اعلم **الثامن** قالت عائشة رضی الله عنها دخل علی ابوبکر رضی الله عنه
وعندی جاریتان من جواری و شرح این حدیث از مدارج النبوت بالا گذشت و هم در مشکوة
مذکور است **التاسع** عن محمد ابن حاطب الجمحی مرویست از محمد ابن حاطب که صحابی است از قوم
جمح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت فی النکاح رواه
الترمذی و ابن ماجه والنسائی فرق است در میان حلال که نکاح است و حرام که زنا است دف
زدن و آواز خوش در وقت نکاح یعنی سرائیدن **العاشر** عن عائشة رضی الله عنها قالت قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف
آشکارا کنید این عقد شرعی را که نکاح است و بگردانید آنرا در مسجد و بزنید بر آن دفها رواه
الترمذی و قال هذا حدیث غریب و هم از شرح مشکوة بالا گذشت **الحادی عشر**
عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب و ابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار
یغنین فقلت ای صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اهل بدر یفعل هذا عندکم قالا اجلس
فاسمع معنا وان شئت فاذهب فانه قد رخص لنا فی اللهو عند العرس رواه النسائی و کذا فی المشکوة
صاحب مدارج النبوت مینویسند در مشکوة آورده است که ابو مسعود انصاری رضی الله عنه که او را بدری

نیز میگویند یا بسبب آنکه در غزوه بدر حاضر بود یا بجهت آنکه مسکن وی بدر بود و صحابی دیگر از
اعیان صحابه باهم نشسته بودند و سماع غنا میکردند مردی دیگر که حاضر بود شنیدن ایشان
غنا را بروی گران آمد و انکار نمود ای صاحبی رسول الله انتما ای دو یار پیغمبر صلی الله
علیه وسلم شما سرود می شنوید ایشان گفتند اگر میخواهی که تو نیز بشنوی با ما بنشین و بشنو و اگر نه
برو و اذن داده است ما را پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم که بشنویم و این در عروسی بود که تغنی در
آن باتفاق مباح است بالاتر ازین عبد الله بن جعفر که باینکار مولع و مشغوف بود و معاویه نیز با وی
شریک و موافق بود و با وی تودد و تحبب مینمود زن معاویه اظهار انکار کرد بر عبد الله و عیب گرفت
بروی و گفت بمعاویه حال او اینست تو چه معتقدی بوی روزی دیگر عبد الله بخانه معاویه
آمده نماز بسیار گذارد و تعبد بسیار کرد معاویه با زنش گفت این را نگر که چه میکند پس زن از انکار
باز آمد انتهی و ازینجا معلوم شد که بعد زمانه آنحضرت صلی الله علیه وسلم صحابه سماع غنا میکردند و گفتند
که اذن داده است ما را پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم درین لهو در شادی و معلوم شد اطلاق لهو
بر فعل مباح هم می آید و هم معلوم شد که هر لهو حرام نیست **الثانی عشر** در نغمه عشاق است
روی الحافظ محمد ابن طاهر فی کتاب صفوة التصوف بسنده الی عبد الله بن ابی ملیکة ان
عائشة رضی الله عنها حدثته انه کانت عند النبی صلی الله علیه وسلم امرأة تغنی فاستأذن عمر بن
الخطاب رضی الله عنه فالقت الدف وقامت فدخل عمر والنبی صلی الله علیه وسلم یضحک فقال
بابی انت وامی ما اضحکک یا رسول الله فذکر له الخبر فقال لا ابرح حتی اسمع مما کان یسمع رسول
الله صلی الله علیه وسلم فسمع واحتج ابن طاهر به علی الجواز وقال لولا من روایة بکار ابن عبد الله
لحکمت بصحته والحقته بما فی الصحیحین لکن بکار متکلم فیه انتهی کلامه وقال الشیخ الامام العالم العامل
المحقق کمال الدین ابو الفضل جعفر ابن ثعلب الادفوی الشافعی رحمة الله علیه فی الامتاع
بعد ذکر الحدیث المذکور والکلام فی بکار غیر قدح فیه وقد ذکره ابن حبان فی کتاب الثقات و
قال ابن الجوزی لا نعلم قدحا فیه ورواه الخطیب من روایة عبد الرزاق عن بکار وجعل الضعف

فیه براد آخر لیس فی طریق ابن طاهر ورواه الحافظ العالم الثقة محمد بن اسحق الفاکهی
فی تاریخ مکة من غیر طریق الخطیب وغیر طریق ابن طاهر فقال حدثنا ابو یحیی عن ابی میسرة
حدثنا محمد ابن حجر حدثنا عبد الجبار ابن الورد سمعت ابن ابی ملیکة یقول قالت عائشة الی آخر
الحدیث ففی هذا الطریق عبد الجبار بن الورد بدل بکار ثقة انتهی ترجمه حدیث اینست که روایت میکند
حافظ محمد ابن طاهر در کتاب خود که صفوة التصوف است باسناد خودش که مسلسل است تا
عبد الله ابن ابی ملیکه گفت عبد الله که بدرستی که عائشه رضی الله عنها حدیث کرده است او را
که بتحقیق بود زنی نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم که تغنی میکرد پس طلب اذن کرد عمر ابن
خطاب رضی الله عنه پس انداخت مغنیه مذکور دف را و برخاست پس داخل شد عمر ابن
خطاب رضی الله عنه در آن حال که نبی صلی الله علیه وسلم ضحک میکرد پس گفت عمر ابن
خطاب قربانت شود پدر و مادر من یا رسول الله چه چیز بخنده آورد ترا پس گفت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم صورت حال را پس گفت عمر رضی الله نخواهم رفت تا که نشنوم از آن قسم
که شنیده است رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس شنید همچنان فقط احتجاج کرده است ابن طاهر
باین حدیث بر جواز غنا با دف و گفته که اگر در روایات بکار ابن عبد الله نبودی هر آئینه
حکم کردم بر صحت حدیث مذکور و لاحق میکردم آنرا باحادیثی که در صحیح بخاری و در صحیح مسلم
اند لیکن کلام کرده شده است در بکار یعنی در بودن او موافق شرائط ملتزمه صحیحین گفتگو است لیکن
صاحب امتاع مظنه کلام مذکور رفع نموده میگوید که کلام در بکار غیر قدح است در وی بسه
وجه یکی آنکه ابن حبان او را در کتاب خود منجمله ثقات ذکر کرده دوم آنکه ابن جوزی نیز گفته که
نمیدانم قدحی در بکار سیوم آنکه خطیب همین حدیث را بروایت عبد الرزاق از بکار نقل
کرده و ضعف را درین حدیث بجهت راوی دیگر گفته که او نیست در طریق ابن طاهر پس بکار
نزد خطیب هم از ثقات ثابت شد و قطع نظر از ثقاهت بکار فاکهی در تاریخ مکه باسناد صحیح
همین حدیث را از عبد الجبار بن الورد بدل بکار روایت کرده و عبد الجبار ثقه است بالاتفاق پس

در صحت حدیث و وثوق اسنادش اشتباهی باقی نماند مخفی مباد که این حدیث برهان قاطع است
مر اوهام منکرین را و مبطل است حیله های متعصبین را که مخصوص میگردانند اباحت سماع غنا را
بایام اعیاد و تقریبات سرور مباحه بدانکه اینجمله احادیث مذکور در اباحت غنا از قسم صحاح
اند یا از قسم حسان و احتجاج بهر دو قسم نزد جمهور محدثین و فقها صحیح است انتهی مولانا شاه
عبد العزیز دهلوی در کید صد و پنجم تحفه اثنا عشریه مینویسند که غنا مقرون بآلات لهو و
مزامیر باجماع فقها اربعه حرام است و مشایخ عظام و کبرا صوفیه غنا محرم را نشنیده و بآن رغبت
نکرده بلکه سید الطائفه جنید بغدادی گوید انه بطالة و شیخ بزروق فاسی گوید
السماع حرام کالمیتة یعنی یباح عند الاضطرار و آنچه بزرگان اهل سنت
شنیده اند آواز خوب قوال با مضمون موافق از کسی خوف فتنه زده نباشد بوده است
نه از امرد خوش شکل و نه زن اجنبی که دیدنش باعث شهوت شود و اکثر سماع
ایشان از جنس ذکر جنت و نار و تشویق بطاعات یا ذکر هجر و وصل که قریب
الانطباق است بر حالات محبین در غلوای محبت بود و این قسم غنا را حرام گفتن
مخالف شرع بلکه مخالف مذهب خود ایشان نیز هست شیخ مقتول در کتاب الدروس
ذکر کرده است که یجوز الغناء بشروط فی العرس و عجائب اینست که از شروط سماع نزد
امامیه چیزیست که سراسر مایه فساد و خمیر فسق است و هو ان یکون المسمع امراة و لا یکون
رجلا و لا یکون الشعر فی الهجاء و لا یکون کذبا کذا فی شرح القواعد ترجمه آنکه سماع
کننده زن باشد نه مرد و شعر در هجو نباشد فائده درینجا تامل باید کرد که سماع از زن
چه قدر قبیح زیادت دارد بر سماع از مرد انتهی و در نفحات الانس است شیخ الاسلام
گفت عباس فقیر مرا گفت که شیخ ابو بکر الطرسوسی الحرمی گفت که بمکه میهمان
کسی بودم میزبان کنیزکی داشت که چیزی میتوانست خواند کنیزک بخواند شعر
لامنی فیک معشر فاقلوا و اکثروا ترجمه یعنی مرا در عشق تو ملامت کردند قبیله

وکم وبیش گفتند وگفت ملامت نکرد در مهر تو مگر تو این سخن مبنی است بر مسئله توحید
درویشی بر پای خاسته بانگی چند بزد وگفت که ملامت نکرد در مهر تو مگر تو این حرف
بگفت وبیفتاد وبرفت از دنیا شیخ الاسلام گفت که ابو عبد الله باکو گفت که ایوب نجار
در خانه قزوینی بمکه در سماع بود گویند چیزی بخواند بپارسی وی برخاست با پشت راست
آنگاه گفت نفیر از تو وبیفتاد وبیهوش شد وبرفت همانا که انحنائی بوده در
پشت وی که بحرارت وجذبه برفته ومیتوان مقصود مجرد راست ایستادن باشد شیخ
الاسلام گفت که ابو القاسم سائح با قومی در مهمانی بود گوینده برخواند شعر کل بیت انت
ساکنه * غیر محتاج الی السراج * وجهک المیمون حجتنا * یوم یاتی الناس بالحجج * لا اتاح
الله لی فرجا * یوم ادعو منک بالفرج * ابو القاسم سائح دست راست برداشت وبانگ
زد وبیفتاد وبنگریستند برفته بود ترجمه یعنی در هر خانه که تو ساکن وی باشی احتیاج
بچراغ نیست وجهک المیمون یعنی روی مبارک تو حجت ماست در آن روز که مردم حجتها
آرند از طاعت وعبادت لا اتاح الله یعنی ندهد مرا خدای تعالی خلاصی در آوازی که از تو
خلاص خواهم شیخ الاسلام گفته که یکی از طائفه گفت در نیشاپور حادثه بود که مردم از شهر
بیرون رفته بودند من در مسجد بودم در کنج آن مسجد درویشی دیگر بود گوینده در آمد درویش وی را
گفته چیزی بگو وی خواند شعر الغیث بینی وبین الحب معرفة * لا ینقضی ابدا او ینقضی الابد *
لاخرجن من الدنیا وحبکم * بین الجوانح لم یشعر به احد * آن درویش بیفتاد ومیطپید تا دو نماز
آنگاه بیارمید چون بنگریستم رفته بود ترجمه یعنی یافتم میان خود ومحبت تو آشنائی ممتد
که بسر نیاید آن آشنائی تا وقتی که ابد بسر آید واین وجود نگیرد زیرا که ابد زمانی است غیر
متناهی از جانب آینده چنانکه ازل زمانی است غیر متناهی از جانب گذشته وغیر متناهی
را تناهی نی پس انقضاء محبت متعلق بود بمحال یعنی بیرون خواهم رفت از دنیا در حالی که دوستی
شما در میان پهلوها نزدیک سینه قرار گرفته وهیچکس را بآن شعور نیست شیخ الاسلام

گفت که ذو النون مصری و شبلی و خراز و ابو الحسین نوری و ابو الحسین دراج همه در
سماع برفته اند رحمهم الله تعالی سه تن از ایشان سه روز بزیستند و غیر از ایشان بوده اند
نیز از مشایخ و مریدان که در سماع رفته اند چه در سماع قرآن و چه در سماع غیر آن شیخ الاسلام گفت
که در سماع که دیدار آنرا مدد بود مرد را گوش با و بود و دیده با و بود چه جای طاقت و هوش بود
ایضاً ابو بکر مصری گوید که نام وی محمد بن ابراهیم است با جنید بودم و ابو الحسین نوری
و جماعتی از مشایخ صوفیان و قوال چیزی میخواند نوری برخاست و رقص میکرد و جنید
نشسته بود نوری فرا سر جنید آمد و گفت برخیز و این آیت بخواند اِنَّمَا یَسْتَجِیبُ الَّذِینَ
یَسْمَعُونَ جنید گفت وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ
یعنی ابو بکر مصری این آیت بخواند بطریق تعریض یعنی اجابت میکنند و متاثر میگردند از
سماع آنانی که سمع قبول دارند جنید گفت یعنی جماعت که متمکن و ثابت قدم اند چون جبال
می بینی ایشان را منجمد و غیر متحرک چنین نیست بلکه ایشان در حرکت معنوی سریع اند چون
حرکت ابر یعنی صاحب تمکین دیگر است و صاحب تلوین دیگر و هم در نفحات است مولانا رومی
روزی میفرمودند که آواز رباب آواز صریر باب بهشت است که ما میشنویم منکری گفت که نیز همان
آواز میشنوم چونست که چنان گرم نمیشویم که مولانا خدمت مولانا فرمود کلا و حاشا
آنچه ما میشنویم آواز باز شدن در است و آنچه وی میشنود آواز فراز شدن است انتهی چه
خوش گفته اند شعر صریر باب بهشت از رباب میشنوم + تو بستن در و من فتح باب میشنوم
و هم مولانا در مثنوی میفرمایند مثنوی لیک بد مقصودش از بانگ رباب +
همچو مشتاقان خیال آن خطاب + ناله سرنا و تهدید و هل + چیز کی ماند بدان ناقور کل + پس
غذای عاشقان آمد سماع + کاندرو باشد خیال اجتماع + قوتی گیرد خیالات ضمیر + بلکه
صورت گردد از بانگ صفیر + آتش عشق از نواها گشت تیز + آنچنانکه آتش آن جوز ریز + ایضاً
عارفان کین نغمها را بشنوند + جزو بگذارند و سوی کل روند + در شرح مثنوی مولانا روم

مولانا عبد العلی بحر العلوم مینویسند غرض ازین تقریر بیان علاقه استعاره است و مشابهت
در میان انسان کامل و معنی حقیقی نی ظاهر است بوجه دیگر زیرا که مولوی قدس سره از ارباب
سماع بودند و سماع آواز نی میفرمودند و حضرت ایشانرا در وقت سماع نی حالات عظیمه
وارد میشدند و معارف مکشوف میشدند و در نفحات مذکور است که مولوی قدس سره فرمودند
که آواز رباب آواز صریر باب بهشت است ما میشنویم آواز باز شدن در بهشت چنانکه از
استماع کلام انسان کامل اهل فهم را حالات عظیمه پیدا میشوند و معارف جسیمه حاصل آیند
و مشهود میشوند پس استعاره کردند لفظ نی را برای انسان کامل و این مناسب مشرب
مولوی و دیگر ارباب سماع است قدس اسرارهم انتهی و در مقاصد العارفین است و اشراقیان
گویند حرکت افلاک مثل رقصی است که اهل حال بواسطه بوارق قدسیه و شوارق انسیه میکنند
و مبدا اشراق انوار بر هر فلک رب النوع اوست و فلک بواسطه هر اشراقی مستعد حرکتی
مناسب آن اشراق و بواسطه حرکت مستعد اشراقی دیگر است چنانچه صوفیه را در سماع فتوح
عظیم میشود و در اخبار الاخیار است شیخ عثمان سیاح مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح است صاحب
ذوق و سماع بود بارها در مجلس شیخ نصیر الدین محمود حاضر شدی و سماع کردی ایضاً
نقل است از شیخ نظام الدین که فرمود از شیخ ضیاء الدین رومی شنیده ام که مرا یاری بود
او را در سماع حالی و ذوقی بود بعد نقل او را در خواب دیدم که در بهشت مقام رفیع یافته است فاما
مغموم نشسته است تهنیت آن مقام کردم و پرسیدم چرا مغموم نشسته گفت اینهمه یافتم فاما لذتی
و حالی که در سماع بود نمی یابم ایضاً شیخ برهان الدین محمود ابی الخیر اسعد البلخی رحمة الله
علیه از اکابر علماء وقت سلطان غیاث الدین بلبن بود موصوف بود بوفور علم و دانش و وجد
و سماع جامع بود میان علوم شریعت و طریقت و وی مشارق حدیث را پیش مصنف سند
کرده بود نقل است که او بارها گفتی خدا عز و جل مرا از هیچ کبیره نخواهد پرسید مگر از یک کبیره ازو
پرسیدند آن کبیره کدام است گفت سماع چنگ است که چنگ را بسیار شنیده ام و این ساعت

اگر باشد هم بشنوم قبر او در دهلی جانب شرقی حوض شمسی است که آنرا تخته نور گویند بزار و بترک
خاک قبر او باطفال میخورانند تا سبب مزید علم گردد ٭ در اقتباس الانوار است حضرت شیخ داود
قدس سره در جواب ملا عبد القوی بعد از دلائل قویه فرمودند آری سرودیکه مقترن بفحش
و فسق باشد نزدیک همه حرام است و سرودیکه عشق و محبت مولی بیفزاید باتفاق مباح و نیک
و بعد روایت صاحب امتاع که بر اباحت مزامیر است فرمودند اگرچه پیران عالیشان ما
مزامیر نشنیده اند بلکه تصفیق هم روا نداشته انتهی یعنی آنکه حرمت او از نص قطعی باشد
اما در حرمت مطلق با جنس خاص مزامیر نص قطعی وارد نشده باید دانست که آواز دف
در گوش مبارک آنحضرت صلی الله علیه وسلم رسیده است و بر حکم رخصت شنیدن عود و چنگ
بربط و رباب قصص و حکایات از بزرگان ثابت است و اختلاف حل و حرمت هم و اباحت
طبل غازیان بر محل خود است و اباحت طبل مخنثان ثابت نیست و مفصل این اجمال از شرح
مشکات و مدارج النبوت و کیمیاء سعادت و مقامات مظهری درین کتاب مسطور است و راقم
بر آنست که در اختلاف حلت و حرمت عمل بر عزیمت و اولی اولی است و خاص درین زمان و مولوی
محمد اسمعیل شهید در خاتمه کتاب صراط المستقیم مینویسند باید دانست که سماع و غناء بی مزامیر و
کثرت اختلاط امارد بدون شهوت اگرچه از ممنوعات شرعیه نیست لیکن امثال این امور را
در حق سالکین حق خصوصا در حق طالبین راه نبوت خالی از خلل هم نباید فهمید بیانش آنکه
امثال این امور در حق مبتدیان مضر است و هم در حق منتهیان اما در حق مبتدیان تعلق قلب
باستماع غناء منجر بارتکاب استماع مزامیر میشود و اختلاط امارد در خلوت بحدوث شهوت میکشد
اما در حق منتهیان رسوخ چیزی در سویدای قلب بنسبت ایشان سم قاتل است و تعلق قلب
بامارد از همین قبیل میشود و اما عدم تصریح آنجناب بتحریم امثال امور بنا بر حکمت غامضه است بیانش
آنکه امور بر هیچ مفسده از مفاسد شرعیه بالفعل مشتمل نیست پس اگر نهی صریح از امثال این
امور در شرع وارد میشد قطع نظر از ظهور مفاسد و مضرت آن ارتکاب معصیتی شرعیه بمجرد اقدام

براین امور لازم می آمد بناء علیه بر اشعاری بکراهیت امثال این اکتفا کرده شد
پس طالب حق را باید که التفات صمیم قلب بسوی آن ننماید آری اگر بطریق امور
اتفاقیه امثال این امور پیش آیند مجاهرت بانکار آن امور ضرور نیست و تعرض
بحال فاعلان آن جائز نه تا تشدد فی الدین و تحریم حلال لازم نیاید انتهی در کیمیای
سعادت است آنکه با سرود و رباب و چنگ و بربط و چیزی از رودها یا نای عراقی بود
که از رودها نهی آمده است آنکه خوش باشد یا ناخوش بسبب آنکه این عادت شراب خوارگانست
و هرچه بایشان مخصوص است حرام کرده اند به تبعیت شراب بآن سبب که شراب را بیاد
دهد و آرزوی آن بجنباند اما طبل و شاهین و دف اگرچه در آن جلاجل بود حرام نیست
که در خبری نیامده است و این چون رودها نیست که این نه اشعار شراب خوارگانست اما
در طبل مخنثان حرام بود که شعار ایشانست و آن طبل دراز بود میان باریک و هر دو
سر پهن اما شاهین اگر بسر فرو بود اگر نباشد حرام نیست که شبانه را عادت بوده است
که زده اند و شافعی میگوید دلیل بر آنکه شاهین حلال است که آواز در گوش رسول صلی
الله علیه وسلم آمد انگشت در گوش کرد و ابن عمر را رضی الله عنهما گفت گوش دار چون
دست بدارد مرا خبر ده پس رخصت دادن ابن عمر را تا گوش دارد دلیل آن باشد که مباح
است اما انگشت در گوش کردن رسول الله صلی الله علیه وسلم دلیل آنست که او را در آن
وقت حالی بوده باشد شریف و بزرگوار دانسته باشد که آن آواز او را مشغول کند که
سماع اثری دارد در جنبانیدن شوق حق سبحانه تعالی تا نزدیک نرساند کسی را که در عین
آن کار نباشد و این بزرگ بود باضافت با حال ضعفا که ایشان را خود اینحال نبود
اما کسی که عین کار بوده باشد که سماع او را شاغل بود و در حق او نقصان بود پس ناکردن
سماع دلیل حرام نبود که بسیار مباح باشد که از آن دست بدارند اما دستوری دادن
دلیل مباح بود قطعا که آنرا هیچ وجه دیگر نبود انتهی حضرت شاه غلام علی در رساله مقامات

مظهری مینویسند که مرزا صاحب میفرمودند عمل بعزیمت نمودن و تقوی گزیدن درینوقت سخت
متعذر است که معاملات تباه شده و عمل موافق شرع گویا موقوف گردیده اگر بر طبق روایت
فقه و اظهار فتوی عمل نموده آید و از محدثات امور بدعت اجتناب کرده شود بسیار غنیمت است
و میفرمودند السماع یورث الرقة والرقة تجلب الرحمة ترجمه غنا پیدا میکند رقت قلب را و رقت
قلب میکشد رحمت را پس آنچه موجب رحمت الهی باشد چرا حرام بود و در حرمت مزامیر اختلافی نیست
مکروه در اعراس مباح گفته اند و نی را مکروه روزی رسول خدا صلی الله علیه وسلم
در راهی میرفتند آواز نی بسمع مبارک رسید گوش خود بند فرمودند و عبد الله ابن عمر همراه
بود او را بعدم استماع امر نکردند پس معلوم شد که کمال تقوی در احتراز از چنین آواز است
بزرگان نقشبندیه که عمل بعزیمت معمول دارند و از رخصت اجتناب از سماع پرهیز نمایند که در
جواز غنا علما را اختلاف است و ترک مختلف فیه و اولی همچنین از کمال تقوی ذکر خفی
اختیار نموده ذکر جهر موقوف داشته اند انتهی در مکتوب ۲۸۵ حضرت مجدد است سماع
و وجد جماعه را نافع است که بتقلب احوال و تبدل اوقات متصف اند وقتی حاضر اند و وقتی غائب
گاهی واجد اند و گاهی فاقد ایشانند ارباب قلوب که در مقام تجلیات صفاتیه از صفتی بصفتی
و از اسمی باسمی منتقل و متحول اند تلون احوال نقد وقت ایشان است و تشتت آمال حاصل
مقام ایشان دوام حال در حق ایشان محال است و استمرار وقت در شان شان ممتنع زمانی
در قبض اند و زمانی در بسط فهم ابناء الوقت و مغلوبوه ارباب تجلیات ذاتیه که بتمام از مقام
قلب بر آمده بمقلب قلب پیوسته و بکلیت از رقبت احوال متحول احوال محو گشته اند
محتاج بسماع و وجد نیستند چه وقت ایشان دائمی است و حال شان سرمدی
لا یزال لا وقت لهم ولا حال فهم آباء الوقت وارباب التمکین وهم الواصلون الذین
لا رجوع لهم اصلا ولا فقد لهم قطعا فمن لا فقد له لا وجد له اگر سوال کنند که حضرت رسول
علیه الصلوة والسلام فرموده لی مع الله وقت ازین حدیث مفهوم میشود که وقت

دائمی نمیشود جواب گوییم بر تقدیر صحت این حدیث بعضی از مشائخ ازینوقت وقت مستمر
خواسته اند ای لی مع الله وقت مستمر فلا اشکال جواب دیگر گوییم که در وقت مستمر کیفیت
خاصه احیانا دست میدهد تواند بود که از وقت وقت نادر مراد دارند و آن کیفیت نادره
خواهند این زمان نیز اشکال مرتفع میشود طائفه از منتهیان اند که بعد از وصول بدرجه
کمال و حصول مشاهده جمال لایزال ایشان را برودت قویه دست میدهد و تسلیه تام حاصل
میشود که از عروج بمنازل وصول باز میدارد چه منازل وصول هنوز در پیش دارند و میل
عروج دارند و آرزوی کمال قرب درینصورت سماع ایشان را سودمند است و حرارت بخش
هر زمان بمدد سماع ایشان را عروجی بمنازل قرب میسر میشود و مبتدیان را سماع و وجد مضر است
و منافی عروج هر چند بشرائط واقع شود و اعنی بالمبتدی من لا یکون من ارباب القلوب
و ارباب القلوب متوسطون بین المبتدیین و المنتهیین و المنتهی هو الفانی فی الله و
الباقی بالله و هو الواصل الکامل و للانتهاء درجات بعضها فوق بعض و للوصول مراتب
لا یمکن قطعها ابد الآبدین انتفاع سماع مشروط بشرائط است از جمله آن عدم اعتقاد است
بکمال خویش و اگر بتمامی خویش معتقد است محبوس است آری سماع او را نیز بنحوی عروج می بخشد
اما بعد از تسکین از آن مقام فرود می آید و شرائط در کتب اکابر مستقیم الاحوال که عوارف
المعارف و نحوه مبین شده اند و اکثر آنها در ابناء اینوقت مفقود است بلکه این قسم سماع
و رقص که درینوقت شائع شده است و این نوع اجتماع که درین آوان متعارف گشته
شک نیست که مضر محض است انتهی راقم گوید از دیده انصاف باید دید بر وجد و سماع
ما مردمان فی زماننا در نسمات القدس است خواجه عبد العزیز جامی او نیز از اصحاب
صاحب اذواق مولانا سعد الدین بود و از احفاد شیخ الاسلام جام قدس سرهما
و تربت او نزدیک جد اوست جنازه مولانا عبد الرحمن جامی را او امامت کرده بسفر حجاز
نیز رفته بود و در آن سفر اکابر و افاضل بسیار با وی همراهی کردند و آن سفر از وی مشهور

است و صاحب دوائر برنگاشته که دران سفر چون گذر خواجه به تبریز افتاد روزی از
مطربی این بیت سر بگوش هوش او نهاد ؎ پیرهن هستیم از تن کنید * یوسف من تو چه کنم پیرهن
خواجه مقدار ده ذراع از زمین بالا جست چون فرود آمد بدو زانوی ادب بر زمین نشست غالبا
خواجه را سر اشتغال ادای نوافل بسیار بود راقم گوید ای درویش مقلد شریعت مومنین بود
و بعض مقامی مقلد طریقت کافر گردد باید که بر گفتار ایشان عمل کند و بر کار ایشان انکار نکند
حضرت شیخ ما شیخ عبد القدوس در مکتوب صد و چهل و نهم در رخصت سماع مر اهل را میفرمایند
بدانچه شوق سبحانی و ذوق ربانی در وقت سماع که ذوق عارفان در آنست و شوق
عاشقان بر آنست دست میدهد غنیمت دانند و سعادت ابدی خوانند حضور مجلس سماع عارفان را
برای سعادت این دولت است هر که راهست مبارک باد و ذوق در سماع مطلوب مردان است
که شوق ایشان در طلب آنست چون آن شوق بفضل الله دست دهد و آن شوق در کار شود
باید که طالب این ذوق و این شوق در کار شود و در تواجد آید و متحرک گردد و در طلب آن
ذوق و شوق شود و اگر خود را از آن ذوق و شوق باز دارد و از ذوق و شوق حق خود
را باز داشته باشد نشاید که آن وقت خود را بخود گرد آرد و خود را از آن باز دارد که آن حرمان
عظیم است طالبان سالها خون خورده اند بعده بدین دولت و باین مشرب رسیده اند با وقت
باید ساخت تا وقت چه ذوق دهد و شوق کجا برد باشد که از مکان در لامکان کشد و خبر سبحان
دهد الصوفی ابن الوقت اینجا گفته اند که صوفی در پی وقت خود میرود و مطلوب خود حاصل
میکند و با دوست یگانه میشود لی مع الله وقت در شور این وقت است و ذوق
این وقت سبحان الله کدام دولت از ذوق و شوق ربانی بلندتر است که خود را از آن
باز دارند و از دوست بخود باز آرند اجتماع دوستان خدا تعالی حضور ایشان در مجلس
سماع از جهت طمع این دولت است تا از برکت مجلس سماع و دلها مردان بیچاره مفلس را
ذوقی رو نماید و شوق دست دهد باید که مخلص و صادق بود و متکلف نباشد

حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم در شوق ربانی و ذوق سبحانی در عشق و دست شعر شنید
و سماع در داد و با چهار صد یاران در تواجد آمد چندان تواجد کرده که ردا از کتف مبارک بر زمین
افتاد و عشق را بنیاد نهاد و گفت لَیْسَ بِکَرِیمٍ مَنْ لَمْ یَهْتَزَّ بِذِکْرِ الْحَبِیبِ شعر این بود لقد لسعت
حیة الهوی کبدی + فلا طبیب لها ولا راقی + الی آخره خواجه قطب الدین قدس سره
برین بیت جان داد و ندا کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است +
کدام مردانند که جان خود در ذوق و شوق بازند مشرب این بیچاره و یاران این بیچاره
این مشرب است و مع ذلک ایشان ابو الوقت نیز اند تا در صحت وقت خود اقامت شرع
کرده اند و نماز با وقت گذارده اند و جمعه و جماعت ترک نکرده اند که هر چه یافتند از دولت
اقامت شرع یافتند و هر دولت که داشتند از دولت اقامت شرع داشتند چندان
نباید افتاد که از وقت یافتند و قساوت روی آرد که شیطان را دخل بود بعضی مبتدیان را
این واقعه پیش آید والعیاذ بالله من ذلک پس خود را از تصنع و تکلف دور دارند و در شوق
ربانی و سبحانی در کار آرند هر چند تنزه است حرمان روا نیست تنزه از هوا است نه از حظوظ
بذوق و شوق سبحان در حظوظ باش که مطلوب جانست و از هوا دور باش که آن باب حرمانست
ای برادر پیران مریدان صادق را دست گرفته در سماع در آوردند و اجازت دادند تا ایشان
در سماع آمده اند و بحضور شیخ متحرک گشته اند و ادب آنست که لا ینبغی للمرید ان یتحرک بین یدی الشیخ
و چون اذن شیخ باشد ماذون گردد و در حضور و غیبت سماع شود و متحرک گردد و در تواجد
آید و تا انقراض عالم این مشرب خواهد بود چندین مشایخ کبار که اهل سماع بودند و تواجد
کرده اند باذن شیخ کرده اند ای برادر غیر چه خواهی کرد با غیر چه خواهی بود خدا بین باش
غیر بین مباش و هر چه خواهی باش و محمد معین الدین نقشبندی بن خواجه خاوند محمود بن
میر سید شریف که از اولاد خواجه علاء الدین عطار ختن خواجه بهاء الدین نقشبند است
رحمة الله علیهم در کتاب مرقق القلوب می آرد عن انس رضی الله عنه قال کنا عند رسول

الله صلی الله علیه وسلم اذ انزل علیه جبریل فقال یا رسول الله ان فقراء امتک یدخلون
الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم وهو خمسمائة عام ففرح بها رسول الله صلی الله علیه
وسلم فقال افیکم من ینشد شیئا فقال بدوی نعم یا رسول الله فقال هات فانشا یقول
شعر لقد لسعت حیة الهوی کبدی + فلا طبیب لها ولا راقی + الا الحبیب الذی شغفت به
فعنده رقیتی وتریاقی + فتواجد رسول الله صلی الله علیه وسلم وتواجد اصحابه معه حتی
سقط رداؤه عن منکبیه فلما نزعوا اوی کل واحد الی مکانه قال معاویة بن ابو سفیان
ما احسن نغمتکم یا رسول الله فقال له یا معاویة لیس یکرم من لم یهتز عند سماع
ذکر الحبیب ثم اقسم برداء رسول الله صلی الله علیه وسلم من حاضرهم باربع مائة
قطعة فهذا الحدیث اوردناه مسندا کما سمعناه ووجدناه وقد تکلم فی صحة
اصحاب الحدیث وما وجدناه شیئا نقل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم تشاکل
وجد اهل الزمان وسماعهم واجتماعهم وهیئتهم الا بدا وما احسنه من حجج الصوفیة
واهل الزمان فی سماعهم وتمزیقهم الخرق وقسمتها لو صح انتهی وبهین تحقیق از مکتوبات
حضرت یحیی منیری خواهد آمد واز انجا است که صاحب عوارف فرموده اند که جون
پارچه صوفی در حالت وجد بر زمین بیافتد باز گرفتن آنرا بر وحرام است وصوفی بزرگ
ان پارچه را قسمت کند یا سالم کسی اید هد ودر نفحات است شیخ ابو عبد الرحمن سلمی
گوید که ابو سهل صعلوکی را از سماع پرسیدند گفت مستحب لاهل الحقائق ومباح للاهل
العلم ومکروه لاهل الفسق والفجور شرح یعنی اهل حقیقت را سماع مستحب است بنا بر انکه
باسماع یا جذب حالتی نیکو کنند ویا دفع حالتی ردی وعلما را مباح است زیرا که اگر چه
منجذب نشود بحالت نیکو اما دفع حالتی ردی کسب نکند وفساق وفجار را مکروه است
زیرا که بسماع جذب حالتی ردی کنند که خیال فاسده ایشان قوت گیرد انتهی ونام
وی محمد بن سلیمان الصعلوکی الفقیر کان امام وفقیها فی علوم الشریعة وهم در نفحات

خواجه ابوالحسن خرقانی گفته اگر کسی سرود گوید و بآن حق را خواهد بهتر از آن بود که
قرآن خواند و بآن حق را نخواهد شرح زیرا که بر سرود وی فائده مرتب گردد
و بر قرآن خواندن هیچ فائده مرتب نگردد و در تذکرة الاولیا است که خواجه شیخ
ابوالحسن خرقانی هرگز سماع نکردی شیخ ابوسعید بزیارت او آمد بعد طعام خوردن
شیخ را گفت دستوری هست که چیزی گویند شیخ گفت ما را پروای سماع نیست لیکن بر
موافقت تو این بشنویم پس قوالان بدست بیتی گفتند شیخ در همه عمر بیش ازین یک
نوبت سماع نکرده بود پس شیخ ابوسعید گفت ای شیخ وقت است که برخیزی شیخ
برخاست و سه بار آستین بجنبانید و هفت بار قدم بر زمین بزد و دیوار خانقاه بر موافقت
او در جنبش آمدند شیخ ابوسعید گفت یا شیخ بس کن که بناها خراب شود پس گفت بعزت
خدائی که آسمان و زمین بر موافقت تو در رقص آیند شیخ گفت سماع کسی را مسلم است که بالای
وی ما عرش گشاده بیند و از زیر عرش تا تحت الثری پس اصحاب را گفت اگر شما را گویند که
این رقص چرا می کنید بگوئید بر موافقت قومی که برخاسته اند و ایشان چنین باشند
در مکتوب نود و سیوم حضرت یحیی منیری است بداند که چون دلها و سرها خزائن اسرار
و معادن جواهر معانی است و مثال نهان بودن آن اسرار و جواهر در دلها چون
نهان بودن آتش است در آهن و سنگ و سماع پدید آرنده آن اسرار است
از دلها پس ظاهر نشود از دل بسماع مگر آنچه در وی بود ازینجا بدان هر که را غالب
بود بر وی خداوند عز و جل و مشتاق بود بلقای وی و سماع در حق وی محرک است
مر شوق وی را و موکد است مر محبت و عشق وی را و بیرون آرنده است آتش سینه وی را
از نهان گاه و ظاهر کننده است مر احوال شریفه را از مکاشفات و ملاطفات
که در حصر نیاید بداند هر که را ازین نعمت حظی است و آن احوال شریفه را بزبان صوفیان
وجد خوانند اینجا سماع حلال بود بلکه مستحب بلکه گفته اند لازم که این قدمی باشد

که هرچه در عالم هزل بود چون بسمع خداوند این قدم رسد جد گردد چه او از نهاد خود گشته
هرچه بدو رسد بگردد و در سماع بیت و درستی حالت احادیث آمده است یکی از صحیح
برای دلیل اینجا یاد کنیم و آن آنست که روایت کرده شده است از انس رضی الله عنه
که گفت نزدیک رسول بودیم علیه السلام که مهتر جبرئیل صلوات الله علیه در رسید پس گفت یا
رسول الله بشارت مر ترا که درویشان امت تو در آیند در بهشت پیش از اغنیا بپانصد
سال و آن نیم روز بود پس حضرت رسالت بدین بشارت خوش گشت گفت در میان شما
کسی هست که شعری بخواند پس بدوی گفت هست یا رسول الله گفت بیار بیار آنگاه بدوی
این بیت خواند شعر قد لسعت حیة الهوی کبدی * فلا طبیب لها ولا راقی * الا الحبیب
الذی شغفت به * فعنده رقیتی وتریاقی * پس رسول علیه السلام تواجد کرد جمله صحابه با او
تواجد کردند تا ردای مبارک از دوش مبارک بیفتاد پس چون فارغ شدند و هر کسی
بجای خویش قرار گرفتند پس معاویه بن ابی سفیان گفت چه نیکو بازی شماست یا رسول
الله فرمود مه یا معاویه لیس بکریم من لم یهتز عند سماع ذکر الحبیب گفت دور باش یا
معاویه کریم نبود هر که بشنیدن ذکر دوست در جنبش نیاید پس ردای مبارک او را
قسمت کردند بر حاضران بچهار صد پرکاله راقم گوید و نیز همین تحقیق در مکتوبی از
مکتوبات حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی مرقوم است ایضاً و باشد که سماع بمجرد
آواز بود نه بر معنی بیت آخر شنیده حکایات شتران عرب که بمجرد آواز چنان مست
میگردند که با بار گران چندان بروند انکار این امر انکار مشاهده است محروم بی نصیب
از لذت سماع تعجب کند مثل تعجب کردن عنین از لذت مباشرت و تعجب کردن
جاهل از معرفت خداوند این چنین شخص از شمار آدمیان خارج است و دست
بر دست زدن اصل آنست که روایت کرده اند از عتبة الغلام رضی الله عنه بیتی
از کسی شنید پس یکدست بر دست دیگر میزد چنانکه از انگشتان او قطرات خون

چکیده از خواجه ابو سعید الخیر نقل است که گفت درویش چون در سماع دست بر هم زند
شهوتی که بر دست باشد از وی بیرون شود و چون پای بر زمین زند شهوتی که
بر پای بود بریزد و چون نعره زند شهوتی که اندرون باشد بیرون رود اما آنکه
نعره زند در سماع روا بود وقتی که غلبه وجد در باطن پدید آید چنانکه خویش را نگاه نتواند داشت
شیخ عبد الرحمن السلمی این جمله را جمع کرده است اندر کتاب السماع و در تفسیر فتح العزیز است
که چون مال حضرت ابوبکر صدیق در راه حبیب خدای تعالی بالکلیه تمام شد و فقر بر وی استیلا
یافت روزی گلیمی را بجای کورته در گلو انداخته او را باهم مربوط ساخته در مجلس
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاضر شده بودند حضرت جبریل نازل شدند و پرسیدند
که یا محمد ابوبکر را با وجود این مالداری چه حال شد که باین لباس نشسته است آنحضرت
صلی الله علیه وسلم فرمودند که همه مال خود را بر من و در راه من خرج کرده مفلس شد
حضرت جبریل گفت که خدا تعالی ابوبکر را سلام فرموده است و می پرسد که بگو
درین فقر از من راضی هستی یا کدورتی داری حضرت ابوبکر را بشنیدن این حالتی
رو داد که بر مثال ارباب وجد مست شده میگفت که من چه قسم کدورت با پروردگار
خود دارم و بار بار بآواز بلند همین نغمه را می سرائیدند که انا عن ربی راض انا عن
ربی راض انتهی و در کیمیاء سعادت است عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال یا علی انت منی وانا منک فحجل پیغمبر خدا با علی گفت تو از منی و من از تو علی
از شادی این رقص کرد و چند بار پای بر زمین زد چنانکه عادت عرب باشد
که در شادی و نشاط کنند و قال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی فحجل و همدرانست
و با جعفر رضی الله عنه گفت تو بمن مانی بخلق و خلق او نیز از شادی رقص کرد و قال
صلی الله علیه وسلم لزید بن حارثة انت اخونا و مولانا فحجل همدرانست و زید بن
حارثه رضی الله عنه را گفت تو برادر و مولای مائی از شادی رقص کرد و پس کسی که

که میگوید که این حرام است خطا می کند بلکه غایت این آنست که بازی باشد بازی نیز
حرام نیست و کسی که بآن سبب کند که آن حال که در دل او پیدا می آید قوی تر شود خود محمود
است انتهی وکان هذه القصة فی عمرة القضاء لما دخل النبی صلی الله علیه وسلم
مکة فتبعته عمارة بنت حمزة تنادی یا عم یا عم فتناولها علی فاختصم فیها علی وزید وجعفر
فاعطاها لجعفر انتهی قال ابن ماجة حدثنا هشام بن عمار ومحمد بن الصباح قالا حدثنا
عبد العزیز بن ابی خادم حدثنی ابی عن عبد الله بن مقسم عن عبد الله بن عمر وانه قال سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علی المنبر یقول یاخذ الجبار ابن الجبارون این
المتکبرون قال ویمیل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن یمینه وعن یساره حتی
نظرت الی المنبر یتحرک من الاسفل حتی انی اقول اساقط هو برسول الله صلی الله علیه وسلم
وهشام بن عمار من رجال الستة غیر مسلم صدوق ومحمد بن الصباح بن سفیان
ابو جعفر التاجر صدوق وابن ابی خادم سلمة ابن دینار صدوق فقیه من رجال الستة
وابوه فقیه عابد من رجال الستة وعبد الله بن مقسم نفسه فقیه مشهور من رجال الستة غیر الترمذی
ایضا در مکتوب قطب عالم است بشیخ جلال لائج باد برادرم شیخ عبد الرحمن آمده رسید
که گویندگان چیزی می گفتند خدمت اخوی را شوق ربانی و ذوق سبحانی در اهتزاز
آورد و در اضطراب کشید و در تواجد انداخت الحمد لله درین فرح این فقیر چنان متفرح
گشت که در حد نیاید و در کون نگنجد که حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم میفرماید لیس
بکریم من لم یهتز بذکر الحبیب چون که دوست خدا در شوق در آید و در ذوق بجنبد نور شوق
وی بشرق و غرب گیرد و مزید باد و همیشه در حیات و ممات بر آن سماع مستغرق باشند
و این نعمت در خانواده پیران چشت نهاده اند و اعراس پیران بر سنت پیران بسماع
و صفای جاری دارند انتهی راقم گوید سخن مردان مردان دانند دیگری چه داند قلندر
آنچه گوید دیده گوید حضرت عبد الخالق غجدوانی فرمودند سماع بسیار مکن که سماع بسیار

نفاق پدید آرد و در وقت بسیاری سماع دل را بمیراند و بر سماع انکار مکن سماع
را اصحاب سماع بسیار اند چنانچه در ذکر ایشان گذشت و در کشف المحجوب است بدانکه سماع
را اندر طبایع حکم های مختلف است همچنانکه ارادت اندر دلها مختلف است و ستم باشد
که کسی مر آنرا حکم قطع کند و در جمله مستمعان بر دو گروه اند یکی آنکه معنی شنوند و دیگر
آنکه صوت شنوند و اندرین هر دو اصل فایده و آفات است زانچه شنیدن اصوات
خوش غلیان آن معنی باشد که اندر مردم مرکب بود اگر حق بود حق و اگر باطل بود
باطل کسی را که مایه در طبع فساد بود آنچه شنود همه فساد باشد و جملگی این معنی اندر حکایات
داود علیه السلام بیاید آنانکه صوت داود شنیدند دو گروه شدند یعنی آنکه از اهل شقاوت
بودند بمزامیر ابلیس مایل شدند و آنکه اهل سعادت بودند بصوت داود بماندند و بعض آنانکه
اهل معنی بودند صوت داود و غیره اندر پیش ایشان نبود از آنچه همه حق را میدیدند اگر مزمار
و بو شنیدندی اندران همه فتنه از حق دیدندی و اگر صوت داود شنیدندی اندران هدایت
از حق دانستندی تا از کل باز ماندندی ندیدی نضر بن الحارث کلام خدا شنید و گفت هذا
اساطیر الاولین و عبد الله بن سعد بن ابی سرح که کاتب وحی بود گفت فتبارک الله احسن
الخالقین و ذو النون مصری گوید سماع وارد حق است که دلها را بدو بر انگیزد و بر طلب حریص کند
هر که آنرا بحق شنود بحق راه یابد و هر که بنفس شنود اندر زندقه افتد و مراد آن نه آنست که سماع
علت وصل حق است بلکه مراد آنست که مستمع باید تا معنی شنود و صوت مجرد و دل وی محل وارد
حق باشد حضرت حاجی شریف زندنی فرمودند که در اثنای سماع صفائی و ضیائی بغایت
حاصل میگردد که هیچ چیز پوشیده نماند از عالم اسرار و روشن دل میشود و آلایش حسد و کینه و غل
و غش بکلی زوال می پذیرد و بسوی عرش و کرسی میل نکند و اگر کند اهل سماع از وی احتراز کنند
و او را اهل سماع نخوانند زیرا که با غیر پرداخت حضرت علو مشاذ دینوری میفرمایند سرود
بهوای نفس شنیدن درست نیست و سماع سریست از اسرار الهی در دل عاشق فرو

آید که بسبب آن از همه بیگانه شود و دیوانه در سماع و تواجد می آید در کشف المحجوبست
میان محققان در سماع اختلاف است گروهی گفته اند سماع آلت غیب است که اندر مشاهده
سماع محال باشد پس سماع آلت مبتدیان باشد تا از پراگندگی های غفلت مجتمع باشد
و باز گروهی گفته اند که سماع آلت حضور است چنانکه دل را وصل محبت است و سر را
مشاهده و روح را وصلت و تن را خدمت باید تا گوش را نیز نصیبی بود چنانکه چشم را است
از رویت و گویند سماع آلت حضور است که غایب خود غایب است و غایب منکر بود و
منکر آن اهل آن نباشد اصل سماع چون آفتاب باشد که بر همه چیزها بتابد اما هر مظهری را مقدار
مرتبه وی از آن ذوق و شرب باشد یکی را می فروزد و یکی را می نوازد و یکی را می گدازد و این
جمله بر سه مرتبت اند یکی از مبتدیان و دیگر متوسطان و سه دیگر کاملان بدانکه سماع وارد
حق است مبتدیان مائل حدیث حق نباشد مگر آنرا اثری باشد بحرقت و قهر چنانکه
گروهی اندر سماع بیهوش شوند و گروهی هلاک شوند و هیچ کس نباشد الا که طبعش از حد اعتدال
بیرون شود و اضطراب مبتدیان اندر حلول وارد حق تعالی بود از آن میباشد که جنبه
ایشان مر آنرا مخالف است چون آن متواتر شود مبتدی اندر آن ساکن شود و باید دانست
وجد و وجود مصدر اند یکی بمعنی اندوه و دیگر بمعنی یافتن و فاعل هر دو یکی جز بصدر
فرق نتوان کرد و مراد این طائفه از وجد و وجود اثبات دو حال باشد اندر سماع
که یکی مقرون اندوه باشد و دیگر موصول یافت مراد و حقیقت اندوه فقد محبوب
و منع مراد باشد و حقیقت یافت حصول مراد پس وجد سریست میان طالب و مطلوب
و وجود فضلی است از محبوب بمحب و نزدیک من وجد اصابة المی باشد مر دل را
یا از تعب یا از طرب و وجود ازالت غمی بود از دل و مصادفه مراد آن باشد و صفت
واجد اما حرکت بود در غلیان شوق و در حال حجاب و اما سکون در حال مشاهده و
در حال کشف گروهی گویند که وجود صفت مریدان است و وجد نعت عارفان و گروهی

اگویند که وجد حرقت مریدان شاهد وجود تحفه مجان در رتبه مجان بلند تر از مریدان باید آرام با تحفه
تمام تر باشد از حرقت اندر طلب نمیبنی کشف نگردد بجز در حکایت و آن آنست که روزی شبلی جنید را
اندر یکین یافت گفت ایها الشیخ چه بوده است گفت من طلب وجد میشدم گفت الآن من بعد طلب مشائخ
اندرین سخن گفته اند از انچه آن یکی نشان از وجد داد و دیگری اشارت بوجود کرد نزد یک من سخن قبول
نیست است از انچه چون بند و نشناخت که مسبوق از جنس او نیست نفوذ او در از گردد و درین سخن گفته اند
در اهل هشتم کیمیاء سعادت است بدانکه ایزد تعالی را سر است در دل آدمی چنانکه آتش در آهن و سنگ و همچنان که
در خم آهن پر سنگ آن آتش آشکارا گردد همچنین آتش سماع آواز خوش موزون گوهر دل را بجنباند و
چیزی پیدا آورد بی آنکه آدمی را در ان اختیاری باشد اما میگویم که حکم سماع از دل باید گرفت چه سماع
هیچ چیز در دل نیاورد که نباشد بلکه آنرا که در دل باشد بجنباند و هر کرا در دل چیزی بود که آن شرع بخوب
است و قوت آن مطلوبست چون سماع آنرا زیادت کند او را ثواب باشد و هر کرا در دل باطلی بود که در
شرع مذموم است سماع او را بسماع عقاب بود هر کرا دل از هر دو خالی است لیکن بر سبیل بازی شنود و بجمله طبع
از ان لذت یابد سماع او را مباح است اهل انست که کسی را که دوستی حق تعالی غالب شده باشد و باو تجلی
عشق رسیده و سماع او را مهیج بود بدانکه در سماع سه مقام است اول فهم و آنگاه وجد و آنگاه حرکت
انتهی در نفحات القدس است خواجه کلان دهبدی که نام ایشان محمد است ابن مولانا خواجگی احمد
انجسار و افتخار داشت و بوجد و سماع رغبت فراوان چنانکه اگر بجای سرود خوش آواز ان
دنی نوازان در رکاب او بنواختندی و انجان بودندی و بعض درویشان در رقص و سماع انتهی **مؤلف**
کتاب هذا ساکن شهر بلیست که گرد بگرد ان مزارهای پر انوار بزرگان مخصوصست و سمت
غربیش از قصر دکوه مشکهای انگریزان آباد و سمت شرقیش از آب روان یاد از کشت زارهای
شاداب تر و تازه و سمت جنوبیش از شجرهای بار دار پر ثمر و صحراهای سیراب سبز و اندر و نش
و برکت کرامت قبور بزرگان معمور و از ابتدای آبادی تا حال هر جا گلی میدمد از هوای آن تاب
صفای نیابد و الغرض آن خطه سرور مطلوع ارباب تحقیق و در عشق خبر شور انگیز حاصل بود و

است الحمد لله اولاً و آخراً که بمنه و کرمه کتاب هذا در آخر عشر شهر ذیقعده سنه ۱۲۸۶ یکهزار و دو صد و هشتاد و شش هجری پیرایهٔ اختتام و حلهٔ تمامی در بر گرفت ✤ فقط

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که کتاب مستطاب انوار العارفین تالیف زبدهٔ اهل ایقان خلاصهٔ ارباب عرفان مقبول بارگاه کونین حافظ محمد حسین صاحب چشتی صابری قدوسی ساکن مراد آباد که تمامی عمر خود را در حصول مذاق معرفت گذرانیده و شجرهٔ توحید و تجرید آنچنان در مزرعهٔ دل دمانیده که بمصداق ع مائیم که با غیر خدا جفت نگردیم ✤ در عالم تجرد بسر برده اند در ماه جمادی الآخره سنه ۱۲۹۰ هجری علی صاحبها الف الف تحیة و سلام از زیور طبع آراسته گردید مؤلف سلمه الله تعالی از احوال خود صرف در دیباچه بر نام اکتفا فرموده مرد سراپا اشفاق و همه تن اخلاق و یگانهٔ آفاق اند با علما و فقرا نرد اختصاص می بازند و دائما قانون رقت قلبی را بمضراب سوز سینه می نوازند اللهم احفظه و بارک فی عمره و نیز واضحباد که مولف از تحریر کتاب در سال هشتاد و شش دست کشیده بود چون طبعش بفور اتمام دست نداد بعض وقائع بعد اتمام کتاب نیز ضمیمهٔ کتاب ساخت و از همین است که ناظرین در کتاب بعض جا خواهند یافت که وفات فلان کس بعد تحریر هذا در سال هشتاد و هشت رو داد فقط و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله و اصحابه اجمعین ✤

قطعهٔ تاریخ طبع از سید قاسم علی خواهان بریلوی

کیون نه مرغوب ہو زمانے کو — مخزن ذکر اصفیا ہے یہہ
سر اسرار سی تو ای خواہان — لکھہ کہ تاریخ اولیا ہے یہہ
۱۲۹۰

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
P95613

